UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188992

UNIVERSAL
LIBRARY

بیسویں صدی کی داستان در فرمائش نواب [illegible]

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائی جادو
تقریر نوعروس کلام زیبا دوشیزہ تقریر مرصع و تحریر حیرت افزائی

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوئی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران در یکسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا ہے خالق اکرم ہا ہی بنائے طاسم ۔ ہا ہی لوح و قلم صانع صنعت آدم حی و قدیر سمیع و بصیر علیم و خبیر
رزاق مطلق شاہ و فقیر نظم مصنف

فتاح و علیم و رحیم	کن شدہ خلق جملہ عالم	افلاک و زمین و کوہ و دریا	اک حکم سے سب ہے ہے پیدا
رزاق و رحیم ہی تری ذات	کیا خم کہ کریم ہو تری ذات	اے مدرک وحی سائر غیب	اے حاکم خالق بلا ریب
اے خالق رجا و توانا	عالم مین نہین شریک تیرا	مجھ عاجز و خستہ کن رکھ	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
عصیان کیے بیشمار مجھ سے	دامن گل آرزو سے بھر دے	اے ذرہ نواز اس قمر پر	جلدی آپہنچی نظر کرم کی

نعت جناب اشرف انبیا محبوب خدا صاحب قاب قوسین او ادنی اعنی جناب
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نظم مصنف

اے ہا ہد طلع ناز دکھلا	غم نے بڑھ بڑھکے آج کرنا	لکھ نعت رسول با کرامت	تو باوہ گلشن رسالت
روشن کن شمع خانۂ دین	مہر افلاک عز و تمکین	محبوب خدا لقب ہی تیرا	واجب سب پر ادب ہی تیرا
معراج ہوئی زینت زین	ادنی رتبہ ہو قاب قوسین	پردے پردے کے وہ مطالب	ظاہر کیے حق نے سب مراتب
روشن ہی یہ معجزہ جہان پر	دو ٹکڑے کیا قمر برابر	مجھ عاجز و خستہ کی زبان کیا	نکتہ جو تری صفت مین لکھتا
سن لے مری اے حبیب اور	ہی بار گنہ کا میرے سر پر	عصیان کے عذاب سے بچالے	اس غم سے ہین میرے سب نرالے
	پر دل نے کہا جو یا محمد	سب مشکلین ہو گئین دور ہین رد	

منقبت جناب حیدر کرار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار باب شبیر و شبیر کنندہ
باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت ۔۔۔ ہو شرب شراب مثل شربت ۔۔۔ مینائے قلم ہو بر سر جوش ۔۔۔ کر دے مئے سرخوشی کسے مدہوش
دل مین جب لطف مے سمایا ۔۔۔ ساقی کو ثر کا یاد آیا ۔۔۔ اس ساقی آفتاب ضو کا ۔۔۔ ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
حیدر صفدر لقب ہو تیرا ۔۔۔ اعلیٰ سب سے نسب ہو تیرا ۔۔۔ تجھ سا نہوا نہو گا نامی ۔۔۔ معراج مین تھے نبی کے حامی
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا ۔۔۔ سلمان کو شیر سے بچایا ۔۔۔ ظاہر مین ہوے بھی تھے پیدا ۔۔۔ جسوقت یہ معجزہ دکھایا
جب جم ہوے تھے جل کے ناری ۔۔۔ آفت مین پھنسے خلیل باری ۔۔۔ آتش گلزار ہو گئی سب
یوسف کا بھی تذکرہ ہو روشن ۔۔۔ بھائی اُنکے ہوے جو دشمن ۔۔۔ دل مین اُنکے بھی سما یا ۔۔۔ اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
آیا زبان پر علیؑ کا ۔۔۔ تاریک کنوان ہوا قصر بیا ۔۔۔ آخر ہوے مصر کے شہنشاہ
کیا کوئی لکھے گا در حیدرؑ ۔۔۔ اس باب مین ہو گواہ خیبر ۔۔۔ اگہ جبرئیل کے ہین شہپر
مرحب سا دہ دیو خوک پیکر ۔۔۔ اک حملہ مین دو ہوا برابر ۔۔۔ سکتے ہین تری شجاعتون کے
پیدا ہوے کعبہ مین بصد جاہ ۔۔۔ یہ نور ہین کبریا کے دا للہ ۔۔۔ کعبہ سے کیا تون کو باہر
گام آتے ہین میرے صبتون مین ۔۔۔ حیدر ہین شریک آفتون مین ۔۔۔ آسان ہو قسم کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین و الا تمکین حصہ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعہ آہن حصار کو فتح کر کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین بمقابلہ سعد بن قباد و سہد و سلیمان عنبرین موے کوہی فرد کش ہو نامہ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہے اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہو کر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمر و ایک سمت بدحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے نوحے کر شہر رو مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہے ان سب کے حالات اپنے اپنے مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول ہنر پرور دشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت برہم زن لشکر ساحان نہیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصہ ملکہ تازی اسد بن کرب غازی حال خیریت مآل گوہر بے بہاے قلزم طراری نہنگ بحر زخار عیاری خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین دعشق بلکیہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو ۔ ساقی نامہ مصنف

گر ہو ہر ہے تو ای ساقی لاناب ۔۔۔ تمر کو ہوئی خواہش آفتاب ۔۔۔ ترے سیکدے مین جو کاہش ہوئی ۔۔۔ خراب مضامین کی خواہش ہوئی

مجھے جام صہبائے گلگون پلا | کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا | شراب کہن مین نیا لطف ہی | بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہی
مئے ارغوانی پلا ساقیا | نیا رنگ مضمون نکھا ساقیا | شراب مصفا کی ہی جستجو | پلا جلد اے ساقی ماہرو
پلا دے جو اک جام اے گلعذار | کھلے دفتر نظم باغ و بہار | عبارات رنگین کا ہو انتظام | ہر اک جا پہ ہون چپ فقرے تمام
ہر اک حرف ہو غنچۂ دلستان | ہر اک نقطہ خال رخ مہوشان | وہ اس گلشن نظم مین گل کھلین | کہ خار الم با غبون کو ملین
چمن سے مشابہ ہو مین اسطور | کشش ہو ہر اک حرف کی زلف وار | دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان | جلین سبز بختان باغ جہان
تجلی طبع قمر دیکھ لین | اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین | دکھائین مضامین وہ گلزارین | ہون خوش ہمصفیران باغ جنان

چہرہ رہ نوردان غریب الوطن و طی کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و غم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے سروسامان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف متانت شعاران فرخندہ پی رہ عشق کرتے ہین یون سر سے طرۂ اول دو کلمۂ افراسیاب بیان ہوتے، مین جبکہ افراسیاب لوح طلسم ہوش رُبا لے کر برسر کوہ بلور ہو چکا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار ہمراہ برق انداز مع ابریق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے ہو پہنچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ زرہ پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے باغ سیماب مین اسد اُڑ کر ہو پہنچ گیا افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرحلے شکست کراتے ہوئے اس راہ ہول خیز کے بندوبست کرتے ہوئے بارہ سیماب مین پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہی اسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہی سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جاکر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھکر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا نہ مار سکا بالتقریر پھر بیان کرونگا اب سب صاحب یہ تبلائین کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے لاؤن سیماب میری محبت مین کشتہ ہوا ایسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا ایسا مہوش محبت نپاؤنگا اپنی اپنی موافق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادو زدہ مصور نے جواب دیا اے شہنشاہ وہ صلاح تبلاؤن کہ گر سامری و جمشید قصد کرین لوح نہ پاسکین دیر میرا خداوند داؤد ساحر اتنا بڑا ہی کہ آپ کو کتاب سنگری بنا کر دیا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھے خداوند ہی تمہارا ہمارا پیدا کرنے والا ہی اگر اسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش اعلی پر بھجوا دیگا فرشتون کے پاس رکھے گا سب کچھ اسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانین گے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے اس فصاحت و بلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا اے صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اسکو امانت خدائی سے کب

مہلت ہو صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لے کر جلین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح انکے سپرد کرین مدت سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھوالین گے مسلمانون سے لڑائی ہو جان کا خوف بھی رہتا ہو جب خداوندعمر بڑھا کر لوح محفوظ پر وہ سن تحریر کردیگے پھر کوئی مسلمان ہمکو نہ مار سکے گا افراسیاب کو یہ باتین بہت پسند آئین جواب دیا ہی قدرت کی بھاوج کیا معقول بات کہی ہو مگر احتیاط واجب ولازم ہو ایسا نہو کہ کسی طور سے ساربان زادہ دربار مین خداوند کے پہنچ جاے عرضی لیکر عیار پہچان جائین مکرر ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھو آئین کہ اوسمین دربارین کوئی عیار تو نہین پہونچا صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہو افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی

اول القاب خداوندی بعد اُسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف			
ہو یہ مقبول عرض پردازی	اپنے بندے کی ہو سرافرازی	کہ خداوند عرض ہو یہ قبول	بندۂ خاص سامری ہو طول
وقت امداد دو دستگیری ہی	آپ کی دی ہوئی امیری ہی	اہل اسلام سرکشی پر ہین	آپ ہی اب معین و یاور ہین
		یہ عرضی خدمت فیضدرجت مین پہونچتی ہو امیدوار	

ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمائیے اپنی خدمت مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہوگیا ہی لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب پہونچایا مگر یہ بندہ حقیر آپ کا لڑ بھڑ کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہون بخوف عیاران لوح لیے بیٹھا ہون مشکل آسان کیجیے مجلس رنج والم سے نجات دیجیے یہ مضمون لکھکر صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھ آؤ ایک ایک امیر و وزیر مشیر و خدمتگار جو بدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بانداے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف ملک داؤد یہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ شمشیر زن کے افراسیاب نے برانے انتظام و احتیاط صبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی زبانی بھی سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤد یہ کے چلی ان دونون کو راہ مین چھوڑیے اب دو کلمۂ داستان اسد علی وقار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہون کہ شمسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سُنکر مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا گردل سے کہتا ہی اے اسد نامدار خواجہ عمرو نے بجا ارشاد فرمایا مین بدا قبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہو نہ لے سکا افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مرنا بہتر تھا اب چلکر کسی مقام پر جان دین اپنا خون اپنی گردن پر لین اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا اے اسد انصاف شرط ہی خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی مین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی تدبیر تو خواجہ عمرو

کر رہے ہین ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے اُنکو بچایا پروردگار ایسا سامان کرے مجھ بدنصیب کا
لعانہ ہو وہ خدمت مین بابا جان کی پہونچ جائین یقین ہوا درمہربان جناب ملکہ زبیدہ شیرگیر دختر بلند اختر
میر باتو قیر حق شیر بحل کرونگی دو چار دن روئینگی آخر دل بہل جائیگا ای اسد بڑا افسوس یہ ہو کہ ہمارا
لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم مین آگیا ہو ہمارے انتقال کی خبر سُنکر افراسیاب سے لڑیگا
مگر وہ بیچارہ کم سن کیا کرسکیگا افراسیاب گرگ باران دیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا
سحر وساحری مین یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ کلیجہ تھا سالہا سال اُس
ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان کے معرکے بڑے بڑے کسکی مجال ہو کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہو جو اُسکے
سامنے ٹھہر سکے پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر وفریب سے اگر افراسیاب پکڑ لیگا ان خیالات مین ملکہ حسین
کا بھی خیال آیا ہے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا **اشعار مصنف**

اقبال نے جب سے مجھ کو پھیرا — کب تک چشم فلک مین گھٹاؤن
میں صورت زلف ہون پیشان — گھیرا ہی حصار گرد غم سے
تنہائی ہی میری حال پریشان — گرد اپنے بگولے گھومتے ہین
پس ماندہ کاروان ہون ای شوق — ہر گام پہ دیتے ہین خلش خار
ذرّے مرے سر چڑھے ہین آکر — کہتا کبھی ای فلک یہ کیا ہی
دشمن کی بھی دوستی تم ہی — کیون دل کو مرے لگا رکھا ہی
یہ اور بھی میرے حق مین سم ہی — مین نے ترا کیا کیا ہو ظالم
عریانی ہی بسکہ جامۂ تن — جنگل دیتا ہی اپنا دامن
کیون اتنا مجھے ستا رکھا ہی — کب کا یہ عوض لیا ہو ظالم

خار الم دل مین کھٹکتا ہوا سرٹکتا ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا ایک جانب
دریاے خمار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت مصیبت وسرگشتہ وادی بلا دمحنت زبیدہ
نخل میٹھا اس موج مین کہ بہاڑ پر چڑھ جاؤن سختی اُٹھاؤن اپنے کو دریا مین گرا دون بحر خار مین ڈبون جسکی
آبرو ریزی ہو چکی ہو اُسکے واسطے یہی بہتر ہی تنگان دریا کا طعمہ ہون اس خیال مین اسد غارتی کی
نظر طرف صحراے سبزہ زار کے اُٹھ گئی آفت دیدہ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور ونا چار دل مین یاد
دلدار ملک لموت کا سامنا موانس نہ ہمدم شباب مین جان دینے کا غم دیکھا صنعت باغبان قضاؤ قدر سے
وہ جنگل نمونۂ گلشن ہی کہین لالہ باد ل داغدار کہین کوہ یا لا کھلا ہوا ہوا سے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہو **نظم**

زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت — کاہے کو رہے ہوا سے جنت
ابر و گل و سبزہ طرب ریز — افلاک و زمین سرور انگیز
دل مین ہوئی اپنے جائے صحرا — زنجیر بنی ہوا ے صحرا
اور اُسپہ وہ ابر باران — کھینچا ہی ہوا نے دامن دل
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو — ریحان خط عذار گلرو
ہنگامۂ عید بادہ خواران — بھڑکی تپ شوق گلبدن دل

ازبسکہ ہو سبزہ جلوہ آرا | ہی خاک طلسم چرخ خضرا | ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر موت
بھی محافظ و نگہبان ہی زندگی دامن تھامے ہی دام حسرت و یاس مین شاہزادہ مبتلا ہی کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی سراپا
زخمی باغ سیماب مین انتہا کی تلوار چلی تھی ملول رنجور خانہ ہاے زرہ قطرہ ہاے خون سے معمور مرنے کی خواہش
فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ رو متغیر متفکر متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ دشمن یہ غمگسار ہے مادر و پدر
گاہے یہ خیال دلپر کہ افسوس دریاے طلسم مین اگر گوہر مراد نپایا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے مامون جان کو نہ چھوڑیا
یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر زانوے تفکر پر جھکائے رو رہا ہی کہ دریا مین دور سے ایک
مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہی ایک شامیانہ نہایت عمدہ اُسپر استادمسند پر ایک پریزاد گرو چند نازنین جبین
ماہ جبین قوم کی بنگالنین زرلفت کے لہنگے چندریان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری روپہلی تال سم سے
مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید شمال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک شیر دلیر دریاے
خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار ٹوٹے ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینہ عارض سے حیرانی رنگ لف شبگون
سے پریشانی مگر سطوت صولت رعب دبدبہ تہور شجاعت آشکار مثل چاکران کتبہ ملول غمگین ہر سمت نگران ابیات

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون | حیران و ملول و خوار و محزون | کیا تن تہ خاک اللہ اللہ | کیا صورت پاک اللہ اللہ
یہ جلوہ حسن ناتوانی | زیبا اُسے لاف لن ترانی | تشریح کا وہ صفحہ وہ تن زار | ہر ہر رگ پے غرض نمودار
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے | تھے ضعف سے کیا وبال اُسکے | وہ بال کہ زیب بخش سر تھے | آلودۂ خاک کس قدر تھے
بس اک سر مو کو جھاڑیے گر | پیدا ہو وے زمین دیگر | سر پر گل داغ یون نمودار | جون لالہ ہو زیب بخش دستار
سب جا جبین کی چین سے ظاہر | قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر | حیران سا چہرہ آئینہ وار | مُنھ زرد بہ رنگ زعفران زار
آنکھین سیہ سرشک گلگون | جون جام سرشک پر خون | فرگان موے سر شہیدان | یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان
اب آنکھون مین اشک جو بھر آئے | وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے | ظاہر رُخ مردمک سے ہی غم | ہی اُنکو مگر کسی کا ماتم
ہین درنہ سیاہ پیرہن کیون | ہین پست ثرہ سے سینہ زن کیون | پر غم ہی تو اُنکو کسکا ہی غم | ماتم ہی تو ہی یہ کس کا ماتم
جاری ہی جو متصل سدا خون | شاید دل زار کا ہوا خون | اس شہنشاہ خوبی رنگ دبوے گل حدیقہ محبوبی کی نگاہ

جو جمال اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ مُنھ سے آہ نکلگئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بمشکل ضبط
کیا اگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی اُسکی جانب دیکھکر کہا
کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ و تنہا اس صحراے پر بلا مین بیٹھا ہی کسی کی تلاش مین گھر سے نکلا ہی نظم

یہ وجہ کہان یہ ماجرا ہی | یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی | ہی کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور | کچھ تو ہی کہ ہی نظر ہی کچھ اور
اندر ی نگاہ حسرت آلود | دل خون کن آہ حسرت آلود | انداز نگاہ چشم حیران | جون طرۂ خم بخم پریشان

وہ کان کہ دو جلا جل غم	وہ کان کہ برگ نخل ماتم	لخت دل چاک گوشوارہ	صد برگ عذار پارہ پارہ
بینی ہو کہ شمع بزم ماتم	لب یا مۂ عشرۂ محرم	سینہ فگار ہی صاف ظاہر ہوتا ہو کہ دل بھی داغدار ہے	

تشنۂ غربت سے بہبوت لبون پر جہر سکوت ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دیدروے محبوب جان کو عذاب ہوئی کھینے والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملکہ کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار مجلس اندوہ و غم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہو کے زمین پر گرا وہ نازنین مہ جبین روتی ہوئی سر بالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ گھبرا کر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبو مجھے یہ خیال ہو اس امر کا بڑا ملال ہو یہ جوان رعنا کوئی رئیس جلیل ہو قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہو مال کی ہوس مین جلا دون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب لڑا سلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو مٹایا یہ بڑی بدعت ہو ہماری علداری مین ایک رئیس اسقدر زخمی ہو ہم خبر نہ لین اُٹھا کر باغ مین ہمارے لیچلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش آئیگا حال پوچھین گے اُن ظالم جلادون کو گرفتار کرا کے جن ہاتھون سے بدعت کی ہو اُنکے قلم کرنے کا حکم دینگے اس ظلم وستم کا بدلا لین گے بڑے غضب کا مقام ہو مسافرون پر یہ آفت رئیسون کی یہ کیفیت کنیزون نے سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا ہاتھون ہاتھ ہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیر دکھینے والیون نے فوراً دریا سے ڈانڈا میڈی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اُس رشک چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اسد نامدار کو اُتارا تمام لباس ملکہ کا خون آلود ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ہم لیے چلتے ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ نوجوانین لپٹی جاتی ہین فرے اُڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرا فراد یو شغلو اپنے باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اُسکے زخم نہ دکھ جائین الگ رہو ہمین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ بے ادبی ہو زخمدوزی کر کے جن لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا دریافت کر کے اُنسے اسکو رخصت کر دینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہی ہمارا مہمان ہی لباس مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالین گے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا جوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین تھرتھری اسی حالت سے قصر عالی مین لاکر اسد نامدار کو پہونچایا پھر لپٹ پڑا یا اپنے دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوئے پٹیان مرہم کی چڑھائین کرسی پر آکر سامنے بیٹھی گلچلی گلشن جمال کی کر رہی ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو کبھی سینہ پر ہاتھ رکھدیتی ہو کبھی تنہا پاکر تلوے سہلانے لگتی ہو اشک آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پاؤن کی آہٹ سنتی ہو الگ آکر کھڑی ہوتی ہو گھبرا کر کہتی ہو کیون سمن یا سمن میری اچھی بوا غنچہ دہن ذرا منھ سے بولو میری بات کا جواب دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہو جائین گے صحت پاکے اُٹھین گے چلین گے اس باغ مین مثل سرو خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے

بھائی کمیدان ہین لڑائی مین زخمی ہوئے کیون بوا اس قدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر ہین بڑی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر بچے اسپنھ سے باتین کرین تو مین جانون صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے مان باپ سے جاملے گا قوم کا تو شریف و رئیس معلوم ہوتا ہی ہمکو دعا دے گا عمر بھر احسان یاد رکھے گا آنے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال و جواب ہوا کرے گا جب ہم خط پر بھیجینگے تم لوگ پوچھوگے کیون یہ کیا خط ہی ہم تمھین یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اٹھا لائے تھے صاحبو یہ اسی نے خط لکھا ہی یہ چاہے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے ہمین کیا پروا ہی یہ ایک پیسے مین خبر بھیجے گا ہم نہال کر دینگے یہ بھی اپنے مان باپ سے کہے گا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے یہ تحفے بھیجے اسکے عزیز آشنا سب ممنون و متشکر ہونگے بوا اسی طرح امیرون رئیسون سے ملاقات ٹھہرتی آخر غنچہ و ہمن نے عرض کی حضور درست ہی یہ بہت جلد شفا پائین گے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اچھے ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے شتاق کہ یہ شخص آنکھین کھولے منھ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھین آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کھانا کھائین اس حیرانی مین کبھی کنیزون کو ہٹا دیتی ہی تنہائی ہی مین جو ڈرتی ہی پھر بلا لیتی ہی کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا اسد غازی نے آنکھ کھولی اسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جا بجا نازنینان مہ جبین بیٹھی رہی ہین مگر چالاک چست دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خدا طرۂ گیسو مشکین چہرہ زیبا رشک ماہ جبین طرز جلالت آئین دریائے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و بے نظیر سراپا اشعار مصنف

نہ تھا رخپہ کاکل کا سایہ پڑا	ہوئی تھی شب وصل دو چار یک جا	بیان کیا کرون بر دون کا چشم
سفیدی چشم اور سیاہی چشم	دکھاتی ہی ہر روز شب پنجشنبہ	نہین گل سے تشبیہ رخسار کی
دہن اور لبون پر ہو بلبل نثار	کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار	کہ یان راہ بھولا ہی خضر قلم
وہ گردن کہ تھی شمل طور تھی	حقیقت مین تھی اک لڑی نور کی	تو یاد آئے یہ شعر حسب الزبان
ہلائے کہ برآسمان جائے اوست	تراشندۂ ناخن پائے اوست	جوانی کی تھی اُسنے دونی بہار
تماشائے قدرت یہ تھا خوب تر	مگر سرو آزاد مین تھے ثمر	نظر آتی تھی قدرت کردگار
بیان کیا کرون مین کمر کی صفت	سمجھ مین نہین آتا ہی یہ لغت	وہ پرکار قدرت کا تھا دایرا
رقم کیا کرون لفظ زیر و زبر	زبان قلم مین دیا ہی تگاف	کہ تھی شمع فانوس کے درمیان
بیان جباب اسکی انگیا تھی بس	اُبھارے تھی جسکو ہوا و ہوس	در یائے جواہر مین غوطہ زن دوپٹہ آب روان کا سرکے

ڈھلکا ہوا حسن مین غلطی صبح تھا حسین جمیل اسد نامدار بیقرار ہو گیا ٹھنڈی سانسین کھینچکر یہ منھ سے نکل گیا

شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ؎ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ؎ جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب دیکھ رہا ہے ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے منہ ڈھانپ لیا وزیرزادی کے عمگی لی کہا ناگن مہمان بیدا ہوا ہین تو نہ بات کرو نگی جاکر مسند پر بیٹھتی ہون تو حال پوچھ تو نے سنا انھون نے عاشقی و معشوقی کا شعر پڑھا ان باتون کو سمجھا دے ذرا چوچ اپنی بند رکھین یہان کوئی کسی کا بازاری نہین ہے کہدینا جو سب کے خداوند داؤد جادو ہین یہ نوچکیدہ خالص قدرت صدف خداوندی کی گوہر بے بہا موسوم بہ ملکہ الالان خون قبا ہے جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین اسکے خلاف ہوگا تو مین بہت بری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکرا کر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی مسند پر بیٹھکر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہو مہمان کی خاطرداری کرو سب ہمراہین وہان آئین اسد غازی اٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب آئی جھک کے سلام کیا عرض کی حضور مزاج کیسا ہے آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اسد غازی نے جواب دیا کہ ہم نام ونسب کچھ نہ بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہم پر ظاہر ہوا کہ جو صاحب کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہے کہ وہی صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف لے گئین پس ہم بارخاطر ہین بموجب مصرع طاقت مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت ۔ پس ہمارا ٹھہرنا بیکار ہے یہ کہکر اسد نے خود اٹھا کر سر پر رکھا زرہ جسم کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا چھپر کھٹ سے اترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری مہمان صاحب جاتے ہین آپ کا اٹھ آنا انکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بارہین ملکہ گھبرائی کہا ناگن جاؤ میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو خیمگل سے کیون اٹھا لاتے یہ بھی سمجھا کے کہنا ملکہ نے تمھارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تم نے وہ شعر پڑھا اس وجہ سے چلی گئین سمجھا کے یہان بلا لاؤ اپنی طرف سے کہنا اے جوان دختر خداوند کو چل کے سجدہ کرو جن لوگون نے تمکو زخمی کیا انکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلائین گی ان سب کو دار پر کھینچین گی مرکب مع ساز و یراق نقد و جنس تمکو دے کر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد غلین بین چکے تھے کہ ناگن نے آکر دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی انکی خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہے انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے بیقرار تھے بموجب مثل اونگھتے کو ٹھیلنے کا بہانہ ساتھ چلنے پر ناگن کے آمادہ ہوگئے کہا وزیرزادی صاحب ہم تمھارے کہنے سے چلتے ہین اب تم نے ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہمین پانا

تو یہ قول ہی شعر کا فرمِ عشق سلمانی مدار کا نیست ؎ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ؎ حکم ملکہ عالم کا ہماری آنکھون پر محراب ابروے خمدار مین سجدہ بھی کرینگے اُنھین کے نام کی تسبیح جپین گے یہ حقیر آپ کا زر عاشق مذہب ہی خوشی سے معشوق کی مطلب ہی سب طرح ملکہ عالم کا ہم پر احسان ہی معشوق خوشخو دین و ایمان ہی یہ کہتے ہوے اسد غازی چلے ناگن دوڑی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آپ کے مہمان آتے ہین سجدہ کرنے پر بھی راضی ہین اب تو ملکہ خوشی مین پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد شیر دل تنتا ہوا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ملکہ بانکپن کی چال دیکھکر بیچین ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤن اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو صاحب پھر کج ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہی سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا و رچند کنیزین ٹوکرین جاؤن چاؤن کرنے لگین کہ میان سجدہ کرو یہ نور چکیدۂ خالص خداوند داؤد ہین جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بنا کر دیتے ہین ہفت اقلیم کے ساحر انھین کے بندے ہین اسد نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اُٹھی کہا صاحب چپ رہو کیا اُنکے سجدہ کرنے سے میری کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے دست بستہ عرض کی ای شہریار جن قزاقون نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہو اجس دشت مین تلوار چلی اُس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمایئے اسد غازی نے رُوح دہن کو کھولا گہرہاے بے بہاے کلام اسطرح پر تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ ای شہنشاہ حسینان دلے سرتاج مہ جبینان ہمکو فراق کیا لوٹین گے فلک بجز فقار گردون غدار نے البتہ لوٹ لیا ساختہ تو پیش آیا یقین ہی تم نے بھی نام اُس بدبخت کا سُنا ہوگا ہر ایک سنگریزہ طلسم ہوش رُبا کا ہمکو پہچانتا ہی افراسیاب جادو بخوبی جانتا ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد غازی نہیں صاحبقران عبد ذلیل رب دو جہان اس حقیر کا نام ہی فتاح طلسم ہوش رُبا لقب اول گنبد نور پر قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت مین تھا بعد عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار و ملکہ بُرّان شمشیر زن وغیرہ و خواجہ عمرو ہمکو ساتھ لے کر مرحلے شکست کرتے ہوئے تا بہ باغ سیماب آئے انتہا کی جنگ مغلوبہ ہوئی سیماب جادو واصل جہنم ہوا اگر ہم پر ہجوم لشکر رنج و الم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لے گیا ہم آوارہ ہوکر اُس طرف نکل آئے رب ابکر نے ہمکو مہربان کیا ہمکو اُٹھا کر یہان لائین ممنون و مشکور ہوے یہ حال مصیبت جو اسد نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالہ خون فشاں کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے سر اُٹھا کر طرف وزیرزادی کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ غیرہ شخص ہی جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن اب کیا کرون ناگن نے کہا جو گذرا وہ گذرا آپکے باغ مین انکا رہنا

مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیکر روانہ فرمایئے اگر خداوند داؤد آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم بچون کی ماک چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نورین قید تھا عمرو عیار نے بڑے زور شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہو قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہی نہیرۂ حمزہ عرب ہی ملکہ ہاتھ پکڑکر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریاے اشک چشمۂ چشم سے موج زن ہوا کہا ای رفیق وشفیق ای ہمدم وہمراز ای صاحب راز دنیا اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بندوبست کرو اسمد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا ناگن نے ماتھا کوٹ لیا کہا داری انکے رہنے سے جان وآبرو کا ضرر ہی خیال فساد دشر ہی مین نے پرچۂ اخبار دیکھا تھا تمام مرحلہ جات شکست ہوے غافل وہوشیا رجادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ برائے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم اُس نامہ دار پر کیا گذری مع بہارو باغبان پیشتر یان باغ سیماب مین پہونچ گیا سیماب لاکھ تڑپا نہ بچا کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہی یہ تو اُنکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہین ہم سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہی کہ اگر خداوند سے خبر کردین لاکھون ساحر خداوند کی خدمت مین ہین ایک حقیر کو اگر روانہ کردین آپکی مشکین باندھکر لیجائے گا یہان ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ہی خوف جان سے خود بھاگین گے اس طرف کا کبھی رخ نہ کرینگے یہ سُنکر روے رنگ ملکہ متغیر ہوا غش آنے لگا بیٹھ گئی مُنھ سے بیساختہ نکلگیا مصرع واے بر ما و گرفتاری ما پھر یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی غش آگیا دانت بیٹھ گئے مردنی چہرے پر ہاتھ پانون ٹھنڈے سراسر یہ حال زار دیکھکر ناگن گھبرا گئی مُنھ پیٹنے لگی سر اُٹھاکر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا داری للہ صبر کیجیے کہا ناگن مین لاکھ دل کو سمجھاتی ہون تپش قلب ومبدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بعت سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہون صبر کرون مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہون مبدم آتش عشق شعلہ ور ہی بھبکی جاتی ہون دیکھ پنڈا پھپکا ہی کلیجہ جل رہا ہی تونے وہ کلام کیا تیر دلدوز بنکر کلیجہ پر پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوا مین تو اس رسم وراہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پر آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی ای وزیرزادی اب تو حال ہی دلیر غم وملال ہی بموجب مضمون مسدس مومن

یہ رنگ زرد جو ہی ہمارا اشک آتے ہین لال		یہ سب وبال عرض جی کے لگنے کا ہی وبال	
بیان کرتے ہوے جی کٹتے ہی یہ احوال		خدا کے واسطے یار دنہ پوچھو انکا حال	
دل فریفتہ روے قاتلے دارم			

ز دست دل بخدا بم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہی ہر روز جاگتے ہر شب
بہ کیسی بنگئی مجھپر یہ کیا ہوا یارب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہی غضب
کہ سب عذاب یہ دلکے سبب ہین دلکے سبب

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم
ز دست دل بخدا بم عجب دلے دارم

نہ شکوہ فلک و بخت نارسا ہی مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہی مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہی مجھے
اگر گلا بھی ہی تو اپنے دل ہی کا ہی مجھے

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم
ز دست دل بخدا بم عجب دلے دارم

کہان تلک نفس سرد و آہ گرم بھرون
کہان تلک پے تسکین جگر پہ ہاتھ دھرون
کہان تلک قلق و اضطراب سے مین مرون
نہین ہی بس مری اب ایسے دلکو صدقے کرون

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم
ز دست دل بخدا بم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو ای یار تو دیکھتے ہو تباہ
کہ رنگ مُنھ کا ہی فق اور بکھری نکھری نگاہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ
یہ سب ہین دلکے سبب مجکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم
ز دست دل بہ خدا بم عجب دلے دارم

قلق مین رکھے ہی مجکو ہمیشہ میرا دل
مرے تو سینہ مین ای کاش کے نہ تا دل
اگر ہوا بھی تھا تو جیسے اور سب کا دل
تجھے بھی دینا تھا یارب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم
ز دست دل بہ خدا بم عجب دلے دارم

ملا جو مومن غمگین بحال زار سحر
کہا یہ مین نے کہ کیا حال ہی بیان تو کر
تو کچھ بھی مُنھ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا مگر
پڑھا یہ شعر عظیم اُسنے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم
ز دست دل بہ خدا بم عجب دلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھکر بلک کر روئی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب آپ نصیحت سے یہ آتش سرکش نہ بجھے گی ناواقف مذہب عشق دام مسلسل گیسوائے محبت مین پھنس گئی اب رہائی دشوار ہوئی پنجۂ عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتین سوچکر چڑ چڑ چہرۂ زیبا کی بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین عرض کی واری ہم ہر حال مین آپ کے شریک ہین مگر مقدمۂ جانبازی ہی بسم اللہ مین دریغ کا بندوبست کرتی ہون آمد ورفت مین اپنے بیگانے کا خیال رہے جو گذرے گی وہ سہین گے ترک محبت علم کشا کو اب نہ کینگے ملکہ خود ناگن کی بلائین لینے لگی کہا ای وزیرزادی مین تیری کنیز ہون ایسا انتظام کر کہ کسی طرح انکی جان بچ جائے جس طرح تم کہوگی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیے کہا واری مین نکوری صدقے ہوئی ای نئی کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے مین اسی طرح حاضر ہون آپ کے حال نیک وبد کی ناظر ہون آنکھین ملکہ کی سوج گئین چہرہ بستہ یا ہوا پائینچہ سنبھال کے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے مگر ناگن کو پیچ وتاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر اگلا کچھ بن نہ پڑا ملکہ لالان محون قبا کو لاکر پہلوے اسد غازی مین جگہ دی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھین سوجی ہوئی گل عارض کمھلاے ہوے رونے سے آنکھین لال اشک ٹپک پڑتے ہین ضبط کرتی ہی خوف مین اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اسد نے اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا ای سمنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین تمکو بہت متغیر پاتا ہون ہم سے مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا وزیرزادی نے کہا کچھ آپس کی باتین بھی ہین آپ کا ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلا بیان پیش کین ملکہ نے جام مے ارغوانی بھر کر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر ہم پر واجب ہی دل آپ کی خوشنودی کا طالب ہی اسد نے ہاتھ رکھدیا ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحب مین بخوبی حال سے بی مہ جبین صاحب کے باہر ہون عرصۂ دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین انھون نے عہد وپیمان کرا لیا ہوگا قسم لی ہوگی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے مہمان سمجھکے آپ کی خاطر کی ہی مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہین ہی جبتک کلمہ نہ پڑھوگی ہم کوئی شئی تمھارے ہاتھ کی نہ کھائینگے ناگن نے کہا ای شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوندکی دختر بلند اختر ہین مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا ای ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹیا جورو لڑکے بھی ہوتے ہین باپ بیٹا راسا حر زبردست ہی بارہ کبروبخوت سے مست ہی بندگان خدا کو بھٹکاتا ہی پروردگار وحدہ لاشریک ہی اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغاباز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہی نظم

نہان کو کہی پر وہ موجود ہی	رگ جان سے نزدیک معبود ہی	اگر اسکی قدرت کا ہو بند کو بند	سلیمان کا لشکر کرے مور بست
یہ ہو اسکی قدرت کی ادنی سی بات	کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات	کیا خاک سے خلق انسان کو	تو ناری بنایا نبی جان کو
بھرے لعل و یاقوت مابین سنگ	دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ	مگر پھر وہ مادر ہی مختار ہی	وہ دیتا ہی جو جسکو درکار ہی

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینہ قلب سے سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوئے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھکر مع کنیزوں کے صدق دل سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور رسواے میرے ان میں کوئی ساحرہ نہیں ہے میں دل سے مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سب فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤں دربار خداوندی میں صبح و شام جاؤنگی وہاں کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزوں سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے ناگن کو حکم ہوا رقاصۂ بادۂ طلعت حور پیکر گلعذار سمن بو مخمور صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی ساز ہوے سُریلی آواز بتانے کا نیا انداز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ساغر بلا کے بیخبر دو جہان بنا	او پیرے فروش میں بھی جوان بنا	اللہ رے درازی آغاز مدعا
ٹکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا	تھا کچھ تو جب بھی نیکو تم کچھ نہ تھا	گو کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
اُٹھا مرا غبار تو تعظیم یار کو	ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا	وہ بے نشان تھا میں کہ یہاں تک ہوا نشان
مجھ سے وہاں یار بنا لامکان بنا	لیل و نہار گیسو و رخسار یار میں	جی چاہتا ہے بیٹھ رہیں ایک جہان بنا
سنتے کا بس مرے وہیں طلاق ہو گیا	جس جا کہیں کسی کے قدم سے نشان بنا	عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا	بیکار تھی نہ خاک نہ دود و چراغ نیستم	اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا دور جام عاشق و معشوق نے پیے لال ڈورے نشیلی آنکھوں میں آئے خیال خیر و شر دور سے دفع ہوا اسد نے کہا اے ملکہ عالم چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا میں بدنصیب تھا کہ لوح دستیاب ہوئی اور غصہ میں خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ میں انکے ساتھ سے جدا آیا جوش میں جان دینے کے قریب دریا آکر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ دریا میں کود پڑوں ڈوب مروں مگر نہیں معلوم کہ خالق بحر و بر کو کیا منظور ہے کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا مگر دل میں وہی خیال ہے کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل ہو جستجو کرکے لوح طلسمی حاصل کروں انشاء اللہ بوقت سحر تلوار کھینچکر دربار میں داؤد جادو کے گھس جاؤنگا اس مردود کا تخت خدائی اُلٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہوں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اب موت زندگی ہے جان بچانے میں شرمندگی ہے ہمچشموں سے کیونکر آنکھ ملاؤں گا لشکر میں بڑے نانا کے کیا روے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ سنکر ملکہ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران عذار اسکو سجدہ کرتے ہیں کل اہل ایران طلسم ہوش رُبا اُسکی افسونگری سے ڈرتے ہیں آپ کا اُسکے دربار میں جانے کا قصد ہے سحر و ساحری میں آپ کو دخل نہیں کوئی تحفہ طلسمی اب تک ہم نہیں پہونچا در دولت تک اُسکے جانا محال ہے آپکا بیجا خیال ہے وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہے جسکا ہمسر نا ممکن ہے بڑھا ہوا جن ہے مگر اسکی تدبیر کیجائیگی بوا ناگن دو تین وقت دربار خداوندی میں جائینگی کسی

صورت سے لوح کا پتا لگائینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہان تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہی نصیحت کسی کی میرے واسطے تبر و تیر ہی کنیزون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق مین باتین محبت کی گھاتین ہو رہی ہین رات زیادہ ہو چکی بلکہ انگڑائیان لے رہی ہی ہر کام کے حیلہ سے چمن محفل سے مثل طائر زمزمہ سرا اڑ جاتی ہین صحبت گل و بلبل تخلیہ شمع و پروانہ رہگیا دونون شیدا یکدیگر مست مے محبت بادۂ خوار جام مودت چھوتے ہوے چھپر کھٹ پر آکے گرے آپس کے راز و نیاز باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی نگین عنبرین کو خوف سے پیچ و تاب مثل وصلی چسپان دل مین بھرے ہوے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہ صورت یہ شمع انجمن دلبری وہ پروانۂ جمال خود و پری نشہ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سوتے اٹھین سب سے پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اٹھی شمشاد بانکپن دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن آتے ہی مسکرائی سمن و یاسمن اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب پردے کے اکر سب جمع ہوئین نرگس نے اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی شاید کہا بدی آپسمین کھسر پھسر ہونے لگی ایک کہتی ہی بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ واہ ضرور آتی دوسری بولی تو بھی سنتی ہی تری ملکہ بھی ناداں ہی ہماری اپنے دل کی محبت نہین ٹکا کر لائی ہین اب صورت ہی اور ہی ہم لوگون سے آنکھ نہین ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا اے لو بوا یہ مسلمان بے نہائے نماز بھی پڑھ لیتے ہین ایک نے کہا بوا کچھ عقل کا کام نہین کرتی سنا ہی مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط ہی رعب و داب ملکہ سے مرد و ڈر گیا ایک نے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہی حاضر حاضر کہکے سب نوجوانین ہنستی مسکراتی اندر بارہ دری کے آہستہ دیکھا اسد غازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر مگر کرتی آب روان کی مسکی ہوئی چہرے پر سرخی پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سمون نے سلام کیا سوسن بڑی زبان دراز ہی عہدۂ مصاحبت سے سرفراز ہی بڑھکر عرض کی واری حمام تیار ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا اُستانیو ہم تمھارے اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین اے سوسن یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے انکو اسکے پروردگار نے سرفراز کیا ہی بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصۂ دراز سے اپنے مائل ہی سالہا سال انکے ساتھ گنبد نور مین رہی حاصل تو یہ ہی کہ بڑی بڑی جفاسہی اب بعد قید سے چھوٹنے کے بھی ساتھ رہا وصل سے اب تک محروم ہی فرماتے ہین یا افراسیاب جادو مارا جاے یا مسلمان ہو قاضی نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہی ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو سنکر وجد کیا کہا واہ ان مقدمات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہی اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین ان سب صاحبون کا نام ہی اسد غازی بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ لالہ ان خون قبا نے نگین وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو روشنی دیکھنے کا سامان کرو نگین نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی مین مصروف

ہوئین اسد غازی ملکہ لالان خون تمنا کے ساتھ باغ مین مصروف عیش و نشاط ہین انکو تو یہین پر چھوڑ دو کلمہ داستان ہو پہنچا خواجہ عمرو کا ملک داؤد مین اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانے جانا نجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گذاری نہنگ بحر مکاری ہنر بردشت عیاری مہتر مہتران دہتر بہتران سرہنگ سرہنگان ملا: نبی آدم مولانائے معظم و مکرم جامع فضل و کرم دومدۂ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ عیار ذیوقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے بیان ہوتے ہین شعر عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان ؎ تراشندۂ ریش جادو گران باغ سیماب سے جو اسد غازی کو طعن و تشنیع کر کے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اُترا جیسے کوئی سوتے سوتے اُٹھتا ہو گھبرایا ہوا مترددمتوحش دل سے کہتا ہو اے عمرو یہ تو نے کیا کیا نادانی کی اسد شیر دل صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت پروردۂ مہد ناز و نعم مغنز و مکرم اسکو ایسے کلمات مہملات کہے ایسا نہو غیرت مین اپنی جان دیدے لوح کے مقدمہ مین وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب کے ناچار ہوا جہانتک مقام جرأت تھا ملازمان سیماب سے خوب لڑا مین نے یہ کیا غضب کیا اُسکی جان کا خواہان ہوا ہے وہ ماہ تابان صاحبقرانی میری آنکھون سے نہان ہوا اسقدر زخمی تھا کہ تمام بدن پرزے پرزے اُڑ گیا نیزہ و تیر و شمشیر کے زخم کھائے ہائے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارۂ جگر کے ساتھ یہ سنگدلی کی چہار جانب دوڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اُس شیر کو پاؤن عذر کرون جب اسد شیر دل نہ ملا مجبور و ناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دو سرے ایک قریہ نظر آیا سوچا کہ اس قریہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہو لشکر رخ کتنی دور ہو آخر رنگ روغن عیاری کا لگا کر اگھوری کی شکل بنکر تیار ہوے ایک کھوپڑی کسی کی اُٹھالی اسمین کھلی بھر لی ایک ہاتھ مین بوتل شراب کی دھوتی کھلی ہوئی اوکندھے پر ڈانگتے بازار مین آئے جسکی دوکان پر جاتے ہین وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہو خوب رقم تحصیلی ایک مقام پر بیٹھ گئے لوگون سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہو ایک نے جواب دیا یہان سے بارہ کوس پر شہر داؤد یہ خداوندداؤد کا تختگاہ سامری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہین اور بڑے بڑے شاہان ذی وقار برائے زیارت آتے ہین سجدہ کر کے شرف کونین پاتے ہین سال مین دو چار مرتبہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا بھی حاضر ہوتا ہو کتاب سامری کو قدمت درست کر دیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہو تمام عالم کا حال گھر بیٹھے معلوم ہوتا ہو یہ سُنکر عمرو بن امیہ ضمری بیرون قریہ آیا دربارہ کو دیکھا اگر ٹھہرا خواص عقل کو بجز بایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کر کے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ اے عمرو چلکر اپنی جان دیدو خداوندداؤد کو گرفتار کرو انشاء اللہ تعالیٰ جلیل و اکرم مین پھنسے کیا عجب ہو کہ اس ذریعہ سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر جس عیاری کو پسند کیا اُس صورت پر طرف شہر داؤد یہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا

جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو کے پہونچائیگا اب دو کلمۂ داستان ذکر ملک داؤد و کیفیت داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا ساحر زبردست ہی کہ سامنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری دجمشید پست ہی بہ کیفیت تمام شہر داؤد یہ مین خدائی کرتا ہی یکتائی کا دم بھرتا ہی شہر آباد رعایا دلشاد ملک زر ریز زمین حسن خیز آب و ہوا معتدل جب وارالامارۃ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہی ساحران غدار و شاہان عالی وقار حاضر ہو کر نچھاور اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بطور پیشکش لاتے ہین فوجین لاانتہا سحر و ساحری مین یکتا اور ناف شہر مین ایک گنبد ہی اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہی زیر گنبد ایک حوض کلان آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوے ہر وقت ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی و دیوارین سیمین و نقرئی جلوے گنبد سے تا بسر حد حوض درست کرائین ہین اُن دونون دیوارون پر تپلیان سونے چاندی کی ہزار دو ہزار قطار باندھے باوب تمام استادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہی اُن سونے چاندی کی تپلیون سے باتین کیا کرتا ہی وہ تپلیان خبر آیندہ و گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین خصوص صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر تپلیون سے حالات طلسم وغیر طلسم پوچھا کرتا ہی تمام اہالیان شہر بخوبی جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوس فرماتے ہین ہزارہا ہزار لوگ براے زیارت زیر گنبد آتے ہین گھنٹ و ناقوس بجنے کا شور بڑے بڑے برہمن ہتھیری دھوتیان باندھے ہوے پوتھیان ہاتھ مین پوجہ پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا برآمد ہونے نیر اعظم داؤد اُسی گنبد مین موجود رہتا ہی کبھی تپلیون کو آواز دی اے کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوش رُبا بیان کرو ایک اُنمین سے سُکرائی دوسری ہنسی تیسری بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوش رُبا مین بڑا عذر ہی آپ کے بندے لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب قریب ہی عزو اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند حال رعایا سے بیفکر اتفاق سے اسوقت داؤد جادو اُن تپلیون سے حال باغ سیماب دریافت کر رہا ہی تپلیان بفصاحت بیان کر رہی ہین داؤد بگوش ہوش سن رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزارہا آدمی جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت دہن پر مہر سکوت آپسمین کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر ہی سوا قدرت کے اس بھید سے کون ماہر ہی سونے چاندی کی تپلیان کیا باتین بتاتی ہین ہزارون کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام تپلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی اے کنیزان سامری کچھ حال بیابان گلخن بیان کرو ہمارا بندۂ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت مابدولت مین نہین آیا صاف بتا دا سپر کیا گندی ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری یا توچپ تھی قہقہہ مار کر ہنسی چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندۂ خاص آپکا سامان لشکر کشی مین مصروف ہی جسمین اُسکا سپہ سالار صاحب جرات یعنی معمار قدرت شریک مسلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو بڑا قلق ہی اسوجہ

سے سامان لشکر کشی کر رہا ہو قصد ہو جاکر قہر رخ دیہار کو مارون معمار کو سزا دون ایک نے کہا بُوا انجام کا تو حال کہو اب معمار قدرت مسلمانون سے جدا نہو گا اسکل قلعہ بے نظیر تیار کر رہا ہو اگر وہ قلعہ بنگیا اُسکا فتح ہونا دشوار ہو قلعہ بنانے مین اُستاد ہو یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہو بڑا سردار ہو اسی وجہ سے نام اسکا معمار ہو داؤد گوش ہوش سے سن رہا ہو کبھی جاکر تخت پر بیٹھتا ہو کبھی کھڑا ہو کر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہو اہالیان شہر مراد مین مانگ رہے ہین کوئی کہتا ہو یا خدا وندا ولا دنہین ہوتی کوئی کہتا ہو بیٹی ماندی ہو ایک ایک کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہو کبھی کمال خدائی دکھاتا ہو کچھ بڑبڑا کر سحر کر دیا رعد گرجا برق چمکی کبھی برف کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی وزدیا خونی کو گرفتار کر کے لایا حال بیان کیا داؤد ہنسا برق تڑپ کر اُس گنہگار پر گری کشت حیات گنہگار جلکر خاک ہوئی عدل و انصاف کے شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے ہین عجائب و غرائب فسونگری کے دکھا رہا ہو جنکو بندہ قرار دیا ہو وہ وجد مین ہین پکار رہے ہین یا خداوندا تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصہ خلاصہ دو دمان سامری ہو تیرے رگ و ریشہ مین کرامت بھری ہو پونے دو سو خداوند بھی تیرے بندے تھے تو نے انکو بنایا جب سرکشی کی مٹا دیا اب دنیا مین جا گتی جوت کے دو خداوند ہین ایک زمرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہو اُسکی خدائی کا بھی حال کھل گیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ کر کے اُنکو مٹا تا تیری کرامات ظاہر ہو تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہو مشکل مین تو امداد کرتا ہو ہر بندہ تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہو دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہو بندے تیرے افراسیاب و کوکب رو تضمیر و ملک جہاندار شاہ و تزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُن سے کون ہمسری کرے دل سے تیرے مطیع مرتبے اُنکے رفیع طلسمات بنا کر ان سب کو حکم کیا کسی کو وزیر کسی کو ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک داؤد یہ گدا کی صدا کا یہان نام نہین غربت و فاقہ کشی سے کسی کو کام نہین بلحاظ خاطر ناظرین ہو کہ داؤد یہ باتین سُنکر مغرور تاج خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر جس پہنکر سب کو جواب دے رہا ہو تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق گنبد سامری پر جمال کو داؤد کے دیکھ رہی ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان کے اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین ٹیرے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہو سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہو یا شاہ شہنشاہ کا ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص لخاص آتا ہو یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا مائل پستی ہوا ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہو دو دیوارین سونے و چاندی کی گنبد

کے پہلو مین آراستہ ہین اور سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل طفلان حسین داؤد سے باتین کر رہی ہین جیسے ہی تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا بوا کیا ہنسین چوتھی نے کہا بوا کیا بتائین پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو دراندازبنائین چھٹی بولی ہم قدرت کے نکتہ بین ساتوین ٹھٹھا مار کر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے ہمپر احسان ہین آٹھوین نے کہا بوا مین پہیلی کہنا نہین جانتی جو بات ہو کھل صاف کہدو نکی میری پاپوش چھپائے نوین بولی کون باتین بنائے اس عرصہ مین تخت افراسیاب جادو قریب دیوارون کے آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے جھکایا براے تسلیم ہاتھ اُٹھایا داؤد نے آواز دی اے بندۂ خاص الخاص واے طاعت گزار با اخلاص اے فرخنشاہ با حیا اے آفتاب عالمتاب طلسم ہوش رُبا ہم عرصہ دراز سے تمھارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون کی آیا دسوین پتلی کہ جس پر اختتام کلام ہوا تھا سفر و زخاموش کھڑی تھی بس اُسنے قہقہہ مارا اور آواز دی اے کنیزان سامری ہوشیار رہو جاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہی کوئی لچھ آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد آج کیا ستم ہی دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر غم والم ہی اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے پہونچ چکا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہو کر اپنا عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اُٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص عجیب الخلقت ناریل ساسر کلیجہ سے گال مثل مرواریدہ دندان خوشنما زیر سی آنکھین مثل حنگنو کے چمکتی ہوئی طباق ساپیٹ حاگاسی گردن مثل رسی کے ہاتھ پاؤن چوگز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا مندلا و گز کا بیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادہ شطرنج کا جو بڑھ کر بادشاہ کو مارتا ہی داؤد کے ہوش اُڑ گئے پتلیون نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بونی نگوڑے نے غضب کیا سامنے قدرت کے یہ گستاخی واضح رائے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنکر جو نکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت زبرجدی پر سوار اُڑتا ہوا آکر ہو نچا یہ نہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ ورغن عیاری کا اُڑ جائیگا اب جو یہ کیفیت ہم ہو نچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار پسینہ سے بھیگے ہوئے آتا ہی عمرو نے جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کردون عمرو تخت اُڑا کر نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اُسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا داغ دیا کتنون کے مُنھ جلے کچھ مُنھ کے بھل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے بیحیاؤن کی چشم سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا داؤد دگنبد سے دیکھ رہا ہی عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہی کسی پر کمند لگائی کسی کے مُنھ پر حباب بیہوشی مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلانا ہاتھ اُٹھانا حرکت کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے ہین گرفتار کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مار کے

پالٹ کا ہاتھ مارا چارچا کے پاؤن اُڑا دیے پھر جست کر کے نکل گیا جس سا رہے مُنہ کھولا عمرو نے تاک کے تیر مارا گدی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزارہا جادو گر پامال ہوے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے خدائی کرنا بھولا لینا لینا کہہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندۂ گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندہ بے ادب کو سنگ سیاہ بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین خام ہین بدانجام ہین یہ بندہ بے ادب ہمنے بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیے اُس صاحب جاہ و جلال کو پیدا کیا ہی اس طرار مکار غدار کو اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ نہ بکو اس عرصہ مین عمرو لڑھ بڑھ کر نکل گیا گلیم عیاری اوڑھ کر مخنی ہوا رعایا مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوئی کہتا ہی بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا کوئی کہتا ہی بازو ٹوٹا برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلایئے کبھی ملک داؤد مین آفت برپا نہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پاؤن پھیلا کر سوتے تھے یون غریبون کو نہ روتے تھے یہ غریبون کو داؤد جادو جھلا یا حکم دیا یسب بے ادب ہین مورد قہر و غضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز مردون کو زندہ نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سب کو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر و غضب سے قدرت کے نہین ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤد یہ مین گھر گھر یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اس ظالم کا قدم آیا بعض کہتے ہین اب خرابی درپیش ہی ہم لوگون کو بُرا پس و پیش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا ہوتا ہی ساحرون کے واسطے سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہو ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو غصہ مین گنبد سے اُترا تخت زیر جدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت سے اُسکو بنایا ہی ایک تختی آہنین نصب ہی اسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اسپر سوار ہوا اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی ٹھہرانے کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اُٹھوا کر ساتھ لیا دارالامارۃ فتاہی مین آیا وزرا امرا حاضر ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمۂ عظیم شہر داؤد یہ مین کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا خاموش بیٹھا ہی مگر خواجہ عمر و جو شہر داؤد یہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر بیٹھے دیکھا آگے آگے ایک ساحر پشت پر چالیس ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے دیکھے مُنہ مین پانی بھر آیا یہ تجمل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لمبی چٹیا ایک پنجہ کنین پر دو دل لوہے کا برچھی لٹیا لیکر بیٹھا پکارتا

شروع کیا جل بھنڈ ہا پیتے جاؤ اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اس ساحر کو پانی پلایا اُسی موج مین مزدورون نے بھی پانی پیا آبروریزی کا نہ خیال کیا پانی پیتے ہی پناہ پانی مشکل ہوئی موجۂ آب سانپ کی لہر تھا پانی پینا قہر تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش ہوے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسون توڑے اُٹھا کر نذر نہیل کیے دادا جان لیجیے اور بیٹھکر اس ساحر کے بھی کپڑے اُتار لیے داڑھی موچھین مونڈین موچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک کاغذ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ او دادو دجا و دستم ہرسپہر عیاری و قطب فلک خبز گذاری شاہ عیاران عیار یک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت زبر جدی ہمارا بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا نقد جان پر تمھارے بنے گی بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کرو یکتائی کا دعوی مناسب نہین ہی پروردگار برحق کارساز مطلق رب الربانی بنائے زمین و آسمان پیدا کنندہ انس و جان رحیم و کریم سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہی بے مثل و یکتا اپنے کو خدا کہواتا ہی پیدا کرنے والے سے نہین شرماتا ہی بندا اگر گھسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یہ کلام کرکے خواجہ عمرو نامدار و صحرا مین جا بیٹھے بعد عرصۂ دراز اُس ساحر نے چشم باز کی اپنے کو ننگا پایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لیکے روتا پیٹتا شہر داؤدیہ مین آیا یہان خداوند داؤد ستانے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی کی آواز آئی داؤد نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہی داؤد نے اندر بلوایا دیکھا ایک ساحر ملول رنجور موچھین داڑھی منڈی ہوئین ایک عرقی باندھے ہوے ہی پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سو گئے پھر جو ہوشیار ہوئے نہ روپیہ پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری موچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون سے کہا پڑھو اب جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال پر داؤد کے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہی انشا غلط املا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپے دلوائے اس خیال سے کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا سیٹھ جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر مین اس سے کہدیا یہ کارخانے قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہین اسمین دخل دینے والے بیوقوف ہین جب وہ ساحر مہاجن جا چکا خداوند داؤد نے پکا کر کہا اے یارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا صحرائے داؤدیہ مین موجود ہی جلد ساحران غدار جائین ساربان زادے کو جلد گرفتار کرکے لائین ہزار ہا ساحر برائے گرفتاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر مین ہنگامہ ہوا لوصاحبو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو نے داڑھی موچھین مونڈ ڈالین روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو

لکھکر بھیجدیا خداوند خاموش ہین قضاے کارناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونون وقت واسطے خبر کے دربار مین آتی ہی حالات جاکر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہی بیان آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان کیا مسند پر اسد غاری نامدار کنیز بن جوڑے بھاری پہنے ہوے محفل مین گلدستے جو گھرے چنگیر عطردان پاندان گلابیان خراب کی کشتیان کباب کی فلک پر ماہ تابان محفل مین ملکہ ایسی مہر درخشان مصاحبین بجاے غایت دسیارگان مگر بوستان پر بھی جو بن لطافت نظم مگر بوستان پر تھے جوبن ہزار

وہ چوٹر کی نہرین چمن کی بہار	جسے دیکھکر کم ہو رنج ومحن	وہ تھے سرو شمشاد زیب چمن	کسی جا ہوا سے شجر بار دار
زمین پوس اٹھے اٹھکے ہون بار بار	شگوفون کی بو موسر بوتی جہان	پرندے بھرے ہر طرف پاون پاون	لگا ایک تختہ مین یون لالہ زار
دل عاشقان جیسے ہو داغدار	کہ غنچون کے کس بس کے دو تھے	ہزارون کرین بلبلین چہچہے	ادھر مسنین عود تین مثل حور
پرے باندھے ہنستی پھرین فی در دہ	مصاحب کی آسین کی خواص	مگر اپنے عالم مین تھے خاص خاص	تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ

جگت باز چالاک بیباک وہ ملکہ لالان خون قبا زیب جسم گلنار جوڑا سا کچے مین ملا ہوا سراپا دل مین جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریون کا اکھاڑا اسد شیر دل بصد صولت وشوکت پہلو مین ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنسی ہوئی سامنے ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے ختم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیون بوا ناگن خیر تو ہی آج کیا کچھ پڑا یا کچھ زہر اگلو سچ تو بتا نہ کہ دو ناگن وزیرزادی نے کہا اے شہریار آپ کے سننے کی بات ہی جسدن سے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہی ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے داؤد جادو دسن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونون وقت دربار خداوندی مین جاتی ہون ایسی فلک مین کوئی غمازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری مین بیٹھے تھے آپ کے نانا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بصد کروفر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر اڑاتے ہوئے آئے رازسے یہان کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیان بول اٹھین عمرو آیا عمرو آیا رنگ روغن بھی چہرے کا خوابہ عمرو کے اڑ گیا داؤد نے چاہا پکڑون تخت سے کودے ہزارون جادوگرون کو مار کر نکل گئے تخت اُنکا رہگیا خداوند دارالامارۃ مین جاکر بیٹھے وقت آخر ایک حاجن کے چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے حاجن کی داڑھی موچھین مونڈ ڈالین ایک کاغذ لکھا ہوا خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی مین آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہین خدا انکی جان دشمنون سے بچائے اے شہریار اگر آپ حکم دین تو مین خواجہ عمرو کو تلاش کرون یہان باغ مین بلا لاؤن مگر اُنکا ملنا دشوار ہی آپ کچھ شناخت بتائین تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بدحواس ہو گیا کہا او ملکہ تم نے سُنا خدا انکو سلامت رکھے باغ سیاب مین مجھپر عنایت تو کیا مگر میری تلاش ہی لوح کی فکر مین یہان آ بیٹھے اب میرا چھپنا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ مین نکلون دربار مین داؤد کے

جاؤن یا تو اس بدبخت کا تخت اللہ دون یا لڑ بھڑ کے مرجاؤن خدانخواستہ اُنکے دشمنون پر زوال آیا یا گرفتار ہوے پھر مین منھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اب انکی محبت کیون ملکہ عالم پر ثابت ہوئی بہ لطف و کیفیت مجلو پر ورش کیا عزت و آبرو عطا فرمائی مین کیا سارے لشکر کے محسن مین ہمارے نانا جان صاحب زلزلہ قاف ثانی سلیمان جمرہ صاحبقران اُنکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک مین نام کیے یہ تخت زبرجدی جسکو اُڑاتے ہوئے آئے تھے خوف جان سے چھوڑ کر بھاگ گئے ملک زبرجد نگار مین اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہی عقل انسان دنگ ہوا گر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو دامہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا نہ زمین پر نہ آسمان پر کئی ہزار گز کی بلندی مین روے کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا زبرجد شاہ شب کو اُسی قصر مین جاکر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار مین چنگ اُڑا کر بر سر قصر معلق ہو پہنچے تفریح اس داستان حیرت بیان کی ایرج نامہ مین موجود ہوا اگر مفصل لکھون اہل مطلب کو طول ہو نا ظرین مشتاق ملول ہوا سد غازی فرماتے ہین کہ اے شہنشاہ خوبان افسر محبوبان جب خواجہ عمرو مدار قصر معلق پر پہونچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف سے آگاہ ہوے زبرجد شاہ کی شکل بنکر اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا پھر چاہ الماس مین جاکر دامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری ہاے خواجہ عمرو بیان کرون سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام ہون پس اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا تا کو عقیق شکست حاصل ہوگی مہرخ و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکے گا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا پس میرا نکلنا ضرور ہی ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح قبول نہین کرتا کہ آپ یکہ و تنہا دربار داؤد مین جائین دشمن جاکر ساحرون مین پھنس جائین مین بیدست و پا کیا تدبیر کر سکتی ہون اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے بین طلسم کشا قرار پایا ہون کد و کوشش ضرور ہی یہ حال سنکر قلب ناصبور ہی زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی و عیش دل سے فوت ہی آج تک جو کچھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہو سکا مرجانے مین نام ہی در پے اینذا فلک خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہی شعر ہم نہین واقف کہ کیا لطف کی رسم و راہ ہی ؎ رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی یہ شعر پڑھکر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون سے آنسو نکلنے لگے چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی ادیب النساء فخی کے یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی مسدس

بسر گویٔ رحنا رقم بشہید ان محبت سوگند		بسر آن مہ دلدار قسم بہ اسیران مودت سوگند	

رنجہ فرما قدم و شادم کن
از ہمہ رنج و غم آزادم کن

بصفائے برد و دوش تو قسم
بحیا گیری ہوش تو قسم
بہ صفائے گل نسرین سوگند
بہ سر ساق بلورین سوگند

سنگے جانب ما باز بمن
شاہبازے سر بردار بکن

بہ اسیر نظر یار قسم
بہ ضیائے مہ رخسار قسم
بادائے قدِ دلجو سوگند
بنسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف کہ من یار توام
بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بسر نافہ تاتار قسم
بہ دلآویزیِ گیسو سوگند
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت مردم
بہ تمنائے دو لعلت مردم

بہ صفائے ملک العرش قسم
از سما تا بہ سر فرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف بپے درمان است

یہ اشعار پڑھکر بہت روئی کہا اے شہنشاہ اقلیم شجاعت اے ہژبر بیشۂ جرأت اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اُٹھاتے ہین یکہ وتنہا دربار مین اتنے بڑے جادوگر کے جاتے ہین ہماری مشکل آسان کرتے جائیے خنجر ابروے خمدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دنیوی سے چھوٹ جائین پھر آپ کو اختیار ہی اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہین ہی ہمارے مامون جان شاہزادۂ بدیع الزمان گردشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم مین مدت سے قید ہین افراسیاب کے صید ہین ہم اُنکو چھڑانے کو آئے خود بلا مین پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر و افسونگری کو کس

زور شور سے رہا کیا کیا کیا عیاریان کیا کیا مکاریان کیا کیا جرات دکھائی ساحرون سے لڑے جان پر اپنی کھیلے یہان بھی لڑتے بھڑتے آگئے جگر اُنکا غم سے پاش پاش ہی مجھ بدبخت کی تلاش ہی ای ملکہ عالم ای عاشق صادق وای یا موافق نظم

کیا کہون جی پہ کیا گذرتی ہی	یہ ستم کسکو آئے گا باور	اپنی حسرت کا کچھ علاج نہین	یار ہو بخت یا فلک یاور
ہی یقین یہ کہ خاک ہی مین ملے	آرزوئے وصال سیمین بر	نکلے ارمان کیا کہ نکلے سیج	نالہ ہاے شب فغان سحر
دیکھو انصاف ہے کہ ظلم ہو ظلم	کہ نہو روے التفات ادھر	تاب خسار تیرہ روزی سے	وہ اگر مہر ہی تو مین ہون قمر
نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا	نہ کوئی مجھسا عاشق بے پر	عجب بلا مین مبتلا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن	

کیونکر جان دینے پر آمادہ نہون خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہان تلک پہونچایا ہزارہا جادوگر اُنکی تلاش مین گیا ہی ہر فرد بشر ڈھونڈھتا پھرتا ہی پس مین جاکر اُنکے شریک ہون یا لڑ بھڑ کر مرجاؤن اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہین ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے محسن کامل کے قدمون پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی تیجرأ اُنکی امداد واجب ہی اتنے بڑے ملک کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار **برق وضرغام** کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکے لائے تھے صحراے **سیماب** مین ایسا غصہ آیا اُنکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کردیا نہین معلوم اُن بیچارون پر کیا گذری سب طرح کے مجکو خیال قلب پر ہجوم غم وملال ہین بموجب رباعی مضمون زیب النسا مخفی **رباعی**

من زدل تنگ ودل زمن تنگ ست	صحبت ما چو شیشۂ دسنگ است	مخفیا کے رسی بمنزل دوست	
راہ تاریک و مرکبم لنگ است	فرد پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم	شمع کہ جان گدازم دوم بر نیا درم	

آجکی شب حکایت وشکایت مین بسر ہو رہی ہی کلمات حسرت انگیز اسد پر ملکہ ملک ملک کے رو رہی ہی **ناگن** وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج وملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار کو اشارہ کرتی ہی ای شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے گا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس سوختہ بخت کو بجھائیے انھین باتون مین رات قلیل باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود گل رخسار ملکہ عالم کے مرجھائے ہوئے ہین آنکھون سے حسرت پیدا چہرے سے باس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے سمجھا کر عاشق ومعشوق کو ایک ایک جام پلایا آب فصیحت آتش حکایت وحکایت پر چھڑکا مگر ملکہ کی حسرت ویاس کو ترقی ہی بلا دجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت وپہلو سے ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہو کوئی دراندازی کرکے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اب صبح قریب ہی صحن باغ سے اُٹھکر بارہ دری مین جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اُڑتا ہوا آسمان پر نکلے اس جلسۂ عیش ونشاط کو دیکھکے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنے گی ہر وقت رنگ انقلاب درپیش ہی ہر طرح کا پس وپیش ہی باغ عالم دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے پہلو مین خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کرون سماعت فرمائیے عشرت اور عسرت کی ایک صورت ہی بقول زیب النسا مخفی **غزل**

ابر بر رونق چمن گریہ	گل بر ایام زیستن گریہ	دل ز دست فراق نالہ کند	دیدہ بر حال خویشتن گریہ
وصل شیریں نصیب خسرو شد	غم بجان کوہکن گریہ	رفت حسن گل و چمن برباد	سرو بر باد و یاسمن گریہ
سوخت پروانہ بر ہوائے وصال	شمع بر صبح انجمن گریہ	روز این عمر کوتہ آخر شد	شب ز تاریکی وطن گریہ
لیکہ غفلت ربود مردم را	جرخ بر حال مردم زن گریہ	بیوفائی عسرای مخفی	بر شگاف دل کفن گریہ

حضور ہر وقت خیال انقلاب ہو دلکو تسکین کیے پیچ و تاب ہو خوب ملکہ کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے برائے خبر روانہ ہوئی بیان ستارۂ سحری چمک چکا ہو ہنگامۂ سحر برپا ہو طائر آشیانوں سے پر کھولکر نکلے منقارین حمد الٰہی مین کھولین مچہہ زن ہوئے قمری نے صدائے حق سرہ سنائی بلبل اڑکر پہلوے گل مین آئی ہر سمت سے آوازہ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم سے معمور نسیم سحر مستانہ وار لڑکھراتی ہو بنفشہ سے سر ٹکراتی ہو نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان چمن آنکھین کھولین سنبل نے موے مشکین مین گرہ دی سوسن صفت باغبان قضا و قدر مین پھول اٹھی سرو لب جو کی آئینۂ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد دلجو کو دیکھکر اکڑ رہا ہو دونون عاشق و معشوق مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا اے شہریار بارہ دری مین اٹھ چلیے وہان چلکر بھیرو مین سنیے ہماری وزیرزادی سمجھا گئی ہو ہماری خیرخواہ ہو کوئی بات اسکی نصیحت سے خالی نہین ہو اسد غازی نے کہا ملکہ ذرا روشنی ہو جاے تو اٹھکر چلین قضاے کار بہ قول ناگن وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران غدار ملازمان داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہین ایک ساحر موسوم بہ افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اڑا ہوا آسمان پر جاتا ہو طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہو تصویر اسکی ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہو نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہو گیا جلسہ مین کنیزون کے دیکھا فوراً بھاگا گھبراکر خداوند داؤد سے کہا کہ اس شوخ دیدہ کو سزاے طلسم کشا قتل کیا جاے ہمارا نام ہو یہ طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے میل کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اسوقت داؤد جادو دارالامارۃ شاہی مین تخت پر بیٹھا تھا تمام سرداران جمع ہین بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سجدہ کر رہے ہین مغرور متکبر سجدہ نے کر آواز دیتا ہو سر خود را از سجدہ بردارید کہ لعنت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر پہلو مین ہر چند کہ بالکل جاہل ہو مگر لقب اسکا پیغمبر نامرسل ہو اس سے کہہ رہا ہو خواجہ عمر کو کوئی گرفتار کرکے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی مین نے خداوند سے عرض نہین کیا خواجہ عمر دنے حوالی ملک داؤد مین غدر ڈالدیا صدہا مسافر مارڈالے راستہ بند کیے صدہا جان دردمند صدہا مسافر کی خبر غلام

نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صدہا مہاجنوں کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے لوٹ لیا کہین چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بیچارہ تانبے پیتل کا نکلا سب جنہون غلام کو ملین بخوف حضور ذکر نہین کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا اے پیغمبر مین کیا کرون خود قدرت تلاش مین اُسکی نکلین یا یہان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرین خورشید جادو نے کہا خداوند قصد نہ کرین غلام خود جائیگا مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا داؤد نے کہا تم ہمارے رازدار ہو جا بجا ملک داؤد یہ مین ذکر ہی بندون کے دل مین فرق پڑ گیا کہ قدرت کے سامنے زیر گنبد ساری لڑا ہزارون کا کھیت ہوا کیسے کیسے سادھے جنکا شمار ممکن خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جس دن قصد کیا فوراً لایا کہان جاسکتا ہی اجل اسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل وحقیر ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ افلاک جادو پسینے پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کرکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیون اے بندۂ خاص مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدعت کام ہی عاشق ومعشوق کو جو ایک مقام پر دیکھا جلگیا ہیبت سے مردم آزار طالب ومطلوب کا دشمن راہ عیش وعشرت کا راہزن کسی کی خوشی منظور نہین رنج وغم دینے مین قصور نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کسکو مٹاؤن کسکا گھر برباد کرون کس کو جلاؤن کسکو پھونکون کونسا سامان غدر کا جو یا ظلم وبدعت مین فرد ہی مردان عالم کا دشمن یہ نامرد ہی بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند آج غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ فقرہ نہین نکلتا اس ذکر مین یہی مصرعہ کافی ہی مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہ حضور کی ماجزادی نور چشم یکدانۂ خالص کو آج ایسے رنگ مین دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا قصد ہوا کہ باغ جلادون ہمراہیان ملکہ کو خاک مین ملادون مگر خائف ہوا شائد حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے کہا صاف صاف کہو کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش ونشاط آراستہ گانے والیان حاضر ودور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کا نپا غصہ آیا ضبط کیا مگر حضور فوراً انتظام کرین یہ سُنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اُٹھا ایک چیخ ماری تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر منتشر مہتر داؤد جادو نے افلاک جادو کو حکم دیا کہ سو ملازمان نمک خوار سا حران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لا اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار کرکے ہم تک پہونچا ید قدرت سے سزا دینگے مارے کوڑون کے کھال کر دینگے آتش قہر خداوندی مین جلائینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملائینگے مگر او افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنادونگا تیری قوم بھر کو مٹادونگا

افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اگر خلاف نکلے گردن ازمو باریک مجال ہی کہ خداوند کے سامنے بقدمہ نورچکیدۂ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے نہ ڈرین ابھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لے کر جاتا ہی طلسم کشا دملکہ کو باحتیاط لاتا ہی یہ کہکر بیحیا باہر نکلا ساحرون کو جمع کرنے لگا مگر تقضاے کار نا گن وزیرزادی دونون وقت برائے دریافت خبر آتی ہی ایک گوشہ مین حاضر ہی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران قدرت کہلاتی ہین اُنسے نا گن بھی باتین کر رہی ہی مگر گوش برآواز ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے کہنے لگی اے حوران قدرت خداوند داؤد سے کچھ سُنا بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ مین اپنے اُس باغی کو لیے بیٹھی ہین خداوند داؤد غصہ مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو کو حکم ملا سو ساحر لیکر برائے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا و طلسم کشا جاتا ہی بُوا ایسی خبر سُنکر کلیجہ تھراتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہوا ایک بولی بھٹیو سراسر بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی اُسکے باغ مین مردانہ پھول نہین دوسری بولی بیٹھ خالا دنیا مین ایک عجوبہ مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کواری جوانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین مرد کے نام پر رال ٹپک پڑتی ہی ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہی بازار مین نکلین چار کو دیکھین اپنے کو دکھائین جوانی کے مزے اُڑائین اس کو بچہ عشق و محبت مین بڑے مزے ہین مردون کی بھولی بھولی باتین وقت پر نتین کرتے ہین ذرا سامنے اپنے کو کھینچا قدمون پر گرتے ہین تصدق نثار ہوتے ہین ذرا منھ پھیر لیا زار زار روتے ہین جان تک مانگو دینے کو حاضر ہین بعض نگوڑے نٹ کھٹ اپنے مطلب کے عاشق یار نا موافق جہان مطلب نکل گیا پھر کون آتا ہی اگر کہین ملے ہم تو وہی اپنا عاشق سمجھے وہی اُنکی چکنی چکنی باتین یاد رہین اُنھون نے منھ پھیرا گویا ان تلون مین میل ہی نہین بعض نازک مزاج ذرا بیوفائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی بوا مجھر تو کئی زہر کھا کھا کے مرگئے اب مجکو چاہت کی قدر ہوئی ایک سے کر کے بیٹھ رہی ہمارے ناز اُٹھاتا ہی اُسنے اپنے جورو بچے چھوڑ دیے میرا کوڑیا غلام ہی اسی طرح جوش جوانی مین ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت جوان ہی جری بہادر صاحب حسب و نسب بی ملکہ مہ جبین دختر افراسیاب کا معشوق سفاہی بڑا نوش مزاج ہی معشوقان جہان کے سرکا تاج ہی جب تو بی مہ جبین طلسم ہوش رُبا کی حکومت چھوڑ کر صحراے خیرت سے اُسکے لے بھاگین قید بھی رہین مگر محبت سے اُسکی ہاتھ نہین اُٹھایا اب اُسکے لشکر مین چین کرتی ہین اُسنے تخت سلطنت پر بٹھایا ہی شاہان عالم کو اُسکے مرتبے پر رشک ہی یہ باتین جو نا گن وزیرزادی نے سُنین گھبرا کر اُس قصر سے باہر نکلی جی مین کہتی ہی ہاے بڑا غضب ہوا جس بات کا ہمکو خیال تھا نجت سیاہ نے وہی رونا دکھایا مگر پر پرواز

پیدا کرکے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہی بیک چشم زدن کنج باغ مین آکر اُتری دیکھا ملکہ لالان خون قبا اُسی طرح صحن مین باغ مین مشغول عیش ہین سامنے آکر سلام کیا عرض کی ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ لالان خون قبا رنگ روے ناگن متغیر دیکھکر گھبراکر اُٹھی ناگن ہاتھ تھام کر کنج باغ مین لائی چونکہ ملکہ سے محبت دلی ہی بچپن سے ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی قدمون سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی بولا ناگن جلد بیان کر خیر تو ہی ناگن وزیرزادی نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہی حضور کو کیا خبر ہی ہم چلتے وقت کہہ گئے تھے کہ اب صبح ہوچکی ہی اندر بارہ دری کے جاکر بیٹھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو اُڑا ہوا جاتا تھا آپ کو پہلو مین طلسم کشا کے دیکھ گیا جاکر خداوند داؤد سے سر دربار اُس بیحیا نے کہا قدرت نے حکم دیا مع فوج برائے گرفتاری طلسم کشا آتا ہی یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہوگیا ہاتھ پانون مین رعشہ پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ بے اختیار رونے لگی کہا اے وزیرزادی اب کیا کرون مین کنوین مین پھاندُ پڑون بیرے کی انگوٹھی چالون اُنکو کسی طرح بچالے مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہی وہ بیچارے غریب الوطن اُنکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین اُن بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش خو شعلہ مزاج ہین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان اُنکو لے کر نکلجاؤن مین کیا جانتی تھی آج آفت آسمانی آنے کو ہی فلک گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون ہی بکھر جائیگا ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل جاتی رہیگی سوچین گے کچھ منھ سے بات کچھ اور نکلے گی بگڑی ہوئی بات بننا دشوار ہی ابھی تک خیر ہی اُس بیحیا کے آنے مین عرصہ ہی اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے کا ذکر نہ کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے کہا بوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا اے ملکہ عالم یہ کوے محبت ہی اسمین ہزار طرح کی آفت ہی کیسے کیسے جوان اس ظالم نے مثائے نخل محبت سے کسکو پھل ملا کسکا غنچۂ آرزو کھلا مجنون دشت نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد مو اسلیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہیشہ جفاے فرقت سہی شیرین نے اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدعت سے قید ہوے دام الفت زلیخا کے صید ہوئے مگر لونڈی اپنی جان مٹائیگی جہان تک ہوسکے گا آپ کی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر اتنا یاد رکھیے خداوند لاکھ آپ پر رحمت کرین سوا ے نہین مُنھ سے ہان نہ نکلے سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آئے انکار بڑی چیز ہی افلاک جادو حرامزادہ بڑا بے تمیز ہی اگر میرا فقرہ چل گیا تو آپ کو بچایا اُسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پر نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی بلبل شمع رخسار کی پروانہ آنکھین پھوٹین جو حضور کو بے طور دیکھون یا دشمنون کے رنج وملال کی خبر سنون اب یہ تدبیر ہی کہ طلسم کشا صاحب جرات وشوکت اپنے زمانہ رستم گر اس بات کو سُن پائیگا تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہی ہماری اتنی لیاقت

نہین کہ داؤ دغا دو سے ٹرسکین اب مین سمجھ کر کے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کر کے بیٹھے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر نہونے پائے جب افلاک جادو آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہوکر فرمائیے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین پہچانتے خدانخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو واری سرکٹ جائے بات مین فرق نہ آئے سراسر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ مصرع قدم عشق بشیر بہتر ہے اُس گوشہ مین کھڑے ہوکر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن رہی ہے سر دھن رہی ہے ہر بات کا یہی جواب ہے ہوا جو کہو گی وہی کرونگی خدا آپکی جان بچائے اسی

خیر خواہ بلا اقتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون بغزل

امید وصل کی باشد غم دلریش کی ماند — گدا چون آشنا گردد بشد درویش کی ماند — کسی کو شد گرفتار پریشانی
دگر آنرا چو مجنون مکر کار خویش کی ماند — جنون ہر جا بخن آید سوز دل سنریشے — مجال گفتگوئے عقل در اندیش کی ماند
تو خواہی سود اے ملاس پیر و خواہ مریم نہ — چو احمت چون شود دامن ہمہ از رشک کی ماند — کسی کز دست غم ہر دم نخورد خون دل کشد جانے
چو جنتی ہمہ قفل عقل و واندیش کی ماند — ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے ہچکی لگ گئی کہا حضور خدا آپ کی جان بچائے انجام سکا بخیر ہو حقیقت مین کوے عشق مین سوائے رنج مصیبت کے کیا ہی یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیے ہوے جلسہ مین آئی اسد غازی کو بلا کر ایک کمرے مین لیگئی مخفی طور پر سحر کرتے کرتے اُن کو بیہوش کیا ناظرین پر واضح ہو میر احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہی کہ ناگن نے اسقدر سحر کیا کہ اسد غازی ایک مٹر کا دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا منھ کھولکر یہ دانہ مٹر کا اُسی گھنگرو مین رکھکر منھ اُسکا بند کردیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈھین گے نہ پائین گے آپکا معشوق آپ ہی کا پابند رہا اور لونڈی بھی وقت پر کسی طور سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کرکے ناگن تو ایک جانب روانہ ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا شل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری مین بیٹھی تھی کہ یہ جوف داؤ د جادو کانپ رہی ہین گوشون مین چھپتی پھرتی ہین ملکہ لالان خون قبا ہر چند منع کرتی ہی دیکھو صاحب ہوش و حواس درست رکھو اعتشار ثابت نہو تم لوگ کیون گھبراتی ہو جو آفت ہوگی میری جان پر گذرے گی تمھارا ڈر نا بیکار ہی بچانے والا پروردگار ہی ملکہ ان باتون مین مصروف تھی کہ دروازے پر ہلڑ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا داری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہی کہتا ہی تمھارے باغ مین طلسم کشا آکر چھپا ہی ملکہ نے کہا آنے دو کہو کہ آؤ تلاشی لو سارے باغ کو چھانو افلاک جادو بلبلاتا ہوا باغ مین گھس پڑا جاتا ہی باغی کو گرفتار کردن گا ملکہ ایسی گلعذار کو خار دونگا مثل برہ صحرائی اکڑتا ہوا ساحران غدار ساتھ موچھون پر بتاؤ پھیرتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب نے سلام بھی نہ کیا ملکہ

لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون خیر تو ہی افلاک جادو نے کہا اوستانیو خوب ملکہ عالم کو براہ کیا ہی تبلاؤ طلسم کشا کہان ہی کس مکان مین چھپا دیا صاف صاف تبلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت مین اسم باسمی ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش ہی مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجردی کریگا افلاک جادو نے کہا ملکہ عالم بس اسی مین خیر ہی اپنی جان و آبرو بچایئے طلسم کشا کو تبلایئے مین صبح کو آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا شراب چل رہی تھی ملکہ لالان خون قبا نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبح کو ٹھیک جلسہ آراستہ تھا ناچ گانا روز ہوتا ہی کوئی خواص ہماری مردانے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا کسی کو شراب پلاکے نری دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا نام نہین اگر تو نے دیکھا ہی تلاش کرلے سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر نگوڑے نگاہ نہ ڈالنا یہ سب ہماری ہمراز ہین عہدۂ مصاحبت سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار ہر قصر و مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے مثل غول بیابانی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جس مکان مین جاتے تھے طلسم کشا کو پاتے تھے بدحواس آکر افلاک جادو سے کہتے تھے ہا افسر سب مکان خالی پڑے ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا صحیح فرمایئے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوانے لگا ہر چمن مین جاتا ہی روش پتری چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا نہین ملتا اُس بیحیا کا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد حاصل ہوئی تکین دل نہوئی آخر غصہ مین سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت کرینگے چلیے سوار ہوجیے قدرت نے یاد فرمایا ہی ملکہ لالان خون قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈالے ہوے کہتا ہوا چلا دیکھیے ملکہ نہ چھپایئے اب بھی مفصل بتا دیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے تھا مین آپ کو بچا لونگا قدرت غصہ مین کوڑا لیے بیٹھے تھے مین ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوستی چلی آتی ہین کہتی ہین یا خداوند نگوڑا افلاک جادو مرجائے بھڑوے کے ہاتھ یا نون ٹوٹیں دیدے پھوٹین کیا مزا ہو جو خداوند قدرت نمائی کرین دونون دیدے بھڑوے کے پھٹ ہو جائین ظالم کے کوڑھ ٹپکے ہماری ملکہ پر تہمت لیتا ہی اسی طور سے محافہ داخل شہر واوویہ ہوا شہر مین بھی ہلڑ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہی کہ یوصاحبو ملکہ لالان خون قبا نور جگیدۂ خاص خداوند قید ہو کر آئی ہین نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ کہتے ہین کہ طلسم کشا اسد غازی باغ مین آکر ملکہ

لالان خون قبا کے چھپا ہی بعض کہتے ہین ملکہ عاشق ہوئی ہی ایک کہتی ہی بُوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا عاشق ہوگی کسی نے تہمت لی ہی عقلمند کہتے ہین مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ یہ آوازین کان مین ملکہ کے آتی ہین محافہ مین رہ رہی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگتی ہی ای آسمان کے خدائے نادیدہ میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ مین خیر و عافیت سے پہونچون بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہی مین تو سحر و ساحری نہین جانتی نہین معلوم اس حال مین کیا گذر رہی ہوگی نا گن نے غضب کیا مٹر کا دانہ بنا کر گھنگرو مین کھدیا ہی ایسا نہو جرم ثابت ہو جاے بیریان پہنچائی جائین چھاگل اور کے قبضہ مین آئے گیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو دوڑا ہوا جاتا ہی بیشتر محافہ کے دربار مین آیا دیکھا داؤد جادو غصہ مین کانپ رہا ہی کوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین جیسے ہی افلاک جادو سامنے آیا کہا کیون طلسم کشا کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہی کسی نے ملکہ کو خبر پہونچادی باغی کو کہین چھپا دیا ہر چند مین نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھین سزا پائینگی آپ ہی بتا دینگی داؤد جادو تو غصہ مین بھرا بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کانپتی ہوئی محافہ سے اُتری داؤد جادو کو سلام کیا مثل شعلہ آتش بھڑک رہا تھا مُنھ پھیر لیا کہا کیون او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہان ہی ایسے کانٹے کو اپنے باغ مین جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہان چھپایا خوف کے مارے ملکہ کے مُنھ سے بات نہین نکلتی ڈرتے ڈرتے غنچہ دہن وا کیا ای والد نامدار مین طلسم کشا کو نہین جانتی نام سے بھی آگاہ نہین کبھی تصویر تک نہین دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہی میرے مصاحب کو جھوٹا کرتی ہی افلاک نے اپنی آنکھون سے دیکھا مفصل حال کہہ چکا مجال ہی کہ قدرت کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہین تو آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا دوزخ مین پھکوا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو یگیسو بریدہ یون نہ قبولے گی تمام اُمرا اور وزرا اراکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف ترسان مثل بید لرزان آپسمین کہتے ہین دیکھو یار و بیٹی پر یہ قیامت ہی اس مقدمہ مین اور کسکا پاس کریگا مسلمانون کے نام سے قدرت جلتے ہین اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہین خدائے نادیدہ آسمان پر ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر شک ہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی ملکہ کو ہاتھ نہین لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سمن بو خورشید رو جسکے جسم نازنین پر بدھی پھولون کی باریک رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ مارے کوڑون کے کھال کرا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا مین نہین جانتی آپ کو اختیار ہی کسکا نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ مین کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کھلا بانکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا آنا مُنھ سے نکلا ای والد نامدار مین

کوڑے کی مستحق نہ تھی خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا نام مٹا دیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے پھڑکی تڑپی سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کو کوڑا لیے کھڑا ہے وزیر امیر لپٹ گئے کہتے ہین ای شہریار اب کی کوڑے مین مرجائیگی پروردہ نہد ناز و نعم اُسپر یہ ظلم و ستم بس اسی قدر سزا کافی ہے رحم کیجیے زیادہ سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہے اب سب افلاک جادو کو برا کہہ رہے ہین کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت کے سامنے کیا مکر کی صاف صاف کہدیتی جب داؤد پڑھتا ہے کہ دوسرا کوڑا مارون وزیر ہاتھ باندھتے ہین کہتے ہین بس حضور بس مگر قضائے کار کوڑا کھا کر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی اڑیان زمین مین رگڑین اس گھنگرو کا منھ کھل گیا دانہ مٹر کا زمین پر گرا پختہ زمین پر پڑ ہلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی نگاہ پڑی اپنا دکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے ہوے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سٹر کر انے مکی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا قریب دیوار جا کر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہے دیوار مین ایک روزن تھا اُس روزن سے ایک چوہیا نکلی اُسنے دانہ مٹر کا منھ مین لے لیا روزن مین جا کر غائب ہو گئی ابتو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب نازیانے کا صدمہ کم یہ قلق انتہا کا دل ہلگیا کلیجہ مین ناسور قلب نا صبور دل سے کہتی ہے ای لالان خون قبا جبکے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی اُسکو یون ہاتھ سے کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے مٹر کا دانہ بنا دیا چوہیا کھا جائیگی افسوس صد ہزار افسوس اس شیر بیشہ صاحبقرانی کی مفت جان گئی اس خیال مین قلب کو تڑپتین دل مین ٹھکن کلیجہ مین درد رنگ روز زرد ہونٹون پر آہ سر دستون سے سر دے مار رہی ہے مگر داؤد جادو نہین مانتا جاتا ہے پھر کوڑا مارون کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا رونے پیٹنے کی آئی کوئی یہ کہکر روتا ہے ہاے اس خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑہ ٹپکے ابھی شہر داؤد یہ مین آگ لگجاے آسمان پھٹ پڑے زمین کے طبقے اُڑ جائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نہ رہے سب نگہبانے کہ کون بیان درانہ ہے جو ایسے کلمات کہتا ہے ملکہ لالان خون قبا تو تڑپ تڑپ کے بیہوش ہو گئی دو صدمے کامل قلب پر پہونچے تاب نہ لاسکی بیہوش مدہوش منکا ڈھل گیا موت کے آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ اس حال پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی مہر پدری نے جوش مارا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط افلاک جادو کی زبانی اسقدر صدمۂ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکلجاے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے اسی حال مین یہ صدا سنی سر اُٹھا کر دیکھا ناگن جادو وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون سے سر پیٹتی ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون خداوند یہ کیا ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کو اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت

تو دیکھ مگر تو جلا دجفا کار ہی ایسے حسین حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا تونے کیا خطا ہوئی یہ کہکر ایک دوہتڑ داؤد جادو کے مارا کہا ارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو بوٹیان کاٹ کے پھینکدونگی مین نے بھی تو یہی خطا کی کہ دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے اُسکو جلا دے خاک مین ملادے ارے جلاد تبلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزاے کامل دی داؤد جوش محبت مین دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیرزادی نے جو سر دے مارا ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے ہاتھ ناگن وزیرزادی کا پکڑ لیا کہا بٹیا سُن تو کہ کیا معرکہ گذرا میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہو گئے ہین اُسکے جسم پر زخم پڑے میرے قلب مین ناسور ہوا جو بھی اچھا نہو گا مگر بٹیا حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا تبلا یہ کسی کی چوری کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو خرچ کیا آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزائی سمجھ گئی اس مقدمہ مین باغ مین ہیا گل کھلا تھا ہر ایک گلعذار مردانے کپڑے پہنکر آراستہ ہوئی تھی کوئی جعدار کوئی کمیدان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوے تھے مٹی کے تیر مٹی کی کمانین بنائی تھین تلوارین سرکنڈے بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہی میان خداوندصاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب جو رستم سے لڑتا تھا اور بی بی ہماری رستم بنی تھین جسکو افراسیاب بنایا تھا اُسپر تیزے تلوارین مارین مگر ناگن ہاتھ ڈالکے کھینچا تخت سے اُتارا بی شمشاد افراسیاب بنی تھین جب تخت سے گرایا تھا بہت روئی تھین انھون نے شاید آنکر آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہین ہی ذرا تواریخ منگوا کر ملاحظہ کیجیے کجا رستم دا فراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخین مارکے رونے لگی داؤد نے گلے سے لگایا کہا بی بی بات تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری ملکہ مرے گی مین زندہ رہونگی پہلے تمکو اندھیری گور مین سلاؤنگی اور مین تو ضرور سنکھیا کھاکے جان دونگی آپ مجکو رونے پیٹنے کو منع کرتے ہین اپنی بی بی کو دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی داؤد سمجھا کہ حقیقت مین اسنے ملکہ کے ساتھ بڑی مشقت کی ہی ساتھ کھیل کر بڑی ہی اُسکی روح پر صدمہ ہی اسوقت اسکی بات کا بُرا نہ ماننا چاہیے میری بیٹی کی عاشق صادق ہی پیٹھا نی پر بوسہ دے کے کہا بی بی سنو بڑی قیامت کی خبر سُنی ہی سوا تنگ نہ بنیے گا اپنے باغ مین تمکو اختیار رہی جس طرح چاہو کھیلو کودو منع نہین کرتا افلاک جادو نے مجکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی ہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہی تب مین نے ساحر بھیجکر گرفتار کرا منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک چمن مین طلسم بنایا تھا مگر شیر کوئی نہین تھا کُتے بھونکتے تھے کوے بنائے تھے ایک مرتبہ پرا نھون نے کاؤن کاؤن کی تھی شیر کا بچہ بھی نہین بنایا پہلو مین کیونکر آتا مین بیٹھا خوب ہنستی ہون لڑکے کوے بھاگتی ہون ایک لڑکا بناتے ہین اُسکے پیٹ مین شہاب بھر دیتے ہین مین جب اُٹھا لیجاتی ہون پیٹ چاک کرکے الگ ڈال دیتی ہون اُسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہین پھر مجکے دیدیتے

اُسکے مان باپ کو سمجھاتے ہین لڑکے کا لاشہ اُٹھتا ہو یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہو کئی دن مین ختم ہوتا ہو داؤد جادو سوچا یہ تو نام بھی اسد غازی کا نہین جانتی کہا اری ناگن سُن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو سے لڑتا ہو اُسکو کہا کہ باغ مین ملکہ لالان کے موجود ہو یہ سُنکر ناگن پیٹنے لگی کہ خداوندا یہ آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ مین مردوا یہ کون صاحب کہتے ہین ذرا اُنکی صورت دکھائیے اُنکی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالون ڈاڑھ بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو پاسی بولتا ہو اُسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہین نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطہ اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کیصورت دکھادے ہو ہو ایسی بھولی بھالی پریتمت داؤد چونکہ جھلایا ہوا تھا صہر پدری سے بیقرار تھا کہا یہ صاحب افلاک جادو کہتا ہو کہ مین نے آنکھون سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن لپٹی خوب غور سے افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میان افلاک صاحب واہ واہ آپ کئی دن سے ہمارے گھر پر ہین آئے مٹھائی میوہ نہین لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تھان نہ منگوا دوگے ملکہ کے ساتھ شادی نہ کروگے یہ سُنکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس افسوس آپ نے ذرا ہمسے نہ پوچھا یہ بھڑوا کلموا کئی مہینے سے روز مرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیان میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تمکو لاکھون روپیہ دینگے تنہائی مین ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرادو اس بات کی خطا وار ہون نقد روپیہ مین نے کبھی نہین لیا مٹھائی میوہ کھایا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہین کیا دم دلاسے مین اسکو رکھا جب اسکا روپیہ بہت صرف ہو چکا اور کچھ اسنے بھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن تم نے ہمارے ساتھ سچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل کراؤنگا مین نے کہا بھڑوے وہ دختر خداوند ہین تو کیا کرسکتا ہو ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ پہونچائیو ہائے جو مین جانتی کہ خداوندا ایسے شعلہ مزاج ہین تو مُنھ نا کرتی بلا سے کسی لونڈی باندی کو پھسا دیتی خیر اب تو بہوئی نیکی کرنے والا جوتیان کھاتا ہو مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا مین نے اسکے ساتھ برائی کی مین نے اسکی مٹھائی میوہ کھایا مجھپر آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ ڈر تھا یہ باتین سُنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہو میرے سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمھارے سر کی قسم تمھارے باپ دادا کے سر کی سو گند خود اس نگوڑے سے پوچھیے ملکہ کو کوڑے مارے اسکو جوتیان ماریے تب قبولے گا داؤد جادو تیغہ کھینچکے طرف افلاک جادو کے پلٹا کہا کیون رے نمک حرام ہماری نور چکیدۂ خالص قدرت پر نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبراکر کہا حضور مین تو اس بات کو نہین جانتا ناگن وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہین گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سُنائی بس طلسم کشا کہان ہو تو آپ ہی کہتا ہو سارا باغ چھان ڈالا کیون نہ ڈھونڈھکے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہو

چاہا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر بلند اختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی زمین سے چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر برا فلاک نے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہر سر مو دہر بن ہوے افلاک جادو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر مین جلکر خاک ہوا ناری کا قصہ پاک ہوا فوراً جہنم واصل ہوا شجر بغض وحسد سے یہ قمر حاصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا جیسا اس بیجیانے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اُٹھاکے باغ مین لیجا علاج کر مگر خبردار کسی غیر کو کبھی اپنے باغ مین نہ آنے دینا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہے اسوقت قلب پر صدمہ عظیم ہے تو اُسکی وزیر ندیم ہی ہر امر کا خیال رکھنا ناگن وزیرزادی نے کہا حضور سب کھیل کود سے توبہ کی ایک ایک کتاب خریدینگے مکتب خانہ کا کھیل کھیلین گے مگر اُسمین بھی خرابی ہے مولوی جوبنے گا اُسکو دوانے کپڑے پہننا ہونگے مگر بڑھیا آتو بنائینگے خوب خدائی آپ کرتے ہین آج سے اعتقاد کامل ہوا داؤد نے کہا بیٹیا اب جاؤ حقیقت مین میرے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین مین بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا آج کل بڑے تردد مین تھا اب ناگن نے ہوادار منگا یا ملکہ لالان خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ مین آئی مگر داؤد جادو بیٹی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ عمرو کو تلاش کرکے پکڑلاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے براے تلاش خواجہ عمرو چلا داؤد جادو رنج مین دو شالہ سے منہ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ مین آئی زخمون پر ٹیان چڑھائین ملکہ لالا خون قبا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے سے بچھڑ گئے کس حسرت سے اُس شیرینیہ حرامزادی کی جان گئی آنکھون کے نیچے وہ مصیبت پھر رہی ہے مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی ہاے نہ تکو سوجانا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام کیا ہوگا جو چاہا کر مجھے

کہ دادخویش ستانم زگریبار دگر	بہار عمر گذشتہ چو ذہنان چمن	مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر	دریغ درد دلم چشم انتظار دگر
کہ پیش یار شکایت بود نہ یار دگر	ہزار شیشہ تہی کردہ ہوس خفتی	ہنوز از دل من سبز شاخسار دگر	نہ یار خویش بود آن نہ یار دگر

ان اشعار کو پڑھکر اسطرح بلک کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منہ کو آیا کہا واری دراسن تو لیجیے آپ نے تو بات کرنا مشکل کردی کس بات کا غم ہے فرمایئے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ مٹر کا اُس دانائے روزگار کو بنا دیا تھا گھنگرو کا منہ کھولکر اُسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی وہ دانہ گھنگرو سے نکل گیا قریب دیوار کے دھکا لگا ہو ہو پہونچا وہان روزن سے ایک چوہا نکلی دانہ منہ مین دبا کر لے گئی مجکو داغ تازہ دے گئی ہاے اس بیکسی بے بسی مین کیا گذری ہوگی ناگن ہنس پڑی کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے دانے کا کون شمار

کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند ہوئی شعر تمتع زہر گوشۂ یافتم ٭ زہر خرمنے خوشۂ یافتم ٭ آسنے بھی خرمن محبت سے ایک دانہ پایا کھیتی کریگی تخم الفت طلسم کشا مزرعہ دل مین بوئیگی چوہیا جو فروش گندم نما کیون حضور تلازمہ کی سب باتین آگئین لیکھا جو جو بخشش سو سو ملکہ نے ایک دو ہتڑ مارا کہا او ناگن تیری زبان مین سانپ کاٹے یہ مسخرے پن کا وقت ہی جسکے مُنھ مین جانوں بھرے ہوتے ہین وہ اس طرح چاچا کر باتین کرتا ہی ہمین آپے دانہ حرام ہی تمکو دل لگی سے کام ہی ناگن نے کہا جلدی کیا ہی دانہ کو چوہیا کھانہ سکے گی کہین ڈال دے گی مین جاکر تلاش کرونگی چوہا بنونگی بی چوہیا کو مارونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے لگی کہا واہ بی ناگن آج تو تم نے خوب زہر اُگلا ہماری جان پر بنی ہی للہ جلد تدبیر کر دیہ کہکر خنجر اُٹھایا چاہا اپنے شکم مین مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرائیے جب آپکی چھاگل سے دانہ گرین چوہا بنکے پھونکی دانہ اُٹھا لائی پھر آکر بھڑوے افلاک کو قتل کیا سچ کہے میان داؤد پر کیا رنگ جمایا ایسی روئی پیٹی کہ وہ خود گھبرا گئے افلاک میان کُتے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے مین آرام فرما رہے ہین واری خوشی کی خبر یکایک نہین کہتے ہین کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہی یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبا ناگن کی بلائین لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکریہ ادا کرین ناگن نے ہاتھ تھام لیے آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمھارے قدمون پر نثار ہی مین دل سے پیروی مین مصروف ہون خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا اُنسے آفت کا ذکر نہ کرنا اگر زخمون کو پوچھین گے مین کہدونگی کہ اندھیرے مین گر پڑی اگر سُن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن کیا کرون آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر وقت خوف ہی یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے اس کمرے مین آئی دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہین ناگن نے بڑھکر پاؤن پر ہاتھ رکھا سحر اُتارا اسد بیدار ہوے اب ملکہ نے عہد کیا کہ کمرے سے باہر انکو نہ نکلنے دونگی پردے مین آنکھون کے چھپاؤنگی یہ عاشق و معشوق مصروف عیش ہوے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہی دانہ مٹر کا بنا ناقلب پر شاق ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن نے قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کردن سحر کرکے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ مین جاکر چھپایا درۂ کوہ پر بھی سحر کر دیا کہ یہان سے کہین جا نہ سکین جو کوئی دور سے شیر کو دیکھے گا آپ بھاگ جائیگا شیر ہیئت جرأت کے قریب کون آئیگا بہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے مصروف عیش و نشاط ہوے ہر روز کہتے ہین کہ مین جاکر داؤد و دجا دو کو مارونگا تخت بدبخت کا اُلٹ دونگا ملکہ وزیر زادی عقل سے شاہزادے کو روک رہی ہین ذکر اُنکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراوی ننگ بحر خارعیاری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان بیج بردباری قاتل ساحران خودسر اعنی مہتر خواجہ عمر وسائی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی — یا عطر فشان بہار آئی — تم آئے تو دیکھنے کو ایجان — آنکھون مین جان بار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی — پھر بادہ کشی کی بار آئی — یہی تری زلف دیکھنے کو — شب بھکے ہزار بار آئی
فرقت کی شبین قمر نے کاٹین — اب نوبت وصل یار آئی — سابق مین تحریر ہوا کہ مہتر حیران و بہتر بہتران یعنی

خواجہ عمر و نامدار بصورت افراسیاب سلسلہ دیو و جادو کے آئے کیزان سامری نے بیجا تخت زبرجدی چھوڑ کر بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافرون کو مار ڈالا تون کو جا کر مہاجنون کو دیا حوالی شہر داؤ دیہ مین غدر ہو گیا اب داؤ و جادو نے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قیا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم کو برائے گرفتاری خواجہ عمر روانہ کیا بیان خواجہ عمر و ایک درہ کوہ مین بہ شکل ساحر تاک لگائے بیٹھے مین کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کردون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہی دیہات و قریات سے بہ شکل ممکن ہوتا ہی دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی بڑی ہرنی کی ڈلیان برنجی تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی رئیس کے واسطے صبح کو لے کر چلا ہی خواجہ عمر و بہ تجمل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر عمدہ کھانا دیکھکر پانی منھ مین بھر آیا ہی ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوے عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین موتیون کے مالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوے درۂ کوہ سے باہر نکلے پکارا میان حلوائی پوریان بیچو گے اُسنے کہا گیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہی عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہی پچاس روپیہ سیر برفی ہی اس شہر مین مہنگی پڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہو گی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہو گا یہ سُنکر حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس آیا آپ مسافر ہین ہم خدمتگزاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درۂ کوہ مین جا کر بیٹھے کہا میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین گھاتا مزدوریتے ہین ہم دو روپیہ کا دین پوری بات کر و ایک پوری رکھوا سیر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر ضرور ہی سب پوریان ٹھائی شمار کر کے اسی تھال مین رکھین روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہین ہی حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہ گیر آجائے اس بڈھے کو سمجھا دے جلدی روپیہ لیکر ٹینٹ مین رکھے کہا میان سوداگر صاحب آپ کی باتین برفی سے زیادہ میٹھی ہین تھال

سمیت لیجیے اب مجھے جلدی ہی جا کر اور پکاؤن تھا کر صاحب کے واسطے لیجاؤن حلوائی کے ہاتھ مین چاندی کے کٹورے تھے عمرو نے کہا کیون بھائی ایسے کٹورے پانچ اشرفیون کو ملتے ہین حلوائی نے کہا نہین میان چھ اشرفی کے ہین عمرو نے کہا یہ بھی ہمین دیدو چھ اشرفیان لے لو حلوائی نے جلدی سے کٹورے اُتارے پیر و مرشد نے کٹورے بھی لیے چھ اشرفیان حوالے کین کہا بھائی ہم روز اِدھر سیر کو آتے ہین صبح کو لا کر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے بازار پر جا بیٹھے کٹورے اور تھال زنبیل مین رکھدیے پوریان برفی نوش فرمائین پانی پیکر شکر کیا پروردگار تو رزاق مطلق ہی اس صحرا مین یہ نعمتین پہونچائین حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیان لایا جورو بھی خوش ہوئی اٹینٹ سے روپیہ اشرفیان نکالین دیکھا ایک لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو مین سے لیکر قلیل سا زبان رکھا مزا جو چکھا عمدہ چورن ہی میان بی بی روتے پیٹتے چلے کہ جا کر خداوند سے فریاد کرین صحرا مین آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم خورشید جادو کا اُترا رہا خورشید بجاہ و جلال کرسی پر تمکن ہی حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید جادو حال سُنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہی اسی وقت صدہا ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر بارگاہ مین بیٹھا عمرو نے بھی راہگیرون کی زبانی سُنا کہ وزیر اعظم داؤد ہماری فکر مین آیا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جہان پایا کسی کو فقیر بنکر مارا کسی کو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن کنوین پر جا بیٹھے جو اُدھر سے نکلا پانی پلا کے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے ہین جو ساحر برائے تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ مین بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگون کے ہاتھ سے عمرو عیار نہ مارا جائے گا مابدولت خود جاتے ہین فوراً گرفتار کرکے لاتے ہین قدرت گھبراتے ہونگے امورات مملکت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہی رفقانے عرض کی آپ کلید عقل خداوند ہین تکلیف نہ فرمائیے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار مکار غدار آپکے واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے غلام کوہ و دشت چھانین لگے جس طرح بنے گا گرفتار کرکے لائینگے خورشید جادو نے کہا یار و بڑی غیرت کی بات ہی اس تین دن کے عرصہ مین کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کرکے نہ لایا مین سارے جنگل کو سحر بند کر دونگا ناچار ہو کے سامنے چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتین کر رہا ہی اسباب سحر جھولی مین رکھ چکا ہی قصد ہی پرواز پیدا کرون تلاش عمرو مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملک صبا رفتار کمند انداز بانہائے عیاری سے آراستہ بیچہ ہاتھ مین طراری بات بات مین اسی جانب آتی ہی ہلّو ہوا عیار بچی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی آتی ہی یقین ہی کوئی خبر تازہ لاتی ہی صبا رفتار نے آکر خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ

پڑھا لکھا تھا اے خورشید جاہ و مابدولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے بھاگ کر صحرائے ملک داؤد یہ مین پہونچا گئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے مابدولت نے صبا رفتار کو روانہ کیا عمرو بھی کبھی اسکو نہ پاؤگے اس ہوس مین ہلاک ہوجاؤگے ہمراہ صبا رفتار یکہ و تنہا صحرا مین جاؤ یہ تبلا دیگی تم سحر کرکے گرفتار کرلینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہوگیا صبا رفتار سے کہا تم نے بڑا احسان کیا چلو مین تمھارے ہمراہ چلتا ہون رفقانے کہا حضور ہم آپ کو تنہا نہ جانے دینگے صبا رفتار نے کہا صاحبو جب تم دس منزل ملکر چلوگے وہ بلاے روزگار ہی نہ رہیگا کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو حقیقت مین یہ عیارہ ہی ہر صورت مین اسکو پہچان لینگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبا رفتار کے ہمراہ ہوا صبا رفتار نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے مین پہچان کر اشارہ کرونگی آپ سحر کرکے گرفتار کرلیجیے گا خورشید نے کہا جو مناسب وقت معلوم ہو تمھاری رائے پر ہم کاربند ہین اس ساربان زادے نے غضب کیا سامنے خداوند کے افراسیاب بنکر آیا ہزارون کو قتل کرلیا قدرت کو بڑا قلق ہی ملکہ صبا رفتار تمکو بھی انعام ملین گے قدرت عمر بڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار مین ہی مگر خواجہ عمرو کے نام سے وہ بھی گھبرائے ہوے ہین فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہی ہمنے اسکو جلا دیا حران بنایا ہی مگر اب تقدیر جدید کرینگے صبا رفتار ہان ہان کرتی ہوئی چلی آتی ہی جب صحرا مین پہونچی نخلستان کی آڑ پکڑی ایک طرف ڈری پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم مین نے خواجہ عمرو کو دیکھا ایک جھاڑی مین نخلستان کے بیٹھا ہی کسی عورت کی صورت بنا چاہتا ہی لنگا پھریا بھی رکھا ہی آپ چلکے سحر کیجیے زمین پر تھام لیگی مین گرفتار کرلاؤنگی خورشید خوش ہوگیا ہمراہ صبا رفتار کے چلا پچاس قدم آگے صبا رفتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آڑ مین پتون کی ساربان زادہ بیٹھا ہی جلدی سحر کیجیے خورشید نے کہا مجکو نہین معلوم ہوتا صبا رفتار نے کہا بڑے آدمیون کو کم سوجھتا ہی روپیہ کا نشہ ہوتا ہی بخوبی نگاہ اٹھاکر دیکھیے تساہل نہ فرمایئے خورشید جاہ و آگے بڑھا ہرچند کہ کچھ معلوم نہین ہوا مگر صبا رفتار کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ جو ہوا صبا رفتار نے گلے مین حلقہ کمند کے ڈالدیے کیون میان خورشید اب پچانا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر بیرم ۔ رنگ از رخ نجنگ بدر اختر بیرم ۔ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ۔ تیغ و سپر و بسود و ساغر بیرم خورشید زرد ہوگیا ارے کہکے پلٹا عمرو نے تراق سے جاب بہوشی مارا چرخ کھاکے خورشید زمین پر گرا عمرو نے خورشید کو اٹھاکے ندر زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سراسر کمال کیا فرق نہ معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید بنکر تیار ہوے سر رومال مین باندھ لیا ہنستے ہوے پلٹے لشکر والے دوڑے کہا اے وزیر اعظم یہ کسکا سر ہی خواجہ عمرو نے کہا مابدولت کے جانے کی دیر تھی گھیرکے مارا

صبا رفتار حرافزادی ہوا ہوگئی عمرو کے مقابلے مین نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہین عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست کو مین نے مارا اُسکے بیر چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوے ہین بھائیو میرے ہوش پراگندہ ہین اگر باتین خلاف سرزد ہون گھبرانا نہین میری حفاظت مین مصروف رہو میرا جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ لون حیرت کا آئینہ دل پر جوش ہی سارا کمال سحر کا فراموش ہی جلد خدمت مین خداوند کی مجکو لے چلو یہ کہکر تخت پر سوار ہوے سر آگے رکھ لیا مصاحبون سے کہا تم سحر سے اُڑا کرے چلو ساحرون نے فوراً سحر کیا تخت اُڑاتے ہوے چلے مگر باتون سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہین کبھی خالف ہوکے کہتا ہی یارو دیکھو غضب ہوگیا دمامہ جادو آتی ہی مجکو آنکھین دکھاتی ہی کبھی کہتا ہی لو ساحر شمش آگیا اب مجکو زندہ نہ چھوڑے گا خنجر اُسکے ہاتھ مین ہی گدھے پر سوار ہوکر آیا ہی شتر سوار بہت سے ساتھ ہین سب بھوت پلید چلے آتے ہین یارو مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ کھالین یا سر پر چڑھ بیٹھین برم راکس بھی ہمراہ ہین سامان زادے کے خیر خواہ ہین یہی پوچھتے ہین عمرو کو کس نے مارا یارو میرا نام نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند مین لیچلو وہ ان شیطانون کے افسر ہین سبھون سے بہتر ہین جان بچائینگے ورنہ سب بھوت پلید مجکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو کو قتل کیا مگر دیوانے ہوگئے کمر سے پیٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرا دین اسی طرح شہر مین آئے ہر کوچہ و برزن مین ہلڑ ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب اُلٹ گیا ہاے وائے کرتا ہوا آتا ہی ہر شخص آکر دیکھتا ہی مُنہ پر مردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہی بموجب مضمون بشعر آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا بغل کے غول تخت کے ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہی چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہی مُنہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین ہر مرتبہ غل مچاتا ہی دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ پرے باندھ کے آئے ہین چٹیان سرون پر مُنہ پھیلاتے ہین مجکو بلاتے ہین ہرکارون نے جو یہ حال دیکھا گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سُنا بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے عمرو کو تلاش کرکے مارا مگر سڑی دیوانہ ہوگیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہوگیا روتا پیٹتا آتا ہی عجب عجب طرح کے کلمات کہتا ہی ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اُسکی جوانی کا افسوس کرتے ہین وہ کہتا ہی دمامہ و شمش پیچھا نہین چھوڑتے طریقۂ کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہی کہ بیر عمرو کے خورشید جادو کو گھیرے ہوے ہین بچنا اُسکا دشوار ہی نہایت نحیف و زار ہی داؤد نے حکم دیا جلد میرے سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنے سارا اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر کامل ہی عالم عاقل ہی اُسکا بدحواس ہونا خالی از علت نہین داؤد دکھڑا ہوگیا تخت سے اُترنے لگا دیکھا

کہ خورشید جادو رومال مین سر عمرو کا باندھے ہوے مگر مضطر بدحواس چہرہ اُداس بکتا جھکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا پھر چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے ہاتھ سے ان بچیاؤن کے بچائیے مجھے پکڑنے آئے ہین تمام بارگاہ آپ کی تنخین لوگون سے بھری ہی آپ کی بھی بوٹیان نوچ کے پھینکدینگے مین آپ کا داس دولت نہ چھوڑونگا لشکر مین قرنا کرائیے اپنے افسرون کو بلائیے واؤ دنے خورشید کو گلے سے لگایا کہا ای وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت و یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہی دما مہ دشمش کی کیا حقیقت ہی گو گل مرچین جلاؤنگا سب کو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ کنارے چلیے تو اپنے دل کا حال کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین رکھوا دیجیے اُسکے بیر اسکا سر دیکھ دیکھ کے روتے ہین آمادہ حربہ پکانے ہوتے ہین واؤ دنے فوراً سر عمرو صندوق مین بند کیا دل مین بہت خوش ہی کہ آج رکن اعظم اسلام گراب فہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہی ایکدن مین شکست فاش کھائینگی کیا لڑسکین گی بھاگ جائینگی یہ شخص اُنکا سرپرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہین ممالک ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے مابدولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا جسکا ہفت اقلیم مین مثل نہ تھا اُسکا سر میرے سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچے گا بڑا اپنے وزیر اعظم کا غم ہی ہاتھ تھام لیا ایک کرے مین لایا اور کہا اے خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج میرا نہ کرین رجعت دین آپ کا ملک تو پاک ہوا مجھپر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند پر فدا ہوا واؤ دنے کہا ہم سمجھاتے ہین تم وہی کہے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید بھاگ جائینگے اب ہم صبح کو تمھین تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری مین چلین گے وہان کوئی بھوت پلید نہ جا سکیگا مگر مفصل بتاؤ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہی کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ ہو گذشتہ حال کہون واؤ دنے کنیز شراب کا میز سے اُتارا کہا لو پیو مگر بھیا مین تمھارے جان کی نگہبانی کرتا ہون خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھکر کہا حضور اُلش کردین کہ برکت ہو میری جان بچنے کی صورت ہو واؤ دنے نصف شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای خورشید جادو وہی حال میرا بھی ہی بیشک دما مہ لنگا اُٹھائے کھڑی ہی مشمش کے بھی دلکو لگی ہی فوجین چلیا تی ہین خورشیدنے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹہلیے واؤ ذرا دو گھبرا کر اُٹھا عمرو نے وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جلد مین اُلو قطرے مین دیوانہ ہو لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا ہم نہ سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار زبان ہین سوزن دما مہ اُٹھا کر تندہ میل کر لیا کہا واہ داجان انکو حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا اسوقت کی عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز و ای مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم اظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا عرصہ دراز تک خواجہ عمر کو وہ

رہا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل خداوند داؤد تیار ہوا تاج خداوندی برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور خرامان خرامان پکارتے ہوئے آئے اے وزیر اعظم خورشید جادو جاؤ دو ہفتہ بہشت مین رہو بیہوشی تمھاری دفع ہو عمر والے شخص کو تمنے مارا کل وزرا امرا دربار مین حاضر ہین سب نے یہ باتین سنین دیکھا خداوند آتے ہین بڑھکر سنے پوچھا خورشید جادو کہان گیا جواب دیا تمھین تقدیرات قدرت مین کیا دخل ہی خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا کہان رہتا گردش فلکی سے اسپر زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہی ستارہ اسکے طالع کا قمر تھا زائہ غروب قریب پہونچا برائے چندے قدرت نے بہشت مین بھیجدیا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایک دن دربار روشن ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو آکر تخت خدائی پر جلوہ فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا حکم دیدیا تا زمانے کہ وزیر اعظم نہ آئیگا قدرت گنبد سامری و جمشید مین داخلہ نہ کرینگے اب خواجہ عمرو نے وزرا سے باتین کرنا شروع کین مگر ناگن وزیرزادی روز برائے خبر آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ لالہ رخ قبا کے آئی علحدہ بلا کر کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید جادو کو آپ کے والد نے کہین چھپا دیا برائے خدا طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر ٹکرا کے جان دیگا اپنے والد نامدار کے سلام کو چلے اب وقت غفلت نہین ہی خداوند کو بربادی مسلمانان کا خیال ہر وقت یہی ذکر آٹھ پہر یہی فکر اشہر جادو سے آج پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی اشہر جادو نے تہمت افلاک کا حال کہا عرصہ دراز تک قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالہ رخ قبا متغیر ہو گیا کہا کیون اے وزیرزادی اب کیا کرون ٹیڑے جاہل سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر روز یہی فرماتے ہین مین جاکر داؤد جادو کو قتل کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہی آج آخر وقت مین برائے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا ہی ناگن وزیرزادی نے کہا حضور جب سامنا ہوا اپنے کو سنبھالیے گا ہاتھ پانون مین رعشہ نہو روے زیبا پر تغیر نہ آنے پائے آپ کے بشرے سے رنگ عشق ٹپک رہا ہی اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ پھڑک رہا ہی جب دن قلیل باقی رہا ملکہ لالہ رخ قبا نے اسد غازی سے کہا اے شہریار مین برائے چند ساعت دربار خداوند داؤد مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر برائے خدا ہر بارہ دری کے تشریف نہ لائیے گا ذکر قتل خواجہ عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہی وہان کی جو خبر پاؤنگی شب کو عرض کرونگی مگر شہریار احتیاط شرط ہی یہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ انکو برائے سیر باغ نہ نکلنے دینا خدمتگزاری مین فرق نہ آئے کوئی تکلیف شاہزادہ والا قدر کو نہ پہونچے یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوادار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے

سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے اشہر جادو سے تہمت عشق اسد نامدار بمقدمۂ مالکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت خوش ہوا سوچا کہ وہ شیر دل نذر کردۂ بزرگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہی یہان تک پہونچا مگر عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہی اُسنے کسی صورت سے بچایا اس راز کو چھپایا انشاء اللہ حال کھلجائیگا اتو چندے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کرو ایسا وقت پھر نہ ملے گا بیٹھے بیٹھے فرمایا بد دولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہی صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہی ہماری یا دین فرق پڑتا ہی مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ؎ قدرت چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہو جائین تکلیف رنج و ملال سے ہمارے بندے چھٹ جائین جسکو جو سیر ہو روپیہ پیسہ اشرفی جواہر نقد وجنس قصر خداوندی مین جمع کرو دو شرف کونین حاصل ہو قدرت کو بدل وجان منظور ہی بعد ایک ہفتہ کے دوتا کرکے واپس دینگے خزانۂ خداوندی سے فرشتے لاکر ملا دینگے بعد اسکے پھر بھر کا مل شہر داؤد پہ ہین ہُن برسائینگے دریا دلی دکھائینگے مسلمانون کو ترسائینگے تمھاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مرجائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہو جائینگے مال بیحساب پائینگے سب وزرا امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو دو روپیہ سیکڑا پر قرض دیتے تھے دونا ہونے کا جو غلغلہ سُنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھے اپنے اپنے مال پر اپنے اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگا دین جنکو نہ میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے ہین عورتین پڑوس مین دوڑتی پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہین بوا اپنے ذرا جوشن اور طوق دینا مین بعد ایک ہفتہ کے دیجاؤنگی اُسنے کہا بی ہم خود جاکر خزانۂ خداوندی مین جمع کر دینگے دونا کرکے لائینگے تمھین بھی وہ زیور دکھائینگے دیکھنے والون کے منھ مین پانی بھر آئینگے ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا ہو کر ملے گا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہُن کب برستا ہی سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہی مین سونے کی ایک بُری سی مل بنوا کر گلے مین ڈالونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہی ہوا سونے کی چھاگل نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب کڑے پتھر کے سیر سے تول کر دینگے سُنار بنا لائیگا سر سے پانؤن تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کر آئی انگوٹھیان چھلے بھی اپنے رکھدیے میان سے چھپا کر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی بوتل مین باندھ کر ڈال آئی اب روز رنجلے ہونگے مہمان گھر مین بھرے رہینگے بو امجکو دھول کا براشوق ہی گگلے بانٹینگے کا بھی ذوق ہی اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگہ ہوگا شہر مین ہر کوہ و برزن مین یہی ذکر ہین ہنگامے برپا ہو رہے ہین کہ دیر و آجکل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین اہالیان شہر داؤد یہ سراسر

احسان ہین گھر گھر ہُن برسے گا ایک کا ایک دست نگر رہے گا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہے گا لیکن شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل اوڈ جادو سر پر جا نبانی پر جلوہ فرما جنون اور جوہرون کا روپیہ چھکڑون اور ٹھیلون پر لد لد کر آرہا ہی خزانہ دار واہ واہ کو الگ بلایا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کراؤ خزانہ دار صندوقچے لاتا ہے پیر و مرشد گوشے مین لیجا کر جواہر لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ بڑھ کر ہرکارے نے خبر دی نور چکیدہ خالص قدرت برائے زیارت حضور پر نور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھل کر بیٹھا تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک غمزہ کرنے لگا ایک جادو گرنے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیحیا نہ صبح و شام لونڈی نے سیکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا ہالیان دربار تھرا گئے مرد ہاسامنے عصائے مرصع کا رپر تکیہ کیے کھڑا تھا اسکی جانب سر اٹھا کر دیکھا کہا اس بیحیا کی ناک کاٹ لو تاکہ اوروں کو کان ہون رد برے قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغہ خون آلود کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا ہوا دار سے اُتر کر جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا و امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہوگئی ساحرون کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور لاشے اُٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ لالان خون قبا یہ سُنکر گھبرا گئی پلٹ کے کہا بوا ناگن پلٹ چلو اس وقت خداوند قدرت کا سامنا نہ کرو ناگن وزیر زادی نے کہا حضور اپنے آچکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہی بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہی بسم اللہ برسے اپنے رحیم و کریم کا نام لیجیے خوف نہ کیجیے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی درگہ سالار نے پردہ اُٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدۂ خالص قدرت نگاہ روبرو خواجہ عمرو نے سر اُٹھایا ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر ہونٹون پر خشکی آنکھون پر تری چونکہ وصل محبوب سے دل بحال ہی چہرہ خوشی سے لال ہی خواجہ عمرو نے نور نظر کہکے دونون ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا ناگن سے آنکھ ملائی ناگن نے جلدی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے دست بستہ عرض کی خاص صاحب ہین پلٹ کر غصہ مین فرمایا بیحیا تو کیون بول اُٹھا قدرت سب کو پہچانتے ہین ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر دست بستہ عرض کی غلام سے قصور ہوا ڈر کا ہین ہاتھ تلوار کا نہ مارا ہیگا قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو سر جھکا کر خاموش ہوا بی ناگن سے آنکھ ملا کر کہا وزیر زادی صاحب مزاج اچھا ہی ناگن تھرا گئی قریب تھا غوطہ سے غش آجائے اپنے کو

بیشکل تمام سنبھالا کہا ونڈی دعا مین مصروف رہتی ہو فرمایا آؤ بیٹھو ہم سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم ہماری صاحبزادی کی بڑی خیرخواہ ہو کیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے کیا خوب انتظام ہو مگر اتنا سمجھی رہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات ہمپر ظاہر ہین فاگن کا رنگ رو اڑ گیا ساری عقلمندی بھولی جی مین کہتی ہو آج تو خداوند صاف صاف فرما رہے ہین صرف نام اسد لینا باقی ہو ای خدائے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچانا ملکہ لالان خون قبا سے اشارہ کر رہی ہو کہ حضور سنتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام ہین اُسکے بد انجام ہین ملکہ لالان خون قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہو خواجہ عمرو نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج پر درد مہد ناز و نعم ہو ایسا نہو خوف سے دم نکل جاے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین میرا پھول ہو دریافت ہو جائیگا مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا ابھی الحاضر مین ہماری نور چکیدۂ خالص قدرت ماہ تمثال خورشید جمال کا تیر اقبال ساطع و لامع ہو صاف ظاہر ہوتا ہو کہ طلسم ہوش رُبا کی حکومت کریگی اٹھارہ سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حکم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نہ کی ہوگی طلسم ہوش رُبا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور پنجۂ شاہین و عقاب شانہ زلف عصفور ہوگا روباہ و شیر ہم پہلو خوف شمنائے عدل سے جو رنگہبانی کرینگے کوئی دزدیدہ نگاہ سے کسی کو نہ دیکھیگا قزاقون کو عہدۂ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام نہ لیگا نام جلیۂ جمشید کا مٹ جائیگا تمام عالم مین شہرۂ عدل و قبض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب ہمت ہوگا کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سُن رہے ہین سوائے درست و بجا کے کیا کہہ سکتے ہین خوف سے مثل تصویر سب کو سکتے ہین عرصہ دراز تک ایسے کلام کیے فاگن کی عقل و فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ مین جاؤ عیش عشرت مین مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا مین جان تازہ آئی فاگن کا ہاتھ تھام کے ہوادار پر سوار ہوئی دارالامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیون فاگن آج خداوند نے کیسی باتین کین سراسر رمز کی گھاتین یقین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو فاگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریان پھر رہی ہین ہر کلام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ابکی مرتبہ فرمائینگے کہ اسد غازی کو تمنے اپنے باغ مین چھپایا ہو حضور میرے انتظام کی تعریف نہ بھی صاف پایا گیا کہ اُنپر ظاہر ہو گیا ہو کہ مین نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا نے کہا بوا فاگن مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگی اُنکی خدا جان بچائے بڑا ہی خیال ہو اسی حالت مین لرزان ترسان باغ مین آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزین خدمت مین مصروف بلکہ آکر خاموش بیٹھی فاگن کے بھی ہوش اُڑے ہوئے ظاہر مین اپنے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ ظاہر ہو جائے اسد نے پوچھا کیون ملکہ مین تمکو منتشر پاتا ہون صاف تبلاؤ مین ابھی تلوار کھینچکر دربار مین

داؤ دجادو کے جاؤن بھیجا کا تخت اُلٹ دون تم نے ابتک ہمکو اپنی عقلمندی سے روکا اب مین کل صبح کو ضرور جاؤنگا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا صاحب تمھارے دھڑکون نے ہمکو مارا جسوقت آپ کا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہی جہان چاہے جائیے نا گن وزیرزادی بھی قدمون پر گر پڑی کہا حضور ہم سب کی جان آپ کے قدمون پر نثار ہی یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہی جلدی کرنا بیکار ہی مین سمجھکر عرض کرونگی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہین آپ آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ہین صاحب ہمت و سخاوت ہین آپ کا چھپکر بیٹھنا بہت مشکل ہی یہ کنیز بھی جاہل نہین ہی ایسے موقع پر عرض کرونگی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حصول ہو آٹھ پہر یہی دعا کرتے ہین انھین باتون مین خداوند آسمان چہارم یعنی نیر اعظم عرش تخت مغرب پر جلوہ فرما ہوکر پردۂ حجاب حکم رب اکبر مین مخفی بصد شوکت ہوا و پیغمبر ماہ تابان اقلیم فلک پر مبعوث برسالت احکام نبوت فرقہ ثابت و سیارگان مین مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل مین مسند ناز پر دولون عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشباش و نوشا نوش بلند خیر خواہان محفل خوش دشمن درد مند رقاصۂ حور مثال تانین مار رہی ہی بصد ناز و ادا

یہ غزل حسرت آمیز شروع کی غزل نسیم

بلند یون پر ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاک مین ہی	پسند آئی فلک پر پستی وہ سرفرازی غبار مین ہی
خوشی شب جو زور رد پر ونھتی تبسم انگیز گفتگو تھی	ہمیشہ ہنس دینے کی جو خو تھی وہن شکایت فزار مین ہی
عجب علج کی پڑی ہی مشکل ہوئی ہین دو آفتین مقابل	بدن کو قید کفن ہی حائل کفن جو قید مزار مین ہی
بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا اجل مین دھکے ہین سر بتختہ	سمجھ کے آئے تھے جائے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہی
فراغ زیر لحد کہان ہو وہان بھی تکلیف امتحان ہی	بدن تو اسدرجہ ناتوان ہی زمین لمید فشار مین ہی
اسی طرح انتشار مین تھا ہمارے جب اختیار مین تھا	جو عالم اُسکا کنار مین تھا وہ حال اپنا فشار مین ہی
پھر اوے خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کیسا	دبے مین زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہی
یہ ساری چہل پل تھین بھلا دین کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین	جو گو دبی مین آؤ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہی
یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم	کئی برس ہو چکے ہین پیہم یقین ہی و بسر کنار مین ہی
نہ پوچھے لطف زندگی کا ہوا ہی وہ حال زار میرا	کہ جس طرح سے تمھارا وعدہ نزول اعتبار مین ہی
بسی زفان فتین ہم مین نصیبۂ عربتین بھی کم مین	زمین کے آغوش مین جو ہم ہین زمین مین فلک کے کنار مین ہی

نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہیں ہے تقدیر مین جو لکھا	سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار مین ہے

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشرہ شناس نبض اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری مین فاضل بڑے بڑے کاملین کی آنکھین دیکھین زبرجد نگار مین گذرہوا زبرجد شاہ کی بدعتین اولان اول عفریان خراسانی پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ مین جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا اعراک رعد آواز کا میدان مین آنا روز اول بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جا کر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دربار مین کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر شوشدر لیکن اس اسرار سطوفطرت نقاش حکمت نے اس مشکل کو حل کیا پھر اعراک رعد آواز کو جا کر مارا اُسکی مان عنظروت کو للکارا للکارنا اعراک رعد آواز لے کر میدان مین آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی مین اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ مین کسی قدر اُس سے بڑھکر قیامتین دیکھین در بند دوم فرعونیہ قلعہ نقرہ کو سکندر شاہ نقرہ کوہی نے بڑے بڑے عجائب و غرائب دکھلائے نقابدار سیہ پوش کو برائے مقابلۂ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدعتین کین شوکتین دکھائین آخر خواجہ عمرو نے جا کر طیران جادو کو عیاری کر کے مارا سردار ان نامی کو چھڑایا نقابدار الفہ پوش سنکر نقابدار سیہ پوش کو ملنا اُس روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کروفر سے برائے مدد سکندر شاہ آیا خواجہ عمرو سوداگر سنکر اُسی وقت دربار مین پہونچے سامنے نقاے کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا سوداگر صاحب لائیے دیکھ چلئے خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہین شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے عمرو نے کہا حضور مین نہین بیچونگا آپ کم قیمت لگاتے ہین شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ سبحان اللہ داہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یون آپ رئیس ہین دربار مین بلا کر لوٹ لیجیے ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کچھ شامتین آئی ہین میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا بتاتا ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہناز دین خداوند کے کان مین جو اصل بات ہی وہ کہدونگا قدرت کو کان ہو جائینگے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقانے سر جھکایا عمرو نے کان مین مُنھ لگایا دہنا ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تراقے کی آواز آئی بائین ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ کر کے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ مین آکر ناصر جادو کو مارا ساحر سنکر محیط سیہ چشمی پر سوار ہوئے دریا کے اس پار آئے اگر عیارون کا عمرو کی ذکر ہوتا روز حشر دفتر تمام نہو تعجب ہوا ایسا کامل داہل جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بنا کر اس سے حرف پیدا ہون مطلب دل سے آگاہی ہو جائے خلاصہ کلام باتون سے ملکہ لالان و ناکن کے گمان غالب ہوا تھا کہ اسد نامدار باغ مین ملکہ مذکور کے ضرور موجود ہی جب رات ہوئی ہوادار منگایا لباس خداوندی زیب جسم فرمایا سوار ہو کر کہا ہم کو در باغ

نور جلکیۂ خالص قدرت پرے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ رہبری کرتے ہوئے لے چلے باغ مین ملکہ لالان خون قبا
کے بند و بست ہی دروازے پر محلدار ہر وقت بیٹھی رہتی ہی دروازے مین قفل روزن درسے دیکھا خداوند داؤد
ہوا دار پر سوار چلے آتے ہین چند ساحر بھی ہمراہ ہین اسی جانب آتے ہین محلدار یہ حواس ڈری ہوئی ملکہ لالان خون قبا
کے سامنے آکر گر پڑی کہا حضور برائے خدا ناچ گانا راگ و رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہین یہ سنکر
ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اداسی چھا گئی ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا قریب تھا
روح جسم زار سے نکلجائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا کو جو متغیر دیکھا کہا
خیر تو ہی کیون گھبرا گئین دروازہ کھول دو وہ بیچارا آئیگا تو کیا کرے گا ساری خدائی کرنا بھلا دونگا ناگین
چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچکر لائی ہی ملکہ لالان تو مثل تصویر خاموش ہوگئی ناگن قیصون
پیرا اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کو کام نہ فرمائیے ہماری سب کی جان بچائیے جلدی
کمرے مین جاکر بیٹھیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا کو ہم لوگون نے چھپایا ہی آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے مین ایکدن میری باتون
مین دھوکا کھایا اب اُسکو بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے تھی ہوئی قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لین اسد نے اس بات کو نہ مانا رونے سے ملکہ لالان خون قبا کے کمرے مین
جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹائے کیا کیا جبر اُٹھائے چنگیر چوگھڑے
عطر دان پاندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیاے نادرہ سے بھرا ہوا ہی کسی شی کو اُٹھا نہ سکی
گلابیان تک شراب کی ہٹا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب
وداع عطر سہاگ کی جسمین بو خوشرو خوشخو اسی طرح بدحواس بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اس قدر چبایا کہ
یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ہاتھے سے افشان چھوٹ رہی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہی وہ بگڑ بنا ؤ سے
بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و مشوش کنیزین اقمان و خیزان حیران و پریشان آپس مین اشارے و کنائے کرتی
ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا
ہی دل دھڑکتا ہی دھڑکے کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا کوڑے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب
خریداری کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی آفتین ڈھاتا ہی ایک ایک
سزا کا سزاوار ہوگا سارا باغ آتش بار ہوگا محلدار نے بڑھ کر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے کھڑی ہی سفید چادر
محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیرزادی پہلو مین شہنشاہ ادوج عیاری ہوادار سے اُترے باغ مین آئے
ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے مؤدب جھک کر سلام کیا خواجہ عمر نے سراپا

دیکھا دو طرف بنی ہوئی ہی ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب ہمارے غریب آؤ تمھارا عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہی ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا سراسر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہون اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر بغور نگاہ ڈال رہے ہین رنگ رُو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی رائے پر آفرین کی اسی طرح دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہین درختون پر جال مقیش کے پڑے ہین لالٹینین مثل قطرہ ہائے

نور روشن جوبن پر نوجوانان چین نظم	پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہے وہ	ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا	ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن	ہی چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
سُرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن	چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تہ نین کوئی	شمع گلچین کو ہوا صاف کہی چاند گہن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہی اُس گلعذاران کی محبت کا دم بھر رہی ہی تمام کیفیت آراستگی باغ و رنگ وے گلعذاران نگاہ غور دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری مین پہونچا وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہی کہ ابھی کوئی صاحب صحبت اُٹھ گیا ہی دمبدم یقین پر ہوتا جاتا ہی آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤد جا بیٹھے قریب ایک طرف ملکہ لالان خونقبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو مین جگہ دی چار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل مین سناٹا ہی اُس شیطان کو ہمارے سامنے بلاؤ لب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جلد بتلاؤ کہان چھپایا ہی تو نے ہمارے مصاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف کین خیر کچھ نہ کہین کے سنتی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوئے کہا کیون ای نورنظر ہماری بات کا کچھ جواب نہین ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہان ہین لالان نے تھرا کر کہا بابا جان مین صاحب خانہ نہون اور نہ آپ میرے بیان کون مالک ہی خواجہ عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم اُنکی ملاقات کے شائق ہین جو صاحب خانہ اون مین فائق ہین ہم بھی دیکھین کیسے بہادر قلزم شوکت کے بے بہا در ہین اپنا نظر کردہ کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا کے کہا حضور مین نہین سمجھی میرے بیان کوئی مہمان نہین آیا نہ مین نے کسی کو بلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا بڑا سا فولادی گولا نکالا کہا تم سب صاحبون نے ہمکو نادان سمجھا ہی ابھی سحر کرتا ہون گدھا بنکے جہان ہوگا دوڑا آئیگا پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کر دونگا بقول سعدی بیت مسکین خراگر بے تمیز است چون بار نہی بر و عزیز است یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر اگلو ہمارا سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھکر گولہ اُچھالا کہا دیکھو او لالان خون قبا ابکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا دو شخص گدھا بنجائیگا قضائے کار اسد نامدار روزن در سے یہ معاملہ دیکھتا ہا

سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے کھونٹے مین بندھا رہونگا اب کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہی نکل کے اس سے لڑو بھڑو دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہی کہ یہ بیحیا بڑا ساحر ہی مگر جب تلوار مردان عالم کی کھنچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہونٹھ نہ ہلاسکے گا یہ سوچ کر دروازہ کھولا دہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آورد کاران	اسد شیر دل ابن صاحقران

او دا ؤو جا دو عورت کو کیا ڈراتا ہی مردون سے آنکھ چار کر قبضہ پر ہاتھ دھرنا حق بڑبڑاتا ہی کلوا بیرون کو بلاتا ہی خدا بنکے بیٹھا ہی پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتا ہی اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمر سے نکالا ملکہ لالان خون قبا دناگن مثل بید تھرائگین بصورت آئینہ حیران بہ شکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جمگین اپنے مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند او دا ؤو گو لہا تھ مین لیکر اٹھے کہا تلا او سرکش بربادکن خانمان ساحران ما بدولت کے سامنے جرأت دکھاتا ہی جلا کر رنگ سیاہ بنا دونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدمون کو ما بدولت کے بوسہ دے سجدہ کر بیان تیرا دیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا اگر اسکا سحر مجھپر چل گیا ہاتھ پانؤن بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کرکے سر کاٹ لون ہونٹھ اسکا نہ ہلنے پائے مثل برق دار ہمارا چل جائے خرمن حیات اسکا جل جائے سارا سحر کرنے کا حوصلہ نکل جائے پس شاہزادہ شیرانہ جا پڑا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار لے کر سر پر پہونچا تو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس شیر صولت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہونگے اچک کے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جانور بنا دونگا آنکھین پھوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہی تو اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ کرکے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ فرمان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہین اب ملکہ لالان خون قبا اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوے قریب پہونچا ہی قدرت کو دکے بھاگے جاتے ہین دور ہی سے للکارتے ہین خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسی گیدڑ بھبکیون کو کب مانتا ہی اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہی کنیزون نے آپس مین کہا سبحان اللہ یہ بیمقابلہ ہی طلسم کشا خداوند کو بھگاتا پھرتا ہی مگر دستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چرخ مار رہے ہین اسد شیر دل جاتا ہی جہان پر پانؤن ہاتھ تلوار کا مارون سر کاٹ لون مگر خواجہ عمرو توشعلۂ جوالہ ہین اسد غازی بھی ہم سردار و ہم عیار بتعلیم کردہ انھین پیر مرشد برحق کا ہی پچین سے فن عیاری کو حاصل کیا ہی طرار فرار دلا دستا مدلدل صعف شکن تیغزن صاحب طبل و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کار آزمودہ ایک مقام پر جست کرکے اسد شیر دل جا پڑا سایہ مین [illegible] لیا تو خواجہ عمرو گھبرائے قریب تھا کہ تلوار کا وار پڑے خواجہ عمرو نے جلدی بائین آنکھ کا [illegible] کہا کہ شاستین آگی کہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا بڑے سپاہی بنگئے ہین کان پکڑکے اکھیڑ

ڈالونگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو بچانا تلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخین مار مار کے رونے لگے
لالان خون قبا نے کہا ہُوا ناگن بُرا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر مین مبتلا ہوگیا دیکھو وہ چیخین مار مار کے
رو رہے ہین قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو
ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار ہین ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے ہوش و حواس
اُڑ گئے اسد غازی نے کہا حضور ان بیہون کو صورت اصلی دکھایئے اتبو خواجہ عمرو نے زمین پر پاؤن کی
تھپکی دی بلند ہوے آواز دی دادا آدم درویش از کل عالم پیش یہ کہکر مُنھ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدلگئی
بہ صورت اصلی زمین پر ٹھہرے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر مودب سلام کیا کنیزین صورت زیبا دیکھکر بھاگنے
لگین اسد غازی نے کہا دیوانیو کچھ شامتین آئی ہین ہمارے قبلہ و کعبہ ہین ملکہ لالان خون قبا نے کئی
کشتیان جواہرات کی بطور نذر پیش کین اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤ دجا دو کہان
ہین خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب مین ہین اور تمام کیفیت مفصل سانے اسد غازی کے بیان کی ملکہ
لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اُڑ گئے کہا اب مین جاکر تخت خدائی پر بیٹھونگا ای نور نظر اسد
نامور تم اسی باغ مین رہو خدا چاہتا ہی تو اس رنگین مین لوح حاصل ہوگی اب جاکر تدبیر کرونگا مگر ای نور نظر ملکہ
لالان خون قبا تم دونون وقت بموجب قاعدۂ قدیم دربار مین حاضر ہوا کرو گھڑی دو گھڑی بیٹھکے چلی آیا کرو
ناگن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے بڑے ساحر خدمت مین رہتے
ہین اتنے ڈرا پچے رہیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی وہ سب تابعدار ہین کہو تو آپسین لڑوا کے فاتحہ کروا دون
دارالامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤ د بڑا شخص تھا جسکو مین نے پکڑا فضل پروردگار شریک ہوا
ورنہ میری کیا حقیقت ہی مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہی ذرہ ذرہ اسکی مہر سے کامیاب ہی ابھی اُسکا
زنبیل سے نکالنا مناسب نہین ہی شائد اسلام اختیار نہ کرے غرور و تکبر ہی طلسم ہوش رُبا ایسے مقام مین خدائی
کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤ دجا دو آپ کا شریک ہوجائے تو افراسیاب جادو کو
سحر و ساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود
ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپ کے خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہی ارسطاطالیس مکتب علم و ہنر
کا حضور کے طفل ابجد خوان بقراط آپ کے فہم ہمت و لیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا
سبق پڑھتا دائرۂ اعتدال سے نہ بڑھتا ای فخر عیاران عالم ای معزز و مکرم اولاد نبی آدم خداوند کریم آپ کو
طلسم ہوش رُبا پر مظفر و منصور کرکے فکر و انتشار دل تر و دو منزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدد
بر سرکار کے ہجوم لشکر ریخ و ملال ہون مین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل

ناقص ہین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو ایک نامہ تحریر فرمائیے کہ لوح طلسمی لے کر ہمارے پاس چلا آئے ہم لوح کو اپنے پاس رکھین گے خواجہ عمرو نے کہا ای ناکس افراسیاب وہ پرفن ہی اگر دین سے بیٹھے بیٹھے کتاب ساری دیکھے صاف سمجھ لے کر عمرو کے داؤ دکو گرفتار کر لیا دین سے بیٹھے بیٹھے انتظام کر سکتا ہی اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان بالاے طاق رکھے فراست پر ناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی ہمین بڑے بڑے مشورے افراسیاب کریگا مگر میرا پروردگار بہ آسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین رہکر لالان خون قبا کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنا کی تاج و لباس سے آراستہ ہوکر اسد غازی سے رخصت ہوئے بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری راے کے خلاف نہ کرنا ای نورنظر اگر اس حال مین کوئی فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہمسے کچھ نہ ہوسکے گا بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ وناکس وکنیز بن تابہ در باغ پہونچانے آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست بستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک سے ایک بات نہین کر سکتا مثل تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لاے سب نے قدمون کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوے نقیب آگے بڑھے مشیران سلطنت وزیران اہبت نے پایہ پیوادار کے ہاتھ ڈالا اس کروفر جاہ وحشم سے داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے مگر آٹھ پہر دل مین یہی خیال کہ خواہ کیا تدبیر کرون کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤن پاے فطرت لنگ آئینہ عقل دنگ ہی کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد مین بصورت خداوندداؤد ملک داؤدیہ مین ہین دیکھیے کس طرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو

یہ حالات عشرت آیات اپنے مقام پر تحریر ہونگے

دوکاردہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن وصبا رفتار کمند انداز جنکو افراسیاب جادو نے نامہ دیکر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا ہی وکیفیت آوارگی مہتر برق فرنگی ومہتر ضرغام شیر دل راہ مین گرفتار کرنا صرصر وصبا رفتار کو اور لگا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ مین ودیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر	بیا ای راحت جان روح پرور	بیا ای شاہد مست وطناز	بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای رونق کاشانۂ ما	بیا ای آبروے خانۂ ما	بیا ای باغبان نخل امید	بیا ای آسمان ماہ خورشید
بیا ای رہبر آشفتہ کاران	بیا ای چارہ ساز دلفگاران	بیا ای آبروے بادہ وجام	بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای تاج فرق کلاہان	بیا ای خسرو جاذ نگاہان	بیا ای عیسے دوران بیا زود	بیا ای دشمن ایمان بیا زود

خیال قلب ہاے مردہ ام کن | علاج خاطر افسردہ ام کن | دوا اے ساقی بیت العمل آر | بہ کف جام و صراحی در بغل آر
تماشاے ہجوم بدغا کن | بیا قفل در میخانہ وا کن | بدہ تکلیف چشم مست خود را | زر نگ و بو حنا کن دست خود را
عمل از دل بحکم اشربوا کن | پر از مے شیشۂ و جام و سبو کن | بیا اے کعبۂ امید مستان | بیا اے پیشوا اے می پرستان
بیا اے ناخداے کشتی مل | ز جا برخیز و کن نظارہ گل | دماغ جان معطر کن ز خوشبو | روان بادہ در ادمگشت ہر سو
خدارا کشتی مے را روان کن | ز احسان خشک لب را تر زبان کن | بیفروز آتش بازار خود را | فروزان کن چراغ کار خود را
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد | بہ بین وقت وداع صبر آمد | خرابان شد صبا در صحن گلشن | نظر بر میکشان نکست بدامن
گل افشان جا بجا باد بہار است | چہ گلکاری بفرش سبزہ زار است | سرور افزا ہواے بزمگاہ است | چہ شد آخر کہ جام از بادہ خالیست
بیا نظارہ کن ہنگام سیر است | در نگ آخر چرا در کار خیر است | چہ محتسبان سیخانہ عقل و فطرت و عیاری دساقیان

ساغر حق میکدہ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یون پیش کرتے ہین شعر
مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت پژوہ رقم کرتے ہین بافہم و فراست پژوہان سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب
جادو نے بہ صلاح ملکہ صورت نگار زوجہ مصور دو عریضہ خدمت خداوند داؤد مین روانہ کین پیشتر
صرصر شمشیر زن بعد صرصر صبا رفتار دونون الگ الگ طرف شہر داؤد پہنچے جاتی ہین خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد دبنے ہوے دارالامارۃ خداوندی مین تخت خدائی پر بصد صولت و شوکت
جلوہ فرما ہین ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہی کہ اے عمرو آنا بڑا کارنمایان کیا کوئی مطلب حاصل نہ ہوا
افراسیاب جادو انتہا کا عقلمند ہی اگر تحریک طلب لوح کرون فوراً بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیون طلب
فرماتے ہین سارا بنا ہوا کھیل بگڑ جائے آخر کہان تلک اس تخت حکومت پر بیٹھے رہین ہزار ہا سنا حران بروست
کار روز سامنا ہی اگر انمین سے ایک حقیر ساحر بھی آگاہ ہو جاے جان بچنا دشوار ہو آخر کیا کرون اسد
غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر جرح کے کوچ کرون یہ بات بھی سراسر بیکار ہی حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہی
اس فکر مین عمرو بیٹھا ہی گرد ہزار ہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہین مقدمات عدالت در پیش مگر خواجہ عمرو
کو اپنی جان کا پس و پیش کہ ایک مرد ہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیر زن عرف
افراسیاب پر فن بیسے ہوئے حاضر در دولت ہی امیدوار باریابی ہی نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنکر خواجہ
عمرو کے ہوش اڑ گئے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجلوبہ جان لے ساری ہوا بگڑ جاے مشقت برباد ہو نہین معلوم
کیا اقتضا ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا ہر کس و ناکس کو نہ دکھائین گے
پردۂ حجاب نقاب مین رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو نے نقاب چہرہ پر
ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل شعلہ جوالہ نازکر شمہ

دست بستہ ساتھ چہرۂ زیبا گرد آلودہ وہ بھی رعنائی سے خالی نہیں ہر ذرۂ گرد پیشانی نورانی پر چمکے ہا ہو معلوم ہوتا ہو کہ افشان چینی ہو یا صفحۂ ماہ پر ہجوم سیارگان بھولی بھولی صورت چہرے پر ملاحت ہونٹون سے مسیحائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب وطاہر سہی قد لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کافور گوش آنکھین غزال عاشقان بلکین تیر ولہ وزاس سج دھج کو دیکھکر اور بیقرار ہوگیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ مُنہ سے آہ نکلجاے بمشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تو دہ دل پر پڑے لب معشوق ہوے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکلے

غزل

بہت بیچین میری خاطر بسمل مین رہتے ہین
کسی سے پوچھ لینا تھا اُنھین کس دل مین رہتے ہین

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل مین رہتے ہین
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین رہتے ہین

کسی پر بار از خود رفتگی ہوتے نہین دیتے
نرہنے کی طرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین

ہمارے نالے ہین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
کہ آسکتے نہین جسے لبون تک دل مین رہتے ہین

نہ پہونچین گے کہین مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہین پھر کر اُسی منزل مین رہتے ہین

اعانت شوق بیحد کی کشش جنبک نہین کرتی
بہت سے نقص جذب لفت کامل مین رہتے ہین

برابر دید کی پاتے ہین حسرت دونون آنکھون مین
شب و روز امتحان شاہد عادل مین رہتے ہین

فراق یار مین کہتا ہون استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہین ساتھ ہر مشکل مین رہتے ہین

نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اُس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل مین رہتے ہین

مجھے ڈر ہو دل شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے
یہ کیسے مشورے ہشیار اور غافل مین رہتے ہین

کسی کی شوخیون کا کچھ پتا ملتا ہو یاردن کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل مین رہتے ہین

نکلجاتا ہو دم تو سامنے اُنکے بہ آسانی
مگر دم توڑنے والے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہین جو حوصلے کب دل مین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھے گا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بن کے میرے سینۂ بسمل مین رہتے ہین

ادھر مجنون کھائی دے اُدھر لیلی کو لے بھاگین
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل مین رہتے ہین

نہ دے کچھ بھوٹ کر منھ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کس لیے پھر خنجر قاتل مین رہتے ہین

نہ آنا دل مین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہون مین کچھ ٹھگ بھی اس منزل مین رہتے ہین

قضا کہتی ہو میرے ہین ادا اپنا بتاتی ہو
شہیدون پر بکھیڑے کو چۂ قاتل مین رہتے ہین

بھارے وصل کے ارمان تمسے بڑھکے ہین مفسد
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر جس دل مین رہتے ہین

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے	اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین رہتے ہین
تڑپ کر کیون نہ آغوش عدو سے وہ نکل جائین	بہت آآکے یاد عاشق بسمل مین رہتے ہین
جلال آکر طریق عشق مین بہکا ندے کوئی	اِدھر رُخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

ملکہ صرصر شمشیر زن واسطے سجدے کے جھکی پائے تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے کاغذ اُٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو ساعت مین نامہ کے معروف ہوا مگر صرصر عیار بچی ہی اس دربار مین ہزار مرتبہ آچکی ہی ہر رفیق و مصاحب پر نگاہ ڈال رہی ہی افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ اے صرصر رنگ باز خداوند دیکھنا سمجھنا شہر داؤد یہ کی ہوا تو نہین بگڑی اسوجہ سے نگاہ اسکی چہار جانب ایک ایک کو میزان عقل مین تول رہی ہی سب سے زیادہ چہرے پر داؤد کے نگاہ ہی زبان سے صفت ثنا کر رہی ہی سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہی ایک یہی بات نئی ہی کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہی دل مین ہی کہ نقاب چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون اصل جمال پر نگاہ ڈالون کیا سبب ہی کہ خداوند آج نقاب پوش ہین کیون بندون سے حجاب ہی گیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہی اس خیال مین متردد و متحیر جھک جھک کر دیکھتی ہی عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہی نگاہ نہین ملاتا قضاے کار چونکہ عمرو عاشق زار صرصر ہی بیتابی دل ترقی پر ہی طرف وزیر اعظم کے متوجہ نامہ بغور سُن رہے ہین اپنے مطلب کی بات نکلی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہی کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائین عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایک سر ہزار سودے اسی نامہ مین ایک پرچہ ملکہ صورت نگار کیطرف سے لکھا ہی اُسمین مندرج ہی دیو صاحب مجھپر احسان ہوگا مین نے آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کر لیا اگر قدر کروگے گوشمالی کرونگی راز و نیاز کی باتین یاد کرو ہمیشہ ستاتے ہو اس حسرت مین عمر بھر رہوگے مطلب دلی حاصل نہوگا ہمکو راضی رکھو ہمسے بڑے بڑے کام مین اس حیلہ سے ہم بھی آئینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے رات کو نہین رہینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون کو سُنکر خواجہ ہنستے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہی اگلی محبت اب تک نباہتی ہی مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جو تیان کھا لیگی ایک ہفتہ نجانے دونگا اُسکے یہان رہنے سے بڑی کیفیت ہوتی ہی ہنسی مین روتی ہی صرصر شمشیر زن آواز بھی بگوش ہوش سُن رہی ہی دل مین شک آچکا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر ہنسا جسم کو جنبش ہوئی کسیقدر نقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی اتو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر ٹال کر منھ پھیر لیا خواجہ عمرو سمجھے مجھکو نہین پہچانا بند نقاب درست کر لیا جواب مین نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو تحریر کرو ہم لوح لیکر کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے ایسی ایسی روز تختیان بنا کر پھینکدین مگر بھاوج صاحب کے خط کا جواب

لکھو کیون دیوانی ہوئی ہی بیہودہ بکا کرتی ہی یہ مقدمات طلسم ہین اسمین تجکو کیا دخل ہی اپنی اگلی پچھلی باتین یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی آنے نہ آنے کا تجکو اختیار ہی مگر ہمارا دل تیری محبت مین بیقرار ہی فرصت کرکے آنا ہمارے پاس نہ آنا خلاف کریگی تو جانے گی تعجیل سوال وجواب ایک ہی جگہ ملفوف کردیا وزیر نے ہاتھ مین ملکہ شمشیر زن کے دیا سلام کرکے بھاگی دل سے کہتی ہی نگوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت کی شکل بنا بیٹھا ہی جلکر افراسیاب سے حال کہون وہ آنکر اس بھڑوے کے جنے کو قتل کرے سزا دے یقین ہی کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی ہوئی جاتی ہی یہان خواجہ عمرو اب بہت خوش ہین ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی بڑھکے آگے آیا عرض کی ملکہ صبا رفتار کمند انداز مع نامۂ افراسیاب وصورت نگار حاضر ہی عمرو جی مین کہتا ہی بجیا نے بڑے انتظام سے ہین بیساختہ حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانداز عیاری سے آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوا لیا ملکہ صبا رفتار صرصر سے زیادہ تیز ہی حکم نگہداشت افراسیاب جادو سے پاچکی ہی خاص فکر انتظام مین آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے اسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھوایا صبا رفتار کو بھی دیدیا صبا رفتار آداب وتسلیمات بجالائی دعا مین بھی دیر نہ لگائی بڑھکر سراپا کی بلائین لیکر پشت پھیر کر بارہ دری سے نکلی دل سے کہتی ہی واہ واہ صبا رفتار نیا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا ہوا بیٹھا ہی کیا قیامت کا پرکالا ہی جہان کمند وہم وخیال نہ پہونچے وہان جاکر عیاری کرتا ہی بموجب شعر لا اعلم نہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے ۔ الغرض جاکے وہان حضرت انسان پہونچے بپاے وہم وخیال ننگ حوصلہ فکر تنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند مکونین معلوم کیا کیا جلکے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کرون وہ مثل برق جہندہ چشم زدن مین پہونچے گا نگوڑے کی گردن لے گا نگوڑا بھاگ نہ سکے گا اب ناظرین پر واضح ہوکہ اول ملکہ صرصر شمشیر زن آئی خواجہ عمرو کو پہچانا نامہ وجواب نامہ پاس آگے صرصر شمشیر زن دو چار کوس پیچھے صبا رفتار دونون مکار غدار خدمت افراسیاب مین جاتی ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین دو کلمہ داستان برق وضرغام بیان ہوتے ہین سابق مین تحریر ہوا کہ برق وضرغام کو عمرو نے صحراے سیاہ مین اپنے سے جدا کیا دونون روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے اپنے حال زار پر روئے ایک دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہی صبر کرو دل پر جبر کرو اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر وناظر جانو خواجہ عمرو کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور ونا چار بھوکے پیاسے نہین معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش وحواس بجا نہ ہے وہ غصہ ہمپر اتارا کچھ اسمین بھی بہتر ہوگا مصرع خطائے بزرگان گرفتن خطاست ۔ انکی بدعت سے

انجام مین راحت ہوگی نگاہ خشم آگین صورت فرحت دکھائے گی ہمارے مالک ومختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا پھل پائین گے ہمارے پیرومرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگائینگے دل سے عزیز رکھتے ہین اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ۔ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ۔ برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہین یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوش رُبا کے سنگرینرے بھی ہمارے دشمن ہین خضر راہبر ہمارے رہزن ہین اگر آفت آئے دونون گرفتار ہو جائین ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر سن پڑے ضرغام نے قبول کیا برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رُخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہے مگر ساحر کو جہان پایا یا ہاگیر بنکر مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل کھڑا اسطرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحرائے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر بیٹھ کے مُنہ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ اے رب اکرم باقی بنا نے ہستی آدم اب تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا کو رد کر جادۂ عیش وراحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام مین جان مٹائین وقت پر استاد تشفیع ندین زبان طعن نہ کھولین اتنے عرصہ دراز تک مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی کام ایسا بن پڑے جس سے فتاحی طلسم ہوش رُبا کی صورت نکلے فرزند صاحبقران کو چھوڑ آئین خوشی خوشی جا کر صاحبقران سے ملین تواریخ مین ہمارے نام لکھے جائین کہ برق فرنگی نے بڑا کام کیا ہے شہر باین کیا کیا نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم طلسم ہوش رُبا ہماری تعریف مین یکتائین معین اہل اسلام مشہور ہون خاکساری عطا کر قفس غرور سے رہا کر انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خانہ کہ آمدش لحد نام	روشن کنیش ز نور اسلام	آن کُن کہ نمایدم لب گور	در دیدہ نکو تر از لب حور
از سنگ لحد حصار دین ساز	کز شب رہ معصیت ہم باز	آن چیز کہ بایدم بیاموز	بگذار مرا بہ من دران روز
چیزے کہ رضائے تو در انست	بہبود ہمہ کسان در انست	چیزے کہ در و رضا نداری	بر بندۂ خود روا نداری
روزے کہ شود بہار محشر	چون سبزہ بر آرم از زمین سر	الغام کنی مرا در آن دم	از بہر رسول رب اکرم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار نمایان ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہے جی مین کہتا ہے اے برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حاصل ہوئی اُستانی صاحب کو گرفتار کروانے کی صورت جو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریائے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا یہ سوچکر زرعۂ نخلستان مین چھپا سر راہ کمندین بچھائین انکو خس پوش کیا دام مکر بچھایا ملکہ صرصر شمشیر زن نادانستہ اس مقام پر آئی جست کر کے بیچ مین حلقہ ہائے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز دی صرصر کی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونون پانون صرصر شمشیر زن

کے پھنسے برق نے ہوا پر قبضہ کیا منہ کے بھل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر بیہوش ہوئی
گود مین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ
کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھک کر سلام کیا کہا اُستانی صاحب آداب و تسلیمات
مادر مہربان کہان سے آتی ہو کچھ اپنے بچون کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کرکے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی
ہی مگر مان ایسی ظالم نہ دیکھی تھی بڑی سنگ دل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی مجھے
ایک کام کو افراسیاب نے بھیجا تھا وہان سے آتی ہون نگوڑے دیوانے تیرے اُستاد کی جورو ہو ملکہ سرسین تن
ہی اُن سے ایسی باتین کیا کرو بھڑوے رانڈ کے سانڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا اُستانی صاف
صاف بتاؤ مین نے جنگل مین بڑی مصیبت اُٹھائی ہی سارا اُستاد کا غصہ تمھین پر اُتارونگا کسی کنوین میں ڈال
دونگا کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا تجھے اختیار ہی مار ڈال عوض مین میرے خون
کے افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیان تیری بوٹیان کاٹین گی برق نے کہا جو تیر گذرنا ہوگی گذر جائیگی
میرا کوئی کیا کریگا خدا اُستاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہی تم سے بہتر معشوق تلاش کرونگا اُس وقت
اُستانی تمھارے کلام سے بوے صداقت نہین آتی کہین دور سے آتی ہو پسینہ پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے
صاف ثابت ہی کسی بڑے کام پر گئی تھین ملکہ صرصر شمشیر زن نے لاکھ انکار کیا ہزار طرح سے ٹالا مگر برق نے
نہ مانا آخر تلاشی لی تو بڑے سے عیاری کے وہ کاغذ نکلا اُسمین پتہ نشان تحریر ہی طرف سے افراسیاب کے نامہ
طرف سے خداوندداؤد کے جواب بہ مقدمۂ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہوگیا کہا اُستانی صاحب یہ تو
بڑا مژدہ جان بخش ہاتھ آیا شہنشاہ کو وہ بلور پر لوح لیے بیٹھے ہین کوئی خداوندداؤد ہین انکی خدمت مین لوح بھیجی
جائیگی ملکہ صرصر شمشیر زن زرد ہوگئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہوگیا ہی یہ کاغذ
کئی سال ہوے جب لکھا تھا تجھے اس حیلہ سے قتل کرنا ہی قتل کر تیرے اُستاد کو بھی یقین ہی ہلال ہوگا برق
نے کہا اُستانی یہ فقرے کسی لونڈے لاڑی کو سناؤ مین نے خواجہ عمرو کی آنکھین دیکھین ہین قوم کا فرنگی
ایسی ایسی دورنگی بہت دیکھی ہی تم ایسی عیار بچیان میری جیب مین پڑی ہین اب صاف یہ ہی کہ تمھاری
صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کرکے افراسیاب کو بیہوش کرونگا لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا
ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہی خط مین سب پتہ نشان موجود ہی ہم تمھارے فرزند دلبند
ہین صرف اشارہ کافی ہی ملکہ صرصر شمشیر زن خاموش بحر بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب
برق نے وہ نامہ کسوت عیاری مین رکھا سامنے صرصر شمشیر زن کے رنگ روغن نکالا صورت
صرصر کی بنا پوچھتا جاتا ہی کیون اُستانی صورت اچھی ہی سراپا مین تو فرق نہین ہی افراسیاب تو نہ پہچان

سکے گا اُستانی ہو جو نکتہ رہگیا ہو تعلیم کرو دیکھو عارض پر تل بناؤن ہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہی میری پاپوش جانے آئینہ مین دیکھ لے تیرا اُستاد و اُستانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر بن چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اُسپر صرصر شمشیرزن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پانون باندھے کہا کیون اُستانی ہین کس قدر تمھارا خیال ہی اب چندے اس جھونجھ مین رہو جبکا رے مارا کرو صرصر نے کہا ارے او باجی مین بھوکون کے مارے مرجاؤنگی برق نے کہا واہ اُستانی فرزندمان کو بھوکا رکھے گا یہ کہکے ٹکڑے شیرمال کے نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیرزن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا لو استانی یہ ٹکڑے شیرمال کے کھانا پانی پیا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر شمشیرزن نے کہا ارے بیحیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا استانی بڑی بیوقوف ہو مثل کتّے کے مُنھ سے اُٹھا کے کھا لینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہوگئی جب برق درخت سے اُترنے لگا صرصر شمشیرزن نے کہا ارے او نالایق جانوران صحرائی منقارون سے مجکو ہلاک کرینگے بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جاے استاد خالی مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا آہین گھنگرو ٹانکے مثل پٹے کے اُسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھدیا کہا اُستانی جب کوئی طائر کلان آئے گردن ہلا دینا گھنگرو دنکی آواز بلند ہوگی طائر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس آئیگا صرصر شمشیرزن مجبور و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی مگر برق فرنگی بہ صورت صرصر شمشیرزن کوہ بلور کی طرف چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیردل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے علیحدہ ہوا حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین تھا کہ صبارفتار کمنداندازکو سامنے سے آتے ہوے دیکھا بہ طور مذکورۂ بالا صبارفتار کو گرفتار کیا اسی طرح اُسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیردل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال آیا بہ شکل صبارفتار بر سرکوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین رہبر کامل نے رہبری کی خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی اب نامل کیا اسی طرح صبارفتار کو درخت پر بتون مین چھپایا آپ بصورت صبارفتار کمنداندازبصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سرکوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہی عیش و آرام ترک کر دیا ہی بلکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و سرما و ابریق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت مین موجود ہین چونکہ لوح پاس ہی اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی جاہتا ہی لوح مقام محفوظ پر رکھ لون تو جاکر مہرخ و بہار وغیرہ کو سزاے کامل دون و مبدم صورت نگار سے بھی ذکر ہی

آٹھ پہر یہی فکر ہو کہ صرصر صبا رفتار ابھی تک نہین پلٹین نہین معلوم خداوند نے کیا تجویز کیا صورت نگار کہتی ہو خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہین سوال و جواب کیسا صرصر آئین یا نہ آئین آپ چلیے مین زبردستی لوح اُنکے سپرد کرونگی میرے کہنے سے خلاف نہ کرینگے لوح اپنے پاس رکھ لینگے افراسیاب کہتا ہو عیار بچیان پلٹ کے آلین تو تسکین کامل ہو ای صورت نگار مجکو خوف ہو شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داود یہ مین پہونچ جاے کچھ دام مکر بچھاے یہ قدم لوح طلسمی ہی ہر وقت اُسی مین جان لگی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل کے ناخون لیجیے ساربان زادہ سامری جمشید سے سوا ہی ملک خداوندی مین جا سکتا ہو مثل ہمارے اور آپ کے خداوند بھی ہوگئے وہ انکے ملک مین جاوے اور انکو حال معلوم ہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند کے آنکھ اُٹھا دیکھے نگورے کی آنکھین پٹم ہو جائین دربار خداوندی مین عیاری مکاری کا کیا ذکر ہی ای شہنشاہ آپکے اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی خداوند ایسے ہین کتاب سامری آپ کو بنا کر دیتے ہین افراسیاب کہتا ہی ای صورت نگار ان مقدمات مین دم مارنے کی جگہ نہین ہی خداوند تعالیٰ کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے ڈاڑھی منڈوالی اس سے بڑھ کے زحمت کیا ہوگی صورت نگار نے کہا تعالیٰ کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا خداوند داؤد ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت مین بے نظیر اگر بگڑ جاے تو تاکو مشکل پڑے افراسیاب جادو نے کہا خداوند داؤد ویسے ہی ہین مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہو اسکی عیاری نے مجکو دیوانہ بنا رکھا ہی صاف تو یہ ہو اُسی کے خوف سے یہان آکر بیٹھا ہون لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھتا ہون یہ راتین کس سختی سے کاٹی ہین نیند اپنے اوپر حرام کر دی بدون واپس ہوے صرصر صبا رفتار کے مین نہ جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانداے عیاری سے آراستہ ہستی ہوئی آتی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آپہونچی ہوا زمانے کی معتدل ہوئی اب تسکین دل ہوئی مہتر برق فرنگی بصورت صرصر بڑھ کر بالاے کوہ آیا پہلے افراسیاب نے یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہی برق فرنگی نے کہا حضور بسطرح سامری و جمشید کی عنایت ہی ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زرریز زمین حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال خورد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار مرد بالکل بیکار فرد لمرد نے عورت کو جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے مردوے سے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم دیا پس مرد کے حکم سے تو باہر ہوئی جان تیرا جی چاہے بسر کر اچھا وضع دار کوئی شوہر پسند کرے بازار مین ہزار ہا مسنین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد بیچارے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر بیٹھی حسین بھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور بنوا لیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی دوڑے ہوے گئے جورو سے

ہاتھ جوڑکر خطا معاف کرائی اُسنے کہا میاں پڑے رہو چلین بھراکر دو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بھانجی ہی
وقت بیوقت تمکو بھی بلا لینگے نگوڑے مردنے غلیمت جانا مامون بنکے رہنے لگا ملک داد دیہ مین ایسے
رسوم بہت جاری ہین بدعت سے عورتون کی مرد بہت عاری ہین افراسیاب نے کہا عرضی کا حال کہو
صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہی پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہی حرف حرف سے مطلب دلی آشکارہر دائرہ
خنجر آبدار یہ کیکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو صلی ہی اول سوال افراسیاب جواب لاجواب
لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحین روز بناؤن بازار والون کو تقسیم کردون
آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص لخاص ہی دشمنی تیری قدرت کو گوارا نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے
قدرت، صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو کیا ضرورت ہی اُنکے نزدیک اُسکی کیا حقیقت ہی افراسیاب
نے کہا کہ دوسری عیار بچی کو بھی آپنے دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسپر برق فرنگی بہت گھبرایا
متردد ہوا پوچھا اے شہنشاہ بعد میرے کیا اور کسی کو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا اے
صرصر جس وقت مسلمان لڑبھرکے باغ سیماب مین پہونچے سیماب ایسا معتبر مارا گیا دل تڑپ رہا ہی کہ
سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بخوبی حفاظت کی
اب دل پریشان ہی کہ لوح کہان رکھون تیرے بعد مین نے صبا رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار
خداوندی کو بنگاہ غور دیکھنا ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا
اے شہنشاہ آپ کے دماغ مین کچھ فتور آگیا جب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہی صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اُسمین آپ شناختین نکالتے ہین
چلیے صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہو جیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی کہا اے
شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بیخوف وخطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ چلے گی
ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے نگوڑا مکار عیار کیا کرسکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ ہوئے سنتی ہون
ادھر اُدھر جا بجا تڑپ تڑپ کے مرے لشکر مہرخ مین رونا پیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو داسد نامور کا نشان نہین
ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جسدن قصد کیجیے گا ان سب کو بھی ماریے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبا رفتار
نہ آنے پائے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب
خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون
کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجکو ہر وقت انتظام ملکی ومالی درپیش رہتے ہین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز
یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا صبا رفتار آتی ہی مگر پسینے پسینے برق فرنگی کے ہوش وحواس اُڑگئے جی میرے

کہتا ہی ہی ہی بڑا غضب ہوا مجکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کروں کہان جاؤں آتی ہی تو آنے دو جہان تلک بنے گا اسکو بھی دھوکا دونگا ورنہ لڑ بھڑکے مرجاؤنگا ای برق فرنگی جہان ڈر وہان ہمارا گھر ہمارے اُستا دبھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کارنمایان کرکے مرگیا اپنا نام کرگیا یہ سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دور سے ضرغام نے دیکھا کہ صرصرشمشیرزن بھی موجود ہی یہ بھی گھبرائے ایک رد دونون جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ منتشر اسکو شش و پنج وہ شدر اپنے مقام پر دونون امید وبیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام شیردل بھی بصورت صبا رفتار سینہ سپر کیے ہوے مگر مگر آنکھین چوراتا ہوا سینہ پر دوپٹے سے کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو پڑین ضرغام شیردل کو اُلجھن ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب خانہ خراب نے کہا کیون ای خیرخواہ صرصرشمشیرزن بھی کہتی ہی وہان سب خیر وعافیت ہی تم کہو کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بخوف ملکہ صرصرشمشیرزن بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے کہا حضور کا تحریر مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق کے کنکھیون سے جو دیکھا قد وقامت مین خلک ہوا جان بچ کے پلٹ پڑا ضرغام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی ایک عورت سے کیا ڈرتے ہو اگر پہچان لے تو تیور ڈالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین ہوئین چار۔ دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑکر صبا رفتار اُستانی کہکے لپٹ گئی ملکہ بے مثل وبے نظیر ہو صرصرشمشیرزن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو آپسمین خوب باتین ہوئین اشارون مین عیاری کی گھاتین ہوئین ضرغام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤنگا برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ کے بجلی گراؤنگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ اب تو کوئی تردد دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے کہا ای صورت نگار ابھی دو چارون تامل کرو اسی پہاڑ پر سختی سہو بڑے بڑے ساحرون کو بلائین خیرخواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید وقریب بزرگان دین سے صلاح کی جاے تب قلب مضطر صبور تسکین پائے افراسیاب خانہ خراب لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی ای شہنشاہ آپ کو ناحق ہول ہی اور تائید کلام صورت نگار صرصر وصبا رفتار کررہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای شہنشاہ شکوک بیجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہرہ ہین ملکہ صورت نگار کی راے سالم بس اُٹھے سوار ہوجیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین مقدمہ لوح سے مہلت پائین اور کام مین مصروف ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر کہنے سے

اِن سب کے نا چار ہوا تخت پر سوار ہوا لوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی مصور و صورت نگار دسرمایے برف انداز و برق کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر و صبا رفتار ہمراہ افراسیاب یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کچھ فوج طلب کر لیجاے افراسیاب نے کہا راہ مین صدہا ملک ملین گے فوج بھی کیا احتیاج ہو کل ہوش ربا مین دین سامری کا رواج ہو جہان سے مزاج مین آئیگا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے چاہا سحر کرے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب خانہ خراب نے کہا اے صورت نگار دیکھ چھینک ہوتی ہو آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلین گے ملکہ صورت نگار نے کہا اجی چھینک کیسی اب لتاہل یہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر ہین کہان تک سنگ صبر و شکیبائی دل پر رکھین برق و ضرغام نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرد شہنشاہ کو بکنے دو مصور و صورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا لگے ہوا کے ابر افراسیاب کے سر پر بدکر دفع سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیے جاتے ہین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہو دن کو دارالامارہ شاہی مین بشکل داؤد مصروف عدل و انصاف شب کو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہو شب بھر ملکہ لالان خون قبا داسد نامدار سے صحبت رہتی ہو کئی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اسکو سمجھائین راہ راست پر لائین شاید مسلمان ہو کر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا اے نور نظر ان مقدمات مین تم کچھ دخل نہ دو ہماری رائے ناقص پر چھوڑ دو جس دن ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار آئین شب کو عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا لو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا آج صرصر و صبا رفتار نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس رکھیے ہمپر احسان ہو کاہین نے جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو پیدا کیا ہی انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا اے لالان خون قبا اُس وقت عقلمندی کو کام فرمانا یہ محبت مجکو لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے لے کر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اُس وقت کی مشکل کو خدا آسان کرے کہ افراسیاب لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ میان داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالون گا سمجھا بجھا دون گا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور یہ مطیع الاسلام ہوا پھر بکیفیت افراسیاب جادو سے مقابلے ہونگے اسد شیر دل مرحلات کی جانب جائینگے ہم ملکہ صرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر

بلائین گے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے یہ خبر فرحت اثر سُنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سُرخ ہوگیا ناگن وزیرزادی نے بھی بڑھ کر سہار کیا دی کہا ای شہنشاہ عیاران آپ کی راے معقول ہی سب کو بدل وجان قبول ہی ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہین آپ فرمایئے آج تو نی بجائین اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزارون صلواتین سُنائینگے تمھاری خاطر مدنظر ہی کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے اُنکے دل مین آئیگا گائین گے بجائینگے ملکہ لالان خون قبا نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے کہا نانا جان یہ مالا حضور کے لائق ہی خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹا تمھاری دلشکنی مجکو منظور نہین کیا نی نوازی کی مشتاق ہو اچھا ساز ندون سے کہو ساز درست کرین جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہو امسند پر قران السعدین اسد شیر دل و ملکہ لالان خون قبا یہ حسن مین بے نظیر وہ جلالت و شوکت مین یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب ساز ندون کے آئے نی جو بجائی رنگ محفل دگرگون صدائے آہ اور واہ بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی واقفکاران علم موسیقی فیج ہوگئے سارنگی بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتین گذرین اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران مین مبتلا صورت پرنور صاحبقران عمرو کی آنکھون مین بھرنے لگی ندی اشکون کی آنکھون سے جاری ہوئی یا دمین اپنے آقاے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر مین بے نور آنکھین ہوگئین
ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھین ہوگئین
فرقت ساقی مین مژگان دارابست تاک مین
کن پٹلی انگڑیون سے لڑ گئی گلشن مین آنکھ
نوح کی کشتی قد جسم گشتہ میرا بنگیا
دیکھ کر مین گر پڑا غش کھا کے موسی کی طرح
لوٹ لیتی ہین متاع دل ہر اک انسان کا
خانہ ہاے چشم مین یہ سیمبر رہنے لگے
دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید
شیشۂ دل سنگ الفت نے کیا یان چور چور
تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا
بابسی گین تیغ نگہ نے اندنون خونریزیان

رفتہ رفتہ صورت ناصور آنکھین ہوگئین
دست و پا بیکار ہین سحد در آنکھین ہوگئین
آنسوؤن سے خوشۂ انگور آنکھین ہوگئین
نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہوگئین
اشکون سے طوفان اُٹھا تنور آنکھین ہوگئین
میری خاطر اُسکی برق طور آنکھین ہوگئین
اس لیے رہزن تری مشہور آنکھین ہوگئین
ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہوگئین
خشکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہوگئین
تشنۂ مے سے جو اُسکی چور آنکھین ہوگئین
صاف شکل خانۂ زنبور آنکھین ہوگئین
قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہوگئین

نا بوا نی نے انھین نظرون سے پنہان کر دیا	دامنِ مژگان مین اب مستور آنکھین ہوگئین
نور افزا حسن ہی اُس حور کا کیا ای قلق	جلوۂ رخسار سے پر نور آنکھین ہوگئین

خواجہ عمرو بھی خود ان اشعار دن کو گا کر اس قدر زار زار روئے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان خون قبا دونون گھبرا گئے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ ہونچا خواجہ عمرو نے کہا ای بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حشمت کاہ صاحبقران سے جدا ہوا الاکھ معشوق اُسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آقائے باکمال ناز اُٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کہ فرزند اُسکے عم نامدار ہوتے اُسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایک شب اگر کہین جا کر مین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بمحبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذرے کہ وہ روئے زیبا آنکھون سے پنہان ہو زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہی پرواز پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار شال ابر نوبہار رویا کہا نانا جان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کو رنج و الم سر پر اُٹھایا حضور خوب آگاہ ہین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر امیر باتو قیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب یہ نیاز مند عازم طلسم کشائی ہوکر پاے رخصت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ ارے اسد مین تجکو اپنے برادر بجان برابر ربیع الزمان گرد شکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تنہا مُنھ نہ دکھانا وہ کلمہ اسوقت تک مجھے یاد ہی ہمارے بھائی مامون جان کی حاصل مراد ہی پس حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان مقدمات سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہوگی اُسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہی حضور ملاحظہ فرمائین گے یہ سُنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا ای اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہی مگر اس طلسم ہوش رُبا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر ہونٹھ ہلاتے مین لشکرون کو تہ و بالا کرتے ہین مکاری پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی انکے شر سے بچائے انھین باتون مین وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتح طلسمات عالم اعنی نیر اعظم لوح ضیا دفوج شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے بتعجیل صورت اپنی تبدیل کی بصورت داؤد بنکر تیار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار مین آنا جس طرح کہدیا ہی لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے گلے مین

پہن لینا ناگن کو بخوبی تعلیم کر دیا اُسی طرح ہوادار پر سوار ہو کر مع مشیران سلطنت و وزیران اہبت داخل دربار خداوندی ہوے اپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بصد کرشمہ و ناز داخل بارگاہ ہوئین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعاے دثنا عرض کی وہ ملکہ ابر ہفت رنگ آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہی اب عمرو بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے بھیجا دوسرے ہرکارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مصور و سرما و ابریق و صرصر و صبا رفتار عیار بچیان بھی تخت پر سوار ہین نام عیار بچیون کا سُنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پانُون مین رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا ہی ہے معبود حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کرے گا لوح طلسمی دلوائے گا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہین ہر رنگ مین پہچان سکتی ہین مگر تو پردہ پوش عالم حاکم محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن انکا کور ہی ظاہر مین بھی نابینا بنانا عمرو پریشانی مین زانو بدل رہا ہی روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ تخت سے اُترا برق فرنگی و ضرغام شیر دل پہلو مین گرد لون مین افسوس کرتے ہوے کہ راہ مین ہمارا پنجہ قابض نہوا اب بیان ہم کیا کر سکین گے اگر لوح و اُو دجاد کو افراسیاب نے دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہی سنتے ہین بڑا مکار و عذار ہی آپسمین اشارے کنائے کرتے ہوے عقب مین افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب نے بڑھکر پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جُھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرین اور دن کی پشت پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہی مگر عیار بچیون کے خوف سے آنکھ چراتا ہی دل سے کہتا ہی کہان چھپون ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچون بلکہ صورت نگار بلائین لے رہی ہی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دے رہی ہی اُسی پریشانی مین خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی بھوری بھوری آنکھین دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہی ذرا ہم سے آنکھین چار کرو بڑی بے مروت ہو تمھاری عیارون کے بڑے شہرے ہین برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن و جمال طلب کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ مین نہ سماتے تھے خواجہ عمرو نے بھی عنایت پروردگار پر وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر و صبا رفتار نے تعریفین شروع کین یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیماب مین غالب آئے کوکب شہ ضمیر

سے لڑکر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لیں اپنے بندون کو مہلت دین باغیون کو غارت کیجیے سلمان آپ کو اور آپ کے پوتے دو سو بھائیون کو بُرا کہتے ہین لیکن مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہو ظاہر مین تو سراسر گنہگار ہین باطن مین نہین معلوم کیا اسرار ہین خواجہ عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ دونون پہلو مین افراسیاب کے آئے چپکے چپکے کان مین کہہ رہے ہین اے شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے دیر نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار اٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر ہاتھ رکھکر کہا دیور صاحب مجکو تو کھوٹھور کرنگا ہون مین کھائے جاتے ہو آنکھین جھکاؤ خواجہ عمرو نے مسکراکر ہاتھ سر پر رکھدیا کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہی آج کسی طرح تمکو نہ جانے دونگا بھائی مصور سے پوچھ لونگا مصور قہقہہ مارکر ہنسا ہاتھ مین کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی انکو خوب راضی کرتے ہین رات کو آپکو یاد کرتی ہی آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہی مجکو لات مارکر پلنگ کے نیچے گرا دیتی ہی بڑی زبردست ہی صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی چونچ سنبھالو مین اپنے دیور کو سمجھا لونگی کیا مین اسکی محبت سے انکار رکھتی ہون وہ مجھے راضی کرینگے مین انکو خوش کرونگی یہ کہکے دہن تھام لیا کہا دیور صاحب آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھ لو یا عرش علی پر بھیجدو فرشتون کے پاس حفاظت سے رہیگی خواجہ عمرو نے کہا بیٹھ شغل مین لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحین کہ تو ہزارون بنا دون تیرے ہاتھ سے طلسم فتح کرا دون تیرا طلسم تو مین نے بنایا ہی یاد ہی تو بھول گئی صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو کا دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گواہی نہین دیتا لیکن مصور و صورت نگار و صرصر و صبا رفتار و وزیران سب یہی کہہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجیے افراسیاب دیوانہ ہو گیا کس کس کو جواب دے جب افراسیاب نے گھبراکے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہ ہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح جھین لے سر جھکا لیا کہا بی صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیور صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین لوح نہ لونگا ملکہ لالان قبا کھڑی ہو گئی دست بستہ عرض کی اے والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص ہین طاعت گزار ہا خصوص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی بندہ نوازی سے دور ہی یہ کہکے صورت نگار سے کہا لاؤ جی امان لاؤ مجھے دو مین قدرت کو سمجھا دونگی فرشتے آکر آسمان پر لیجائینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے مین پہن لی افراسیاب نے لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا اے افراسیاب لالان خون قبا نے تمہاری سفارش کی بھابھی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور ہوا بالکل جھگڑا پاک کر دین بالکل

لگا دُنہ رہے خاتمہ ہوجائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہوا کہا ای افراسیاب خانہ خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تجکو بچا دُن آتش قہر و غضب سے جلا دون جہنم مین پھینکدون افراسیاب تھر تھر کانپنے لگا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگیا کہا یا خدا و ندا الامان کیا مجال جو غرور کو دل مین جگہ دون جاکر مسلمانون کو مار ڈالون گا اب طلسم مین غدر نہونے پائیگا خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت نزدیک مین بھی دخل ہی اگر رہنے بندگان بمغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا سامری و جمشید تحریر فرماگئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے ہاتھ بھریگا اور غافل یہی زمانہ ہی تونے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی وہ جلا دساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی اب ہمکو تقدیر جدید کرنا منظور ہی اُن احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باتین بناتا ہی غرور مین اپنے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہی تجھ ایسا رازدار بادشاہ عالی وقار ایسا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین مصروف ہی دیکھ دیدۂ تحقیق وا کر کان پر ہاتھ دھر لا کتاب سامری ہمکو دے اُسکو پھر سے بنا مین اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام رہتا ہی یہ تو جام جہان نما ہی اسکے ملاحظہ سے بڑا مطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار ہوکر لے گی غلام حالات طلسم کس مین دیکھے گا داؤد نے کہا قدرت یزدان کا کام ایک گھنٹے مین کرسکتے ہین اتنے ہی عرصہ مین بالائے عرش اعلیٰ جائین گے گردش سیارگان ملاحظہ فرماکر چشم زدن مین آئین گے کتاب ترتیب کردینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی منظور ہی ہمارے بندے قتل نہون تکلیف نہ اُٹھائین آٹھ پہر پوجا پاٹ کرین افراسیاب نے سُنکر سر جھکایا یا صورت نگار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای شہنشاہ سجدۂ شکریہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا کرو تقدیر نو فرمائینگے کتاب سر نو سے بنائین گے بغل مین کتاب دبائے بیٹھے ہو پیش کرو مین ابھی تقاضا کرکے نبوا لونگی قدرت کا پیچھا نہ چھوڑ دونگی میری بات مین انکار نہین کرسکتے افراسیاب نے کہا ای صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر نہ جاؤ نگا مشکل پڑیگی مین حالات آیندہ و گذشتہ سے محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے ہین کہ ابھی عرش اعلیٰ پر جاؤنگا کل منسوبات فلکی ملاحظہ کرکے ورق کتاب کردونگا تقدیرہاے آیندہ منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے حکم

خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے ہی ہی نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ خود ہمارے شہنشاہ کے ہاتھ سے بیموت مارا جائیگا ہم خود جہان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی مہ جبین کے ٹکڑے اڑائینگے ملکہ مہرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خدا وند ہم دونون کی پشت پر دست شفقت پھیرے اپنا نظر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جاے خواجہ عمرو کو جانور بنا دیجیے برق فرنگی پردۂ ابر مین چھپے قران کا یہ رنگ سیاہ ہو جاے جانسوز کے جسم مین سوزش ہو ضرغام کو شیر بھیڑیے کھا جائین یہ کہکے جو دونون قہقہے مار کے ہنسے کہا تو قدرت کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین حصول ہوئین پردہ حجاب ہماری آنکھون سے اُٹھ گئے جو ہم نے کہا اُسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو دیوانہ ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی مگر یہ پردے کی باتین حلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھیا جلدی تیار کرو رنگ روے افراسیاب جادو متغیر ہو گیا سامنے داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا خاموش حیران حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبا رفتار و صورت نگار کی ایک رائے ہی خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہو گیا کہا ہم ابھی بنا کے لاتے ہین اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی ہماری بڑی خاطر و مدارات کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہا کی مشقت پڑے گی مگر فوراً تیار کر کے لاتے ہین وہ تقدیر مضبوط ہو کہ ورق اُلٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب زمین و آسمان منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہمارا بے کتاب شکنجۂ مصیبت مین کھینچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی ورق ہو بس کلام کو قطع کر دیا کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی کہ اس کتاب کا تو خاتمہ کر دے جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین دیکھ لیتا ہی عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھکر ایک کونڈا پانی کا بیر پر رکھا تھا حرف حرف کو بیٹھ کر دھویا نقطہ نقطہ مٹایا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے معرا کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد بندھی ہوئی اپنے زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب دینا پڑی ہر چند کہ اس زمانے مین کاغذ کی کل شہر مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بندھوالی ڈیڑھ آنے کا دستہ کاغذ کا لگایا جسکا نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے مگر مجبور دل سے فرمایا وقت صبر و جبر ہی نفع نقصان ہوتا رہتا ہی سودا گر سب طرح کے جبر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب کو کھولا عمدہ قلم خوشنویس

کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکے حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی و اوصاف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و حالات جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا مسمی ہنر پر بہ بیشۂ طراری گوہر بے بہائے قلزم خنجر گذاری نہنگ بحر زخار عیاری جوہر شمشیر مکار فی غداری سرہنگ سرہنگان بساط بلاد نبی آدم مولانا رمعظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران بلاگیر ریش ہر سرزش مستاران برہم زن صف کافران جہان شہسوار عرصۂ چالاکی شاہبازاد ج بیباکی منتی احکام عقل و فطرت قاضی مسند شوکت و جرأت مہر آسمان جاہ و وقار خواجہ عمر و بن امیہ نامدار اور افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوش رُبا لے لی کتاب تیری خاک مین ملادی حرف حرف اُسکا دھویا تیرے بزرگون کا نام ڈبویا او بے آبرو اب مناسب یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد نامدار پر حاضر ہو سامری و جمشید پر لعنت کر مذہب اسلام کی اطاعت کر ورنہ ایسی بُری طرح پیش آؤنگا کہ ماہیان دریا دم غان ہوا تیرے حال زار پر روئین گے انشاء اللہ اسد نامدار برائے فتح مرحلہ جات طلسم ہوشربا جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب مٹانے والا اگر فقرات نثر شائد نہ یاد رہین یہ مضمون آبدار تصنیف کردۂ مصنف عالی قار یاد کرے نظم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	زمانے کا مکار و غدار ہون	تراشندۂ ریش کفار ہون	ترے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	اڑا دون ہوا کے بھی مین ہوش کو	صبا ٹھو کرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون	عمرو نے دو تین ورق کامل مقفی مسجع اشعار آبدار سلسلہ وار تحریر فرمائے		جہان گیر عالم کا عیار ہون

تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت عنطلی آباد و چاہ ماران دام الجبال و زبرجد نگار وغیرہ بہ لطف لکھدیئے کہ اشتیاق ناظرین بڑھے اور افراسیاب مخزون داندوہگین ہو کتاب کو بند کیا ایک جزدان بہت عمدہ جھوٹے زربفت کا اسمین کتاب کو رکھا یہان دارالامارۃ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے ہین ملکہ صورت نگار یہی کہ رہی ہی اب قدرت بروج آسمانی مین پھر رہے ہونگے ملاحظہ گردش سیارگان سے یقین ہی مہلت حاصل ہو صرصر و صبا رفتار کہتی ہین بی صورت نگار صاحب تمھارے اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی اتنے عرصہ مین قدرت نے ساتون آسمان طی کیے ہونگے آیا چاہتے ہین فقط ہم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اتنا عرصہ ہوا کل اوراق زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے پیش نگاہ ہین جس نے ایک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا اُسکے نزدیک سب کچھ آسان ہی ہر طرح اُسکا اپنے بندون پر احسان ہی اعتقاد درست رکھو شک کو دل مین راہ نہ دو خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و شدد رسب کی صورت دیکھ رہا

ہی یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آئی ثابت ہوتا ہی کسی سے لڑرہے ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی بڑا سفر عظیم کرکے آئے ہین چہرے پر گرد و غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے ہوے آتے ہین سب کھڑے ہوگئے افراسیاب نے گھبراکر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او بندہ بے ادب آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اُٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی مگر کچی رہگئی ہی پختگی نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و غضب کا ایسے خنجر آبدار ہر ایک صفحہ دریاے تہا رالف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین صفوف قتال و جدال کا سامان عیان ایک ہفتہ کی تمہارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ سب وار پتہ چل جائینگے استخوان جل جائینگے کتاب کو بغل مین دبائے رہنا خبردار ہوا نہ نکلنے پائے ورنہ صورت بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز جاگتے رہنا سامری و جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و کباب بھی ترک رہے کھانا بھی فرے کا نہ کھانا زور سلطنت نہ دکھلانا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب سختیان بابر دولت نے اپنے اوپر لین چند باتین موافق تمہاری حقیقت کے بتائین سب طرح احتیاط لازم ہی ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب خراب ہوجائیگا بلکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے ساتھ جاگین گے بسہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اُٹھ کھڑے ہوے کہا بس قدرت کو زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی لوح کو لیکر عرش اعلی پر جائین گے فرشتون کے سپرد کردینگے افراسیاب نے دست بستہ عرض کی یا خداوند یہی سب سے بہتر ہی کہ لوح پردۂ دنیا مین نرہے خواجہ عمرو نے تیوری پر بل ڈالکے کہا تجھے اب کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو جلاکر خاک سیاہ کردینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہوگا کبھی تجکو سنج و ملال نہوگا جا عمر بھی تیری بڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملاسکے گا بابر دولت خود مسلمانون کے مٹانے مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائیگے یہ کہکے عمرو ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوے ہوا دار پر سوار ہوا امراء و خدام آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے جائین گے افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و ضرغام نے جو بصورت صرصر و صبا رفتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ دوران ہم کو دو چار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے شاید یہان کوئی

عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤدنے بھی پلٹ کے کہا اے بندۂ خاص ملکہ صرصر وصبا رفتار کو ہین چھوڑ جا یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر مہرخ کا بھی حال بخوبی جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھاوینگی پھر کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گروتخت کے پھر دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر وصبا رفتار کو ہین چھوڑا ملکہ صورت نگار وساحران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہوا اے صورت نگار اس وقت میرے دل کا عجیب حال ہی خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم وملال ہی قدرت نے یہ بڑی مشکل کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی کچی رہگئی بغل مین دبائے ہون برا خوف تو یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرنا ہوگا صورت نگار سمجھاتی ہوا اے شہنشاہ آپ قدرت کا شکریہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان ہفتم گئے کل بروج سیارگان ملاحظہ کیے احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر مختصر مشقت تمھارے سپرد کی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہ بیان مصور صاحب ہمیشہ کے مورکھ ہین انھین کھیل کی پڑی ہوئی ہی برسون اُنکے چلو مین سوئی کیا میرے اُنکے کسی بات کا پردہ ہی میری خاطر سے سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد ملا کرتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی پھر تبلاؤ کیونکر نہ کچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہین گے سوتے جاگتے کی حفاظت سہین گے تین دن کی مشقت عمر بھر کی چین اسپر بھی آپ کو اعتراض ہر بات مین اغماض افراسیاب کہتا ہی مین کیا کرون میرے دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار رہتا ہی پلٹ پڑون لوح قدرت سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجکو جگہ نہین ملتی ہزار ہا ملک میرے زیر نگین ہین کاشکے خدمت مین شہنشاہ توسن کے بھیجدیتا وہان ہوا کا گذر مشکل ہی جو جو چیزین مین نے اُسکے سر پر لادین ہین اُن سے آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قدرت سے بڑھ کر کون زیادہ نگہبانی کریگا اب لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو واسد سر پٹک پٹک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست و درست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود اُلجھن ہی کسی طرح سے چین نہین آتا مصور وصورت نگار و سرما وابریق کوہ شگاف سب مخاطب ہوکر سمجھانے لگے اے شہنشاہ عالم جونکہ ہمیشہ رنج وملال بیجا اُٹھاے ہین اسوجہ سے آپ کو تردد وانتشار ہی اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمایئے گا تیسرے دن سب رنج وملال خاطر اقدس سے دور ہوگا مگر افراسیاب

سر جھکائے ہوئے تخت اُڑاتا ہوا اُسی حال پر ملال مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہی حال اُسکا آیندہ تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان خواجہ عمر و سمجھانا داؤد کوا و رتائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہین بنظم

گنتی ہی میری تیغ زبان سے زبان تیغ — کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ — میرے نفس کی دیکھ کے معجز نمائیان تیغ
کیا دور ہی کہ دم نہ رہے درمیان تیغ — حسّاد سر سے پاؤن تلک خونچکان تیغ جائین — جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لسان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی — سینہ پہ نکرون کے ہین لاکھون نشان تیغ — ہرگز نہ کر سکے مرے خامہ سے سرکشی
پیدا سر نگون سے ہی عجز بیان تیغ — خجلت سے آب تاب سخن کی ہی آب آب — کیونکر چھپے چھپائے سے شرم زبان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون غلادل کا ماجرا — ہر گل زمین شعر پہ ہی آسمان تیغ — ہووے نہ میری حجت قاطع کے سامنے
سرگرم لاف و دعوی برش زبان تیغ — کیسی شکست رونق بازار ہوگئی — ہی تختہ بند و لب قلم سے دکان تیغ
اک بات مین تمام ہی بیان کا رمدعی — کسکی بلا ہو بارکش امتحان تیغ — کیا بات میرے حرف پہ انگشت کھ سکے
ہر خط پہ نکتہ چین کو ہی وہم و گمان تیغ — گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کرون — ہرگز ہمانہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین و الاتمکین کرکے جوش طبع گہربار یون دریا دلی دکھاتا ہی کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود و کرم محترم و محتشم یکہ تاز میدان جلالت سرخیل دودمان کامگار پاشوکت ذی وقار خواجہ عمر و نامدار لوح طلسم ہوش رُبا افراسیاب خانہ خراب سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے دھوندھا کے خاک مین ملایا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت و مشیران اہبت کو دارالامارۃ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین ما بدولت چند عرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا و ملکہ نائکن و کنیزان ملکہ سیمتن خوشی سے خواجہ عمر و کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہوئین سب کے دل باغ باغ رنج و الم سے فراغ اسد نامدار گوش برآواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے نانا جان پر کیا گذرتی ہی افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے نانا جان کو پہچان لیتا ہی ایسا نہو خدانخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جائے تخت پر خداوند بنے بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکینگے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار مسلح و مکمل ہر تھیلی پر رکھے ہوئے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا دروازے پر باغ کے ٹہل رہے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین ہرے خدا جانے کر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب سے کیا گفتگو ہوتی ہی اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد خبر بیان کرو مین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون لڑ بھڑ کر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہی لطف عیش و آرام فوت ہی کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین بہار آئی خواجہ عمر و کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا کا

خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیرزادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ و تاب ندار دکنیزین خوشی خوشی پھولی ہوئین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہاے خاطر شگفتہ بلکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہی اسد غازی دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا نانا جان فرمائیے خیریت تو ہی لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اس قدر خوش تھا بیساختہ بہ الحان داؤدی یہ اشعار دعائیہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے

اشعار دعائیہ

یہ آستانۂ قبلۂ اہل وفا رہے — ہر ایک محو ابر دے شہ جبہہ سا رہے
حسن ضیاے گوہر دندان کے سامنے — خوش ان گوالنون مین کھنیا مرا رہے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے — تائید ایزدی سے سر سرکشان دھر
ماہ رخ رواں عشق گل دعندلیب کا — خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
بطن صدف مین تا کہ دُرِ بے بہا رہے — فرق حباب تا ہو قلم تیغ موج سے
خطبہ ہو ہر دیار مین میرے حضور کا — جاری جہان مین سکہ فیض و سخا رہے

اسوقت خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسد غازی کو گلے لگانا فرحت مین اشعار آبدار گانا اشعار

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پانون تک — بلائین آکے لین سو سو بلائین سر سے پانون تک
ہم انکی چال سے پہچان لین گے اُنکو برقع مین — ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائین سر سے پانون تک
یہ جتنے سرو مین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین — چمن مین سیر کو کیونکر نجائین سر سے پانون تک
مرا دل ایک ہی دون خوش ادا کی کس ادا کو مین — کہ مین دان تو ادائین ہی ادائین سر سے پانون تک
سراپا شوق جائین سر کے بھل ہم جنکے جلسے ہین — مثال شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پانون تک
نہون بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے — پھبن جھلکین مین در پردہ دکھائین سر سے پانون تک
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو بھی انسان — کہ اُسکو درد کا پتلہ بنائین سر سے پانون تک
سراپا پاک ہین دھوئے جھنون نے ہاتھ دنیا سے — نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانون تک
مزا اتنا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون — نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پانون تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز بصد ناز زبان درازی کا قصد کرتی ہی محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہی سنبل نے زلفون کو درست کیا نخل چمن نہال بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوشربا ہی پروردگار نے اپنا تفضل و کرم شریک حال کیا اتنے بڑے بیدار مغز نے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے

مجھے دے کر چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے مین پہنی پوچھا کیون نانا جان کتاب سامری کا کیا ذکر ہی خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری مین نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر دھوڈالی ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشاء اللہ اب برائے فتحی طلسم تمھارا جانا ہوگا ہمپر سامان لشکر کشی افراسیاب کرے گا یقین ہی ضرور لڑے گا پھر اگر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی اے خواجہ عمرو اب مقدمہ مین والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہی خاص اب وقت عیش و سرور ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہی کیا زبان ہلا سکتا ہی مگر خدائی کر چکا ہی کیونکر نصیحت وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہی کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھپر بہت شاق ہی خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس ذرۂ جان بخش کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بصد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا خوف سے کمرے مین چھپ گئی کنیزین تمام دست بستہ اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہین مگر رنگ رو ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان سششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہی کہ لو اب خداوند زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہین دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہوگی مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد و جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر باندھا مگر زبان مین دو دو سو زن فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش آتے ہی آواز دی اے بندگان من جلد حاضر ہو سامنے آؤ قدرت خواب استراحت سے بیدار ہوے خواجہ عمرو نے پکارا اے داؤد و جادو چشم خود را و اکن حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان دوران گرشاسپ جہان غارت کن ساحران سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد غالب الجناب موجود ہی اٹھکر قدمبوسی کرتو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خداوند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے باہر آ اور چشم بصیرت وا کر اشعار

سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی	نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی
نسیم غفلت کی چل رہی ہی اڑا رہی ہین قضا کی نیندین	کچھ ایسا سوئے ہین سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رحلت ہر ایکدم ہی
بسان دست سوال سائل تہی ہون ہر ایک عاسے	نیاز ہی بے نیازیون سے بغل مین دل صورت صنم ہی
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر	جو چار دن ہی دفور راحت تو بعد اسکے غم و الم ہی
دریغ کرنا نہ زور بازو مٹاے ساری کدورتون کو	ہوس نہ رہجاے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہی

زبان کو بہک رہے ہو سرور دوشینہ جوش پر ہی
یہ مصرعۂ مخبر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا

ئے وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بہم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کیا ہی برگشتہ راہ ضلالت دا ہی گم کردہ رسم و راہ حقیقت ابھی زبان مین طاقت کلام ہی اس سرکشی کا بد انجام ہی وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب دکھائیگا اسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی صورتین مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ و حشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر و امیر مشیران باتوقیر پہلوانان و جوانان شمشیر زن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو آؤ ان لوگون کو میرے سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر و بیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت دنیا زر و جواہر دینے سے ٹلجاتی ہی پس گھبراکر کہتا ہی یارو در و دانرہ خزانے کا کھولدو ان بیحسبون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالو مال سے صدا بلند ہوتی ہی ابد مآل اب ہم سے کیا ہو سکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پچھتاتا ہی آنا ممکن ہی کہ مجھے تجکو دو گز کفن ملیگا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا آزاد آخرت نہ بنایا اب تیرا وقت آخر ہی کسے مدد غیر ممکن ظلم و بدعت کرکے مجکو جمع کیا یار و عقب بگر تیرا ساتھ دونگا ہر مقام پر نیش ترنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہی واؤ دیجا دو گوش ہوش سے سنو وہ شخص اور تریا وہ سر دھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے اپنے اہل و عیال کو پرورش کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ہائے مہیب سے مجکو بچائینگے گھبراکر بیٹی بیٹا جورو بھائی قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو روکرو ای داؤد پنبۂ غفلت کو شنوش سے نکالکر سنو جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اُٹھائی جستجو کرکے انکو پہونچایا وقت فاقہ کشی عیال امر و نہی انکی کو بھول جاتا ہو بارگناہ عظیم اپنے سر پر اُٹھاتا ہی سنو وہ کیا خوب جواب دیتے ہین کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین انھین کی زبان سے یہ جواب ہوا اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہوا ای شخص ہم مجبور و ناچار ہین ہم سے کچھ نہین ہو سکتا ایک کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ و تاریک مین بند کردینگے پھر کبھی جاکر تیری خبر بھی نہ لین گے ہمسے زیادہ امید نرکھ فالقہ موت چکھ تب وہ شخص مایوس و نا امید ہوکر درگاہ رب بے نیاز مین یہ گریہ وزاری عرض کرتا ہی کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے کل احکام الٰہی ادا کرون وہ خوفناک بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہی کہتا ہی اب وقت مہلت نہین ہی موت سے فرصت نہین ہی یہ کہتا ہی چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہی کہ غیر ممکن اب زبان مہلت کہان یہ شخص گھٹتے گھٹتے آخر مین عرض رسا ہوتا ہی اگر ایک شب کی مہلت ملے مین اپنا سارا مال راہ خدا مین لٹا دونگا اطوار بد و اعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا

کہتا ہو اب مہلت ناممکن مجبور و نا چار ہو کر چند ساعت کی امید کرتا ہی اسوقت بھی جینے پر مرتا ہی مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ مین بند کر دیتا ہی تمام اہل و عیال کے رونے کی صدا سنتا ہی کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین گھبراتا ہی کہ میرے عزیز و اقارب کیون روتے ہین کس واسطے اپنی جان کھوتے ہین ای داؤد جادو جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمۂ فراق احباب مکان تنگ و تاریک نکیرین نے کیا پوچھا اُسنے کیا جواب دیا ہوش گم اس پرگشتگی و سرگشتگی کا انجام جہنم نظم

ہی رخصت جان جان مین تبلا نہین سکتا | رہوا ہو بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا | وہ ضعف ہی اسدم کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا | کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ | آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد | دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا | دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
پہلو مین کوئی تازہ جگر آ نہین سکتا | اُڑ کتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت | جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہی تسلیم اب کہ میسر ہون وہ راحتین | کھوئے ہوئے آرام بشر پا نہین سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا | بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا | مٹی مین ملی ہین صورتین سب | مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
جانے کے لیے ہی سب کا آنا | گذرا یون ہین اسقدر زمانہ | کیا زور امانت خدا مین | کیا دخل مشیت خدا مین
اک نقش بر آب ہی یہ دنیا | لے دیکھ کہ خواب ہی جو دنیا | فرصت نہین ہنسنے بولنے کی | مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا دہ جبکی آئی | بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی | سب کا عدم و وجود ہی ایک | سب کا عدم و وجود ہی ایک
جو مان کے کنار مین پلا ہی | آغوش لحد مین اُسکی جا ہی | ہو زیست اگر بصورت نوح | اک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے ایک ہی سبق ہی | مرنا برحق ہی موت حق ہی | یہ بات مگر سمجھنے کی ہے | اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان | کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان | پہرا دیتے تھے انس و جن | ہو چکی یہ موت ان بھی لیکن
موقوف اک آدمی پہ کیا ہی | ہر چیز کے واسطے فنا ہی | اس دم کا اعتبار کیا ہی | اس سانس پہ اختیار کیا ہی
آئے تو خدا کی مہربانی | جائے تو وداع زندگانی | تا حق جینے کی یہ ہوس ہی | اس موت پہ کس کی بس ہی

کیون اے داؤد جادو لحد مین برائے نکیرین کوئی جواب سوچا ہی یہی کہوگے مین خدا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ مسلات سکرات و اموات و تبر جو بالتصریح خواجہ عمر و نے بیان کیے داؤد مرد عقیل ہی مثل بید تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمر و برائے خدا بس مجھکو جلد

کھولدو قدموں پر اس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کردن للہ مجکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد ایسا بیتاب ہوا ستون سے سر ٹکرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اس کا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قبا پر ٹپکنے لگی کنیزون کی صدائے گریہ وزاری بلند ہر ایک غمزدہ کلان و دمند خواجہ عمرو نے جلدی سے بڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا کمندون کو کاٹا داؤد لڑکھڑا کر زمین پر گرا کبھی قدمون سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبرا کر خواجہ عمرو سے کہتا تھا ہے شہنشاہ عیاران اے صاحب ایمان ہرائے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمائیے اقرار وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہر چند عمرو سنبھالتا ہے یا تون مین ٹالتا ہے کہتا ہے داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہوا فراسیاب خانہ خراب سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو ظلم کشا کی امداد کرو جہاد کے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر کبھی نہ پاؤگے داؤد جواب دیتا ہے نظر کردۂ ہفت پیغمبران مین نے کوہ گران معصیت اپنے سر پر اٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات ناممکن اب اور دوسرا بار اٹھاؤن کیونکر تحمل ہون راہ دور دراز زاد سفر ہاتھ خالی منزل بے نشان ایسا بار عظیم سر پر رکھکر کیونکر منزل طے کرونگا یہ جسم خاکی پروردۂ صد ناز و نعم اسپر یہ بار ریخ والم یہ نحیف و ضعیف اس بار معصیت کے اٹھانے کے لائق ہے ہرا ستخوان پر صدمہ پہونچے گا عیش و آرام کے عادی یکایک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہو کہ بہت جلد راہ ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرائیے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے غنچۂ پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپ کے غلام ناکام سے کوئی کار و نیوی ممکن نہین اپنے گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتائیے عقاید دین مبین تعلیم فرمائیے ایک گوشۂ تنہائی مین بیٹھ کر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہے کہ عذاب دوزخ سے رستگار ہون خواجہ عمرو نے کہا ہے داؤد وہ رحیم و کریم ہے سمیع و علیم ہے شعر

ہم حشر مین کہینگے خدائے قدیر سے ۔ کانپینگے جسم دہشت بیس المصیر سے
کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر ۔ روز نشور قہر سمیع و بصیر سے

اسی شعر پر حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظہ ناظرین و الا تمکین ہین صرف داؤد اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اکیلا شعر اس مقام پر لکھا خمسہ

وہ رحیم و کریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت اُسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اُسکی ثنا
وصفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

بہرچہ آفریدی دستی طراز	نیازت نہ ای آبہمہ بے نیاز	چنان آفریدی زمین زمان	ہمان گردش انجم آسمان
کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند	سر خود برون ناورد از کمند	نبود آفرینش تو بودی خدائے	نباشد ہمہ ہم تو باشی بجائے
نہ خلوت بدی کآفرینش نبود	نہ چون کردہ شد بر تو حجت نمود	ز تعظیم تو بیش تو ہست و نیست	اگر باشد و گر نباشد یکی ست

داؤد نے کہا خواجہ مسئلہ سکرات نے آپ کے مجکو مارا روح قالب مین یہیں ہی حقیقت مین وہ رب المشرقین و مغربین ہی ہان رحیمی اُسکی صفت لیکن قہار و جبار بھی نام ہی اُس وقت آنکھون کے آگے تاریکی قبر پھر گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمائیے زیادہ نہ سمجھائیے عمو و اسد سے اشارہ کرتا ہوا ای نورنظر تم کسی طرح اُسکو سمجھاؤ ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اسکا مقابلہ کرا ئین بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤگے ملکہ مہرخ و بہار پر افراسیاب جادو شکر کشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو مٹاؤن مرحلات طلسم پر برسر طلسم کشا لشکر کشی کردن یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑے گا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم بند ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوشرو خوش لباس اسد غازی یہ سُنکر اُٹھے داؤد و جادو کو گلے سے لگایا کہا ای نہنگ محیط افسونگری و ای دُرِ بے بہائے دریائے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہرام مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے رازدان ہین صاحب جاہ و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوش رُبا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکارون کے دم لبون پر آتے ہین صرف آپ خدا سے توبہ کیجیے مطیع الاسلام ہوجیے آپ کی توبہ قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نہان گوکہ ہی پردہ موجود ہی	رگ جان سے نزدیک معبود ہی	اگر اسکی قدرت کا ہو بند بست	سلیمان کا لشکر کرے مور پست
ہین مخلوق اُسی کے زوال و کمال	غرض ہی بھون کا برابر خیال	نہین یان حقیقت مین جائے کلام	ہیں لی وصاف اُسکے اُسی پر تمام

یہ کلام فصیح انجام جو داؤد و جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سنے اور زیادہ بیقرار ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا اتنا جواب دیا ای آقائے نامدار ای مولائے قدرشناس ای رہبر راہ حقیقت و ای خضر ہادیہ طریقت آپ کے کلام فیض انجام صفحہ دل پر نقش ہوے روح کو راحت وہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب رائے یہی ہی کہ تائب ہوکر ایک گوشہ مین بیٹھکر عبادت کرون امورات دنیوی مین اب ملوث نہو زیادہ حضور تعویق نفرمائین کلمہ طیبہ بتائین غلام اپنے

گناہان کبیرہ کو یاد کرتا ہو، سبدم فریاد کرتا ہو کیون شہریار پیدا کرنے والے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین استخوان جسم لرزان مین جیسے کنگرۂ صنعت قدرت تک طائر وہم و خیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہو وہ رحیم و کریم ہو شاید میری غربت پر رحم کرے جس قدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہو روح قفس جسم خاکی مین گھبراتی ہو اب اسد و عمر و مجبور و نا چار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپ کے کلمات نصیحت آیات قلب پر ایسے تاثیر کامل کر چکے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد و عمر و نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے غسل کیا طریقۂ وضو تبلایا کلمہ پڑھایا داؤد جا دو طیب و طاہر ہوا بصدق دل دائرہ اسلام مین آیا داؤد کو ایک سلحہ صحبت اسد نامدار ہو عرض کی حضور دربار مین چلین کل سردارون کو مطیع کرا دون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوح گلے مین پہنکر مسلح و مکمل ہوے خواجہ عمر و بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے ذرا امراے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت لیئق متین صاحب شوکت و ہیبت موافق شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش زہوشمندی میتافت ستارۂ بلندی ہ بسپر فولادی پشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرین پر نیزہ سونے چاندی کے گریون کی زیب جسم انور سر و قد خورشید خدفتح و ظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت و شوکت چہرۂ زیبا سے ہویدا صف شکنی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ اُسی جوان صاحب لیاقت کی پشت پر مثل چاکران کمترین ایک شخص دبلا پتلا تانتیا بانہاے عیاری سے آراستہ ساتھ ساتھ چلا آتا ہو سب حیران پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہوا آج تو خداوند کسی کے تابعدار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہولیے آکر دارالامارۃ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا مقام صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر دنگل اسد غازی بچھایا اُسپر شاہزادے کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھا ایک جانب خواجہ عمر و وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین امیدوار ہین کہ دیکھین قدرت کیا فرماتے ہین داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بہ آواز بلند صدا دی ایہا الحاضرین ہمچان لو شیر بیشۂ وغا فتاح طلسم ہوش ربا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری آپہونچے تمکو کیا خبر ہی خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان اُنکا کہ نہ قتل کیا اگر قتل کرڈالتے تمکو خبر بھی نہوتی بیری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی دھوڈالی طلسم کشا کو لوح ملکی عرصہ دراز تک اُن ہیجانے اس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل نہ کرسکا انکے خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھڑایا بھائیو مجھکو بخوبی ثابت ہوا مین نے دغوی باطل کیا تھا اُس پیدا کرنے والے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو اطاعت دین اسلام منظور ہو اس شیر صولت کی اطاعت کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ بخوبی سمجھ لو اسوقت کی میری بات کو دل مین جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک

حرف کو نقش کر طلسم ہوش رُبا ہر در فتح ہوگا اسد نامدار قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانہ انقلاب ہی جو اُنکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائے گا ورنہ بحر ذلت مین غوطے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل ہوگی دریاے ہوش رُبا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان قریب ہی محبت مسلمانان کشتی نجات ہی ہم تمھارے افسر تھے راہ راست بتا دی آیندہ اختیار رہی ہمکو آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندہ رب جلیل نام ہی دیکھو یار و باطل پرستی کا بدانجام ہی ایسے کلمات عبرت آمیز ورد کر داؤد جادو نے جو اپنی زبان سے کہے دربار مین ایک شور بلند ہوا ہر ایک وزیر امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب کے باپ سے لڑینگے جان دینگے اُنکا ساتھ تا بہ حیات نہ چھوڑینگے محبت سے اِس شیردل کی مُنھ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت ملت اسلام ہاتھ آئی داؤد نے سب کو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اُسی وقت کارگزارون کو بلا کر حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اس مین بیٹھ کر عبادت کرینگے فوراً ایک قصر مختصر مثل مسجد کے درست ہوا داؤد محراب عبادت مین صحیفۂ ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان جمع کیے اُنکو اپنی صحبت مین جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت الٰہی مین مصروف لباس کہنہ پیوند دار جسم نحیف و ضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اُسوقت ایک ٹکڑا کھا لیتا چند قطرے پانی کے پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے چار پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ مہرخ کو پہونچا دو زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر داؤدیہ سے طلسم کشانے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لے کر آئیے انشاء اللہ راہ مین ملاقات ہوگی نامہ دار اُسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ قرار دیا ملکہ ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رائے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو بصد کروفر مع اسد نامور و مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوے اُنکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری بھی مٹی مہابت بیقرار ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہو کر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام ادر دینا	گرتا ہون میرا ہاتھ لینا	اے میرے شب ہراد کے ماہ	دکھلا کہین آفتاب اللہ
ہوتا ہی سارا نشہ پانی	بس بندہ نواز مہربانی	دم پر اب ضعف سے نبی ہی	ایذاے فراق جانکنی ہی

دیدہ مرے پڑ رہی ہی اک چوٹ ہی پردۂ بجز بیچ کا اوٹ آنکھون سے نہان ہی ساغرِ مُل
ای کشتی دخت زر کے ملاح دے راحت روح شیشہ کراح چلتے ہین آخری ہی یہ دور صحبت اب تھوڑی ہی پر ہی اور
ہان جلوۂ دخت زر دکھادے بچھڑے ہوے دوست سے ملادے کہدے یہ مری طرف سے للہ آیا ہی ترا فقیر اے ماہ
الجھن ہی بہت خوش اُسکا دل کر اب حال بہت چھپا نہ مل کر کجھ ڈر نہین اب خدا نہ کردہ کسواسطے پھر کیا ہی پردہ
پھر دل کی الم سرا ہو آباد دیدار سے تیرے دوست شاہ کر قصۂ غم خوشی سے آغاز دم بند ہی کھول پردۂ راز
ساقی نے یہ ٹھنکے نے پلائی دریا کی طرح طبیعت آئی مُنھ تک جو بھر آیا اُسکے پانی کی خامہ نے یون گہر فشانی

غزل زیب النسا مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان گذرے ہست گل را نظرے جانب صاحب نظرے ہست
ہشیار ستمگر کہ لب نالۂ مظلوم پوشیدہ ز چشم تو خدنگ اثرے ہست
تا ہست بہ بستان جہان فیض سحابی از شجرۂ امید امید ثمرے ہست
غم نیست اگر دشنی دیدۂ من رفت با چشم ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحان دشت پر ہول معانی درہ نوردان جادۂ خوش بیانی اس داستان شوکت بیان کو یون بحر پر فرماتے ہین بشعر محرران قصص صاحبان ذہن وذکا رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوش رُبا جبکہ افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتاب سامری کو بغل مین دبائے ہوے حیران و پریشان نزان و ترسان و افتان و خیزان ہر دم یہی کہتا ہوا جاتا ہی ہاے کتاب خام ہی اسکا بدانجام ہی اس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہی اُسپر ڈر ہی کہ برابادی نہ صورت اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اس انتظام مین گو زندگی مشکل ہی باد ہوائی باتون پر طبیعت مائل ہو دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی وہین ٹھہر گئین خداوند نے اُنکو کیون روک لیا اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تجھکو دیوانہ بنا دیا سوائے لوح دینے کے شیب و فراز نہ سوچا اب بُرے بُرے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکر ہوا کو روکون صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین اسم باسمے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اسی حال خراب مین برسر کوہ بلور پہونچا ہزار ہا کنیزین آکر حاضر ہوئین تخت براے افراسیاب سیہ بخت آیا تھا ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین خیال محال مین مبتلا ہون نام سامری و جمشید سنا رہا ہون کتاب خام دستیاب ہوئی دیکھیے کب مہلت ملتی ہی تین شبانہ روز یہی مصیبت ہی سر ہوا و برق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت جادو ناز و کرشمہ کرکے اپنی جانب متوجہ کرتی ہی لیکن افراسیاب بیچین و بیتاب کتاب بغل مین لیے

بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک کا مُنہ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی کیون بُوا حیرت تمنے دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھپر مرتے ہین بھتارا ساتھ نہوتا تو مین ابھی دو چار دن نہ آتی ہمارے میان مصوّر وہان رہنے کو نہین منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب ساحرون کے خداوند ہین اولاد سامری ہین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنسے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی اُنھون نے پیدا کیا ہی تمنگا کھُلا دیکھین گے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ بوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا سب کی آبرو لینگے اُنھین باتون مین دو شبانہ روز بہ سختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ مُعلّم علوم آسمانی خوانندہ کتب نکتہ دانی ادیب خوش نویس بے نظیر اعنی ماہ منیر طفلان ثابت دسیارگان کو چھٹی دیکر قصر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر آفتاب عالمتاب جاعت شعاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر خطبہ خوان ہوا روز روشن عیان ہوا افراسیاب نے کہا لو صاحبو بڑی سختی سے مین نے دو راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہوگئی ہوگی صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے شب کو ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا مابدولت کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہو اب مابدولت سے صبر نہین ہوسکتا اگر ایک آدھا ورق کچا رہ جائیگا پھر سمجھا جائیگا سلطنت کرتے گو زمانہ گذرا کتاب کو کچا پکا نہ سُنا تھا ابکی قدرت نے نیا لغت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر مابدولت سے نہین ہوسکتا یہ کہکے افراسیاب نے کتاب جزدان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوے ہین نگاہ سب کی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار اُچھل رہی ہی کہتی ہی کیا جلدی قدرت نے میرے طرز سے کتاب بنادی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے اُسی وقت لڑ بڑ کر دلوادی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈالو ایک ایک سطر مشابہ بہ زلف محبوب ہوگی عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرہ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ معشوق دلربا افراسیاب نے کہا اب خاموش رہو سامری و جمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون سب نے کہا کھول دیجیے مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت لڑے افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے کتاب کو کھولا پہلا صفحہ مُعرا پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم کے خلاف ہوگیا حرف اُڑ گئے کاغذ صاف ہوگیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خداوند سے شرمندہ ہوے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان نہین رُکتی میرے کلیجے پر چھُریان چل رہی ہین مجھکو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق اُلٹا صاف و شفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اُسکی جوے شیر سواد سے کام نہین جب دس بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا لو شاہنشاہ

بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا نوشتہ ہی ناحق کو گھبرائے کتاب بُری تھی ایک دن پیشتر تمنے کھولی کچی رہگئی تھی اتنے ورق ابھی نہین بنے کل تک بن جائینگے بروقت کاپی جانے کے حرف پسلے چھپن گئے اب تپھر بنانیوالے کا کام ہی ہر طرح قدرت کا نام ہی افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا اری زبان دراز دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی ارے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اس مین عربی لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پُر پیچ کو مترجم صاحب مجھین گے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے مین نے عبارت انکی دیکھی ہی زبان صاف و شفاف ہر طفل و جوان خواندہ ناخواندہ خاص و عام نے اُنکی زبان کو پسند کیا ہی رُو سانے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی ابریق نے کہا حضور مین نے فارسی پڑھی ہی اُردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب نے کہا میرے پاس آؤ اسی بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب مُعَمّا مضامین سے مبرا صرف دو ورق لکھے ہین اُس مین تمام ہوش رُبا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے کہا حضور اوّل کا لفظ مین نے ہجے کرکے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم اسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا تمھاری کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھون یا خلاصہ بتلا دون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم مجھکو مسخرے سے معلوم ہوتے ہو کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ سخت مُنھ سے نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو تھان کے ٹرے ہین اتبوتا نا تمھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح اُسنے خداوند داؤد بنکر آپ سے لی کتاب سامری ڈھونڈا پونے دو سو خداوندون کے پرستارون کی آبرو مٹی خوب دریا دلی دکھائی اتبوا افراسیاب جادو پسینے لگا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کرے گا ایک ایک ملازم سرکشی کرے گا آجتک ما بدولت مسلمانون سے مُنھ نہ پھیرنے تھے جب قصد کیا شکست دی اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چمکائیگا جان کا خوف تو بُری چیز ہی اس ناچیز کے سامنے سے مُنھ پھیرونگا اگر ایک سحر کرون طناب آسمان کی زمین پر کھینچ دون طبقات زمین آسمان پر پہونچا دون میری افسون گری نے نام سامری جمشید روشن کیا مگر یار و عمرو نے خداوند داؤد کو کیونکر گرفتار کردیا کیا کرشمہ کیا یہ سارا بیان زادہ وہان کس طرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا گذری ہوگی کیون اے صورت نگار تم نے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ

صرصر و صبا رفتار نہ تھین ارے کہین سے ڈھونڈھکر رقعۂ سامری لاؤ خدمت مین ماہیان زمرد پوش نانی امان کے جاؤ انکے پاس اوراق متفرق موجود ہین اول اُس مین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کروان ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی بگھرائی کہتی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہی اے صورت نگار تو نے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا دربار خداوندی مین ایسی باتین کہین مجھکو گھبرا دیا اے صورت نگار مین لوح تجھسے لونگا بائے مضمون غزل

زیب النسا یاد آیا غزل

روز نو امیدی چو آید آشنا دشمن شود	غم جدا شادی جُدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از وقت درمان خواہ درد سر بود	گر حکیش بوعلی باشد دوا دشمن شود
چون زُلیخا بخت برگردد بہ رغم باغبان	حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود
رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند زمن	بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود
بر مُراد ما وزد در ہم اگر باد مراد	در محیط عافیت ہم ناخدا دشمن شود
نیست مخفی در دل ما با کسے چون دشمنے	ہر کہ با ما دشمن است اورا خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہی مگر خاص اس راہ مین گونہ زن ہوئی مشیر وزیر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول ندی بیچ دریا مین کشتی ڈبوئی اس اثنا مین ابریق وزیر پردۂ ظلمات سے جاکر رقعہ جمشیدی لایا پہنچے افراسیاب جادو نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر بندھی پڑی ہین ابریق جلد جاکر لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو اٹھا کر لایا دیکھا وہ بیچاریان بندھی پڑی ہین ٹپیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش و مدہوش افراسیاب جادو نے کہا انکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ رہے ہین حیرت جادو بال کھولے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموشان رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا اے صرصر و صبا رفتار تمنے تکو کہان بھیجا تھا دونون نے کہا اے شاہنشاہ ہم شہر داؤد یہ مین گئے جب دربار خداوندی مین پہونچے دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہی وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا منہ سے بولین گے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کرے گا اسوجہ سے ٹالا جواب نا سہ لیا یہ سوچ کے پلٹے کہ جاکر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہو جائیگا راہ مین ایک کو برق نے گرفتار کیا ایک کے لیے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنے گوڑا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اُسنے دام تزویر

بچھایا ہمکو پکڑکے درختون پر باندھ دیا کاغذلے لیے یہ فرمائیے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
ای صرصر شمشیرزن اب زندگی دشوار ہی بیان کرنا بیکار ہی تم دونون کی صورت بنکر برق وضرغام
بیان آئے کاغذ توسند کے اُنکے پاس موجود تھے مجھکو لگا کر شہر داؤدیہ مین لیگئے مگر مین نے عیارون کی
بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہی مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے کردی اُسنے
آپ سے نازونخرے سامنے خداوند داؤد کے کیئے ساربان زادے نے خوب سینہ کو ملا دلاچاٹ بوسے
لیے دست درازی کی مرشدزادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ سے نہین گذرے جورو
کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہ بھی دمبدم کہے جاتی تھی لوح دیدیجیے بعد لوح حاصل ہونے کے
اُسنے کتاب دُھوڈالی صرصر صبارفتار کو سناٹا آگیا کہا ای شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ
تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ نے بڑے فرے اُڑائے ساربان زادہ ایسی
باتون کی فکر مین رہتا ہی خیر ہوئی اگر تم رات کو رہجاتین وہ نکوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر
خراب کرتا اب کہیے کیا ہوگا شاہنشاہ جان دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کائین کائین
سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون عیار بچیان اُٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا اے
شاہنشاہ اپنی جان دینگے عیاری کرینگے عمرو کا جی چھڑوا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت
کی بُوکھلاتی ہین ساحرہ بھی زبردست ہین ساری آگ بھی انھین کی لگائی ہوئی ہی اب کچھ فکر معقول کرین
لونڈیان تو ہروقت سرہتیلی پر رکھے پھرتی ہین ہم مجبور ہین کہ سحر نہین جانتے عیاریان کرنے مین کمی نہ کرینگے اب
سب نے صورت نگار کو بُرا کہنا شروع کیا جدھر سر اُٹھاتی ہی جس سے آنکھ ملاتی ہی وہ یہی کہتا ہی واہ
بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو ہاتھ سے کھودیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحرون کو گھس کے
قتل کریگا فخر رستم واسفندیار ہی جرأت وشمشیرزنی مین صاحب وقار ہی اب اُسکی بن پڑی لوح طلسمی ہی بعض
کہتے ہین شاید شکل مہرخ دہارو باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملکسین لگا کر شاہنشاہ کو نے گئین
اب کسی مقام پر بڑا دھوکا دینگی شاہنشاہ کے جان جانے کی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب
طلسم ہوش رُبا کا ہیکو بچے گا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دوستدار ہین مرحلہ جات کا فتح ہونا کیا مشکل لوح
قدم بقدم رہبری کریگی جو ساحر مکر وحیلہ کرنے کا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سُنا ہی کہ وہی مضمون لوح
مین نکل آئیگا عجب صورت ہی لوح طلسمی بڑی نعمت ہی نگہبان طلسم کشا اگر سامری وجمشید بھی سحر کرین صاحب
لوح پر تاثیر نہوان باتون کو سُن منکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سُن ہوگئی بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو
زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو مین سامری وجمشید کی بُو ہو کر مسلمانون سے ساز کرونگی اپنے

نانا دادا کو بُرا کہواؤنگی مین کیا آگاہ تھی کہ سارہان زادہ خداوند داؤد بنا بیٹھا ہی مگر خیر ای شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جا کر جان دونگی یا لوح کی فکر کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت سلیمانان کی ہی سحر و ساحری مین بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکے گی تامل نکرونگی میان داؤد کی بوٹیان کاٹونگی اور یا زندہ نہ پلٹونگی اسوقت مصور کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا ای ملکہ عالم مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا سحر تصویر انکا تیار ہی اُس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکردون تو نام میرا نبیرۂ جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہین اگر ہونٹھ ہلا دیگا آسمان کو زمین سے ملا دیگا نہین معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ ضرورت نہین اب مجھے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے نہوا مین کسی کو منھ نہ دکھاؤنگی اتنو ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہوگئی لوح جا کر دلوا دی اب برائے شراکت جاتی ہین یا لوح لیکر آتی ہین جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا کہنے والون کو بخوبی یقین آجائیگا جس طرح شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سر میدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر مین غوطہ مارا اسوقت افراسیاب کو بھی اتنا رہوا مصور بیت بیقرار ہوا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ کہا صورت نگار نے خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا ای زوجۂ شاہنشاہ اب کچھ نہ فرمائیے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لایق منھ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی یہ کلمات کان سے سنے کہ بی صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے نانا جان دادا جان کے بندون کے لیے رہزن ہین عزت و آبرو بالکل مٹگئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہی سامری و جمشید کی ہو کہلاتی ہی خطاے فاش ہوئی بہت شرماتی ہی کہا اچھا بی سامری و جمشید کے سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤد یہ کے روانہ ہوئی بحسب حال اس معاملہ کے

ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائین **غزل**

خطا بچا کیگی کیا اور کفیل کیا ہو گی	مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی
خدا تو ایک ہی کعبہ جو تم بناتے ہو	بناے کعبۂ دل ای خلیل کیا ہوگی
کسی ہی ایسی کہ ہی نون تیغ ابرو ے یار	اب اس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی
ہرن کی آنکھ کمر چیتے کی لڑے گی اگر	تمھاری چشم و کمر سے ذلیل کیا ہوگی
ہمیشہ فرقت سنگین دلا نکا غم کھا یا	غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی

قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا		اب اُسطرف سے بھلا اور ڈھیل کیا ہوگی	
ہو اُنکی آنکھ کی اُلفت کا روگ جس کو		غرض جو ہو تو یہی ہو علیل کیا ہوگی	
علیؑ کے دوستون کی وہ اگر بنے نہ سبیل		قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہوگی	

ملکہ صورت نگار تو اُدھر سے جاتی ہی وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر داؤدیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حریق آتش اشتیاق وغریو لجّہ فراق اسیر طرۂ گیسوئے خنجر ابرو حسن وجمال مین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذر رہا آٹھ پہر جلسۂ عیش ونشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پرنگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلۂ آتش معلوم ہونے لگا نخلہائے باغ دیکھکر آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہی نرگس بھی غصّہ مین آنکھ دکھاتی ہی طائرون کی زمزمہ سرائی سے سر پیٹتا ہی قطرۂ اشک آنکھون سے چکاری بنکے گرتا ہی یا دگل رخسار اسد نادار مین گھبراتی ہی سرو چمن کو دیکھکر صورت بات محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہی نظم مصنف

بیتابیِ دل جو زار پاتی	سو بار اُسے اُٹھا بٹھاتی	پھوٹی قسمت کو رو پیٹتی	دل کے وہ تمام زخم آلے
بر باد حواس مثل نکہت	اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت	آنکھون سے تھے خیز شک جاری	پھولون پہ پڑی تھی دھاری
اللہ رے ضبط از اُسکا	دم رکتا تھا بار بار اُسکا	سر عقل سے ہوگیا تھا خالی	چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
تھم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر	پھر آتے تھے ڈھیلے خشک ہو کر	تب پڑھتی سموم کے چلے سے	پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
بھولے سے جو اسطرف کو آتی	ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اُڑاتی	روکے ہوئے اُسکو لاغری تھی	تھامے ہاتھون کو بے پری تھی
گہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا	گہ عزل توان و تاب کرنا	بالین پہ جو شب کو خواب آتا	بیداریون کا ادب بٹھاتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش	کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش	پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد	صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد
سر کھینچا اگر کبھی فغان نے	کھولا نہ دہن کا در زبان نے	سونے دیتا نہ بخت بیدار	رونے دیتا نہ ضبط زنہار
	راحت بے دل جگر ہی آزار	آزاد ہی عشق کا گرفتار	

آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج و آلام صحبت گذشتہ کی یاد قلب مائل فریاد دل صرف بیقراری آنکھین آشنائے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیرزادی ہر چند بہلاتی ہی دل نہین بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہی مگر قلب نہین

سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آپ و دانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھانا خون دل پینا ناگن نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون داری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب نہین ملتا آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مرد ہین آمادۂ طلسم کشائی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اُنکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر و منصور کرے آپ کا بلکنا تڑپنا اُنکے واسطے مضر ہے وہ بھی وہان گھبراتے ہونگے اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہوا پراگندہ خاطر رہے انتظام جنگ مین فرق آئیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لڑیگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا تو بالکل بیدست و پا تھے اب تو اُنکو لوح طلسمی ملی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کرے گا جرأت و شوکت مین فرد ہین ساحر نامدار ہین شیر زنی سے اُنکی تھرائینگے سب کفار سامنے سے رو بفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاء اللہ ضرغام شیر دل عیار اُنکا فتح نامہ لیکر آئے گا سن لیجیے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامہ گیر و دار مین آپ کو کیونکر ساتھ لیجاتے وای برحال ملکہ مہ جبین الماس پوش اُنکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہمراہ اپنے نہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہو جائینگے عیش و راحت کے سامان مہیا ہونگے برائے خدا صبر کیجیے دل تردد منزل کو اپنے سمجھائیے آٹھ پہر رونا بہتر نہین ہے دشمنون کو بُرا عارضہ نہو جائے قسمت یہ روز سیہ نہ دکھائے جب فالگن نے اُس آوارۂ دشت رنج و محن کو اس طرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا مصرعہ کیا جاؤن کہ جو حالت دل ناشاد کی ہے ۔ ای خیر خواہ مین بدنصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے لحظہ لحظہ اضطرار بڑھتا جاتا ہے غزل

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہے	شب ہجران تو گھٹتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے
عروج حسن ہے اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہے	بہار آتی ہے جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہے
مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے	اُنھین پر وا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے
نبھیگی کس طرح اُنکی طبیعت مین تلون ہے	خدا یا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے
غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہے	غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے
ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی	غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے
نباہ اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھیے کیا ہو	وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے
دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا	خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

ایتو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار رہون مجھسے کیا کہون دل مین آتا ہے کہ اپنی جان دون یا کچھ کھا کر سو رہون کہ اس بلاے رنج فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے

جو میرے دل پر گذرتی ہو کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ؎ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ؎ ہر وقت خیال خام تصور ما تمام درپیش ہو آٹھ پہر یہی پس و پیش ہو افراسیاب بڑا بادشاہ جابر و قاہر ہو اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہو ایسا نہو کہ دھوکا دیکر لوح لے لے وہ تو سیدھے مسلمان ہین نیک و بد دنیا کا نہین جانتے دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اس زمانے مین کسی سے نہ ملو دربارگاہ پر میرے مقرر کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہو جاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت مین آپ کو یہ خیال ہو ناحق کا رنج و ملال ہو خواجہ عمرو ایسے عقیل اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ ہین چوڑتی ہوئی چڑیا کو پہچانتے ہین ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہین اُنسے بہتر کیا انتظام کرینگے دوست دشمن کو کیونکر پہچانینگے ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو ٹالیے ملکہ نے کہا ناگن سراہبت دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی آخر سب کنیزون نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا مین لیجایئے یقین کامل ہی کہ وہان جاکر دل بہل جائیگا طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا صحیح جو اچھا جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر بہلیے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہون اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام مین مصروف ہوے بہلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چار پائیان باز بہری جُرّہ لگڑ جھگڑ وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہوگیا جبکہ شہسوار فلک چہارم اعنی آفتاب عالمتاب برائے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ مین لیکر صحراے فلک مین داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا ای وزیرزادی کیا مین سوتی ہون اپنی تقدیر کو روتی ہون یہ کہکے آنکھین ملتی ہوئی خوابگاہ سے اُٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ لگایا مُنھ ہاتھ دھلوایا باتون مین بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گھنگھنا چست زرہ جسم پر درست کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تابان مین تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین شانے پر جسمین ۲۴ تیر ولد در جو لمائر و ہم دخیال کوشکار کرین دل سنگ سے پار گذرین نیچہ برق مثال زیب کمر پشت پر مثل قرص قمر اس آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہوکر سامنے آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار نازنینان پری پیکر لباس مردانے پہنکر مرکب ہاے تازی و دیگر دیکھنی پر سوار ہوئین اس کروفر سے برائے شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن برابر ملکہ کے اب جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون ای وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آملین باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین

کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر اسد دلا دہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نہ پائین یقین تو ہی کہ بہت گھبرائین چلتے وقت بھول گئی کنیزون کو سمجھا دیتی کہ اگر پوچھین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہی یہ فکر بیجا حواس کھوتی ہی دیکھیے صحراے سبزہ زار ہی ہرگل بوٹے پر تازہ بہار ہی دیکھیے جھاڑیون سے ہرن نکلے تیہو بگلے اپنے اپنے مقام سے اُڑے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے بازداروں نے باز چھوڑے بہری نے طائرون کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے ہرنون پر جا پڑے تازی بات ہی مُنہ زوریان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکار گاہ مین بہلایا دن بھر شکار کھیلا شب کو بارگاہ استادکرا ئی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون قبا ہر روز شکار مین مصروف رہتی ہین مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہین ان کو تو اس حال مین چھوڑیے دوسرا طائر مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان مدبر دار ملکہ صورت نگار کے تحریر ہوئے ہین جلادان کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم والم بوتے مین ساقی نامہ مصنف

ای ساقی جنگجو کہان ہی — کیون بادہ کشون سے تو نہان ہی — ہی ملوح شراب تیغ برآن — اس رند کے قتل کا ہی سامان
مقتل ہی کہ تیر امیکدہ ہی — مہی کہ سبو مین خون بھرا ہی — آیا ہی زمانہ اور ساقی — بدعت کا ہی اتبو دور ساقی
اس دور مین کیا اُمنگ ہوگی — ظاہر ہی کہ خوب جنگ ہوگی — ہی بادہ کشون کا حال ابتر — بیوجہ بہے گا خون زمین پر
رندون کا یہی کلام ہوگا — اس ظلم کا انتقام ہوگا — کر مہر پلا دے ساقیا جام — روشن ہی قمر پہ حال انجام

غزل مومن حسب حال مضمون

وہ ہنسے سنکے نالہ بلبل کا — مجھے رونا ہی خندہ گل کا — دھیان ہی غیر کے تجمل کا — ہوش دیکھا ترے تغافل کا
ہم کسی شانہ مین سے پوچھینگے — سبب اس شغفتگی کا کل کا — لاش کس کی ہی یہ عدو سے نہ پوچھ — مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
حال ساقی سے کہکے روتا ہون — کہ محرک ہی خندہ قلقل کا — نکہت اس لف کی صبا مین ہی — آگیا رنگ نوے سنبل کا
جلوہ دکھلاے تھا وہ در پردہ — مین نے دعویٰ کیا تجمل کا — نالہ شب نے یہ ہوا باندھی — ہوگیا گل چراغ بلبل کا
حیلہ بنجو دی سے ہی مومن — توڑنا ہمکو شیشہ مل کا

ظالمان خون خوار و خون خواران تہور شعار حالات مصیبت آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحہ قرطاس پر یون تصویر کھینچتے ہین کہ ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مصور زشت رُو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے فکر لوح و برائے قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمر و نیک صفات سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہوکر عبادت خانے مین بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود

دل سے یاد معبود تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یاد محمات زندگی سے بیزار مطیع احکام پروردگار سرشار جام عبادت مست الست شراب وحدت مشتاق دیدار خمخانۂ ازل مخمور ساغر صہبائے محبت لم یزل صحیفہ خوان پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بہ سبب ہونے ملکہ لالان خونقبا کے شہر داؤد یہ مین جا بجا سنا ہر کو در برزن و بران شہر سنسان فوج جنگی مختصر ہر کس و ناکس متردد و متحیر مگر صورت نگار جب قریب شہر داؤد یہ پہونچی بشکل طائر ایک نخل پر بیٹھی دل مین سوچی کہ یہ صورت نگار ستم کیا بے سمجھے چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ کرونگی وہ بلائے روزگار ہی سرکردہ ساحران طلسم ہوشربا کل علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر بگڑ گیا افراسیاب کو مشکل پڑیگی تو اس سے ساحر و ساحری مین کیا لڑیگی یہ تو خبر پا چکی ہو کہ طلسم کشا مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی گیا ہوا ہ مین آیندہ و رفتہ سے یہ بھی سنا کہ داؤد جادو شہر مین موجود ہی آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلون پہلے وہان کا مفصل حال دیکھون جو کچھ کرون سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہوکے پلٹون یہ سوچکر بشکل قمری اڑی دیوار شہر داؤد یہ پر آکر بیٹھی نگاہ اٹھا کر کل شہر کو دیکھا بہ سبب ہونے کسی حاکم کے اہانیان شہر حیران و پریشان عرصہ دراز تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھ کر چہار جانب دیکھا کہین سامان معقول نہ پایا وہان سے اڑی خدا اسکو اڑائے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جانگئی سمجھی کہ یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہی بڑا کسی نے قصور کیا ہی اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا بجا خیر دیکھون اسمین کون رہتا ہی بنگاہ غور اس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف محراب عبادت مین معروف صحیفہ خوانی آئینہ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دلریش حیران موے سر سراسر پریشان بگوشہ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ مہجور از شاہراہ دنیا بیرون مشتاق لیلاے حقیقت بصورت مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرت جوانی دیگر تمام جسم غبار بین نہان کثرت عبادت سے تمام بدن پر جھرّیان جو ریاے بیریا پرتکیہ فرش سے نفرت کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹا مثل ستارہ سحری درخشان رحمت پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری گرد چند صحیفہ خوان نجورات جا بجا روشن نقوش بوریاے بیریا سے وہ مقام رشک گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار کچھ ائی بصورت تصویر خاموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہی ای صورت نگار یہ کوئی بڑا عابد ہی حقیقت مین کامل اکمل بڑا زاہد ہی نورا اسلام سے چہرہ رشک آفتاب عالمتاب اس کو ظاہر و کور باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا غصہ سے تھرائی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی اس مقام پر نہین ہی سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہی مطمئن ہوکر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی او مکار ستم ملکہ صورت نگار خاتون مصور جادو نیرنگ خداوند ساحر ہ

یہ کیا جال پھیلایا یا تو سب سے سجدہ کراتا تھا اب تو کسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہی لاڈلی بیٹی نے تمھاری طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی لوح تک دلوا دی مگر اب بھی راہ پر آ سامری و جمشید کو خدا جان پوتے دوسو کو پہچان ورنہ قیامتین برپا کرونگی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون نے نہ سُنے تھے داؤد جادو نے جواب دیا ای صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھے ایسے کلام بیکار ہین لوح وغیرہ عمرو نے لی تجھکو دولت دی وہ لشکر کشی کرکے مقابلہ حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہی تو جاکر مقابلہ کر مہرخ و بہارو باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارک دنیا جو کام کیا اُسکا انجام بُرا ہوتا تصدق سے اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آب نایاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سنکر صورت نگار اور بھک گئی آواز دی او زبان دراز ان باتون سے کیا نفع اب آمادۂ مرگ و حیائے قضا ہو مین آتی ہون ملازمان داؤد نے جو بیرون مسجد سے یہ معرکہ دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلمات سخت ہمارے شاہنشاہ کو کھڑی کہہ رہی ہی چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوے سامنے شہنشاہ داؤد کے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہی اسکو سزا دیجیے اسباب سحر ہم حاضر کرین تو بشکنی کیجیے یہ حرامزادی شقی آپ سے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانہ مین باش کے پھک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملے گا اسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپ کو منع کرتے تھے کہ مطیع الاسلام ہوجیے سحر سے توبہ کیجیے جسکو آپ کی کنیزان کمتر سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپ سے کلام کر رہی ہی دم افسونگری کا بھر رہی ہی ہر وقت باب توبہ وا ہی آپ بندۂ معبود حقیقی ہین کیا پردا ہی توبہ کر لیجیے گا جلد اُٹھکر اسکو سزا دیجیے گو لوہا من تریخ و نابخ لائمن شارہ ابرو مین حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہ حسرت و یاس طرف مصاحبان نیک اساس کے دیکھا کہا ای خیر خواہان دولت صرف دنیاے ناپائدار مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤگے وہان اعمال کی پرسش ہوگی ایک بار عظیم سر سے نہین اُترا دوسرا پہاڑ سر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنے والے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار سُن رہی ہی آنکھون سے دیکھتی ہی کہ صدہا مصاحب و ملازم نمکخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین سحر کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد تو بہ کرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر ایک سے یہی کلام ہی یارو توبشکنی کا بد انجام ہی مصاحب کہتے ہین نہیں حضور ایک شعر ہی کو کسی شاعر کا یاد آیا اسکے پابند ہوجیے جان بچائیے شعر زاہد کا دل نہ خواہ میخوار توڑیے ؛ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے ؛ داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سُناتے ہو شاعر اس

شیریں سخن معنا مین نو دکھن کے پابند ہوتے ہین رشتہ نظم مین موتی پروتے ہین مگر احکام امر و نہی مین یہ مثال ٹھیک نہین ہی بت اکبر کا کوئی شریک نہین ہی مین ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے دیکھا کہ داؤد جادو نے سب کو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع و خشوع محراب عبادت مین جا بیٹھا بتسبیح و تحلیل مین مصروف ہوا تو صورت نگار دیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیچہ سحر کھینچکر کودی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ مصور جادو نبیرۂ سامری ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ان بیچارے ملازمون کے روکے سے کب رُک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُلٹا پلٹا دیا وہ گولا اُسی بیچارے کے سینہ پر ٹوٹکر پشت کو نکل گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گولے مار مار کے صدہا قصر گرا دیے نیچہ سحر سے دریاے خون بہا دیے صداے الامان الامان بلند سحر سے اس ساحرۂ مکارہ کے ہر شخص دردمند لڑتی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیان شہر سینے اپنے سپر کرتے ہین مگر کسی کا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا جتنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ کردیے یہان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر یلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار مثل برق جہندہ نیچہ سحر تانے مٹھی بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پر برق گری کہین آگ بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی حیات اہالیان شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی ہزارہا بندگان خدا اس بیجا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بیچارے مجبور و ناچار سحر انکا اس ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر جست کرکے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر [illegible] کر اکشت دخون ہوا مگر یہ خونخوار سب کو مار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اُسی طرح سے عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہی جان کے خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا بتسبیح ایک سو ایک دانے کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم بدم کبریائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے صحن مین آکر للکارا کیون اے داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خداے نادیدہ سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ بے ادب اندر مسجد کے آئی طرف محراب عبادت کے چلی اسوقت داؤد نے صحیفہ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا پلٹ کر کہا اے صورت نگار صور عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خو اور زیادہ بھڑکی شعلۂ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا کہ ذرا فرق نہوا سر اُس افسر کا کٹ کر محراب عبادت مین گرا کیا عاشق رب کبر تھا اس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے

جدا ہو کر سر نے بھی سجدہ کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہائے خون بہت دیر تک وہاں سے آواز آئی انظم مصنف

اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے	مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر	عصیاں کے حجاب سے ہمیں مضطر
	عصیاں کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے	

بندۂ گنہگار امیدوار رحمت ہی سرنگوں کیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف پر تعجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان شہر بحساب قتل ہوے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکل گئے اب صورت نگار اسی حال میں مسجد سے نکلی باہر آکر دیکھا ہر کو و برزن میں لاشوں کا انبار ابر حسرت و یاس برس رہا ہی سارے شہر میں سناٹا پڑا ہی جو لوگ بھاگے ہوے جاتے ہیں انکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہی چلو یارو شکارگاہ میں چلکر بلکہ لالان خون قبا سے خبر کریں افسوس ہی وہ شکار میں مصروف ہیں یہاں باپ انکا ہاتھ سے اس وباہ کے شکار ہوا یہ باتیں جو سنی اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی دل سے کہتی ہی اے صورت نگار تو نے یہ کیا غضب کیا مرقعۂ شہر داؤد یہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو قتل کیا اب بلکہ لالان خون قبا کو خبر پہونچی طلسم کشا آگاہ ہوگا سارباں زادہ جس وقت اس بدعت کا حال سنیگا سر دھنے گا اگر لوح طلسم کشا کے پاس بھی جہان جاکر تو چھپے گی تلاش کرکے قتل کریگا تیرے خون سے ضرور ہاتھ بھریگا اسکی بدعت سے کون بچا ہیگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا سامری و جمشید کی خدائی بخوبی دیکھ چکی اپنر ناز کرنا بجا ہی ہر ایک سنگدل پتھر کا پتلا ہی اپنی تدبیر مناسب ہی اگر کچھ کوئی آفت آگئی افراسیاب ہیں ہیں کرکے چپ ہو رہیں گے ہزاروں ساحر مارے گئے بڑے بڑے افسر خاک میں ملے شاہنشاہ نے کیا داد دی انکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہزارہا کی ارتھی بھی نہ بنی پانچ سر لکڑیاں چندن کی بھی نصیب نہوئیں لاشوں نے ٹھوکریں کھائیں طعمۂ زاغ زغن ہوے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے جان لبوں پر آئی ایک گوشہ میں آکر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر عیش خانے میں ملکہ لالان خون قبا کے آگے بھی اسباب کو دل میں جگہ دے لی کہ جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچے گی رونی پیٹنی ضرور آئیگی اور لاش لیکر خدمت میں اسد کے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤں تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا میں چھپی ہی دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی ہی احوال لالان خونقبا بیان ہوتا ہی تحریر ہو چکا ہی کہ ملکہ لالان خون قبا گونا گن وزیرزادی شکارگاہ میں لائی ہی کئی دن میں آب ہوا سے صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی گونا گن نے فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیاں حاضر ہوئیں قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خود بخود ملکہ کے قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تردد منزل گھبرایا کہا گونا گن خدا خیر کرے فرقت شاہزادہ والا قدر میں قلب کی اور کیفیت تھی اسوقت اور

صورت ہو یا دین شاہزادے کے مُہر خاموشی لب پر تھی اُسوقت دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہو آئینہ قلب پر وفورِ حیرانی ہو جی چاہتا ہو چیخیں مار کر رؤن سر ٹکراؤن استخوانِ آتش غم والم سے جل رہے ہین شعلے دہن سے بجاے نفس نکل رہے ہین شہزادہ دیہ پر کوئی بلا نازل ہوئی ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جنسے ساحران نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت مین والدہ نرگوا کے کوئی ساحر زبردست نہین ہو صرف بچارے اہالیانِ فوج قبلہ وکعبہ کو کلام فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر وساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادۂ سحر ہوتے کچھ مقامِ خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اُس بے کتاب کی دھوڈالی اب جب کوہ بلور پر پہونچے گا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی ساحر زبردست کو ضرور بھیجے گا کہ جاکر شہزادہ دیہ کو برباد کرے یہان کون ہو کہ ساحرون کو روکے گا شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملاسکین گے یا بھاگین گے یا جان دینگے اے ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہو یہ اژدرِ مہیب شب نکل جائیگا یا الٰہی جلد سحر ہو کہ شہزادہ دیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سُنکر ناگن وزیرزادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور ہوگیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو کلیجہ پر چھریان چلی ہونگی بی حیرت مثل آئینہ ششدر رہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہو کہ کہین افراسیاب دل کباب اُسی پیچ وتاب مین خود نہ قصد کرے اُس ظالم کو کون روکے گا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کردیتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جائے وہان کی مفصل خبر لائے پروردگار اہالیانِ شہزادہ دیہ کی جان وآبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز واقارب وہان موجود ہین سب کو خدا اپنے حفظ وامان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہوگئی کسی طرح سے نہین کٹتی ہنوز یہی فکر تھا کہ یکایک عابد شب زندہ دار ماہ نے سیرِ انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر برائے اعتکاف قصر مغرب مین داخل ہوا زاہد معبدِ فلکِ چہارم یعنی نیر اعظم گلدستۂ فلک پر برائے تسبیح وتہلیل جلوہ فرما ہوا بلکہ لالاں خون قبا کا چہرہ فق دل مین قلق کہا ناگن جلد کسی کو بھیجو شہزادہ دیہ سے خبر لائے کل حال اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلۂ کعبہ کو جاکر تسلیمات عرض کرے میری بیقراری کا حال کہے کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہو اپنے دست حق پرست سے خیر وخوبی ترقیم فرمائیے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نامے کنیز آمادہ ہوئی جب وہ چلنے کا قصد کرتی ہو ملکہ گھبراکر کہتی ہو ہوا ٹھہر جاؤ خود والدہ نامدار سے باتین کرنا خدمتگارون سے پوچھکر نہ چلی آنا ناگن کہتی ہو داری داری اسقدر نہ گھبرائیے دل کو ٹھہرائیے ملکہ کہتی ہو مین کیا کرون ہر اک موے جسم کو پیچ وتاب ہو دل بہت بیتاب ہو ناگن نے کہا اسقدر

بیقرار ہو جیسے ابھی خبر آتی ہو حضور میں جاؤں اپنی آنکھوں سے فرمانشاہ کو دیکھ آؤں ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہو کہ میں خود جاؤں اتو یہی دل چاہتا ہو گریبان چاک کردن مُنہ پر خاک ملون والدنامدار کی خبر نہیں معلوم ہوتی دیکھ لے چہرے پر گرد یتیمی ہو ناگن نے کہا حضور خدانخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہو آپکی ان باتون سے کلیجہ پھٹا جاتا ہو سب کو عیش و راحت مین چھوڑ کر آئے ہین خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہو یہ کلام ناگن کا تمام ہونے پایا تھا کہ طرف سے شہر داؤدیہ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا دیکھا ہا لیان شہر خستہ و شکستہ زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین ہزارہا عورتین باموے پریشان فریاد کنان کوئی شوہر کا نام لیکر روتی ہو کوئی فرزند کے غم مین جان کھوتی ہو کوئی کہتی ہو ہائے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوئے مان کی اُنگلی تھامے ہوئے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ جھولا ہوا کوئی سراپا دریائے خون مین ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس جینے سے یاس حیران و پریشان ملکہ لالان خون قبا نے کہا یو ناگن ہمارے غم والم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر دوڑی پکاری صاحبو برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کس نے لوٹ لیا کیون دُکھ دیا کیا بلا نازل ہوئی شہر داؤدیہ مین ڈانکا پڑا کسکا گھر لٹا کون بچا چند رئیس بدحواس عالم یاس چہرون پر خاک ملے ہوئے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوئے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوئے حضور آپ کے والد نیک اساس بصد حسرت و یاس ستارگلشن جہان ہوئے قیامت کے سامان عیان ہوئے صورت نگار یکہ و تنہا آئی اُس ملعونہ نے وہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی ہر چند ہم سب نے بہ منت آپ کے والد نامدار کی خدمت مین عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم راہ رضا نے توبہ شکنی نہ گوارا کی محراب عبادت مین اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت کیا ہر گلی کوچہ لاشون سے بھر دیا آپ کے نمکخوار خوب ٹکڑے گروہ زوجہ مصور جادو تعلیم کردہ افراسیاب ہو ہم انسون کے سحر کو کب مانتی ہو ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہو مسجد مین گھس کر شہنشاہ کو قتل کیا اُس بیگناہ کا خون صحیفۂ ابر آسمی پر بہا انشاء اللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم و بدعت کا بدانجام ہوگا یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا آہ کا نعرہ مارا ہائے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیرزادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر رو کا کنیزون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہو شہر والے جواب دیتے تھے صاحبو کسی کا پتہ نہین شہر داؤدیہ مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا اُس مخرب نے برف برسانی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا ڈوبے نہین معلوم کون کس طرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مہینون مین ملین گے بمشکل غنچہ سربستہ آزردہ کھلین گے اس کیفیت کو سُنکر

ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیکھا فرط رنج و غم سے آنکھین پتھرائی ہوئی ہوش و حواس مین خلل بیقراری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے	ای افسر تاجدار میرے	ای سالک مسلک طریقت	وی سرو حدیقۂ حقیقت
ای بلبلِ بوستانِ اسلام	ای عابد و زاہد خوش انجام	خواہش ہوئی روم کی ندی کی	کیا عشق کی راہ سر سے طے کی
کیا خوب ہوا ہی نیک انجام	فردوس مین اب کروگے آرام	بر وقت رخصت بصد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ	

بیٹا تا دم مرگ راہ اسلام سے منھ نہ موڑنا دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام و چراغ سحری ہین ہمارے بعد تم سے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار کا لوگی ثواب اسکے ہمکو ہمارے روز قیامت پہونچین گے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دل مین لیگئے جسدن سے مسلمان ہوئے جب مین برائے تسلیم جاتی تھی فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقران زمان کو چک سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوشربا مین تشریف لائین کیا روز سعید ہو اسدن ہمکو عید ہو کہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دست حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے واسطے دعائے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری روندے کو تو مین آپ کو کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کیا جلد امورات قبیح سے تائب ہوے رستم وقت تھے نفس سرکش پر فوراً غالب ہوے جو شخص دعوے ہمسری رب اکبر کرے وہ تائب ہوکر وحدانیت کا دم بھرے حضور اب چلیے اس کشتۂ حسرت و یاس کا لاشہ اٹھائین دفن و کفن کا سامان کرین جسوقت اسد شیر دل و خواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچے گی یقین کامل ہی قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو کسی صورت سے زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ ضرور ان زن و شوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لینگے ملکہ لالا ان خون فشانے کہا ای ناگن خبر پہونچا کیسا چلکے لاش شاہنشاہ کی اٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہین چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دین اپنے دست حق پرست سے دفن کرین نصیحت کرکے مسلمان کیا تھا وقت آخر بھی وہی تلقین پڑھین ناگن نے کہا حضور بہت مناسب ہی مگر پہلے کنیز جاتی ہی شہر خالی پڑا ہی ایسا نہو کسی ساحر کو حرامزادی چھوڑ نہ گئی ہو مین بخوبی جاکر دیکھ آؤن تب حضور شہر مین تشریف لائین اب ہمین آپکی جان کے لالے پڑے ہین ہزار طرح کا خوف ہی آپ مبتلاے غم و الم آپ کی رائے کا اس زمانے مین کیا اعتبار ہی ہزار طرح کا انتشار ہی ناگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت پر سوار کیا سب نے لباس سیاہ پہنا کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ نالان و گریان چلی ناگن بھی بصد رنج و محن

ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا ملکہ کو بخوبی سمجھا دیا کہ آپ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جایئے گا مین شہر کے نیک و بد کا حال دیکھکر آؤنگی اپنے ہمراہ آپ کو شہر مین لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا مگر کیا کرے فلک کجرفتار و غدار ہر وقت درپے آزار ہی طریقۂ ظلم و بدعت مین عقل بیکار رہی ہمیشہ صاحب فراست کو وام مصیبت مین پھنساتا ہی ہر نازک مزاج کوہ و الم سر پر اُٹھاتا ہی بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوے جب اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی منھ کے بھل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کے نام مٹے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب اُن کا کوئی نام بھی نہین لیتا قبر تک کا نشان نہین ملتا

نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
مرتبہ دولتِ قیصر ہی نہ اقلیم قباد	پایۂ شوکت سنجر ہی نہ ملک دارا
نفس بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے	گرد اُڑتے کہین دیکھی نہ سنی بانگِ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا	ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا
اس خیابانکا ہر اک نخل ہی نخلِ ماتم	کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
اُنکی صورت کو ترستی ہین نگاہین افسوس	صورتِ نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح	خواب مین بھی کبھی سنتے نہین اب اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین	اے مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو ہم رہتی تھین	کیا ہوا ہنسنا و رابطہ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط	نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبانِ گویا
ربط و اخلاص جو آپس مین تھے معمول گئے	وفقہ ہمسفر و ایسا ہین بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہین چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا معلوم تھا کہ صورت نگار سکارہ طائر ہنی ہوئی قصر مین ملکہ لالان خون تیار کے چھپی ہی وقت کی منتظر گوش بر آواز اپنے مکر و غدر و عقل و فطرت پر ناز ناگن بصد رنج و محن نالان و گریان کنان ہر سو نگران شہر مین آئی جہان کہین پتا کھڑکا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہو گئی سحر کیا دیکھتی بھالتی آگے بڑھی

دیکھا تمام شہر ویران جابجا لاشون کے انبار مکانات خالی گلی کوچون مین سناٹا وہ شہر آباد کہ جس مین آٹھ پہر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریان رہتی تھین جابجا یارون کے جمگھٹے نازنینان مہ جبین کے جماؤ تھے اب ہان پر خاک اُڑ رہی ہو ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہو اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیرا ہی — غم و یاس و حسرت کا اکٹّھ ھیرا ہی — کرون اور کیا عرض مین بد نصیب
چمن مین ہی کہتی ہی عندلیب — وہ کیا ہوگئی اس چمن کی بہار — کہ ہر گل نظر آتا ہی مثل خار
ہر اک سرو ہی خشک حسرت زدہ — ہر اک نہر ہی چشم حیرت زدہ — خزان کا ہی مور داسی نے باغ
اُسی دن سے لالہ کے ہی دلمین داغ — اُسی دن سے ہی خشک نرگس کا جام — اُسی دن سے بلبل کا نالہ ہی کام
کلیجہ ہو کیون نکرنہ غنچون کا شق — کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق — غرض ایسے گلزار کو نامراد
فلک دیکھکر ہو گیا شاد شاد — یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے

در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ مین چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی اسکے کان مین آئی جھپٹ کر بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ ناگن وزیرزادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا ناگن پھر بھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشۂ غم والم سے لڑکھڑاتی ہوئی اُس قصر مین آئی دیکھا یہان بھی صدہا لاشے پڑے ہین چند عزیزون کو جو اپنے مردہ پایا غم والم سے کلیجہ مُنھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب چیخین مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیرزادی کا یہ نقشہ ہو مثل تصویر خاموش دریاے غم والم کا جوش کبھی اٹھی کبھی بیٹھی تڑپی پھڑکی سحر کی جھولی کا بھی کچھ خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو بیہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا ناگن غافل زشعبدہ بازی فلک کجرفتار اُسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ معلوم جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولہ مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی سی بنائی خوشی سے پیرہن مین نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر ناز دل سے کہتی تھی بڑا کام کیا طلسم ہوشربا مین نام کیا لوح طلسمی ملنا تھی بڑی بات ہوا تو کل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے ہی ہاتھ ہو اب چلکے ملکہ صاحبہ کو ترغیب دونگی لشکر مین طلسم کشا کے پہنچونگی رات کو سوتے مین لوح طلسم گلے سے اسد غازی کے اُتار لونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوشربا اب ہمارے خاندان مین رہیگی داؤد جادو مرچکا عہدۂ خداوندی میرے شوہر مصور کو ملے گا سب طرح کا ہمین کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہینگی جب کبھی بات پڑیگی جواب دونگی مین نے سب کی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہو داؤد جادو کو مارا لوح طلسمی لشکر خدا پرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی ہینے

سر ہتیلی پر رکھا زندگی مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمرو ایسے عیار کے چونا لگایا شہزادہ دیہ کو مثل نقش قدم مٹایا افراسیاب ہمیشہ دنبالہ رہیگا ایسے خیالات مہملات کرکے دل مین بہت خوش ہوئی بصورت ناگن تیار ہوکر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہان ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب شہر قریب رہا بموجب فہمایش وزیرزادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد اندوہ وحزن آتی ہو مگر بدحواس و عالم یاس خون مُنہ پر ملے ہوے سر کے بال کھلے ہوے نالان وگریہ کنان حیران و پریشان ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیرخواہ جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہی اُس مکارہ نے اُسی طرح بلا مین لپکے جواب یاس زبان سے اُس حال مصیبت مآل کو بیان کردن حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے نزدیک بُرا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہی حسرت و حرمان کا دور ہی بڑے بڑے رئیسان عالیمقدار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوے شہر مین قیامت کے سامان عیان ہوے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاشہ شاہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین محراب مین مسجد کے یہ ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف لے چلین اور سب طرف سے اطمینان خاطر ہی یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ ملعونہ سب کو قتل کرکے چلی گئی یہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور سا حر کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف چلی سب کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے ہوے ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا حال تباہ کیا ایسی ہاے وای کرکے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال ابتر کروگی تڑپ تڑپ کر جان دوگی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا عین کم سنی مین یتیم ہوئی جسکو وارث قرار دیا دامن دولت خداداد ہنوز سفر مین ہین خدا اُنکو دشمنون سے بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوش رُبا اُنکا دشمن ہی اب صرف تمھاری محبت و خیرخواہی کا سہارا ہی تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار نقلی نے کہا حضور مین جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہوسکتا آپ کے والد نامدار کی پرورشین یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجاے فرزند پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی طرح کے فقرے جاتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی ملکہ نے جو ایسے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی ہوکر روئی مصاحبین کنیزین اپنے عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اُٹھوائے دفن کرائے لاشہ شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتۂ حسرت و یاس کو اسمین رکھا مگر لاشے دفن کرانے مین رات ہوگئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شب کو چلنا مناسب نہین ہی صبح کو طرف لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخرکار انھین قصرہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا سناٹا ہر ایک

کے قلب پر ہجوم غم والم اپنے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ وزاری دیکھکر صورت نگار مکرر بار بار عرض کرتی ہی حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار طرح کا دل کو وسوسہ ہی ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ خراب کسی اور سا حر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپ کی گرفتاری کا قصد کرے مین برے نگہبانی کرونگی تم قصر کے پھرونگی ملکہ نے کہا اے مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہی حقیقت مین مجھکو بھی اسکا خیال ہی کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہو جائے اکثر اُسنے یہ قصد کیا کہ مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون عرصۂ دراز سے تیغ ابرد کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رُعب داب سے جناب قبلہ وکعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ کہنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم تسلیم ہوئے اُس کینۂ دیرینہ کو ظاہر کرے گا پس ایسے وقت مین غافل ہوکے سونا مناسب نہین ہی اگر شاید وہ بیجا بانی کرد وغا بہ ارادۂ خام آئے تا کام جائے مین اُسی وقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہی مجھکو مردہ پائے عمر بھر پچتائے اے نازنین کیا بتاؤن جسدن سے شاہزادۂ عالیوقار اسد نامدار رخصت ہوکے گئے ہین خواب نایاب آٹھ پہر بیچ و تاب شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین بقول نواب مہدی علیخان صاحب تمر حسنہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہی نیند		دیونی بنکے شب دشت مین دھمکاتی ہی نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اُچٹ جاتی ہی نیند		تارے گنتے ہین نہین آتی نہین آتی ہی نیند
دل کو تڑپاتا ہی ہجر آنکھون کو تڑپاتی ہی نیند		
یان تصور مین بھی کبسون تک نہین آتی ہی نیند		منتظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہی نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہی نیند		گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہی نیند
دونون پلکون کے ملاپنے رات بھر کھاتی ہی نیند		
بوستان دہر مین ایسا گھلا مانند خار		ایک پوسیدہ سا پنجرہ ہی نہین یہ جسم زار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار		فرش راحت پر مجھے جسوقت باد آتا ہی یار
مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اُڑ جاتی ہی نیند		
مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین گاہے کوہ مین		خاک اُڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
عمر آخر ہوگئی اے ہمدمو اس توہ مین		کون ہی راحت رسان اپنا شب اندوہ مین
موت بھی آنکھین چُراتی ہی جو شرماتی ہی نیند		
اے مسیحا غور سے اِس سمت فرما تو نگاہ		آنکھین پھرائے ہوئے ہین منتظر بے اشتباہ

بڑھ کے دکھلایا تبون کے عشق نے روز سیاہ | سوؤن کیا آنکھون کے دھیلے ہوگئے ہین سنگ راہ
آکے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ و دانستہ بدہی دوستداری یار کی | پرہی فرض عین اے دل پاسداری یار کی
ہی مآل زندگانی ہمکناری یار کی | عین راحت ہی تجھے خدمتگذاری یار کی
تلوے آنکھون سے جو ملتا ہون آجاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصور ہر گھڑی ہی سوؤن کیا | سوز اُلفت کی بدولت دائمی ہی سوؤن کیا
بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سوؤن کیا | خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سوؤن کیا
پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد اور مجبور دونون ایک ہین | فاختہ اور بلبل رنجور دونون ایک ہین
دیدہ تر نرگس مخمور دونون ایک ہین | مرغ بسمل عاشق مہجور دونون ایک ہین
اُسکو بھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین عشی کے سے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ | ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار و ننگ
کیسی راحت کیسی عشرت کس مین باقی ہی اُمنگ | کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ
مین وہ غافل ہون میرے گھر آکے بچھاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلب زار کی | ایک حالت ہی مری اور نرگس بیمار کی
مہربان من قسم ہی دیدۂ بیدار کی | بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی
بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہونچاتی ہی نیند

شغل نالہ فجر مین کیونکر نہو مجھ زار کو | مرکے بھی ہی ہجر کا غم قلب حسرت یار کو
صور کا ہوتا ہی دھوکا خفتہ و بیدار کو | سوتے سوتے جب پکارا تھا ہون اپنے یار کو
مردون کے سوتے والونکی اُچٹ جاتی ہی نیند

اے ثمر کچھ خیر ہی وہ لالہ رو و لبر کہان | سیر جنت کی کہان اور تجھسا بداختر کہان
ہی تصور ہی تصور اعتبار اسیر کہان | یار کل اندام کا زانو کہان اور سر کہان
ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہی نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر بلکہ لالان خون قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب تھرا گیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری

واشکباری مین وہ شب بریخ ومصیبت بسر ہوئی گاہ مسافر منزل افلاک رہگرائے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بتجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر درمیان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر بریخ والم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ واؤد بندۂ خاص معبود بیچ مین شامیانہ سیاہ کھنچا ہوا گریان ونالان خاک برسر کنان طرف لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسعد نامور کے روانہ ہوے

دوکلمۂ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر باتوقیر گیتی ستان وکیفیت لشکر نکبت اثر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامۂ مصنف

ساقی حام جہان نماے — کیفیت دو جہان دکھاوے — گل ہو مرا خار غم شتابی — منگوا دے پھول کی گلابی
دہ بادہ پلا جو مست کردے — وہ مے جو سخن پرست کردے — جب نشہ مین دونون بلائون — مردہ مضمون کو جلاؤن
کھولون جو زبان مین ہنرمند — بلبل کا نا طقہ کرون بند — پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر — صیقل جو ہو بادہ سے مکرر
ہو ملک سخن کی شہریاری — سکہ مرے نام کا ہو جاری — پھر سوز وگداز کا بیان سن — پھر درد بھری ہوئی فغان سن
گلدستہ بناؤن شاعری کا — پھر سحر دکھاؤن سامری کا — صرف آہین ہوئی ہے خوشخوانی — حیرت آگین ہی یہ کہانی

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری وزمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار نخل چمستان بیان مین معروف رنگین طرازی ہین شعر سخن سنج وغواص دریاے ہوش پیچین ریخت گوہر بہ دامان گوش سابق مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بمطلب ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ کیا تھا جس زمانے مین افراسیاب دل کباب بصد اضطراب متردد ومتوحش برسر کوہ بلور غمگین ورنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین نامۂ لقا بیجیا کا پہونچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ صیقل جلد خدمت مین خداوند جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ رنگ کبر ونخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے وہ مقام دربار خداوندی ہے قدرت کو کبر ونخوت کسی کا پسند نہین ہی جو یہان سے گیا دو چار دن لڑا مسلمانون سے معرکہ پڑا قدرت نے تقدیر کرکے غالب کرایا پس اُسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردۂ عمرو مکار اُنھون نے چشم زدن مین مار ڈالا پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ مالک ہین جو سمجھایا غایت درجہ دوش عیارون کی کیا مجال ہی کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین اور غلام کبر وغرور بھی نہ کرے گا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالاے قیطون پہونچا دیگا غرض صیقل مع بارہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران نامی وپہلوانان گرامی فرزندان

صاحبقران عالیشان اپنے اپنے دنگلوں پر متمکن ہیں مگر بادشاہ کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا ہوں کہ صاحبقران عالیوقار عرصۂ دراز سے لشکر میں نہیں ہیں بادشاہ نے ہرکارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہیں دریافت ہوئی احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہی تحریر ہو چکا ہی کہ صاحبقران کو اسی حالت زخمداری میں مرکب نکال لے گیا تھا قلعہ ہوشنگ وزو پر پہونچے وہاں سے گذر آہن حصار میں ہوا بڑی بڑی سخت لڑائیاں ہوئیں اب مع ہوشنگ نوجوان فرشاہنشاہ زرّین علم کے فوج ظفر موج ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہیں اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہیں کہ دنگل صفلی پر غاشیہ پڑا ہی نہونے سے صاحبقران کے بارگاہ میں سناٹا ہی عیاران طرار خنجر گذار سات مترجودہ سرہنگ بحر عیاری کے ننگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہیں بادشاہ نے جواہر بن عمرو سے فرمایا کیوں اے جانشین خواجہ عمرو کچھ جد عالی تبارکی کیفیت نہیں معلوم ہوئی جواہر نے عرض کی غلام خود بھی گیا جابجا تلاش کیا کہیں پتا نہ ملا آخر مجبور ہوکر واپس آیا مگر چند عیار میں نے بھیجے ہیں یقین ہی بہت جلد خبر لائیں یہ کلام ہنوز تمام نہونے پایا تھا کہ لشکر لقا سے صدائے طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا اے جواہر خبر تو لو لقا کے دربار میں کیا خوشی ہوئی جو شادیانے بجتے ہیں کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت وہاں موجود رہتے ہیں خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خبیری وغیرہ حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے آیا ہی وہ یہاں بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جد عالیوقار موجود نہیں ہیں ساحر آکر اپنے سحر کی نیرنگیاں دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلائے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں خدا چاہیگا تو رات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے بیان تو یہ ذکر ہوتا ہی کچھ عیار اٹھے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا کے پہنچے یہاں زردشاہ باختری تاج سخوت بر سر تخت نکبت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا نامۂ افراسیاب پیش کش کیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام مصیبتیں تحریر کی تھیں حال رہائی اسد مدارا در عیاریاں خواجہ عمرو عیار کی شرکت ملکہ مازان زمین حسن و اسرار جادو وغیرہ بتصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندہ مغضوب ہمیشہ جو حیلہ کھائے گا طلسم رفتہ رفتہ فتح ہو جائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک برائے زیارت بابد ولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی طلسم ہوش رُبا کو خاک میں ملائیں گے افراسیاب کو جو حیلہ کھلوائیں گے بڑا بیحیا مغرور ہی قدرت کی قدمبوسی نہ کرنا سراسر قصور ہی صیقل منتیں کرنے لگا کہ یا خداوند تبو معاف فرمائیے میں یہاں سے جاکر شاہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے قدموں پر گراؤنگا نجتیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میاں صیقل صاحب بکو

میان سے واپس جانے کی بھی امید ہی یہ دربار قدرت ہی اسمین بڑا بھید ہی جو ساحر ہوش رُبا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندانِ خواجہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا ایسی آپ کا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب ذرا زبان سنبھالو ایسے کلماتِ نامبارک مُنھ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی جوان جورو کو چھوڑ کر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگایا نجتیارک نے کہا محلہ مین دو چار جوان ضرور ہونگے میان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ مانکا جایا انکا بھی حصہ مزدر ہی ابھی تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا خداوندا اس شیطان کو منع کیجیے نجتیارک نے کہا جو ہونے والا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی کہ جا کر جورو سے ملین وصل کے مزے اُڑین عیارون سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوانے مین جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو آپ کی تدبیر زبردست معلوم ہوتی ہی کہ جو ساحرون کے واسطے ملک الموت ہین یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سپہ سالار خداوند لقا جرأت و شوکت مین یکتا آج وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہوگئے تھے مرکب نکال لے گیا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین ہزارون کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھے ہونگے مزے اُڑ رہے ہونگے صدہا کا قتل کیے ہونگے پہلوانون کو بادشاہون کو ساتھ لائینگے اپنا جاہ و حشم دکھائینگے اے صیقل جادو صاحبقران نہ آنے پائین کہ طبل جنگ بجواؤ مسلمانون کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحرون کا بہت بُرا دستور ہی ظاہر مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب میان ساحر صاحب مارے جاتے ہین وہ زندہ ہو کر چلے آتے ہین اے صیقل مسلمانون کی صفائی کرو عیارون سے بچتے رہو یہ سنتے ہی صیقل نے کہا ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سب سرکشون کے لیکر طرف ہوشربا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوائیے اب تامل نفرمائیے نجتیارک تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جو اسیسان لشکر اسلام جو واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے میان بارگاہ مین بادشاہِ جمجاہ جواہر بن عمر و شعبان خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہین کہ اے فرزندانِ خواجہ تاز مانیکہ تم خود نہ جاؤ کسے جدعالی مبارکا حال مفصل نہ معلوم ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر ممکن ہی صیقل جادو طلسم ہوش رُبا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلامون کا لشکر مین ہونا باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیارون کو بوقت سحر ضرور روانہ کریگا کہ فوراً جائین منزلون کی خبر لائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ نکی دابو طاہر خونریز آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جاندرازی دی نظم

اے فریدون بارگہ دارا حشم	کاسہ گر ہی تیری در کا ایک جم	آسمان غرو تمکین و شرف	معدن جود و سخا در نجف
کیقباد و قیصر و نوشیروان	حاکمان ہند و شاہان جہان	ہوتے گر طیمور اور شاہ جہان	آپ کے بغبہ ہوتے مدح خوان
دمبدم لب پر یہ ہی دعا نی دعا	رکھو انھیں تا ئم جہانین اے خدا	اے خدا جبتک ہی قائم کائنات	ہی سراسر دہر کو جنبک ثبات
بلبلیں جبتک کہین گرم خان	خندۂ گل ہی بہار بوستان	عشق جیدن تکگل و بلبل مین ہی	نشہ جبتک جام ہائے مل مین ہی
ہی خزان جبتک جہان مین اور بہار	سنبل ریحان ہی جبتک سوگوار	روشنی جبتک ہی مہر و ماہ مین	ہو ترقی عمر و مال و جاہ مین

اے شہنشاہ عالم پناہ **بختیار** ک نے **صیقل** جادو کو خوب بھڑکایا صاحبقران کا نمونا بھی بخوبی سمجھا دیا اب آپ سے طلب ہے بجوایا ہو کل اسکا ارادہ ہی کہ لشکر ظفر اثر سرکار دولتمدار سے مقابلہ کرے غلامان حضور کو اذیت دے بادۂ کبر و نخوت سے چور ہی اسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہی یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی و تائید یزدانی طبل جنگی بجے جواہر بن عمرو نے جاکر **قلابہ چینی** و **کبابہ چینی** دارونۂ نقارخانۂ سلیمانی و سکندری کو حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی مگر سرداران نامی دگرامی ملول و حزین ہین کہ سامان بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلے گا اپنی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے مکدر بیٹھے ہین اپنے افسر عالی وقار صاحبقران نامدار کی یاد مین دل مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجوا کر بیرون بارگاہ آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہو کر طرف لشکر کفار کے چلا یہان **صیقل** بارگاہ لقا مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی کہتا ہی ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑونگا فرزندان عمرو کے نام کا دشمن ہون **بختیار** ک نے کہا میاں **صیقل** زبان کو روکیے بدلگامی نہ کیجیے مرشدزادون کے مقدمہ مین کوئی کلمہ سخت نہ کہیے میرے کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپ کو سیوشی پلاؤنگا ذبح کرڈالونگا **صیقل** نے کہا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو مسلمانون کی تعریف کر رہے ہو **بختیار** ک نے چپکے سے کہا ارے **صیقل** مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہی مگر اے **صیقل** جادو کیا کرون ڈرتا ہون مرشدزادے یہان موجود ہونگے تمھاری تو گردن فرولین گے میرے واسطے بھی باعث خرابی ہو زندگی دشوار ہو جائیگی اگر فرزندان عمرو بر قابو پاؤن بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ جو **بختیار** ک نے کہا خدمتگار سر پر رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھو یا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو نے جھک کے سلام کیا **بختیار** ک تھرتھر کانپنے لگا **جواہر** نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے **بختیار** ک بہت گھبرا گیا ہاتھ باندھنے لگا تو بہکر کان پکڑے **صیقل** نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان پکڑتے ہو کس واسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمت مین خداوند لقا کے کوئی گستاخی کی بات ہوئی **بختیار** ک نے آنکھ سے اشارہ کیا لقا سے ڈرنا کیا دیکھو ملک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا **صیقل** نے کہا کہان **بختیار** ک پالیا جواہر تو نکلگیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہی قضاے کار ایک خدمتگار بیچارہ مصیبت کا مارا ستون کی آڑ مین کھڑے

اُگا لدان بغل مین دبائے سر جھکائے اونگھ رہا تھا بختیارک سمجھا کہ جواہر بن عمرو ہی صیقل سے کہا لینا یہ عمرو کا فرزند کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی صیقل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُس خدمتگار کے دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا مارا گیا اُس خدمتگار کا بھائی قریب کھڑا تھا سر پیٹنے لگا چلایا کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعت کسکو بھائی یہ تصویر صفحۂ ہستی سے مٹائی اب اس مقام پر جاؤ ہو گیا ہی بختیارک نے جھڑک کر اُسکے بھائی کو دھکیل دیا کہا ابے بیٹھ یہ عمرو کا فرزند ہی تو ناحق دردمند ہوتا ہی جب اُسنے نانا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہاے میرا مانجایا در یاے خون مین نہایا ملک جی نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو قتل کرایا مین ایسی نوکری سے باز آیا یہ جو حال بختیارک نے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے جلدی پانی لاؤ اُسکا مُنھ دھلاؤ حال کھلے میان صیقل کی آبرو بڑھے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ جو سُنا کہ فرزند عمرو مارا گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہا صیقل تمھاری تیغ سحر پر صیقل ہوئی کہ درت رنگ خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیاران اسلام کو خوب پہچانتے ہین ایک ایک کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا گھس گھس کے فرزندان عمرو کو مارونگا ہر ایک مسلمان کو للکارونگا نقابھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہ بھی کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اس اثنا مین جواہر پشت پر بختیارک کی پہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب صیقل کے قریب کھڑے ہوے ہین بختیارک نے جیسے ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے جلدی پانی لا اُس مُردے کا مُنھ دھلا جواہر نے کہا کہ دیکھیے وہ پانی لایا جیسے ہی بختیارک نے مُنھ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر بختیارک کے ماری رقیدہ سر سے دور گرا شمشیر جادو صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر نے کہا تو بھی لے یہ کہکر فوراً کوکھ پر خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادو گر ہاے کا نعرہ مار گرا جواہر اندھیرے مین باہر نکلا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سر پیٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سناٹے باری و برق باری کے آواز آئی کشتی را نام من شمشیر جادو بود اب صیقل نے دیکھا رنگ حیات شمشیر سے دور ہوا اُلٹا تڑپ رہا ہی صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول کھائی یہ مصاحب شمشیر جادو مارا گیا اب فردے کا جو مُنھ دھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی رہی کچھ تبدیلی نہوئی بختیارک بہت متاسف ہوا کہا میان صیقل صاحب فرزندان عمرو کا نمونہ دیکھا جو کیا تھا اُس سے دونا پایا صیقل گھبرایا کہا ملک جی مین اب اپنی بارگاہ مین جاتا ہون وہان انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے یہان نہ آنے دونگا بختیارک نے کہا جایئے مگر ملک الموت آپ کو دیکھ گئے بہت احتیاط کیجیے گا مصروف عیش و نشاط نہوجیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھراتا ہوا مصاحبون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جواہر نے

پیچھا کیا جب صیقل جا کر اپنی بارگاہ مین پہونچا ساتھ والون سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے ہوے کہتے ہین حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانین خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی موجود سارا دربار بھرا ہوا قدرت کے خالو صینغم خون آشام ایسے مقام پر سارہان زادے کا فرزند بیخوف و خطر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا نجتیارک نے بھی دھول کھائی صیقل نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہی کچھ دل مین وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپس مین نہ لڑوا دے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہین صیقل دوڑا باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت مین ملک جی ٹہل رہے ہین صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے سرفراز فرمائیے نجتیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمھارا بڑا خیال ہی شمشیر جادو کے قتل ہونے کا ملال ہی مین نے خود قصد کیا کہ تمھاری نگہبانی کرون صیقل نے کہا آپ تکلیف نکرین اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھین نجتیارک نے کہا خیر تمھاری خوشی صیقل نجتیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبون سے اشارہ کیا شراب کباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین نجتیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ نہو تو مین ایک بات کہون مجھے تمھارے ساقی بچون کا اعتبار نہین مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا ایسا نہو کہ ان لوگون کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپ کو اختیار ہی آپ کی فطرت کے آگے سب کی عقلمندی بیکار ہی آپ کے مہمان ہین ہمارے سر پر احسان ہین نجتیارک نے گلابی اٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا صیقل سلام کر کے پی گیا نجتیارک نے سب کو دینا شروع کیا چند عرصہ مین سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب کی آنکھون مین چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اڑتا ہوا آیا نجتیارک نے کہا قدرت کی ٹانگ لنجی پکار کے کہے خداوند لقا نیچے آئے صیقل گھبرا کر اٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب مصاحب لینا لینا کہکے اٹھے چشم زدن مین برلب فرش فرش ہوے نعرہ ہوا منم جواہر بن عمر و صیقل جادو کی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر پشتارہ پشت پر لگایا سرا پنجے چاک کر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہی مگر نجتیارک جب اپنی بارگاہ مین آیا سو چاب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہوا ی نجتیارک اگر خیر و عافیت سے صبح ہو جاے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہی فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی نہین ہین مین خود جا کر صیقل کی حفاظت کرون اسکی خبر تو لون یہ سوچتا ہوا اٹھا چند ملازمون کو ساتھ لیکر دربارگاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہین گھبرا کر اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہین نجتیارک نے سب کو ہوشیار کیا کہا ارے کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھو یا کون یہان آیا تھا سب نے کہا میان شیطان صاحب آپ ہی نے تو سب کو شراب پلائی نجتیارک

نے کہا میری شکل بنکر عیّار آیا ہوگا وہی بیٹا عمرو کا جو اہر بڑا مکار ہی حقیقت مین بلائے روزگار ہی مگر تم سب بلوہ کرکے لشکر اسلام پر جا پڑو جہان تک ہوسکے سحر کرو ہم خداوند کو تخت پر سوار کرکے لاتے ہین ساحرون نے کہا غلام ابھی جاتے ہین اپنے افسر کو ابھی چھڑا کے لاتے ہین بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلے بختیارک نے آکر اس خفتہ بخت کو جگایا بیچا اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کل لشکر نکبت اثر مین قرنا ہوئی ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجین طرف لشکر اسلام کے چلین جسوقت کہ شاہنشاہ خاور زیر خطوط شعاعی سنبھالکر یارادۂ جنگ دیگر رشید زیر فلک چہارم پر سوار ہوکر داخل میدان کارزار ہوا شاہ انجم سپاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب کے روبفرار لایا ستارۂ سحری فلک پر چمکا نظم

خنداں ز چشم یعقوب فلک کم	دم صبح کہ فرزندان انجم	سحر تر کا نہ قصد ابن چشم کرد
فوج انجم ہوئی گریزان سب	علم آفتاب نکلا جب	دم گرگ نمود و گلہ رم کرد
شہ انجم سپاہ روبفرار	ہوا میدان چرخ سے اکبار	رونق تخت لاجورد ہوا

لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی اپنی بارگاہون سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے طرف درِ دولت شاہنشاہی کے چلے جلوخانہ مین آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پلیتن و پلکین کشندۂ فیل ہندی دوم فیل ہندی سرفتنۂ ملک فرنگستان علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظم و شان آکر ٹھہرے اُنکے بعد دارائے ہندلند فغور بن کسعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدر و صاحب تیرہ دوسر غلام نبی و جاکر حیدر و خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و نگین و شاہزادہ خاور سپاہ و ایرج نوجوان و توریج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ درِ دولت شاہنشاہی پر حاضر ہین امیدوار آمد شاہنشاہ گیتی ستان ہین نگاہ مہر ہے نے بڑھکر آواز دی بادشاہ بجاہ برآمد ہونے کو ہین پردۂ زنبوری کھنچا غراٹے کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قبا و بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کہاریان گل اندام پری پیکر سمن بر جسین مہ جبین بصد عشوہ و ناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوے کہارون نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ بجاہ سب کا مجرا لیتے ہوے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کرّ و فر گرد مین اُٹھا ہوا پشتارہ بدوش نمایان ہوا بادشاہ نے پوچھا یہ نورنگاہ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا رات بھر جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا ہون حضور بارگاہ حشامی مین تشریف لیچلین اس بیحیا کو دربار مین سمجھائین اگر مطیع الاسلام ہو بہتر ورنہ قتل کیجیے اسکی خودسری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ

یہ بارہ ہزار ساحرون کا سردار ہی اسکی جستجو مین سب آئینگے آفت ڈھائینگے جلسہ کارتدبیر فرماوین بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی آکر بارگاہ خشامی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوے سرداران عالیو قار چپ وراست اپنے اپنے مقام پر دنگلہاے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان مین اسکی سورن دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کر دجواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا صیقل کھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ آسمان جاہ مین پایا نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیرودار	عجب بارگاہ معلا اساس	ارقالین و جاز نمونے قیاس	تو گوئی کہ یک عرش دیگر سی ہزار

قدرت پروردگار کا ظہور

شیران دشت نبرد تاجداران جلیل ہنربران بیلتین وسرداران صف شکن سے وہ بیشہ معمور صیقل گھبرایا آنکھین بند کرلین سمجھا مین نے خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی اے صیقل چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پر کہتا تھا کہ صبح کو مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجۂ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین سامری و جمشید پر لعنت کر مطیع الاسلام ہو بیشۂ شیران دشت نبرد مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ جمجاہ نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا اے صیقل جادو سامری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے اُنکو اپنا خدا جانتا ہی کل سے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہی اُس بیچا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا بیٹھا تقدیر پر گھبرا کرتا ہی معبود حقیقی اپنے سدا کرنے والے کو سجدہ کرتو ہی دیکھ کہ ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت طلسم ہوش رُبا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سرتسلیمی پر رکھے ہوے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑرہے ہین خدا اُنکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلۂ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کررہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہ اکیلا ہی معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک وملعونان جعلساز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا روز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہی وہ پیدا کنندۂ دارین	رازق العبد و خالق الکونین	لائق حمد ہین صفات خدا
وحدہٗ لاشریک ذات خدا	کردِ لطف و کرم پہ اسکے قیاس	ہان بجا لاؤ اُسکا شکر و سپاس
دیکھو قدرت کی اُسکے جلوہ گری	کردیا ہم کو صورت بشری	اُسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
صفتین اُسکے ہین بیان سے فزون	ہر بُن مو اگر زبان بنے	تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
بیان اُسکے اوصاف مین کیا کرون	کہ تحریر و تقریر سے ہی فزون	عجب باغ قدرت کی ہی یہ بہار
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار	کہین پر ہی نسرین کہین نسترن	شگفتہ کسی جا گل یا سمن

کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش	کسی جا غنا دل کا برپا خروش	کہین پر ہی نرگس کو سکتا ہوا
کوئی گل کھلا ہی مہکتا ہوا	کوئی گل ہی گلزار مین داغدار	اداسی کسی گل پہ ہی بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل رو سیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگ کفر اُسکے دل سے نہ دور ہوا شعر گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ۔ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ۔ اُسوقت سرداران نامی نے عرض کی ماشاء اللہ اسقدر حضور نے اثبات وحدانیت مین کلام کیا فصاحت و بلاغت کلام معجز نظام مین ہی مگر یہ کور ظاہر دکور باطن گم گشتۂ راہ ضلالت دغول بیابان جہالت کبھی راہ پر نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح اسکا طعمۂ شہباز اجل ہو پہنچے سے اس بجیا کے جہنم مین روح ساحری جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم فرمایا جلاد لشکر ذوالفخار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے ذوالفخار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑکر صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ حشامی لایا بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار مین جانے کا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہو کر بندی ہو چکی ہی پلٹنین رسالے آگے جمے بادشاہ جمجاہ اب بھی فرما رہے ہین اسکو سمجھاؤ راہ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد شہریار قریب آئے ہر چند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہین مگر یہ بیحیا یہی کہے جاتا ہی جان میری نام ساحری و جمشید پرستار ہر گز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا اپنی جان دونگا ذوالفخار عادی تلوار کھینچکر سر پر صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا دیکھ اب بھی بادشاہ جم جاہ سمجھاتے ہین لقا پر لعنت کر اگر یہ نہین قبول ہی ہوس دلی ظاہر کر جو کھانا ہو کھالے اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہین اب قصد ہی کہ حکم ثانی برائے گردن زدنی صیقل دین کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بھڑکا آگ برسنے لگی رسالون مین صدائے فریاد بلند ہوئی بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا مرکب اپنے اپنے سوارون کو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے ہین بعضے بدلگامی دکھا رہے ہین صدہا پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا جوش مارتا ہوا آتا ہی ہزارہا بندگان خدا اسمین گر کر ڈوب رہے ہین سیاہ آندھی اٹھی صدہا خیمے گر گئے جو سپاہیان لشکر اسلام نے بڑھکر تجردی بارہ ہزار ساحران غدار ہمراہیان صیقل ناہنجار آپڑے مین لشکر پامال ہو رہا ہی یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیوقار سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے سب سے پہلے سرجیل فاداران مقبل و فادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی بوچھار گوشون سے کمانون کی گڑگڑ عقاب تیر پر کھول گئے اڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس

ساحر مرکر گرے اور زیادہ اندھیرا ہوا جو جادو گر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آواز آئین کشتی مرا نام من فلان بود اس اثنا مین مقبل نے لڑائی کو رد کا کل سوار گھوڑون پر سوار ہوے نعرے کرکے لشکر ساحران پر جا پڑے آمادہ سرفروشی ہوے مگر جادو گر سحر کرتے ہوے قریب صیقل کے پہونچے زبان سے سوزن اُسکے نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین بھراتا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل کے پاس جھولی سحر کی پہونچادی صیقل سحر کرتا ہوا بڑھا جس سردار کو جہان پایا قتل کیا قید ہوکر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گولے فولادی مارنا شروع کیے صیقل چاہتا ہی کہ مین بالکل صفائی کردون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ عین پڑاؤ پر لشکر اسلام کے یہ معرکہ پڑا بیچ لشکر مین صیقل کھڑا سحر کر رہا ہی مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار ہر چند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلاے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو پاگئے یا تو نیزہ مارا سینہ پر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چلگیا تو یہ گھوڑے سے گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادو گر کے پہونچا غصہ مین لپٹ پڑا مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خودسر کا کھینچ لیا اس طرح ساحرون سے لڑ رہے ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر دوران عالم کا زور نہین چلتا لشکر پامال ہو رہا ہی بادشاہ گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جا بجا سحر مین گرفتار کوئی گھوڑے پر سے گرتا ہی کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہی اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہی ہنوز اس مصیبت تازہ مین اہل اسلام گھرے ہوے ہین کہ یکایک چار سو نقارے پر چوب پڑی دیکھا نمرود شاہ باختری قابو پرست نشۂ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکہت پر سوار کل لشکر کو ساتھ لیے ہوے آپہونچا یہ جو یحیا نے سن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان مترود ہو رہے ہین چلکر قتل کرون بختیار کی بھی بخوبی سمجھا چکا ہی کہ یا خداوند آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلکر مسلمانون کو مار لین شکست دین تمام سنجانی باختری مشتری حصاری اس یحیا کے ساتھ بے تکلف تلوار ہین تولے ہوے یا تو نامے اہل اسلام کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوے للکار رہے ہین لینا لینا کی صدا بلند لقانے بھی نعرہ کیا یحیا نامرد پکار اُٹھا منم خداوند زمرد شاہ باختری اے مسلمانو قدرت نے ہزار برس پیشتر تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو کے مسلمانون کو مٹائین گے صیقل کو مشیر قدرت بنائین گے اب برسر ملک باختر قدرت جائینگے جب قبیلوں پر پہونچین گے تقدیر ہار سنگار رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت کی محبت مین مارے گئے ہین سب کو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر

آپڑا یا تو تخت پر سوار تھا یکایک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے بیقدرت سے مسلمانوں کو قتل کرینگے جوان تو قدوار ہی تیغہ کھینچکر مسلمانوں پر جا پڑا جو لوگ سحر مین مبتلا تھے اُنکو قتل کرنے لگا اُسوقت سرداران نامی کی بیکسی دبے بسی رنگ فوج دل مین قلق عالم یاس چہرے اُداس دیکھتے ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیان دیندار کو قتل کرتا ہی رہ رہ کے پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے سینہ مین دل کباب ہورہے ہین دانتون سے بوٹیان چباتے ہین کیسا انقلاب ہی اس سبب سے پیچ و تاب ہی وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدلی مین جلاد سے زیادہ ہین بقول بختیارک جس طرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہزارہا بندگان خدا ان نامردون کے ہاتھ سے قتل ہورہے ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ملازمان لقا مسلمانون سے جلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و ظلام کی بحالی باوجود لشکر اسلام سعد بن قبا دایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا بھی بدلگامی کررہا ہی ہرچند چاہتے ہین روکین نہین رکتا اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہی سم پھسلے جاتے ہین بدحواس ہوکر طرارے بھرتا ہی بادشاہ پٹری جماتے ہین ران نہین لڑتی ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی اب مرکب سے گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا بھی یہی حال ہی بادشاہ نے بیگانہ خصم طرف آسمان کے دیکھا فرمایا بھائیو ساحرون نے قیامت کردی لقا آمادہ بیداد ہی برائے مسلمانان جلاد ہی آج کافرون نے غالب پایا ہی یہ امان نہ دینگے دیکھو یار وجب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہی جد عالی تبار نہین ہین ساحرون کا غریو ہی وہ موجود ہوتے اسم اعظم ٹپرھکے چشم زدن مین ساحرون کو واصل جہنم کرتے اب اپنے بے نیاز سے رجوع کرو سب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر سے اُتارا محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچالے کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار وای نمکخوار قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدان کارزار سے نکل جا مخافت ممکن کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر برائے خدا جس جانب مناسب جان نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو ملک جاتخر پر پہونچا کل ناموس قلعہ ذوالامان مین موجود ہین مظفر بن صیغم خون آشام کوتوال و شاہ سلیمان فارسی دہان کا بادشاہ ہی یہ دونون نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملے گی سرداران سنجان سن پائینگے فوراً برائے حفاظت آئینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہوجائین مجھ معیوب نہین ہی ستورات کے لیے سب طرح خرابی ہی خیال حرمت

ناموس مین بڑی بیتابی ہی ہمارے ساتھ مرنے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت خیز سُنکر مقبل چیخین مار کر رویا قدمون سے لپٹ گیا عوض کی ہی شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بدین زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا روے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نورِ نظر و سردارانِ خوش سیر میدان کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچائی کیون نامرد شرم نہ آئی اسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نہ فرمائیے غلام ہرگز نہ جائیگا گستاخی معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلاے بلاے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہوسکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش سے اُتاری بارہ ہزار تیراندازون کو آواز دی جو سحر سے بچے ہوے تھے اپنے افسر کی آواز سُنکر قریب آئے مقبل تیراندازی کرتا ہوا آیرہا دریاے لشکر لقا مین ننگا نہ غوطہ لگایا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایک مقام پر مقبل بھی لڑتے لڑتے تھم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ بلک گئے جانتے تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حال پر لال دیکھکر کلیجہ مُنھ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقاے بیحیا تا نہ لڑتا ہوا طرف بارگاہِ ناموس کے جاتا ہی اتبو کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسم خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندان صاحبقران گھر گئے ساحرون نے سحر سے سب کو بیکار کر دیا لقا لڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز دولت پر لڑ رہی ہین یہ سُنکر ناموس شاہنشاہی نے بال کھول دیے سجدے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین شور گریہ وزاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر تھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے دو ہتڑ چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے طرف درگاہ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبانِ عصمت و عفت مین تیرے عاجز مراد پرہو نچا بادشاہ جمجاہ بھی نوبت بجان کارو

باستخوان مین کہ ناگاہ دامن صحرا سے گرد اُڑی منظم	از دامن دشت کوہ اور نگ گردے بر خاست تو تیار نگ
از دامن دشت آن غبارے	ہشیار نو دشہریارے

اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد برائے نشنہ کامان صحرا مصیبت و آوارگان دشت غربت ابر رحمت تھی دافع کلفت و کدورت تھی دیکھا آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فو

ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کر زلزلہ قاف ثانی سلیمان پشت اشتر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر کثرت سپاہ عیاران اسلام پڑے ہوتے تڑپ رہے تھے کوئی بیہوش کوئی زخمدار صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے لشکر کا خاتمہ ہی دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کردی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی ہی یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشتر دیو زاد بڑھایا نعرہ کیا باشیدای کفاران بیحیا دای نابکاران پُرو غاہر کہ واند واندو ہر کہ نداند بشتاسد منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان قاتل ساحران نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	کہے تیغ صمصام و مقام نام	
کہے تیغ عقرب کہے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم مع فوج قلعہ آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلوارین کھینچکر آپڑے دریاے خون بہادیے جواہر بن عمرو قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ہر ایک بیدار سحر مین مبتلا ہی اسم اعظم آواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحرون کے سحر پلٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے سحر مین جو ذرا کمی ہوئی فوج عیاران مین برہمی ہوئی سرداران صاحبقران بھی سنبھلے ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پر چست ہوے بڑھکے نعرہ کیا اول سب سے علم شاہ نوجوان مثال شیر نر میدان کارزار مین آکر گونجا نعرہ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علم شاہ چو رستم لقب		
علم شاہ رومی شہ فیل زور	دیگر کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور		

دوسری طرف سے آواز آئی نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا اگر ہفت تا بہ ہندوستان	اگر نام منیدانی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرہ مالک اژدر

منم مالک اژدر شمگین	سپہدار در لشکر اہل دین	

نعرہ بہرام گردن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ اندیشہ بیست من بلرزد زمین

بادشاہ نجابت نے رکب جنگ سیاہ فیلقاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	منم صف شکن صاحب غزوہ	یل نامور سعد عالم پناہ

مگر صاحبقران نے ملاحظہ کیا عین پڑاو پر تلوار چل رہی ہی ہزارہا اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین صدہا خیمے گر گئے ہین ملازمان لقا لڑتے ہوے تا خیمۂ ناموس پہونچ گئے ہین اول اُسی جانب رخ کیا کنیزون نے بڑھکر محلات کو خبر دی مُبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سردارون کے نعرے کی آواز آئی اُس شور کے آتے ہی زمین تھرائی قریب در دولت ضیغم خون آشام لقا بیجا کا خالو بیدین و بدخو لڑائی مین مصروف تھا صدائے نعرۂ صاحبقران سُنکر بے لڑے بھڑے مثل صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے کرتا پھرتا تھا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا دشوار ہوگا طعۂ ننگ شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سرداران حمزہ سنبھل گئے سنجانی باختریون کے بل نکل گئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا ای محالو ے قدرت آج بادۂ تقدیر پی چکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہونگے ضیغم نے کہا شامت آئی ہی یکایک دیکھا زمین تلے اوپر ہوئی ساحرون مین بھگدڑ پڑی صاحبقران لڑتے ہوے چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی جبکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے ساحر یا ساحری یا جمشید پکار رہے ہین کلو ابھیدون کا نام لیتے ہین مگر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بیجا پکارا ای بندۂ خاص خاص صیقل جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہی ہمارا بدولت کو سرکشی دکھاتا ہی قدرت نے اُسکی قضا تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہی اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے جو نعرۂ قدرت سُنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آکے کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہی لقا نے پکارا اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا صیقل جادو نے آواز دی تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہی دو چار پھر جاتا ہی سحر کو میرے باطل کیا یہ کہکے ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہوکر گر پڑے اتبو اُسنے گینڈا بڑھایا تیغۂ سحر کرے کھینچا قریب آکے ہاتھ مارا میر نے تیغۂ مقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھکے چہرے کی پناہ کیا وار کو اُس نابکار کے روکیا جیسے ہی وہ تلوار مارکے پلٹا امیر نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا اور سپر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند سحر کرتا رہا کچھ نہوا صیقل شمشیر نے خرمن ہستی کو اُس بیجا کی جلاکے خاک کیا اُس بخس کا قصہ پاک کیا مرتے ہی صیقل کے ساحرون کو آئینۂ شمشیر صاحبقران مین جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا مستعد باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من صیقل جادو بودا تبو ایک جانب سے عیاران اسلام

حقہ ہاے آتشبازی لیکر ساحرون پر گرے ساحرون کے دم بند کردیے مگر رستم بلیتن علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران تیغہ کپتان فرنگی ہاتھ مین کھنچا ہوا اُسترالا کبود فرنگی پر ٹپری جمی ہوئی گرد انکے سردار آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی دکپی ارزال دکپی زلزال و نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ دربندی تنبور گڑگڑاتا ہوا بگل بجتا ہوا پلٹنین گورون کی جمی ہوئی بڑی شوکت و شان سے لڑتے ہوے سامنے لقا کے پہونچے للکارا اوکندۂ ناتراش اوبد معاش اوخرس بادیۂ ضلالت اوغول صحراے جہالت آج تو ہزارہا مسلمانون کا خون تیری گردن پر ہی لقانے جو علم شاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی اوپسر حمزہ قدرت کے جاہ و جلال سے نہین ڈرتا ابھی ننگ سیاہ کردونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے فرنگستان فتح کرایا سر فتنۂ ملک فرنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہی ما بدولت کو شوکت دکھاتا ہی علم شاہ نہایت غصہ مین تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیے اوٹھوٹے یہ سُنہ زوریان ظاہر ہی کہ تو تھان کا تڑا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر سیودہ کیے جاتا ہی مگر آج تو سنگدلی دکھا مجھکو پتھر کا بنا لقا بھی غصہ مین تھا جا پڑا خبردار کمکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان بڑے قد کا دیو ہی کہ مثالب انسان مین سمایا ہوا ہی دو سو من کا تیغہ لنگر دار جوہر دار مارا علم شاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بھڑ کر تلوار کو روکا تلوار گھاٹ سے آشنا نہوئی زور ق حیات رستم طوفانی ہونے سے بچی اب رستم بلیتن نے اُسی جوش و خروش مین نہنگانہ ہاتھ تیغہ کپتان کا مارا نہیب شمشیر علم شاہ نوجوان سے لقا تھرایا سپر کو اُٹھایا مگر دل سے کہتا ہی نام اسکا سہی ہی اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ روکتا تیغہ تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کٹا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور خون بنکے نکلا بے غیرت سمجھا مین سُرخ رو ہوا ایک چیخ ماری اہ بندگان قدرت دوڑو بیٹا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے ڈالتا ہی تمام اہالیان فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے نہ تھم سکے بختیارک نے دیکھا قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین پڑاو لوٹ لیا بارگاہ مین جلادین گھبراکے حکم دیا طبل امان بجے اِدھر اُدھر طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے حسام انتقام کو نیام مین کیا سرداران زرہدار کو ہوادارون پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے واپس آئے بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان دشاہنشاہ نورین علم کو قدمون پر گروایا بادشاہ نے دونون جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا اکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون تہتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان نے ہماری جان بچائی

پھر اپنا قید ہو کر قلعۂ آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا کیون ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش رُبا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی پارہ جگر نور نظر بدیع الزمان گردنشکر تلکن کے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا ذکر سُنا جواہر بن عمرو بے اختیار رونے لگا عرض کی ای شہریار جب طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اول اسی فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ایکی مرتبہ تصقیل جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام نے جاکر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمر و اسد نامدار کو ساتھ لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند داؤد تھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر ہو رہی ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن کیسا بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب بہت بڑا ساحر ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمر ویسے ہی کامل ہین جو ایسے بادشاہ خود سر کو دھوکا دیتے ہین برق و قران بڑے بڑے کام کر رہے ہین مگر یہ بھی سُنا ہی کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا مجبور و ناچار ہین ہمارا فرزند اس بلا مین مبتلا ہی اور ہمسے کچھ نہین ہوتا ہمنے بھی اکثر سُنا ہی کہ طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا بہت دشوار ہی دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم اُنکو پائینگے یا بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہل میان دربار رونے لگے شاہزادۂ نورالدھر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی ای جد عالی تبار غلام کو رخصت فرمایئے جاکر اپنے والد نامدار کا پتا لگاؤن یا اس جستجو مین اپنی جان دون اگر را مین غلام کا کام تمام ہوا مرد ان عالم مین نام ہوا اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے سعادت دارین حصول ہوئی دعا قبول ہوئی بڑی مدت کی ہے ہم آرام سے سوئین والد نامدار نہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمر و ایک سر نہزار سودے بیچارہ اسد نامدار کیا کرے غلام ہر طرح پر اپنے کو تا بہ طلسم ہوش رُبا پہونچائیگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائے گا صاحبقران نے نورالدھر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اس بیجیا کو شکست دین روبراہ لڑتے بھرتے طرف طلسم ہوش رُبا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا خلاف ہمارے حکم کے اس راہ پر خطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہو چکا ہی راستے طلسم ہوش رُبا کے بند ہین بیچ مین بڑے بڑے دربند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے پھر ہماری زندگی دشوار ہی نورالدھر کو سمجھا کر جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ خبر معقول بمقدمۂ طلسم ہوش رُبا لاؤ جواہر اسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوا یہان لقا شکشت خوردہ اقتان و خیزان باغ ینا مین آیا مکاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر

جمع ہوے تعریفین کرنے لگے لقمانے کہا صیقل جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت کے داخل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دور و دراز سے بلایا صیقل کو مٹایا مگر افراسیاب حرامزادہ بڑا مغرور ہی سراسر اُسی بیحیا کا قصور ہی اگر قدرت کے قدمون پر گرتا اب تک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کر دیتے غدر ہوش رُبا مٹ جاتا مگر اب قدرت اُس مست بادہ کبر و نخوت کو خاک مین ملائینگے طلسم ہوش رُبا اسد شیر دل کے ہاتھ سے فتح کرائینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی ای شیطان درگاہ من ایک نامہ متضمن بہ تہدید و تہدید برای افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کر و آخر مین یہی لکھو کہ او بیحیا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت تجھسے بہت خفا ہین طرف کوہ ہفت زلازل کے چلے جائینگے اُسکو بادشاہ ہوشربا بنائینگے تجھکو تیر نہ مرج ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر لڑنا اور پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشۂ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیار نی خواجہ عمر و نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا اور مقابلہ کوکب رو شمشیر سے ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مجھے دے جام بھر کر — نہ رندان ازل سے شور و شر کر — جفاے دور گردون مین ہون کب تک
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون — مہیاے جفا ہی دور گردون — اُٹھے رندون سے کیونکر جو گردون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف — یہ جام مے ہی یا چشم تاسف — یہ کب تک میکدے مین بادہ خواری
ہی اب فوج اسد کی یادگاری — کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان — مگر ہم بادہ خوران محبت
کسی جادو زدہ افسونگری ہی — قمر بزم جہان مین اتری ہی — ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
پھنسے ہین دام اُلفت مین بکلفت — دل آشفتہ پر غمگین اختر ہین — بگرید مثل شبنم چشم نمناک
یہ گیسو پریشان روزگارم — یہ ابر دیست کہ از بس دلفگارم — جگر خشک از ہواے آہ سرد است
بسوزد مثل گلخن قلب غمناک — رُخم مثل گل صد برگ زرد است — فراق و فقر زر بس گرانست
دماوم شغل آہ و نالہ دارم — بدل داغ و بلب تبخالہ دارم — خدارا ای خود آرا کن مدارا
ز بار خر قفش ہا لنبت بجانست — مرض دارم علاجے کن خدارا — کمن از خون من آلودہ دامان
کشیدم پا بدامت انتظارے — ندیدم مشکل آن عجوبہ کارے

مسلمانم مسلمانم مسلمان	نظر بر عالم ابر و ہوا کن	نگاہے جانب خوق السّما کن
نہان شد آسمان از غرب تا شرق	بہ بین بر گریۂ من خندۂ برق	چہ سازم در کسوف است آفتابم
چہ گویم ہوش بر بود اضطرابم	نظر بر التہاب قلب من کن	بیا برخیز و گلگشت چمن کن
زمان فرقت بنت العنب رفت	سپاہِ صدمہ و رنج و تعب رفت	ہنگامہ پروازانِ میدان جانبازی

وسرفروشانِ بازارِ رزم یکہ تازی اسپ تیز گام کلک کو یون جولان کرتے ہین بیت شعر مصنف میخانۂ فاقہ شناس وعقل وشعور۔ اسد کے حال کو کرتے ہین اس طرح مسطور۔ سابق مین تحریر ہوا کہ شہوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیاران مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بصد کرو فر طرف لشکر بلکہ مہرخ کے روانہ ہوے تھے اول ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوحِ طلسمی اسد غازی نے پائی ای ملکہ مہرخ اُدھر سے لشکر لیکر تم آؤ اِدھر سے ہم آتے ہین اثنائے راہ مین بہ کیفیت تمام ملاقات ہو گی اور یہ بھی اسد غازی کا قصد ہو کہ راہ مین جو خارستان بلیین اُنھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمر و ساتھ ساتھ قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے حسن دیہ و قریہ کے قریب پہونچے ناظمان افراسیاب کو شکست دی مقام اسلام آباد کیا گرد سکہ نام سے سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوے لشکر دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہی مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کر دینا واجب و لازم ہی یہ تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہِ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب مشوقۂ اسد نامدار تخت سلطنت پر مگر یاد مین اسد نامور کے آٹھ پہر بیقرار اشکبار راتین اختر شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہی ہر کاردن پر تاکید کہ حال طلسم کشا در یافت کرو اوّل ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نے جو سردار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے کہا ہمارے سامنے کوکب و شنصیر باغ سیماب مین آئے یقین ہی اسد غازی کو لوح ملگئی ہی اب تو غالب ہی کہ مرحلہ جات پر ہونگے ملکہ مہ جبین فرماتی ہین آپ لوگون کے منھ مین گھی شکر ہمین اُسوقت یقین آئے کہ جسوقت کوئی نامہ بر بہر خواجہ عمر و ہم تک پہونچے بمقدمہ لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا نکی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آئے ملکہ مہرخ فرماتی ہین بی بی اب لوح ملنے مین کیا تامل ہی یہ پر خطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب سے آئے ہین کوکب و شنصیر نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی بی سجدہ شکریہ پروردگار کرو ارث تمھارے خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمر و

ساتھ ہین یہ کلام نا تمام تھا کہ ملکہ سُرخ موے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا سے نامہ لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر آیا واسطے مجرے کے خم ہوا یا یہ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے سر نامہ پر مُہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا ملکہ مُہرخ کو دیا کہا نانی اماں جلد اسکو پڑھوائیے شاہزادہ شکیل جادو کو وہ نامہ ملا سونے کا منبر بچھایا گیا شکیل نے باواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حال مصیبت مآل کو سُنکر دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شکیل نے کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچا باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اُسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے نائب ہونا بعد اُسکے سامان لشکر کشی بکیفیت تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا اے سرداران ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین بحر دلا حظہ نامہ ہذا مع کل لشکر و سرداران نامور کوچ کرکے اس طرف روانہ ہوآئنا ے راہ مین ہمارے تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدہ فرحت و مسرت افزا سُنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مُہرخ نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا نامہ دار کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مُہرخ نے اُسی وقت لشکر مین قرنا پھنکوائی منادی نے ندا کی اے ملازمان طلسم کشا دای جان نثاران کوے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہو چکا سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو بتعجیل تمام سامان سفر آراستہ ہو سلاح سحر سے پیراستہ ہو چلکے اپنے آقاے نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی اُسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تخت سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی نقیبے بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو ایک جانب ملکہ مخمور خوشخو صاحب سطوت و صولت ایک جانب باغبان قدرت و شاہزادۂ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن افسونگری مین یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو و گلزار جشم و زیور جشم وغیرہ بصد جاہ و جشم دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین جب دو تین منزلین طے ہوئین ملکہ بہار جادو نے ملکہ مُہرخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھین پہلے جاکر لشکر طلسم کشا سے ملین آپ کے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر نا ممکن باغبان قدرت و ملکہ مخمور سُرخ چشم کی بھی راے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہی شاید راہ مین کوئی بادشاہ جلیل طلسم کشا

کو ردے لڑائی سحر و ساحری کی پڑے تو اکیلا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا کرے گا کوئی ساحر نامی و گرامی ہمراہ نہین ہی ہم لوگ رازدار طلسم ہین ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہین ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہین جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے قابل عبرت ہین خدا نخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے دھوکے مین لوح طلسمی ہاتھ سے جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا رائے آپ سب صاحبون کی بہت سالم باسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے ہین اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینون سردار عالی وقار پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسان زرین بال و مرکب ہائے صبا تمثال پر سوار ہوے سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادۂ اسد نامور کے روانہ ہوے ملکہ مہرخ نے بھی کل سرداروں کو حکم دیا کہ شباشب اتارہ بارگاہ کا لدے لشکر ظفر اثر تعجیل چلے انکا حال بھی دفعۃً پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحران نامدار راہ کو طے کرتے ہوے آتے ہین کئی مقام پر لڑائی پڑی بہ برکت سے لوح محفوظ کے سرہوئی اب ساحرون مین جا بجا یہی فکر ہی اسد نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہی ایک دن وہ آفتاب عالتاب صاحبقرانی ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دوپہر اس خیمگل کو طی کیا زوال آفتاب ہوچکا ہی کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر آیا کارکزاران شاہنشاہی نے ٹہر عرض کی اے شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہین نصب کرو اہالیان فوج آگے بڑھے یکایک دور سے ایک دریاے قہار و زخار بسطہ سیج آفت نزا نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی دوسرا کنارہ نہین معلوم ہوتا غوغاے سے دریا کے گوش گردون کر پانی اس دریا کا ملکہ رمودہ درکو دیکھکر خوف آتا ہی صورت وہ مہیب ناک کہ قلب تھراتا ہی نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا	قیامت کا سامان نمودار تھا	نہنگان دریا کا وہ شور و شر	اُبھرتے تھے جن جوش مین جانور
وہ گرداب اسکی مصیبت کا گھر	ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر	پھڑک کر اُبھرتی تھین جب مچھلیان	منہ موتی تھی ہاہیت انکی عیان
نہان چشم انسان سے وہ پاک تھا	ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا	نہ کشتی نہ بیڑہ نہ ناؤ نہ ہین نخان	قیامت کے آثار سارے عیان
ہر اک دم یہ موجون سے تھا آشکار	کہ ہی تیغۂ خونفشان آبدار	یہ روشن ہی دریا سے حال اے ستم	کہ ہی جوش مین اژدر فتنہ گر

اسد غازی قلب فوج مین ہی پہلوانان و سرداران نامدار مع کہلے صبا رفتار سے اترے خواجہ عمر و قریب آئے پوچھا کیون نور نظر آج اس صحراے ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور سنتا ہون دریاے قہار حائل ہی راستہ اسطرف کا کسی نے بند کیا ہی انشاء اللہ ظاہر ہوجائیگا یہ باتین ہورہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد شیر دل نے گھبراکر پوچھا خیر تو ہی عرض گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی اے شہریار لشکر آپکا قریب دریا فروکش ہونے کو تھا کہ دریا سے طوفان اُٹھا مچھلیان ترپ کر نکلین ہزارہا تنگان خدا کو کھینچکر دریا مین لیگئین تنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجۂ آب کند آفت ہی کل اہالیان لشکر کشاکش مین ہین ہزارہا

بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ اُبھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نور نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ پانی مشکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو آگے بڑھو اہا لیان لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دلی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمر و ایک جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ساحران لشکر اسد نہر ارہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر لڑ رہے ہین گو لے ترنج و نارنج دریا پر مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکل گئین کبھی نہنگ نکلا منہ مثل قعر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہو گیا کسی سونس نے اپنی مونچھ بڑھائی مثل کمند پاؤن مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگئی ساحر ہر چند سحر کرتے ہین مگر اُن جانوران دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے بڑھکر لوح طلسمی کو گلے اُتارا ملاحظہ کیا اُسمین یہ مضمون نکلا ای فتاح طلسم ہوش رُبا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مُہرے کا لوح پر پڑیگا حالات طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریائے قہار و زخار ملے اور اہا لیان لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اس مقام کا حاکم ہی اس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اس بحر نا پیدا کنار سے دشوار ہی مگر فتاح طلسم پر واضح ہو کہ اپنکو بالائے کوہ فلک شکوہ پہونچائے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جائے اگر اپنے زمانے کا صاحبقران ہی جرأت طلسم کشا مثل آفتاب عالمتاب عیان ہی دریا سے خوف نہ کرے اس بحر قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ نہنگ خونخوار کے پہونچے گا مقابلہ اُس سے ہو نا زور و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کر کے ساحرون کو آواز دی بھائیو آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو آب سحر نہنگ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ نہنگ بحر جرأت بصد صولت و شوکت بہ سختی پہاڑ پر آیا اسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریائے بے پایان درین طوفان شور انگیز و دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا مگر اسد جو پہاڑ سے کودے پاؤن زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج وغیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئی گولہ انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے سامنے

قلعہ کے جا کر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار کہ در روز جنگ	پدر رزم دل شیر و حریم پلنگ	شہنشاہ نام آور دکامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

نہنگ خونخوار نے بالائے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے قلعہ کے آپہونچا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ پڑنے لگا مگر اسد نے نیا معرکہ دیکھا مثل آسمان وہ دریاے قہر سر پر موجود ہی بیان اہالیان لشکر نعرۂ اسد نامور کی صدا سُنی ہے ہین توپون کی بھی آواز آرہی ہو مگر وہ دریا بیچ مین حائل اسوجہ سے اہالیان لشکر کو طلسم کشا اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولہ چلنے لگا گزگران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا مثل سمندر اُس دریاے آتش کو طے کرتا ہوا طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی ایسا ہی دل وگردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا برلب خندق پہونچ کر نعرہ کیا اذ**نہنگ خونخوار** کیون مال خراب کرتا ہی مسمّ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی قلعہ مین کھل بلی پڑگئی **نہنگ خونخوار** نے کہا یار غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ آپہونچا گولہ اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی زمین قلعہ تھرائی اب جو ہاتھ روکا دھنوان برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا گز کاندھے پر رکھے برلب خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ حسبت کرکے خندق کو پھاندون **نہنگ خونخوار** نے آواز دی یار واس جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے لڑو یہ کہکر ساحران خرس پیکر بلوہ کرکے آپڑے قلعہ سے نکلے پل تختہ پڑگیا ایک ساحر زبردست دور کا ئے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے شیرکا بچہ بدر کیا اُس بچہ نے جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا اسد شیر دل نے بار دہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدگرد اہنمے کے بھل زمین پر آیا اسد نے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا ٹیر مکر جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحہ ہستی سے مٹا دیا کسی کو جنیوا کا ہاتھ مارا کسی کے سر پر تلوار پڑی مع راکب و مرکب چار پر کالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ لڑ رہا ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ۔ زرم امید و میگفت آفرین صد آفرین ۔ کیا عجب ہی زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو **نہنگ خونخوار** پکار رہا ہی یار و سحر نہ کر وصاحب لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے آتے ہین ۔ نامرد اُتر نہین آتا کیسا افسر لشکر ہی مقابلہ سے منھ چھپاتا ہی مردان عالم کے سامنے نہ آیا استادان سحر نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب افروز شش جہت جہانداری شاہزادۂ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان

ترسان نہیب شمشیر اسد نامدار سے کاشانۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان مین جلوہ فرما ہوا ہر چند کہ پردۂ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ رہا اُسی طرح ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہین نہنگ خونخوار ترغیب دے رہا ہی پکار پکار کے کہہ رہا ہی ارے یارو طلسم کشا کو قتل کرو کیسے نامرد ہو ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے ہر طرف سے ساحر حملہ کرتے ہین مگر یہ رستم دقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہر چند کہ تمام جسم چھنا ہوا قطرات خون جسم سے جاری مگر صولت و شوکت جرأت و ہمت مین فرق نہین اِک عجب عالم یاس ہی دل سے کہہ رہا ہی کہ ای اسد بسملی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہی کہ بزور صاحبقرانی نہنگ خونخوار کو قتل کر دیا ہان ہنگامہ بشیار دمبدم ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہین گرد سم قتل ہوے ہزار آ گئے کس طرح اپنے کو تا بہ نہنگ جادو پہونچاؤن چلا واکیونکر بچاؤن وہ بیجا بالاے قلعہ مین زیر قلعہ زمین و آسمان کا فرق ہی ای پروردگار کوئی تو سامان پیدا کر ظاہرا تو اس خونخوار کا قتل ہونا دشوار ہی مگر تو ستار و غفار ہی ای عیب پوش عالم و ای خالق اکرم اس بلاے ناگہانی سے نجات دے یہ مرحلۂ طلسم نہین ہی اُسپر یہ سختی واقف کاران طلسم جو کہتے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا دشوار ہی ای خالق بے نیاز دا ی کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہی سراسر تیرا احسان ہی اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی نہیب شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر غرور	یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بیاین زرین سپر	ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

قلعۂ نہنگ خونخوار مین گھنٹے ناقوس بجنے لگے باسامری و جمشید کی صدا مین آئین پوجا پاٹ کر کے نامردون نے کمرین باندھین پھر آ کر شریک جنگ ہوے اس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرتبہ تبدیل کیے ساحر بڑھکر مرتبہ ہی کو پہنچتے ہین اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا لمکندون مین گرفتار کر دو ام مکر پھیلاؤ کسی طرح اس کو پھنساؤ یہان تو یہ سامان درپیش ہین اسد نامدار کو برے پس و پیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد نامور کے سب متردد متفکر رات بھر نعرۂ اسد کی صدا سننے کان لگائے ہین جب صدا آ جاتی ہی خوش ہو جاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہی چیخین مار کر روتا ہی خواجہ عمرو اُن سب کو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ تمہارا آقا کافرون پر منظفر و منصور

ہو بیخ والم دل پُر غم سے دور ہوا اگر دریا بیچ مین حائل نہوتا اپنے کو تا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی مٹاتے مگر دریا سد راہ ہی حاکم بحر و بر سے دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمر و نظاہر سب کو سمجھا رہے ہین مگر کلیجہ پر چھری چل رہی ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو باغبان قدرت و ملکہ مخمور سُرخ چشم طاؤسان زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ کھڑے ہین اہالیان لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سرنگون بارگاہین ہر مقام پر چھٹی ہین سامان خرچ و مال دُنیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای شاہنشاہ اوج عیاری خیر تو ہی ہمارے آقائے نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا ای سروران نامدار و ای ملکہ بہار فلک کجرفتار درپے آزار ہی مین نے کس وقت سے مصیبت اُٹھا کر داؤ دکو گرفتار کیا لوح طلسمی افراسیاب سے لی جب اس مقام پر پہونچا صدہا اہالیان لشکر اس دربار مین ایسے ڈوبے کہ ابتک نہ اُبھرے اسد نے لوح مین دیکھا وہ شیر دلیر جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا آٹھ پہر گذرے صدا لغزے کی شیر دلیر کے آرہی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا کمند پنکے کھینچ لیتی ہی یہ بیچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی ہین ہزارون نے اپنی جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سننے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا طرف ملکہ بہار کے متوجہ ہوا کہا ای گُل باغ افسونگری و ای سرو ریاض سحر و ساحری تم نے حال دریا کا سُنا نہنگ خونخوار اس مقام کا حاکم ہی اُس بیحیا کو سحر کس نے سکھایا شعبدے کے بھی لائق ہوا ہے آبرو نے دریا بنایا ای شاہنشاہ عیاران عالم ابھی جاتے ہین دریا اُسکا دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے نکالا تینون سردار طرف دریا کے قہار کے بڑھے اوّل باغبان قدرت نے بڑھ کے گیند پھولون دریا پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لب لعلین کو جنبش ہوئی نگاہ سحر آگین ڈالی بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ تہر دیکھا برق چمکی آسمان سے آگ برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا نکھین بند ہوئین پتھرائین ورم آگیا موجون نے برائے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان نے دستگیری کی کلائیان کاٹین گرداب جو قصر مصیبت تھے اُسکی دیوارین گرنے لگین غرض کہ عالم ہوا خوف سے ان ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے غار پیدا ہوے پانی کو پناہ پانی مشکل جا بجا خشکی پیدا ہوئی ٹاپو ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دُور سے کھڑا ہوا تعریف سحر بہار و باغبان

و مخمور کر رہا ہی پلٹ کر باغبان نے آواز دی ای سرفروشان لشکر اسلام وای جوانانِ خوش انجام جلد کمر بندی کرو حربہائے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و بہار و مخمور اُس دریائے سحر مین پھاند پڑے عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قلعۂ نہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر گرد بیچ مین اسد نامدار عالیوقار تھورشعار مصروف کارزار اتنے عرصہ مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے گیند مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین سُرخ ہوئین نگاہِ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی ای سروِ باغ حسن و جمال ہم تجھپر مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا **شعر** ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ؎ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین **سامری** پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا نام روشن ہوتا ہی اپنے اُستاد قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیجا نہ فریاد کرو ان بیحیاؤن نے یہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا ای گلِ بوستان خوبی وای بلبلِ چمنستان محبوبی تیرے بہار عارض حسن پر نثار تیرے سودائے زلفِ معنبر کے خریدار ہین واسطہ **سامری** کا آنکھ تو چار کرا تنا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بڑھکر لگا عاشقانِ جانباز کا جھگڑا چکا ہمتو جان و دل سے تجھی پر نثار کرنے پر تیار ہین تیری ہی اُلفت کا دم بھرتے ہین سودائے محبت مین سرفروشی پر فخر کرتے ہین لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہین **شعر** تمھین پر ہون عاشق تمھین پر ہون شیدا ؎ مریجان تمھین پر مری جان فدا ہی ؎ ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کڑکا نہ رائد ھیے اسقدر نہ گڑگڑائیے جلوہ عروس مرگ ملاحظہ فرمایئے سرخرو ہوجیے آپ کے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان مین نئی بہار ہوان کشتگان تیغ ابرو نے دم شمشیر پر گلے رکھے ہاے کہکر جان دی ہزارہا ناری جہنم واصل ہوے مخمور کا جب دانۂ یاقوت احمر چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادۂ اسد نامدار بھی پہونچ گیا ابود و فون لشکر مل گئے **نظم**

افغان و غریو کوس بر خاست	شد قلب جناح ہر دو صف راست	ہر سو دم تیز نائے زرین	افروختہ گشت آتش کین
خورشید برین سپہر اخضر	از نالۂ کرنائے شد کر	بر بادیلان آہنی تن	گردید زکوہ کوہ آہن
کوس از غم سروران لشکر	میزد بدریغ دست بر سر	مرگ آمدہ در کمین جانہا	جا کردہ بگوشۂ کمانہا
باران شدہ تیغ و تیر کینہ	آن و دخت واین دریا سینہ	در خون یلان و گرد لشکر	گم گشتہ زمین و چرخ اخضر
	سرہائے سران فتادہ بر خاک	پہلوے دلاوران شدہ چاک	

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی لڑتا بھرتا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک جانب خواجہ عمرو

لڑائی مین مصروف جو ساحر مرکر گرا اُسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے اُتار لیے تلوار ین ٹوٹی چنڈے
پھرتے ہین اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اُسنے قصد کیا سحر کرے حبست کرکے حلقہ کمند کا لگا یا گرتے گرتے خنجر
ارا سر تن سے اُتارا ساحرون کے مرنے سے صدا آہی آہی لیکن اسد نامدار شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے ہمت
سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کر دیتا ہی سحر باطل ہوجا
ہی بڑے بڑے سحر اُمن بیجانے کیے مگر کچھ نہ ہوسکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہوکر اُس بد اختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا
مارا اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پر دو کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار کا مارا برق شعشہ
چمک کر گری خرمن حیات نہنگ بدصفات کو پھونکدیا مع گینڈے بیجا کے چار ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ
اُٹھی قلعہ تیرہ و تار ہوگیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرانام نہنگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بطلب خود نہ رسیدیم تمام ساحران قلعہ
لڑائی سے عاجز ہوچکے تھے چادر ملنے لگی آواز الامان بلند ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام
انتقام مین کیا رئیسانِ شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوے
لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون قلعہ خیمے بارگاہ مین استادہ ہوے تکین اسد غازی مع سرداران نامی
و ساحرانِ گرامی آکر داخل بارگاہ ہوے باغبان و ملکہ بہار و ملکہ مہ رُخ چشم آکر طلسم کشا کے
قدمبوس ہوے اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہی کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر
بخیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہی نہ تشریف آوری کا سبب کیا ہی بہار نے دست بستہ عرض
کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کرسکتے ہین ملکہ مہ جبین الماس پوش
بہت بیقرار یقین یا تو اُنکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونے کا تردد تھا جب قردۂ فرحت افزا
لوح دستیاب ہونے کا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کرو اُسی شب کو لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ
ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب ہوئی یہان کے قواعد مین کچھ تردد ہو
آپسمین صلاح کرکے آگے بڑھ آئے یقین ہی لشکر بھی قریب ہو ملکہ مہ رُخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل
ہی پروردگار ان سب کا کفیل ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی

تا کی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات	فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر	بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر
تن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل	یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

دوست دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علماے لشکر معلوم ہوتے ہین اسد نام لشکر کا سُنکر

اشتیاق دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا آمد لشکر بصد کروفر آگے آگے علمدار اُنکے عقب مین سردار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کا ملکہ مہرخ دنا فرمان شکیل درعد وبرق جادو وبرق لامع وغیرہ پائے تخت شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوے سواری شاہنشاہ کی مثل باد بہاری آتی ہو ملکہ مہ جبین الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار بمثال دیکھا تخت کھوا دیا اِدھر سے اسد نامدار باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دلون مین اشتیاق بھرے ہوے آپسمین آنکھین چار ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھ کر کہا بی بی سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو ہنگامۂ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچا یا تمھارے وارث کو تم سے ملایا وقت خوش ہونے کا ہو اسد استقبال کرکے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ بہار و باغبان نے تمام کیفیت نہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ پہونچ جاتے آٹھ پہر لڑتے ہوے طلسم کشا کو گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو پہونچایا ماشاء اللہ کس زور وشور سے اس معرکہ مین لڑے نہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین قتل کیا مکار نے بڑا شجدہ بنایا تھا راہ مین جو رکاوٹ حائل کردیا تھا بہر نوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین نے حکم دیا سامان عیش ونشاط مہیا ہو سردار ان نامی کو خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز کیا عنایت رب اکبر پر ناز کیا خواجہ عمر منھ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہو خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہوگئے لو طلسمی ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائینگے ایک بات کا بڑا افسوس ہو لڑکے بالے پوچھینگے کہان گئے تھے تو کیا کہینگے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہو۔ بارہ برس دہلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیسے سچ تو یہ ہو کہ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے بی بی کہینگی نگوڑا نکھٹو کس ناقدرشناس کے ساتھ تھا کہ ٹکا لیکر گھر کو نہ آیا اُسوقت کیسی شرمندگی ہوگی زاد سفر تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے میان اسد صاحب دولت وجاہ ہین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار وکس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان آپ نے سارے شہر داؤدیہ کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمر وغصہ مین پلٹا کہا بیٹا وہ مال تمھارے باپ کا تھا ملنا ہمارا یاد رہا صرف کا خیال نہ کیا لاکھون روپے مصاحبان داؤد کو دیے قرضدار ہوگئے شہر داؤدیہ مین منھ دکھانے کے لائق نہین ہین مہاجن ڈھونڈھتے پھرتے ہین علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہو جس حال مین ہین شکر خدا ے کارساز ہو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ جائینگے وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھینگے طلسم ہوش رُبا سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے بیان پیسہ میسر نہین کیا تحفہ لیجائین آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون چھوچھا تجھے کن پوچھا۔ یہ کہکے کرسی سے

اُٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر خلعت پر زر طلب فرما کر دیا جملہ سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ اور حاضر کیے اور کہا مین حضور کو نہین جانے دونگی عمرو نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر مجھے تجھسے محبت ہی بی بی تجھکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا مُرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر جام و صراحی لیکر حاضر ہوے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی نوازش نہین گے طائفون کو منع کرو خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر مین ہون بسم اللہ مین تو خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی ایک غزل عاشقانہ تمکو سُنائین نئے طور سے آج نہ بجائین یہ تو خوب یقین ہی کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سطوت و صولت و لیاقت مین کیتا لئیق و خلیق عُزبا کا کفیل اُسکے گھر مین تمنے پرورش پائی ہی ہمت و سخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہوئی تم سے ہمین کیا انکار ہی اسد نے کہا پھر حضور نے پانون پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو دخل نہ دے بادشاہون کے دربار مین دراندازی ضرور ہوتے ہین مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سُنین گی بس بی بی تم تو اب متوجہ ہو ان کو بکنے دو یہ فرما کر خواجہ نے نکالی آنکھ ملا کر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی

غزل

چُرا کر لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے
کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے

ہوے واعظ بھی آخر عشق مین اُس بت کے سرگردان
بھلا بیدین ہمتو تھے یہ بیدار کیسے تھے

اُسے آتے جو دیکھا اُٹھکے دوڑا بستر غم سے
وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے

وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا
ہمارے ہجر مین دیدے یہ دریا بار کیسے تھے

ہوا یہ طول فرقت کو کہ دل سے پوچھتا ہون مین
جبین کیسی تھی میرے یار کے رخسار کیسے تھے

مجھے ای برہمن زادو پھنسایا اپنی اُلفت مین
یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمھارے گیسوؤن نے کیون نہ جھاڑا میری تربت کو
سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے

وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر سو بکس مین
وگرنہ آگے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے

وطن کے باغ سیر سبزۂ صحرا سے مین بھولا
چمن مین کس روش کے ای جنون گلزار کیسے تھے

عوض مہر و وفا کے اب جفا و جور مجھپر ہی
مجھے حیرت ہی تیرے وعدۂ و اقرار کیسے تھے

اُلجھکر مر گئے ہم تو بھی یہ سیدھے نہین ہوتے
پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے

لپٹ کر یار سے تا صبح سوئے وصل کی شب مین
سحر تک خام سے فرقت مین ہم بیدار کیسے تھے

نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میرے
لہو گے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو اے قبول ابتک		مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمر دنے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل سب کے بھر آئے شب بھر خواجہ نے نی بجائی بوقت سحر اسی طور سے وہ جلسۂ عیش وعشرت آراستہ ہی دماغ سب کے تر دنگل زرین پر اسد ایسا افسر تخت پر بلکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت وسخاوت حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و تو قیر سب عیاران نامدار خجر گذارا پنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے گرد مین لشکر ظفر اثر فروکش ہی ہر مقام پر دورہ جام بے دغدغہ خیال انجام گردش مین پردے بارگاہون کے اُٹھے ہوے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہون مین ناچ دیکھ رہے ہین جوش عیش وعشرت مین ہاتھ اُٹھا کر شاہزادۂ عالیوقار اسد نامدار کو دعائین دے رہے ہین کہ پروردگار ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت ومردانگی مین ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش جمع ہین انشاء اللہ طلسم ہوش رُبا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہان پائینگے افراسیاب خانۂ خراب کو قتل کرینگے نامدکو للکارینگے کیا لڑسکے گا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اُٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہین جس جانب نظر جاتی ہی بحر آبادی کچھ نظر نہین آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ پُر راستہ ہی وہ مصفا جو کچھ ہی وہ پر فضا اس طرح کا جلسہ عیش ونشاط جو آراستہ ہوا فلک بحر فتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا چاہتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ہی کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ہی اس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہی اسکی محفل مین رنج خلقی کا آٹھ پہر ذکر ہی کسی کو مثل نقش قدم مٹائے رہرو جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک بحر فتار شاد ہو ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہی دمبدم درپے آزار رنج رسانی مین اصرار بانی بنانے ظلم وفساد آمادۂ بدعت وبیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سہے گنبد نور برسا لہا سال قید رہے جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جاکر کیا مصیبت اُٹھائی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خوشرو جلسۂ جام وسبو رنج ومصیبت مین مبتلا تھے دریاے آفت کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اس محفل عیش ونشاط کو دیکھکر فکر مین ہی کہ سنگ تفرقہ پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک کی کیا رنگ دکھلاتی ہی ظاہر ہوا کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہی اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش ونشاط کو موقوف کیا سرداردن سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریا دکھانا چاہیے دریاے نیل تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مہمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی

واسطے ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اُسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اسی مضمون فرحت آئین کا ایک نامہ طرف کوکب رقم نظمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اُسمین تحریر فرمایا کہ ای برادر بجان برابر عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار پس فردا صرف باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے مٹانے خارستان اہ کے طرف دریاے نیل کے جائینگے کل لشکر دامنہ قلعۂ نہنگ خونخوار مین فردکش ہی مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا یقین ہی افراسیاب جادو برسر مُہرج وغیرہ لشکر کشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سردارون جانباز سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اس لشکر کا خیال رکھنا واجب دلارام ہی وہ مالک بے نیاز حاکم ہی والسلام والاکرام ساحر تیز رو نامہ لیکر اُدھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کل بوقت سحر اسد نامدار طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین خواجہ واسطے بالادوق کے گئے ہین برق و جالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشۂ داؤد دلیکر پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا و چند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

ہین مرے آبلہ دل کے تماشا گو ہر — اک گہر ٹوٹے تو ہون تنتے ہی پیدا گو ہر — نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
تہ دریاے بھی جا دھونڈھ نکالا گو ہر — رزق تو دہ خور خواہش ہی پہ پہنچا سکو — مرغ کو دانہ طاہس نے پایا گو ہر
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاک سرشت — غرق ہی آب مین پر تر نہین صلا گو ہر — کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
کہ پرکھتا ہین جز دیدۂ بینا گو ہر — ربطنا چیز سے کرتے ہین کوئی پاکنہاد — ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گو ہر
صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کے ہی شرط نظم — کور کیا جانے یہ سچا ہی کہ جھوٹا گو ہر — ہوتی غربت پہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گو ہر — خاش خار جنون سے ہی پر دا کیا کیا — ہر قدم پر ہی قدم آبلہ فرسا گو ہر
دل عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو پیدا — اسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گو ہر — غوطہ دریاے سخن مین مین لگانا بہتر
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گو ہر

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام ہذا

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہی دل مین جاے داغ — اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سوا ے داغ
کیا دُکھ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ — زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
کیا کیجے گر میان دل بیتاب کی کہ ہی — سینہ ہی ایک شعلۂ جوالہ جاے داغ
کرنا ہی سخت ناخن غمزہ خراشیان — دل کو یہ کیسے چہرے کے چیچک کے بھاے داغ
اُس رشک مہر و مہ کی نشانی ہی دیکھنا — ای چشم اشکبار کہین بہ نجاے داغ

چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُسنے غیر کا	سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے داغ
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین	خو کردہ تھا بہ تاب و تب شعلہ ہائے داغ
رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان	پہلو برائے زخم ہی سینہ برائے داغ
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی	ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے داغ
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے	مومن غضب ہی آتش لذت فزائے داغ

رائے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا بہ تاریخ مصیبت مین مبتلا صورت نگار جادو صورت ناگن دزیرزادی کی نبی ہوئی مگر کی باتین منزل بمنزل سمجھاتی ہوئی قریب لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جاکر ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین الماس پوش کی افسر ہین سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہی ایسا نہو وہ بی جھاڑو ٹونکے ٹامڑے کرنے لگین کچھ میری بھولی شاہزادی کو کھلا دین تو مین کیا کرون اسی مقام پر اُترہے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ اے اسد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیار گلشن جنان ہوئے لاش اپنے باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین آپکی محبت کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی ہی کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو اقرار نامہ لیجیے کہ بی مہ جبین استقبال کو آئین سلام کرین اُنکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا اُنکی کیا حقیقت ہی سلام کرنا اُنکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی دزیرزادی کی رائے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر ایک کنیز کو روانہ کیا اُسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سردارانِ سرفروش کے خیمون پر نظر ہی ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف سحر خوانی مسلح مکمل ہر وقت تیار آمادہ حرب پیکار رزم جنگ افراسیاب سے ماہر ہین بخوبی حال ظاہر ہین جسوقت اُسکا جی چاہتا ہی لشکر اسلام پر آپڑتا ہی بفر غضب لڑتا ہی مدت مدید عہد بعہد سے یہ جفائین اُٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تعین سب سردارون کی جانبازی کی کرتے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش خاک اُڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون نرگس خیر تو ہی نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا اے شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہوگئین شہنشاہ داؤد سیار گلشن جنان ہوے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے

گریبان پھاڑ ڈالا طرف صحرا کے کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ ہولیے اُس بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے کربیان کرو کیا لڑائی پڑی افراسیاب خود چڑھ آیا فلک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزون عرض کرتی ہین ای شہریار سامان لشکر کشی کہان ہوا صرف صورت نگار جادو آئی شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی اس کافرہ نے عین محراب عبادت مین مردمومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور غربت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر بچین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے اُنکو بچایا کئی دن پیشتر سے آپ کے فراق مین نہایت بیقرار تھین ناگن وزیرزادی نے سمجھایا بجرب زبانی سے واسطے شکار کے لگا کر لے گئی شکارگاہ مین یہ خبر وحشت اثر سُنی وہ حرامزادی سارے شہر کو مٹا کر مکانون کو گرا کر صحیح وسالم چلی گئی جب ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کوے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب لائق رہنے کے نہین رہا یہ حال مصیبت مآل سُنکر اسد کا رد مال پہ رد مال تر ہو رہا ہی دل اُسکی مصیبت پر رو رہا ہی جب قریب لشکر ملکہ لالان خون بہا پہونچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد غازی کا کلیجہ پھٹ گیا ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار مکارہ ساتھ ساتھ چلاتی ہوئی مکر کے دُھکو سلے دکھاتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس دریتیم پر پڑی ملکہ مین کرتی ہوئی بڑھی کہا ای

شہریار ہم یتیم ہو گئے

نظم

ضبط اپسم کی توانائی نہین	طاقت صبر و شکیبائی نہین	ماجرا ہی سخت مشکل کیا کرون	کیا کرون چھتا نہین دل کا کرون
بس چلے تاب و توان کاکب ملک	پاس ہو درا ن نہان کاکب ملک	پھر سر شک لالہ گون غماز ہی	رنگ دیکھو پائل پرواز ہی
پھر ہوا ہی ناخن غم جانخراش	پارہ پارہ دل جگر ہی پاش پاش	جان پر اللہ کیسی آ نبی	حال بگڑا جاے ہی یہ کیا بنی
چارہ و تدبیر کا امکان نہین	وردا یا قابل درمان نہین	حال اپنا کو دکھاؤن کس طرح	ماجرا ے غم سناؤن کس طرح

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ پاک کیے فرمایا ملکہ بخدا یہ معلوم ہو ملکہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار قتل ہوے مگر انشاء اللہ یہ خون بالا بالا نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھے گا جسوقت خواجہ عمر دینگے وہ اس خون ناحق کا بدلہ لینگے صورت نگار نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو تلم کیا انشاء اللہ جو ظہور ہو گا آنکھون سے دیکھو گی ای ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو بہت جلد دفن کرنا مناسب ہی راہ مین بھی کئی دن گذرے ہونگے صورت نگار تو شقاوت دل سے کہتی ہی ای صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا ہوا میری جان بچنا مشکل ہی اب یہی علاج ہی کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اُسکے پاس رہگئی مجھکو ڈھونڈھکے مارے گا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی مکر سے خوب روئی کہا حضور اب دیر نہ لگائیے اس

مردموحد کا لاشہ اُٹھائیے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے آکر جنازہ اُٹھوایا خود کاندھا دیا تابہ منزل اول پہونچایا اپنے دست حق پرست سے دفن کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی عقائد مسلمانون کے بڑے کامل ہین کلمات تلقین سُنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبانے اپنا حال اتبر کیا صورت نگار نے اشارہ کیا حضور ایسا نہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان خون قبا کو سمجھایا قبر سے داؤدی اُٹھایا فرمایا صاحب صبر کردنیا کا یہ طریقہ ہی بموجب شعر حضرت شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عارت نو ساخت ؎ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ؎ ملکہ یہ دُنیا مقام عبرت ہی حضرت آدم ابوالبشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے فرحت کے کہ دوسرا انیس ممکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے خناب حوا کو پیدا کیا اُنکے جمال مہر تمثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو اُنکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن مین مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اورون کے مردون کو زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم نیا رنگ دکھاتا ہی بیت ہر دم از ین باغ برے میرسد ؎ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ؎ دیگر اشعار آبدار لالا علم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش — اس چمن کی ہوائے بہن دے — تم نہین روشن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہوگئے قدر رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا — لالہ دل پہ لیگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے عیشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد — جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین پیدا یک غنچہ عیان — گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم مین جو فتن ہین — چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین — شاخ پر ہی جو بیدِ چمن — کسی محبوب کا ہی یہ سب فتن
عنہ یبسون کے ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان — خاک مین لکھ خان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم — جب ہوا صرصر خزان کا ڈر — خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہی یہ کپڑا لباس — یہ گلستان نہین ہی قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

ان اشعار عبرت آثار کو سُنکر ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا لطف عیش دل سے گر گیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بدحواس ہوگئین کہتی تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین اسقدر سُنکر آنکھون سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہی دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی مسافر

کو آرام سے کیا کام ہی معلوم ہوا دُنیا عبرت سرا ہی اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہی ہر چند کہ صورت نگار کافرہ بت پرست ہی بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہی مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر بدلی غم و الم کی چھا گئی بہ مشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا ارشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ کیجیے اپنی بارگاہ مین لیجلیے ملکہ نے اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ ہوا آپ رنجیدہ نہون والد نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن اُنکا غبار گناہ سے آلودہ نہوا توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا اُنکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور ملکہ کئی روز سے بے آب طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین مسافر روز با جگر پر سوز سیاحِ عالم بے خبات کرکے داخل سرائے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت جلالت آیات فلک پر متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بتعجیل بارگاہ مین روشنی کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کر و ملکہ مہر رخ و بہار وغیرہ بھی تمھارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ نفاق ہین ہین صبح کو طرف دریائے نیل کے سفر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا مضمون لوح سے ثابت ہوا کہ ابھی لوح بیکار ہی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی رازداران طلسم کہتے ہین جب تک دریائے نیل قبضہ مین نہ آئیگا اس مرحلۂ سخت و صعب کا طے ہونا دشوار ہی ملکہ تو شاہزدے کا منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے ٹہوکے عرض کی ای شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ مصیبت کشیدہ کو سمجھا ناضرور ہی حضور کی فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آجکی شب یہین آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے ہر نوع صبر کرینگی حضور کے لیے دعاے فتح و ظفر مین مصروف رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شب کو جانا میرا باعث بیقراری لالان خون قبا ہوگا ملکہ لالان نام فراق سُنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن سے پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام کرینگے سفر و حضر تمھاری راے پر ہوگا صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سب کا تبدیل کرایا بیان تو اسد غازی آمادہ ہو چکے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر مین کہ یہ دونون عاشق و معشوق آرام کرین جس طرح بنے لوح طلسمی لون طلسم کشا کو قتل کرون لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہزادۂ دیبا نگو

بھی مٹاؤن لوح لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دوکلے حال
خواجہ عمرو دملکہ مہ جبین الماس پوش کے گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو دملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ
مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش حاضر خدمت فیضدرجت ہین تین دن لشکر مین جشن نوروزی ہا
اب خیال سفر طلسم کشا مین متردد ومتفکر تھین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سُنا بی
لالان خون قبا دختر شہنشاہ واُودہیان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا
کے اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لے گئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ مین
اُنکے باپ مارے گئے نیاڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لاکے پہونچایا بی بی ان عورتون کے چلتر سے ڈرنا
چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُترین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو آکر دفن کیجیے آپ کی
محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سُنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہے مردے کے سامنے ٹسوے بہائے ہونگے
نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا اب خاصہ وغیرہ نوش فرمائیے مردے
کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھین گے اب سفر کیسا جستجوے طلسم کشائی کجا داری ہکو
ڈر ہے کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھ سے
لڑائی رہا کرتی تھی پڑوسن نے مجکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ جوتی سے آٹا تو لکڑ پکیا پکا اندھیرے پاکھ مین
میان کو کھلاؤ ہمیشہ جوتی کے نیچے رہینگے مین نے یہی کیا اب کبھی نہین اُٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون
حضور ایسی باتون کا ڈر ہے بعض ٹوٹکا پلٹ پڑتا ہے مرد کی جان جاتی ہے ان خیالات مین لونڈی بہت
گھبراتی ہے جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ پکڑکے کھینچ لاؤن مجھسے بی لالان نہین بول سکیگی مین آپکی
خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین سُناؤنگی صاف کہدونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اِدھری ہو
میان سلامت رہین ایسے معاملے بہت سے ہونگے رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سنکر ملکہ مہ جبین
رونے لگی کہا بوا سنو تم دخل نہ دو مین اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین
مجھے کسی شغل سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا نام خدا لاب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے لوگ
جمع ہونگے مجھے چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو سے کام ہے جلد اُنکو بلا کر لاؤ مجھے سوار کرا کے خدمت مین میرے
ابا جان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدۂ شیر گیر کے زیر سایۂ دامن دولت بسر کرونگی
عمر بھر اُنکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر بیٹھین فرنے اڑائین مین کچھ اُنکی عاشق
نہین ہون نہ لوگ اپنا عشق جتائین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ مہ جبین کا غصہ مین چہرہ
سُرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین نکلتی سوت کا نام جو سُنا

ضبط نہین ہوسکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اُتاری کہا اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹکے مُنہ سے نکلجائے ابھی میرا خاتمہ ہوگا مین وصیت کرتی ہون میرے جنازے پر نہ آئین میرا مردہ خواجہ عمر و اُٹھائین دلارام وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا واری آپکے دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز کو بھیجا ہی خواجہ عمر و آتے ہونگے اُنسے شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی خدا وارث کو سلامت رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر نقش ہی اس مقدمہ مین جو کچھ سچ ہوگا کھلجائیگا خواجہ عمر و ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اسوقت باتون پر ملکہ مہ جبین و دلارام کے محل مین ہنگامہ جہان چار ملکر بیٹھین ہی کُھسر پھُسر ہورہی ہی دیکھو بوطلسم کشا نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا کی بارگاہ مین گئے ہین مردوے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی بوا ہماری بی بی صاحب نے اپنی محبت ظاہر کردی یہ بڑی خرابی ہوئی جہان مردوے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی پھول جاتے ہین اپنے آپ مین نہین رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ہماری ملکہ بہت بگڑی ہوئی ہین بُری ضدین ہین بُرا مانا مُنہ پھلایا ہی سوت کا نام سُنکر غصہ آیا ہی ایک نے کہا بوا بیٹھو کچھ بھی اب نہوگا اُنکے سر پر کودن دینگے ملکہ کو اس مقدمہ مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا مقدمہ ہی بوا مین پرہی لکھی ہون دیکھو سعدی نے کہا ہی مثل گربہ گشتن روز اول ؛ اگر یہ نہ کرینگی پھٹپائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین جو کنیزون کی ملکہ نے سنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب نہین دیسکتی دل کی جو کیفیت ہی کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن ؛ اشعار

یاران غم یار من مپرسید	دردِ دل زار من مپرسید	در من نہ قرار ہست و نے صبر	از یار و دیار من مپرسید
بر کندہ دل از دیار و یارم	از صبر و قرار من مپرسید	ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم	حال شب تار من مپرسید
بینی بسرِ ازین پے زیارت	جز راہ مزار من مپرسید	ہر دم ہی کچھ اضطراب دل کو	طاقت نے دیا جواب دل کو
اب کرتی ہی سانس بھی گرانی	سب خاک مین ملگئی جوانی	اے دلارام وائے صاحبان قدیم اب ہمکو نہ سمجھا دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی یقین ہی شکے تشریف لائین کہدینا آپ کے ظلم و بدعت نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگر سوز نے جلا کر خاک کیا ایک جنازہ دفن کرچکے اس کشتۂ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھائیے تا بہ قبر پہونچائیے دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ ای گُل باغ خوبی کانٹا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی قد بصد شد و مد باغون مین جلین کیجیے باغی نرہا عین

بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد و گلچین کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نو بہار
رونے لگی ہچکی لگ گئی بات مُنہ سے نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمر و پھرتے پھراتے دربارگاہ ملکہ مہ جبین پر آئے
محلدار نے پکار کر کہا خواجہ سلامت اندر جائیے عرصہ دراز سے ملکہ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین
کیا رنگ اُچھل رہا ہی آتش غم و الم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہی عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی محلدار نے کہا آپ
اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہوجائیگا میرے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہی عمرو بھی گھبرایا بیقرار ہوکر
محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج و الم ہی ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش
کو دیکھا تمام کنیزین گھیرے بیٹھی ہین بجلی لگی ہی رنگ رد متغیر متردد متحیر خواجہ عمرو کو دیکھا ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر
خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مارکر روئی عمرو نے دامن سے اشک پاک کیے پشانی کے بوسے لیے
کہا کیون نور نظر خیر تو ہی دشمنون کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہی مجھ سے مفصل کہو اے مہ جبین مجھے
جالاک سے زیادہ تجھے محبت ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو اندھا کردون مہ جبین تو فرط گریہ و زاری
سے جواب نہ دیسکی دلارام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور مجھسے سنین آپ کے نواسے صاحب نے
اور معشوق کی آنکھون سے دور بھی کوئی نہ جانتا تھا بی لالان خون قبا کے والد مارے گئے وہ لاش
لیکر آئین طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میان داؤد کو دفن کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہی کہ
آج شب کو وہین تشریف رکھین گے انصاف فرمائیے اُنکو یہ مناسب تھا کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کرین سوت
کے خیمہ مین چلے جائین یہ مضمون سُنکر عمرو کے ہوش اُڑ گئے مگر ضبط کرکے کہا اے نور نظر مہ جبین لالان
خون قبا کے مقدمہ مین ملال نہ کرو انصاف شرط ہی اُسی کی وجہ سے اسد کی جان بچی اُسکے باپ کی
وجہ سے لوح ملی عشق مین اسد کے لالان خون قبا نے کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے
لیکن اُسنے نہ بتایا اگر اُسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا لیکن بٹیا اُسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا مرتبہ
نہین ہی نہ ہوسکے گا اگر سو معشوقین اسد کی ہونگی سب کو تمھاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اُسکا ملال
نہ کرو ملکہ دعا مین مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے لوح پر کوئی اثر نہ پڑجائے تم کھانا
کھاؤ عیش کرو دلارام تو نہین ملکہ کو سمجھاتی یہ فرزندان صاحبقران ہین ان باتون کی تاکید انپر نا ممکن ہی
اگر اُنسے ملکہ کو محبت ہی رشک و حسد کو دل مین جگہ نہ دین یہ کہکر عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا مہتر برق فرنگی
کو بلایا کہا تو نے سُنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے خیمے مین لوح پہنچ گیا ہی دل میرا تڑپ رہا ہی
ایسا نہو کوئی عیار بچی اُنکے لشکر مین ملی ہوئی چلی آئی ہو لوح کی فکر ہوگی جاکر بٹیا تدبیر کرو ملکہ زیر ہوجائے
اسد نامور کے آنیکی فکر کرو تو بہتر ہی مین بھی وقت پر آؤنگا بڑا مجکو تردد ہوا دل مثل ماہی بے آب

تڑپ رہا ہو یہ بھی امر سبب سے خالی نہین ہو اسد نامدار وہان شب کو بھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہین ہو کہ باتون مین روک لیتی یہی کسی مکار کا کام ہو رات کو اُسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان خون قبا کو لشکر ظفر اثر مین لاتے ملکہ مہ جبین سے ملواتے ان آئینہ رخسارون مین صفائی ہو جاتی غبار خاطر دفع ہوتا اور ای برق بجذا مجکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہو صورت نگار مصور سے سمجھ لونگا اگر ان زن و شوہر پر پنجہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا خون ناحق داؤد کا بخوبی بدلہ لونگا برق نے کہا اُستاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا خلق ہوا اُس مرد خدا پرست کو بلیس و بے بس کر کے مارا مگر کیا ثابت قدم کوہ بے نیروان پرستی تھا تو بہ شکنی نہ کی اپنی جان دی اگر ذرا ہونٹھ ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اُسکے قلب پر تاثیر کی حضور نے ایسی مسلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل و جان سے اپنے پیدا کرنے والے پر مائل ہوا اُستاد شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ اُستاد آپ بھی چلیے عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بانہائے عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین پھرتے ہوے جا بجا اہا لیان طلایہ کو جگا یا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سونے کی نہین ہین خوف آمد افراسیاب ہو لشکر کشی ہوا چاہتی ہو تمام طلسم ہوش رُبا مین لڑائی کے سامان ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت اسد غازی مین روانہ ہوے لیکن وہان بارگاہ لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد نامدار سے اشارہ کیا اے شہریار راہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اُٹھائین خیال فرمائیے باپ کا لاشہ ہمراہ تھا اب تک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف رکھنے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا اب رات زیادہ آچکی آرام فرمائیے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہتر ہوگا عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اُسکو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہو یہ کہکر صورت نگار سامنے سے ہٹ گئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہو صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہو اب عاشق و معشوق تنہا رہے اسد غازی نے ہاتھ ملکہ لالان خون قبا کا تھاما جیسے گھٹ پر آئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانہ

دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول و حزین چھوڑ کر جائینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین آئیگا
لالان خون قبا نے کہا حضور جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے میرا لشکر مین کون ہی ایسا نہ ہی مہ جبین
میرے ساتھ دشمنی کرین سب سردار اُنکے مطیع ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم کیا مجال ملکہ مہ جبین سے تمھین
ملوا کر جاؤنگا ہر ایک کو بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمھارے تابعدار رہین دل و جان سے خدمتگزار رہین
دونون کو نشہ شراب تھا باتین کرتے کرتے سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اُٹھی پردے سے
دیکھ رہی تھی دیکھا عاشق و معشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہی پردہ اُٹھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح
گلے مین اسد نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سو رہا ہی خوف سے اُس شیر دل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی
اگر بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہو جائیگا اُس شیر کے پنجے سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب پلنگ
کے آئی جھولی سے مقراض نکالی دوڑا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھولی جاتی ہی مُنھ پھیر کر
باحتیاط لوح کو اُٹھا یا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھولی مین رکھا اب منظور ہوا طلسم کشا کو بھی لیچلو اُس ظالم کو
کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضہ سے طلسم کشا کے لیلی اب بیدار بھی ہوگا تو کیا کریگا اِس خیال سے
پنجہ کمر مین اسد نامدار کے ڈالا سحر کرکے قصد کیا قبۂ بارگاہ کو توڑ کے نکل جاؤن قضا کارمہتر برق فرنگی بموجب
حکم خواجہ عمر و چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت
اصلی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہی چاہتی ہی کہ سحر کرکے بلند ہون برق تڑپ کر اُٹھا جی مین کہتا ہی
ہائے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا نقشہ ہوا یہ تو زوجہ مصور ہی
پلنگ کے نیچے سے دبا ہوا نکلا پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون
برق نے چودہ حلقے کمند کے مارے تڑپکر نعرہ کیا نعرۂ برق شعر منم برق رفتار و خنجر گزار، منم کہ لیکن گران
بہر ہزار، او ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہائے کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا مارا
اسد غازی پنجہ سے چھوٹ کے صورت نگار کے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی لفظ اُف مُنھ
سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گیر کیلے دو ہتڑ مارا برق زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او نگوڑے پاجی بھوریے اب کہان جائیگا افراسیاب تجکو دار پر
کھینچے گا برق کی زبان بند مجبور و دردمند زبان صورت نگار نے اُسکی بند کردی اس خیال سے کہ غل نہ
مچائے بڑھکر برق و اسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبا یا سحر کرکے بلند ہوئی تا بہ قبۂ بارگاہ پہونچی تھی
لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کو کب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمر وبھی آکر اس بارگاہ مین
ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اُسمین گھسکر سو رہے جب برق نے صورت نگار پر

کمند ماری نعرہ کیا اسد کے گرنے کا دھما کا ہوا عمرو کی آنکھ کھلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار بلند ہو کر قریب قبۂ بارگاہ پہونچ چکی ہی قصد ہی سحر کر کے قبہ بارگاہ توڑ دون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال ایسا سی نکالا نعرہ کیا و مکارہ کہان جاتی ہی نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے کر سے کانپتا ہی جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون	ز مانہ کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکر ین کھائے ہر ہر قدم	اڑا دون صبا کے بھی ہوش کو	نیائے مری گرد پا پوش کو
دو ندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون	صورت نگار سحر کر کے بلند ہوئی تھی عمرو جست کر کے	

برابر پہونچا جال مارا صورت نگار د برق و اسد جال مین پھنسے اسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار پھسکر گری عمرو نے جاب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھل گیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی کو اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہوئین پیٹنے لگین عمرو نے کہا بیٹیا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہی مین نے اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضۂ خون بیگنا ہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی باغبان و بہار و مہرخ و معمار قدرت و ہلال سحر افگن و سرخ موے کا کلکشا وغیرہ دوڑے غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہی ہوشیار کر دیا ہی تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر کھڑا ہوا ہی صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کف منہ سے عمرو کے جاری و یوانہ وار وحشی مثال للکار رہا ہی و حرافزادی فاحشہ تو نے اس مومن دیندار کو بخیطا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا بتلا کہ اسوقت امیر اسیاب کیا ہوا و ہگرا امیر امصور کدھر گیا و مکارہ عیارہ تو نے مثل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرما رہی ہین کہ چھوٹے نانا جان یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیرزادی ناگن کو اس حرافزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس حرافزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مار کے اسکی صورت بنی صاف ظاہر ہی سب امورات کا معاوضہ ہوا جاتا ہی کل اہالیان شہر داد دیدہ کا خون اس حرافزادی کی گردن پر ہی یہ ملعونہ جلادون کی افسر ہی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سترہ سو سردار گرد عمرو جمع ہین مگر کہ رہے ہین کہ ایسے غصہ مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق و ضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب ہمت و جرات ہی دیکھون کس قدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا و بے انگریز کوڑے لگا تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق و ضرغام جھپٹے صورت نگار

پر کوڑے پڑنے لگے شرائے خون کے بلند ہوئے بوٹیاں اُڑنے لگین جب ذرا ان دونون کے ہاتھ رُکتے ہین عمرو تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر بڑھتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر ایک سڑاکا صورت نگار پر پڑتا ہی صورت نگار ردہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیان کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال صورت نگار کا عجیب حال پکارتی ہی اے عمرو توبہ کرتی ہون اب کبھی ایسی حرکت نہوگی تیری لونڈی بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او مکارہ تیرے قول وفعل کا کیا اعتبار ہی تجکو اُس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اُسکا خون بہایا اُسی کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امر و نہی نہوتا تیری یہ مجال تھی کہ اُسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے اُسکی لیاقت پھر رہی ہی میرے کلمات نے اُسکے قلب پر ایسی تاثیر کی دُنیا سے دون کو ہیچ جانا راہ خدا مین جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال زشت نے تجکو مبتلاے بلا کرایا اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا صورت نگار قریب بمرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اسکا دم نکل جائے دوڑکر باغبان نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بس یہ بڑے جلیل کی زوجہ ہی سزاے کامل ہوچکی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا اے برادر بجان برابر افسوس وقت انتقال تمھارے ہم قریب نہوے کچھ وصیت ونصیحت کرتے کس حسرت ویاس سے تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان پر مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین اسکے زخمہاے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلبلا کر باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھکر اسد نامدار ایک ایک سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت کوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جائے اسوقت کسی کا کہنا نہ مانینگے فرخ وبہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہین مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر اُسی طور کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہین برلے خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت مجھے اُس مرد خدا پرست کی حسرت ویاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی مین اپنے ہوش مین نہین ہون اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو یہان کوڑے پڑ رہے ہین سترہ سو سردار نامدار واسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہین ہر چند سردار سمجھاتے ہین مگر عمرو نہین مانتا کہتا ہی اسکی ہڈیان تک شکست کرڈالونگا زندہ اسکو نہ چھوڑون گا بیان تو یہ ہنگامہ ہی۔

دو کلمہ افراسیاب و مصوّر و چند اشعار آبدار حسب حال مقام فرحت انجام برائے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہین

ابر دیکھا تو کہا دل نے بخار اپنا ہی
برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی

داغ داغ اپنا یہ سارا تن ہزار اپنا ہی
تجھپہ مر جائینگے ہم ہمسے بچیگا نہ رقیب
ہم ترے صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی

ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہین
بیخودی کہتے ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی
تھا تبا ہی پنجۂ حسرت نے تمھارا دامن

آگے جاتے ہو کہان تم یہ فرار اپنا ہی
ای صنم کس لیے دامن سے چھڑاتا ہی تو
بیوفا ایسا نہ سمجھا یہ غبار اپنا ہی

سیکڑون پھول ہنسے ہین غم داغ حسرت
دل نہین سینہ مین یہ باغ و بہار اپنا ہی
دن ہو یا رات ہو آنکھو نمین ہی عالم اندھیر

دھیان لفظون ہی مین لیلیٰ و نہار اپنا ہی
جان لی بیٹھے محب پر نہ اٹھایا لاشہ
جان لون پھر اسے کس طرح کہ یار اپنا ہی

اس سے سینہ مین خلش اٹھہ پہری ای گل
غنچۂ دل نہین پہلو مین یہ خار اپنا ہی
دل سے توڑو گے تو ہم منھ نہ کبھی موڑینگے

خو تمھاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
نظر یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر
جسقدر عشق مین لذت ہو وقار اپنا ہی

سینہ اپنا نہین داغون سے گلستان ہی
نالہ کش دل جو ہی سینے مین ہزار اپنا ہی
اب کبھی دل مین بھی ہوتا نہین وہ جلوہ نما

ایک مدت ہوئی سنسان دیار اپنا ہی
حرص دنیا کو جدا مرکب دسے کیجیے
اب ٹپکیے اسے ناچیز سوار اپنا ہی

پڑھکے اشعار مرے ہوتی ہین پریان بیخود
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی قبول

اندنون کوچۂ جانان مین گذار اپنا ہی
بر سر کوہ بلور افراسیاب مغرور و مصور جادو چند سردار انتظار مین

صورت نگار کے مصور ہر مرتبہ گھبرا گھبرا کر کہتا ہی ای شہنشاہ جو رومیری بڑے کام پر گئی ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاے اس فکر مین کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اترا گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا تھا **افراسیاب** کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا **افراسیاب** نے جلدی وہ نامہ کھولا سرنامہ پر مُہر **صورت نگار** کی پائی تصویر فرحت آئینہ خیال مین نظر آئی **افراسیاب** نے خوشی مین نامہ کھولا کہا ای مرشد زادے صاحب سماعت فرمایئے آپ کی گھر والی نے لکھا ہی **مصور** متوجہ ہوا **افراسیاب** نے پڑھنا شروع کیا **صورت نگار** نے جنگ شہر داؤدیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ مین نے خداوند داؤد کو لڑھکے مار شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہو گا اب مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح کی فکر مین جاتی ہون ای شہنشاہ نہ گھبرائیے گا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچین گے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہو گیا کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس طرح

سے قتل کیا خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ لڑسکے اب عیاری کرکے گئی ہی بڑا کلیجہ رکھتی ہی مہرخ دیہار وغیرہ سب کو ماریگی ایک اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین بادشاہ کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے اِن غرور کی باتون پر حیرت سے اشارہ کیا اسوقت تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے اے حیرت مقام حیرت ہی داؤد پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اُسکے سحر سے تومین خائف تھا کسی غفلت مین اسکو مارا جو کچھ کیا بُرا کام کیا خوب نام کیا مگر کان مین کہا اے حیرت اگر انکی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی بہت بلبلائینگے مین خاطر کرتا ہون اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑے طلسم سے نکال دونگا نہین معلوم کیا سمجھے ہین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لون طلسمی ملے پھر سمجھا جائیگا مگر افراسیاب نے مصوّر سے کہا مرشدزادے ہین تو تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجیے اُسمین حال اپنی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت کرنا واجب ولازم ہی بڑے کاربزرگ پر اُسنے کمر باندھی ہی لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہی وہان عیاران اسلام موجود ہین ایک ایک اُنمین اپنے وقت کا بقراط وجالینوس ہی ایسا نہو کہ کچھا نی جائے مصیبت اُٹھائے مصوّر نے رقعہ جمشیدی ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصوّر رقعہ دیکھ رہا ہی کبھی ہنستے کبھی خوش ہوکر کھڑے ہوگئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشدزادے کچھ خوشخبری سُنائیے کیا معرکہ گذرا مصوّر کہتا ہی نیرلون کا حال دیکھ رہا ہون صورت نگار صورت پرنائن کے ہمراہ ملک لالان خون قبا کا رگزاری مین مصروف ہی بڑی صاحب قوت ہی قضائے کارا افراسیاب نے سر اُٹھاکر دیکھا مصوّر نے غم کی صورت بنائی سر پیٹنے لگا ہی ہی میری جورو کہکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا ہر چند افراسیاب نے پوچھا مرشدزادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی مین کچھ نہ کہہ سکا اتنا منھ سے نکلا اس رقعہ مین پڑھیے اپنی بی بی کی مدد کو جاتا ہون رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ بلند ہوا چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوگیا افراسیاب تو حیران کہا اے حیرت مرشدزادے بھی عجب اُلّو کے پٹھے ہین جورو جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ مجھسے حال صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمشہ سے حسن پرست ہی کسی کے لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے گئے ہین جوتیان کھائینگے داڑھی نچوا کے آئینگے حیرت تو یہ مخرے پن کی باتین کرنے لگی افراسیاب نے کہا مین طائر بحر وبر نہ کرتا ہون وہ تھوڑے عرصہ مین پلٹ آئیگا مفصل حال سُنائیگا یہ کہکر افراسیاب نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا یا سامری کیلئے اسکو اُڑا دیا لیکن یہان صورت نگار پر کوڑے پڑ رہے ہین کہ مصوّر آسمان پر چکا دیکھا تمام لشکر کا جا بجا ہی سب سردار عمرو کی منتین کر رہے ہین عمرو نہین مانتا یہ حال پُرملال دیکھکر مصوّر جادو نے نعرہ کیا کہا باشیدا اے مسلمانان سامری وجمشید کی بہو پر یہ ستم یہ کہکر بہت سے

ماش کے دانے طرف مہرخ وبہار کے پھینکے عمرو توسایۂ مصور دیکھکر ایک غار مین گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر مصور نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پر اندھیرا چھا گیا مہرخ وبہار سحر دفع کرنے لگین مصور اسی اندھیرے مین گرا وہ ستون جسمین صورت نگار بندھی تھی سحر کرکے اُسے اکھیڑا زوجہ کو جلدی مین کھول نہ سکا لیکن ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار مین سے دیکھا مہرخ وبہار وغیرہ سے کچھ نہین ہوسکتا تاریکی دفع کر رہی ہے مین کئی سو ساحرون کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی جوش مین غار سے نکلا وہی جال الیاسی کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا ا مصور کہان جاتا ہی میرے صید کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کرکے پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصور کو مارا مصور وصورت نگار زمین آہنی سب جال مین پھنسے عمرو نے اُسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے جاب مارکر بیہوش کیا لشکر مین ہنگامہ ہوا خواجہ عمرو سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اُڑ گئے مصور کو بھی مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا زن وشوہر دونون باندھے گئے سوزن زبان مین دیکر مصور کو ہوشیار کیا مصور نے دیکھا زوجہ کے جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو مثل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون او بیحیا تو میرے صید کو لیجاتا تھا قدرت پروردگار دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصور نے للکارا او ساربان زادے تونے میری زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوڑونگا تو قیامت برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچکے جاؤگے جو بن پڑیگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو نے حضرغام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی لینا مثل زوجہ کے انکا بھی حال بنا دو بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی بیشہ سامری ہی انکی خدمتگزاری اچھی طرح چاہیے حضرغام نے جھپٹ کر مصور کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان اڑنے لگین چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصور چیخنے لگا پکارتا ہی او ساربان زادے جورو میری مرجائیگی تو یہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی جورو کو گالیان دیتا ہی کہتا ہی او مردار تونے داؤد جادو کو مارکر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائے افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہین دغلی بیکر مانگ کھائین گے جبکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لین گے کنارے دریا کے چلکڑ بیٹھین گے نہانے والے جو آئینگے سر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی ابے او نالائق اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیری زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اُسکے اس فاحشہ کے ذمے ہوے ذرا تو مین دل ٹھنڈا کرلون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو کھلاؤن آنکھین اسکی نکالکر پانوٹنکے نیچے ملون اسوقت لشکر کا ہنگامہ لوح تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسدکے گلے مین پہنا دی ہی یہ خبر ملی ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی نا ناجان بس معاف فرمائیے انکو قید کیجیے آپ کے

مذہب مین اس قدر بدعت درست نہین عمرو کو ڈرا پکڑ کے طرف اسد کے چلا کہا او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر کافر قاتل مرد خدا پرست اس لائق نہین کہ انکو بوریے مین لپیٹ کر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اُٹھایا اسد الامان کہکر پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہی مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہی جو اسوقت عمرو سے بول سکے سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب برسر کوہ بطور بعد چلے آئے مصور کے تھوڑی دیر تو مسخرا پن کرتا رہا کسی نے کہا مرشدزادے جورد کو بچانے گئے ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھر گئے تھے سیر کرنیگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعۂ جمشیدی مین دیکھو وہ رد تے پیٹتے گئے ہین کوئی تو بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہائے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب نے رقعۂ جمشیدی اُٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی وائے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہوا افراسیاب اُٹھا کہا یار دناک شکستگی صورت نگار و مصور ایک ستون مین بندھے ہوئے کوڑے اُنپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام کیا تھا مگر سارباں زادہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا مکر چل سکتا ہی پیر فلک کو ملکی شعبدہ بازی سے سکتا ہی دونون زن و شوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر بڑے کروفر سے بلند ہوا مثل بلائے مبرم چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام و برق نے اس قدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن و شوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو کہتا ہوا ای ضرغام و برق ان دونون کو پھر ہوشیار کر دیہ مرے نہین مکارون نے دم چرائے ہین مجکو دھوکا دیتے ہین جب تک نکی ہڈیان باقی رہینگی جب تک مین نہ مانونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باشید ای مسلمانان غضب کیا مرشدزادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب کی عمرو و برق و ضرغام ایک جانب بھاگے عمرو نے گلیم اوڑھ لی سردار سنبھلے ملک مرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہی کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہی اُن سبھون نے چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی یہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی مگر اسد نامدار نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نامآورد کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو لوح پہنے ہوئے دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آیا مگر طرف سے اسد کے مُنھ پھیرا اتنی تو آوازدی یا سامری جمشید مجکو اِس غیر ساحر کے سامنے سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برسا دون لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبو دون مجکو ایک کس سے یہ خوف یہ کہتا ہوا کف مُنھ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آکر گرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اُکھیڑا مصور و صورت نگار اُسمین بندھے تھے اُنکو

جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا زور مین بھی یکتا ہی بائین ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے سنگریزے اُٹھا کر طرف مُرخ دہبار کے پھینکتا ہوا طرف صحرا کے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن اُنکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایک ایک کو جھکر جانتا ہی جسکو جھڑک دیتا ہی وہ خائف ہوکر تھم جاتا ہی مثل نقش پا زمین پر جم جاتا ہی سوائے اسد غازی کے اور کسی سے نہین ڈرتا ہزار ہا بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگدلی کی پتھر برسائے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی عجائب غرائب سے مملو شعلہ مزاج آتشخو عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری ہی چاہتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت نہین ملتی افراسیاب مثل باد صرصر جھپٹا ہوا جاتا ہی سرداران اسلام کو قریب نہین آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی ای ملکہ مہرخ دہبار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہین خواجہ ہم خود مجبور و ناچار ہین اس ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہین ہزار ہا بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر اپنے کو بچائین آتش سحر سے اس جہنمی کے جل جائین کس طرح اس تک پہونچین کیونکر جان بچائین اسد نامدار ہر مرتبہ چاہتا ہی ہین قریب افراسیاب جادو کے پہونچون مگر افراسیاب مثل ہوا کے جاتا ہی پیک وہم وخیال کا اُس تک پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوش رُبا بلائے روزگار ہی پلٹ کر اسد غازی سے کہتا ہی او جوان یہ لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا ہین تجھسے لونگا ہین کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے غفلت کی اسوجہ سے یہ دن تجکو نصیب ہوا اب ما بدولت نے بیدار مغزی پر کمر باندھی ہی دیکھو تو کیا فتنہ برپا کرتا ہون اور وہ مکار کہان ہی جسنے مرشدزادے اور قدرت کی بہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا بدلہ کیسا لیتا ہون اس طرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اُس ستون کو کاندھے پر رکھے ہوئے جیسے کوئی پھول کو اُٹھائے ہوئے رواروی مین جاتا ہی دیکھنے والون کا اس قوت پر اُسکے قلب تھراتا ہی اُسوقت عمرو کی بیقراری غل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی ای مہرخ دہبار اگر تم بڑھکر سحر کرو ذرا افراسیاب اُلجھے مین بڑھکر عیاری کرون اس حرامزادے کو دام عیاری مین پھنساؤن یارو اب مصور وصورت نگار بچکر جائین گے قیامتین برپا کرینگے تصویرین کھینچے گا نہین معلوم کیا نقشہ کریگا سرداران نامی جواب دیتے ہین خواجہ کس پر سحر کرین کسکو روکین بلائے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر وساحری مین شاق فنون شعبدہ مین طاق ہماری اُس بیحیائے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اُس قوی دتوانا کی قوت ہی کہ ہم اس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہین دیکھیے نعرہ سے اُسکے پہاڑ تھراتے ہین ہرچند کہ سرداران اہل اسلام کے سحر کو نہین مانتا مگر یہ سب لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین بڑھ بڑھکے اپنی جرات دکھاتے ہین اب افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس مین پیدل آیا لیکن سرداروں نے پیچھا نہین چھوڑتے خیال مین آیا زمین کا راستہ چھوڑ دون سحر کرکے بلند ہو جاؤن اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیون کا مالا گلے سے توڑکر

طرف ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کے پھینکا آبرو موتیون کی ظاہر ہوئی جس پر جو دانہ بڑا دانائی افراسیاب ثابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا کوئی لڑکھڑا کر گرا کوئی بیہوش ہوا اس حال مین سب کو مبتلا کر کے جھک کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانون پر خاک ڈالون پر پرواز پیدا کرون اُڑ کر نکل جاؤن عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سردار دن کو بیکار کر کے نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ جیبا جو چاہتا ہو کر گذرتا ہو خدا ہی اسکی بہ عت سے بجاے دل مین عمرو حیران ہو کہ اتنا بڑا معرکہ پڑا کیا کوکب روشنضمیر کا ستارہ گردش مین آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی ماہ فلک شعبدہ بازی ہر حال مین ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکہ ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبت ناک بتعجیل اسی جانب آتا ہو قریب آکر لکہ ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بسطوت شاہانہ رتبہ ابر سے ظاہر ہوا وہین سے اخرہ کیا باشل و افراسیاب خانہ خراب مین آہو پکا خواجہ نے کیا کارنمایان کیا خوب سیان نے صور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے مین نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مرات واقعہ مین ملاحظہ کیا یہ سب حال مجھپر آئینہ تھا آنے مین البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو مین کب زندہ چھوڑتا ہون دیر گرنے مین کچھ تو سبب ہو یہ بیحیا بے ادب ہی آج عمرو اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا کمان جاتا ہی نعرۂ کوکب تصنیف قلم

منم مالک ملک افسون گری	منم رایج سکۂ ساحری	منم صاحب شوکت و فر و جاہ	دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
منم گوہر بحر جاہ و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	جلالت شعار و فریدون حشم	قوی دست بازو و رستم شکوہ
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر	ملقب بالقاب روشنضمیر		

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشنضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً زمین پر دونون پانون مارے ایک غار ظاہر ہوا اُسمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر غضبناک اُس غار مین پھاند پڑا پشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کر کے زمین کو مثل نقب کے بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو کوکب روشنضمیر کی چوتھی رد کرتا ہوا مصور و صورت نگار کے ستون کو کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی اُنکو بھی بچاتا ہی سحر بھی رد کرتا ہی اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اُس نقب مین دور رہگئین کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی شی سُرخ مثل یاقوت احمر کے ہاتھ مین ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک مارون لیکن افراسیاب زمین پر نہین ٹھہرتا جس طرح مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اُسی طرح یہ اژدہیب زمین کے طبقے کو ہٹاتا ہوا راہ کو طے کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی درحقیقت مین کوکب نے

ایک ہفتہ مشقت کرکے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے مین صرف کیا ہی کوکب کو اس سحر پر دعوی ہی کہ اگر افراسیاب پر مار دونگا مرنا تو اس سخت جان کا مشکل ہی لیکن کوئی اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ بیحیا سزاے کامل پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا کو مٹھی مین کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہین ٹھہرتا ہی دو مشکلین افراسیاب کو درپیش ہین اسی سبب سے پس و پیش ہین اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور دصورت نگار کا ستون ہاتھ مین یہ بھی خوف ہی کہ اپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین یکتا ہی کوکب کے آگے سے کیون بھاگتا کیون منھ چھپاتا سحر و ساحری مین کوکب و شنضمیر پر غالب ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ تیرنج و شعبدہ و سحر و کہانت مین بیمثل ہی لیکن آج بڑے دباؤ مین پڑ گیا ہی اسوجہ سے کچھ بن نہین پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مین یہ لعل بے بہا پھینک مارون ایک آدھ اعضا اس بیحیا کا بیکار کردون افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی بڑے قیامت کے آپسمین دو دلون کے سحر ہو رہے ہین کوکب وہ لعل بے بہا نہین مارتا مگر اور سحر کر رہا ہی افراسیاب انکو دفع کر دیتا ہی فرخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہین اس جادو کو افراسیاب بدخو کب مانتا ہی ایک اشارے مین دفع کر دیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداوندا داؤد تو دنیا سے اٹھ گئے اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش ربا مین برکت کسکے دم سے ہوگی یا کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نبیرۂ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دریاے نیل ہی یہ ہمارے امورات مشکلات مین بفضلہ ہی افراسیاب اب لڑنا مناسب نہین راے بیضا ضیاے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت بیان عجب طرح کے پیچ سے واقع ہوئی تھی مگر حقیر پر تقصیر نے گنجلک آپکی نکالی مضمون حلالت مشکون کو شل آئینہ صاف و شفاف کیا مآل یہ ہی کہ افراسیاب جادو علم شعبدہ و تیرنج مین کامل و اکمل لشکر سحر سامری و جمشید کا ہراول ہی یکایک کوکب و شنضمیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کی جانب سحر کیا طبقہ زمین کا ٹوٹا اسی جانب پلٹ پڑا نہین معلوم وہان کیا شعبدہ کیا جب کوکب اس مقام پر پہونچا دیکھا کہ افراسیاب جادو مصور دصورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے لپٹا ہوا کھڑا ہی کوکب سمجھا افراسیاب بیان آکے چھپا اب میری زد پر ہی وہ دانۂ لعل بے بہا نکالا جو منظور تھا وہ اسم پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب جلنے لگے کوکب نے ہجوم کر نعرہ کیا وہ مارا لو خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کرکے

طبقۂ زمین کا اُڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کہ لاشہ افراسیاب مثل ہیمۂ خشک جل رہا ہی نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامہ سے باہر ہوگئے ایک ایک سردار سے فرماتے ہین یہ دانہ بے بہا چالیس روز مشقت کرکے مین نے بنا رکھا تھا استاد نورافشان بھی اس مین شریک تھے چھوٹے اُستاد صفدر صف شکن برہمن روئین تن کی بھی ہدایت تھی کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤ گے مگر سحر کے طریقہ سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہی کس زور و شور سے مین نے حرا فزادے کو گھیرا کس دانائی سے دانۂ مارا اُس دانۂ زد کو مٹایا کس جنس کا ساحر تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ ای شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش رُبا گل کردیا کوکب شنضمیر لقب ہی اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور کوکب بھی پھولے ہوے ہین یکایک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اُٹھا اُسمین سے برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہی چند دن سحر سیکھ تب اہا لیان ہوش رُبا سے مقابلہ کرنا یہ طلسم ہوش رُبا ہی نہم ملکہ ماہیان زمرد پوش تمھاری مہینون کی مشقت خاک مین ملائی او نادان افراسیاب کہان یہ اُسکی تصویر تھی تھین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا ای کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاشکے وہ لڑبھڑکے نکل جاتا تو اسقدر افسوس نہوتا اُستاد نورافشان نے کہدیا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو کا ضرور بیکار رہوگا کسی معرکۂ بزرگ مین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہی دو کوس تک مین نے پیچھا کیا گرتے گرتے پھینک مارتا وہ پریشان ہورہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر حیات باقی ہی تو ایسے سحر بہت تیار رہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین کامل و اکمل ہی ہر وقت فکر افراسیاب مین رہتی ہی وہی آکر دھوکا دیگئی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی اُسکو لیگئی اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاء اللہ میرے ہاتھ سے اُسکی موت ہی اب سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار و نگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ وبہار گلعذار و باغبان ذیشان و سرخ موے خوشخو و ہلال باکمال و شکیل بعدیل و رعد و برق لامع و ملکہ یاقوت پوش و خورشید زرین سحر و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اُسوقت فلک بارگاہ سیارگان سرداران سے روشن و منور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت جہانداری ماہ آسمان سرفرازی

شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جلوہ فرما خواجہ کرمی جواہر نگار پر رونق افزا ملکہ مہرخ نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصان ماہ جبین مہ تمکین بصد ناز و انداز با ہزاران کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود اول خواجہ عمر بن امیہ نامدار نے مآل اس جلسہ کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ دبہار سے کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی لوح طلسمی پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان خون قبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہی وہ بھی معشوقۂ طلسم کشا ہی بارغم والم اُٹھایا باپ اُسکا محبت اسلام مین سیار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خون قبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوا دین و بخوبی ملکہ مہ جبین کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق خصال ہی آسمان جاہ و جلال کی بدر کمال ہی باپ اُسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوش ربا کا ناظم تھا علاوہ دعویٰ خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانا ئے روزگار صاحب لیاقت و ذیوقار تھا انجام اُسکا پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوے محبت رہ رو جادۂ وحدت عابد ذاکر ہوکر تسبیح مین تکمیل ہوا پروردگار اُسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہی باوضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفۂ ابراہیمی ہاتھ سے ایسی کافرہ الکفر کے جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سرداران ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج ظفر موج تحفہ زرین درست کرکے جلیس بیان ملکہ لالان خون قبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا ناگن وزیرزادی سے مایوس ہونا بلک بلک کے رونا کنیزون کا سمجھا رہی ہین واری خدا نے خیر کی لوح طلسمی بچی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب و شنضمیر نے مار لڑائی مفتح ہوئی سب سردار کوکب کو لیکر بارگاہ مین گئے ہین ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد نامدار یہان کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ مین رہنا نامبارک ہوا خدا نے اُنکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتین اپنی بارگاہ مین لوح چھنوادی کوئی کہتا افراسیاب سے ملکین صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیرزادی کے ساتھ لائین کنیزین کہتی ہین واری آپ کو یہ کون کہہ سکتا ہی کسکی مجال ہی جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اُسکی زبان کاٹ ڈالین آپ کے حالات سے خواجہ عمر و بخوبی ماہر ہین کیفیتین آپ کے جاہ و جلال کی کما حقہ ظاہر ہین ملکہ فرماتی ہین ہوا کوئی کہنے والے کی زبان نہین پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والد نامدار یون قتل ہوئے حر افرادی مکار صورت نگار ناگن وزیرزادی کو مار کر اُسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سوچے تو صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہی کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اب ہمارا رہنا یہان بہتر نہین ہی اپنے اُسی شہر ویران سنسان مین جاکر رہینگے بی مہ جبین کی یہان سلطنت ہی بی مہرخ صاحب جو منتظم کل لشکر ہین وہ اُنکی نانی ہین بہار وغیرہ انکے باپ کے ملازم ہزار طرح کے فساد برپا ہونگے مجھسے کسی کی بات نہ سُنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہان رہین اپنی جان سے اچھے

رہین نامہ و پیام سے خبر منگا لین گے ہر طرح دل تردد منزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے سب حسرت وارمان خاک مین ملے چند دن زندگی کے باقی ہین بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا کون ہمکو آباد کر سکتا ہی آج بے اعتدالی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کر کے ہمارے پاس آتے کہتے لو صاحب مُبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے یہ باتین تھین کہ ضرغام شیر دل حاضر ہوا کہا ملکہ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے ہین یہ کہکے ضرغام باہر گیا کنیزون نے کہا کیون حضور آپ گھبراتی تھین دیکھیے کل سردار آپ کے لینے کو آتے ہین آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہی کسکی مجال ہی جو سرنیاز آپ کے در دولت پر نہ جھکائے اُسوقت طلسم کشانہ آسکے بہ سبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گا زمین تھرا گئی یہ صدائین سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سُرخ ہو گیا بتعجیل لباس تبدیل کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا یکا یک پردہ بارگاہ کا اُٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ عقب مین ملکہ بہار و نافرمان دہلال و سُرخ موچار سو شاہزادیان اندر آئین مہرخ واسطے تسلیم کے خم ہوئین ہاتھ بڑھا کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی بسم اللہ حضور سوار ہون یہان صحرا مین رہنے کی کیا ضرورت ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات فرحت آیات کی مشتاق ہین ملکہ لالان خون قبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے لگا یا زبان معجز بیان سے فرمایا آپ لوگون نے مہربانی فرمائی مین خود ملکہ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی ہون سب شاہزادیون نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خون قبا کو محافۂ زرین مین سوار کیا کہاریان جو پیکر حسین مہ جبین در دیان عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اُٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھا سب شاہزادیان گرد آگئین اِس شوکت و شان سے سواری شمل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خون قبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا لو اب خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خون کو شراب حکومت کا سرور خوب دونون مین جھوٹم جھوٹا ہوگی لالان خون قبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار یہ بیچاری بیکس و بے یار و مہرخ اُنکی نانی صاحبہ ایک سحر کر دینگی بدن مین آگ لگ جائیگی افسوس مفت مین بیچاری لالان خون قبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہی ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کوس رہی تھین بی بہار اُنکی خالا مان صاحبہ نے اقرار کیا ہی کہ مین پھولون کی بدھی بنا کر پہنا دونگی سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ مین درد اُٹھے گا دیوانی ہو کر مرینگی یہ سُنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے نانا جان برائے خدا جلد جاکر اُسکا انتظام کیجیے عمرو نے کہا مین کیا انتظام کرون مہ جبین میرے باپ کا کہنا نہین مانینگی وہ کہتی تھین میرے

سر پر سوت لائے ہین سب سردار میرے تابعدار ہین اسد غازی بولین گے تو لوح چھنوا لونگی شب کو روتی تھی میرا دامن تھام لیا اور کہا کیون خواجہ ہماری ثابت قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوش رُبا نہین فتح ہوا اُسپر یہ رنگ ہین ہم اپنی جان سے تنگ ہین بی لالان خون قبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھین نکلوا کر تلوؤن سے ملونگی اور بٹیا صاف تو یہ ہی کہ سردارون کے بھی تیور بدلے ہوئے ہین بی بہار سیدھی بات نہین کرتین ہین کس کس سے مقابلہ کرونگا مگر اے نور نظر اے پارۂ جگر انتظام ضروری ہو خزانہ کی کنجی مجھے دو مین جا کے سب کی مُنھ بھرائی کرون مُہرخ وبہار وغیرہ کو رشوت دون بیچاری لالان خون قبا کی جان بچا لون اسد نے گھبرا کر کہا نانا جان مین دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین بی لالان سے فساد نہوتے پائے عمر و نے کہا دو لاکھ مین کیا ہوگا سب شاہزادیان ہین اُنکے مُنھ بڑے ہین بھلا بی مُہرخ لاکھ دو لاکھ پر نگاہ ڈالین گی بی بہار روپون مانگین گی اس گھبراہٹ مین اسد غازی سے عمر و نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوایا یہ بھی کہدیا خیر لڑکا ایک حرکت کر گذرا اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہی ہم بھی کچھ قرض دام لیکر بلا دینگے بہر نوع راضی کر شیشے پر کہکر ہپٹ پکڑے ہوئے دوڑے اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی کہ طلسم کشا نے سب سردارون کو برائے استقبال ملکہ لالان خون قبا کے بھیجا ہی سواری بڑی دھوم سے آتی ہی مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہی ساتھ والون سے کہہ رہی بُرے وقت پر کوئی شریک نہوا میری بارگاہ مین وہ آئینگی بڑا ملال اُٹھائینگی ہان صاحبو تیار ہو ساٹھ ہزار کنیزین نیچے ہاتھ مین صف جمائے کھڑی ہین خواجہ عمر و کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے تعظیم کے اُٹھین اب جو نگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا عجیب حال زار سے آتے ہین چہرہ اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سر تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی تو خیر ہی عمر و نے کہا بٹیا اُس نالائق کا نام نہ لو بخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز مین انجام نہ سوجھا اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بیوت مرے مقاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہی ہاے یہ بھولی بھولی صورت یہ عالم شباب موت کا سامنا کیون بی بی ہمارا تمھارا خانہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند چالاک بھی مارا جائیگا اب تو مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمر و نے کہا افراسیاب بھڑوا کیا ہی ملکہ لالان خون قبا غصہ مین آتی ہی میان اسد نے بروقت آشنائی کے جوش محبت مین کہدیا تھا کہ ہوش رُبا مین میرے پاس کوئی عورت نہین ہی اب اُسنے تمھارا نام سُنا غصہ مین آتی ہی بی مُہرخ وبہار اپنی جان کے خوف سے مثل کنیزون کے ہمراہ ہین وہ کہتی ہی کہ پہلے بی مہ جبین کو قتل کرونگی سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو اپنے شہر مین لیجاؤنگی طلسم مین آپ فتح کرا دونگی اُسکا باپ سب سکو حال بتلا گیا ہی شاید کسی نے یہ بھی خبر اسکو پہونچائی کہ ملکہ لالان خون قبا کو اپنی محفل مین بی مہ جبین نے کلمات سخت و سست کہے کوستی ہین

کہ یہان کیون آئی یہ حالات مصیبت آیات سُنکر ملکہ مہ جبین کے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین دامن سے
خواجہ کے لپٹ گئی کہا نانا جان برائے خدا کچھ تدبیر کیجیے مین سحر و ساحری کا ایک حرف نہین جانتی اور
خدا امان ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا اُنسے ساز کیا عمرو نے کہا بی بی جان سب کو عزیز ہی بہار
کیا مثل تمھارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اپنے عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جسکے ہاتھ ہنڈیا پڑ گئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ اُن سب نے دیکھا یہ دختر خداوند ہی مزاج بدعت پسند ہی دیکھو
قریب پردے کے چلکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہا لیان فوج بھی پہونچ گئے
صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جنکا بڑا بھروسا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا ہی وہ بارگاہ
مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن اہی نوز نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو قریب پردے کے چلکر
ٹھہر و جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے ہین کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمیشہ ہم تمھارے دیدار فرحت آثار
کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک اہ خدا
کے مجاہد تھے ہمکو اُنکا نہایت قلق ہی آپ کا ہمپر بڑا حق ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی
آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین خوشامد کی کرو اشک حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل
مشہور ہی مصرع خوشامد کرد ہر کس را خوش آمد شاید اُسکو رحم آجائے سر جھکانے والے کو کوئی قتل
نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی کنیزون کو رشوت پہونچا دون مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ
کا زیور اُتارکے خواجہ کو دیدیا عمرو نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسدسے یہ ذکر نہ کرنا کلمہ رشوت
زبان سے نہ نکالنا رشوت کا بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو
سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب دربارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین
اُدھر ملکہ لالان خون قبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُترین دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے
استقبال حاضر ہین اُترتے ہی اُدھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خون قبا
نے بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دو زن کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام لیا لاکر مسند پر
پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجماع نیرین و قران السعدین ظاہر ہوا دو ماہ تابان
ایک برج مین دو گوہر بے بہاے قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین
گرد تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کل
مصاحبان ملکہ لالان خون قبا کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ
جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بصد کرشمہ و ناز آپسمین باتین

کر رہی ہین خوف دونون کے دل سے دور ہوا قلب مضطرب کو سرور ہوا بیان اسد نامدار بارگاہ مین منتشر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا حضور آپسین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا مین نے جان لڑادی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر الیا انتظام مین نے کیا کہ دونون برابر سے ملین اب جلسۂ عیش آراستہ ہوگا نا ہوگا ہی اسد نے کہا نانا جان مین انجاؤن عمرو نے کہا ابھی دونون کو غصہ آجائیگا ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاکھ روپیہ صرف کرو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی منگا کر حاضر کیا عمرو اُٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھکر سب اُٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان سب حضور کی ذی نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا صاحبو برات تو جمع ہی مگر دولھا بغیر یہ برات سونی ہی اسی فرخ وبہار جاکر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جملہ شاہزادیان جاکر اسد نامدار کو استقبال کر کے لائین اب تو بیچ مین یہ ماہ رخسار رستم خصال دد دختران دونون جانب اسد نے دیکھا لالان مہ جبین کے دماغ تر آپس مین شیر وشکر رہے پر خواجہ کے آفرین کی کہا نانا جان آج تو آپ کی ذی نوازی کا دن ہی شکر ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد نامدار کو اس شان وشوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ترقی کی اسد کو دعا دے کر ذی نئے طور سے بجائی صدائے ذی شکر ہر ایک کی طبیعت بھر آئی عمرو نے جوش بیقراری مین بہ الحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

لب تک اسکے جو ہوئی دستر خوانِ جام شراب	لب پہ تو بہر ے دل مین ہی جامِ شراب	ہی بھی صادق نکہ پیش و پس جامِ شراب
جیسے ساقی کی نظر باز و پس جامِ شراب	بازگشت اپنی ہی یون جانب قسامِ ازل	بنگیا خالی لبِ اسکا مس جامِ شراب
محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا	نہوا کوئی بھی فریاد رس جامِ شراب	دست بدستے کی لوٹ کے فریاد بہت
خس شیشہ کو لگا کہنے خس جامِ شراب	رات مے خانے مین ساقی نے پلائی بیہوش	گرچہ ٹوٹا دل آتش نفسِ جامِ شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھ چراسکتا ہی	تازہ مضمون ہی جو باندھون گی نفسِ جامِ شراب	مرغِ دل نرگس میگون کی ہی فرکا مین اسیر
ساقیا شربت فریاد رس جامِ شراب	نوشدارو سے بھی بہتر ہی دمِ بیخ خمار	رات بھر گشت کرے گر عسسِ جامِ شراب
ابلقِ چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا	بے زبان ہی جو وہان حرفِ جامِ شراب	بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہی
سر جمشید پہ اُڑ کر گس جامِ شراب	سمجھے مے خانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہر گز	ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرسِ جامِ شراب
ذوق جلدی ذی گلرنگ سے بھر ساغرِ مل	عکسِ مژگان تیرا میکش ہی خس جامِ شراب	بادۂ صاف مین آیا ہی کمان سے تنکا
		لبِ نازک کو ہی اسکے ہوس جامِ شراب

خواجہ عمرو نے اس لطف سے ذی نوازی کی کہ سامعین کی زبان سے صدائے احسنت وآفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اس محفلِ خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجہ اندر پریون کے

اکھاڑے کی جانب متوجہ ہوتا دو شبانہ روز یہ جلسہ آراستہ رہا غم دین و دنیا فراموش کل لشکر اسلام مین دریاے عیش و عشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان مہ جبین سے رخصت ہوئین آپس مین دوپٹہ بدلہ گیا پہنا پاہوا پہلوے بارگاہ ملکہ مہ جبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خون قبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب دشمنضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا اے شہریار افراسیاب نابکار رنجیدہ ہو کر گیا ہی اب اس مقدمہ مین غفلت نہ کریگا سامان لشکر کشی ہوتا عجب نہین ہی یا خود وہ فکر لوح مین آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامان سفر تیار ہوا ایسا نہو کہ شقاوت خواجہ عمر و بیکار ہو آپ دریا دلی دکھائین طرف دریاے نیل کے مع لشکر ظفر اثر جائین آپ کی کنیز ملکہ بران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ مین بھی وقت پر پہونچونگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو پہونچی سمجھا کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا اے خیر خواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر آمادہ بارگاہ کا لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہی باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا تھا آمد افراسیاب مین نیازمند کو بڑا انتشار ہوا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا پس فرو اطلسم کشا برائے طلسم کشائی تشریف لیجائینگے لوح طلسمی مل چکی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہی اب قریب دریاے نیل خون کے دریا پہنچینگے انشاء اللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا ناظمان دربند طلب ہونگے خواجہ عمر و نے بھی بلا کر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو مہتر برق فرنگی و مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت کرین مین ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا میرے قلب کو کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکۂ عظیم پر جاتا ہی نام دریاے نیل لشکر قلب تھراتا ہی اب لشکر ظفر اثر مین اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہی انکو اس حال عشرت مآل مین چھوڑیے وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظۂ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان ہوتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

۱ ہمساقی مہ وش کدھر ہی	کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی	آمادۂ ظلم و درگر دون	فریاد ز دست جور گردون
اب لطف شراب ناب کیا ہی	کیا محفل عیش مین مزا ہی	ساماں مصیبت و بلا ہین	کس رنگ مین آہ مبتلا ہین

ای ساقی بیخبر خبر لے ساغر مے بیخودی سے بھر دے کیسا یہ انقلاب آیا ہی ابر غم دلم کا چھایا
رندون مین نہین ہی ہوش باقی تجھکو یہ عیب ہی جوش ساقی مے خانے مین آج عذر ما ہی پوسیدگان بھی گھورتا ہی
ہر جام ہی شکل چشم حیرت ہی موج شراب تیغ عبرت ہی بنت عنب بھی ڈورسے لرزان فی خانے مین حشر کا ہی سامان
رندون سے یہ کرای ہنرمند ہی قصر زبان کا صاف و بند دیکھین یہ آسمان کج باز مکار و محیل و شعبدہ ساز
کیا دو ہین گر شین و کھائے کس کرو فا سے پیش آئے آمادۂ بدعت و جفا ہی عیاری کی چال چل رہا ہی
دیکھین کیونکر مہم یہ سر ہو انجام بخیر ای قمر ہو

غزل بہ مضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہی موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد کریگا صورت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد فغان کرے ابھی صیاد با غبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور تبان کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہی مجھکو نہ موت آتی ہی خیال زلف مین کیا ہی بلاے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دیکھا دیکی ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیرون کو یہان قفس مین ہی ورد زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے ای فروغ آتش گل کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد
یہ ضعف ہی انھین تو بھی نظر نہین آتا بتا رہی ہی تن زار کا نشان فریاد
یہ ضعف ہی کہ دہن سے نکل نہین سکتی زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
تمھارے ظلم سے ہی کون جو نہین نالان دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
چلے ابھی نفس جسم مرغ جان ہو رہا کرون جو صورت قفس شرر فشان فریاد
ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہمارے بعد ملال کوفت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان دلستان عیاری و محرران فسانہ شعبدہ و مکاری حالات فراست آیات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان ؎ وہ لکھتے ہین اسطرح بہ داستان جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوئے بر سر کوہ بلور پہونچا بلکہ حیرت کے جو اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور و صورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش ہتھے کٹے ہوئے بیہوش و مدہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر برندار د حیرت نے بال کھولدیے پیٹنے لگی کمر سے لپٹ گئی

پوچھا اے شہنشاہ یہ کیا حال ہے مرشد زادے پر یہ کیا معرکہ گذرا تمام کیفیت افراسیاب کے سامنے حیرت کے بیان کی اور کہا صاحبو اصل تو یہ ہے کہ آج ناک کٹنی بیرہ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی ہو پر یہ مصیبت عمر و نے ستون سے باندھکر مارے کوڑوں کے دونوں زن و شوہر کی سربازار کھال گرا دی مابدولت وقت پر پہونچے ورنہ اس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بہ حسرت مسجد مین قتل کیا اے حیرت اگر داؤد سحر کرتا زبان ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی تو چٹکی نہ کی سُنا ہے کہ مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہے کہ بعد توبہ کرنے کے وہ شخص پاک و صاف ہو جاتا ہے گناہ گذشتہ اُسکے باقی نہین رہتے توبہ شکنی جرم عظیم ہے وہ احکام خدائے نادیدہ کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر مسلمانان داؤد دلڑائے گا تو یقیناً زمین ہلائیگا ایک تقدیر خداوندی معقول کی کہ داؤد پر اتنی بڑی افتاد پڑی عمر و کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب اُنکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم مین شہرہ ہو اور شہزادے بیٹے گئے کوڑے کھائے کا شکے کسی ہمسر کے ساتھ ایسا معاملہ گذرتا بڑی آبروریزی ہوئی حیرت نے فوراً حکم دیا جراح آکر موجود ہوے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی افراسیاب نے کہا نانی امان دیکھا تمنے کیا غضب ہوا مرشد زادے پر کیا افتاد پڑی عمر و نے مارے کوڑون کے کھال گرا دی ماہیان نے کہا اے افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت ہو رہی ہے اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمھارا بچنا دشوار تھا نورافشان جادو نے انتہائی مشقت کرکے ایک بعل بے بیا کوکب کو بنا دیا تھا اُس بعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اُسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا کوکب اُس سحر کو پوڑا نہ کرسکا ورنہ ایک اعضا تمھارا بیکار ہو جاتا بیٹھے بیٹھے پردۂ ظلمات مین مین نے یہ اندھیرا دیکھا تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا تمکو نکال لائی سحر اُسکا بگڑوایا چلے چلنے آوازے آئی کہ اے کوکب بھی چندے سحر حاصل کرو افراسیاب نے کہا نانی امان بتائیے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہے ہر چند کہ مہ دخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہے بدون ہمراہی مہرہ لوح بیکار ہے مرحلہ جات کا راستہ نہ ملے گا مگر یہ بات کیا کم ہے کہ اسد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری مین یکتا اب سپاہ جان نثار اسکا کیا کرسکینگے اور جن لشکر امون نے لوح کا مقام بتایا نا یہ باغ سیماب پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے مابدولت کا قصد ہے کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اُسکے مٹا مین طلسم نشا اکیلا رہیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر کرینگے ماہیان کو بھی سناٹا آگیا کہا اے افراسیاب حقیقت مین بڑی خرابی ہوئی فلک دریے آزار ہے مدہ کاوش بیکار ہے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک مین ملے جب وقت زوال آتا ہے سب تدبیر

الٹی ہو جاتی ہو تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے مسلمانون کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکے کر نا یہ خیال سراسر بیکار ہی کہ مہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن طلسم تو نے پہلے ہی گرا دیا باغبان ایسا وزیر اعظم منتظم خوشخو زینت پہلو نک حلال صاحب جاہ و جلال طلسم کا رکار دار عقیل فہیم جری نامدار اسکو ستایا آخر جاکر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ غافل و ہوشیار کا رنگ نہ ٹلتا باغ غبان مین جو جاتا ہاتھ پاؤن پھولنے دام رگ گل مین گرفتار رہوتا موج ہوا باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اسکا خنجر سے زیادہ تیز ہر سرو نیزۂ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان اُسکے برزگون نے یہ رنگ جمایا کس مشقت سے اُس باغ کو بنایا اُس باغی نے محبت مسلمانان مین ایک چشم زدن مین اُسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار رہی مین بھی تیرے ساتھ موجود ہون مگر اسمین صلاح واجب و لازم ہی مشیران سلطنت و وزیران اُمہت ناظمان طلسم ہوش رُبا درویشان باصفا حکمایان اشراقین ندیمان فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا پُر ضرور ہی ان سب سے صلاح ہو یقین ہے اس مقدمہ مین فلاح ہو یہ کلام حسرت انجام تمام نہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہی مگر بدحواس عالم یاس گرد و غبار چہرے پر پڑا ہوا آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

ای سرت سبز تا خزان بہ چرند	شکست طبل تا سگان بدرند	گرز آتش ہزار رنگ رنگ	بر سر تو موکلان بزنند

ابرلق کوہ شگاف نے کہا بیش باد کہو ملکہ عالم کیا خبر ہین لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا ای شہنشاہ ہوا طلسم کی بگڑ گئی آپ جب لڑبھڑکے چلے آئے تین دن حشن رہا بی لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ساربان زادے نے ملاپ کرایا سلمان عیش و نشاط مہیا رہا بعد تین دنکے انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب مکارون کا اُستاد بانی بناے ظلم و بیداد ساربان زادہ ہے کئی دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریاے نیل کے کوچ کرو نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی بہار و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا باپس فوداع باغبان قدرت سمت دریاے نیل روانہ ہو جائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کو کب و شکضیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوے کہ مین ملکہ برلان شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی دریاے نیل پر پہونچے گی اور اپنے کو فرمایا ہے کہ وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کی خبر لیتا رہونگا عمرو بھی ساتھ اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا مہتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا ہی اُسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہے مشہور ہے کہ شاگرد رشید عمرو ہی بڑا ہابتر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا نانی امان آپ نے سنا

دریاے نیل پر جانے کی کس سیہ بخت نے صلاح دی ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپسمین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا ای افراسیاب اب راز کا چھپنا دشوار ہی عمر و ٹرامکا رو غدار ہی باغبان ومخمور دہبا رنے کہا ہوگا لڑتے بھڑتے بجوش وخروش طرف دریاے نیل کے جائیے مسلمانون کے لیے سامان غیب سے پیدا ہوتا ہی کوئی نکھرام ملجائیگا سارا حال تبلا دیگا اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرائی کہا ای افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان لڑ بھڑ کر دریاے نیل پر پہونچ گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہی کوہ بلور پر شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر کہ دمہ دردمند ہوا ماہیان زمرد پوش نے کہا اس فریاد وا لغیاث سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہی افراسیاب غصہ مین بھرا یا کہا نانی امان آپ تو پردۂ ظلمات مین جائیے مین ابھی جاکر دریاے خون بہاتا ہون اُنکو تا بہ دریاے نیل نہ جانے دونگا جب آبرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا ترنج و نارنج چند ماش کے دانے کالہ دسحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک دی دیکھا سب نے صحرا سے گرد اڑی ایک مشکین پرند کلائیان مارتا ہوا شکل باد صرصر اُڑا ہوا آتا ہی سر پر آدا بریق مرکب کو دیکھکر بچین ہوگئے دور کا بہ مرکب چوپان گندھی ہوئین تھوتھنی مثل غنچۂ گل زنجیر سلسل کا کل کوہ سر بن کوہ کفل چال مین جبل بل نازسے قدم اُٹھاتا ہی مثل طاؤس طناز اڑا ہوا آتا ہی نظم وصفت مرکب

وہ چہ مرکب پرق یا بادے	طرفہ دیوار دپریزادے	خوشخرامے زآب نازک تر	تیز گامے زبرق چابک تر
	نرمی گوش ونرمی کاکل	دستہ بید ودستہ سنبل	

چشم زدن مین بالاے کوہ آیا جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر غولادی سیہ روئے اُٹھائی پشت بخس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا پانیل کا ٹیکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جانگزا ترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن گرد انکر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جاکر صرف کارزار ہون اُسوقت حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا ای شہنشاہ مین آپ کو لشکر مسلمانان مین نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہی اسد غازی کو لوح مل گئی ہی اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کریگا اسد غازی سر چڑھے گا اگر آپ مقابلہ کرینگے سحر اُسپر تاثیر نہو گا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جاکر فرار پر قرار کیا کیسی ذلت ہی طلسم کشا اور زیادہ شیر ہوگا حوصلہ بڑھے گا جرأت دکھائے گا باغ سیب مین گھس آئیگا ماہیان زمرد پوش نے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن بخ دولت بقول سعدی شیرازی شعر دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ ای افراسیاب غفلت کا یہ مآل ہو

آخر حال ہوا جو ایسا حقیر تھا حبسدن تو نے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا دشوار ہوا آخر عمر دنے رہا کر لیا شہر داؤد یہ مین جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیگر کتاب حوالے کی اتنا نہو سکا جام جہان نما ہاتھ مین تھا اُسپر نگاہ ڈالے کہ دیکھین کنے والا کیا کہتا ہی روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ قصہ بیان ہی جب تک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنے کا قصد نہ کرو اور کچھ فکر نکرو افراسیاب نے گھبرا کر جواب دیا کہ پھر ناتی امان کیا کرون خاموش ہو کے بیٹھ رہون اُس نہنگ بحر جرات کو دریائے نیل پر جانے دون اتنی بڑی تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک شیرہ وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گردا فراسیاب مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے اسوقت بیقرار ہو کر ملکہ صرصر سامنے آئی عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کیا چاہتی ہی شعر یکے عرض حال من گوش کن ٭ دگر خوش نہ آید فراموش کن ٭ ایک شب حضور اور تامل فرمائین کنیز جاتی ہی اگر گنجہ قابض ہوا لوح لیکر خدمت مین آتی ہی پیر شہنشاہ کو اختیار ہی جس طرح جی چاہیگا جا کر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست دیجیے گا آپ سے وہ لوگ کیا لڑ سکین گے صرصر نے جو اس طرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے لگا لیا کہا بوا صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہی مین تجکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی صرصر نے عرض کی لونڈی کی جان قدم اقدس پر نثار ہی مال کی کیا حقیقت ہی ہماری آبرو عزت آپکی بدولت ہی سب صرصر کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سرفروش ہی سب نے سمجھا کے افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور نمکخوار خیر خواہ جو عرض کرتی ہو قبول فرمائیے آٹھ روز ٹھہر جائیے بیشک دل گواہی دیتا ہی کہ یہ لوح لیکر آئیگی اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جسطرح جانون کی خوشی اب صرصر نے بانداے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کمند انداز بھی آپہونچی صرصر کو جو اتنے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا ضرور ہی آپ تنہا تشریف لے جائین اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت ایسا نہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے خیر تو شہنشاہ کو پہونچائین گے لڑائی مین اپنی جان لڑائینگے صرصر نے کہا ای صبا رفتار تم سے زیادہ کسکو محبت ہوگی ایک ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح دو قالب ہین لیکن اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جا کر پڑ رہونگی جسوقت موقع پاؤنگی عیاری کر گذرونگی اور اگر موت قریب ہی یہ بھی خوشی کی بات ہی جسکے نمکخوار ہین اسپر جان نثار ہی ہر چند افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی موافق مقام غزل قبول

بزم ہی صورت مین ہر لبرہ شمائل ایک ہی
دل مین سب کچھ کہنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہی

جاے سلطان تخت پر اور خاک پر ہی خاکسار
جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلے گا نہ چاند
تیرے دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتداے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین بہت
یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہون مین وہ دشمنی مین لاجواب
دل سے صندہو دور تو دونون کا فاصل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی سترع
سامنا ہی لاکھ داغون کا مرا دل ایک ہی

جب ترے جیتے ہی دل مین اسقدر ہی بغض غیر
یون بھی چلتا ہون کہ کیون دونون کی منزل ایک ہی

کسکے کسکے خون کا دعوے سُنے پروردگار
حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازاری قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار
ایک عاشق ہی اگر ٹھنڈا تو بسمل ایک ہی

شکوۂ ظلم و جفاے اہل دُنیا کچھ نہ کر
لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب وہ عادل ایک ہی

نذر تیرے کیا کرون اے دلربا دل کے سوا
سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون
ہاے وہ ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

جس طرح چہرہ ترا کیتا ہی رنگ و حسن مین
اس طرح اے دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہین مین اُدھر ہون اے قبول
لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام مین جو تیاری رد انکی اسد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی ملول کوئی حزین کوئی رنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہی کہ یارون کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر کے مزے اُڑائینگے ملک فتح ہونگے جا بجا مکان دربند طلسم ہوش ربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے سامان دعوت و ضیافت مطیعان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے افسر ہی چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور تا تمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی مٹا دینے مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کرسکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کرلیا جسکی اس حیلہ سے موت آئی ہی اسکو کون بچائیگا نوشتۂ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار پائے ہین اُنھین کمربندی کے سامان مین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش ترے ہوے ہین اسباب سحر تیار کر رہے ہین سر شام صرصر شمشیر زن پھریرے پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت

تبدیل کرکے ایک صیغہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے بارگاہ ملکہ لالان خونقبا دبارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کے آئی دیکھا دربارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجبے دربان بصد شوکت دشان دست بستہ حاضر ہین عرصۂ دراز تک وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی دیکھا یہان بھی انتہا کا بندوبست ہی لیکن ایک مرکب باوزقار باساز وبراق مرصع کار کو ایک سائیس باگ مین ہاتھ ڈالے ہوئے ٹہلا رہا ہی صرصر نے ایک سپاہی سے سوال کیا شکر اسد نامدار مین ایک ایک فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم کہدینگے ایسا کچھ ملجائیگا اپنے بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس بڑھاپے مین گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ اتنا سہارا پاکر لیٹ رہنے کے دہین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سُنا ہی کہ میان طلسم کشا کے دو محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک خداوندزادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی مبالغت ہی کوئی خداوند نہین اُسکا شہنشاہ واؤ ولقب ہی خداوند کہنے والا بے ادب ہی جناب افصح الفصحا وابلغ البلغا مداح بنیظیر فلک سریر فرازدبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرماگئے ہین رباعی نادان کہون دل کو خردمند کہون ۔ یا سلسلۂ وضع کا پابند کہون ۔ اک روز خدا کو مُنہ دکھانا ہی دبیر ۔ کس مُنہ سے مین بندے کو خداوند کہون ۔ بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب توبہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے دختر شہنشاہ واؤ وکی بارگاہ مین ہین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر وہ آفتاب عالمتاب سپہر جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرنیکے آمادۂ سفر ہین دو پہر یہان تشریف رکھین گے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائین گے بوقت سحر آمادۂ سفر ہونگے یہ خبر جو اُڑتی ہوئی صرصر نے پائی پہر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اُٹھی سامنے بارگاہ ملکہ مہ جبین کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین جو بدارون سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین بعد عرصۂ دراز ایک ماہ پارہ مصحف ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان مردوے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو تو تشریف لانے مین طلسم کشا کے وصہ کیا ہی معرفت خلدابن پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصۂ تناول فرمانے کا قریب ہی ملکہ عالم بکاول کو حکم دے چلین دسترخوان اب بچھایا چاہتا ہی ملکہ ہماری انتظاری مین ہین یہ سُنکر مردہا آگے بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان مزاق بڑا شوخ مزاج ایک ایک پر کھڑی پھبتیان کہ رہی ہی کسی کا منہ چڑھا دیتی ہی کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہی بندے میان کیسا ہرا دیتے ہو بیٹھے ہوے اونگھ رہے ہو آمد طلسم کشا کا وقت قریب ہی کل خانصاحب کی مردی چھن چکی کیدان پر جرمانہ ہوا رسالہ ارکی بدلی

ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہیں بیٹھے اگر کوئی نوجوان سامنے آیا اُسپر پان کا اوگال پھینک مارا اُسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکرا کر کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہی یہ طرار و فرار ہنسکر جواب دیا میان جیکے میان بیری ہوتی ہی اُسکے میان ڈھیلے آتے ہین تمھاری ظرافت پر تھوک ہی صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی نکل آئی صرصر نے بڑھ کے سوال کیا بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے یہ بڑھیا بھوکی ہی کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے کہا واری مین بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے اپنی کچھ جھوٹن جھاٹن مرحمت ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دھڑ دھڑ دوڑی ہوئی اندر گئی ایک طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور اس درخت کے نیچے چلی آیئے میری نواسی بیٹھی ہی کنیز طباق لیے ہوے دس قدم آگے بڑھی تھی کہ صرصر نے حلقہ کمند کا مارا گرتے گرتے بہوش کیا تانگ پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اُتار لیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر اسی کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر دل مین سوچتی ہی کہ جسکی صورت بنی اُسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے آئی اس سے سب سپاہی ہنستے ہین جمعدار نے کہا بی غنچہ دہن کم سخن کہان گئی تھین اب تو تمھاری آنکھ نہین ہلتی صرصر نے کہا جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے مین کسی کی لونڈی باندی نہین ہون یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہین ہلتی مین نین مٹکا کرنے والی نہین ہون ایک کونے مین بیٹھی رہتی ہون بی نرگس کی طرح نظارہ بازی میرا شیوہ نہین ہی میرا نام غنچہ دہن ہی مین ایسے ویسے سے بات نہین کرتی اسی طرح تڑاک پڑاق لڑتی بھڑتی ایک ایک پر پھبتیان کستی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہی جا بجا جھاڑ کنول قندیلین مثل قطر ہاے نور لٹک رہی ہین سامنے مسند جواہر نگار فرش دیباے رومی پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن گل پیرہن شیرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہی کہ بیچ مین اہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا آنے مین طلسم کشا کے کیا دیر ہی معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا پھیر ہی خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہی بوقت سحر قصد سفر ہی آج کی شب نہین معلوم کیا مدنظر ہی غنچہ دہن کو اتنا جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا داری مین ابھی وہین سے آتی ہون مجکو ایک چوبدار نے خبر دی طلسم کشا نہین ٹھہرتے تھے بی لالان خونصبا نے دامن تھام لیا رونے لگین کہا آج ہماری بارگاہ سے نہ جایئے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمایئے اسوجہ سے [illegible] طلسم کشا ٹھہر گئے لیکن یہ انکار کیا کہ میرے خاصے کا وقت نہیں ہی آپکا انکو بڑا خیال ہی مگر

عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے رونے لگین دامن نہین چھوڑتین ٹسوے بھاتی ہین ناز و نخرے دکھاتی ہین ہزار طرح مرد کا دل بہلاتی ہین مہ جبین نے کہا بوا ان باتون کو کیا جانون انکا جی چاہے آئین خواہ وہین تشریف رکھین مجھے اُنکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے ایک مرتبہ لوح پر افتاد پڑ چکی کچھ اور خرابی نہ ہو یہ کہکر دوسری کنیز کو آواز دی اے گلرخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین وہ کنیز عمرو کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہان سے اُٹھکر ایک گوشہ مین آئی دیکھا تو عمرو سامنے سے آتا ہے ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پائخانے مین گھس گئی ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر سلام کیا تو اجہ نے سر سینہ سے لگالیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی تک آپ کے صاحبزادے تشریف نہین لائے ہین گھبرا رہی ہون ہول کھا رہی ہون ایسا نہو دشمنون کو کوئی صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب باغ سیب مین نہین گیا کوہ بلور پر ٹھہرا ہوا ہے لوح کی اُسکو بڑی فکر ہے آٹھ پہر صحبت مین یہی ذکر ہے مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائین اُنکو سمجھائین کہ آج کی شب احتیاط لازم ہے آپ یہان تشریف لائین خاصہ نوش کرکے آرام کرین سفر دور دراز درپیش ہے نانا جان مجکو پھر واپس جانا ہے عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجکو پھرتے پھرتے تشنگی مین یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہون اسی خیال مین کہ کوئی عیار بھی نہ آئے چالاک وغیرہ بھی بازار مین موجود ہین راہین لشکر کی مسدود ہین انشاءاللہ کل ضرور سفر ہوگا عمرو بخوبی سمجھا کر مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہوگیا اس خیال سے کہ اسوقت تک مین بارگاہ مہ جبین مین ہو آیا سب کنیزون کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پائخانے سے نکلی جی مین کہتی ہے اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر شب بھر کچھ نہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین کے آئی کماری اُسوقت مین بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہے ایک چیز آپکی مین نے پائی ہے یہان عرض کرنے کے لائق نہین حضور تخلیہ مین چلین تو مین عرض کرون مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص ہمدم باختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھاکے اس خیمہ مین آئی یہان چھوٹ لگا ہوا ہے صرصر نے کہا حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کیدان کہتا تھا اللان خون قیا کو سفر مین ساتھ لیجائینگے فرماتے ہین اُسکا باپ تک انتقال کرچکا وہ یہان دشمنون مین کسکے پاس رہیگی صدمہ تنہائی سہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ مین کانپنے لگی کہا اے غنچہ دہن مین اس سلطنت کو خاک مین ملا دونگی تو نے مجھے پہلے نہ کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے مین اُنسے کہتی کہ حضور مین یہان رہ کر کیا کرونگی مجکو میرے وارثون مین طرف کوہ عقیق کے روانہ کردیجیے اگر بی لالان کو ساتھ نہ لیجائینگے تو بہت سر پٹخ اُٹھائینگے مجکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آچکا چہرہ سرخ ہوگیا برگ گل سے ہونٹھ کانپ رہے ہین خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجے کہنے والے جھوٹ سچ بات اُڑا دیتے

ہین طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہین لالان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے بیان تشریف لائینگے ہم لوگ بھی بخوبی سمجھا ئینگے غصہ مین مست خشک ہوگیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون ہوگیا گھبراکر کہا ارے میرے کلیجہ مین آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی گلوری تھی ہڈیان جلنے لگین ایک سلاخ آہن کلیجہ مین پڑگئی صرصر نے کہا اُٹھئے ٹہلیے ملکہ اُٹھی بیہوشی کام کرہی تھی لڑکھڑاکر بیہوش ہوئی صرصر کے ہاتھ پانون مین رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اُڑے ہوئے دل سے کہتی ہی ایسا نہو ساربان زادہ آجائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب جو کچھ ہو سو ہو اس عیاری مین سرِ تسلیم پر رکھا موت کا مزہ چکھا اگر لوح طلسمی ساربان زادہ عمر بھر یاد کریگا یہ سوچکر ملکہ مہ جبین کو گود مین اُٹھا یا چھپر کھٹ کے نیچے سلا دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی اوپر چاندنی وغیرہ ڈالکر چھپا دیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل ملکہ مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر نکلی کنیزین سب حاضر ہین کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہان گئی صرصر نے تیور بدلکر کہا تم ہماری اتالیق ہو ہمنے کہیں بھیجا آئیگی وقت پر بلا نہ آئیگی تمھین کیا فکر پڑی ہی اوشقلونر بان ہلاما وشوار ہوئی جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند سب خاموش ہوگئین اب صرصر مسند پر آکر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہی خیال مین ہی کہ ای صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی ہی لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہی کہ انتظام مین مصروف ہوا پنے نزدیک بی ملکہ ورت نگا رنے بڑا کام کیا اس مقام پر ہوتین تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی کس طرح کا معرکہ پیش آتا ہی طلسم کشا بھی تعلیم کردہ عمرو ہی صاحب شوکت افسر ہی فخر شاہان روزگار تیز دار دہم عیار اس فکر مین بیٹھی تھی کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب آتے ہین صرصر نے حکم دیا بیگا دل کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے فوراً دسترخوان بچھا کھانا عمدہ چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی عطر کی روئی آنکھون مین لگا لی آنسو بھر آئے یکایک در دولت پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی روح سامری وجمشید درومند ہوئی کنیزین واسطے استقبال کے دوڑین دوچار نے عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ مین آگئے صرصر نے کہا مین تو دسترخوان پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اُٹھنا بڑا گناہ ہی کہتے ہین تو آنے دو آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے سے بکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت وہمت آفتاب عالمتاب آسمان جرات ماہ تابان فلک سطوت دصولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح کمل آتے ہین صرصر نے دیکھا ماہ حسن اسد غازی کا کمال پر ہی حقیقت مین جاوۂ جرات ولیاقت کا رہبر ہی جاہ وجلال دیکھکر تھرا گئی لیکن سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین بھرے ہوے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب آکے بیٹھے کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ

چار رہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمائیے مجھے زیادہ نہ ستائیے مین نے آپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی مگر تا چار دسترخوان لیے بیٹھے ہین آپ تو خاصہ نوش فرما کے آئے ہونگے ہم ناحق اپنی جان دیتے ہین انکے بیان کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوند نذر دی ہین بیان رد کھا پھیکا آپ کا ہیسکو کھایا جائیگا اسد نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمھین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا نہین کھایا کہو کھائین کہو نہ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہادر منظور ہی میرا اتنا کہنا تو تمکا ہو گیا اب ہاتھ بڑھائیے باتین نہ بنائیے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر ہر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آتی ہی اسد نے کہا ملکہ گانا سنوگی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمھاری یاد مین بیقرار رہینگے صدمہ ہجر سہینگے صرصر تو ایک بلاے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان گئی یہ کہکر طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے ہین کنیزون مین جا بجا پہرا ہو شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا ہو جائیگا خدا اس سفر کا مآل نیک کرے دیکھو صاحبو آج ہی سے اداسی پائی جاتی ہی خود بخود طبیعت گھبراتی ہی مگر صرصر ربط و ضبط دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو دوپہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہی گلابی کھینچی جام بر فریر کیا ملکہ کو دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا کیجے حضور آپ نوش کیجیے اسد نے بلا تکلف جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی پی گیا پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہو گیا دل بیتاب ہو گیا صرصر نے کہا صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا اٹھکر ٹہلو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد یہ کہکر اٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہو رنگ بیطور ہی قصد کیا تھا کہ مہ جبین کا ہاتھ تھام لون یہ دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتور ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا قصور ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ لڑکھڑایا چھپر کھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی تھی جامہ سے باہر ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزاں ترساں باہر بارگاہ کے نرسنگھا پھنک رہا ہی حافظ باش ظرباش کی صدا آتی ہی صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اتاری باحتیاط رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھی قصد ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کر کے دیکھا ناموس طلسم کشا کی بارگاہ ہی ہزارہا ساحر گرد پھر رہا ہی پرندہ پر نہ مین مار سکتا دو ندے کی کیا لیاقت ہی کھڑی ہوے سوچنے لگی دل سے کہتی ہی اے صرصر طلسم کشا کا نیچا نا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تا بہ کوہ بلور کیونکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا مشکل ہو گا گھبرا کے

صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی یہ خیال ہو کہ شب اسی مقام پر بسر کیجیے گوشۂ بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام شیر دل واسطے جگانے نماز کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ننگا سہ برپا ہو جائیگا پھر نکل نہ سکونگی آخر جوڑی خنجر کی نکالی ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی ابھی نکلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے لیکن جان دیے ہوئے کھودرہی ہی چند عرصہ مین زیر سایۂ نخل دہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا معلوم ہوا یہان سناٹا ہی گرد مین اٹی ہوئی نقب سے نکلی صحرا کا راستہ لیا طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی یہان اسد غازی چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جاگر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا کے اُٹھا باہر اپنے خیمے کے آیا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی ہا ہا لیان طلایہ پلٹ رہے ہین سجاڑے جا بجا پھرے ہین سرداران لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے ایسا خواب پریشان دیکھا کہ بہت رویا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی وضرغام شیر دل وجانسوز بن قران وچالاک کو جلد لاؤ مین جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت نماز پڑھون عمرو نے تعجیل نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا ای خوش انجام بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے عرض کی مین در دولت ملکہ مہ جبین پر تھا عمرو نے کہا کچھ افتاد پڑی جلد بارگاہ ملکہ مہ جبین پر چلو پانچون عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آیا دیکھا چوبدار یساول کمیدان رسالدار بڑے بڑے سردار حاضر ہین باغبان قدرت بصد صولت وشوکت مسلح مکمل اسباب سحر سے درست چالاک وچست مثل رہا ہی منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو سویرے سے نکل چلین دس بارہ کوس پر جاکر مقام کرین کہ عمرو سامنے سے آیا باغبان واسطے تسلیم کے خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جاکر طلسم کشا کو جلد بیدار کرین زبانی محلدار کے ثابت ہوا وہ ماہتابان برج تخلیہ سے ساطع ولامع نہین ہوے عمرو نے کہا ای باغبان دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی صورت اسد نامدار دیکھون تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب مین نجت خوابیدہ بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اُٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا انیسین جلیسین کنیزین پرے باندھے کھڑی ہین عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہی شاہزادہ بیدار نہین ہوتا ملکہ سب سے سویرے اُٹھتی ہین دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہی جدائی کا شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا قلب پر ہجوم غم وملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب صدا نہ آئی عمرو پردہ اُٹھاکر اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہی اکیلے اسد نامدار چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین عمرو نے ایک چیخ ماری صرخ دہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئین اسد غازی کو ہوشیار کیا اسد گھبرایا اُٹھا بیٹھا

عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہان انبوہ ہوا فرش پر عمرو نے تیر اصرصر کا پہچانا
ملکہ مہرخ رونے لگیں بیقرار ہوکر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کر دعمرو نے کہا غضب ہوا شاید مہ جبین کو
بھی لیگئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے کیا ہوا اب جو دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا
مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہوا مہ جبین گھبرا گئی چہار جانب دیکھتی دلارام
نے کہا داری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا مجھے نہیں معلوم عمرو نے کہا صاحبہ سے
پوچھو جب میں بارگاہ میں آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھیں مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ میں آچکی
تھی مجکو دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا ہوئی اُسنے تخلیہ میں لیجاکر مہ جبین کو بیہوش کیا
اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کس طرف سے وہ نکل گئی ہوا تھی کسی نے نہ دیکھا مہر قران
کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب موجود ہے اسد غازی کو نہ لیجا سکی لوح ملنا غنیمت ہوا الغرض

تمام سرداروں میں ہنگامۂ عظیم برپا ہوا نظم مصنف

کسی نے کہا آہ داغ جدا	فلک پر سر ظلم بدعت ہوا	خزاں کا ہوا اس چمن میں گذر	نہال مصیبت ہوا بارور
سموم الم کیسی چلنے لگی	ہر اک شاخ پر میوہ چلنے لگی	کہا روکے مہرخ نے کیا خوف ہے	ابھی منزل جنگ کرتے ہیں طے
لڑائی کے آفتاب جھیلینگے ہم	اب اس جان پر اپنی جھیلینگے ہم	مصیبت کے اب نگ و پیش ہیں	نہایت قلق میں پس و پیش ہیں
گئی لوح اب نرد افراسیاب	خوشی اسکو یاں لگ رہی ہے و تاب	بھلا دیکھے لڑکر اسے سرکشی	بہ تعجیل لازم ہے لشکر کشی
کہا راد اولوالعزم نے جھوم کر	کہا باغبان سے کہ اے نامور	ہوائے خزاں نے کیا زور و رد	گل عیش کی ہم نے دیکھی نہ بو
عجب داغ باغی ہمیں دے گیا	گل لوح اس باغ سے لے گیا	بس اب جان دینے پر آمادہ ہو	ملے لوح تدبیر ایسی کرو
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب	کہیں کیا جو ہے قلب کو اضطراب	بجز جان دینے کے کیا اختیار	جو مرضی خلاق لیل و نہار

مگر اے ملکہ عالم زندگی ہیکار ہے لشکر بیں قرعا ہو کر بندی کراؤ لڑ بھڑ کر مر جائینگے طلسم ہوش رُبا میں نام کر جائینگے
جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہیں کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ مہرخ سموے
کا کل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و معمار قدرت
و ملکہ گلزار چشم و زیور چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر آمادہ مرگ مہیائے قضا
ہوئے ہر چند عمرو عاقل مچاتا ہے کوئی نہیں سنتا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپکا
کام تھا بجا بازی بہ سرفروشی بہ عیاری بجرأت اُسکو پورا کیا ہم لوگ سب بدنصیب آپکا کیا اختیار
اب اسد غامدار کو بیہوش کرکے زنبیل میں رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے
جان دینگے اب ہم مایوس ہوئے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھے گا کہ طائر وہم و خیال

نہ پہونچ سکے گا کیونکر ہمارے دل کو یاس نہو باغ سیماب سے لوح گئی آپ شہنشاہ واہ ونکر ماشاءاللہ کس تدبیر دلپذیر سے لوح لائے اب اُسپر افتاد پڑی آپ کی کیا حظا ہمارے بخت وتاثر گون وطالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اُسکے لشکر کا بار نہ سنبھال سکینگے خود تقدم کرنا بہتر ہی عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار دسر فروش ہو اتنا تامل کرو کہ میں جاکر واپس آؤں اگر بن پڑا تو لوح لیکر آتا ہوں جب مجھے کچھ نہو سکے اسوقت بیشک تمکو اختیار ہی مہتر چالاک مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سرداروں سے دست بستہ کہا حقیقت میں اُستاد بہت معقول فرماتے ہیں ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہی ہم سب جاتے ہیں کیا عجب کہ راہ میں ملجائے ورنہ انشاءاللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے ازکوہ بلور تا باغ سیماب جائینگے لوح کے واسطے ہیچارہ نہ چھوڑینگے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو مناسب ہو کرگذرنا ہم خوب جانتے ہیں آپ سب صاحب نام پر مرتے ہیں اب سب سے زیادہ کام یہ ہی کہ طلسم کشا کو بھلائے سمجھائے ایسا نہو وہ شیر دلیر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہی کبھی فتح کبھی شکست عقل سے بندوبست ضرور ہی جہالت کرنا سراسر قصور ہی سردار ناچار رہوے ملکہ مہرخ اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی سب سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی مہرخ اجازت نے فوراً صورت بدلی عیاروں سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتیں نئے طور سے تبدیل کرکے طرف کوہ بلور کے چلو دو کلمہ افراسیاب جادو کے بیان ہوتے ہیں غزل میاں جلال صاحب

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
دل میں تو ہو روئے کاشانہ ایسا چاہیے

یار ایسے گھر کو صاحبخانہ ایسا چاہیے
آنکھ اُدھر اُسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل للہ دے

بت جسے سجدہ کریں تہخانہ ایسا چاہیے
آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
لب بلب خم وجھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہی افسانہ کو
اُسکو کم کردے کوئی افسانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفوں کو مشاطہ نے سلجھایا تو کیا

کھودے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے
سر زمین کو بے جانان سے نہ اُٹھے بیٹھے اشک
عاشق گریاں کو آب دانہ ایسا چاہیے

یوں کسی پر وہ نشیں کی کیجیے پردہ دری
خود کے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی میں مشاہ کر رہا ہی کیا جام

مہ پر ستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
دھیر سے عاشق کے بیکر طور پر بجلی گری
کیوں تجھے اے جلوہ جانانہ ایسا چاہیے

جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونوں نہ پا سکیں

برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری اے فلک
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار

مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر اوتڑپ

کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے	ہائے کیوں اس جان کے دشمن کو دل بیتاب لائے	کاش کوئی دوست ہوتا کہنہ ایسا چاہیے

افراسیاب جادو رنجور برسرکوہ بلور انتظار مین ملکہ صرصر شمشیرزن کے مع حیرت جادو بیٹھا ہی حیرت کہہ رہی ہی ای شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کرسکیگی بڑے بڑے اسطوخودس لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوگئے وہ عورت کم حقیقت کیونکر دست انداز ہوگی اگر آپ حکم دین مین اپنے کو پہونچاؤن صرصر کی مدد کرون اگر اسکا ہاتھ تابہ لوح پہونچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لین مین اسکو بچاؤنگی عیارون کو پکڑلاؤنگی میرے ہاتھ سے نگوٹرے بچکے کہان جائینگے حکم سے سامری کے ذلت اُٹھائینگے اگر شاید اُسنے عیاری کی اور ہتھکنڈے مین عیارون کے پھنس گئی ہنکو سنکر بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو تیرا جاننا اسلام مین مناسب نہین ہی ابھی صورت نگار و مصور پر کیا موقوف گذر چکا ہی سامری وجمشید کی خدائی مین آگ لگی خداوند لقا بے بقا جو جی چاہتا ہی تقدیر کر بیٹھتے ہین نہ کسی کی بُرائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی افتاد تجھ پڑے یا عمرو ظالم گرفتار کرے کیسی ذلت و رسوائی ہی ابھی تک میری آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی مرشدزادے پر کس قیامت کے کوڑے پڑے ہر چند مین نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی وگرامی موسوم بہ اودھ اخبار منتظم جس کے منشی نولکشور صاحب عالی وقار ہین اُس پرچہ مین مفصلاً و مشروحاً لفظاً لفظاً یہ اخبار مصیبت آثار درج تھے اخبار کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہی منتظم مطبع کا حکم ہی کہ جس خبر کو مفصل سنو بصحت درج کرو منتظم صاحب لیئق کارگذاران مطبع فہیم اپنے مالک کے خیر خواہ صاحبان علم وفضل کا مطبع موصوف مین مجمع ہی مطبع نہین نگارخانہ چین کا مرقع ہی ای حیرت اب خبر مخفی نہین رہ سکتی تجکو حکم دون اور ذلت اُٹھاؤن مگر دل میرا کہہ رہا ہی کہ صرصر خاک چھانے گی ہماری بربادی کا اُسکو بڑا غم ہی عمرو کی کاوہی جواب بیتی ہی یقین ہی کہ لوح لیکر آسمانی سرماے برف انداز و ابریق کوہ شگاف و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ حاضر ہین قول افراسیاب کی تصدیق کررہے ہین مصور و صورت نگار کے بھی ہوش درست ہوئے ہین مصور کہتا ہی ای شہنشاہ اب عمرو کی میرے ہاتھ سے قضا ہی صحت پاجاؤن تو اس بدعت کا مزہ چکھاؤن اگر دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا مصور نبیرہ سامری نہ رکھا افراسیاب کہتا ہی مرشدزادے اب تمکو برسون قصر سے نہ نکلنے دونگا تمھاری ذات سے بڑی برکت ہی جب خیال آتا ہی فلک تھراجاتا ہی کیا مذہب تباہ و برباد ہوا داؤد بچا و دھنے کو ساحق سجدہ کیا ہفت اقلیم مین مشہور ہوجائیگا کہ سامری پرستون کے خداوند مسلمان ہوکر مارے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور زیادہ شرف بیان کرینگے آپسمین کہتے ہونگے سامری پرستون کا کیا بُرا مذہب ہی جو بڑے خداوند لقا ہوئے وہ بھاگتے پھرتے ہین ایک خداوند مسلمان ہوگئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا مرے خداوند نام تھا مین نے خود اُسکو بددعا دی تھی اُسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیان خداوند لقا کررہے ہین اُنکو یہ سب ناگوار ہوا

کہ میں برائے قدمبوسی نہیں کیا مرشد زادے آپ گواہ رہیے میں اقرار کرتا ہوں اگر صرصر شمشیر زن لوح لیکر آئے خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت میں اُٹھی جاؤنگا طلسم ہوش رُبا میں قدرت کو بڑی دھوم سے لاؤنگا سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قیطولات پر پہونچیں یہ کام میری کوشش پر موقوف ہے جسدن قصد کرونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول ہے جسدن بالائے قیطول جاؤنگا تقدیرات بنگار رنگ کرکے مردوں کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتیں کر رہا ہے طرف لشکر اسلام کے نگاہ ہر یکایک دیکھا دور سے بونڈلا گرد کا اُڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر شمشیر زن آتی ہو لیکن راہ میں یہ معرکہ گذرا عمرو جو چلا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا دور سے دیکھا صرصر چلی آتی ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر اتنا بڑا کام کرکے آئی ہے پشت پہلو سے ہوشیار رہا جہاں پہنچ کر پانچ پھینکیں سنبھل گئی جہاں جانب دیکھنے لگی اُسنے جو پلٹ کے دیکھا غبار معلوم ہوا دل سے کہتی ہے ای صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آپہونچا اب تو صرصر تیز چلی عمرو چاہتا ہے کہ اسکے برابر پہونچوں ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہے نہیں پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ بلور کے پہونچکی کھٹکا تو اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی ای شہنشاہ میں لوح لائی مگر اتنا کی تھک گئی ہوں پاؤں سوج گئے میرے پیچھے عیار آتے ہیں یہ سُنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود میں اُٹھا لیا کہا ای صرصر بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑا دی افراسیاب نے لاکر پہاڑ پر صرصر کو اُتار دیا ملکہ حیرت کی امین جلیسین صنعت کی ہمراہ والیان مصاحبان سرما و ابریق سب نے آکر صرصر کو گھیر لیا عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود میں اُٹھا کر لے گیا غل کی آواز پکڑ کر دیکھا کوہ بلور پر ہنگامہ ہے تبدیل صورت تبدیل کرکے ایک ساحر حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے آیا اقبال و خیزان مبارک مبارک کہتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا بوا تم کون ہو ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھوں میں چربی چھا گئی ہے سمع رخسار میرا نام ہے محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہوں تو محفل میں اندھیرا ہے ہزاروں اس شمع جمال کے پروانے ہیں سودائے زلف عنبریں میں دیوانے ہیں ہمیشہ ہمارا بستر قریب رہتا ہے اسوقت ایسی گھبرائیں عمرو یہ کہتا ہوا غول میں ملگیا پہلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یار و غل نہ مچاؤ ایسا نہو عیاران اسلام آپہونچیں صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہیں صحرا میں میں نے عمرو کو دور سے دیکھا تھا جب تو میں نے غل مچایا وہ ضرور آگیا ہوگا نگوڑا چھلاوہ ہے ہوا کا پتلہ ہے لیجیے لوح تو اپنے پاس رکھیے عمرو نے دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے فرح کو رومال میں لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھ رہا ہے صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہے عمرو بھی

داہنے کبھی بائین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب ایسا ساحر زبردست گرد و پیش گھیرے ہوے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تپلی نکالی اسکے ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بشکل کنیز کھڑا دیکھ رہا ہی وہ تپلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا کہ افراسیاب نے یہ کیا جعل کیا عمرو چاہتا ہی کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہی سخت پر لوح رکھی ہی منہ کے بھل گر پڑون لوح اُٹھالون مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہی اے عمرو افراسیاب جلا کے خاک کردے گا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی مگر یہ خیال ہی کہ دو چار پہر یہ یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک زمیندار کو دیکھا انگوچھا سر پر دوہری مرزائی مارکین کی دھوتی آڑا جینو گلے مین پڑا ہوا آبخت کے پنام کی تلوار چاندی کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری اُلٹی کٹوری کا قبضہ بڑی سی سر پرشت پر چمرودھا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا اے شہنشاہ دوہائی ہی تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہی غلہ کی مہنگی خشک سالی ہو چکی ہی دانہ پیدا نہین ہوا مٹر پر پالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گوئیان بیل کی بک گئین کسی گھر مین کُٹیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہی صبح سے آفت برپا ہی زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چراسی بھی آکر پہونچا پٹہ چراس کا گلے مین اونچی کمر باندھے ہوئے کرٹبری داڑھی غل مچاتا ہوا ارے کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گیان ملاحظہ کیجیے گھر بار کی تھلیا لٹیا قرق ہوگئی اسقدر جان باقی ہی اُسکے بھی لینے کے طالب ہین چراسی نے آتے ہی کمر مین ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہی تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ریچ کی ادھکڑی باقی ہی سینیوت و خریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہی کئی مرتبہ قید خانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جمعدار تک بیچارے قید ہین دونون مین جانون جانون ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہی چراسی کہتا ہی حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمارے گیان بادشاہ ان داتا دونون مین لڑائی موقوف نہین ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہین دونون جا کر کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار حمقہ قران نامدار چراسی عیار کامل مہتر ضرغام شیر دل آپسمین نگاہین ملائین عمرو بشکل کنیز ہی بڑھکر کہا زمیندار صاحب بیٹھو ہاتھ اُٹھا کر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرا دینگے اب دونون سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیر دل نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ آپہونچے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا کیا تدبیر کرون افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہی لوح کو دیکھ رہا ہی کیا آنکھون مین خاک ڈالون کہو تو جا کر چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک بغدا مارون کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ کیا طلسم بندھا ہی بدون دست زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہی قران کہتے ہین شب تو ہونے دو

تاریکی مین اندھیر مچائینگے ایک پہلو سے عمرو نے حبشن کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹھ گھٹنا چیت بڑے بڑے چوتڑ چلنے مین ہلتے ہین گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے آپسمین ٹکراتے ہین تیغہ ہاتھ مین سرپشت پر افراسیاب کو جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت سے عرض کی لونڈی کا پہرا نہ بدلا جائیگا حیرت نے کہا بنفشہ آئے تو بدلوا دیا جائے وہ حبشن پہلو مین حیرت کے ٹہلنے لگی عمرو نے آنکھ ملا کے دیکھا دل خوش ہوئے کہ بھلو ریا بھی آپہونچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے افراسیاب سے باتین کر رہا ہی یکایک حیرت نے پکارا گلشن ہماری خواص کہان ہی کنیزین دوڑین عمرو نے دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن سیمین بوٹا سا قد بھولی بھولی صورت دامنے مجرے کے خم ہوئی افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی اُسنے سینہ اُبھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کی دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا گلچینی گلشن حسن وجمال کی کرنے لگا تیر ولد زور مژگان تو دہ دل پر ٹپڑے افراسیاب بیچین ہوگیا کہا گلشن کیون مزاج کیسا ہی نشیلی آنکھین جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر مین میرے خلل ہی پنڈا اپھکا ہی کئی دن سے ہڈیون مین بخار رہتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر مُنہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائین ہاتھ سے زانو مین افراسیاب کے چٹکی لے لی افراسیاب اس بیداد پر تڑپ گیا قریب اپنے بٹھا لیا گلشن بیٹھو ہم تمھارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوائینگے مسکرا کر جواب دیا بیٹھیے آپ میرا علاج کیجیے گا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا کرو نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملاخوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہو رہا ہی جوبات کرتا ہی موزون جواب ملتا ہی گلشن کے مُنھ سے پھول جھڑ رہے ہین افراسیاب نہال ہوا جاتا ہی گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو نے جو یہ نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی ونامور مہتر مین مہتر چالاک بن عمرو زانو دبائے افراسیاب کا بیٹھا ہی عمرو بشکل کنیز ہنستا ہوا بڑھا پکار کر کہا بی گلشن اب تو مقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا مسکرا کر جواب دیا ہمین سب کا خیال ہی اپنے کام مین مصروف رہو ہمارے سر مین درد ہی ہمسے بات نہ کرو عمرو پیچھے ہٹ آیا پانچون عیار عیاری مین طاق محفل مین افراسیاب کی پہونچ گئے ہین باعث یہ ہی کہ صرصر مشکی ماندی آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر مین جا کر سو رہی افراسیاب نے کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہان ہی حیرت نے کہا صاحب اسکا گردہ دیکھو رات بھر لشکر اسلام مین رہی بیچاری نے تعب کھودی کس مشکل سے لوح حلیکر آئی اب جولیٹی بیہوش ہوگئی گلشن نے دستبستہ عرض کی اسوقت حضور ایک طائفہ کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کرایئے آنکھون کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہی افراسیاب نے کہا ہی گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کرلین پھر گانا سنو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات مین تمھاری خوشی کرینگے گلشن نے مسکرا کے کہا اے شہنشاہ لوح ملگئی اب انتظام کیسا آپ سے کون

بہتر ہی اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق مین رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جائے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکے گا افراسیاب ان بھولی باتون پر ہنس پڑا کہا بی گلشن سو منزل پر لوح تھی مرحلات طلسمی بیچ مین بند ہے ہو گے تھے وہان تو مسلمان لڑتے بھڑتے جا پہونچے یہ چیز مین صندوق مین رکھنے کی ہین گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے مین اپنے بادبان کی ڈبیا مین رکھ چھوڑون میری امنت فیان پڑی رہتی ہین وہ قفل کیسے کھولے سے نہین کھلسکتا دن رات جسوقت آپ مانگین گے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہی جان سے زیادہ عزیز ہی ایسے مقام پر بھیجون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ جا سکے ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی ایک شخص کو بلایا ہی آیا چاہتا ہی گلشن نے کہا شہنشاہ وہ کون شخص ہی کہان سے آئیگا نام کیا ہی کوئی بڑا بادشاہ ہو گا افراسیاب نے کہا اُسکا نام دلنشان میرے دل مین ہی جانباری سرفرد شی اُسکے آب و گل مین ہی اور وقت پر نام بتا دونگے ہر چند چالاک چاہتا ہی کہ دام تزویر مین پھنساؤن نام و نشان پوچھون کوئی عیاری کر گذرون لیکن افراسیاب چاق چوبند ہوشیار چوکنا ہر طرف دیکھ رہا ہی کبھی چالاک کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی اے گلشن وہ باتین کرو لوح کا نام نہ لو ان باتون سے تجھے کیا کام ہی تو تو ایسا کھود کھود کے پوچھتی ہی جیسے کوئی عیار پتہ لگاتا ہی مجھے تیری باتون سے خوف آتا ہی یہ کلمات سُنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اُٹھا مُسکرا کے کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہین اپنی کنیزان قدیم کو نہین پہچانتے ہین یہ کہکر پشت پر کھڑا ہو کر نکس رانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سُنتے ہین جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہی عمرو گھبرایا مُسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی تڑپا قران دضرغام یہ کہتے ہوئے اُٹھے حضور ہمارا فیصلہ کرا دین تحصیلدار صاحب گانون مین آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر کہ قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس ہوا بنکل گلشن سر پر موجود ہی مگر رنگ نہین جمتا اب مجبوری کو نپٹ پڑو یا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو پروردگار بچانے والا ہی شاید کوئی سامان بن پڑے اب چھوٹون عیار اپنے اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی اپنی کہہ رہے ہین افراسیاب کسی کو جواب نہین دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہی ہر چند کہ اسوقت صورت زیبائے گلشن پر مائل ہوا لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہین دیتا محفل مین ذکر شراب و کباب ناچ رنگ کا نام نہین اب عیاری کیا کرین آمادۂ مرگ مہیائے قضا ہین حواس پراگندہ کچھ بن نہین پڑتا دن قلیل باقی ہی افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کبھی لوح ہاتھ مین لیکر ٹہلتا ہی کبھی بیٹھا کبھی اُٹھا متحیر متردد کبھی حیرت سے کہتا ہی بڑا عرصہ ہوا حیرت جواب دیتی ہی مجکو حکم ہو مین جاؤن جسکو فرمایئے بُلا لاؤن افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہین ہی اے حیرت جادو ای زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے نکال نہین سکتا جانتا ہون کہ دیوار و در ہم گوش دارد یقین کامل ہی اس جلسہ مین عیار فرد موجود ہون اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہین آب و دانہ حرام ہی جسکو بلایا ہی وہ

مگنام ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اُڑی افراسیاب دیکھنے لگا ہرلیک کی نگاہ اسی جانب اُٹھی دیکھا کہ ایک نر گاؤ برابر فیل مست کے دم اُٹھائے ہوئے آتا ہی تحریر کوہ اگر حبت کی مثل برق پہاڑ پر آیا مُنھ اُٹھا کر سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا اُس زبان مین باتین کین کہ کوئی نہ سمجھا افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہی پشت پر نر گاؤ کے ہاتھ پھیرتا جاتا ہی اب اُسوقت عیارون کی بیقراری چاہتے ہین افراسیاب سے لپٹ جائین اپنی جان مٹائین کیونکر ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لین گدھے نے بیل کہان سے بُلایا مگر کچھ چارہ نہین ہی افراسیاب نے چند باتین کر کے لوح اُٹھائی بیل نے مُنھ کھولا افراسیاب نے بیل کے مُنھ مین لوح ڈالدی نر گاؤ نے مُنھ بند کر لیا جھم سے پہاڑ پر سے کود ادر وادی کرتا ہوا طرف صحرا کے جا کر چشم زدن مین غائب ہو گیا عیار بدحواس ہو کر پہاڑ سے کودے کئی کوس تک گئے مگر میل کا نشان نہ لا نقش پا تک نیا یا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف لشکر اسلام کے پلٹے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زرین پر بیٹھا ہوا موچھون پر تاؤ دیتا پھیر رہا ہی اب سامان عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جا کر کیا کرین چلکر سرداران لشکر سے اطلاع کرین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب لوح کا کا ہیکو پتہ ملے گا پانچون عیار خاموش ملول حزین چلے یہان لشکر اسلام مین ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ انتظار مین خواجہ دعیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار جھکائے ہوئے اپنی غفلت پر نادم وپشیان کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی چھ ون عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگایا دامن سے اشک پاک کیے کہا ای نور نظر نہ گھبراؤ انشاء اللہ لوح کی فکر ہو گی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سُنا گھبرا کر پوچھا کیون خواجا انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون سب عیار پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اُسکے مُنھ مین لوح ڈالدی وہ مثل برق چمک کر غائب ہو گیا رنگ بہار تغیر باغبان کے جسم مین عرشہ مرخ صورت پریشان رعد وبرق تڑپے ہلال سحر افگن کا ہیدہ اُسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہی اب طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا مشکل ہی اب لوح کیونکر ملے گی اسوقت باغبان قدرت سب سرداروں کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جس طرح ابکی ملی تھی اسی طرح پروردگار پھر دلوائیگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری رائے یہ ہی کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع رائے روشن ہو چراغ عقل گل نہ کیجیے ہوش وحواس درست رہین جنگ پر چست رہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری رائے بھی یہی ہی چالیس سردار ایک مقام پر بیٹھین اس مقدمۂ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتلائین کہ فلان مقام پر لوح کئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہوگا اپنے کو مثل دعائے مظلوم پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین ہوگا تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہی اپنی بارگاہ مین سر جھکائے ہوئے آئی

چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قیاد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین نخبت خوابیدہ نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہی ای بہار افراسیاب درپے قتل دل خانہ خراب درپے آزار کس امر کی فکر کرین کیا کہے دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو اُلجھن سرو سہی قدو زیرزادی اُٹھکر آئی دیکھا ملکہ بہار حال پرملال مین بیٹھی ہین گل ساچہرہ کملایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت آئینہ رخسار پر غبار حیرت گیسوان عنبرین مائل بہ پریشانی سراپا سے بیدل بے سروسامانی سرو سہی قد نے بڑھکر بلائین لین پوچھا کیون واری اسوقت کیا تردد ہی کیا انتشار ہی اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر بہت گھبراتی ہون کون ایسا رنج تازہ درپیش ہوا کاہے کا پس و پیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا ای سرو سہی قد مین اپنے حال سے آپ بیخبر ہون ظاہرانہ کوئی غم ہی نہ الم ہی فلک کجرفتار درپے ظلم وستم ہی یہ فرماکر طرف آسمان کے سر اُٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این آفت جان ہمدم و ہنگامہ کیست	یارب این پرتو خورشید رکاشانہ کیست	بادۂ لعل لبت را کہ بما الفت نیست
یارب آن شاہ رخ و بادہ کش کشور حسن	بزم آرائے کہ او بادۂ پیمانہ کیست	دوش بر دوش بہ او گو ہر یکدانہ کیست
کز درین انجمن آن مائل افسانہ کیست	گفت افسانہ بسیار دندانست کسے	دارو امروز بمن گرچہ نگاہے کرمے
عندلیبان چمنرا ہمہ دل خود باختہ اند	تا گرفتار کہ او مونس جانانہ کیست	یارب این نرگس مستانہ کیست
گر سر لطف بپرسی کہ تو دیرانہ کیست	شد بامید ہمین خانۂ عمرم ویران	گفتش مخفی سودا زدہ دیوانہ کیست

اس حسرت دیاس سے ملکہ نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے سرو سہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت مین آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ مین چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا للہ حال بیان کیجیے ضبط کو اسقدر کام نفرمائیے کہا ای سرو سہی قد ہاے وای کرنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہی وہ گذرتی ہی کس سے کہین کدھر نکل جائین دمبدم سر پر بلاے تازہ نازل ہی جان بچانا مشکل ہی سرو سہی قد نے کہا واری مین سمجھی جس وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہی آج کل لشکر مین تلاطم ہی مین کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ دو چار دن کے واسطے طرف کوہ عشق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آیئے شاید کوئی ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنون کو رنج و ملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی مشہور ہی بیشعر

دل را بدل ہیبت درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر

اگر پانون مین معشوق کے کانٹا گڑا قلب عاشقی مین خلش پیدا ہوئی اگر گلرخسار معشوق جھونکے سے ہوے گرم کے کھلایا عاشق زار شمل ہلہل ہلان زار ہمہ حضور دل کو دل سے راہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہان سے جاتے ہین زمین سر پر اُٹھاتے ہین ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہین انکی

شان وشوکت کا ذکر کیا ہزارہا ساحران نامی اُنکے مطیع ہین سحر وساحری مین چکے مرتبے رفیع ہین اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہین مگر زبانی خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ رہنا قبول نہین فرمایا مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی مسیح کردۂ نورالدہر بن بدیع الزمان شہنشاہ شہریار جادو وساحران خوشخو شاہان طلسم ہزار اسپ یہ تینون خداوند ساحران کہلاتے ہین مگر اپنے تئین کہدیا ہمکو ہماری مدد کو نہ آنا ورنہ اُنکی تمنائے دلی ہو کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جادکرین مگر حضور نے نہین قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور شمشیر لی نقابدار بنکے ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہو کر سلطنت دی تعریفین بادشاہ کی جو ملکہ سروسہی قدنے کین ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہوگئین یا تو آنکھون مین آنسو بھرے تھے یا ہنس پڑین کہا ای مونس وہمدم تونے زبانی خواجہ عمر ومختصر مختصر سنا ہی تاریخ تو اُٹھاکے دیکھ مین مقام ونشان تباہ دلت جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن عدنی نے عالم فقر مین گرفتار کیا عقابین پر بھیجا شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آتے تھے اور سیہ پوشی کا باعث یہ تھا کہ یہ شکم مادر مین تھے انکے والد نامدار قباد شہریار عین شباب مین قتل ہوئے ہمارے شہریار بڑے صاحب حسب ونسب ہین والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن ہیکلان والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان یہ بچپن سے صاحب شوکت ولیاقت وجرأت ہین سروسہی قدنے دیکھا ملکنے خوشی خوشی حالات تولد سعد شہریار کیلیے حصول سلطنت بیان کی ذکر سے معشوق کے رنج وغم دفع ہوگیا چہرے پر سرخی آگئی سروسہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ رہی ہو اس ذکر مین ملکنے گلوری کھائی مُنہ ہاتھ دھویا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے آئے ہین ملکنے کہا بلاؤ برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو ہو تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کرون جو جفا درپیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہین معلوم ہوا افراسیاب نے لوح کہان بھیجدی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہو کچھ نشان ملکہ مخمور بتائینگی وہ بھی رازدار طلسم ہین کہ سب صاحب بیٹھکر صلاح کرین اب آسین دیر مناسب نہین ہو ایسا نہو افراسیاب لشکر کشی کرکے آجاے آپ لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے لوح لشکر سے نکل جائین یہان جو لشکر پر گذرے گی جھیلین گے مرنے والے اپنی جان پر کھیلین گے ملکہ بہار اُٹھین ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ مین آئین دیکھا سترہ سو سردار جمع ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین یارو جو کام کرنا ہو کرلو پھر دو پہر مین آفت آیا چاہتی ہو افراسیاب جادو نے مقدمہ لوح سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اُسکے سحر وساحری کا کون بار اُٹھائیگا آخر باغبان قدرت وملکہ بہار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی ذہانت ودرایت کو کیا ہم کہہ سکتے ہین مگر آپ سرور بار فرما دے ہین یہ سب خبرین افراسیاب جادو کو پہونچین گی جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام

ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استاد کرائیے جس جس مشیران سلطنت و امیران اُہبت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر پہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے اُسپر سب صاحب کاربند ہون اس رائے کو عمر و نے پسند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر لشکر اسلام کے استاد ہوا عمرو و اسد نامدار و مہتر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لکا مع وشاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو نور نگاہ مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمر و نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی بمقام صدر پر گرد یہ سب خیر خواہان دولت صاحبان فطرت و لیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہی کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ پر بھیجدی ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو بیچ مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہی کسکو ایسا دردسر ہی کہ اول طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے بند ہی مخمور نے کہا یہ صلاح تا پسند ہی ہم بارہ سردار قصد کرین رہبر کامل پہونچائیگا نشان لوح عنایت سے پروردگار کی لیجائیگا عمرو نے کہا ان سب سردارون کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہی یہ صلاح بالکل بیکار ہی اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات بیکار ہین جستجوے لوح منظور ہی اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی امر بھی قرار نہین پایا خواجہ و اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہی گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہی انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب کے کہ لوح کو روانہ کرکے بر سر کوہ بلور مصروف عیش و سرور بڑے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو لیجانا اور رہا ہونا مدبران سے و عیاری خواجہ عمر و بصورت حیرت اور دریافت ہونا مقام لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ محمر

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا — شراب غم انگیز لا ساقیا — عجب رنگ پر تیر میخانہ ہی — یہ ہی میکدہ یا عزاخانہ ہی
مصیبت کا سامان ہی ظاہر ہم — خمیدہ ہین خم منقلب سب مین جام — کوئی آفت تازہ آنے کو ہی — فلک تنگ غم کا جانے کو ہی
کریگا کوئی آگے پھر سرکشی — عبث ہی غریبون پہ لشکر کشی — اُٹھا ساقیا جام مل بے خطر — تباہی کا ہی دور پیش نظر
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ — کہ رندون سے لازم نہین غم شکست — ترے ساقیا آج تیور ہین اور — کہ بدمستون کا میکدہ ہی یہ گھر
یہ میخوارون پر ظلم و جور و ستم — عبث ساقیا مست مدہوش ہی — کہ بینائے غیب و پیمبر دور گوش ہی
سنے کون فریاد و فغان و بہر — تلاطم ہی میخانہ مین دمبدم — تجھے ساقیا جام مے کی قسم

تجھے اپنی نازوادا کی قسم	بلا خیز زلف دوتا کی قسم	تجھے بادۂ ارغوان کی قسم	تجھے مہر پیر مغان کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غدر	قدیان خود را بیفزائے قدر	فلک پر ہو جبتک کہ ماہ منیر	قمر اختر نظم ہو اوج گیر

اشعار مخفی موافق مقام

در دیکہ در آئین وفا ہمرہ جان نیست	در دلست کہ این قابل پیدا و نہان نیست	از بخت سیہ شکوہ ام ایست کہ چو نست	
روز طرب ہمچو شب ما تیان نیست	ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک	ای وای برآن دل کہ ز درد تو فغان نیست	
گر قدر شناسی دُر اشک سحری را	زین گونہ دُرے در صدف سینہ کسان نیست	باز لف دل آشوب زپا سلسلہ مگسل	
لیکن قاعدہ در سلسلۂ پیر و جوان نیست	تا چند زنی تیز نگہ از خم ابرو	مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست	
خوش باش ولا تاہمہ غمہا کہ درین دہر	شہ راہ گذار از دم مرگ امان نیست	نومید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ	
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست	چہرہ گر فتاران مجلس ظلم و جفا اسیران دام حسرت و انجام محنت و بلا خانہ		

زنجیر بیان مین یون غل کرتے ہین شعر مصنف نصیحان جادو بیان دمبدم ؎ رقم کرتے ہین حال اندوہ و غم ہ افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرحان و شادان بر سر کوہ بلور بصد سرور و مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہ رہا ہی ای خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہی اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار مُنہ سے نکل گیا ای شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ خوبی ای غنچۂ حدیقۂ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہی مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہی سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہی اب کل کام مابدولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے اب مابدولت کے پنجۂ ظلم سے بچکر کہان جائینگے اب مابدولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھدیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہی کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے دست زبردست سے جاکر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے مابدولت کو بخدائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے گانڈ کا کونڈا ہی خداوند لقا بھگوڑے بندون کے ہاتھ سے بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو چولہد لگے آگ مین جل گئے لات و منات کا آجتک کچھ پتہ نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہونا کسکی مجال ہی جو مجھسے لڑسکے اشارے مین سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہی نشہ مین بلبلا

رہا ہی شان وشوکت دکھا رہا ہی حیرت جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادۂ دولت سے سرشار ساغر صہبائے حشمت وحشمت سے اپنے خامہ سے باہر ہی رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی اُداسی رنگ سفید وقت صبح امید فرش پر تارے مثل انجم درخشان لباس سے نازنینان ماہ پیکر کے گرے ہین وہ فرش رشک آسمان ہو رہا ہی شمع ہائے مومی وکافوری لہرائین لگن مین پروانون کا انبار درختون پر طائران خوش الحان مصروف ثنائے رب دوجہان شراب کے نشہ کا اُتار آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب نے چاہا دربار برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا ای شہنشاہ اب مین سامان لشکر کشی کرون مقابلہ مین مسلمانان کے جاؤن جاتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاشہ ہائے مسلمانان سے بھر دون افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم میرا یہ قصد ہی کہ ایکی مرتبہ اس طرح کی لشکر کشی کردون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہو جائے لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ وحشم حصول ہوا مابدولت نے بھی غفلت کی انتظام کا خیال نہوا بس اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہی حیرت جادو نے کہا رقعۂ جمشیدی مین ملاحظہ تو فرمائین کہ اب مسلمان کس حال مین ہین ایسا نہو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار پر قرار کرین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین بڑے بڑے کارگزار سردارانِ عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین لوح طلسمی کے تو لینے سے اب مایوس ہوئے جان بچا کر نکل جائینگے انکار وکنا ضرور ہی آیندہ فساد برپا کرینگے جا کر لشکر حمزہ سے ملین گے پھر آپنر پنجہ قابض ہونا دشوار ہوگا وزرا نے بھی کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی لوح طلسمی نکل جانے سے مسلمان بہت بدحواس ہین لوح طلسمی ملنے سے بہت بلبلاتے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے تھے اُن سب کو یقین مرگ ہی خبر لینا واجب لازم ہی افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین بڑا خیال ملکہ مخمور وبہار جادو کا ہی یہ بہار جو آئی رنگ رو متغیر یاد مخمور مین نشہ اُتر گیا ساغر دل شراب غم والم سے بھر گیا پھر اکر رقعۂ جمشیدی اُٹھایا مضمون لشکر مسلمانان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب مین رکھدیا تاج پہن کے لباس جسیم پر آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی دعا گیارہ سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جائینگے وہ آمادۂ حرب وپیکار ہین یہی صلاح ہی کہ لڑین بھڑین لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اُسی خیمہ مین ہی سارمان زادہ بھی موجود ہی بہار ومخمور باغبان روح روان لشکر ہین رعد وبرق وبرق لامع کلان افسر ہین اسطرح یہ جملہ سردار ایک خیمہ مین ایک جا ہوئے ہین ہین جا کر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کردون عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے مرین موت مانگین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون سر مانے عرض کی مین سب کو جا کر ٹھنڈا کردون ابرق نے کہا حضور جاتے ہی تہ بر ساؤن افراسیاب ہنس پڑا کہا ای وزیر اعظم ملکہ بہار ومخمور وباغبان وغیرہ

اُس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہی جو انکے سامنے جائے یا سحر کرکے ہونٹ ہلائے مابدولت کے تعلیم کردہ ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہین بہار کا گلدستہ چل گیا تنکے چنوا دینگی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش کرکے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ مین جائے سحر اُتر جائے تم لوگ جاکر کیا کروگے مابدولت جاتے ہین یکبارگی افراسیاب جادو بقہر و غضب تمام سمت لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب کے حیرت کو بھی تاب نہ آئی بیقرار ہوگئی وزیرزادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین سامان زادہ دوسرا نگوڑا بھوریا دونون مکار جلساز اُس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین ہمارے شہنشاہ کو پھنسائین اپنے کو خداوند بنائین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہی جس طرح بنے مین اپنے کو بہونچاؤن وزیرزادی نے عرض کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین گی آج کی لڑائی بھی دیکھنے کے لائق ہوگی شہنشاہ پر سحر مین کون فائق ہی خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شراکت کرین جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کرچکے ہین تمھارا چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاتی ہون وزیران سلطنت و مشیران اہبت کو روک کر آپ خود یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لیکن یہان خواجہ کو شب بھر اسی مشورے مین گذری کہ رائے ہر ایک کی مختلف ہی باغبانا بیسیار زار بھی معترف ہی کہ اے شہنشاہ عیاران دای افسر خنجر گذاران حقیقت مین ابکی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح بیمیدی کہ ہم مین سے کوئی اُس مقام کا نشان نہین سمجھ سکتا تو کلت علی اللہ سفر کیجیے شاید کوہر مراد دستیاب ہو عمرو نے کہا اے باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج ہی اسی مقام پر جنگ شروع ہوجائیگی کوئی سردار ایسا بھی آئیگا کہ لوح طلسمی کا بھی جال کھل جائیگا جب اس مقدمہ مین آپ سب صاحب حیران ہین پھر سفر و حضر دونون یکسان ہین ایسی ایسی صلاحین بیکار ہیں ہین کل لشکر اسلام چند قدم ہشکر فردکش ہی مسلمان درسالدار اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین یعنی ہمارے آقا سے نامدار اس خیمہ مین جلوہ فرما ہین دور سے ہملوگ نگاہبان ہین یکایک سب نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ابر یا مثل اژدر مہیب شعلہ زن پیدا ہوا اسمین برق کی چمک زنی اسقدر جلد زمین پر گرا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا افراسیاب جا دو بصد قہر و غضب دروازے پر اُس خیمہ کے کھڑا ہی عصہ مین کانپ رہا ہی سبھون نے چلایا غل مچائین کہ اے فرخ و بہار وغیرہ ہوشیار رہو جادو دشمن آپہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو اس بلا مین پھنسا کر پردۂ خیمہ کا اُٹھایا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اُسوقت بہار کے مُنھ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ نہ گھبرائیے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہی باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی انشاء اللہ پتہ لوح کا ملے گا غنچۂ آرزو کھلے گا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا ادہر بہار دیکھ غنچۂ آرزو کھلتا ہی ادہر گل حیات خاک مین ملتا ہی

افراسیاب کو دیکھکر سرداروں کے ہوش اُڑ گئے قصد کیا اپنے اپنے مقام سے اُٹھیں افراسیاب نے زبان ہلانے کی مہلت نہ دی یا سامری کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ ہائے آتش اس ناری کے منھ سے نکلے کل بارگاہ مین مردود کے سحر سے دھوان چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش سحر فراموش ہوا دہن گرد اتنا ہوا آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا کچھ اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اُڑ گیا دو سے اہالیان لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہین افراسیاب دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر اُبھرا پھر غصہ مین نعرہ کیا سامری جمشید کو پکارا اتنے طبقہ زمین کو لیکر مع سرداروں دخواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تنکا اُٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئے نعرے کرتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی سو گز بلند دہ خود پسند ردانہ ہوگیا لشکر مین فریاد و الغیاث کا شور ہوا مہترین مہتر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا صدہا آدمی مرے پڑے ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا صاحبو خیر تو یہ کیا بلا نازل ہوئی سرداروں نے کہا اے نور نگاہ خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا ہوا افراسیاب جادو آیا تھا لشکر کو پامال کیا تھر بھلے سنگدل نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اُٹھا کر لے گیا وہ دیکھو آسمان پر کڑکتا ہوا جاتا ہے چالاک کے ہوش اُڑ گئے بتعجیل سُرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن وغیرہ چند سرداروں سے بلا کر کہا صاحبو کار گذاری کرو لشکر کو رد کو ایسا نہو گھبراہٹ مین بجوف جان بھاگ کر نکل جائین پھر لشکر کا جمع ہونا دشوار ہوگا مین جاکر دیکھون کہ ان سب کو کہان لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھکر واپس آؤنگا آپ لوگون کو خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ مندرج مضامین حال گذشتہ لکھکر طرف طلسم نوذافشان کے روانہ کرین کوکب نوبران اس حال مصیبت مآل سے آگاہ ہو جائین آئندہ جو منظور پروردگار یہ کہکے چالاک نے فوراً باہماے عیاری ذات پر آراستہ کیے جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اُسی سمت یہ بھی باصد شاطری مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہے اے چالاک راہ مین عیاری کرنا افراسیاب پر دشوار ہے کد دکا دشمن ہے کیا تدبیر کرون افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نہ رہا اگر اسد غاری کو لے گیا تھا قبلہ دکھیا رہتے سب طرح کا انتظام کر لیتے اب کون فریاد کو پہونچے مہرخ دہمار و باغبان وغیرہ بھی گرفتار ہوگئے افسوس ردتا ہوا چالاک اُدھر جاتا ہے لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے سناٹا بھرے ہوئے جاتا ہے باغبان وغیرہ بیہوش ہین آنکھین پتھرائی ہوئین اگر موج ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ رہے ہین کہ طبقہ پر زمین کے پڑے ہین افراسیاب نہین معلوم کہان لیے جاتا ہے دل سے کہتے ہین کہ کچھ اور نہ کرے صرف اس مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائین نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت ساتھ والے

سب بیکار خواجہ عمر وہم سے زیادہ مجبور و ناچار آج افراسیاب کو ہم پر غصہ قیامت کا آیا اب زندہ نہ چھوڑیگا مثل نقش پا مٹا دے گا قضائے کارا افراسیاب آتے آتے سرحد زعفران کوہ مین پہونچا ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بصد ناز و ادا مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی کئی ہزار کنیزان خوش رو بتین ماہوش نیخو حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہی زعفران نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ زرد ہو گیا بہ نگاہ غور دیکھکر پہچانا کہ افراسیاب جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوے چند ستارے اُس طبقہ پر چمک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب مائل بہ پستی ہوا زعفران یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی ارے صبا جو جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ افراسیاب کچھ گنہگارون کو پکڑ لائے ہین زمین پر آتا رہا ہی میری سرحد مین انکو قتل کریگا گنہگارون کے خون سے ہاتھ بھریگا مین جاکر استقبال کرون ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہکر زعفران جادو کوہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم دیا آپ خرامان خرامان چلی مگر افراسیاب زمین پر اُترا رہا ہی اُدھر سے چالاک بن عمر و اتفاق و خیزان آکر پہونچا نخل کی آڑ پکڑ کر اسنے بھی دیکھا کہ افراسیاب عجیب آکر ایک چشمہ کے بیچ جوش مین اُترا رہا ہی اِدھر سے چالاک پسینہ پسینہ تاج ڈھکا ہوا تیور پر بل زمین پر اُترتے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب نے وہ طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی و خواجہ عمر و واسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چرخ دیکر چشمہ پر پھینک مارا چالاک دور سے دیکھ رہا ہی اُس آب سحر مین ایک جوش و خروش پیدا ہوا عرصہ دراز تک موجین بلند کبھی مچھلیان نکلتی تھین کبھی تہنگان خون آشام مگر گھبرائے ہوے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی سے دھواں نکلا دیر تک غلبہ رہا ہو بلند رہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش و خروش موقوف ہو گیا چالاک نے دیکھا اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہی تیرہ حباب وسط آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے ظاہر ہی کہ چشمہ کی آنکھین پتھرا گئین اب افراسیاب نے چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین ٹکڑے ہوئے اب چالاک نے دیکھا تیرہ پیرکوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ رنگت قدرین بس سے کمتر پیدا ہوئے یہ تیرہ پیرکوے ظاہر ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک پیرکو ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چرخ مارتے ہین افراسیاب اسقدر اُن غریقان دریاے مصیبت دگرفتاران لطمۂ آفت کو بلاے سحر مین پھنسا کر پلٹا ملکہ زعفران زعفران پوش یہ کیفیت دیکھکر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہی منھ سے آواز نہ نکلتی تھی جب افراسیاب پلٹا ملکہ زعفران نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آراے زعفران پر پڑی ہنسنے لگا پوچھا اے ملکہ عالم تم کہان عرض کی سامنے کوہ زعفران ہی سرحد کنیز مین حضور تشریف لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے

افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سراپا پرنگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا تھا عیارون نے بڑا ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلیٰ ارادہ طلسم کشائی کا رکھتے تھے مابدولت کو جب خیال آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا ہی زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے مین فسونگری بھری ہی یہ سحر آبرودار ہی دریا پر کرتے ہین مابدولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا دیکھنے والا آب آب ہوجاے ابر دریزی ہوا اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر برّان گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارۂ صحراے قیامت پہ پیر کوے جو مقرر کیے ہین چشم دشمنون کے چاٹ رہے ہین حالیس دن مین گھلکر پانی پانی ہوجائینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک پیر کو ابیر ہی دشمن کے مٹانے کی کامل تدبیر ہی براے استقبال افراسیاب ہزارہا کنیزین بھی کوہ سے اُتر آئی ہین چالاک بھی لپٹا ہوا آیا ہی ایک کنیز کی شکل پر تجمج عام مین ملا ہوا چلا آتا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی مصیبت پر اپنے سردارون کی سُردھن رہا ہی افراسیاب بالاے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب آکے تخت پر بیٹھا گرداگرد کنیزان زرین پوش جمال زعفران پر ہر وقت افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا نشیلی انکھڑیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہوگیا جھومنے لگا دل سے کہتا ہی زلف عنبرین کو اگر سنبل سے مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون مثال بہت سعید ہی ابرو ہلال عید ہی آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو دہشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دلکو فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل ونہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے کب آنکھ ملاتی ہی لب غنچہ سوسن دندان دُرعدن بات مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی سینہ پر نازپستان میوۂ باغ رضوان موے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر مفہوم آگے مقام حجاب ہی آواب حُسن دور باش کہتا ہی شگاف کلک دوزبان کا نشان ملا یا صدف بحر خوبی کہون غنچہ ناشگفتہ سے مثال دون ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال پنجہ مرجان ہاتھ آگے سراپا حسن سے معمور حور کہنا عقل کا قصور ایک جانب صحراے سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چشتان کی بہار چمن ہاے طولانی ایک ایک نخل سرسبز وشاداب ولالہ فانی جب شمیم گل آئی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر سنگھاتی ہی افراسیاب نے جو کچھ رنج وملال اُٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھکر غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا پہلو مین معشوقہ زعفران ایسی خوشخو گرداگرد کنیزان ماہرو سامنے باغ پر بہار لپٹین پھولون کی آرہی ہین کنیزان گلعذار جو بن اپنا دکھا رہی ہین جوانان چمن اکثر رہے ہین عندلیبان خوشنوا شاخ گل پر نہال فاختاؤن کو کوکو وبال

نظم

غیرت طائر زرین ہی ہر اک مرغ چمن
پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہی وہ
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن
نور پر آئی ہی امثال بہار گلشن
ہر شجر نور مین ہی وہ غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین کئی اسکے پاس

باغبان کہتے ہین سب بھی ہی شام سحر ۔ ہر حسین نور مین مطلع گل خورشید کا ہی ۔ سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تو نین کوئی ۔ شبہ گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن ۔ آتش گل کو صبا اور بھی بھڑکاتی ہی
سنقفذون کی روش یک ایک ہلتا ہی چمن ۔ آب تاب ایسی ہی اس رنگ کی شادابی سے ۔ جوہری موتیے کو جانچتے ہین در عدن
طرب انگیز ہی ایک ایک ہوا کا جھوکا ۔ شور ش برگ درختان ہی صدائے رعن ۔ فصل گل آئی ہی کیا باغ مین اک ہولی ہی
رنگ گل کھیلتے ہین سارے جوانان چمن ۔ باغبان مست صبا مست نسیم گل مست ۔ بلبلین نغمہ سرا کیک دری قہقہ زن

افراسیاب کی بھی چمنستان پہ نگاہ کبھی گلچینی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل مین جوش حسن و فریب
دیکھکر بھول گیا کس کام کو مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ اے
چالاک اگر عیاری کی کل اہا لیان جلسہ کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی
کی غیر ممکن اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط و مجلس فرحت
و انبساط چالاک کا غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا روتا ہوا پہاڑ سے اُترا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا تختۂ عقل پر
قرعۂ تفکر کو پھینکا شکلین بے انتہا سامنے آئی مین خانہ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھائی دیتی ستارہ گردش
مین فلک بربادی کی کوشش مین کبھی سوچتا ہی جا کر لشکر مین خبر کرون افراسیاب جادو بیان مصروف عیش
رہے وہ لوگ سحر کر کے قیدیان بلا کو رہا کرین تالاب کو خاک مین ملا دین لیکن پھر کہتا ہی وہ سحر خانہ خراب
افراسیاب کا ہی کسی تاب ہی کہ جو اُس تالاب پر دست انداز ہو کوئی اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد
چند ساعت کے اُٹھے گا طرف باغ سیب کے چلا جائیگا ہمارے کیا ہاتھ آئیگا اگر جا کر پہاڑ پر سختی اُٹھاؤن افراسیاب
کو بیہوش کرون سراسر عقل کے خلاف ہی اسکے بیہوش ہونے سے سحر نہ اُتریگا جب یہ قتل ہو تب سحر مٹے قتل ہونا
اس بیحیا کا دشوار ایسے مقام پہ کوشش بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اس چشمہ کے آیا دیکھا وہ
پیر کوے جابون سے لپٹے ہوے ہین کراہنے کی سردارون کے آواز آتی ہی ایسی درد آمیز صدا ہی شکر دل کھتا ہی
کبھی صدائے ہاہا آتی ہی کبھی آواز محمود کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین کبھی صدائے
اسد شیر دل ایسی درد آمیز مصیبت خیز آتی ہی کہ جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صدائے وحشت انگیز
نہ سنون افراسیاب کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ پیر کوے جاتے جاتے جسم ان سب کے کھا جائینگے اندر چالیس
دن کے استخوان باقی ہو کر رہ جائینگے دن بدن خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی روتا ہی
کبھی قصد کرتا ہی کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جائے اے
چالاک تمام نہ دو بے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے کہتا ہی اگر
اپنے کو تالاب مین گرا یا ڈوب کر مرے گو ہر مراد دستیاب نہو گا ایسی جگہ مرد ہزار دو ہزار کوسے ڈوبو آخر

خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے چلو چلکر کوکب و شنصفیہ کو خبر کردہ افراسیاب کا ہم برہ ہی حقیقت مین یہ بانی اُسکی پاپوش کی گرد ہی بیشک وہ رہا کرے گا افراسیاب کو خبر بھی ہوگی یہ سوچکر طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا دو کلہ ملکہ بران شمشیر زن کے سُنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین مین ہی یہ خبر بخوبی سُن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جائینگے افراسیاب لشکر کشی کرے گا بڑے بڑے مقابلے پر بنگے باغ نگارین مین سمندجواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ملکہ مجلس و ملکہ عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز کئی سو شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے اُن سب سے بیان کیا کہ صاحبو یقین ہی طلسم کشا برائے طلسم کشائی گئے ہون افراسیاب لشکر مہرخ پر قیامت برپا کریگا خبر لینا واجب لازم ہی ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کردون ابھی خبر منگا دو مجلس نے دست بستہ عرض کی اے جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ برآن نے فرمایا اسوقت خود بخود دل کو انتشار ہی خدا خیر کرے ایسا نہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جب تک کوئی بیان سے پہونچے کوئی خرابی نہ درپیش ہو جائے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور تو خبر اپنے والد نامدار کی زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا صرف مصور صورت نگار کو زخمداری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہی ملکہ بران نے کہا اے شگوفہ ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملکہ اسد غازی کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہی غفلت تمکو مناسب نہین ہی اے شگوفہ مین نے چاہا اور کچھ پوچھون بخت بیدار سو گیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہون نظم

از من رخ روزگار برگشت	برگشت زمن چو یار برگشت		
خونناب دل از کنار برگشت	گفتم رخ آرزو ببینم	آئینۂ اختیار برگشت	
بس گریہ کہ در گلو گرہ شد	باز آمد و شرمسار برگشت	از دیدہ خیال دوست مغرب	تا دیدہ مرا زعار برگشت
صد رہ بہ نصیحتم غم دل	تا دیدۂ اشکبار برگشت	بنداد کہ خون دل بریزد	صیاد کہ از شکار برگشت
کز آتش دیدہ دانۂ اشک	ہرگہ کہ ز ما بہار برگشت	در کوچۂ عشق خار منزد	آنکس کہ ز کوے یار برگشت
کے غنچۂ دل شگفتہ گردد	کہ از دل من قرار برگشت	بنشینم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خبردار
صد شکر کہ دردمند عشقم			

اے شگوفہ عجب کشاکش مین ہون کچھ بن نہین پڑتا مگر یہ خواب میرا رویائے صادقہ ہی اس حسرت سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی حقیقت مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہین مدتون ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجکو طلسم ہوش رُبا مین بھیجو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کرون یا جان دون مین نے جواب دیا تھا اے شہریار طلسم ہوش رُبا ہو شربا ہی افراسیاب ساحر

یکتا ہی کد دکا دش بیکار ہی دہان جانا دشوار ہی ا ی شگوفہ کیا کہون کیسا وہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سُنکر کلیجہ اُن کا دھڑکتا تھا اگر مین ان کو بیان لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے سیدھے سپاہی ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہی کہتے تھے کہ جاتے ہی افراسیاب کو قتل کر دنگا اے شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہی اُسکا قتل ہونا ناممکن تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ گئی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جا ہلون کی بات کا کیا جواب مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاؤنگی دیکھون کیا ہنگامہ درپیش ہی یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال کھولے ہوے گریان و نالان سوے سر سرا سر پریشان آکے پہونچی ملکہ ہران نے کہا ماہ رخسار خیر تو ہی قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم زدن مین گلزار لشکر بین خزان آئی فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہی کہ کلام کرنا دشوار ہی اور رونے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ ہران نے اپنے ہاتھون سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار للہ مفصل حال بیان کر و کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دلکو پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آخر وہ خواب و خیال ہمارا ظاہر ہوا رویاے صادقہ تھا ماہ رخسار نے ضبط کر کے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضہ سے گئی اب آج گیارہ سردار دو عیار ایک خیمہ مین مصلح کر رہے تھے افراسیاب آکر پہونچا سب کو گرفتار کر کے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہی فوج کے تھمنے کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج دالے بھاگے جاتے ہین تین افسران نامی خواجہ عمرو و اسد نامور و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوئے اب لشکر کو کون سنبھالے جو سرداران نامدار ہین اُنکی کون سُنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑا دھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ ہران بیقرار ہو گئی شگوفہ سے اشارہ کر کے کہا دیکھا نیا گل کھلا یہ فرما کر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر وار ید جڑے سے نکالکر چمکایا فرمایا یہ بھی دریافت ہو کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کہین قید کیا یا فوراً سامان قتل مین مصروف ہوا ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو برائے تجسس خبر سب صاحبون کو سمجھا کر گئے ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین اہالیان فوج جو گھبرائے ہوئے ہین اُنکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے ہران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی مین جانا مناسب ہی یہ فرما کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر یکہ و تنہا چلین مگر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین اشعار

بجاے اشک آنکھون سے لہو پیہم نکلتا ہے
میرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہے

دل ناشاد سے یون نالۂ پرغم نکلتا ہے
غراخانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے

بہت اُس شوخ کا آنکھین لڑانا یاد آتا ہے
کوئی بادام مین بادام جب کوا نکلتا ہے

جگہ دینا بہت دل مین نہ یارو لوگ مژگان کو
یہ وہ کانٹا ہے جو پاے جگر سے کم نکلتا ہے

یہ رعب حسن ہے جو وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہے
جواب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہے

گذرتا ہے جہان سے جب تمھارے دید کا کشتہ
تو اُسکا آنکھون کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہے

ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلوارین چلین کیونکر
کہ اُسکے بانکپن پر ادر ہی عالم نکلتا ہے

اُلجھتا ہے عبث ہر دم یہ کہدے کوئی شانہ سے
نکالے سے کہین اُن گیسوؤن کا خم نکلتا ہے

تلاش راز دان عشق کرتا ہون جو پہلو مین
سواے درد دل کوئی نہین محرم نکلتا ہے

وہ بدقسمت ہون جب بہر دوا تجویز کرتے ہین
زہر مین اُسکے قلق تریاق مثل سم نکلتا ہے

اِس حال پر لال مین بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان یا دابروے دلدار مین چہری گیج پر چل رہی ہے آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہے کبھی خیال آتا ہے اگر کوئی محبوب فریب ہوتا جا کر نظارۂ جمال کر کے عرض کرتی ای شہنشاہ خوبان دام سرو باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہے جستجو مین آپ کے بھائی صاحب کے نکلنے ہین دعا کیجے مقام اُنکا دستیاب ہو جان لڑائین اُنکو قید سے چھوڑائین لیکن یہ بھی خیال خام تصور ناتمام ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوے محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق تحریر ہوا کہ کوہ بلور سے جب افراسیاب جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہو کر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے ادھر حیرت جادو آتی ہے ادھر سے یہ مہموت عشق گرفتار مجلس محبت اسیر زندان مصیبت سوختہ تن ملکہ بران شمشیر زن جستجوے اسد نوجوان مین نکلی ہے حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہے کہ افراسیاب نے کچھ کارنمایان کیا دیکھتے ہی بران کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی وہین سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہے تمھارے بدکردار سب خاک مین ملے لوح طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمھاری قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جائیگی بڑے بڑے صدمے اہالیان ہوش ربا کو پہونچائے ہین کس جوش مین تو نے پل بریزادان توڑا دریاے خون روان خشک کیا آج تک اُسکا ملال ہے اب آج تمھارا بچنا محال ہے ملکہ بران شمشیر زن اسوقت ساغر بادہ محبت اسیر نوجوان مین سرہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہے حیرت نے جو آواز دی صدماے حیرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہے تو نے اور تیرے دھگڑے نے کیا کیا ذلت اُٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منھ آئی ہے

ہی سحر چلنے لگے نخل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی کبھی بارش آب دونون حسین جمیل یہ حور پیکر دہ سیم بر یہ سرو بلاغ خوبی دہ رنگ دبوے گل حدیقۂ محبوبی یہ سحر دساحری مین طاق دہ فن افسونگری مین شہرۂ آفاق بجلیان چمک رہی ہین رعد کی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا بران لہرائی کبھی بران نے اختر دوار بدچمکایا حیرت گھبرائی ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہین ہوتا ایک نے آگ برسائی اُسنے باران سحر برسا کر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ مارا اُسنے روکیا سوال جواب آپسمین ہورہے ہین بقضائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمر وکوہ زعفران سے یہ حال پر ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اس خیال مین کہ اپنے کو تابہ قصر حیشد پہونچاؤن کیفیت گرفتاری طلسم کشا سناؤن اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا مین ہنگامہ گیرودار بلند ہی گھبرا گیا خدا وندا یہ کیا معرکہ ہی کون لڑ رہا ہی چھٹ کے قریب آیا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن وحیرت پرفن دونون آپسمین سحر وساحری مین مصروف ہین دو بجلیان ہین کہ گتھی ہوئی ہین دو ستارے چمک رہے ہین دو برقین تڑپ رہی ہین حیران کہ ای چالاک یہ کیا معرکہ ہی شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ بران چلی تھین راہ مین حیرت نے روکا دونون سحر وساحری مین بے نظیر ہین غالب ومغلوب ہونا دشوار کچھ تدبیر مناسب ہی کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیر زن کی بنکر تیار ہوا گوشہ سے نکلکر آواز دی ای خاتون جل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کر لیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہی مین بھی آپہونچی اس چھوکری کو گرفتار کر لیجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہوگئی کہا صرصر قریب نہ آنا یہ دختر کوکب ہی عرصۂ دراز سے مجھسے لڑ رہی ہی مین کیا اب اسکو جانے دونگی تو ہماشا دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری مین آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کریگی یہ کہتا ہوا چالاک برابر حیرت کے پہونچا پہلو مین آکر آواز دی ای ملکہ عالم بچے دیکھیے اُسنے گولہ پھینکا اختر دوار بدنکالا حیرت اُدھر پلٹی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقۂ سمندر مارے گلے مین پڑے ارے کہکر پلٹی چالاک نے جھٹکا مار گرتے گرتے جاب بہوشی مار دیا حیرت گر کر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری مین آہم حیرت و چالاک	انجم و شمس انداز م کف خاک
نہ اُبد باد گرد تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

ملکہ بران نے دوڑ کر چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا ای چالاک کیا کام کیا عرصہ دراز سے اس سے مقابلہ ہو رہا تھا حرامزادی چوٹ نہ کھاتی تھی چالاک جیح مار کر رویا کہا ای ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہوگا قابو کعبہ گرفتار ہوے سب معاملہ آنکھون سے دیکھا افراسیاب طبقے کا طبقہ زمین کا اُٹھا کر لے گیا سر حد زعفران کو وہ ایک تالاب پر لیجا کر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک صلاح مین بڑی فلاح ہی حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے

حیرت جادو کو اپنی شکل بناؤ تم بشکل حیرت بنو اور اس لٹھوشہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے برسر کوہ زعفران لیجاؤ افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین لشکر بران دختر کو کب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب ہی اسکے قتل ہونے سے بڑا مطلب ہی میرے قتل کرنے سے یہ بہتر ہی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنا نا کہ روح روان نورافشان ہی ماہ دجلال اسکا مثل آفتاب ماہتاب درخشان ہی کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان پن ساری سحر و ساحری بھول جائیگی ایک دن مین چلکر طلسم نورافشان پر قبضہ کرلیجیے جب افراسیاب خوش ہوکر اسکو قتل کرے گا مین تمھارے عقب مین آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا ناممکن بس اسکو بیہوش کرکے وہین پڑا رہنے دینگے زعفران زرد رد کو بھی قتل کرینگے وہان سے پلٹو جوش مین تالاب پر گرد مثل دریاے خون روان خشک کرو سردارون کو اپنے چھڑاؤ جب افراسیاب بیدار ہوگا لاشہ اپنی پہلونشین کا دیکھکر سر پٹکر پٹکر اٹکر اکر جان دیگا اسکی بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے بیچیتی وچالاکی جو چالاک نے سامنے ملکہ بران کے بیان کیا بران خوش ہوگئی مثل گل شگفتہ ہوئی کہا اے چالاک کیا خوب بات سوچی ہی مین ترے لطف سے اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد بہوچانا دیر نہ لگانا چالاک نے کہا مین برابر تمھارے پہونچونگا آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون اے ملکہ عالم اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ وکعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوش ربا مین مشہور ہوجائیگا کہ ملکہ بران ذی شان وچالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو ایسی ساحرہ کو مارا ملکہ بران بھی گھبرائی ہوئی چالاک بھی متفکر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا عیب ہی مگر چالاک نے اسوقت اسکے عیب وہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران عالی وقار کو مبتلاے سحر مصیبت دیکھکر آیا ہی رائے سالم نہین ہی مبنی اس عیاری کی وقت پر تحریر ہوگی موافق رائے نکتہ سنجان عالی وقار تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا حیرت تو بشکل بران و بران کو بشکل حیرت آراست کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی مشکین باندھکر اسی تخت پر ڈال لیا سحر بھی صورت کا حیرت کی تیار کیا چالاک سے کہا اے مہتر نامور تمھارے حکم کے بموجب مین برسر زعفران کوہ جاتی ہون مگر تم عرصہ نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم میرے دلکو لگی ہوئی ہی سر کو پاؤن بناؤنگا مثل باد صرصر اڑا ہوا آؤنگا اس حال پر لال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار کو دیکھا ہی میرے دل کو صبر آئیگا اے ملکہ عالم جب پیر کو جابلون کو چاٹتے ہین کراہنے کی آواز آتی ہی کہ زمین

تھراتی ہی میرے کلیجے پر مچھریاں چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ براں نے کہا افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہی ای چالاک قبلہ وکعبہ مردِ سپاہی ہین جرأت کے جوش مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اُسکا ہم برد نہین ہی بخوبی آپسمین صلاح کرکے براں شمشیر زن نے بصورت حیرت تخت اُڑایا چالاک بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے اُڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونون کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین خمسہ موافق مقام

عنادل گل روے تو گلعذارانند	اسیر دام بلاے تو دل فگارانند
خبار راہِ وفاے تو شہسوارانند	غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند	
ہمارے مدنظر تھے بہت نشیب و فراز	نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
یہ کیا کرے کہ یہ ہی اقتضائے راز و نیاز	ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
دگر نہ عاشق و معشوق رازدارانند	
خرام ناز سے پامال ہی جہان یکسر	ہی عاشقون کا ترے ساتھ ساتھ اک لشکر
وے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر	یہ زیر زلف دوتا چون کنی نگہ بنگر
کہ در بین دیسارت چہ بیقرارانند	
ہمارے جلنے سے کیا تجکو کیون لگی ہی تو	سنے نہ ایک تری تو بنا کہین باتین سو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تکرار	نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگارانند	
کہے ہی یہ مغان دیکھنا یہ رنگ سخن	ہی تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن
بکے ہی تیرہ درون و اعظ اُسکی بات نہ سن	بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانے کن
مرد بصومعہ کانجا سیاہ کارانند	
وہ کون ہی کہ نہین پاے بند دام ہوس	ہوے ہین زمزمہ سنج و فا کس و ناکس
پیا ہی شور زمانے مین ای نسیم نفس	بہ فن براں گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند	
سیاہ پوش ہی اک خلق اک جہان غمگین	وہ کون ہی کہ پریشان و خستہ حال نہین
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین	گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین

کہ از تطاول الفت چہ سوگوار انند

مین اور چند ہو سناک عاشقی دشمن
ہوئے مین را ہبر جلوہ گاہ رشک چمن
ہین خاریان تہ پادان ہین زیر ران توسن
تو دستگیر شوائے خضر پے نجستہ کہ من

پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

ہمین امید رہائی نہ آرزوے خلاص
نہ چھوٹنے کی تمنا نہ جستجوے خلاص
ہی ناگوار بلا جی کو گفتگوے خلاص
زدام زلف تو دل را مباد در کے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگار انند

ہی سر پہ خاک کلہ گر دہی لباس بدن
کدورت دل غمگین غبار پیراہن
غبار فرق سے آئینۂ جبین روشن
زنقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان درِ دست خاکسار انند

محرران جادو تقریر و کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس بکیفیت ظریف یون تسطیر فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو بصد شکوہ بر سر زعفران کوہ پر خوش بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی پری رخساران حور طلعت و معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہین زعفران زعفران پوش ایسی غنچہ دہن یاسمن بو خوشخو حسین جمیل بصد ناز و ادا تسکین جام ہی ارغوانی گردش مین نشہ دولت سے بدمست ساغر بادۂ کبر و نخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار چاہتا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن اُس زردرو سے مُنھ کالا کرون مگر زعفران اپنے کو بچا رہی ہی کبھی تیور پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے جان جہان دای آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان لو تمھارا رتبہ بڑھائینگے بادشاہ طلسم ہوشربا بنائینگے حیرت جادو کیا شغل ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا ای شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایئے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی نہ کیجیے ہاتھ دیدم نہ بڑھایئے دست درازی ہمکو ناگوار ہی زبردستی بیکار ہی دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگا سلیقہ سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو سائی ایک کو بدھائی حیرت ایسی معشوقہ کو شغل بناتے ہو حسن بیچ نیظر صاحب تحریر و تقریر سحر مین زبردست شراب حسن سے مست صاحب جلسب بیٹی حیات جادو کی جسکا سحر مین ڈنکا ہی قلب پر ہر سا حر کے اُسکے نام کا سکہ ہی دونون بھائی اُسکے نیرنگ عشق صورت گیر نگ عشق صورت شاہزادگان والا قدر و ایہ اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز خود سحر و ساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین مین کیا امید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون

بس معاف فرمائیے افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم و راسم رہیگا اس بیاڑ کو مثل گلدستہ آراستہ کرو دنگا تختگاہ ہوش ربا قرار پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا اے ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہی تیرے کان زلف عنبر لگی ہوئی — رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی — بیٹھے بھرے ہوے ہین خم دیکھ طرح ہم
پر کیا کرین کہ مہر ہی منھ پر لگی ہوئی — چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہی تیری تیغ — ہی یہ تو چاٹ اسکو ستمگر لگی ہوئی
میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کی — ہی تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی — نکلے ہی کب کسی سے کہ اسکی ثمرہ کی نوک
ہی پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی — کرتی ہی زیر بر قع فانوس تاک جھانک — پروانہ سے ہی شمع مقرر لگی ہوئی
بیٹھے ہین دیکھ بیٹھنے والے ہزار ہا — گذرے ہی اسکی راہ گذر پر لگی ہوئی — یہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجاے مہر
آنکہ اپنی ہو لفافہ کے اوپر لگی ہوئی — منھ سے لگا ہوا ہی اگر جام مے تو کیا — ہی دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا — چھٹتی نہین ہی منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

زعفران زعفران پوش ان اشعار کو سنکر ہنس پڑی کہا اے شہنشاہ آپ کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین آپ خود بھی شاعر ہین نظم و نثر سے ماہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھائیے ایسے اشعار زبان پر نہ لائیے ہر چند زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہی مگر افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہی کہتا ہی اے زعفران تم ہماری بات کو ہنسی سمجھین اگر موہنی پڑھ دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہو ابھی ہاتھ پھیلا کے لپٹ جاؤ مقدمہ اصل کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا اے شہنشاہ واسطہ سادری کا ایسا ارادہ نہ کیجیے اگر آپ نے سحر سے میرا دل اُلٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا جب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک کرونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہی عشق و محبت کی گھاتے ہین یکایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادو بران شمشیر زن کی شکین باندھے ہوئے تخت اُڑاتی ہوئی آتی ہی زعفران سٹاکر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلوتہی کرنے لگا اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہو گی سنبھلکر بیٹھا تاج وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین عرض کیا تھا کہ اس عیاری مین بڑا امر معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر واضح ہوتی ہی یعنی جیسے ہی تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا صاحب آؤ مین تمھارا نہایت مشتاق تھا اے ملکہ عالم تمھارا اسوقت کہنا نہ ہوا اس فتر کو کب کو کہان پایا میری آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوق

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق — دفتر ہو گر لکھون سخن ناتمام شوق — یہ آج سے نہین ہی یہان انتظام شوق

مدت سے ہی علاقہ دل پاے نام شوق — ظاہر ہی قدر و منزلت احترام شوق — زاہد میان کعبہ دل ہی مقام شوق
کہتا چلا جو نامہ بروں سے پیام شوق — گھر تک بھی یار کے نہوا اختتام شوق — روکے نہ کوئی حسرت واندوہ و یاس کو
دریاے خاک دل پہ ہی یا دن عام شوق — دکھلاے کیوں سپہر طلسم جمال یار — جام جہان نما سے زیادہ ہی جام شوق
ترسا دن اسکو ترک ملاقات یار سے — جی چاہتا ہی دل سے مین دن انتقام شوق — رہتی ہی دل مین یاد تری چشم مست کی
حملو شراب عشق سے رہتا ہی جام شوق — چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی مین بھی — مجنون کے بعد ہم پہ ہوا اختتام شوق
نازیست عشق زلف سے چھٹنا محال ہی — مرغ دل حزین ہی گرفتار دام شوق — زنیف کے وقت کرتے ہین جب ذکر ذوق وصل
بنتا ہی لاکھ ہونٹون پہ تنگ کلام شوق — رکھتا ہی راہ عشق مین اک کبک گرقدم — لبسل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دیتا نہ جان ابلق چشمان یار پر — ہوتی نہ اختیار مین میرے لگام شوق — باقی ہی عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان
داغ دل جگر مین قلعی نقش گام شوق — یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ بران سے پڑھے یہ

معشوق ناشناخذا ان کلمات ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین بے پروا دختر کوکب رشنضمیر عالی جاہ صاحب حکومت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتا زمیدان جرأت شہسوار عرصہ شوکت عاشق جمال یا کج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت مین پھڑکنے لگا دل سے کہا دخانہ خراب یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل اجہل بدزبانی کا عادی نشہ محبت سے چور مست و مغرور ایسے ایسے جوخیال محال دل مین آئے تخت فوزمین پر اتارا لیکن رنگ متغیر چہرہ اداس عالم یاس خیال آبروریزی درپیش جان جانے کا پس وپیش شرمندہ از کردہ خویش مغموم و مہموم و پریش بشکل تصویر عاشق خاموش دریاے قہر غضب کا جوش سر جھکائے کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دیسکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت کو غصہ ہی زعفران جادو جو میرے پہلو مین بیٹھی ہی حیرت کو انتہا کا ناگوار ہوا زعفران سے کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اسی عالم مین حیرت کو جو بشکل بران ہی ستون سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ بران کے اپنی زوجہ جان کے پکٹا عذر کرنے لگا کہ ملکہ حالی تو کہو دختر کوکب کو کہان پکڑا کیونکر معرکہ پڑا ملکہ بران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا کہ مین راہ مین آتی تھی وہان یہ ملی لڑائی پڑی مین سحر مین غالب آئی گرفتار کرکے لے آئی اتنا نہین کہسکتی کہ اسکو قتل کیجیے یا سزا دیجیے دل سے کہتی ہی بران یہ کیا غضب ہوا نگوڑے چالاک مکار نے مجکو عجیب بلا مین پھنسایا دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی کیسی پیش آتی ہی کبھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھتی ہی کہ چالاک کمبخت نہ آیا اور آئیگا تو مین کیونکر بچا تونکی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہی بیان

شرم دحیا کو ترقی ہو حیرت کو غیرت بڑھتی جاتی ہو زعفران جادو اس خوف مین کنارے آکر ٹھہری ہو کہ حیرت جادو نے مجکو پہلوے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت تقلی کے دیکھتی ہو چہرے سے غیرت مین قہر وغضب آشکار ہوتا ہے پرغصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار پر درخشندہ جیغہ آبدار زعفران خوف کے مارے مری جاتی ہو دل سے کہتی ہو کہ اے زعفران افراسیاب ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہو مگر سفلہ مزاج ہو بیوجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہو یہ خیال محال میرے واسطے موت ہو کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلہ سے چلی جاتی منھ چھپاتی اب نکل جانا بھی باعث خرابی ہو اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران اس تردد مین کھڑی ہوئی کانپ رہی ہو ہراں اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر مہترین مہتر چالاک بن عمرو راہ طے کرکے بشکل ساحرہ مختیان اٹھائے پیادہ پر پہونچا دل پر تسخیر رکھ لیا ہو کنیزون مین آکر شریک ہوا اس مخفی خاموشان کو دیکھکر اب یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ ہراں سے تنہائی مین کہہ رہا ہو دم محبت کا بھر رہا ہو یہ بیچاری آفت کی ماری نوگرفتار دام عیاری اسیر مکر مکاری سر جھکائے بیٹھی ہو گل ساچہرہ کھلا یا کچھ غصہ کچھ حجاب دل مین الجھن نفون کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے ہان ہان کیے جاتی ہو اب چالاک اسکی کو سمجھا دل سے کہتا ہو اے چالاک یہ تو نے کیا کیا یہ مقدمہ عیاری ہو افراسیاب کی زوجہ کی شکل بناکر ہراں کو بھیجا ہائے تجھے بڑی نادانی ہوئی کاشکے مین صورت حیرت نبکر آتا ایسی باتین بناتا افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری سے کیا ہوسکے گا جسکو بات کرنا دشوار ہو اگر اسپر کوئی افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے رہیگی اس عیاری پر سب تمکو نادان بنائینگے زمرۂ عیاران سے نام نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا مین اپنے کو خنجر مارون پھر دلکو مضبوط کیا کہا اے چالاک اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل ساحرہ قریب زعفران زعفران پوش کے آیا بلا تکلف ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویون کو بلائیے زعفران نے گھبراکر کہا بوا یہ کیا کرون اسوقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیغیرت ہو مجھکو حیرت کے آنے سے بڑی حیرت ہو مین اسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منھ لٹکائے بیٹھی ہو نہ منھ سے بولتی ہو نہ سر سے کھیلتی ہو مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب مجھے پھولی ہین اپنی سلطنت پر پھولی ہین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کرینگی تم کیا کسی کی لونڈی باندی ہو کیا کسی کا دیا کھاتی ہو کتا رہے چلو مین ایک تدبیر بتلاؤن ابھی صفائی ہوجائے مطلب کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا بوا بڑے سامری بتلا چالاک زعفران کو تنہائی کے خیمہ مین لے گیا بوا کے گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ پٹ

گلوری مین بیہوشی ملائی کہا ملکہ گلوری تو کھائیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی پیک حلق سے اُتری گھبرا کر کھڑی ہوگئی کہا بوا اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے کہکر چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اُسکا اُتار زیور لیا چٹائی مین لپیٹ کر گوشۂ بارگاہ مین چھپا دیا آپ تجمل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت زعفران جادو کی بنکر میدان ہوا باہر نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا اوشقل کیسی بے قرینے کھڑی ہو دیکھتی نہین جانب جب دیکھو کمبخت کا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہی جوانی پھٹ پڑی دھگڑے کوڈنڈمی ہوگی نوکری کرنا کیا ضرور ہی کہ دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو کسی وقت ہوش و حواس نہین تجھتون نے میری زبان خراب کردی ہی اول فول بکنے لگی کسی کے کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساتی بچے کے بٹے پکڑ کر پانچ جوتیان برابر مارین کہا نگوڑے بدذات باجی شنشاہ آئے ہین ذرا سی سی لگائے آنکھون مین کاجل دئے اچھا بچھرا کھڑا ہو ارے نگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہین اگر پسند کیا عمر بھر کو فرصت ہی محفل مین ہنگامہ ہوگیا سب کو مارتا پیٹتا بکتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا ای شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہوا نکے فراق مین پر چھوڑیے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت نقلی کے کھڑا ہوا برآن کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات کا خیال بیکار ہی بقول سعدی گاہے بر سلامے برنجند دگاہے بہ دشنامے خلعت دہند اسطرح کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا ای ملکہ برآن نہ گھبرا دشمن چالاک بن عمرو ابھی حیرت جادو کو قتل کرواتا ہون برآن مین جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے واسطے میری عزت و آبرو بچائیے یہ ملعون بھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا مجال برآن کو مطمئن کرکے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے برآن کو گرفتار کرکے لائین آپ نے صرف ستون سے باندھ دیا ہی نہ سزا نہ جزا اسنے تو بڑے بڑے جادو دلال آپ کو ہیو نچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے بل پر نیا دان توڑا دریائے خون روان کو خشک کیا اسی کی وجہ سے آپ کے استاد عشاق سبزہ رنگ مارے گئے بیٹی بادشاہ عالیجاہ کی ہی سوائے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کامل پڑھکر ایک گولہ مارے سر پھٹ جائے طلسم نورافشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ نہ بچے گا غم مین بیٹی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے ہین ایسا صید کسکو ملتا ہی مگر خبردار کشتہ سحر نہ کیجیے گا تیز تلوار سے مارئے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا ای زعفران حقیقت مین رنج ملکہ عالم کا حساب سے ہی برآن ثانی کوکب ہے اسکو گرفتار کرکے بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہون میرے دل پر بھی روشن ہی کہ ماہ آسمان طلسم نورافشان کوکب کی روح رواں ہی کوکب دیوانہ ہوکر نکل جائیگا تاج و تخت سے

ہاتھ اُٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہٹو مین ہتوار سے اسکو قتل کرون کشتہ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے کود اڈورا کھولنے لگا تیغہ تولنے لگا بران سے کہا تو ملکہ تھاری خاطر سے اُسکو قتل کرتا ہون بران نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم والم پھر رہا ہی چالاک الگ ہوا یہ بھی خیال آیا ای چالاک جب حیرت مریگی اسکے مرنے کی علامت برپا ہوگی پر غل مچائینگے حیرت کے نام کی آواز نہین سُنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت کبھی سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خود مین ہوش درست نہین مگر قضائے کار افراسیاب جب تخت سے کودا میغہ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گودمین افراسیاب کے گرا افراسیاب نے نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتہ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زمرد پوش کے مرقوم ہوا دغا فل جور و کو قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی بران بہ شکل حیرت کھڑی ہوئی ہی آج آبرو اسکی مٹا دے پھر کبھی کوئی ایسی گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی ملکہ نے ہاتھ تو چھڑا لیا مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا جاتا ہا ہاتھ ڈالون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے افراسیاب کے چلی جاتی ہی افراسیاب چاق وچوبند اس امر پر آمادہ کہ آج بران کی آبرو مٹا دون چالاک تو بشکل زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے مین اپنی بی بی سے کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے تخلیہ مین جائین مگر چالاک کئی مرتبہ حضور حضور کہکے بڑھا کہتا جاتا تھا شہنشاہ سُنیے تو افراسیاب نے زعفران کو تو پیچھا نہین پلٹکے جھڑک دیا کہا وزعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے چنگاریان نکلنے لگین خائف ہوا ایسا ہو کہ آتش قہر وغضب افراسیاب سے جل جاؤن گھبراکر یہ تو پیچھے ہٹا افراسیاب پردہ اُٹھا کر حجرے کے اندر آیا اُسوقت تک بران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوئے تھے وہان بہ اندھیرا تھا بران جھجک کر پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہی کہ بران میرے آگے جاتی ہی پیاری کہتا جاتا ہی کبھی کہتا میرا جان ومال تجھپر نثار ہی تو معشوق گلعذار ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے بڑھا تھا اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبراکر پلٹا پکارا جان جہان کہان ٹھہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہی اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم ہوتی ہاتھ بڑھکے کھینچا گلے مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جھکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ

دیوانے ہو کیا دختر کو مجنوں بناؤ گے بدنام ہو جاؤ گے اب جو افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا تو بصورت اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے دھکیل دیا کہا حرامزادی تو یہاں کہاں آ گئی گرتے گرتے وہ عورت پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے آب آب دریائے خجالت میں غرق گرفتار محیط غیرت یا بتہ بحر موج حیرت دل سے کہا افراسیاب یہ کیا ہوا فوراً گودی میں ایک پرچہ گرا اسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان مرد پوش کے لکھا تھا او بھڑوے گدھے الو کے پٹھے جتنی دیر میں تو آگے بڑھا اتنے عرصہ میں برہمن دیو تن بران شمشیر زن کو لے گیا جلد جا خیمے وہ تالاب پر پہونچی ہو گی سب کو رہا کر لیگی افراسیاب گھبرا گیا شرم سے پسینہ آ گیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا چالاک باہر کھڑا ہوا کانپ رہا ہے دل میں سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا روے سیاہ کسی کو دکھائیگا یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خورگ و ریشہ سحر و ساحری سے ممالک نگاہ قہر جوڈالی خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزیں چیخیں مار کر بھاگیں چالاک بھی بخوف جان پہاڑ سے کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہگئی پہاڑ پر سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم میں بستوں سے بندھی ہوئی نہ پکارے نہ مدد گارے پہاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک جب زیر کوہ آیا حیران کہ خدا وندا یہ کیا شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہاں گیا بران پر کیا گذری کہیں پیٹ میں خنجر مار کے وہ تو نہیں گئی لیکن اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ میں کیوں بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھیں چالاک تو اسی طرح بانہائے عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قید یان بلا کو قتل تو کر نے نہیں گیا افسوس نہ لشکر میں جا سکتا ہوں نہ کوئی تدبیر ممکن و مبدم ترقی حیرت اس پریشانی حیرانی میں چالاک آخر مجبور و ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ میں چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت آل ملکہ بران شمشیر زن کے مضمون نظم

عیب نمونہ ایست باین	وان ہم شدہ چاک تا بدامن	زان پیش کہ چہرہ گیرد فروزی	بودم بہ غم تو آشنا من
دارستگیم محال عشق ست	از عشق کجا شوم جدا من	میرفت غم و محبت از پیش	چون بادہ و آتش از رفقا من
صد تیر غمت بامتحان زد	زانہا ہمہ بود مدعا من	تا گفت دعا اثر ندارد	شرمندہ بگشتم از دعا من
از جذبہ عشق گشتم آخر	سرگشتہ و زار و بینوا من	دور راہ عدم چو انتہا نیست	برگشتہ زدم بابتدا من
من قوت طالعے ندارم	بیہودہ رود رہ دعا من	بنشستیم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار

دیگر اشعار آبدار ذوق

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا	سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ٹھب پہ نہ کوئی بھی جز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمین تو سن وحشت اپنا
دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

مین نے دیکھا مہ نو کو تو اُس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحفِ رُخ پہ ترے رنگ سنہرا اٹھرا
واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دلکے سوا
فوج مژگان کے نہ مُنھ پر سر میدان چڑھا

ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ
چلّہ جلدا پنی کمان پر ترے قربان چڑھا

دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان
چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا

اشک آتے نہین مژگان پہ کہ یارون نے بھی
پانی سونیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

حضرت عشق کی درگاہ مین آکر اے ذوق
دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ جسوقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے آبروریزی ملکہ بران شمشیرزن کوے کرخیمہ مین گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کرچکا ہون کہ اُس خیمہ مین اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کو کب ستارہ شناس فلک اساس صفدر وصف شکن برہمن رو مین تن نقشہ جات ملاحظہ کررہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی یکایک ثابت ہوا کہ بران شمشیرزن کا ستارہ گردش مین آیا افراسیاب جادو در پے آبرو ہی ایسے لطف سے سحر کرکے غرق زمین ہوا چشم زدن مین اُس خیمہ مین پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک چلہ بصورت دختر افراسیاب ڈالدیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبروریزی مین متردد متحیر اسناد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کرکے کہا او نادان بیوقوف عیاروں کا کام تونے کیا یہ کام عیارون کا ہی کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہین چونکہ عیار مکار ہوتے ہین جو صورت بنائی اس وضع کو بناہ لے گئے تو ان باتون کو کیا جانے جو روا افراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھ ایسا جانباز نہوتا شیر کے پنجے سے کیونکر رہائی پاتی بران کے بچکی لگ گئی کہا استاد مین ان باتون کو کیا جانون جو چالاک نے کہا وہ مین نے کیا برہمن نے کہا ای بران حقیقت مین چالاک بلا کا عیار ہی ہمسر خواجہ نامدار ہی مگر واے برحال عیاران ایک سر ہزار سو دے سرفروشی کرتے ہین اُسنے بھی اپنے سرداروں کو مع خواجہ اس حال پر ملال مین دیکھا ہوش اُسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ افراسیاب

ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہی تو اپنے کو جلد برستا لاب پہونچا ہی گوہر صدف تلزم فونگری واہی گل شداب حدیقہ ساحری مثل دریائے نون روان اس چشمہ کو بھی جاکر مٹا نا دریا دلی دکھانا مگر جوش حرارت مین آبرد کا خیال رہے افراسیاب بھی ضرور آئیگا میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر برہمن رخصت ہوکر طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا افراسیاب کا حال عرض کرچکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا گرمی مین ذلت کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہی بران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے جوش خروش مین طرف اُس چشمہ کے چلی مثل ستارۂ سحری آکر آسمان پر چمکی چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی چشمۂ آب جوش مار رہا ہی تیرہ حباب برسر آب نایاب تیرہ پیرکوے حبابون سے لپٹے ہوئے چاٹ رہے ہین صدائے آہ آہ بلند ہی اس صدائے دردناک کو سُنکر ہر ایک طائر صحرا دردمند ہی گھبراکر طائر قریب چشمہ آتے ہین صدائے آہ سُنکر بیتاب ہوجاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے آنکھون سے طائران صحرا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل تپون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بارغم والم سر دصحرائی پرارۂ غم ومصیبت چل رہا ہی بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہی بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہین مگر دل بیٹھا جاتا ہی صحرا خاک اُڑاتا ہی پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہی مقام ویران جنگل سنسان عجیب حال یاس ناک ہی موجین نہین چشمے کا دکھشت سے گریبان چاک ہی بران نے جو یہ حال پرملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ بحر جرأت بنکر پانی مین گری وہ پیرکوے شعلے بنکر ملکہ بران پر گرے بران نے ایک ایک ماش کا دانہ مارکر جلایا اُن پیرکوون کو خاک مین ملایا چہار جانب سے بران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر بران نے مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہوجاتی ہی یہ ماہی دریائے حسن اپنے کو مچھلیون سے بچاتی ہی مگر تمام جانوران دریا نے بران پر حملہ کیا مگر سونس گھڑیال لپٹے جاتے ہین زخم جو بران نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کما جوش محبت ابھرا نوجوان مین یہ سب کچھ ہوا کونسی ساعت بد تھی کہ اُس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اُس بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی اشعار

راحت کے نام سے بھی نہین آشنا نصیب
ہمکو ازل سے آج تلک غم رہا نصیب

ہمسے کبھی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
دشمن کو بھی یہ رنج نہ وا ہی خدا نصیب

حور و پری کو کب ہین یہ ناز و ادا نصیب
ختم اُس نگار پر ہی سب انداز دلبری

کن حسرتون سے کہتے ہین فرقت زدہ تیرے
بنجائے اسمین کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب

مجھسا نہین جہان مین کوئی ہی مبتلا نصیب
محو سن لف یار ہی مدت سے مرغ دل

چھپکر وہ شب کو آئے مین جب سو گئی سحر
ہوتے ہین قسمتون سے شفیق آشنا نصیب

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
جس سے لگایا دل ہوئے رنج اُسکی ذات سے

اکر وہ بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب
بنکر بگڑ گیا ہی مرا یار رہا نصیب

اکبار اُنسے اور کرونگا سوال وصل
جنکی بغل مین یار رہی اُنکا خوشا نصیب

ہم آزما چکے ہین قلق بار بانصیب | ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیر زن پڑھتی جاتی ہوا در لڑتی جاتی ہی یا دمعشوق جو آگئی اور جرات بڑھگئی تڑپ تڑپ کے گرنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم وبرہم کیا کس زور وشور سے ملکہ بران استقلاب لڑ رہی ہی یا دابر وے خمدار محبوب مین ہر چند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہی مگر جرات بڑھتی جاتی ہی صد ہا نہنگان خونخوار آشام کو چیر کر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ منھ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے لڑائی ہوئی کبھی کسی سوس نے منھ نکالا چاہا بران کو نگل جائے اس صاحب سطوت وصولت نے دونون کلون مین ہاتھ ڈالکے چیر کے پھینک دیا کبھی تڑپ کے تہ پر چشمہ کے پہونچتی ہی جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق بنکر آسمان پر اُڑ جاتی ہی پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہی اس آمد ورفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سر کشی بھولے جل جلکر خاک ہوئے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صدائے ہیبت ناک آئی کشتی مرا نام من نہنگ خونخوار دماہی آتشبار بود افسوس دریدیم وجان دادیم دبمطلب خود دریدیم عرصہ دراز تک اندھیرا رہا آندھی اُٹھی سنگ باری دبرف باری ہوئی ملکہ بران نے جو انتہا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو دبرق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ وبہار دباغبان قدرت در رعد دبرق وبرق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو دبرق واسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ بھی اُٹھی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑ کھڑا رہی ہین بران ایک ایک کے مُنھ پر چھینٹے دیتی ہی یہ ملحوظ رہے کہ عمرو واسد وبرق اچھی طرح ہوشیار ہو چکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہی ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین یہان سے سب کو لے جائین بہار وغیرہ خود سا جزبر دست ہین اپنے سحر آپ اُتار رہی ہین مگر چونکہ سحر افراسیاب ہی دفع ہونے مین کدوکوشش ہی یکایک صحرا سے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا نور نظر پارہ جگر چالاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر بدحواس پراگندہ پریشان مضطر وحیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا آکے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کے رویا عمرو نے کہا ای نور نظر خیر تو ہی عرض کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جائے مگر افراسیاب آیا چاہتا ہی بڑے زور وشور سے چلا ہی عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے اتنا چالاک کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر وحیران ستون سے بندھی کھڑی ہی تریاوہ عمرو نہ پوچھنے پایا کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا بران کو دیکھکر جل گیا وہین سے ڈانٹا اوچھوکری تونے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا آج تیری قضا دامن گیر ہی اب

تیرے قتل کی تدبیر ہی ہے بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی کہ جلد آ پہونچا ملک الموت سے سامنا ہی ہم کہتے تھے جھٹ پٹ نکل چلو ہمارا کہنا نہ مانا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان کانپنے لگا برق درعد تڑپ گئے مگر سب نے جرہائے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے جیسی ہی افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا کلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ بھی ایک طرف جھپٹا سامنے سے ہٹ گیا مگر ہٹتے ہٹتے حقہ آتش بازی داغ دیا مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ نے گولے تیر تبر و نار کے افراسیاب پر مارے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی ان سب کو حقیر جانتا ہی زمین پر کو داسب کے سحر کو دفع کیا اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرأت مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرّم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نامم آورد کامران	اسد شیر دل بن اسد جہانگران

اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا جل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر اسد نامدار کو پائیگا آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدانخواستہ اس شیر دلیر پر کوئی افتاد پڑی ای بران پھر ہی کدو کاوش بیکار ہو جائیگی دوڑھا کے دم سے برات ہی چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب ہائے معتبرین یہ صحیح لکھا ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر گرا کھینچ مارا افراسیاب ضرب سے گرے کی زمین پر گرا مگر یہ مُنھ کا کڑا پھر غصہ مین اُٹھا ملکہ بران نے آواز دی ای اسد شیر دل ہیہے ایسا نہو یہ بچیا آپ کو گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب سے لڑنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب چاہتا ہی کہ گرپھر اسد کو پکڑلون برق فرنگی نے بھی نکلکر ایک حقہ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا افراسیاب طرف برق کے پلٹا اور ڈانٹا اوبھوریے خردار کیون تیری قضا آئی ہی اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق گرفتار ہوا چاہتے ہین عمرو بیقرار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار تہتن گرفتار ہوا سارا لشکر بھاگ جائیگا اگر خدانخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال ایسا نکالا برق و اسد پر جال مارا وہ دونون جال مین پھنسے دونون کو کھینچکر عمرو نے زنبیل مین ڈال لیا اور ایک جانب بھاگا اب عمرو کے خیال مین آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بند بھی ہوئی ہی اُسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو طرف زعفران کوہ کے چلا یہان افراسیاب جادو سے بہار وغیرہ سے خنک سحر ہو رہی ہی مگر افراسیاب نے ایسے ایسے سحر کیے چار طرف سے گھیر لیا باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی بران سینہ سپر کرکے لڑتی ہی کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ مار دیتی ہی کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے غصہ مین آکر چرخ ماردی باغبان قدرت نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران ہی کہ اسد غازی تلوار کھینچے کھڑا تھا کہان غائب ہوا برق عیار کہان گیا اندھیرے مین کچھ سوجھتا نہین

ہر چند یہ جلہ سردار افراسیاب پر غالب نہین آسکتے مگر دیوانہ کردیا اراکین طلسم ہوش ربا ہین شہرۂ آفاق فنون افسونگری مین طاق آخر افراسیاب جھلایا اس ہنگامۂ سحر مین سے نکلکر اژدہا بہار نے کہا اے باغبان بچنا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہی مگر اسکے سحر سے کون ہوشیار ہوسکتا ہی بلک جھکا ناد شوار ہی پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا یا سامری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے آگ کے نکلنے لگے غبار زرد بلند ہوا سب سے پیشتر باغبان دردمند ہوا اٹر کھڑا کے زمین پر گرا برآن نے چاہا اپنے کو سنبھالون نہوسکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کھلایا باغبان پر زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہی برق لامع کو تڑپین رعد کو اُلجھن مخمور کو غشی طاری ہوئی نشۂ بادۂ سحر نے مست کردیا سب گر کر بیکار ہوے افراسیاب نے تیغہ کھینچا چاہا جاکر ان سب کے سر کاٹ لون برآن کی بوٹیان اُڑادون اسوقت اِن سرداروں کا بیقرار ہونا بلک بلک کے رونا اپنے معبود حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کی تڑپ کر آوازدی مشہر بادشاہا تو کریم ورحیم وغفور دست ماگیر کہ درماندہ وبے بال وپریم کبھی اوصاف رب اکبر بیان کیے اے رب دوجہان اے خالق کون ومکان تو خالق یکتا صانع مہر وماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف ؎

بنا کردۂ تو زمین وزمان	خدایا توئی ہمہ شاہ جہان	درخت وگیاہ وثمر ساختی
سفیدی بشب میدہی از سحر	کنی ذرہ را آفتاب از نظر	بیک قطرۂ تو گہر ساختی
ندانم فلک را چہ کردی قیام	زمین را تو برآب دادی مقام	توئی ساختہ برخ سیارگان

یہ تو سب بلک رہے ہین تڑپ رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہی اس بے حیا کو کب رحم آتا ہی مگر ان بیکسون کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار اب یہ کیا کیا کرتا ہی سنم صاحب جاہ وتوقیر اعنی شہنشاہ کوکب دشمنضیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے پلٹ کر اشارہ کیا سب پر سے سحر اُتار آواز دی جلد نکل جاؤ مین اس بچیا سے سمجھ لونگا برآن سے آنکھ ملائی کیا ہی نہ نظر لڑاتی مین اُڑنا کیا لڑے بھڑے جلد یہ ایسے خوک صحرائی کے سامنے کھڑے ہوکر سحر کرنا سراسر حماقت ہی جا کوطرف قصر جمشیدی کے میرا خیال نہ کرنا فوراً ملکہ برآن وبہار وباغبان وغیرہ اُٹھ اُٹھکے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سبھون کو روکے کوکب سینہ سپر کرکے سامنے آیا کہا او نامردانہ دلی دابدی اُدھر کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمیرار کر نرم چارہ ڈھونڈھتا ہی افراسیاب طرف کوکب کے پلٹا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب پر چار درگلنارگری گنبد خونی مین چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کرکے نکلے گا فساد برپا کریگا قتل ہونا اسکا ناممکن بس اس سے مقابلہ کیا ضرور ہی عقل سے یہ بات دور ہی یہ سوچکر دونون پانون

زمین مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چاہ درخونی کو دفع کیا اب جونگاہ اُٹھاکر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہین ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل مین دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائین جمعہ مومن حافظ

کسے بہ عشکدہ تا کے بصد محن باشد — زداغ رشک عدو گرم سوختن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد — خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و اد شمع انجمن باشد

بتنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم — ہمین پسند نہین ہو وفا یہ لطف و کرم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہی اگرچہ کم — من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہان تلک ہے خاطر مین حزن و رنج و ملال — کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
بس اُسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال — روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور بُرے مرے اشعار — پسند نالۂ زاغ اور نہ نوائے ہزار
کہان ہی جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار — ہمائے کو منگس سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت جوش قلق ہی روز افزون — نہین ہی صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
اگرچہ خوار و زبون و شت و رشت پھرتا ہون — ہوائے کوے تو از سرنمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیون وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ خجل — دفور ولولہ کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہی پیان دل شگاف تا بسمل — بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوز یکہ در سخن باشد

ہی مومن آگے تیرے کیا ہی دم بخود حافظ — مجال ہی جو کرے تجھسے جدوکد حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ — لبان سوسن اگر وہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تو اش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب سے

رہا ہو کر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوے دریاے عیاری جوش مین قلزم مکاری خروش مین کوہ زعفران پر پہونچے دیکھا حقیقت مین حیرت زرد رو ستون سے بندھی ہے بیہوش و مدہوش زبان مین سوزن بال لاکھون روپے کا پیاڑ پر پڑا ہے پہلے خواجہ نے سب مال اٹھا کر نذر زنبیل کیا سب چیزین اٹھاتے جاتے ہین لو دادا جان کہکے دیتے جاتے ہین جیسے تک اکھیڑ لیے اب قریب حیرت کے آئے حیرت کی زبان مین سوزن بیہوش و مدہوش عمرو نے اٹھا کر حیرت کو نذر زنبیل کیا پکار کر کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے سحر و ساحری مین یہ بھی یکتا ہے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بری طرح پیش آئیگا یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کلیجہ پر پتھر رکھا صورت حیرت کی بنکر تیار ہوا ویسا ہی لباس ویسا ہی زیور زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل سے کہتا ہے اے عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو پھر عمر بھر لوح کا پتہ نہ ملے گا یا تو موت نے یہ راستہ بتایا ہے یا دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہے عنایت پروردگار پر نگاہ کی نہ واہ کی نہ آہ کی کوہ زعفران سے اترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک جانب چلے یہ کہتے ہوے خواجہ جاتے ہین یا سامری جمشید طلسم ہوش ربا مین آگ لگے افراسیاب نگوڑا مارا جائے اب بھیک مانگ کر بسر کرونگی سلطنت کا نام نہ لونگی اگر کوئی عیار آکر تنگ کر ڈالتا کون بچانے والا تھا اب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی داغ لے دلکے پھول چڑھاؤنگی اشکون سے چھڑکاؤ کرونگی سامری کی چیری بنکر دہین رہونگی دنیا دارون سے اب نہ ملونگی سب اپنے مطلب کے خواہان ہین اے حیرت ابھی نوجوان ہو جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب بڈھا منھ نہ لگائیگا نائی خالا بنائیگا بلک بلک کر جو حیرت نقلی نے مین کیے افراسیاب خانہ خراب بعد جانے کوکب و شنفیر کے جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہے لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا تیغہ خون آلود کھینچا ہوا ہاتھ مین لختے خون کے زرہ پر جمے ہوے گھبرا کر زیر نخل ٹھہرا کان مین حیرت کے مین کرینکی آواز آئی صدا اپنی معشوقہ کی سنکر طبیعت گھبرائی صدا پر چھٹا نخلستان سے نکلا دیکھا حیرت جادو باموے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی کلمات مذکور زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کر آواز دی اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان خیر تو ہے افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری ہاے کا نعرہ کر کے زمین پر گری بیہوش ہو گئی آنکھین پتھرا گین منکا ڈھلکیا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب پیٹنے لگا ہاے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمہ عظیم اٹھایا ہاے مسلمانون نے بہت ستایا نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن دکھائے مگر چونکہ شاہراہ ہے آیندہ و روندہ کو دیکھکر سر مایا خیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے اب اسکو اسی حال مین اٹھا کر کسی مقام معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکلانے مین برا ان کے ایسا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا اے افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے

ہین سلمانون نے دیوانہ کردیا جورو بچون کو بھولا یہ سوچکر بہت بیقرار ہوا اُسی خیال مین حیرت کی کمر مین پنجہ دیا
ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہوکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین ملکہ نیرنگ جادو
مع ہزار نازنینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر عالی نہایت تکلف
سے تعمیر یہ کوہ نیرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ نیرنگ جادو نے دیکھا افراسیاب
تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی نیرنگ برائے
استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای
شہنشاہ گردون پناہ اسوقت کیا حال ہی لباس پارہ پارہ کڑیان زرہ کی ندارد چہرے سے رنج و ملال
ہویدا افراسیاب نے کہا ای نیرنگ کیا کہون جسدن سے یہ سلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے رنج و ملال
پہونچائے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی نیرنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی مگر قصر مین تشریف لیچلیے یہ توعیش گاہ
حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا
تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوش یاکر دون کلام عذر سے تسلین دون ملکہ نیرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر
لے چلو نیرنگ جادو مع چند کنیزون کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیگئی افراسیاب
تخت پر بیٹھا حیرت کا سر زانو پر رکھ لیا خوشامد سے تلوے سہلانے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل
عالم کو طے کرکے سراے مغرب مین پہونچا مسافر شب بسر کرنے کو اُترا شام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا شہنشاہ
ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر ماہ تابان جلوہ فرما ہوا
ملکہ نیرنگ جادو نے برائے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ روشن کیے افراسیاب نے
نیرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمہ عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے
ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی نیرنگ نے پوچھا آخر ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے
افراسیاب نے کہا ای نیرنگ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے
برسر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران کی بنا یا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنکر گئی اب بی بران
بھی عیاریان کرتی ہین ای نیرنگ سامری جمشید نے خیر کی درنہ زین گولہ تیار کرچکا تھا اگر مابدولت کے
ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا نا نا اماں کا میرے پاس پرچہ پہونچا
جب آگاہ ہوا ورنہ سامان برباوی درپیش تھا تب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اس کو
برہمن لے گیا عجیب ظالم نے شعبدہ کیا میری مٹی کی شکل بنا کر ایک تل چھوڑ گیا اس غصہ مین مابدولت کے ہوش
درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ پہاڑ پر بندھی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے رہا کیا ہوگا مشکل صحرا مین

پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی نجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی اُسوقت سے ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمہ عظیم قلب پر پہونچا اے نیرنگ جادو بیٹھکر تلوے سہلانے لگی اور حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا اے شہنشاہ حقیقت مین آپ نے بڑا ستم کیا اپنی جورد کا خیال نرکھا اگر بران کی آبرو لیتے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ کوکب آتا بڑا بادشاہ عالیجاہ آفتین برپا کریگا ایک تو آپ کے اور اُنکے دشمنی چلی آتی ہی اور زیادہ بغاوت بڑھتی آپ ہٹ جائیے مین ابھی ہوشیار کرتی ہون ہائے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کھلا گیا پروردہ حمد ناز و نعم اسیر یہ ستم بیٹی شہنشاہ حیات جادو کی دہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے بیان اور ترقی ہوئی اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر چلے آئے جسقدر رنج و ملال کرے زیبندہ اور سزاوار ہی بڑی ساعت بد تھی جو ایسی بیچین آپ کو بیاہی گئی جبھی تو حیرت کہتی ہی کہ مین افراسیاب کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا اے نیرنگ جو کچھ چاہے سو کہے مین آج معقول ہون اُسکے رنج والم سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع کیے ملکہ عالم کہکے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت نقلی نے آنکھین کھولین گھبراکے چہار جانب دیکھا ہاے کا نعرہ کرکے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب آکر کہا اے ملکہ عالم خیر تو ہی حیرت نقلی نے کہا ہی ہی مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہی مجھکو کھا جائیگا مجھ بے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرائیے ایسا کلمہ بان پر نہ لائیے سامری جمشید آپکے وارث کو سلامت رکھین آپ سہاگن بنی تھ چوڑیان قائم رہین دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہین آپ کو پکار رہے ہین جب حال اپنا کیا ہی گردش فلکی سے سب طرح کے سامان ہو جاتے ہین آپ میرے قصر کوہ نیرنگ مین آئی ہین یہ بھوت پلید کیسا یہان کون آسکتا ہی جب اسطرح بالتفصیل حیرت نیرنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبراکر اُٹھی افراسیاب کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیرنگ کو امی جان افراسیاب کو ابا آبا کہہ رہی ہی افراسیاب ہر مرتبہ گلے لگا کر کہتا ہی بی بی نہ گھبراؤ مین تمھارا میان ہون نیرنگ کہتی ہی حضور مین تو آپ کی کنیز ہون امی جان کہان ہوش مین آئیے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیرنگ جادو نام ہی افراسیاب نے کہا اے نیرنگ بران نے سچ کہے چالاک نے نہین معلوم کیا کھلا دیا روغن چنبیلی کا لاؤ دماغ پر ڈالو اُس پاجی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ مین فتور آگیا کنیزان نیرنگ روغن لائین افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر حیرت نقلی کے پھر انیرنگ تلوون مین ملنے لگی حیرت نقلی لڑکھڑاکر پھر گری بیہوش ہوگئی جب خوب تلوے سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچکی ہی بڑی مشکل سے حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چوکنی چار طرف دیکھا افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا اب مین کہان ہون افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کرکے کوہ نیرنگ پر لایا ہون نیرنگ جادو تمھاری مصاحب و سب کنیزان خاص حاضر ہین قصر عیش گاہ ہی

اکثر یہان آنے کا اتفاق ہوا ہی تم کہا کرتی تھین کو وہ نیرنگ نہایت فرحت افزا ہی اسی واسطے تمکو لیکر آیا ہون کہ رنج و ملال دفع ہو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو بوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت مین تمنے آج بڑا رنج و ملال اُٹھایا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہو گی ایسا ہی سبب کامل تھا جو مین تمکو دشمنون مین چھوڑ کر چلا آیا یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدمون پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری اور سرا پنا زمین پر دے مارا پچھاڑ کھائی بال نوچے انگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے اپنے کو زمین پر گرایا یہ کہکے پیٹنا شروع کیا یا سامری تمھاری خدائی مین آگ لگے پونے دو سو بھڑوون کی خدائی مٹے لقا نگوڑا غول صحرائی مسلمانون کے ہاتھ سے جوتیان کھائے ذلیل ہو کر مارا جائے کیسی ان سب بھڑوون نے ملکر تقدیر کی کرمین ایسے ناقدرے کے ساتھ بیاہی گئی کا شکے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو کرتی پانون پھیلا کر سوتی ان مصیبتون مین تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کہ مین ہاتھ تھامون کہا خبردار اد جلاد اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کرونگی سنکھیا کھاونگی کنوین مین ڈوب مرونگی جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سنا مجھے مونڈی کاٹا نگوڑا دشمن جانتا ہی راز کی باتین مجھے چھپائین کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہی اگر چور اُچکا جواری ہو بیبیان گھر کی بیٹھنے والیان اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منھ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون اسنے سب طرح مجکو دبا لیا کسی بات سے ہمکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ مسخرہ رند شرابخوار ہی اسکو کسی کی ضرورت ہی کیا ہی ایک نگوڑے گڑ تڑیے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہی اُسکو جنگل سے اُٹھالا یا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھے چھپکے وہان جاتا ہی وہ نگوڑا زنان منتری خوب اُسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوشی خوشی آتا ہی ہمارے پہلو مین راتون کو نگوڑا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑ کے سوتا ہی سنو بوا اسکی نہین پرواہ نہین مان باپ کی بیٹیان رہین اور بات خواہ ہو یا نہو نگاہ تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے افراسیاب نے کہا رہ دیتو نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑ کر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان رعفران جادو اور کنیزین اسکی موجود ہین رہا کرونگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب نہ آیئے مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی ہی صاف صاف کہونگی تو مرچین لگین گی کس لیے بہتر ہی کہ مجکو دو انگل کا پرزا طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے میکے مین اپنے مان باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی ارے او نگوڑے مورکھ تجکو چھوڑ کے اور مردوا کیا کرونگی تجھے دنیا مین کون بہتر ہی بادشاہ طلسم ہوشربا

جتنی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب چھوڑ کر چلی جاؤنگی
تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی یہ کہکے دلکو بہلاؤنگی نظم قلق

ہجر مین رونے سے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
ایسے چھینٹون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
حرص من ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ

اسمین حاصل تجھے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی موذی کی
آبلہ سانپ کے تالو کا گہر کیا ہوگا

دشمنی کی کبھی امید نہ رکھ دوست سے تو
برق انداز بھلا ابر سپر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین بیٹھے ہین گویا برکاب

سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل نہین محرک عشق مین منت کش داغ
شور شرمندۂ احسان سپر کیا ہوگا

دل فرقت زدہ ٹھہرون سے بہلتا ہی کوئی
غم غلط اشکون سے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
بند مٹھی کو نہ اس باغ مین کھ غنچہ صفت

بصد تیرے یہ زرد اے صاحب زر کیا ہوگا
جب چلی تیغ خزان باغ مین کٹنے کی نہین
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا

ایک دیتا ہی تو دس غیب سے ملتے ہین اُسے
اہل ہمت کا نہی کیسہ زر کیا ہوگا
دہن گور کو بھر دیتا ہی جسم لاغر

اور اس خاک کی چٹکی مین اثر کیا ہوگا
خانۂ دلمین نہ اترے کبھی تیری تیغ اے ترک
اس پری کا رہے شیشہ مین گذر کیا ہوگا

کبھی چمک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
چشم جانان سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکے گا سیہ بختی سے

ننگ سر سے نمودار شرر کیا ہوگا
کوچ کے وقت قلق ہی عمل نیک کا دھیان
ایسے ہنگام مین سامان سفر کیا ہوگا

یہ کہکے حیرت نقلی منھ ڈھانپ کے خوب روئی دریاے محبت افراسیاب کی جوش مارا ایک ایک اشک حیرت تیر بنکر کلیجہ پر پڑا تیر بھی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعہدی محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیرنگ نے کہا اے شہنشاہ ایسی جا ہنسنے والی بیبیان کسکو ملتی ہین کلمات حسرت آیات سُننے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ شوہر یہ زوجہ ہم باہر جائین تخلیہ کردین حضور تنہائی مین سمجھائین یہ کہکر نیرنگ وغیرہ باہر گئین افراسیاب بیقراری مین سرہانون پر حیرت جاودگے رکھدیا گلے مین ہاتھ ڈالے چاہا گلے لگائے حیرت نقلی نے ڈاڑھی نوچ ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجئے اور دل سے کہئے مین اے خواجہ عیاری کیا بُری چیز ہی جورو اسکی بنکر آئے خدا آبرو بچائے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہمپر یہ نئی مصیبت پڑی ہی اللہ مالک ہی افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتاؤ وہ راز مین نے تمسے کون سا چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نا انصاف ہین آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونون بیکار ہین افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال میرا تمھارے سپرد ہی خواجہ نے کہا ذرا منصف مین چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل مین رکھون جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمھارا حقہ پانی بند کراؤن کہ تمکو کچی پکی دونون دینا پڑین یہ کہکے افراسیاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کیون او ظالم ساری آفتین تو ہمارے سر پر ہین ہماری بہار نکل گئی ہمین تم سے محبت نہ ہوتی تو ہم بیان کیون

رہتے لشکر مسلمانان مین جاتے سو مرتبہ بوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہان چلی آؤ ہم تمھین بادشاہ کرین ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل نہین ایسی سلطنت مین آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائے گی ہم مان باپ کی بیٹیان ہین سوئی مار کے بسر کرینگے چرخہ کاتین گے اپنے شوہر کو چھیلا بنا کے نکالین گے مگر تو نے خوب اسکا بدلہ کیا کیون صاحب لوح طلسمی کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لے کر کیا کرتے اگر ہم کو حال معلوم ہوتا ہم جاکر طلسم کشا کو آگاہ کرتے جسدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اوجہال ہم سے نہ کہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مرجاؤنگی تجکو کیا ہی تو اور ڈھیر پیچھے کریگا شاہزادیون مین ذکر ہوائے افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہی مین شرم سے کٹ گئی بموجب مثل اپنی ماری گس سے کہون ؎ پیٹ مسوسا دیدے رہون + تجھ ایسا نا خلف اگر ہوتا نہ ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمھاری جان ایک کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہی اگر مین دشمن ہون تو بس مجکو جانے دو مین اپنے میکے جاؤن تمکو شیطان کے حوالہ کیا اگر دشمن نہین ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آج تک برا بھلا کرم نہین کیا تو صاف تیلا لوح طلسمی کسکے پاس ہی اور کہان ہی ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طمنچہ دیا ہی اُنکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی ہی ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا افراسیاب نے کہا ملکہ ذرا سی بات کا تو نے تبنگڑ باندھا ہی مین نے تم سے اسواسطے نہین کہا کہ سابق مین مین نے مخمور دہبار و باغبان کو راز دار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو تا بہ باغ سیاب لے پہونچے اب مین نے لوح طلسمی بُری شکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منھ پیٹ لیا کہا او ظالم بے مروت مجکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہی وہ لونڈیان باندیان مین مٹکا کر نکل گئین تبلا تو مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی بس اب جلدی سے بات بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام کیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا مین جان بوجھ کر تا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے نہ کہو مین تو دشمن دشمن دشمن یہ کہکے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد کرے کہ تا بہ لوح طلسمی جاے جس قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین ڈبیا ہی اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت

جو سامنے بچھا ہی جسپر بادولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت کو اُٹھائے فرش ہٹائے دہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخل ہوکئی سو سیڑھیان طے کرکے باہر نکلے صحرائے حیرت خیز وحشت انگیز ملیگا اہی جان جہان اس صحرا کا طے کرنا نہایت دشوار ہی آب و دانہ ممکن نہین انسان وحیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طے کرے بعد کئی دن کے طلسم صندل ملے گا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلے کیونکہ اہی ملکہ عالم کسکو ایسا دروسہ ہی کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری کی ماہ منیر سامری وجمشید بھی اُسکو قتل نہین کرسکتے لیکن بہرتقدیر اگر طلسم صندل فتح ہو اور راستہ کھلے بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اسکو دربند قہر و ماہ کہتے ہین قہر و ماہ جادو دہان کے حاکم و ناظم ہین تین لاکھ فوج کے مالک جادۂ افسونگری کے سالک مین نے اُسکے پاس لوح بھیجدی ہی کیونکہ اہی ملکہ اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کبھی پائے نقب مین جاے طلسم صندل فتح کرے قہر و ماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے مسکراکر محبت سے ایک طمانچہ مارا کہانے لگوڑے جو ہونا تھا ہوچکا اب کیا لوح بھیجی کب اب چلو آرام کرو نیند کے مارے بُرا حال ہی مگر میری ہڈیان چور چور ہو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلکے سو رہو صبح کو جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے شوہر سے اُلجھی نہین معلوم تجھے کیا بکا مین سمجھی بھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سُنا بھی نہین کیون شہنشاہ تجھے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انھین صندوقون مین لوح رکھی ہی یہ کہکے نیرنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی دیجاؤ کباب حاضر کرو حیرت نقلی نے کہا شراب کیا ہوگی مین اسوقت تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے دھما چوکڑی مچاؤگے مجھ مین اسوقت طاقت نہین اور یون تمھاری خوشی کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی گلابی اُٹھاکے لائی جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام پیوگے یہ کہکے ہاتھ کو روکا مسکراکر یہ اشعار پڑھے اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا — اُس مہ کے ہاتھ مین ہین ساغر شراب کا
چھینا ہی کجکلاہ نے برج آفتاب کا — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین — رویاے وصل کہنہین سکتا مین شرم سے
دے قبر عندلیب مین تخت گلاب کا — کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجہ کباب کا
سیخ جگر پہ دیکھکے لخت جگر مرا — بیجا نہین ہی گریۂ شبنم دم سحر
صدقے مین میرے دیجیو پیالہ شراب کا — بلبل کے مُنھ پہ دے کوئی پھینکا گلاب کا
غش آگیا ہی دیکھتے ہی حسن دے گل — لبریز ہوچکا ہی پیالہ گلاب کا

پر نور میکدہ ہی یہ ساقی کے حسن سے | جام شراب پر ہی گمان آفتاب کا | بے وجہ شغل شیشہ زنی یہ نہین قلق
ہیری ہین کر رہا ہون مین ماہتاب کا | ہنس ہنسکے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب مست ہو گیا دل

مین سوچا کہ اسکا بھی اسوقت ہی چاہتا ہی جام ہاتھ سے لیا بدون رد و قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمر و نے سجدۂ شکریہ پروردگار کیا کنجی جوڑے سے افراسیاب کے نکالی اب کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ ای عمر و حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہین افراسیاب بہت پیچھا کریگا تا بہ طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب کے سلا دیا دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار نہون اب یہ بھی خیال ہی جب افراسیاب صبح کو اٹھتے ہی جوڑے مین کنجی نہ دیکھے گا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دوپہر تک تو غافل رہین حال ہمارے جانے کا نا بات نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہی بھو رہے کو بھی نکالکر یہین چھوڑ دو ہمارے روانہ ہونے کی لشکر مین خبر بھی کر دیگا یا غبان وغیرہ اگر مناسب جانین گے ہمارے پاس آئینگے آگا تو ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا استاد کھڑے ہین ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب حیرت سو رہے ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا مقام ہی فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم اب دہن اژدر مین جاتے ہین حافظ حقیقی مالک ہی مگر تم ایک کام کرنا تخت اسی طرح بچھا نا کنجی جوڑے مین افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب کے چلے جانا ملکہ مہرخ دیہار کو خبر پہونچانا ای برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوح کا حال پوچھا بیٹا بڑی سختیان ہین اول راہ مین طلسم صندل ملیگا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلے گا در بند مہر و ماہ پر لوح طلسمی ہی برق تڑپ کے رونے لگا کہا استاد راہ سخت و صعب مین غلام کو بھی ساتھ لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمر و نے کہا میرے ساتھ چلنے سے یہ کام بہتر ہی دو پہر افراسیاب غفلت مین رہیگا مین دس بیس کوس تو نکل جاؤن ورنہ نقب سے نکلتے نکلتے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بہ طلسم صندل پہونچنا دشوار ہو جائیگا رہبر کامل منزل مقصد تک پہونچائیگا ای نور نظر بہت حفاظت کے ساتھ اس کام کو کرنا بلکہ جہانتک ہو سکے جب تمکو خدا خیر و خوبی سے لشکر مین پہونچائے بلکہ بران شمشیر زن کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے اتنی تاکید مندرج ہو کہ ای برخوردار نور نظر پارہ جگر خواجہ عمر و صرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے گئے ہین مقدمہ طلسم ہی اگر ہو سکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا اسد نامدار کے پاس کوئی تحفہ طلسم کا موجود نہین ہی بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مخمور و باغبان پر بھی تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچا دو ایسا نہو خدانخواستہ

اسد نامدار کسی بلا مین مبتلا ہو جائے تم لوگ رازدار ہو سا حران نامدار ہو اس سفر کا پردردگار انجام بخیر کرے برق نے کہا اُستاد مین سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم باقی ہی ایسا نہو یہ بیچا خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا بھی دشوار ہو کنجی تو خواجہ کے ہاتھ مین اب عمرو و برق نے ملکر تخت اُٹھایا فرش بکیفیت تمام ہٹایا دیکھا ایک تختہ سنگ بشب کا ہی برق نے زور کرکے بہ شراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت مین نہرہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب کے اندھیرا نمونۂ پردۂ ظلمات شب فراق اُسکی تاریکی سے مات عمرو نے چاہا نقب مین اُترے برق لیٹ گیا کہا استاد نہین معلوم اس اندھیرے مین کیا بلا ہی کہ آپ اُترتے ہی پھنس جائین افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی شعبدہ بازی اُسکا کام ہی حرامزادے نے بیان مین دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ✤ ہماری مصیبت و حسرت پر جاے عبرت ہی سا لہا سال گذرے اس طلسم مین آئے جو اصل مطلب ہے اس سے اب تک خبردار نہوے یعنی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گردنشکر شکن زینت آغوش صاحبقران تیغ زن قید ہو کر یہان آئے اسقدر لڑے ہزارون ساحر مارے اسد غازی کو گنبد نور سے چھڑایا لیکن آجتک یہ ثابت نہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یا مردہ کتنے رازداران طلسم ہمارے شریک ہین لیکن کسی کی زبان سے اتنا نہ سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر قید ہین جستجو کرکے اس جگہ جاتے شیر بیشۂ صاحبقرانی کو چھڑاتے سامنے اپنے آقاے نامدار کے سرخرو ہوتے ایسے کلمات مصیبت خیز غم انگیز عمرو نے اُسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غربت پر اپنے اُستاد کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جو آپ نے فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی کے سپرد کیا شعر بسفر قدمت مبارکباد ✤ بہ سلامت روی و باز آئی ✤ برق پیچھے ہٹا خواجہ عمرو روتے ہوے اس نقب تنگ و تاریک مین فتیلۂ عیاری روشن کرکے داخل ہوے برق غم مین اپنے استاد کے تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر دہن نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ کر دیا کنجی کو لیکر قریب چھپر کٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اُسکو بھی اسی طرح جوڑے مین افراسیاب کے رکھدیا اب اپنی فکر مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کروں کسی حسین مہ جبین کی صورت بنون دیکھا ایک گوشہ مین کنیزان ملکہ نیرنگ سو رہی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر مٹی بیہوشی کی چڑھائی گود مین اٹھالا اُس کنیز کو علیحدہ لایا لباس اور زیور اُتار لیا اُس ننگی نگ خاندان کو ایک غار مین ڈالدیا آپ نیرنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی تھین دولائی اوڑھ کر لیٹ رہا مگر

افراسیاب و حیرت کو تاک رہا ہو استاد کے تنہا جانے کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے باتین کرتا ہوا ای برق حقیقت مین اُستاد نے بڑا کمال کیا خدا انکو خیر و عافیت سے لائے یہ نقب تنگ و تاریک ہو آہین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا اُنھین کی ذات پر موقوف ہو جو پتھر کا کلیجہ بنائے تب عیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے اُستاد کو صحیح و سالم دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل چہ کیا ہوتا ہو پھر دل سے کہتا ہو ای برق مجکو بھی مشکل ہو اگر کہین افراسیاب مجکو پہچان لیا سارا غصہ استاد کا مجھپر نکالیگا آپ تو چلے گئے مجکو یہان چھوڑ گئے تا بہ لشکر مرغ جادو جانا دشوار ہی نہین معلوم یہ قصر کہان ہو وسعت طلسم میدا یا ن ہو اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی حدود مین پڑا ٹرپ رہا ہو یکایک گریبان کسمسا چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا حیرت کو پہلو مین نہ دیکھا پڑی سو رہی ہو دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور مادہ بیجانی کے لطف اُٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہو اسوقت دن کباب ہوا ناحق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل سو گیا پھر آنکھ نہ کھلی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکہ عالم اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھین ملتا ہوا ترپ کے اُٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا چھوٹے کپڑون کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جاتا ہو کہ ملکہ نیرنگ کی کنیز خاص ہو پوچھا بی سمن غدار مزاج تو اچھا ہو کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پھر کروٹ بھی نہ لی پہر رات رہے مین نے سُنا کہ ملکہ حیرت آپ کو جگاتی تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون نہایت چیخین تھین اور سمجھیے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ بھی نہ لی مین تو ان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردوے نشہ مین بھی ہوتے تو اسقدر غافل نہیں ہوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین مین نے دیکھا کہ ملکہ نے اپنا مُنھ پیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ ایسے مردوے سے کبھی بات نہ کرونگی ہم پیا سے ہین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہو افراسیاب نے کہا ای سمن غدار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیرنگ جادو مع کل مصاحبون کے اُٹھی سامنے آئی برائے تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیرنگ جادو حیرت کو جگاؤ ہم سے آج بہت خفا ہین نیرنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھین ملین ملکہ حیرت نے چشم نرگسی وا کی گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب

نگران نہایت انتشار دل بیقرار دمبدم ترقی حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت کہ ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے پھر تقدیر نہ دکھائے عمرو نے تاکید کردی تھی کہ زدجۂ افراسیاب ہی اسکو کوئی نہ ستائے اُسپر ہزارون لونڈیان جانون جانون کرتی تھین ہزارون گالیان دین ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھگڑا ہمارے شہنشاہ سے لڑتا ہی ان حالات کو یاد کرکے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اُٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب کی جانب سے مُنھ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سورہنے پر آزردہ ہی آج دن کو راضی کرونگا اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہورہا لیکن نیرنگ جادو بلائین لے رہی ہی آفتابہ لیے کھڑی ہی کہ حضور مُنھ دھوئین کلوری نوش فرمائین کیون نصیب اعدا مزاج کیسا ہی آج چہرہ بھی حضور کا اُترا ہی ہرچند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی بوا مین منھ ہاتھ دھوکے کیا کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نہ کرین مین نہین معلوم کہان ہون برق گھبرایا ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے تڑپ کے سامنے افراسیاب کے آیا اشارہ کیا کان مین جُھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آزادہ ہی غم ملکہ حیرت کا اُسی طرح تازہ ہی ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے اُنکو نہ ستائین جسطرح بیٹھی ہین بیٹھا رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کرکے لشکر مین لے چلیے اُنکے صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلالینگی یہان اور غم بڑھیگا اس چھپر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی چھپر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی بڑا ہی اب یہان دیر نہ لگائیے افراسیاب سمجھا سمن غدار سچ کہتی ہی کہا اے سمن غدار ناحق کا غصہ ہی بس اب غصہ کو تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہی برق نے کہا ملکہ مجھے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کو ہرآتی تھین دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن غدار ہمارے پاس ہرگز نہ آنے پائے اگر آئے تو تمھین اپنا مصاحب کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنین گی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا ای سمن غدار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلین گے مگر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ماتھا کوٹ لیا کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نہ کرونگی آپ مجھے بے رخی کرین تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہی جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین بلکہ اسمین ہرطرح کی آپ ہی کی بُرائی ہی دیکھو مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا سمن غدار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلین گے برق نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین افراسیاب نے کہا ای

نیرنگ ملکہ کو چپکا بیٹھا رہنے دو طبیعت اُنکی سُست ہی اب مین جاکر علاج کردونگا تخت تیار کرد
مابدولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جائینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان قدیم موجود ہونگی وہ موافق
مزاج کے بہلا لینگی افراسیاب یہ سب طرح کی باتین کرتا ہی مگر حیرت مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو
فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے تخت پر آراستہ کردیے افراسیاب
جادو اُٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سب سردار گھبرائے ہونگے شاید مبرخ و
بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے
بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب
تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھا لیا اب برق تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن نتا ہوا
قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا مین بھی ساتھ لیتے چلیے آپ ہم سے وعدہ کرچکے افراسیاب نے
فوراً نیرنگ جادو کو بلایا کہا اے نیرنگ ہم تمھاری کنیز ماہرخسار سمن غدار کو ساتھ لیے جائین
پھر چلی آئیگی نیرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی ہرچند کہ یہ مجکو بہت عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی
افراسیاب نے کہا بی سمن غدار آؤ برق اُچک کر تخت پر بٹھیا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا
مگر حیرت منھ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن غدار
مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون ایک سرہزار سودانمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی صدہا مصاحبان
جانباز وزیران ہمراز مسلمانون کے جاکر شریک ہوگئے کبھی سامان لڑائی کا لوح بچانے کی فکر آٹھ پہر یہی ذکر
تھکا ماندا آیا سوگیا جگانے سے بھی بیدار نہوا ہرچند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب
نہین دیتی اُسی طرح خاموش بحر غیرت وحیرت کا جوش زمین آسمان حیران حیران تکتی ہی دل مین ٹھہرکر
خوف آبرو ریزی مضطر دلریش ہزار طرح کا پس وپیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی کہا اے
سمن غدار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین دیکھ رہی ہی کہ اسکا
بالکل خیال نہو دنیا کے لہو ولعب بجا انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر بادشاہ تبلاے دام
لہو ولعب ہو وہ سلطنت خراب ہوگی سمن غدار درست وبجا کہکر عرض کرتی ہی جو حضور ارشاد
فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی ہمدم نشین کی خاطر بھی واجب لازم ہی دشمنی نہ کرنا شیوہ
صاحبان وفا ہی آلبسین رود قدح افراسیاب سے اور سمن غدار سے ہو رہے ہین بیان دربار مین ملکہ
حیرت کے صور وصورت نگار ومگر صنعت سحر ساز وسرماے برف انداز وبرق
کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم شہنشاہ پر کیا گذری قیدیان بند کو قتل کیا

یارہا ہو گئے یکایک ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے دہان لشکر ملکہ مہرخ مین ملکہ سرخ موے کا کل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ مین موجود ہین انھنے سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ وبہار کے واسطے بیقرار ہین جانسوز بن قہران و ضرغام شیر دل سے کہہ رہے ہین کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے نامدار مولاے قدر شناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون رہا کرے گا افراسیاب سے کون لڑ سکتا ہی اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت چست باندھی ہواب بڑی مشکل ہی روز ساحر آتے تھے اُنسے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکے گا لشکر مین آکر طبقۂ زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا کیا کر سکیگا چالاک ہم سب کو منع کر گئے تم ہمارے عقب مین نہ آؤ ورنہ جا کر اپنی جان دیتے حقیقت مین ہم اسپر غالب نہ آتے اپنے سردار کے ساتھ لڑ بھڑ کر مر جاتے ذلت تو نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہی کہ خنجر تک ہلانا دشوار ہوئی اس حسرت مین سب کے سب پریشان تھے کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ وبہار و باغبان ورعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن چلی آتی ہین سب نے بڑھکر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور کو بارگاہ مین آئے اضطرار مین پوچھا ہی ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہان ہین ملکہ مہرخ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کرین حال مصیبت کیونکر عیان کرین افراسیاب خانہ خراب نے اپنے تئین دیکھ ہم سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک نے بڑا کارنمایان کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑ دایا مگر خواجہ عمرو اسد و برق غائب ہوئے نہین معلوم افراسیاب جادو گرفتار کر کے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار پہونچا اُسنے اُٹھا لیا کچھ حال نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم و الم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی ایک لمحہ آرام نہین ملتا اب کیونکر دریافت کرین کس سے پوچھین چالاک بھی واپس نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہو گیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا مگر صاحبو سبحان اللہ باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ مین قیامت برپا کر دی نہین معلوم کیا کیا عیاری کی ہمین مفصل نہین دریافت ہی یہ باتین تھین ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان زرنگار ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا برلے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی و برق فرنگی و خواجہ عمرو پر کیا گذری چالاک نے کہا کیا عرض کرون مین نے عیاری کر کے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیر زن بنا کر برنج زعفران کوہ پہونچا وہان کی حالت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہین ہی پھر تو ملکہ بران نے آکر آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ و اسد نامدار و برق عالی وقار غائب

ہوئے نہین معلوم افراسیاب نے سحر کردیا پھر مین نے ان صاحبون کو نہ دیکھا ساری مشقت خاک ہوئی وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا میرے سامنے افراسیاب نے تالاب بنایا اسکو قید کرکے برسر کوہ زعفران ٹھہرا تھا مین برآن کوے پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جاکے تلاش کرون کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر پٹنے لگین مع مصاحبان نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ حرم کی جانب متوجہ ہوئین کہا نانی امان اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپ سے ہمکو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی اُنکا خیال نرہا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین مکاری غداری اُنکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہی یا غیر ساحر ہی ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہمنے امتحان کیا لڑکر جانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہی کاشکے ہم سحر جانتے ہوتے اپنا سر اُنکے قدم پر نثار کرتے بیکس بے بس دست و پا شکستہ نہ یارے نہ مددگارے کہنے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے سوا ہماری کس پر حکومت ہی بیکار سلطنت ہی سب صاحب اپنی جان بچاکر چلے آئے انکو سامنے دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی سحر و ساحری نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا پنجہ مین دبا کے مُنکو اُٹھا لیتے اگر یہ کہیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس دُنیا مین کوئی کسی کا نہین ہمتو اب تاج و تخت ترک کرینگے اُنکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے بیقراری مین یہ اشعار مخمس پڑھے

ہمتے ارباب ہمت کز پئے غم مے روم — گیسوئے آہ پریشان بہر ماتم میروم
روزگارم گر زندرحمے بہ تارارے کے — کافرم گر یک قدم دنبال مرہم میروم
برسر راہ اجل نشستہ بیم مرگ چیست — خلق و عالم رفتہ اند این راہ من ہم میروم
گرچہ دنبالم زہمراہان درین راہ باک چیست — میروم گر چند گامے بیش یا کم میروم
در غم واندوہ محنت چیست این بیطاقتی — مخفیا امروز فردا چون زعالم میروم

دیگر نظم

ادا آسمان سمجھکے ذرا کچھ ملال دے — ظالم ہماری حسرت دل تو نکالدے — جتنی محبت اسنے ہی ہمکو انھین نہین
کیونکر کسی کے دل مین کوئی دلکو ڈالدے — للہ کوئی رہرو صحرائے درد و غم — کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکالدے

ان اشعار کو پڑھکر دوبیہ مٹھ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہوکر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپکے ملازم ہین بیشک ہم سب سے

خطا ہو گئی معاف فرمایئے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر بہیجینگے کہ ہمارے نمکخوار لڑ بھڑ کر گئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کر سکتے عین گرمی جنگ تھی اس طرح وہ غائب ہوئے کہ ہملوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اُٹھا لیا یا سانحہ گذرا چالاک نے کہا مجھکو یقین کامل ہی قبلہ وکعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہوگا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا تلوار کھینچنا بالکل بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح جا ہو مجھکو سمجھا لو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چرند و پرند نے پڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہی حیرت بھی ساتھ ہی سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہی یہ سنتے ہی چالاک نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی فصل خبر لاتا ہون یہ بڑی بات ہی کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہی صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور انسے احوال اپنا بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہو گئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اُسکی تجسس ہوگی حضور کے گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ مُنھ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچاتے یون یکایک سامنے نہ چلے جانا تمھارے دم سے بڑی دھارس ہی چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے باتہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت ذسرماے برف انداز دا بریق کوہ شگاف وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے میان برق بھی ساتھ ساتھ ہین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جونگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا بی سمن غدار مزاج تو اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب بھتین کیا تجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت ہلکا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پنڈا گرم ہو گیا یہ ترچھی آنکھین پٹم ہو جائین جو ہمین بُری نگاہ سے دیکھے وہ اندھا ہو سرمانے کہا بی سمن غدار آجکل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ نیرنگ کی مصاحب خاص ہو اب وہین آکر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا دہان آنے کی کیا ضرورت ہی ہمین کسی سے بات نہین کرتی ایک ایک سے پھکڑ لڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ مین پہونچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ حیرت نے حیران ہو کر صنعت کو دیکھا کبھی وزیر زادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون ای شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین افراسیاب نے کہا ای

صنعت بعضی بات ایسی ہی بموجب مصرع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل پ صنعت نے کہا فرمائیے لونڈیون سے کہا پردہ ہی افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا مزاج بگڑا ہوا ہی ذرا سی بات مین یہ فساد برپا ہوا کہتی مین کہ مجھسے راز کو چھپاتے ہو خیر مین نے اس راز کو بھی تبلا دیا سارا غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سو گیا اُنھون نے شاید جگایا میری آنکھ نہ کھلی اُسپر لائق سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری است موجود ہون یہ سُنکر حیرت مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو چیخ مارکر روئی پھر کہا یا رویہ تو تبلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ ارے یہ سب میرے ملازم ہین مین اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب نے کہا اور نیا جملہ سنیے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت منتظم کارروان ہین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین حضور کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی دل تردد منزل کی کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا اے صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان روان ہوے میرے دل کو قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑ رہی تھی کہ بکایک صرصر ہیبت نہین معلوم اُسنے کیا کردیا مین بیہوش ہوگئی پھر جو آنکھ کھلی ہی ہی صنعت کیا کہون دیکھہ میرا کلیجہ کانپتا ہی اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہ بھی مین نے آواز سُنی کہ عمر نے پکارکر کہا اے ملازمان من یہ زوجہ باوشاہ طلسم ہوش ربا ہی دریاے حسن و جمال کی گوہر بے بہا ہی اسکو احتیاط سے رکھنا اے صنعت کیا کہون کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردوے میرے سامنے آتے تھے کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہی اگر ہکولے تو جیتا نہ چھوڑین خوب پرزے اُڑائین مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری کالی سانولی ہزارون پھر رہی ہین کوئی کہتی ہی دیکھو یہ عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہی اسکی آنکھین نکال لو ایک ڈوئی اُٹھاتی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی ساحرہ پرفن ہی اسکا دوپٹہ چھین لو میلی چادر اُڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا منہ جلا دو اسی زبان سے ہمارے استاد کو کوستی ہوگی کیا کہون جو میری جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھین رشک غزال ابرو غیرت ہلال سینہ پُر بہار باغ حسن مین بہار گلعذار سرو سہی قد خلیق مزاج مین ملائمت کلام مین لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع کیا کہ نالائقو دور ہو ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہی قید مین آکر پھنس گئی تم جو اسکو زیادہ ستاؤ گی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کرینگی اتفاق ہی شاہان جلیل پر مصیبت پڑتی ہی اپنے ملک و مال پر پڑتی ہی اسمین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ محبت میرے پاس بیٹھی فرمایا

اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ ہمارے اُستاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ پہونچیگی اُس بیچاری نے مجکو گلوری کھلائی پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا اے صنعت اگر وہ نہ آجاتی وہ ثقلین کائین کائین کرکے میرا دماغ کھا جاتین ایک ایک انمین شوخ و شنگ آمادۂ جنگ ہوا سے لڑتیان ہین اُنسے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے لیکر بھر لیا ہو ایک گوشہ مین نے دیکھا سنتی ہون بڑی دولت ہی اس نگورے سار بان زادے کی بڑی لیاقت ہی شہنشاہ اپنی بگھارتے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی یہ فرماتے ہین مین سو گیا جاگ اُٹھا مین ان مہملات کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب نے گھبراکر کہا اے ملکہ عالم اول شب مجھسے کس نے ضد کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے اُتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح کا حال کس سے بیان کیا حیرت نے کہا میری پاپوش جانے جب تم کوہ بلور پر کہہ چکے تھے کہ خبردار کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہی ہی بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود ہو اُسنے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوتا ہو وہ عمرو تھا جب حال دریافت کرچکا انکو سلا دیا آپ جستجوئے لوح مین گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے بیہودہ بکتی ہی ملکہ نے شب کو وہ ضد کی میرا نام آگیا گلا کاٹے ڈالتی تھین کہ حال لوح کا تلا مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتایا یہ کہکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کھولا تو میرے جوڑے مین موجود ہی کنجی اُسمین رکھی ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ کنجی ہو یا نہو مین رات کو آپ کے سامنے نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہی آپ بھی صبح سے بکتے تھے کہ سو گیا جاگ اُٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران حیران سنتی تھی دل ہی دل مین جلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی اب تک تو مین جانتی تھی مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا آپ ناحق مجھے متہم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غریب ہی برق فرنگی کھڑا سن رہا ہی کوئی کہتی ہی ہی میری بی بی زنبیل مین قید ہوئین ایک کہتی ہی نہین معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کردیا پھول سا چہرہ کھلا گیا اب افراسیاب کو ایک دہشت ہوئی کہتا ہی صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ صورت سمن غدار کی بنا ہوا ہی ایک معمّا سا جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس ٹھہرایا کہا بھیا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے دربار مین ہو رہی ہین بھیا میرا دل کانپ رہا ہی مجھے خوف معلوم ہوتا ہی جادوگر جب قریب آچکا برق نے تدبیر کامل کرلی تب پکار کر آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہی ناحق سب صاحب ہلڑ کرتے ہین سب کو خاموش کیجیے بگوش ہوش سماعت فرمائیے لفظاً لفظاً بیان کرون افراسیاب پکارا

خبردار خاموش رہو سب اہالیان دربار خاموش ہوئے سمن غدار کا مُنہ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن غدار تبلاؤ یہ کیا معرکہ گذرا برق نے کہا حضور سماعت فرمائیے نظم

سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان	ہنر یا مال یا مرد سخندان	من از مال و ہنر چیزے ندارم	بیایم بار دیگر من بگفتار
کہ فضل سخن دارم بیارم	دروں سینہ دارم قصہ بسیار		

سنو صاحبو کانون کی سنی نہین کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہی یہ بیان معجزات و کرامات ہی شب کو لونڈی نے دیکھا سارمان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا حال بیان کرچکے تب آپ کو شراب پلاکے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالکر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے شاگرد برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا اے فرزند مین اسد کو لیکر جستجوے لوح مین جاتا ہون تو افراسیاب کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ وبہار کو خبر پہونچانا حضور مین چپکے دیکھا کی عمرو و برق نے تخت کو اُٹھایا فرش ہٹایا مہرہ نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین اُسپر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر سو رہا آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہی ملکہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین مین نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجکو کیون نہ جگا دیا کہا حضور اس مین باعث تھا بچپن سے مجکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت نہ کرنا غیبت بہت بُری چیز ہی اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی ہمارا گھر برباد ہوتا ہی مجکو غیبت سوجھی ہی اگر تو مجکو جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کرلیتا برق نے کہا یہ مجکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا پیادہ پکڑا جائے آپ اُسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر ہوتا نانی امان مجکو گھر سے نکال دیتین افراسیاب نے کہا اس حرامزادی کے جوتیان مارو اپنی کیے جاتی ہی معلوم ہوتا ہی عمرو سے ملگئی برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہیکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون نہین بیچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار + منم کہ لیکن گران بر ہزار + نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اُسکو خنجر مارا وہ لڑکھڑاکے گرا دستور ہی کہ ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہی صدہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور دو چار کو مار کر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بواب دشتی ہوئی افراسیاب نے سرپیٹ لیا کہا او صاحبو غضب ہوا عمرو عیار جستجوے لوح مین روانہ ہوا مین جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلے گا سارمان زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب نے کہا وہان سارمان زادہ جائیگا تو کیا کریگا

طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہی مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہوشیار ہوجائیگی عمرو کو پہونچتے پہونچتے گرفتار کریگی رسائی تا بہ دربند مہر و ماہ دشوار ہی ناحق کا تردد و انتشار ہی یہ کہکے ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ اے ملکہ صندل سارباں زادہ عمرو عیار طرف تمھارے طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہی بہت ہشیار رہنا آتے ہی اُسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کاسک جادو کو ساتھ تیز پر رہکے اُسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہی زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادو گرنامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا مہتر برق فرنگی افراسیاب کلاہے مذکور کرکے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہی کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون اگر مناسب ہو تو تم سب صاحب آنے کا قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا تا بتک ہم راہ سے ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کرسکے اب احوال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب لازم ہی اسی وقت ایک نامہ عالات خواجہ عمرو کا لکھکر ملکہ بران شمشیر زن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ ہوجائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سُنی کہا اے ملکہ عالم مین تلاش مین اپنے اُستاد کے جاؤنگا جس طرح سے بنے گا اُن تک اپنے کو پہونچاؤنگا کیون ادھورے تو کیون نہ گیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا پھڑک پھڑک کے سب صاحب رہتے قران نے کہا اب حفاظت لشکر آپ کے سپرد ہوتی ہی مین جاتا ہون برق نے کہا مین بیچارہ کا ہی مین ہون مرشد زادے میان چالاک صاحب نائب اُستاد کے جانشین موجود ہین اُنسے بہتر کون ہی جو مجکو حکم دینگے بجالاؤنگا قران نے کہا تو بڑا تقریر یا ہی برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون بات کا جواب نہ دون جو مرشد زادے حکم دینگے بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر قران نے کہا کہ بھائی تمکو اختیار ہی یہ کہکر اُسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے برائے تلاش خواجہ چلے بعد جانے قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور کرخ چشم و ملکہ بہار جادو در رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ مہ جبین کے بارگہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ہم خدمت فیضدرجت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہ جبین نے اُن سب کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا دامن بہار گلعذار رتھا مگر غنچۂ دہن کو وا کیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمائیے گا شہریار نامدار کی خبر وحشت اثر سُنکر دل قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین سردار ان نامی کی پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہملوگون نے اپنی جان بچائی اپنے آقا کی فکر نہ کی خطاے

فاش ہی انشاء اللہ اب جاکر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے ورد سُنائینگے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جسوقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ لوگ نہ اسسکین خط مسرت نمط سے یاد فرمائیے گا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل ناصبور کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاء اللہ بہو پنچتے ہی عرضی پہونچے گی مگر چالاک سے باغبان نے کہا مرشد زادے خواجہ عمر و لشکر مین نہین ہم لوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب راہ مین روکے گا چالاک نے اُسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک کنیز کو بصورت برق ایک خواص گل اندام بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بنا کے اُنکے مقامات پر جلدی یہ سرداران مذکور اہالیان دربار سے رخصت ہوئے علیحدہ علیحدہ سیر کرکے تلاش مین خواجہ عمر و کے روانہ ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو خواجہ عمر و نامدار نقب مین داخل ہوئے، مین نامہ دار افراسیاب نامہ لیکر چلا ہی یہ سردار نامی بجستجوے اسد غازی و خواجہ عمر و جاتے، مین مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہین ان سب کو راہ مین چھوڑ دیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ مرقوم ہی نزدیک حقیر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہی پہونچنا ایرج نوجوان کا برائے فتح طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ	گرم و سرو زمانہ سے ہون تنگ	فالہ آتشین ہی تفنگ و رود	کرہ زمہریر ہی دم سرد
مے طبیب و ان مخزون ہی	خم بادہ خم فلاطون ہے	یہ اگر التفات فرما ہو	بادصرصر دم مسیحا ہو
گرم تدبیر گر دری ہو جاے	تپ غم نار عنصری ہو جاے	گر عرق ریز فکر درمان ہو	گریۂ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہی	گرم و تر ہم مزاج عاشق ہی	کھودے یہ رشک شربت اعجاز	نزلۂ اشک چشم اہل نیاز
مین بھی ممتاز چارہ سازی ہون	خستۂ ناز بے نیازی ہون	ہی حواسون مین انتشار بہت	خم کے خم لاکہ ہی خمار بہت
جوش لفت ہو اسقدر مجھ مین	نہ صراحی سبو پیا پے دے	پاس ناموس تنگ آڑ جاے	ہوش مانند رنگ اڑ جاے
مثل قلقل خروش مین آؤن	صورت بادہ جوش مین آؤن	دامن تر طلسم باران ہو	رعد سوز سیاہ کار (ہ) ہو
خم کے خم متصل کرون خالی	جی بھرے یہ کہ دل کرون خالی	قلقل می ہو سوز مستانہ	کہدون ہو یہ شیون مین افسانہ
جوش دل کو جو یک بیک دے	راز پنہان زبان تک لاے	یعنی طفلی مین ہو عین بیخبر	ملت راہ گمرہان جہان

چہرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرآت حسن و جمال آئینہ صورت نماے مضامین کو زر سکندگی سے بمدد طبع ارسطو فطرت یون منجلی فرماتے مین شعر راوی ایں حکایت شیرین + زور قم بر بیاض صفحہ چین

سابق مین تحریر کیا ہی کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہوکر اس طرح آئے تھے کہ ملکہ مہرائت جادو نے طوفان جادو کو بھیجکر انکو گرفتار کرایا اور لکھ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے نیچا دُو وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آکر بہ عیاری شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے شورش ساحران طلسم ہوش رُبا دکوہیان پرجفا سے آجتک مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شیشہ مے نوش دختر مہرائت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہی اکثر شاپور سے فرمایا اے برادر کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم نہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت پاکر اپنے جد عالی تبار سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی لوح لیکر مفتوح فرمائیے اگر پنجہ قابض ہوا تو غلام عیاری کرکے مہرائت کو مار یگا طلسم ٹھوکر بن کھاتا رہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ صاحبقران زمان سے عرض کرون مہلت لون شکار کے حیلے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شیشہ مے نوش کو رہا کرون مگر جنگ کوہیان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوئے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اُس معشوق باوفا کی آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہی اے شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین اے برادر شاپور رہا راعشق حقیقی تو ساتھ اس صفدر صف شکن ملکہ برانِ شمشیر زن کے ہی اُنسے بعد مشرق و مغرب فی الحال وقت کا طالب یقین ہی اُنکو بھی ہماری یاد ہوگی مگر وہ مجبور ہم ناچار وہ بیکس ہمسے بس وہ رنجور ہم مہجور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو خواہش ہمکو کاہش اس طلسم مین جو داخلہ ہوا اس محبوب جانی نے خود محبت کی اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیشہ مے نوش سے دل بہلائینگے دل لگی رہیگی یہ نہ سمجھے وہ ہمارے واسطے یہ جفا سہیگی اے شاپور میرے دل کا عجب حال ہی سنبھالے سے نہین سنبھلتا مخمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو ہم بھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو کہ چکے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو جاؤ اس بن اگر آرام نہین تم جانو	
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو	
دیدۂ دل مین تھارے نہین غیرت کا گذر آنکھ کیسی مردم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر ہمکو جرباتکی سے مطلب نہین کچھ غم ہی مگر چڑھتے نظرون مین ہو لگجاے کسی کی نہ نظر	
بیٹھنا خوب لب بام نہین تم جانو	
لیکے کے تو ہو پیغام مسرت مشحون کشش دل کے سبب دائرۂ فکر مین ہون	

روشناسی نہین کچھ انکو لکھون کیا مضمون | قاصد وہین نہ کرون منع نہ تم بھیجون
مجسے اُس سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم بتا دو یہ کہ اے جان ہمتھین کیا منظور | صاف کہدو کہ ہی منظور نہین یا منظور
لو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہی دنیا منظور | دل تو موجود ہی کرنا ہی جو سودا منظور
گرہِ زلف مین گرد ام نہین تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ بخاب عالی | ہمتو عاشق ہین ہمارا نہین کوئی والی
بدزبانی سے نہین بات تمھاری خالی | طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

قہر ہی عاشق جانباز سے کہنا ساقی | ہی غضب ترمی آواز سے کہنا ساقی
بولنا ہی بزن انداز سے کہنا ساقی | قتل کرنا ہی ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو تو لو جام نہین تم جانو

مان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان | باقی رہنے کا نہین دہر وے بین دایمان
سوچ لو رشتۂ زنار مین پھنستے ہو کہان | تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان
اور اگر یہ ہی تو اسلام نہین تم جانو

دیگر در دا کہ زقید ستم آزاد نہ گشتیم | یک خطہ بہ غم ہاے جہان شاد نہ گشتیم | تا بود شگافندۂ خارا ثمرۂ ما
محتاج دم تیشۂ فرہاد نہ گشتیم | تا خوے بو سیرانہ گرفتیم درین دہر | نزدیک درین خانۂ آباد نہ گشتیم
تا پاے طلب در رہ عشاق نہ نہادیم | سرگشتہ درین بادیہ چون باد نہ گشتیم | ہر جا کہ دمامد سخن درس محبت
شرمندہ زشاگردی استاد نہ گشتیم | تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم | پابند سر زلف تو آزاد نہ گشتیم
ما بلبل عشقیم کہ بے وسطہ مخفی | صید قفس و حیلۂ صیاد نہ گشتیم

شاپور نے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ بران کے وصل سے بھی کامیاب ہو جیگا اس مرحلہ کو بھی خدا طے کرا دیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہین لیکن دو کلمہ داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہین کہ ملکہ دائت جادو بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید ایرج نوجوان کے مطمئن ہو کر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہو گیا ہوگا لیکن کہتی ہی کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جا دو پلٹ کر نہ آیا مصاحبون نے عرض کی حضور وہ دربار خداوندی ہی وہان جا کر مصروف عیش ہوا ہوگا آٹھ پہر دیدار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذرا طبیعت گھبرائی قدرت سے تقدیر کرائی صحت پا گئے قدرت نے یک

حور بقیصور عطا فرمائی ہو گی اُس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی مین ملال کہان باغ بہشت کو زوال کہان ملکہ مرائت نے کہا یہ تو سب کچھ ہمنے قبول کیا لیکن تمکو اِمام اتنا تو لکھ بھیجنا کہ طلسم کشا قتل ہوا یا لیان طلسم جو پریشان رہتے ہین شاد یان کرین خارمٹ گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج و الم سے فراغ ہو مین ایک عرضی برائے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو مرقوم کرون کیون صاحبو جواب آئیگا مصاحبون نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہی بندون کی عرضی کون پہونچائیگا فرشتے دہان چوکی پہرہ بھی دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہوگا مرائت جادو کو حیرت ہو کہ پھر آخر کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزون نے بڑھکر عرض کی ای ملکہ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکۂ انور جادو مصاحب شہنشاہ طلسم ہوش رُبا تشریف لاتی ہین مرائت جادو کھڑی ہوگئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور جادو مع چند کنیزان مرصع پوش تخت سے اُتری مرائت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ مرائت نے سر سینہ سے لگایا کہا ہا انور تم سے ملاقات مشکل ہوگئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی نہین بہن اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش رُبا مین آفتین برپا ہین طلسم کشا جو گنبد نور مین قید تھا اُسنے رہائی پائی لاکھون جادو گرمارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہر نا پرسان مین فرمانروا تھی دریاے مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرۂ نیرنگ عنقا صورت و گیرنگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون انکی لیاقت پر یہی تقریر دال ہی خورشید خاوری سے بڑھکر انکا جاہ و جلال ہی انکو ایک عیار نے پکڑ لیا اُنکی صورت بنکے افراسیاب سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے ناحق کو کئی دن تک فساد رہا مطبخ سر و دیر اتھا ہم لوگون کو آب دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے پیٹنے سے کام تھا پر ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر و عافیت ہی میری بھانجی ملکہ شیشہ مے نوش کہان ہی مین اُسی کے دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی گئی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہو کوئی تاجر نیکنام ہو کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و چشم حسن تو میری بچی کا رفک ماہ تابان ہی اکثر افراسیاب جادو نے بھی پوچھا کہ ای ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم کشندہ یہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ ماں کی لاڈلی ہین ہماری ہمشیرہ گھر سے اُسکو نہین نکلنے دیتین اب کی میرا ارادہ ہی کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردود شقی لعین

بڑا تماشہ ہین ہی اگر کہین نگاہ پڑگئی سلطنت طلسم ہوش رُبا ہمارے گھر مین آئی مجھ اکثر یہ کہنے مین نے مناسب نہین جانا مگر صدقے سے سامری کے اُنکا زمانہ ہی میرے سامنے بلاؤ مین اُسکی بلاؤ مین لون یہ سُنکر ھائت جادو چیخ مار کر روئی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری وجمشید نے مجکو عجیب بلا مین مبتلا کیا گئے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پردتا حمزہ کا ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا یہونچا ہیبت سے قلعے ویران ہوئے ہزار ہا جادو گرمارے گئے بھانجی صاحب آپ کی اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئین گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کرکے قید کیا طوفان جادو کو روانہ کردیا اُسنے جاکر سب کو پکڑا طوفان نے مجکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت مین خداوندی کی لیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے لونڈیا اب تک قید ہی جب کبھی کنیزون کو بھیجا سُنا وہ دیوانہ وار کلام کرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی میرا گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا حسرت دیاس سے قتل ہوگیا ہوگا قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے جہنم مین پھنکوایا ہو تو عجب نہین مین نے عرضی مین بدعتین اُسکی لکھدی تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو بیخطا اُسنے مارا وہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہوکر گیا لیکن طوفان جادو نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دیار خداوندی مین جاکر بیٹھ رہا چلو اچھا ہی دریاے لشکر خداوندی مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش عشرت گرداب مصیبت مین رہے چھوکری کی جان بچی نہین معلوم ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین مدتی ہی کہ میرا دھگڑا طلسم فتح کرکے آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سرسے اسکے سہرا اُس مسلمان کا نہین اُترتا یہ حال سُنکر انور جادو نے حال اپنا بیاہ کیا کہا بوا خاک تمھارے مُنھ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری کو سزا دی وہ نگوڑی عشق وعاشقی کیا جانے چھ مہینے ہوئے مین آئی تھی اُسوقت تک روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان ستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہوا اور تمنے قیدی کو وہان کیون بھیجدیا بقول شخصے بیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین مین ہوش رُبا مین ہمیشہ انکے فرمان دیکھا کرتی ہون یہان سے جادوگر برابر مدد جاتے ہین جو گیا جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا یہ بھی مجھے خوب معلوم ہی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم ایرج کہتی ہو وہ طلسم نورافشان مین بھی آیا تھا جہانگیر بن صاحبقران سے لڑا اسپر میان کوکب بی برآن نے بڑی مہربانی کی اگر وہ قتل ہوتا مین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے برآن آفتین برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون سامری جمشید اسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ہاے مین جب کبھی آتی تھی خالہ امان کہکر چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک

کرونگی مرائت جادو نے کہا بوا مین ابھی بلواتی ہون تمھاری لڑکی ہی چاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی سامنے آئیگی سامری وجمشید کو دس صلواتین سُنائیگی اور مین بیچاری کس کھیت کی مولی ہون مجھے تو بالکل دشمن جانتی ہی انور نے کہا بوا تم خفا نہو تو مین ایک بات کہون تمھین بات بھی کرنا نہین آتی تم بات کرتی ہو کڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اُس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا تمکو [redacted] دیا تم اسکو دشمن جانگئین ہاے وہ تو بچپن سے ضدن بھی ذراسی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی تھی نو مہینے تم نے پیٹ مین رکھا لیکن اُسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اُسکے رگ وریشہ کے حال سے واقف ہین مرائت جادو نے کہا ہان بوا میرا دل تو آئینہ ہی مین اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا شجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرائت نے کہا بھیا شجر جادو مین تمکو نہال کرونگی تمھارے قید مین ملکہ شیشہ مے نوش ہی صاف تبلاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہی یا کچھ راہ پر آئی شجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پر مرتی ہین سارے طلسم والون کو کوستی ہین مین نے اکثر سمجھایا اِن کے خیال مین نہ آیا میرے اوپر غصہ رہتا ہی فرماتی ہین یا اللہ اس شجر پر تیر مدعت تیرا چلے یہ نہ پھولے نہ پھلے عین بہار مین قلم ہو جو بات کہتا ہون اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات نہین سمجھتین انور نے کہا نگوڑے شجر تجھپر بجلی گرے تو بھی چھوکری کا دشمن ہوگیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر آ شجر جادو گیا انور جادو نے رد کر جل تھل بھر دیے مرائت جادو کو کئی دہتڑ مارے کہ بوا تمنے تو غضب کیا میری گلعذار پر یہ جفائین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی طلسم ہوش رُبا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی میرے ساتھ سیر حیرت جادو کی خدمت مین ہر گھڑی پڑے گی لکھے گی مین اسکا بر ڈھونڈھ کے دہین شادی بھی کرونگی تمھارے پاس رقعہ بھی نہ بھیجونگی دشمن کے ملنے سے کیا کام مرائت کہتی ہی بوا تمھین اختیار ہی اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی انور نے کہا بوا تمھاری بلا سے ہمین جا زبا تین کیسکی ہمین گوارا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور شجر جادو ملکہ شیشہ مے نوش کو لیکر آیا کنیزین جوان جوان کوئی کھل کھل ہنستی ہی کوئی کہتی ہی مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہی ارے انکا تو عجیب حال ہی ہوش مین نہین شعر پڑھتی ہین گانے والی غزلین بہت سی یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سنین کہا بھلا حرامزادیو مین سب کی باتین سُن رہی ہون کیا تمھاری طرح پردہ جاہل ہی گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی مین کا کوئی شعر پڑھا ہوگا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ شیشہ مے نوش مست بادۂ محبت سرشار ساغر مودت جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کھلا یا ہوا آنکھین مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوے کچھ شرم کچھ حجاب

دل ہی دل مین پیچ وتاب ہرچند کہ لباس میلا جسم مین ہو اُس سے بھی ایک بناؤ ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر یہ نیکون کا دیکھا ہی ہم نے بسا وہ ناکہ بگڑے سے وہ نا ہوا تکا بنا ؤ ؛ ہو نٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی انور جادو نے جو اس حال پر ملال مین دیکھا دوڑ کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسے دیے پوچھا کیون بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے پہچانا میری بچی پری مہ رائت جادو نے یہ سنکر کیا اسی کا غصہ ہو گا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیون بیٹھی ہو ہرچند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مہ رائت جادو کے مُنہ سے نکلا بوا تم کس سے باتین کرتی ہو لا تون کا آدمی کہین باتون سے مانتا ہی یہ سنکر ملکہ نے سر اُٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا پل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ؛ یہ شعر پڑھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے طرف انور جادو کے متوجہ ہوکر کہا خالہ امان ہم کیا جواب دین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین نظم

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج	باقی فقط ہی اک ملک الموت کا علاج	جز وصل یار دہر مین بے فائدہ علاج
ہر دم غم فراق طبیعو ہی لا علاج	آئے تھے کرنے تو ترے دیوانے کا علاج	اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجۂ شرم چشم یار	کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج	بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے
اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج	کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے	عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
اکدن ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا	درد جگر ہی لا طبیعو ہی لا علاج	خود میرا دل ہی دل دیوانہ ناصحا
ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج	جا بہر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا	کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج
جراح کو جنون ہی کہو اپنی فصد سے	تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہی لا علاج	عناب لب سہو شربت دیدار مین شریک
ہی یہ مریض چشم دلب یار کا علاج	صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا	ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش اُڑے کہا ہی ہی بچی یہ باتین تجکو کس نے سکھا دین بس بس بی بی چپ رہو سامری جمشید کا نام لو اُنکے نام کی برکت سے مسلمانون کا سحر اُتر جائیگا مین کبھی نہ مانونگی میری بچی کو کسی نے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹوٹکا کیا آنکھین تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہی نظر کسی کی ہوگئی یہ کہکے تصویر سامری جمشید کی گلے سے اتاری چاہا گلے مین محو نوش کے ڈالے ملکہ نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا خالہ امان ہٹاؤ یہ کیا ڈھکوسلا ہی مین تو ان نگوڑدن پر لعنت کرتی ہون گو مثل تمھارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہ لاشریک ہی رب اکبر صانع شمس وقمر سمیع وبصیر بادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اُسکے مطیع ہین مطیعان اہل اسلام کے مرتبے رفیع ہین یہ دلیل سُنکر انور جادو

گھبرا گئی کہا یوا مرائت تم سچ کہتی تھین اسپر عرب مسلمانون کا غالب ہو یہ تو جان دینے کی طالب ہے ہوش وحواس کہان دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہین ہمین سب حال لشکر مسلمانون کا بخوبی معلوم ہی مگر آخر ہوا مرائت طوفان جادو ابھی نہین پلٹا اُسکے ساتھ والا کوئی واپس آیا شجر جادو نے کہا اکثر لوگ آئے دربار شہنشاہی مین نہین حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ ایک ساحر کو شجر لایا بلکہ انور جادو نے اُس سے پوچھا قدرت نے برج وقاسم کے ساتھ کیا کیا تجھے معلوم ہی کہ قتل ہوئے یا قید ہین اُسنے کہا حضور کون کسکو قتل کرتا ہر چند کہ مقام صدر ہی مگر قدرت کے لشکر مین ایک غدر ہی قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اُترے اُسی رات کو قدرت نے تقدیر کردی یکایک لشکر مین تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ نے خبر سنی وہ آپڑا خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے ہم نے قدرت کو آنکھون سے دیکھا ایسے بدصورت ہین جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہین بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھین سر جیسے کچی گڑھی کا برج داڑھی کے بالون مین موتی پروئے ہین ظریفون کے ذہن خوب لڑے ہین کہتے ہین کہ کملی پر اوڑھے بڑے ہین قدبہت بڑا ہی یا تاڑ کا درخت یا سا کھو کا لٹھا ایک دل لگی باز نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہی شاعر نے نظم کیا کہ پوے کا گٹھا ہی غلام تعریف قدرت کی نہین کرسکتا یہ تو غلام نے آنکھون سے دیکھا کہ اسی جوان قیدی نے جاکر تلوار چمکائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور غرت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے یہ سنکر مرائت جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا ادبدزبان چپ رہ جاگتی جوت کے خداوند کو تو ایسی بات کہتا ہی اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت بڑی بڑی صفتیان ہوتی تھین وہ سب مجکو نہین یاد رہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہی ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی یہ مثال تو غلام کو بھی یاد ہی زیادہ عرض کرنے مین ندب کی رسوائی ہی ہر چند کہ تک بازون نے بڑے بڑے تیر چھوڑے ہین لیکن یہ ہم بیکجوبی ظاہر ہوا بڑے لشکر ہین چھپتے ہین چلاتے ہین مسلمانون کا نام سنکے بھاگے جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نکوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے دوبارے سے نکالو اُسنے کہا حضور مین خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سو جا کرتا ہون آخر کسکو سجدہ کرون مین مسلمانون سے مل جاؤنگا انور نے کہا بھڑوے کو جوتیان مارو اس ساحر کو تو نکال دیا یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مرائت جادو نے کہا یوا سب حال سُنا ملکہ شیشہ می نوش بھی بیٹھی سُن رہی ہی سر اُٹھا کے کہا خالہ امان تسلیم کیا اچھا آیا کہ مذہب ہے ہمپر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کلام نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہی ہم سحر کا توڑ دیتے دستور ہی جو سحر کرتا ہو جب وہ مارا جاتا ہی سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہی ہم اس نوجوان کو ابھی گرفتار کرا منگاتے ہین تمھارے سامنے دار پر چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہی ظاہر ہوا اب طلسم کے

فتح ہونے کا سامان ہی انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا ای شجر اُسی اپنے باغ مین ملکہ کو لیجا اُنکی کنیزون کی جانب پلٹی سوزن جادو سے کہا بوا سوزن تمھارا سینا اچھا ہی تم لباس حیات اُسکا قطع کرو ئی تمھاری زبان مثل قینچی کی چلے گی جاکر نکوڑے کی دامنیر ہو ہمارا تمھارا جوڑی دامن کا ساتھ ہی مسلمانون کا گریبان ہی ہمارا ہاتھ ہی سوزن جادو اُٹھی کہا داری ابھی جاکر لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات برآراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے سوزن جادو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہان لشکر مین نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور شیر دل ساتھ فرماتے ہوئے ای برادر شاپور آج بہت دل گھبراتا ہی ملکہ شیشہ مے نوش کی جاکر خبر لاؤ یا دادا جان سے مہلت شکار کی لین اس حیلہ سے نکل چلین ای شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہی شاپور کہتا ہی حضور آپ کو اُسنے گرفتار کراکے بدست طوفان جادو یہان بھیجدیا اُسکے نزدیک آپ کے دشمن قتل ہوئے بس بیٹی کو قید سے چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہی وہ اُنکے خداوندون کو برا کہتی ہوگی جفائے فراق سہتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آیندہ عورت ہی کسی بلا مین پھنس جائے مگر وہ ثابت قدمان کوے محبت سے ہی بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسپر جفا ہوگی خدا اُسکی جان بچائے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُٹھکے جد عالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہوچکے کل انشاء اللہ فرصت شکار کی لین گے طرف طلسم اسکندریہ کے چلین گے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین علماء جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کئی طرح کی مشکل ہی ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا جب تک لوح طلسم دستیاب نہو ہلکو بھی مشکل ہی تم دربند پر نہ جاسکوگے خاص طلسم کی خبر ملنا دشوار ہی کدو کاوش سراسر بیکار رہیگی انشاء اللہ ہم تم ہمراہ چلین گے ای برادر اول فکر لوح مناسب ہی دل تردد منزل اُسکی رہائی کا طالب ہی شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہو سکا اول یہان سے تشریف لے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ استاد ہوا پنے رب اکبر سے رجوع کیجیے یقین کامل ہی کہ فتح دربدا بیت ہے لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہی ایرج نوجوان طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزن جادو آسمان پر چمکی جمال بے مثال ایرج نوجوان پر نگاہ ڈالی ہرائت جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جو گری کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیائے اُڑی ایرج نوجوان تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے لشکر مین ہلڑ ہوا قاسم اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر ہوچکی آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہی سرداران ایرج نوجوان بیقرار امیر نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای شہریار ایک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شاہزادے کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اسکا احوال دریافت ہے شاپور

نے عرض کی کیا گذارش کرون ذہن مین غلام کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر عرصہ دراز تک لڑے وہ طلسم فتح نہوا طوفان جادوگر فتار کرکے یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا و خربادشاہ طلسم اپنپر عاشق ہوئی ہے مرات جادو نے اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین برائے فتاحی طلسم جاؤنگا اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے چھڑاؤنگا اسی ذکر مین یہ سانحہ درپیش ہوا کیا عجب ہے وہین سے کوئی اُسکو لے گیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہے جاکر طلسم کو درہم و برہم کرون گا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا اُن سے حکم ہوا مقدمہ ایسرج نوجوان ملاحظہ فرمائیے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دے گیا فوراً خواجہ زادون نے تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگار غیب کا حال جاننے والا تو ہے سولہ شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی شاہزادہ والا قدر کو کوئی سحرہ لیگئی ہر چند کہ ساحران بیحیا کو آپ کے فرزندون سے بیر ہے مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ والا قدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شیر فتاح ہے اول رنج و ملال انجام مین ترقی جاہ و جلال اول کوچہ گردی و درشت پیمائی آخر مین تابہ گو ہر مراد رسائی یقین ہے کہ راہ مین صورت رہائی ہو کوئی نازنین حورویش مائل ہو کر جستجوے لوح مین قدم مارے کوئی تدبیر معقول نکلے مگر البتہ اُنکے عیار شاپور شیر دل کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی بہادر اُنکے تعاقب مین جائیگا رنج و ملال اُٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا اے نور نظر تم نے سُنا تمھارا جانا بہتر نہین خدا کو یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر ملائیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے فوراً ہمکو خبر پہونچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجیے فیادراہ مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے لیجانے والا لجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے تکو سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمر نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہے سب طرح کا خیال رکھنا مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہوا آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج اُنکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کیجائیگی شاپور بہت خوب کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینہ سے لگایا شاپور شیر دل کو رخصت کیا شاپور شیر دل اسیوقت تلاش مین اپنے آقاے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین سے بطور ترجیع بند

من زبیش آمدا غیار چو رفتم رفتم	مردارزاہ کہ بیزار چو رفتم رفتم

یا چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم | از جفائے تو سن زار چو رفتم رفتم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جبکہ جی بیٹھ گیا ناز اُٹھانا معلوم | اُٹھ گیا دل تو مساجت سے بجھانا معلوم
آبنی جان پہ جسدم تو بچانا معلوم | پھر گئی تجھسے طبیعت تو پھر آنا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریف غم و حرمان ہو گا | پائمال ستم رشک رقیبان ہو گا
تختۂ مشق جفاہائے نمایان ہو گا | چھوڑ دے جو نہین دیکھ پشیمان ہو گا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

خبر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی | نہ لگے آگ جو اُسکو بھی جلائے تو کبھی
جی مین ہی جاؤن ہان اب کہ آئے تو کبھی | گم کرون آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا تجھے ہم پر ظالم | دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
تری محفل سے چلے سخت نمدر ظالم | اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیون نہ آزردہ ہون کچھ حال سے بیزار نہین | مجھ مین تاب ستم غیرت اغیار نہین
جس سے ہو جاتی ہی صحبت یہ وہ آزار نہین | اب کی ہو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہین

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین پائی ہی سراسر رنجش | یعنی موجود ہی ملنے کو برابر رنجش
بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزون تر رنجش | اب کی بیحد و نہایت ہی ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا | عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ مین نے تجھے سمجھایا | یہ نہو گھر کہ گیا اور مجھے لے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اے صنم رشک سے کعبے تک کوئی ناشاد رہے | مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
دیر و ویران سے کعبہ مرا آباد رہے | یعنی مومن ہون چلا جاؤن نگا یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اُڑی ہوئی جاتی ہی ایرج نوجوان ایسا شیر دل پنجہ مین دبا ہوا ہر مرتبہ اپنے کو سنبھالتی ہی پھر بھر کا مل اُڑی ہوئی گئی اب خیال مین سوزن کے یہ ہی کہ کوئی جگہ ملے تو گھڑی دو گھڑی ٹھہر جاؤن تفنائے کار ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہین علاوہ اری مین طلسم اسکندریہ کے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم و ناظم سریر جہانبانی پر متمکن ہی انیسین جلیسین ہمدم دمسازین حاضر خجستہ عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہ بھی کہا ای ملکہ عالم آپ نے سنا طلسم مین بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نہیرہ حمزہ صاحبقران جا کر طلسم مین پہونچا ہی ہم نے خبر پائی کہ ملکہ شیشہ رح نوش دختر مرأت جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئین خوب اپنے گھر کو برباد کیا عزیز اسکے صدہا قتل ہوئے طلسم مین ہنگامہ پڑ گئے اب چندے سے نہین معلوم کہ کیا سانحہ گذرا مگر یہ بخوبی ہمکو معلوم ہی کہ مرأت جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا مین قید کیا اسپر بڑی بڑی بدتمیزین کین لیکن وہ ایسی مہبوت ہی کہ مان کا کہنا نہین مانتی نہین معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری اہا لیان طلسم نے قتل کیا یا جان بچا کر نکل گیا یا دشمنون کے کان بھرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچینگے اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت مین مرأت جادو کے روانہ کر دو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے جاری جانب سے آداب تسلیمات بھی جا کر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا زندہ موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کرین لڑین بھڑین مصاحبون نے عرض کی حضور ابھی جاتے ہین مفصل خبر لاتے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ وسطے مرأت جادو کے عرضی تحریر کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کر کے لیکر آئی ہین امیدوار باریابی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کر کے کسکو ملکہ سوزن لائی ہین کہا حضور کیا عرض کرون ایک جوان نوخاستہ مین نے تو کبھی ایسی صورت نہین دیکھی اسکو سحر مین گرفتار کیا ہی وہ بالکل بیہوش و مدہوش ہی اب حضور کے سامنے آئینگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا بلاؤ کنیزون نے آکر سوزن سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اُتار زمین پر قائم کیا سحر سے ہتکڑیان پیرون مین پہنائین ایرج نوجوان بن قاسم کو ہوشیار کیا ایرج نوجوان اپنے حال زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت مین مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے سر زنجیر کو ہاتھ مین تھا کھینچا کشان کشان ایرج نوجوان کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوئی سوزن جادو نے جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر دیکھا ہر بریشہ جرأت نہنگ دریائے ہمت کو پابند سلاسل و زنجیر پایا لیکن گرد شوکت چہرے سے

عیان موے سر سراسر پر نیان رعب و دبدبہ تہور و شجاعت چہرے سے ٹپک رہی ہو غصہ مین مل ابروے خمدار پر شیر کے تیور نگاہ مین مستی فرح مین برہمی مگر حیران حیران چہار جانب نگران لیکن بارگاہ مین قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار پگڑنے لگے ملکہ انجم ماہ رخسار اس آن بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایسے نوجوان تو وہ دل پر پڑے تیغ ابرو سے کلیجہ فگار دل بیقرار اہالیان دربار کو منع کیا صاحبو کیون بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی جو جسکا مذہب ہے وہ اسکو اچھا جانتا ہی شاید یہ جوان خورشید خداشناد یدہ کو مانتا ہی سو بیجا زجو کان مین ایسے نوجوان کے آئی سر اٹھاکر ایک عورت پری تمثال کو بیربہوٹی پر دیکھا کہ نہایت حسین کمسن خوبصورت نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت	خمیر وجودش ملایک سرشت	بہار بساماں صدیرستان	خط و خال طاؤس ہندوستان
دیگر اشعار مصنف	قدش سرو گلزار راز خیاز	دہن غنچہ گلشن امتیاز	جبینش منور چو نظم سحر
دو رخسار مانند شمس و قمر	دو گیسو دو مار سیہ سر بسر	بہ دام بلا ہر سر مرغ نظر	ترا با ابین نزاکت ثمانت لبا

ایسے نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو پھڑک گئی ضبط نہ کر سکتی تھی جی چاہتا ہی اٹھکر لپٹ جاؤن ہوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا بوا کس بیگناہ کو پکڑلائین کیا پیشہ جلادی اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہی کیا تمھارا گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح بیدردی سے گرفتار کیا ہی یا کوئی ساحر زبردست ہی تم نے سراپا سحر مین مبتلا کر دیا گلے مین سانپ لپٹے سنگدلیان اتنی بھاری بیڑیان دوہری بوا کچھ سامری جمشید کا بھی خوف ہی تم تو جلاد سنگین ہو اہوزن تم تو کلیجہ مین کھٹکین اسم بامسمے ہوگئین درزی کی سوئی کبھی گاڑھے مین کبھی زربفت مین قطع و برید تم پر ختم ہوئی ہوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہین مین مگھمی بھرکے واسطے آئی ہون اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہی اسکے رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی اس جوان نے جاکر طلسم مین ہزارون کو قتل کیا ملکہ شیشہ مے نوش دختر ملکہ مرات اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئین صفدائی پر جان کنی فریفتہ ہوئین دھگڑے کی محبت مین ہزارون کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملکہ نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ اسکے عیار نے طوفان جادو کو مارا لڑبھڑکر یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچ گیا ہی شیشہ مے نوش اب تک اس کی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذرتی ہے ظاہر مین خاموش ہین ملکہ مرات نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر اس جوان کو پکڑلاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے لشکر سے گرفتار کرکے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لمحہ بھر کے واسطے ٹھہر گئی یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑ گئے کہا اے ہوزن جرأت و شوکت مین یکتا یہی جوان طلسم کشا ہے ہوزن

نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کرسکتی طول طول داستان ہی اگر مفصل عرض کرون ہوش و حواس اُڑجائین عیار اسکا بلاے روزگار آنکھ ملتے ہی جادو گر کو مارتا ہی اس جوان کو سحر نہین آتا مگر ساحر کش ہملکہ مرائت جادو نام سے اسکے جلتی ہین جاتے ہی قتل کرینگی تمام اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکے واسطے رہزن ہین بڑے بڑے سردارون کو اس ظالم نے مارا ہی اسکی بوٹیان کاٹی جائینگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اُسوقت یہ جوان قتل کیا جائیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سُنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کا غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا کہا بی بی بس چپ تنبھالو جلادی کی باتین زبان سے نہ نکالو ہزارون سامرون کو قتل کیا یہ بڑی شکایت ہی ناحق کی حکایت ہی اُن لوگون کے ہاتھ مین ہتھیار لگی تھی لڑنے آئے تھے اچھا ہوا مارے گئے بُری خطا تجویز کی بی شیشہ مے نوش کیون عاشق ہوئین اپنی بیٹی کو سمجھائین بلائین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پاپا پیک پڑین ہاے وا ے کرنے لگین ماں صاحب کو ناگوار ہوا بیٹی کو گھر مین بٹھائین اور پر کیون ہاتھ اُٹھائین بی سوزن بکنے تو تار باندھ دیا قتل کرینگی قتل کرینگی ابھی انھین کے لشکر کا ذکر ہورہا تھا اس شیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن جادو نے کہا کہ ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان مرقنہ ملک سابا خطاب ہی ملکہ انجم ماہ رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے نواسے ہین ملکہ گیتی افروز نور چکیدۂ خالص قدرت انکے والد نامدار قاسم صف شکن پر مائل ہوکر نکل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا بی سوزن سنو بی شیشہ مے نوش کی خطا کیا ان نوجوانون کی عشق و عاشقی خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے جب تو بی گیتی افروز نکل گئین اگر قدرت چاہتے سنگ سیاہ کردیتے بیٹی کو بھی نہ روکا انکو نہ غارت کیا پس ثابت ہوا کہ یہ خداوند کے پیارے بندے ہین جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اُسکی شامت ہی باعث خوشنودی قدرت انکی محبت ہی یہ بندگان مقبول ہین انکے دشمن ہمیشہ ملول ہین اب بی سوزن صاحب آپ تعریف لیجائیے قدرت کے نواسے کو نہ سنائیے جیسا مناسب وقت ہوگا دیا کیا جائیگا اور مرات سے کہیے گا اگر آپ کو ناگوار ہی تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے مین خرابی ہی سوزن نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام مین جاکر بہ مشقت پکڑ کر لائی تھک گئی یہان ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی مین دشمن کو یہان نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمھاری کیا طاقت ہی سہیل جادو وزیرزادی سے حکم ہوا بہ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے باغ مین لیچلو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے کہا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب نہ جانا گناہگار کو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہی وہ کرینگے سوزن نے اُٹھکر گولہ مارا سہیل نے اغارہ کیا سوزن کا گولہ کٹ کے گرا سوزن

نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے گری ملکہ انجم ماہ خسار غصہ میں یہ کہتی ہوئی اٹھی رہ تو شقتل ہمارے سامنے یگستاخی ہم دربردہ سمجھاتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دیں سوزن سہیل کو بیہوش کر کے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے قصد ہوا بچہ کر میں لے کر نکلوں تو ملکہ انجم چمک کر اٹھی چہرۂ آفتاب عالمتاب دونوں عارض ماہ تابان غیرت میں ایرج کے بہوت غصہ آیا کہ سامنے ہمارے معشوق پر یہ بدعت ایرج جو زمین پر گرا بیہوش ہو کر اڑیاں زمین پر گرنے لگا ملکہ کو یہ آنکھوں میں اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا نیچہ کھینچ کے سوزن پر جا پڑی اسنے کئی سحر کیے سب سحر روکتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی نیچہ مار اسنے گھبرا کر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیچہ گرا سپر کٹی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کشتی را امام من سوزن جادو بود فرشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہیں سہیل بھی بیہوش ہوئی دریا میں بہی جانے لگے ملکہ نے فرمایا اے سہیل فیرۂ قدرت کو باغ میں لیجاؤ ہم بھی آتے ہیں ہماری مراد صرف یہ ہے کہ قدرت نہ آزردہ ہو جس نے ان لوگوں کو ستایا ہلاک ہوا کوئی ڈالا جائیگا کہ نواسا مارا جائے عقل پر پتھر پڑے قدرت کے نواسے سے لڑے کیونکر فتح نصیب ہو اسی وجہ سے ملک کے ملک برباد ہوئے کیا قدرت کو اختیار نہیں کہ ان سبکو مٹا دیں اگر یہ کوئی کہکہ قرائی ہوتی ہے اس امر کو قدرت جانتے ہیں کیا دخل ہے ملکہ سہیل پذیرائی دادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی میں ہوا دار پہوا کیا چند کنیزیں ساتھ ہوئیں باغ میں داخل کیا سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا یہاں ملکہ انجم ماہ خسار نے دریا میں سے کہا کیوں صاحبو تم لوگ سمجھے ہیں نے مبرا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو ایک ذرا نکی دعوت کرونگی پھر بشوکت و فرغت غدارت میں انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کردونگی میرے سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی میں خاموش ہو رہتی اگر قدرت دامنگیر ہوتے فرماتے ہمارے نبیرۂ خاص قرابت دار یا اختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے کہا آپ نے بہت خوب کیا اب آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رخصت کر کے بھاری جوڑا اکمال کر پہنا دریائے جواہر میں غوطہ مارا گرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط باغ میں شامیانہ عمدہ استادکرایا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ایرج اب تک صدمہ غم سے بیہوش ہے ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب دمیدہ سے کے چھینٹے دیے ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو میں دہی ماہ تمثال حور پیکر سمن عذار سہی قد سرو بھکائے ہوئے جلوہ فرما ہے سامنے باغ بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ تکو فہائے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کوپیچ و تاب غنچے مسکراتے ہیں پھول خوشی سے کھلے جاتے ہیں نوجوانان چمن اکٹر رہے ہیں گلچین و باغبان اپنی سبز بختی پر لڑ رہی ہیں نرگس شہلا دیدہ بازی میں مصروف سوسن کو اپنی زبان درازی میں وقوف اس باغ بہشت آئین پر جوش

بہار ہے زلف سنبل عطر بیز و مشکبار ہے

مظلم

برگشتگی ہی نگہ مین یہ گرم ہی جوبن — فروغ عارض گل ہی قبیلۂ روشن — بہت نون مین قدم رنگی بہارنے کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان مانہ گلشن — عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے — اڑا رہی ہی مزے نو عروسی گلشن
گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام — جبین شاخ پہ گل کے ہوئے ہین روشن — نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین
ہوا سرد کا ہر سمت گرم ہی تو سن — پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب — نہ رہن باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن
ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدون سے — نصیب ہی سر بلبل کو آشیان چمن — ہوائے خندۂ پیہم جو گد گدا تی ہی
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہی دہن — صبا نے سحر محبت سے کر لیا اشتاق — امید وار ہی بوسون کا عارض گلشن
نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی — چمن مین نالۂ بلبل ہی دل پہ شور محن — اجل تماشا کش امید مین پریشان ہی

کہ آجکل ہی فراموش عادت مردن — ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیز اقبال پر آفتاب
عالمتاب کا گمان ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار یا وہ مصیبت یا یہ
محفل عیش و عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا ای ماہ آسمان خوبی ای اختر تابان برج
فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کر دیہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو
پھر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہی کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا
منھ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہی سوزن جادو آپ کو گرفتار کر کے لیے جاتی
تھین ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج
نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بیحیا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہی ہماری رشتہ داری
سے اسکو شرف حاصل ہی وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہی ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا
فرمایا لو یہ سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہتے ہین اُنسے ڈرنا چاہیے بموجب قول
شیخ سعدی شعر ہر کہ عیب و گران پیش تو آورد دشمن دہ پیگان عیب تو پیش و گران خواہد برد ۱۲ ایرج نے کہا ملکہ
برا کہنے کا یہ سبب ہی وہ بیحیا بڑا بے ادب ہی دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی ای ملکہ تصور تو کرو
انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن نفرین نہو اگر ہمکو مہمان کیا ہی مہربانی فرمایئے ہم دو دولت
کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہی جو اس سے واقف نہو وہ بڑا بے تمیز ہی لقا کی حماقت
ظاہر ہی ہر فرد بشر اسکی حماقت سے ماہر ہی آزبا خر تا بہ کوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا
ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب نہ ہوا اس طرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان
کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا صاحب اس طویل طول و طویل
سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خدائے مطلق ہی آپ مہمان ہین خاطر داری

ضرور ہو ہم نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی انکی وجہ سے یہ سعادت حصول کی
ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ سامان عیش ونشاط مہیا ہو کنیزون نے فوراً گلابیان شراب کی
گفتیان کباب کی حاضر کین یہان تو سامان عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی مگر مہر شاپور شہزادہ جو شاہزادہ
والا قدر کے نکالنے بقصدت باغبان تھا وقدر زیر دیوار اسی باغ کے آکر پہونچا رات ہو چلی ہی خیال مین گذرا اگر
جنگل مین کہین پڑ رہینگے کوئی جانور درندہ گزند شاید آزار پہونچاے آج کی شب اس باغ مین بسر کرین صبح کو پھر
اپنے گل حدیقہ جرأت کی جستجو مین مصروف ہون یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اُترا دور سے دیکھا وسط باغ مین جلسہ آراستہ ہی صدہا نازنین مہ جبین کا جماؤ طبیعت تو
مزیدار ہو حیران ہین کہ اس محفل عیش منزل مین رات بسر کرنا ضرور ہی سامان محفل عیش وسرور ہی شراکت کرنا واجب
ولازم ہی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک نازنین شوخ وشنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی آفتابہ ہاتھ مین
تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین پائجامہ رکھو لکر بیٹھ گئی شاپور نے منھ پھیر لیا خیال مین آیا کیا عجب ہی کہ
گانے والی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اُسکو بیہوش کیا کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اُتارا اسی
کی صورت بنکر تیار ہوے باہر نکلے سنبھال کر مسکراتے ہوئے چلے مگر حیران کہ اسی شاپور جسکی صورت بنے ہو اُسکا
نام کیا ہی یہ سوچتے ہوے محفل مین آئے نگاہ اُٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب تشوکت وماہ آسمان ہمت وجرأت
اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس سخاوت اساس ارج نوجوان بہ فر وحشمت مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین
ایک شاہزادی حسین جمیل دوسری جانب ایک ماہ پارہ عقل وشکیل استادہ پہلوے ماہ مین دست بستہ حاضر
ہی یعنی سہیل دزیر نامدی کو دیکھکر شاپور بیخود مطلق ہوے جی مین کہتا ہی ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہی گرفتار
ہوکر آئے معشوق ماہ لقا کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے ہین اس حیرانی مین کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی
واہ کبھی آہ سراپا پر نظر ہی گویا تصویر ہی سہیل نے جو سر اُٹھایا دیکھا گلبرہن گاہین بہ نگاہ حیرت
مجکو دیکھ رہی ہی مسکرا کر فرمایا بی گلبرہن تمھین کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہی بے غصہ کیے اپنی صورت سے
نہین نکلتی ہی عرصہ سے ملکہ عالم یاد فرما رہی ہین صحبت عیش دیر سے آراستہ ہی اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا
باعث کچھ مجھسے کہو گی تنخواہ تمھاری دیدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے صبح کو اسی کے سبزی تمھارے
پانون مین ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہی تمھاری حاضری ناممکن اتنا اشارہ جو شاپور نے پایا قریب ملکہ
سہیل کے بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لے چکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہی
قادر مطلق نے مجمع انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہی مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملکہ سہیل نے ہنسکر
کہا دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ مین آزردہ ہونگی اپنا کچھ کمال دکھاؤ آج جہان عزیز آکے مین اندر جھاؤ

سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبیر ہن یہ رنگ بہتے دیکھا ملکہ نے جوش محبت مین ایرج نوجوان کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو مارا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بخوف بیٹھی ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی شاپور نے کہا حضور جوان بھی تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت وشان حسن و جرأت مین بے نظیر کیونکر عاشق نہون ایسے معشوق کو ملتے ہین سہیل نے کہا گلبیر ہن انجام اسکا برا ہی شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملکہ سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ رکھا سہیل نے اری ہٹ کہکے ہاتھ اسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا بی گلبیر ہن آج ہماری وزیرزادی سے کیا کسر پھر باتین کر رہی ہو کیا گاے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابرو سے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملاکر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا خمسہ

قرون حسن سے بہار آج یار راہ مین ہی	سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
شجر کا شور یہی بار بار راہ مین ہی	ہواے دور مے خوشگوار راہ مین ہی
خزان حسن سے ہی جانی بہار راہ مین ہی	
ہزارون گل ہین ہین ایک خار راہ مین ہی	دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہی	گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی	
ہین اُسکو دیکھکے بیہوش یوسف مصری	خجل ہین رد سے منور سے اسکے حور پری
ابھی سے جان بقصد ق ہی اسپر ہرک کی	شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن و جوانی یار راہ مین ہی	
بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین	رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور جاہیے صحرا کا خوف بستی مین	عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی	
مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط	رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط	طریق عشق مین اے دل عصاے آہ ہی شرط
کہین بڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی	
حسین ہی خورشید ہی پری رخسار	ہلال برق ہی اعجاز ہی پری رفتار

جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار | جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش | نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش | سمند عمر کو اللہ شوق آسایش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزارہا ہین کھٹکے | یہ مجھسے کہتے ہین جنمین ہین تمکین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب سے | نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی | زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ اجی دوپہر ہی گرمی کی | نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی کہ اندر اسمین ہی سبھی کا ساتھ | جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہوگو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ | تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے | نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہزار کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے | جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے | رفیق ہین نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
خیال ہی یہی اے ہمنشین تجھے پھیرے | سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی فلک کجرفتار کی کجرفتاری ظاہر ہی اسکے بغض و حسد سے ہر عقیل و فہیم ماہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور و مرحوم شعر یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ؎ کسی کا ہے وصل بھاتا نہین ؎ شاپور کی گرمیان ساتھ ملکہ سہیل کے ابھی تک اپنا حال اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربارہ رہائت جادو ساعت فرمایے **مرات جادو** تخت پر پہلو مین انور جادو و ملکہ شیشہ مے نوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ کر دیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو

واپس نہ آئی تو انور جادو نے مرأت سے کہا بوازیادہ مجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو مجھے یاد کرتی ہونگی اُنکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر رہتی ہون علاوہ ازین زمانہ انقلاب ہر وقت جھگڑا فساد مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے مجادلہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش و راحت سے کام نہین کیا سبب ہوا مین نے سوزن جادو کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہی میری تعلیم کردہ نامہ و پیام لیکر صدہا کوس جاتی ہی بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی مرأت جادو نے کہا بوا مجھپر توسب حال آئینہ ہی ہم نے جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دربار سے اتنے بڑے جلیل کا لاناسو دوسو جادو کر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون مرأت جادو نے ہر چند منع کیا انور نے کہا بوا تمھین کچھ خبر ہی مجھے لشاہل کرنے سے بیر ہی مین اس مقدمہ کا فیصلہ کر کے جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اس نگوڑی بچت کا آب دوانہ ترک ہی میرے دلکو وار کیونکر آئے مین اُسکو فوراً پکڑلاؤنگی سامنے لونڈیا کے قتل کرونگی جب تک وہ قتل نہو گا یہ ہوش مین نہ آئیگی میرا ہوش رُبا مین دل نہ لگے گا آٹھ پہر ہی دھڑکا رہیگا مین اب شیشہ مے نوش کو یہان نہ چھوڑونگی ہر چند کہ طلسم ہوش رُبا مین غدر ہی لیکن مقام صدر ہی اس جوان کے قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین برہمی تھی غصہ مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی سو جادوگر نیان ساتھ لیکر چلی یہ اُدھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر آکے عاشق و معشوق نے آرام کیا شاپور سے سردل بشکل کلیسا ہین گئے قریب ملکہ سہیل وزیرزادی کے آیا سہیل گانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق و معشوق اپنے مقام پر گئے سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا کلیسا ہین ہماری مسجد مین چلو اب تو شاپور نے نخرے کرنا شروع کیے تمھاری وہ دریزادی مجھے نیند آتی ہی ہمین مہلت کہان جو تمھاری مسجد مین چلین اسی ملکہ عالم غزل

وقت بسری شباب کی باتین	ایسی ہین جیسی خواب کی باتین	اُسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو	دل غائبانہ خراب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد	کر شراب و کباب کی باتین	حرف آیا جو آبرو پہ مری	ہین یہ چشم پر آب کی باتین
یاد ہی مہ جبین کہ بھول گئے	وہ شب ماہتاب کی باتین	بھکو سوا کرینگی خوب دل	تیری یہ اضطراب کی باتین
جاؤ ہوتا ہی اور بھی خفقان	سُن کے ناصح عذاب کی باتین	جام کو لب سے لگا اپنے	چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
سنتے ہین اسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم	کس مزے سے عتاب کی باتین	دیکھ اے دل چھیڑ ملقصہ زلف	کر یہ مین پیچ و تاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین ذوق	ہے بیون صبر و تاب کی باتین	سہیل نے کہا مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل خیلے	

آج وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمھاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل چھپر کھٹ پر لیٹ گئی کہا او چلبہ ہن میرے پیر دبا شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون نا چتے آپ تھکی فرصت پائی تم خود میرے پیر دبا و یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سوگئی شاپور نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ مین سے سویا ذرا سی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے دیدی کہ بعد عرصہ دراز آنکھ کھلے مین تو فرے اڑا لون معشوقہ پری پیکر کو خوب گلے لگاؤن اس خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوئے ملکہ انجم ماہ رخسار نے اٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین جو صبح کو اُٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ بلا تکلف سو رہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوے ہین اور توسیع ہین مگر سوسن زبان دراز ہوا سے کہا واہ بی سہیل تی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بیخوف دھڑکے کو لیے پڑی ہین نہ مالک کا خوف نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار بیٹھی گلوریان بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی ہے ملکہ نے کہا بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین وہ کچھ نہ بولی مسکرا کے رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب ایک مردوے کو لیے پہلو مین سو رہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بیلبلائین کہ بند و بست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہو نرگس نے کہا چلکے اپنی آنکھون سے دیکھ لیجے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جھوٹ ہوگا مارے کوڑون کے کھال کرادونگی ایرج نے اشارے سے پوچھا کیا ہے ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جمگھٹا ہو چاؤن چاؤن ہو رہی ہے میان شاپور جاگ رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ ڈالدیے خواصین کہہ رہی ہین لو مردوا لپٹ لپٹ کے مرے ڈراتا ہے ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب پہونچنے پائی تھین کہ خواصون کی آواز سنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہے خواصین ٹھٹھے مار رہی ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آیئے سہیل نے اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ہے صاحبو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا اور ایک دو ہتڑ شاپور پر مارا ارے او بیحیا چوٹے آٹھائی گیرے تو کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہے ارے اسے پکڑو شاپور دوڑتا پھرتا ہے ہر چند سہیل چیختی ہے بھلا شاپور کو کب پا سکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا

تا تنہا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی اور سہیل پیٹ رہی ہی ملکہ نے پکار کر کہا اے سہیل یہ کیا معرکہ ہی سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے رہا اللہ حکم دیجیے اسکو گرفتار کرائیے سزاے معقول اسکو ملے یہ کوئی چوٹا اُٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی نہین شاپور نے کہا ملکہ عالم دوہائی ہی آپ ہی مجکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شاپور نے کہا حضور کا غلام ہون میرے اِنکے مدت سے آشنائی ہی آج انکار کرتی ہین حضور انصاف کرین سہیل پیٹ رہی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بڈھے کو نہین پہچانتی ہلڑ جو ہوا ایرج نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار وفادار ہمدرد غمگسار شاپور نامدار خجل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہین سہیل پیٹ رہی ہی کہ کہکے روتی ہی کہ ہاے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوے دیکھا شاپور نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا مونڈی کاٹا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری وزیرزادی کو اسی نے رولایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار مارے کہ اس کا سر اُڑ جائے ایرج نے کہا ملکہ یہ تمہارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمر و نامدار ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا ہی ان کنجٹون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اُسے رسوا ضرور کرینگے شاپور آکے قدمون سے لپٹ گیا ایرج نے سینہ سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شاپور کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی قریب آئی کہا حضور میری داد نہ لینے گی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو کیا پہچانتی ہین شاپور نے کہا وہ نہین پہچانتین تم نے اچھی طرح پہچانا یا نہین رات کو نتین کرکے اپنے کمرے مین لائین وہی کلیر ہین ہون ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری گائن کو کہان چھپا دیا شاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی اُٹھوا منگوائیے کنیزین گئین دیکھا کلیر ہین ننگی پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پنہا کر لائین جب قریب ایرج کے شاپور گھل مِلکے کھڑا ہوا باتین شکر صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور مین رہبری سے خواجہ زادون کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بہبود و کامرانی پایا ایرج نے کہا اے شاپور سوزن جادو طلسم اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اُسکو مارا نہین رہا کیا مگر وہ بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشۂ مے نوش اسی طرح ساغر بادۂ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ وزاری سے کام اسی کی شورش کی وجہ سے ملکہ مراد نے اس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس طمعہ کو تیر کمانشانہ کیا اے شاپور بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ شعلۂ مہجوری اس حال پر ملال مین ہو اور ہم خبر نہ لین اگر تڑپ تڑپ کے مرگئی کیسی بدنامی ہی دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر

عشق و محبت ہمارے نام سے معشوقان طلسم کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی نگوڑے اٹھائی گیرے سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتین کر رہے ہین کبھی گلے لگا لیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ اے شاپور اب تم طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ مے نوش کو رہا کرین یا لڑ بھڑکر جان دین شاپور کہتا ہی اے شہریار تا بہ طلسم رسائی و شوار ہی بے پتے نشان کوشش بیکار ہی حضور یہان ٹھہرین غلام جاکر پتہ لگائے اور اگر بہو نچ گیا رسائی ہوگئی تو ملکہ شیشہ مے نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے کہا اے شاپور یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے ایکروز مین ایسی محبت صرف کی طبیعت سہل گئی مگر کئی طرح کے خیال ہین لشکر پریشان کا تہیہ پورش کی ساحران دل یا وزلفت ملکہ بران مین پریشان اس مہجور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہی سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھکر بیتابی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی دامن تھام کر کہا اے شہریار میری داد نہ دیجیے گا اس نگوڑے کو قید کیجیے ایرج نے کہا ملکہ سہیل خفا نہ ہو تو مین کہون یہ تو عیار ہی گلبرہن بنکر آیا گانا تم نے سُنا اپنے کمرے مین کیون نہ گئین سہیل نے کہا حضور مین اپنی گائن جانکر لیگئی یہ نہ سمجھی تھی کہ یہ نگوڑا لوٹھا ہی حضور فریاد نہ سُنین گے تو مین اپنی جان دونگی سنکھیا کھا لونگی آپ بھی مجھی کو قاتل کرتے ہین ایسے چوٹٹے اُٹھائی گیرے کو نوکری سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملکہ سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی ہی آج سے ہماری جاگیر کھلاؤ گی شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کھلاؤ گی اب ہماری خاطر کرو بخشدو سہیل شاپور کے گانے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور خوب زبردستی بہو بنا لیا کنکھیون سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہی شاپور ہاتھ بلند کیے کھڑا ہی کہہ رہا ہی ملکہ خطا معاف فرمائیے مین تابعدار ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین تو فراگانے کا بھرا ہوا ہی ظاہر مین ابرو کے خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین بیکل اب لحظ خاطر سا معین ہو کہ ملکہ انجم ماہ رخسار و کنیزون نابالا و ایرج ذیوقار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم ہی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہین کہ ایرج نوجوان نے کہا اے ملکہ عالم اب برائے چند ے رنج مفارقت سہو ہمکو رخصت کر دہم طرف طلسم اسکندری کے جائینگے نام طلسم سُنکر ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار مین سمجھی آپ واسطے ملکہ شیشہ مے نوش کے بیقرار ہین مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا بیٹھے بٹھلائے سودائے محبت مول لیا ہمکو قتل کرکے جائیے جاکر طلسم مین ملکہ شیشہ مے نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار وہ ہرات جادو کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی علمداری کرا دینگی یہ کہکر رو دی گہرہائے اشک صدف چشم سے نکلکر عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چمکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر

ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہی کہ شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑ کر نہ جائیے آپ کی محبت مین ہمنے ملکہ مرائت جادو سے دشمنی پیدا کی یہ خبر ضرور وہان پہونچے گی بموجب ارشاد فیض بنیاد صائب نامدار شعر دوست دشمن بیشود آخر بوقت عاجزی ؎ چون زخم آہوان رہ می برد صیاد را ؎ ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہوگی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ روکیے جانے دیجیے مصرع

دامے برہما دگر فتاری ما چہ یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف	دن بھر پھرا پھرا کے آیا تو صیاد کی طرف	پاس فا سے منھ نہ پھرا وقت نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف	کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین	سوے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف
ہین اجنبی قفس سے تفس مجھسے اجنبی	وہ مجکو دیکھتا ہی ہین صیاد کی طرف	ای دام روزگار نہین بخت عندلیب
کیون کھینچتا ہی مجکو تو صیاد کی طرف	کہتا ہی دل کچھ اور ہی پر طرفہ لطف ہی	میری طرف نہ اُس ستم ایجاد کی طرف
دیکھی جو مین نے روز جزا اسکی بے کسی	شرما کے ہوگیا اُسی جلاد کی طرف	ہی مجکو جوش شوق شہادت حیا کے ساتھ
گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کیطرف	رو کو خدا کے واسطے یار و کہ جوش شوق	پھر مجھکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف
شوق نیاز ہون کبھی فہر نگاہ ہون	اپنی طرف ہونین کبھی جلاد کی طرف	ایسے مسافران عدم تنگدل گئے
سنھ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف	عاشق کا دل ہی اسمین خوشی کا گذر کہان	آتا ہی کون خانۂ برباد کی طرف
مژدہ کسی طرح کا ستاتا ہی گر کوئی	ہین دیکھتا ہون خواب نا شاد کی طرف	انکو شگون آمد فصل بہار ہی
تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف	غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم	جاتے ہین دام بلبل ناشاد کی طرف

اس طرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوے ہین اُسی محبوب جانی کا فراق شب روز ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد مین ملکہ ہران شمشیرزن کے مصروف رہتے ہین وصل سے نا امید مبتلاے دام بلاے ہجران آشفتہ سری ہین بے سروسامان ہر دم یہی خیال ہی کہ کیونکر اس محبوب جانی بیوفا جادوانی سے ملین کیونکر غنچۂ آرزو کھلین بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلخذا میگذری ؎ اذا لقیت حبیبے فقل لہ خبری ؎ اس خیال مین ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے سمجھے جو ہمپر گذرتی ہی وہی اس نو گرفتار کو بھی سامنا ہی کہا ای ملکہ عالم سوا ے صبر کے کیا چارہ نہ جانے مین بڑی بدنامی ہی وفاداری مین خامی ہی انشاء اللہ ہم جس وقت جہان اطمینان کا مل پائینگے فوراً لکھکر بھیجین بلائین گے ملکہ نے کہا ای شہریار مین آپ کے بلانے کو نہین منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق مین مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اُٹھے گا خدا کی عنایت سے چند الفاظ سحر بھی جانتی ہون مرائت جادو سے تو نہین ٹر سکتی کردہ بادشاہ طلسم ہی اور کوئی آپ پر دست انداز نہ ہو سکے گا مین دروازے پر آپ کو قلعۂ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہون

جس باغ مین ملکہ شیشہ می نوش قید ہین جلکر اُترے پہلے انھین کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائب و غرائب طلسم مین مجھکو دخل نہین جو کچھ ہو ملکہ شیشہ می نوش یا دشاہ طلسم کی دختر نیلوفر اختر ہین وہ حال لوح کا بتائینگی اور مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو لڑ بھڑ کے مرجاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اُٹھاؤنگی ایرج فرماتے ہین ملکہ یہ بھی بہتر نہین ہم غیر کا طلسم مین گذر نہین ہمین معلوم میرے نام طلسم کشائی ہی یہ باتین ہجرانگیز وحشت خیز عاشق و معشوق مین ہو رہی ہین کنیزین اپنے مالک کو دیکھکے اور ہی ہین مگر انور جادو بدخوشعلہ مزاج سو جادوگرنیون کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کے جاتی تھی تخت بر رو ے ہوا خود غصہ مین ساتھ والیان باز و لبط و قرقر پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گزار ہی تصویر طلسم کشاد دیکھکے آئی پس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ مین صدہا نازنینان گلعذار بیچ مین یہ سرو حدیقۂ خوبی سلیل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہی کہ سوزن جادو کو مین نے مار کر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس مین نے کیا کیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؎ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؎ یہ حال زار و نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانون سے سُنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ انجم ماہ رخسار مین نے سب چال تیری سرکشی کا سُنا ہاری مصاحب کو مار اقیدی کو چھین لیا ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھوکے کے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا لو شہر یار غضب ہوا ہر اُت جادو کی بین پر سب خال آئینہ ہوا سب اس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان مصنف شعر

ملک ایرج آن آفتاب سپہر	کہ صاحبقراں یم و آفاق گیر	ہنر بردمان و ہنر دار زما	جری صعب شکن شیر دشت وغا
منم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار	شتابور نے بھی کمند سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو	

حباب مار الپٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحرہ کو ایرج نے تیر مارا حلق کو اُسکے توڑکے پار نکلا ملکہ انجم بھی جلکی ہاران سحر بر ساکر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیون کو ٹھنڈا کیا دس پانچ کنیزین ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلین بعض بیہوش ہوگئین ہنگامہ سحر گرم ہوا برق بلڑی رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونکے یا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مارا تھا کہ انور جادو طرف ایرج کے چلکی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون انقضا آئی ہی ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہی اب تیری قضا قریب ہی ایرج نے چاہا جا پڑون اس ملعونہ کو زباندازی کی سزا دون انور جادو نے یہ تجمل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی زمین نے پاؤن تھام لیے نیچہ پکڑکر گڑ بھی

کہ قتل کردن انجم کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر جھپٹی لغزہ کیا اور ملعونہ کیا کرتی ہے وہ سحر نہین جانتے انپر دست بدعت دراز نہ کرنا یہ کہکے گولہ مارا انورجادو نے گوے کو کاٹا گوے سے دھوان نکلا برق چمکی سر انورجادو کا اس برق سے زخمی ہوا ایرج وشاپور تو سحر مین انورجادو کے مبتلا ہوکر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے خوب خوب سحر کیے انورجادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادو گرنیان اسکی بھاگین انجم ماہ رخسار نیچہ کھینچکے جا پڑی چاہا کہ انورجادو کا سر کاٹ لون اسوقت انورجادو گھبرائی جلدی مین کچھ اور تو بن نہ پڑا اُس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری چھوٹی بہن دبیا خاک قبر جمشید کی ہے یہ بات بڑی بھید کی ہے اکثر گزارش کیا ہے کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قلب پر غبار الم چھائے چند ساعت کو بیہوش ہوجائے پس انورجادو نے تعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دیا کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انورجادو نے ایرج وشاپور وملکہ انجم کو مع چند کنیزون کے گرفتار کرلیا سر پر اپنے ایک پٹی مرہم جمشیدی کی چڑھائی سو جادوگرنیان لیکر آئی تھی پچاس قتل ہوئین ملکہ انجم وایرج وشاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی ایرج کو مسلسل ومطوق کرلیا ہے اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل وزنجیر مین گرفتار پایا ایک جانب شاپور ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انورجادو تخت اُڑائے ہوئے لیے جاتی ہے ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا اے ملکہ عالم تم ہماری محبت مین مبتلا بلا ہوئین عذر کرکے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا اے شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہے کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے بہتر ہے اسوقت شاپور کی بیقراری ایرج کی اشکباری انورنے جو عاشق ومعشوق کے اشارے دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم تمھارا بھی ستارا گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی مصاحب کو ہمارے قتل کیا عزت جادو نے تصور کیا ہے مین دشمن کو قید نہین کرونگی پہونچتے ہی وار پر کھینچ دونگی سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہے اسکے قتل سے اُسکا بھی علاج ہوگا انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہے ساحران طلسم ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے مین تیرا گنہگار رہون اس بیچاری کی کیا خطا اسکو رہا کردے ہم سے بدلے یہ بالکل بے خطا ہے اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو بُرا جانتے ہین وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہے سر بیچکر اُسنے یہ سودا خریدا ہے انشاء اللہ اُسکا بھی وقت رہائی قریب ہے تو ہمین کیا قتل کرسکے گی انورکنیزون سے کہتی ہے دیکھو تو اس جوان کا دیدہ دلیر ہے حقیقت مین بیشہ جرات کا شیر ہے خوف نہین کرتا مرنے سے نہین ڈرتا اسطرح پر

باتین کرتی ہوئی انور جادو قید ارج دشا پورو انجم طرف اسکندریہ کے لیے جاتی ہی۔
دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر تجسس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ وارد
مہانسرائے رنج و محن اعنی ملکہ بران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین جمنسہ مومن

در بزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم	سویم چو بنگرد سوے دیگر نظر کنم
گر گرد بسر و ہد گلہ درد سر کنم	ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم
با خویش سر گرانی ادبیشتر کنم	
کیا کیا امید تھی ترے ہاتھون سے قتل کی	تھی جی مین آرزو کہ ملے آرزو میری
پر کیا کرون نزاکت دل یاد آگئی	ترسم زبیوفائی خود منفعل شوی
گر از امید داری خویشت خبر کنم	
دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہین شیخ و شاب	کھائی قسم پھر آنے کی اہ جوش اضطراب
پردہ نشین ہی آئے نہ کسطرح سے حجاب	وقت وداع ادمن دیوانہ خراب
با ہر کردہ بر دشوم و گریہ سر کنم	
کیا طلوع صبح کہان ہی نمود روز	ہی گھر مین جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
کیا کیجیے ہمنشین گلہ جوش تاب سوز	بے طاقتی شوق بہ بین کز برم ہنوز
نگذشتہ یار و رد بے راہ دگر کنم	
ناصح ذلیل گننے لگے مجکو شیخ و شاب	ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
اب مجھکو یاد آئی مری خانمان خراب	رسوائیم رسید بجائے کہ از حجاب
دیگر بہ پیش ادنتوانم گذر کنم	
مومن کی طرح جوش مین پھرتا ہون کو بکو	شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
افسوس کامیاب نہ مین ہوسکا کبھو	میلی ز شرم عشق بجانم کہ سوے او
با شوق این چنین نتوانم نظر کنم	

اس زمانہ مین ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین کنیزون کو برائے خبر خواجہ عمرو
و اسید تا مورد رانہ کیا ہی بوقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اُٹھکر کمرے مین آئی
ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہی مگر طپش قلب زیادہ پاتی ہی یون جونگاہ اُٹھائی تصویر ارج حامدار
رکھی تھی اُٹھالی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت مین عارض پہ عارض رکھدیا شکایت آغاز کی

بیساختہ مُنہ سے نکل گیا کہ ای شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہی اب کی تو آپ بعد عرصۂ دراز تشریف لائے مزاج کیسا ہی کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہی طلسم ہوش رُبا مین تو ہمنکا مہ برپا ہی دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچتے ہین اب سامان لشکر کشی ہی افراسیاب برسرکشی ہی آپ طلسم ہوش رُبا سے تشریف لیجائیے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہان کی خبر ہم آپ کو لکھ بھیجین گے جوش محبت مین دوچار باتین جوکین ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ مین اصل شاہزادہ کو الا قدر سے باتین کر رہی ہون جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی اب جو دیکھا سر بسر بچا ہماری تقریر ہی ہمارے ہاتھ مین اس ظالم کی تصویر ہی دلولۂ جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کا فوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل تخیل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہین جو دیکھ پایا	خونناب دل آنکھ نے بہایا	پایا نہ گیا وہ غدار گل رنگ	دل غنچہ سے بشیتر ہوا تنگ
رنگینی بزم کا بندھا دھیان	جوں بوے گل اڑ گئے ابن دھان	وحشت کی ترقی ہوئی دن سے کہتی ہی طرف صحرا کے	

چلو یا دختر محبوب مین آہو ان صحرا سے دل بہلائین تا بہ دشت نجد جائین قیس مجنون سے پوچھین کیون بد نصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر ہوتی ہی یہ تو ظاہر ہی کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہی کیا کھایا کیا پیا ایسی مدت تک کیونکر جیا یہان تو زندگی دشوار ہی دل تردد منزل بہت بیقرار ہی نظم دیگر

اب عشق ہوا ہی مہربان پھر	بیتاب ہی جان ناتوان پھر	پھر دل کو کھٹک سی ہو رہی ہی	سینہ مین خلش سی ہو رہی ہی
پھر ہو نچا ہی اب بیالم کا	پھر آنے لگا سلام غم کا	پھر داغ کہن ہی تازہ تر	پھر زخم جگر ہنسے ہی گل پر
پھر چشم ہی نمفشان و خونبار	پھر چہرہ بنا ہی زعفران زار	پھر دیدہ تر ہی و قف دامان	پھر ہاتھ ہی مائل گریبان
پھر آتے ہین غش پہ غش جو ہیہم	پھر ہی وہی بیخودی کا عالم	پھر ناوک رد دل شکن ہی	پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہی
پھر داغ جنون سے سر ہی گلکل	پھر نالہ ہی ہمنوائے بلبل	پھر ہی وہی پیچ و تاب لکو	پھر ہی وہی اضطراب دل کو
پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ	دمساز ہی نالۂ سحرگاہ	گستاخ ہی آہ خونچکان پھر	منہ لگنے لگا ہی کچھ فغان پھر
غم کرنے لگا ہی غمگساری	دیتی ہی قرار بیقراری	پھر کو چۂ یار کی ہوس ہی	پھر گھر مرے واسطے قفس ہی
پھر آنکھون سے خون بہے ہی	پھر سینہ بھی گرم سا رہے ہی	ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر رونی وامن صبر دست	

استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت ہجر معشوق سے ٹوٹا دوپٹہ مُنہ پر رکھکر چیخین مار کر روئی ملکہ مشکوفہ سحر ساز وزیرزادی کے کان مین آواز رونے کی ملکہ کے پہنچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آکے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ مین رنگ رو متغیر صدف چشم سے گوہر بے بہاے اشک پیہم جاری ہین بیحال لگ گئی تھی منہ سے بات نہین نکلتی شگوفہ دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور برائے خدا خیر تو ہی ہر چند

شگوفہ پوچھتی ہی ملکہ کے منھ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کملایا ہوا ہاتھ پانون ٹھنڈے آہ مین گرمی قریب ہی روح قالب سے نکلجائے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگی جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ پچھتائینگی کوسا ایسا مقدمہ ہی کہ جسکا انتظام لونڈی سے نہین ہوسکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہمسر اپنا کہلوایا پروردگار نے اپنی عنایت سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی لونڈی سمجھ چکی ہی ابتک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی چاہتی تھی حضور رہل جائین جب دشمنون کا آتحال ہی پھر ہمین جستجو مین کیا عذر ہی مفصل فرمائیے آپ ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو اسمین ابتدا سے رازدار ہی جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ بران نے ضبط کرکے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہی محبت مین عقل کی حماقت ہی آج شام سے طبیعت ایسی گھبرائی انکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مرمر کے بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت ہوا کہ خود وہ سامنے موجو ہین وہ جو دل مین حماقتین بڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہی کہ دشمنون پر غم و ملال ہی یا اُنپر کسی نے نگاہ ڈالی میری داہنی آنکھ پھڑکتی ہی یا خدا نخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پانون مین اینٹھن ہی قلب مین جلن ہے آٹھ پہر لڑائی انکا کام ہی اسی کا بد انجام ہی یہ سیدھے سادھے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت درپے آزار نگوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو بہر مدد بلائین چھپ کے قتل کرین چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی انکا مالک ہی اے شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ مین خود جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمر و برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ قصر مرات مین اکثر جاتے ہین مجھکو بھی جستجو ہے خواجہ عمر و ضرور ہی اگر جاؤن رنج و ملال اٹھاؤن قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑجائے ستارہ شناسی سے ثابت ہوا اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے قتل کرڈالینگے ہم خوچاہتے ہین زندگی بیکار ہی سر جسنم پر سر اسر بار ہی مگر قلق یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ کہین اُنپر نہ دست اندراز ہون راہ ریشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارہ نہ کرینگے صاحقران سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہوجائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی اے شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کرچکی کئی مہینہ ہوے اسی طرح گھبرائی سیتلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی سختی اٹھاکر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہوگئے ایک کنیز شوخ چشم جادہ کی نامہ لیے جاتی تھی بہنچے اسکو قتل کیا جاکر اُنکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہی دیکھو رات کیسی پہاڑ ہوگئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی

کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی حکم سے پروردگار کے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو مہربان پایا ذکر اسکا برسبیل شروع کیا نظم مصنف

گہ روتی تھی اپنی بے کسی پر
گہ کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر

جیون تیون شب ہجر کی بسر وہ
تڑپی بستر پہ تا سحر وہ

فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
تکلیف اُٹھائی انتہا کی

وہ نصف شب ایسال کی تھی
افراط غم و ملال کی تھی

گویا وہ شب تھی امتحان کی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی

تا گاہ ہوئی سحر نمودار
نکل ہوگئی شمع ماہ اکبار

نکلا نکل صبح کھلکھلا کر
چھپنے لگے نجم جھلملا کر

وہ سحر فراق دل مین معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائرون کی نغمہ سرائی سے سر پھرنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھ تو آج صبح کو باغ مین نیا گل کھلا ہے بالکل دیرانہ معلوم ہوتا ہے نظم مصنف

شبنم یہ تو اوس پر گئی ہے
صورت اُسکی بگڑ گئی ہے

سوسن نہین لب تلک ہلاتی
نرگس نہین آنکھ بھی ملاتی

سنبل کچھ بیچ کھا رہی ہے
کس بل اپنا دکھا رہی ہے

سرکش ہے ہر ایک سرو خوشنام
بلبل ہے دید گل مین مشغول

تو بشبو سے ہوا ہے مست ہر پھول
ہنستا ہے وہ کب کسی کی فریاد

چمپا یتری دکھا رہی ہے
سیوتی خوشبو اُڑا رہی ہے

طوطے ہاتھونکے مین اُڑاتے
بیٹے پھل پھول شاخ ڈالی

غم سے نہین انمین کوئی خالی
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہے

شگوفہ نے فوراً لباس
کس سے کہون حال دل کا اپنا
یا کون ہے درد آشنا اپنا

سحر ذات پر آراستہ کیا قدمون سے لپٹ کر کہا بیجے آپ کیون گھبراتی ہین دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیز روی سے جائیگی بنگالہ جامع المتفرقین خبر انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت مین اب یہی چاہیئے کہ قصر جمشیدی مین جاکر خیر خواجہ عمر و دریا کرین بلکہ مرتبہ مقام سخت وصعب کہے گئے ہین خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل مطمئن کیجیے یہین بھی خوبی آگاہ ہون کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہین انھین کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہے ہر جنگ مین اپنا سینہ سپر کرتے ہین دو روز ہو رہا کر آئے کہان کہان پھر کے پڑے اگر لشکر مین بھی تنگی مین صورت بدل کے کسی عیار سے حال لیجیونگی جس ملک پر جانا اُنکا ثابت ہوگا وہین اپنے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کر کے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا کہا بوا تمکو خدا کے سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس رین بال پر سوار ہو کر برائے جستجو لشکر نوجوان چلی جب شگوفہ چاہتی ہے کہ طاؤس کو اُڑاؤن ملکہ کہتی ہے شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کر یا مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہین پھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے بران ہم پر مرتی ہے بلکہ یہ کہنا کہ رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام مین اول الف ہو اُسکے لیے زمانہ خلاف ہے اس وجہ سے ملکہ نے فرمایا ہمین خواجہ کی خاطر داری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہے جائے آؤ کسی مصیبت مین ہون تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور مین سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا

شگوفہ ایک بات اور سن لو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور فرمائیے کہا شگوفہ اگر تمھاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدیں مین نے ایک دن چند شعر نظم بھی کیے تھے مسودہ رکھا ہی مین ابھی صاف کردون بانی تو کہوگی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر خوش ہو جائینگے انھین کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہین لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھون سے لگائینگے اور اُنکے ہرجائی پن سے مجھے کیا کام ہی جس سے چاہین دل لگائین اپنے کو بھلائین یہ مین خوب جانتی ہون اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوش بافتح ہوا اور خواجہ نے صاحبقران سے کہکر اس شادی کی تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی جسدن مین جادھکونگی سب حرامزادیون کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل مین جا بینگے خود میرے والد اقرارنامہ لینگے مین تمکو سمجھادونگی پہلی شرط یہی لکھوانا کہ رات کو کہین نہ رہین شگوفہ نے کہا واری وہ دن تو خدا دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہی کیا یہ لونڈی آپ کی بیوقوف ہی بڑا کھرا لکھوا دینگے وکیلون سے صلاح کرکے پانچسو روپیہ کے اسٹامپ پر اقرارنامہ ہوگا رجسٹری بھی کرادونگی دولھا میان کو بڑے کنوین جھنکاؤنگی وہ سرطین لکھی جائین کہ میان اوکس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ بران کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین نہون ورنہ کاغذ پھاڑکے پھینک دینگے تنہائی مین مجھسے سکایت کرینگے اہ وزیرزادی کیسا اقرارنامہ سارا دل کا اقرار و مدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ ادھر سے جوش محبت دریاے الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہوچکین لائیے نامہ مرحمت فرمائیے کہا اے شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہی روح کو لطف ملتا ہی یہ فرماکر انھین قلمدان مرصع کا رلائین قلم کلک جواہر سلک نیچہ نگارین مین لیا بجاے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون بلاغت مشحون پڑھا

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیرزن برائے ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دل ربائی	دے ظلم رسیدۂ جدائی	اے آہوے وادی مودت
آوارۂ دشت برخ فرقت	اے ماہ منیر عشقبازی	اے یکہ سوار ترکتازی
اے بلبل گلشن محبت	اے قمری سرو باغ محنت	تجھسا کوئی بے زبانہ دیکھا
مجھسا کوئی باوفا نہ دیکھا	اس بات پہ ہونگین ترے عاشق	سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
گریاد رہے یہ بات تجکو	گردو رکھین سمجھ کے مجکو	وان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو جان لو اسمین موت آئی	دلمین اگر آرزو کچھ آئی	تو تیر ہے خنجر جدائی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس	برسون ہی ملوگے دست افسوس	فرقت مین ہمارے تو خبر دار
رکھنا مری یاد سے سروکار		

اسکی بکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمھاری خیر و عافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مہلت ہو جواب

ضرور تحریر فرمائیے گا الخط نصف الملاقات ہو زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات راقم الحروف مجبور پرمحن ملکہ پران ستمگیر زن آفتاب جرات وہمت ہمیشہ تابان و درخشان رہے دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی بخیر عافیت سے ہین جو گذرتی ہو اُسکا لکھنا مناسب نہین عرصہ وزارز مین نامہ تحریر فرمایا ملفوف کرکے سرنامہ پر مہر کرکے کمالو بواشکوفہ تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس آنا شکوفہ نے نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر بجستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر کرچکا ہون کہ انور جادو ایرج وشاپور شیر دل و انجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کرکے لیکر چلی چونکہ طلسم کی راہ دور ہو ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری دم لینے لگی بچاس جادو گرینان ساتھ ہین جب اس کوہ فلک شکوہ پر آئی ایرج وشاپور بزنجیر ہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہو کہا کیون بی انجم تم ہماری صاحبزادی کی سوت نہین کچھ مالک کا خوف نہ آیا تم جانتی ہو صرات جادو آتشخو شعلہ مزاج ہو فوراً تمکو قتل کریگی وراس نکوڑے کی بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہوگا سر سے ارکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو قدمون پر گرندہ ہے خدا ے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو ہمین اپنے دل کا اختیار ہو سامری جیسے کہ کتے تھے تیرے سگے ہونگے انکو کیا کوئی خدا جانے لائق لعنت ہین کندۂ جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور جادو نے حکم دیا ان زبان دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کنیز نیچہ کھینچکر چلی ایرج نوجوان کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو اس بیچاری کی کیا خطا ہو مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری کے ہزارون جادو گر مارے گئے اُنکے خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا جہنم واصل ہوئی انور جادو نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی سر کاٹ لے مین مطمئن ہو کر لواکے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی شیشہ مے نوش کو بعیش و فرحت دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز دی او ملعونہ یہ میرا آقا ہو مین اسکا نکوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا موے مونڈی کاٹے کیا مین تجکو زندہ چھوڑ دونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس مین دعا کی پروردگار ا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہو ہم نے تو راہ جہاد مین قدم رکھا جب تیغہ پر ہاتھ ڈالا موت کا مزہ چکھا مرنا جینا یکسان ہو ہر حال مین تیرا احسان ہو وقت بیکسی و بے بسی مین تو معین و مددگار ہو سب طرح کا تجکو اختیار ہے بیقرار ہو کر ایرج نے دعا کی بر دعا ہدف مراد پر ہو نچا غنچہ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہوا ے عیش چلی گل پژمردۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحر ساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون

گوش زد ہوئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت درشت کہہ رہی ہو آنکھوں کے بیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہو ای شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہی وہ جو ملکہ عالم فرمائی تھین شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال پُر ملال آنکھون سے دیکھا دہین سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار اگر شاہزادے کا ایک موے جسم کم ہوا تو م بھر کو تیری قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر یعنی کوکب رو شمضمیر ان سب صاحبون سے تعلق رکھتے ہین سر اُٹھا کر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیر زادی کو دیکھا یہ تو بخوبی آگاہ ہو کہ کوکب سے اور مسلمانون سے رسم و راہ ہی ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر اُٹھی شگوفہ پر سحر کیے اپنے نزدیک آگ برسائی شگوفہ ہنس پڑی شعلہ پھول بنکر گرنے لگے شگوفہ نے ایرج پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ فوراً جو پلٹ کر کمسن حسین کو دیکھا مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہین مین انکو کیون رہا کرون اسی طرح قیدمین انکو سمجھے اپنے مالک کے لیجاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہو خود ہی رہا کر دیگی ورنہ سزاے معقول لیگی ایرج نے کہا ملکہ شگوفہ یہ ہماری خیر خواہ ہو اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیر خواہی کم کی خطا اس سے زیادہ ہو ایرج نے خود بڑھکر ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب انجم بھی لڑنے لگی مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہو تعلیم کردہ ملکہ یران ہو مثل شعلہ جوالہ اڑتی پھرتی سحر کرتی انور جادو پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کیے شگوفہ نے سب دفع کیے آخر نیچہ کھینچکر شگوفہ پر آئی ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اسکی سپر مین اُلجھکے ٹوٹی پہلی ہی شکست ہوئی اب شگوفہ نے نعرہ کر کے نیچہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہٹون جان بچاؤن مگر شگوفہ کب جانے دیتی ہی نیچہ سے کب پناہ ملتی ہی انور کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آگ برسنے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم دس کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئی ایرج کے قدمون پر گرین مطیع الاسلام ہوئین ملکہ شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پر تکلف آراستہ کیے ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ یران شمشیر زن کی وزیر زادی ہے شرمائی ہوئی آکر بیٹھی مگر غالف کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے ایرج نوجوان کی سر سے پانون تک بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین دین ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکرا کر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی ای شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمائیے دو دن سے ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہو وہی آکے دیکھا حقیقت مین دختر روشنضمیر ہے

ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھون سے لگایا پھاہا زخم دل کا جانکر کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہو کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین ہین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہین شعر من دانم دل داند گر نامہ چہ ہا دیدم * صد بار ز بیتابی دا کردم و پچیدم * یہ شعر کبھی بیقراری مین در د زبان ہو شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار * اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہو معشوق کے بدنام ہونے کا ملال ہو اسوجہ سے ضبط کر رہے ہین مگر ضبط ممکن نہین عرصہ دراز مین نامہ ختم کیا شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ کا کیا قصد ہو ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب جاؤنگا شگوفہ نے کہا اے شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ اسیمن دخل نہ دو مجھے وہانتک جانا ضرور ہو نہ جانے مین فتور ہے شگوفہ نے کہا تنا اب تامل فرمائیے کہ مین جاکر ملکہ عالم سے عرض کرون مراجعت جادو بھی وہان کی خراج گذار ہے کیا حکم ہے گردن تابی کر سکتی ہو ہزار طرح سے تدبیر لوح ہو جائیگی ایرج نے کہا اے شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچائیگا طلسم بھی فتح ہو جائیگا شگوفہ سوچی یہ سپاہی جاہل ہین آسمان جراُت کے ماہ کامل ہین انکو آگاہ نہ کرو وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا اے شہریار آپ کو اختیار ہو جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو ایرج نوجوان نے اسی پیشانی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اُٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برائے معشوق مہربان

ای نو گل باغ شادمانی	تو بادۂ گلشن جوانی	شاہنشہ ملک کامرانی	ای زبدت باغ زندگانی
ای تازگی دماغ عاشق	پرسازیٔ ایاغ عاشق	ای تازہ شمیم گلشن عشق	ای نور چراغ روشن عشق
ای موجۂ نکہت گل عشق	ای سوزش مستی مل عشق	ای تاب و شکیب بیقراران	کافور قلوب دل فگاران
ای شعلۂ ناز فتنۂ بازی	تاثیر فنون سحر سازی	ای نیز آسمان کمنت	ای گوہر بحر درج حشمت
خورشید سپہر جاہ و اقبال	آسائش قلب مضطرب حال	ای ماہ سپہر عشوہ و ناز	بیباک نہ ماہ شوخ و طناز
ای نور جمال ماہ رویان	زیبائش تاج مشکبویان	سرحلقۂ زمرۂ حسینان	سرکردۂ بزم نازنینان
سرمایۂ عیش و کامرانی	بخشندۂ عمر جاودانی	ای صحت جاں آزار	ہو جائے شفا جو ہو بیمار
ہو بعد سلام شوق دیدار	ای جان جہان یہ تم پہ ظاہر	ہو دن کو قرار اور نہ شب کو	ہو فکر یہی کہ وصل کب ہو
دن پھر رہتی ہو بیقراری	ہو رات کو شغل شکباری	گاہی لب جو بحالت زار	گاہی سر کو بشکل بیمار
پایا گر باغ مین ٹھکانا	جاکر وہین اشک کو بہانا	گر سرو سے خوب سا لپٹنا	دان سے بھی ادھر ہو کے ہٹنا

گذری جو نظر بسوے سنبل | آیا سر مین خیال کاکل | دیکھا شمشاد کو جو بارے | چلنے لگے دل سے آہ غم کے آرے
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا | گھٹکا جی مین یاد نے کانٹا | لائی ہے نسیم نکہت بو | گل پھولے ہین جس سے یار ہے سو
بلبل کو قرین گل جو دیکھا | اک نالۂ سرد دل سے کھینچا | نرگس کرتی ہے یہ اشارا | ہے سحر نگاہ کا یہ مارا

منھ کر کے بسوے چرخ ہر بار | پڑھتا ہون یہی دلے مین اشعار

فراق مین یہ غم بحساب ہے دل کو | مسدس | کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دل کو | خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو

نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

جدائی اسکی خدایا بہت ستاتی ہے | علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہے
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہے | نہ یار آتا ہے مجھ تک نہ جان جاتی ہے

نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے بھر آؤن | خلاف صنع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
فراق یار مین جی کس طرح سے بہلاؤن | غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن

نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ | کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ | پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ

نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہے | سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہے
جو اسکو کہیئے تو وہ گالیان سناتا ہے | خموش رہیئے تو منھ کو کلیجہ آتا ہے

نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

اے غنچۂ باغ مہر و وفا و اے رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حال فراق تحریر کرون قلم سے شعلے

نکلین آتش فراق دست و پا کو جلا دے آرزوے دل کو خاک مین ملا دے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوزدم درکش حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کرکے ملکہ شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا آب و دانہ کے اختیار ہی انسان مجبور نا چار ہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین مگر سموم جادو کہ مصاحب بی انور کی تھی بیٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملکہ انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار ایرج نے ہماری ملکہ کو قتل کرایا افسوس ہی کہ اپنی جان بچائین بیٹھکر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت کے خلاف ہی چلکر ملکہ مرات جادو کو خبر کرنا چاہیئے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہی کچھ بھی نصیب نہوئی دس سیر لکڑیان نہ ممکن تھین کہ بی بی کو اپنی جلاتے کریا کرم بھی نہوا کفنے برہمن بھی نہ اسکے ہم اپنے مالک کا مردہ نہ اُٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلے سے پہاڑ سے اُتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملکہ انجم سے کہا کہ ہم زیرکوہ جاکر ایک آہو شکار کرین اُسکے کباب لگائین انجم نے کہا آپکیون تکلیف کرین مین ابھی جاکر سحر سے جتنے جانور فرمائیے گرفتار کرلاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور ذبح کرنیکے لائق نرہینگے مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع ملکہ انجم ہوچکی ہین وہ خدمت مین حاضر رہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہولیا ملکہ نے کہا ای شہریار دور نہ جائیے گا ایرج نے کہا سامنے صحراے سبزہ زار ہی دل مین ہوا ے شکار ہی بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ انجم نے شراب وغیرہ ممکن کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج برا ے شکار صحرا مین آئے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہی ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوشرو تھوڑے عرصہ مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی اس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤن مین مسلا چارون پتلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو فراگیا باغ مین داخل ہوے ایک گوشہ مین لاکر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین مارتا ہوا جاتا ہی صحن باغ مین پہونچا ہی ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بکمان مین پیوست کیا تاک کے مارا اُسکے پچھلے پیر پر اتوڑ کے پار گذرا آہو چوکڑا کے گرا ایرج جھپٹے ایسا نہو تڑپ کے مرجاے قرولی کھینچا جا پہنچے آتے ہی بقربانی پہونچایا چاہا کہ اُسکو لیکر پلٹین پہلو سے آواز آئی ادبے آدب تو کون ہی ایرج نے دیکھا ایک کنکرہ

مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہو اُسنے للکارا ہو اب جو اُسکی نگاہ جمال ایرج پر پڑی عاشق ہوگئی کہا ہو جوان تو نے خوب کیا آؤ صحبت مین بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب بھی حاضر ہو ٹھہر ٹھہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ یہ ملعونہ کیا بکتی ہو وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ شامتین آئی ہین اُسنے کہا ای جوان ثمرات جادو میرا نام ہو اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری مین یکتا صاحب ہرد و فا مال و اسباب بے حساب جمع ہو مرکب و اسلحہ معقول جو تا جرا دھر سے نکلا اُسکو لوٹ لیا بیٹھکر سلطنت کر سارا مال و اسباب تیرے ہی واسطے جمع کیا ہو یہ کہکر چاہا لپٹ جائے بوسے لے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور سے منہ پر ثمرات کے پڑا کہ زمین پر گری گال اُسکا سوج گیا مثل مرغ مسل تڑپنے لگی اب جو اُسکی غصہ مین کتی ہوئی اوموے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کا لون تو نے تو مارہی ڈالا ہوتا سامری جنیہ نے بچا لیا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون اُسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہو اُٹھتے ہی ایک دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے کو گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلہ سوجا ہوا غصہ مین کانپ رہی ہو ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو اپنے گال سینک سانک کے تبغلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان نامنصف مجھ ایسی حسین روپے والی تجھسے خواہان وصل ہو اب تو میرا ناز بھی اُٹھا چکی اب کیا تساہل ہو کہنا میرا مان لے ورنہ قسم ہو سامری جنید کی بوٹیان کاٹ کر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے غصہ مین کچھ جواب نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہو مگر بالکل ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای جوان میرا سمن برنام ہو مین اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا ہزارہا قیدمین تڑپتے پھڑکتے ہین اُسکو رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار ہو ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ تازہ وارد ہی ہوش و حواس درست نہین ہین اسوجہ سے ایسے کلام کرتا ہی ورنہ ایسا کو ظاہر کو رباطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا پر مائل نہو ثمرات نے کہا ای سمن بر مین کیا کرون میرا دل بیقرار ہی ہر چند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہی قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہی کیون جفائے قید سہتا ہی سمن بر نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہر ایسی خرابی معلوم ہوتی ہی معشوق پر کوئی

بدعت کرتا ہو ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہو جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو اُٹھکر ٹہلنے لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت مین قریب دریا کے پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوے خیال تیروے خمدار ایرج نوجوان مین دل رحمی تیر مژگان کلیجہ پر تاثیر کر چکے ہین بیتاب یاد زلف مین پیچ و تاب تا گاہ رونے کی آواز کان مین آئی ثمرات نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ گوری صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ لٹھیا ہاتھ مین گرتی پڑتی نخل کے نیچے بیٹھکر چیخین مار مار رونے لگی اس رونے مین مین کرتی ہو کہ کیون بی بی آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی نہ آئین بڑھیا مان کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے کبھی بیٹھے پھرکے نہ سوتی تھی بڑھیا مان سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منھ چھپایا اسطرح بیلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات کا قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جاکے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے بڑھیا نے جو منھ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سرخ مین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون متیا کیون روتی ہو کیا غضب ہو تمھارے مین سے کلیجہ پھٹتا ہو بڑھیا نے سر اُٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نہ نکلجائے کنیزون کو آوازی دو تین کنیزین دوڑ کر آئین کہا اس بڑھیا کو اُٹھا کر اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی یا مجلکو دیکھکر بیہوش ہو گئی کنیزون نے اُٹھا لا کر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا حال زار دیکھکر ایرج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہو اسکے رونے نے دل میرا بیقرار کر دیا غائبانہ چشم کو غم والم سے بھر دیا تلخہ منگواؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عرق وغیرہ کھایا بڑھیا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہو دم نکلجائے مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا ین نے منھ سے نکلوا نا کہا ہی میرے دل کو بڑا اشتیاق ہو جلد بیان کرو مین ابھی اس درد کا علاج کرون میرے کیے سے سب کچھ ہو سکتا ہی مین ساحرہ ہون و پیر بھی سامری جمشید نے بہت دبایا ہو لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہو بڑھیا نے کہا بیٹی لات و منات تجکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو پوتی پوتے والی کملا ؤ کیا کہون کس مصیبت مین ہون آج تیسرا دن ہو جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے مخفی ہو آج تین دن کے بعد سامری نامہ کے درمیان کچھ نقشہ دیکھا ہو دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہو ثمرات نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے پا تک بلائین لین کہا بی بی اصل کیفیت یہ ہو کہ لات منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تیسرا دن ہو اُسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی بدون میری بچی کے نگوڑون کا گھر خالی تھا اب گھر کیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین ماری ماری پھرتی ہو اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین

ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگی شاید اُس گل کی دماغ میں بو آئے میری بلبل اپنی آواز مجکو سنائے لیکن سامری جنید کے تصدق ہو جاؤں روتے روتے جو آنکھ کھلی تجکو دیکھا تیرے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے آج اپنی بچی کی صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا ہے پتلے پتلے ہونٹ یہی چاند سا چہرہ یہی نخل چمن خوبی یہی قد و قامت یہی بھولی بھولی صورت یہی میٹھی میٹھی باتیں یہی محبت کی گھاتیں اُس کمبخت میں بھی تھیں جس طرح امان جان کہکے تم دوڑکر لپٹ گئیں اسی طرح وہ مرنے والی بھی چیٹی تھی بی بی محتاج نہیں ہوں سامری جنید نے سب کچھ دیا ہے محبت کی بھوکی ہوں یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اسکو کھولا اسمیں اشرفیاں دس پانچ جواہرات نے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی صندقچی میں رکھ چھوڑو کل مزدور ساتھ کر دینا اسباب اُٹھوالاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد ہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیاں غلام بھی ہیں یہاں تمھارے باغ میں میرا بھی دل بہل جائیگا سب اسباب تیرے نام لکھدونگی ثمرات نے کہا امان جان مال اسباب میرے پاس بہت ہے تمھارا گھر ہے ہمیں آنکھوں پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بٹو یہ تو بتاؤ اس چاند سے چہرے پر سہرا بندھایا بھی کہ رانڈا ہی ہیں سب امیروں رئیسوں میں جاتی ہوں اچھے کسی نوجوان بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیاں بند ہو جائیں ثمرات نے شرما کے جھکا لیا کہا امان جان شادی تو نہیں ہوئی دو چار ٹھہر نیچے کیسے اب اسکل کسی سے لگا سگا نہیں ہے بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو بڑی بات ہے ہمارے پیچھے اس سن میں پلٹنیں پھرتی تھیں دو چار کا روز خون ہوتا تھا کئی نکھیا کھاکے مرے کئی نے گلے کاٹ ڈالے بہت سے نکوڑے فقیر ہوکے نکل گئے یہ جوانی دیوانی ہے یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہے پھر بڑھاپے میں کون پوچھتا ہے مگر سُن نکوڑی خفا نہو تو میں ایک بات کہوں اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیاں مسی کی لو ہونٹوں پہ لالی جاؤ یاقوت کو نیلم بناؤ آنکھوں میں سرمہ دو تیغ نگاہ پر بار نہ رکھو کرتی آستینوں دامنہ پنوچھوٹے کپڑے میں سی دو نکی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو بڑے پائچوں کا پائجامہ پہنو دن ڈھلے بیٹھکوں کے کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے ہیں پھر اور تدبیریں تبلاؤنگی جو ایک دفعہ تجکو چھوڑے گا تڑپ تڑپ کے مریگا تمھاری زلفوں کے دام سے نہ نکل سکے گا اب ہم تمکو ناز کرشمے تبلاتے ہیں وہی دن میں قاتل بنا دینگے یہ سنکے ثمرات رونے لگی کہا امان جان میں نے کبھی کسی مرد سے محبت نہیں کی سیکڑوں کو قید میں رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے میں ڈال دیا مگر آج دام زلف میں ایک غلام کے پھنسی ہوں کلیجہ پر چھری چل رہی ہے وہ نگوڑا انکار کرتا ہے گالیاں دیتا ہے نہیں معلوم کون ظالم ہے شکار کھیلتا ہوا اس طرف آنکلا آہو کو میرے باغ میں آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہوں امی جان کیسا نکیلا سجیلا جوان ہے حسین جمیل سیاہی عقیل خوبصورت نیک سیرت ماند سے رخسار محبوب گلعذار میں نے اسکو بلا کر اپنے پاس بٹھایا

ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو پھر اجاتا ہی لاکھون صلواتین سناتا ہی کہتا ہی تیری کالی صورت ہی اب مین نے قید کیا ہی قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز آئی مین اِدھر چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اُسکو قتل کرکے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکر بڑھیا نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی ذرا مجھے تو اس نامنصف کی صورت دکھا تجھ ایسی پر کون مائل نہوگا مگر تو خیلہ طویلہ ہی بنوچاہت کے کہ چے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے اپنی چاہت ظاہر کردی ہوگی وہ مورکھ پھول گیا مجھے دکھاوے مین ابھی قدمون پر گرا دونگی ناک رگڑیگا ذرا خوب ترسانا یکایک اُسکے دم مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری رائے پر کام کرو اری سیکڑون ہمنے گلے کٹوا دیے یہ کون ہی جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہوجائیگا تیرے ہی حماقت ہوگی مین ابھی سب حال کھول لونگی قند کیوطرح نگوڑے کو باتون مین گھول لونگی ثمرات خوشی مین پھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن وہ بارہ دری مین بیٹھا ہی بڑھیا پانچے سنبھال کے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دو پہر تیری صورت اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات کو وہان ٹھہراکر بڑھیا بارہ دری مین آئی سمن بر بیچاری سمجھا رہی ہی ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہتی ہی ای شہریار اپنی جان بچائیے اب جو وہ پلٹ کر آئیگی آپکو قتل کرڈالیگی ایرج نوجوان فرماتے ہین ہاری سمن بر تو دخل نہ دے مین اُس کمبخت کی جانب کبھی نہ تھوکونگا کہ اتنے مین بڑھیا آنکر پہونچی سمن بر کو آواز دی اور فیصل ہٹ جا تو کون ہی سمجھانے والی کیا تو نے دھگڑے کو پسند کیا ثمرات سے کہدونگی کہ تیرے معشوق پر پری سمن بر سگاہ ڈالتی ہین سمن بر تھراتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا ایرج کے پاس بیٹھی سر سے بلائین لین کہا میان بنے صاحبزادے کیا ثمرات مین بُرائی ہی جو قبول نہین کرتے ابھی تو صاحبزادے ہو مٹی کی عورت ملے اُسکو بھی نہ چھوڑو وہ تمکو ملائی پراٹھے کھلائیگی لباس اچھا پہنائیگی گھوڑا خریدوگی خدمتگار مصاحب نوکر رکھو بازار مین ہٹو بچو کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ باختیار رہی بڑے تمھارے مرتبے ہوجائینگے بیٹا چاہنے والے کہین ملتے ہین جادوگرنیون مین بڑے مزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنے گی کبھی جوان کبھی پانچ برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگے گی بس غصہ تھوک ڈالو تخلیہ کراؤن ثمرات کو بلاؤن اُسکا مطلب دل حاصل کردو سر جھکا کر بیٹھو ایرج نے کہا اوبڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی کمبخت ناحشہ جادوگرنی تھین معلوم کرتے ہتو برس کا سن ہی منھ سے گوہ کی بو آتی ہی تو اُلٹا ہمکو سمجھاتی ہی جادو رہو میرے سامنے سے مجھ بڑھیا نے کہا واہ میان تمنے تو آنکھین نکالین مین کچھ آپ کی جانے والی نہین ہون ہی نگوڑی تمھارے پہلے جمرہ پر مرتی ہی مین تو کبھی پاجانے مین لوٹا نہ رکھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا مجھسے کون بات کرتا ہی جب تو

بڑھیا نے بھی آنکھین نیلی پیلی کین کہا میان اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاشہ زمین پر تڑپے گا کوئی کفن بھی نہ دیگا ایرج نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا ای شہریار آپ کی جہالت نے مارا بچپن سے آپ کو خواجہ عمر نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو زور دکھانا اپنی جان کا نہ بچانا عین حماقت ہی اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہین پہچانا منم مہتر شاپور دل پسند ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا مین آکر مبتلا ہوا شکار کو آیا تھا خود شکار ہوا اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار رہا پڑ پر انتظار کر رہی ہوگی کہتی ہوگی مجھے حیلہ کرکے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے ننگ و نام چھوٹا نہایت پریشان ہوگی شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کہدین مین ابھی اس فاحشہ کو مارلیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار بہت گھبراتی ہونگی غلام ابھی آتا ہی یہ کہکے اُلٹے پاؤن پلٹا ثمرات کے پاس آیا ایک دو ہتڑ مارا کہا او چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہین ہوتا وہ تو تیرے نام پر جان دیتا ہی لیکن اسنے سچ کہا کہ آتے ہی بچھیر بدعت شروع کردی قید کرلیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب مین اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا کہ اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی رانین ہجر کی کیونکر کٹینگی کیونکر کٹینگی ملکہ ثمرات کی انکھڑیون نے مجھکو زیج کیا لو اب جلد مرے اڑاؤ اتنا کہدینا مجھسے خطا ہوئی بین نشہ مین شراب کے تھی کہ تیرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا امی جان میرے سر کی قسم وہ مجکو ملتا ہی شاپور نے کہا تمھارے باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اُٹھ جائیگا مگر لباس تبدیل کرلو ہماری خلاف پور عمدہ پہین لے ہرچند بقول سعدی۔ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را ؛ مگر دنیا کی ظاہرداری ضرور ہی ان نوجوانون کو ظاہرداری بہت پسند آتی ہی ثمرات نے فوراً صندوق پٹارے کھلوائے بہت بھاری جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا کہ چلتے ہی سحر اُتارنا نہین کرنا ثمرات نے کہا مین قدمون پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہین تمھارا زبان سے کہنا کافی ہی معشوق اگر جھوٹ کہتا ہی عاشق کو بمنزلہ حدیث دآیہ ہوتا ہی ثمرات نہال ہوئی پارہ دری مین آکر پہونچی آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر اُتارا مگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہی کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی شاپور نے گلابیان اٹھائین ایک مین بیہوشی ملائی جام بھرکر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے پلا دیجیے ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہماری جان بچاؤ اور جو زیادہ ہمکو ستاؤگے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمر و تجھکو قتل کرنے آیا ہی اپنی جان سے ہم بیزار ہین شاپور نے پکار کے کہا بھلا اوچھوکرے بڑے غمزے نخرے تجھکو آتے ہین ثمرات جادو خود شراب

نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام مُنھ سے ثمرات جادو کے لگا دیا کئی شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ
برافروز جام ما۔ مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما۔ ثمرات جوش مین جام پی گئی کنیزون سے کہا ری
تو تم بھی پیو میری جھوکری کو نظر نہ لگانا اُسکا خون بہت ہلکا ہی جو اُسکو کچھ ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی
کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین مُنھ پھیرکے بیٹھو یہ کیا بے غیرتی ہی دیدے
مین دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے پڑھیانے اشعار عاشقانہ پڑھے خمسہ

پرتو پڑے جو اُسکے رُخ بیحجاب کا — پیدا ہو رنگ منگ مین لعل خوشاب کا
پردہ مین تو یہ جلوہ ہی اُس رخ خراب کا — جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم مے تھی اور نشے سب جیحِ آشنا — اک رند مے پرست نے مذکور یون کیا
یعنی عجیب نقل ہی اور طرفہ ماجرا — کل بنکے شیخ مجتہد عصر ساقیا
دکھلا سکے ایک باغ عذاب و ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز — یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز — کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے بہ طنز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

جب اس طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے — مین بیٹھا چپکا سُنتا رہا وہ مکے گئے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکے نہ بیٹھینگے — مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہی ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہی تو یون — لیکن تمھارا زہد ہی یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہین بالکل ہی اور جنون — گستاخی ہو معاف تو اک عرض ہین کرون
مجھکو اگر نہ چاہیے مور دعتاب کا

جو طعن بیکسون پہ کرو تم بجا درست — ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
لیکن صلاح و زہد کا دعوی ہی نا درست — تقوی ہمارے آگے جب ہو آپ کا درست
پھر تب یقین ہو آپ کے اس اجتناب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادکش — پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے اعطش
جسدن یہ جلسے سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی عش — ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش

اور وان نخل نہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کردے باتون مین تم لگا کے مُنھ
پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے مُنھ
اور جب نزدے طرز ہنسی کا بنا کے مُنھ
کھنچے ہنسی شبی مین وہ مُنھ سے ملا کے مُنھ

یہ ریش جیسہ جلوہ ہو رنگ خضاب کا

اک مست نازحور شمائل پری لقا
مستی مین جسکو پاس نہو کچھ بھی شرم کا
از روے لطف بوسہ کرے یون تمھین عطا
گردن مین ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحیا

دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھین کیونکہ بنتی ہو بیدین دل دیے
جب وہ حریف ہاتھ مین اک جام مے لیے
اگر تم نے مے کے پینے مین کچھ عذر بھی کیے
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے

گر پی نہ جاے جلد یہ ساغر شراب کا

جسوقت اس طرح سر و سامان عیش ہو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور وہ بھی خندہ ہوکے کرے ایسی گفتگو
اسوقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو

گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یونتو ہم بھی جانتے ہین بادہ ہے حرام
اور آپ کو بھی بادہ سے انکار ہے مدام
پر اعتقاد ہوگا اسی وقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہین ہو بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہین مومنون کے لیے مومنان پاک
کیا کیا دعائین دل سے بوقت امید و باک
یا رب غم حسین مین سودا ہو جبکہ خاک
سایہ اُسے ملے قدم بوتراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے بلکہ ثمرات جادو مست ہوکر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزون نے بھی پی ثمرات گھبرا کے اٹھی کہا امی جان اب مین اپنے میان کے ساتھ جاکر آرام کرون شاپور نے کہا اچھا جم جم جاؤ مزے اُڑاؤ ثمرات جوش مین نشہ کے اٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہان بھائی سوتے مین نہ قتل کرو شاپور نے کہا ای شہریار آپ کی جرأت نے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہین بیدار ہوجائیگی جان بچانا مشکل ہوگا ایرج نے کہا سمن بر کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیر خواہ ہے خدا چاہے گا تو

مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا حکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہوگیا بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرانام من ثمرات جادو بود اب شاپور نے سمن بر کی زبان مین سوزن دیا ستون مین باندھکر ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات کالاشہ تڑپ رہا ہی وہ شاہزادہ کرسی جواہرنگار پر جلوہ فرما ہی ایک عیار دبلا پتلا نیچے کھڑا ہی مگر وہ شاہزادہ فرمارہا ہی سمن بر حقیقت مین تمنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے بڑھیا بنکر ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو مین ہزار ہا جادو گرنیان قتل کرڈالین انکے باپ کا سر برندۂ جادوگران بقب ہی شاپور نے کہا ہی سمن بر یہ نیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین اطاعت دین اسلام قبول کرو پروردگار اکیلا ہی سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہی اطاعت کو حاضر ہون شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدمون پر غلطان ہوکے گری سمن بر سب جادوگرنیون کی افسر تھی سب نے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان وشاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا تھا جو جوان ادھر سے نکلا اسکو پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منھ کالا کیا پھر قیدخانہ مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہی یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ ہرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کبھی کبھی آتی تھین اسکی بڑی خاطر کرتی تھین اکثر یہ کلمہ کہا کہ ہماری جان تمھارے پاس ہی اے ثمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین پھر خزانہ کلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُس کو کھولا دیکھا دو ہزار بندگان خدا رئیس جلیل صاحبان لیاقت قید ہین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی نے کہا تاجرہون اس راہ سے میرا کارروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید ہین کوئی کہتا ہی مین شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ ربط پکڑ لائی اس راہ مین آنے کی سزا پائی ایرج نے سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوے ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغزن انکو ہمراہ لیکر باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا تلوارین سپر ین خود چار آئینہ نیزے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک صندوقچہ اسپر غلاف مخمل کا شانی کا چڑھا ہوا ایرج نے اسی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین اُٹھایا غلاف اُتارا دیکھا اسپر لکھا ہی کہ

اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہی جو اسکو پائے کلاہ فخر اپنی آسمان پر پہونچائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُنکی تاثیر یہ ہی کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر سامری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل تاثیر نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کرسکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہی اسوقت طبیعت بہت محظوظ ہی شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین جاؤنگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل تھراتا تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تحفہ پاس ہوتا اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا کہ سحر ساحران تو حضور پر مؤثر نہ کریگا وہی بے نیاز کارساز لوح طلسمی بھی دلوائیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے مین پہنا سمن برسامنے موجود ہی اُسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا بڑھکر عرض کی ای شہریار اسی وجہ سے ملکہ مہرات جادو بیان اکثر آتی تھین بہ عنایت و شفقت فرماتی تھین کہ اے مہرات ہماری جان تمھارے سپرد ہے تم ہرکس و ناکس کو اس باغ مین نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کرکے لاتی تھی اُنسے مزے اُڑاتی تھی جب وہ مرد کمزور ہوجاتا تھا اسکو قید خانہ مین بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اُس بدعت کا ملعونہ کو ثمر حاصل ہوا لیکن امیدوار ہون کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہین ہین انشاء اللہ تم کو جادوگرونکا افسر بنائین گے تا بہ طلسم اسکندری کے چلینگے استاد ان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار ہزار صف شکن شاہ و شہریارزادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہین جالیس جادوگرنیون کی افسر ملکہ سمن بر کو قرار داد مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا بڑا خیال ہی دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرفائی کوہ فلک شکوہ کا روانہ ہوئے

دوکلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مہرات جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کے بیان ہوتے ہین خمسہ

طبع سنبل کدہ کاہبست پریشان از من — کہ کدورت بدل کوہ و بیابان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من — نہ ہمین می رمدان نو گل خندان از من
میکشد خار درین بادیہ دامان از من

لطف ہی پہ تم آکودہ کرم ہین آزار — دل کہین اور ہی بیٹھا ہے لغل مین نا پا
ایک دم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار — با من آمیزش او الفت موج ست کنار
روز شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھونین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم
کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم
قمری ریختہ بالم بہ پنا ہے کہ روم

تا بہ کے سرکشی ای سرو خرامان ازمن

اب تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ
کچھ بھی دستور نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہوا اور کوئی اداے دلخواہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

عیبتوان کرد بہر شیوہ دل آسان ازمن

کرتے ہین رند قبح کش ہری صحبت سے حذر
ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے فرر
نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان ازمن

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم
ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گرکوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم
گرچہ مورم ولے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بود ار ملک سلیمان ازمن

قابل چارہ نہیں ہی مرا احوال سقیم
روکے سر پیٹے سارے اطباے فہیم
تجکو مومن کی سی لفظ ہی نہ ویسا تو حکیم
اشک بہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم

گر دو عالم را نتوان شست بہ طوفان ازمن

واضح ہو کہ ملکہ مرأت جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غمین و حزین کے اشک ریزان تخت پر متمکن ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہی کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمیشہ صاحبہ ملکہ انور جادو چمک کر گئین انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا واپس نہ آئین اب دل بیتاب ہی نہایت پیچ و تاب ہی سننے والون کے کان بہرے اگر انپر کوئی افتاد پڑ گئی برادری کے سامنے منہ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کرواڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کر سکین ہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت مین پڑی ہون اور حالات سلمانان جو تواریخ مین ملاحظہ سے گذرے اُنکو پڑھکر قلب تھرّاتا ہی جس ملک پر ان لوگون نے لشکر کشی کی اُسکو مٹایا خاک مین ملا یا ملک عظلی آباد مشہور ہی کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہان رہتے تھے بادشاہ مالک بن زرد شت منتظم ساحرون کا عاقل اپنے مذہب کے علم مین فاضل اسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان پیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اسوقت ہمارے خیال مین نہ آیا ہمین کو بھیجدیا وہان بڑے بڑے لوگ موجود ہین کیا کھیل ہی کہ اتنے بڑے لشکر سے آکر ان

کو پکڑ لائین اور اُنکے عزیز دخل نہ دین یہ ناممکن ہے کیون صاحبو تمھاری کیا صلاح ہی اس تدبیر مین کیا فلاح ہی
کہ مین خود جاؤن اُس نگوڑے جلاد کو خود پکڑ لاؤن سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہین لشکر حمزہ مین بڑا انتظام ہی
جب وہ لوگ خداوند سے برابر لڑتے ہین کیسے کیسے معرکہ پڑتے ہین وہ اور کسی سے دبین گے ہر ایک سے سرکشی کرینگے
اگر دشمن وہان گرفتار ہو جائین تو طلسم کی تباہی ہی اب حضور تدارک نہ کرین خاموش ہو رہین ہم مین سے کوئی
جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہو گا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مرات جادو نے کہا آئینہ دل پر
غبار ہی صاف آئینہ ہی کہ اُسپر کوئی افتاد پڑی ساتھ والیان بڑی بڑی جادو گرنیان ہین اگر ایک بھی واپس آتی
دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھکو کچھ نہین بن پڑتا مین خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتین ناتمام تھین
کہ سموم جادو دیو ہوا کی طرح اُڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مرات کے گر پڑی مرات نے کہا خیر تو ہی سموم نے کہا
ساری ہوا بگڑ گئی ملکہ انور جادو قتل ہوئین اول سوزن نے بڑا کام کیا مین لشکر مسلمانان سے جا کر
ایرج نوجوان کو گرفتار کرا لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے سوزن کا رفتہ حیات
قمع کیا نگوڑے مسلمان کو پہلو مین لیکر بیٹھی وہان آپ کی ہمشیرہ پہلو مین انجم ایرج و شاپور عیار کو
پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرین قصد کیا طلسم کشا کو قتل کرین عین وقت پر وزیرزادی ملکہ تیران کی
شگوفہ سحر ساز نے ملکہ انور کو قتل کیا اب بی انجم دھڑے کو لیے ہوے بالاے کوہ صعبت آرا ہین سب
کمینون نمک حرام شریک ہوئین مجھکو خواب نہ آئی چھپکر بھاگی کہ جا کر حضور کو خبر کرون یہ سنتے ہی مرات
جادو غصہ مین بھرائی کہا صاحبو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو مین
لیکر بیٹھی ہین دھڑے کی محبت مین ملکہ انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جا کر دیکھو تو کیا
حال کرتے ہین قلعہ انجم حصار مین آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی
حضور وہ قلعہ مین نہین مین اُسی کوہ فلک شکوہ پر جہان ملکہ انور جادو قتل ہوئین وہین سامان
عیش و نشاط مہیا کیا ہی پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھی ہیچ وخط مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرات نے کہا
اب سب خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سے اُتر پڑی سوار ہوئی آمادہ حرب پیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیان
ہمراہ ہین سموم جادو سے کہا چل نکالے اُس باغی کیصورت کھڑے سموم آگے بڑھی گویا آندھی چلی
ہوا مین بھری ہوئی بکتی جھکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روانہ کر کے سب تلاش مین ملکہ انجم ماہ رخسار
و ایرج عالی وقار کے چلین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار اسی کوہ فلک شکوہ پر جہان انور جادو قتل ہوئی تھی
بیٹھی ہی چالیس کنیزین ہمراہ یا دمین ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہون کہ ایرج نوجوان شکار
کا وعدہ کر کے یہان سے گئے باغ مین مرات جادو کے پہونچے وہان سے کوچ کر چکے ہین مگر ملکہ انجم

بیقرار ساتھ والیون سے کہہ رہی ہے فلک نے کجرفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو راہ مین کوئی اور ملازم ملکہ مرائت کا ملجاے دشمنون کو گرفتار کرے تو پھر کیسی مشکل ہو کس طرح تسکین دل ہو اگر مین برائے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن نہین پڑتا کنیزین کہتی ہین حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت وشوکت ہین کسی اور سے دل لگالیا ہوگا اب اُنکا آنا دشوار ہے تردد بیکار ہے انجم نے کہا ظاہرا تو بیوفا نہین ہین آیندہ ہماری تقدیر انکی محبت مین بادشاہ ظلم کو اپنا دشمن کیا اب بھی ہمارا خیال نہو تو مقام تعجب ہے یہ باتین کر رہی ہے دم بدم محبت کا شاہزادے کے بھر رہی ہے شب بیحد دور دراز ہوتی ہے تڑپ تڑپ کر کالی جب دم لبون پر آیا تب سحر فراق نے منھ دکھایا انجم کے منھ پر ہوائیان آنکھون مین حلقے چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آنچل دوپٹہ کا منھ پر رکھکے بیقراری مین چیخ مار کر روئی کنیزین سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہو چیے شاید شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو یہان کی رسم وراہ سے وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہم لوگ جائین تلاش کرکے لائین حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہے ملکہ انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھبرا رہی ہو ٹھنڈا پانی اُٹھائی پاس پہاڑ پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش کرینگے تلوے تپک رہے ہین پاؤن لپک رہے ہین آنکھین اشارے کرتی ہین وہ صورت زیبا دکھاؤ ہاتھ دستگیری چھوڑتے ہین گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہین حقیقت مین نظم مصنف

تنگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا		دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پاؤن پر پڑکے مجھے دشت مین بھلایا ہو		میرا مشتاق تھا ہر خار مغیلان کیسا
زلف خم کی عاشقون کو فکر صبح وشام کیا	دیگر	رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا		ہو انا المحبوب لب پر نام و پیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اُسکی دل آگہہ مجھے		وحی کے مانند اب موقوف ہے الہام کیا
ہم سبکروحون کو لاسکتا نہین تو دام مین		طائر نکہت ہون ای صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کی طرح سے جلجاے تو آوے قرار		کروٹین لیتا ہے تابے پر کباب خام کیا
یا چشم یار نے تو ہمکو اندھا کر دیا		یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا
سنتے ہی پیغام برسے مین تڑپ کر مر گیا		تھا قلق پیغام جانان موت کا پیغام کیا

ان اشعار نے اور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبونپر آئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان سے

مرائت جادو مع بارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سموم جادو چلی وہین سے للکارتی ہوئی بی انجم اب کہان جاؤگی ملکہ الور کو قتل کرایا کچھ ملکہ عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جو ان سب کو آتے ہو ے دیکھا آمادۂ مرگ دمہیاے قضا ہو کر اٹھی چار طرف سے ملازمان مرائت نے آکر گھیر اسحر چلنے لگا انجم لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اُترنی چاہتی ہی نکل جاؤن لیکن مرائت بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سب جال اُسپر کیمنہ ہو چکا ہین کو ہلا دیا چاہتی ہی انجم کو گرفتار کرون لیکن چہار جانب دیکھ رہی ہو بڑی حیرت ہو کہ وہ جوان قاتل ساحران صاحب شوکت دشان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہین کنیزین ملکہ الور جادو کی بھاگ بھاگ کر سامنے ملکہ مرائت کے آئین عرض کر رہی ہین حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے لیکن بی انجم نے ہمکو نہ آنے دیا بی سموم تو ہوا خواہ ہین مثل آندھی کے نکل گئین اگر وہ ہم سے اطلاع کرتین ہم بھی اُنکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہین یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگین چہار جانب سے اس اکیلی پر بلوہ ہوا مرائت جب سحر کرتی ہی انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہی قلب تھراتا ہی ایک طرف سے کنیزون کی چاؤن چاؤن جادو گرنیون کی کاؤن کاؤن ساحران غدار کا بلوہ یہ بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہی مرائت جادو سے بھی بچنے کی تدبیر کرتی ہی مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہی ابر چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادۂ والا قدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت مین انجم ماہ رخسار مبتلا ہی مرائت جادو آواز دیتی ہی اسکو جلد گرفتار کرو اس گیسو بریدہ نے ہمارا پاس نہ کیا سوزن جادو کو تنہا پاکر مارا جلد اسکی مشکین باندھ لو گرفتار کرکے کشان کشان لیچلو مگر او انجم اپنے دھڑکے کو کہان چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی زخم کھا رہی ہی مگر ٹھہر رہی ہی کس کس کو روکے مرائت کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان گرزان ترسان موت کا سامنا فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی فو عقل کو زوال یا ذلت میں جان و بال آخر مجبور ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سحر کر رہی ہی مگر یقین ہو گرفتار ہو جاؤگی ای انجم افسوس بوقت آخر چال بے مثال اُس شیر بیشۂ جرات کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا کہدیتی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجے گا ہو سکے تو لاش کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا جب بجلی آئے نام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت مین ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری مین طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی اے

معبود حقیقی ای رب حقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچاے نظم	الٰہی من ترا دانم و گر ہیچ
زبان چون خط ترا سا میخورد ہیچ	اگر خورشید تابانش دہانست
نہ خاکم میخورد اندام بے درد	نہ بادم مے برد خاکستر سرد
مگر لطفت کہ دربانست بیباک	نہ آبم میکند ز آلودگی پاک
	دل مردم نہ تابش داغ لالہ ست

پس مژگان کمین گاہ دلم بود | کہ مژگان تیر جان غافلم بود | گرفتم طفل اشکے بر رحم جست
کہ غم در منزلست و پاسبانیست | بیقرار ہو کر روئی دریا کے رحمت آئی جوش مین آیا دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار نے صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روے آفتاب مخفی ہوا نظم

از دامن دشت کوہ اور نگ | گردے برخاست کو بتا رنگ | از دامن دشت آن غبارے
رخسارہ نمود شہریارے | تقدیر روح روان قاسم عالیشان نورنگاہ صاحبقران شاہزادہ ایرج

نوجوان مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جوانان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع چالیس جادوگرنیون کے سامنے سے نمایان ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوہ آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے ہین ہزارہا نخل جلے ہوے پڑے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ انجم ماہ رخسار اس کوہ سے اتر کے کہان گئین شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار دریاے خونین نہائی ہوئی یکہ و تنہا ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے اور شاپور شیر دل نے ملکہ مرأت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ اے شہریار ملکہ انجم کو مرأت جادو کے لشکر نے گھیر لیا ہے دشمن اس کے قتل ہوا چاہتے ہین ہمارے آپ کے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی کسی نے خبر پہونچا دی ہوگی آکر اس نے گھیر لیا ایرج نے دہین سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا اور مرأت جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست اندازنہ ہونا سمن برنے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے ایرج نے کہا اے سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق محب و لائق نہان ٹھہری ہوئی تھین کفار نے گھیرا ہے نہین معلوم ان کو کیون کر معلوم ہوا ہمین جستجو کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر بصد کر و فر چالیس جادوگرنیون کو لیکر سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے مین لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جس نے بڑھکر سحر کیا ایرج نے تختی کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا اوتڑکر پارہ گندرا دوسری بڑھی ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر کو جھپکر پناہ لیا تیغہ دو دمہ اسکندری ترچھ کر کے سپر کٹی ساحر نے چاہا بھاگون موت نے جھپٹکر تھی جہنم واصل ہوئی نار یکے بعد دیگرے تدبر تھی تلوار گری دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلا آواز اسکے مرنے کی آئی دو چار کو سمن بر نے مارا اسکو شاپور نے للکارا تھوڑے عرصہ مین سو جادوگر مرأت کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے اس جوان پر سحر نہین تاثیر کرتا پھر سوچی جن لوگون نے سحر کیے اس سے بھی ایرج کو ضرر نہوا لڑتی بھڑتی سمن بر پر جا پڑی سمن بر نے کئی سحر دفع کیے مگر وہ بادشاہ طلسم مرأت نیچہ کھینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا سمن بر نے ہر چند چاہا روکون مگر نیچہ چمک کے سر پر گرا سر بچا کر زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ نے کہ سر کاٹ لون ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا نعرہ کیا مین آپہونچا اور مرأت ایک موے جسم سمن بر کا کم ہوا قیامت

بر پا کرو نکایہ فرما کر گھوڑے کو دوڑایا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرائت کے آیا سمن بر لوہٹ گئی مگر ساحران مرائت نے ایرج نوجوان پر بلوہ کیا کئی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہوے مرائت نے بھی خوب خوب سحر کئے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی پھر گئی اے مرائت یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اس عرصہ مین ایرج کئی سرداروں کو مار کر قریب مرائت پہونچا مرائت نے تیغہ سحر کا ہاتھ لگایا ایرج نے سیر پر رو گا نیام انتقام سے تیغہ برق مثال کھینچا مرائت کو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا پھرا تی ہے کیا کردن کیونکر بچون مگر سپر سحر کو اٹھا دیا کلو ابھیرون کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر سحر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی سر پر مرائت کے پڑی زخم کاری کھایا تڑپ کر اپنے نوزمین پر گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون پھیر کر پھینکدون مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی سر سے خون بہتا ہوا چمک کر بلند ہوئی ساحرون کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے جان بچاؤ نہیں معلوم کیا سبب ہے سحر تاثیر نہین کرتا تیرھوین صدی کا زمانہ ہر بات کا بہانہ ہے ساحر فرد افرد اڑے چشم زدن مین بازو عقاب بنکر ہمراہ مرائت نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کرین ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور ایک نخل کے سایہ مین پڑی ہے ایرج نے بازو تھام کے اٹھایا انجم نے آنکھین کھولین ماہ برج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھون مین نور قلب کو سرور شاہزادے نے حکم دیا بہت جلد بارگاہ مستادہ کرو فوراً بارگاہ اشارہ ہوئی سمن پر کو حکم ہوا حیاط تمام ملکہ انجم کو بارگاہ مین داخل کیا زمرد فریان ہوئین سرداران تہمتن آکر فرد کش ہوئے ایرج نوجوان سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہین لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا دشوار ہے یہ لوح محفوظ ہے کثیر سنخا اپنے بزرگون سے اس کے حالات سنے ہین جس کے پاس یہ لوح ہوگی اُس پر کوئی سحر تاثیر نہ کرسکے گا مرحلہ جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا اے انجم تم لوگ عقل کی قائل ہو ہم کلیہ اپنے رب اکبر پر رکھتے ہین جو اسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندہ کے واسطے سوائے بہتری سے خلاف نہ کرے گا مان باپ سے ستر درجہ مہربان ہے ہر حال مین اسی کا احسان ہے کس فکر مین تھے کہ لوح محفوظ ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم اسکندری کے فتاح ہین اس راہ عجائب و غرائب کے سیاح ہین فتح کر ہی گے ورنہ اسی حیلہ مین جان دینگے ملکہ انجم تم ہمارا اچھا ہوا جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد پہونچین جی ہو گئی ہے فساد برپا کریگی مطمئن نہ ہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائین انجم نے عرض کی دو روز کی حضور مہلت دین مین انجم حصار سے فوج بھی طلب کرون ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب و لازم ہے انجم نے اسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہان سے قید ہو کر آئی تھی

قلعہ مین کھل چکی ہی یہ مشہور ہوا کہ ملکہ انور جادو بادشاہ کو اور جوان تازہ دار کو گرفتار کرکے لے گئی خلقت پریشان دار الامارۂ شاہی مین سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا ہی کہ مرأت جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچے گی اس تردد مین سب تھے کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فرح افزا سنایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرأت لڑنے بھڑنے آئی تھی اُسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب فرمایا ہی طلسم پر لشکر کشی منظور ہی افسران فوج مخفی ہوے تھے ذرا امرا موجود نہ تھے سب کی یہی صلاح ہی کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجیے سامان فوج و لشکر کا ہو جاے ہر ایک کی یہی خواہش ہی حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین تبدیل ہو کے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استاد ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جو بخوف جان و مال بھاگ گئے تھے ذلیل خجل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے بر سر طلسم اسکندری لشکر کشی ہوگی تیاریان ہونے لگین یہان تو سب تیاریون مین مصروف ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرأت جادو و ملکہ براں تیشہ زن کے بیان ہوتے ہین چشمہ

خار صحرا جو مجھے خار حرمن بھول گئے	تیر جو کھائے تھے اے تیر فگن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے	تیرے جور و ستم اے عہد شکن بھول گئے
کرکے غربت مین یہ پالے کہ وطن بھول گئے	
او چھپے زخمون سے اچھی جان ہی باقی ہم مین	نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین
اب وہ آتے نہین جو فیصلہ ہو اک دم مین	جان کیا مفت گئی صید کہ عالم مین
نیم جان کرکے ہمین صید فگن بھول گئے	
تری آنکھون نے کیا آہو دل کو بھی برباد	بند ہو گئے رشتۂ نظارہ سے سب اے جلاد
یا ون کیا آنکھین اٹھین دشت ختن ہو نہین یاد	ہاے کیا ہو شربا ہین تری آنکھین صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے	
باغبان بھولا ہی اس فصل مین ایسا گلزار	سیر کرتے ہی میرے دل سے گیا صبر و قرار
لیک اس درجہ مرے ہاتھ جنون مین اکبار	چاک کرتے ہی رہے سینے کو ما فصل بہار

دست وحشت مرا بپیراہن تن بھول گئے

کیوں خفا ہے ہوائے جاں ادھر تو دیکھو
کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو
نشہ میں ہوش کہاں رہتے ہیں تم سو جو تو
ہم جو میخانہ سے مستی میں گئے مسجد کو

تو بہ اے جنجۂ تو بہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہیں بالکل
روے گل زرد پریشان ہے غم سے سنبل
تیرے جوبن سے ہے ضعف حال گیاسب کا کھل
سنکے چلتے ہیں تری راہ میں کلیجیں کے گل

تیرے کوچہ میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

سمجھے زخموں کا مرے بھید نہ ہرگز جراح
کچھ بیفائدہ ہو جائینگے رسوا جراح
زخمی زلف ہوں میں کرتے ہیں یہ کیا جراح
کاشغر سے جو منگاتے ہیں سپید اجراح

میرے زخموں کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہے شہرت
سچ ہے اس بات میں لوگوں کو عبث ہے حیرت
کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت
محو اس درجہ ہوئے دیکھکے تیری صورت

چہرہ پر واز دل نقش دہن بھول گئے

جب ملک پار کھا اسنے گلستاں میں ہمیں
سب پہ ترجیح رہی بزم سخنداں میں ہمیں
قید حبس بدن سے کیا خانۂ زنداں میں ہمیں
اس قدر مشق رہی نالہ و افغاں میں ہمیں

یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

لوز دندان سہل اب نہیں مجھ بادہ شن
لب رنگین سے عیقوں کو بھی کیا نسبت ہیں
ہمتو عاشق ہیں ترے ہکدہ کیا یاد رہیں
دانت ہونٹوں سے نظر آ جو گئے ہنسنے میں

تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

تیرے عشاق ہوے تیغ پہ جس دم مائل
ہوے فردوس میں سب پاکے شہادت داخل
کھل چلا تھا چمن خلد میں کچھ غنچۂ دل
چمن جو ہر تیغ آئے جو یاد اے قاتل

شہدا کو وہ میں جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے حد سے فزوں
ہاتھ شل ہو گئے ہیہات میں اس کنج میں ہیہات
آیہان کام مرے زور ترا اب دیکھوں
دم خفا زیر زمیں ہے مدد اے دست جنوں

افشا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنون فرصت مین یاد آتے ہین وہ دن ہر دم		لیتے تھے بوسۂ سیب ذقن اسکا سیم	
مگر وطن پہونچے تو جائینگے مزہ پھر بھی ہیم		دشت غربت مین رہی ہو جو غذا حنظل غم	
اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے			
آتش افروز بیان اگلی نہین یاد اے دلبر		داغ تو نے جو جلائے ہین مگر شام سحر	
جھوٹ ہرگز نہین انصاف ذرا تو ہی کہہ		ایک مجمر ہی یہ دل کتنے سمائین اخگر	
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے			

سابق مین تحریر ہوا کہ ملکہ شکوفہ سحر ساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ بران کے روانہ ہوئی مرأت جادو شکست کھاکر قلعہ طلسمی مین پہونچی کارکنان دون کو بلاکر حکم دیا کہ اہالیان لشکر جابجا تیار رہین مساحران نامی آمادۂ حرب و پیکار رہین آمد طلسم کشا قریب ہی یہ معاملہ عجیب و غریب ہی سابق مین طوفان جادو کیا اسنے طوفان اٹھاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا انتہا یہ کہ بابدولت نے شکست کھائی بات سمجھ مین نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی اے ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ مین قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ مین کئی تمام مال لدوا کر باغ ثمرات سے لیگیا بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئین یہ سنتے ہی مرأت جادو کا چہرہ فق ہوگیا آئینہ رخسار پر گرد ملال غصہ سے رنگ چہرے کا لال کیا تو صاحبو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر ہونے کا یہ باعث تھا ارے یہ تبلاؤ باغ ثمرات مین طلسم کشا کیونکر پہونچا سرکاردون نے عرض کی کہ برائے شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہوئین اُسی عاشقی مین یہ آفت برپا ہوئی بشاپور شیر دل عیار اُس شیر دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی ثمرات کو مار اخزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمین لوح محفوظ بھی تین ہزار جوان مقید تھے انھون نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جاکر ملکہ انجم کو گھیرا تھا طلسم کشا باغ سے جاکر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والون پر حوصلہ جنگ تنگ ہوا سب قلعہ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جاوے ہی کوچ کرنے کی تیاری ہی یہ سنکر ملکہ مرأت جادو نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ اپنے کو تابہ قلعہ انجم حصار پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے نکال لائے اسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر ہین ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک جانا اور لوح محفوظ کا چھیکنا ایسا یا شوار ہی لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ چلی ہوئی بیٹھی ہی مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جاکر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا مین رہی اوقات نشست برخاست سے ماہر ہو چلی ہون مرأت نے کہا اے سموم اگر تو جاکر لوح محفوظ یا طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم ایسا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالا مال کرونگی سموم نے عرض کی حضور کی

سلطنت قائم رہے ہمین سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی لیکن مجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار مجلس رنج والم مقید سلسلۂ زنجیر اندوہ غم شامل عزا بجز دوش یعنی ملکہ شیشہ مے نوش باغ مین شجر جادو کے درس ہیں کنیزین دل بہلانے کو سمجھانے کو مرأت مقرر کردی ہین گو یا بطور نظر بند ہے شجر جادو نگہبان رہتا ہے ہر کس کے جانے کا حکم نہین ہے مگر کنیزین ملکہ کی حاضر رہتی ہین ایک کنیز گلشن نام مے بہت شگفتہ مزاج یکایک دوڑی ہوئی آئی شیشہ مے نوش کا یہ حال ہے کہ جہانتک ذکر ایمرج نوجوان ہوتا ہے دل دیکے سنتی ہے نہین تو سرد مہنی ہے گریہ وزاری بیقراری کہ گلشن دوڑی ہوئی آئی اس نے عرض کی حضور ایک خبر فرحت اثر سناتی ہون ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہے ملکہ شیشہ مے نوش نے پوچھا گلشن کچھ ہمارے مطلب کی بات ہے عرض کی حضور بڑی خوشی کی بات ہے دشمنون پر آفت آئی فلک نے ساعت نیک دکھائی بی انور جادو آپ کی خالا امان لڑائی مین قتل ہوئین مادر مہربان آپ کی گئی تھین لڑین شکست کھاکے آئین طلسم کشا کو لوح محفوظ ملکگی بی ثمرات بھی عاشق ہوئی تھین گرشا پور شیر دل نے بڑھیا بنکر مار اباغ ثمرات سے لشکر لیکر آئے بی مرات کو شکست دی اب بی مرأت پر جال آئینہ ہوا اب حضور سموم جادو بیڑا اٹھاکر گئی ہے کہ مین لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی گرفتار کردونگی یہ سن کر ملکہ شیشہ مے نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن مین تو قید مین بیٹھی ہون مین کیا تدبیر کرون دست و پا شکستہ طائر بریستہ ہون یہ ظاہر ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن انکی معین و مددگار ہین یا عاشق زار ہین فنون سحر ساحری مین کامل و اکمل اُن کی وزیرزادی ہے اگر بی انور کو فتح کیا اب انکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ ان کی حفاظت مین کوشش کرین اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم جادو پہونچی اور جاکے اس نے کسی عیاری سے لوح لے لی تو جان اُنکی بچنا دشوار ہوگی بارہ چودہ خواصین اسوقت خیر خواہ نمک حلال حاضر تھین سب نے یہی کہا کہ حضور آپ ملکہ بران کو آگاہ کیجیے ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جاکر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی پھر بڑی مشکل ہوگی گلشن نے کہا حضور اگر خط دین مین تا بہ طلسم نور افشان خط حضور کا پہونچا دون ملکہ شیشہ مے نوش نے کہا اے گلشن مین تیری لونڈی ہوجاونگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات منگایا واسطے ملکہ بران کے القاب شامانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل حقیر ہجران دیدۂ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش کی عرضی خدمت مین پہونچتی ہے مرأت حادو نے سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہے برائے خدا جاکر ہوائے گرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس پڑا گل ساچہرہ کمھلا جائے گا سوائے حضور کے کون دستگیر ہے اس بہتر کیا تدبیر ہے جسطرح ہوسکے حضور اپنے کو نابہ انجم حصار

پہونچا مین خواہ نامہ لکھ بھیجین اُس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہواے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب دلازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غول عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زلیست تھا نہ اسیر مزار تھا — تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا — کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا — کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری — اے روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
دو دن سے شرمسار رہا اضطراب مین — پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا — وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
کچھ دم کو عکس مہ جو رداے فرار تھا — اس جسم پر دلیل کیا تونے اے ہوس — دو استخوان کے واسطے شوق نزار تھا
ہیبت سے تیکھے گر کے مری جان نکلگئی — ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا — کرتی تھی مرگ بازدے قاتل پہ آفرین
جو زخم تھا بہ شکل شکاف مزار تھا — پاتے تھے اہل در خبر سرگذشت کی — مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
اے جوش شوق تونے کیا پیر امید وار — در نہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا — کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے مین
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا — برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر — میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
عبرت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی — مانند قول یار مین بے اعتبار تھا — مین نے دہان آبلہ مین اسکو لیا
میدان مین زبان نکالے جو خار تھا — اے روزگار مجھسے دور نگی تھی کیا فرو — مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گرد شین مجھے — آیا اُسی کے دل مین جو امید وار تھا — پوچھی نہ مجھے یار نے کچھ میری سرگذشت
مین روز بازپرس بھی ہنگ شمار تھا — ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ مین — تھے ریخ چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے اے نسیم — انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا — ماجراے فراق انگیز مصیبت خیز

تحریر فرماکر ملفوف کیا سربمہر شبت کی اخیر مین یہ بھی تحریر تھا کنیز اخود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے نامہ جھولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیرزن باغ نگارین مین داخل ہین شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحر ساز آکر پہونچی مگر ہنستی ہوئی ملکہ بران نے گھبراکر پوچھا کہو بولا کیا خبر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا شاہزادہ والا قدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی انور حاد و گرفتار کرکے کیچلی تھی اس سے مقابلہ پڑا آپ کے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور مقدم مطلع سکندری درپیش ہی ابھی ٹبرا پس و پیش ہی وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی دل انکی مصیبت پر روتا ہی ملکہ بران نے کہا اے شگوفہ چلکر مین قبلہ و کعبہ سے کہون فرمان انکا مہری دلواؤن وہ لیکر تم پاس مراث جاؤ کے جاؤ جس طرح پن پڑے اُس معونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے اگر انکے دشمنون کو کسی طرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مراث کو سزاے کامل دونگی وہ اس

طلسم کی تاجدار ہین لیکن ہماری خراج گزار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر تم ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مرائت بہت پچھتائینگی ملکہ برآن شمشیرزن یہ باتین کر رہی ہین اور قصد ہی کہ جاکر کوکب رو شفیم سے اطلاع کرون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہو رہا ہی کبھی گھبرا کر فرماتی ہین ای شگوفہ بڑی خرابی تو یہ ہی کہ اُنکے مزاج مین جہالت ہی جو تو نے کہا ہی یقین کامل ہی کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے یعنی پہاڑ پر نہ ٹھہرینگے ہر چند کہ سفلہ مزاجی اُنکی بہت ناگوار ہی تمھارے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بی انجم سے بھی صحبت ہوگئی آخر انور جادو اُسکے باغ مین گئی انکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کرلائی نہین معلوم کس طور سے بیٹھے ہونگے شگوفہ نے کہا انجم نے تو بڑا کام کیا پہلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریار کو لشکر سے پکڑ لائی تھی انجم نے سوزن کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب سحر چلے لیکن انور تو مصاحب حیرت تھی سحر و ساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ برآن نے کہا بو اشگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت زیبا دیکھکر بھول پڑی اور انکے مزاج کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھینگے وہ کیا جواب دینگے ہمنے اپنے کو مصیبت مین پھنسایا آٹھ پہر اُنھین کا خیال ہی ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا جو انی مین اپنے پیچھے روگ لگایا ٹھنڈی سانس بھرکے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے اشعار مخفی

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست		ببار رفتہ و سر سبزی چمن باقیست	
بہ پیش شمع رخت سوختم ز پروانہ		ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست	
مقیم کوے تو جانان کجا رود دیگر		کہ گرد منزل و لذت وطن باقیست	
اگرچہ گرگ صفت چون یوسف عمرم		ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست	
ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی		کہ تیغ غمزۂ جادو بصف شکن باقیست	

ز مزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا	دیگر	منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھے صیاد آیا	
قد جو بوٹا سا ترا سرو خرام یاد آیا		غش پہ غش مجکو چمن مین تہ شمشاد آیا	
جسنے نظارہ کیا صل علے یاد آیا		تیرے حصہ مین صنم حسن خداداد آیا	
بلبلین جام مے شوق سے کیا مست ہوئین		دام لے کر جو گلابی مرا صیاد آیا	
خوش قدون سے دل وحشی کو تعلق نہوا		سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا	
چالین رفتار کی سیکھا ہی وہ کل ای قمری		ٹھوکرون مین کوئی دن کو ترا شمشاد آیا	

تونے اے دیو اجل اسکو نہ ماری تجھی — پر اُڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا
رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک — سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا
فصل گل آتے ہی گلچین کو لیا پھندے مین — جال پھیلانے کو گلزار مین صیاد آیا
تونے اے دست جنون بانون نکالے یا تک — ہتکڑی ہاتھ مین پہنانے کو حداد آیا
لے اڑی دل کو سوے دشت ہوائے وحشت — پھر یہ جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا
دل پھنسانے کو لکھا اُسنے مہا جال پہ خط — جعلسازی کی طرف پھر مرا میا دآیا
قید خانے کا بنا ہے یہ چمن دہر مین رنگ — پھتیون کے لیے کیون باغ مین شمشاد آیا
دم چرایا یہ قفس مین کر کیا اس نے رہا — جعلسازی سے مرے دام مین صیاد آیا
رو ند کر لالۂ کہسار کو شیرین نے کہا — میری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے بیحکی لگ گئی غش آنے لگا غنگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتون مین یہ جوش وخروش للہ صبر کیجیے دشمنون کی جان پر بنجائیگی پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے پھر جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی بفضل خدا سے اینو میری آمد ورفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جاکر خبر لایا کرونگی ملکہ بران شمشیرزن نے کہا اے شکوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑیگا ہماری جان بچنا دشوار ہے ہمارے مقدمہ مین کدو کاوش بیکار ہے اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ مخلد ارنے آکر عرض کی حضور دریاغ پر ایک ساحرہ کم سن حاضر ہے کہتی ہے کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا اے شکوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہے مخلد ارہی سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبراکر کہا اے نیک بخت تیرا کیا نام ہے کہا نامہ لیکر آئی ہے گلشن نے نامہ ملکہ شیشۂ مے نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطوز نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشۂ مے نوش کے عذر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر تھے بعد اسکے لکھا تھا اے شہنشاہ اقلیم سخاوت وای تاجدار ممالک جرأت وشجاعت اے دستگیر بیکسان وای یاور غربان واضح رائے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہے فلک کج رفتار دگردون غدار آمادۂ مکر وکید ہے اس کنیز کی رہائی دشوار ہے اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چند دلا آزرد ہ دیدن گلزار را — صحن قفس گلشن بست مرغ گرفتار را
دل کہ گرہ شد ز عشق از غم ہجران چاک — کی بگشاید بصبر عقدۂ کار را

وعدہ قیامت بود طالب دیدار را | کم زبرہمن نشود در روش عاشقی | کو زرگ جان می کند رشتہ زنار را
لازمۂ عاشقی ست برسر دار آمدن | شاذ زخود ساختن خاطر اغیار را | سلسلہ دریا چہ شد نالہ زبونی کند
بند گران زینت ست پائے گرانبار را | کوہکن از بیدلی پیشہ نجارا نہ زند | نالہ بود مرہم سینۂ افگار را
ہر نفس از خون دل مرد طلب گار عشق | رشک گلستان کند معرکۂ خار را | رشتہ بگردن کشان از پے جلاد عشق
باعث افزونی ست رونق بازار ما | مخفی اگر نیست ست رہ بگلستان عجم | کس نشناسد زمن سایۂ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھکے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشہ مے نوش کے سوز دگداز ہی ہمیشہ سے عاشق ومعشوق مین راز دنیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ مُنھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی لکھنے مین جا بجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمایئے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسایئے آخر مین وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو براے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار کے گئی ہی اُس گلعذار کو اس ہواے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا وقدر بچائے گلشن جاہ وجلال مین خزان نہ آئے آفتاب اقبال روشن رہے ظل خداے کارساز اس شہریار پر توفگن رہے ماہ جرأت ساطع اختر شوکت لامع دوست شاد ہو اخواہان گلشن عیش وراحت آباد بحق رب العباد اسکے بعد دعاے ترقی حسن وجمال ملکہ عالم مین بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پر ہنستی جاتی ہی فرمایا کیون شگوفہ دعائین نہین تمام ہوتی ہین مجھے تو دعا یہ خوشامد سے دی ہی نام ہی سے ہمارے جلتی ہو گی شگوفہ نے کہا واری آپ سے کیا رشک کریگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہی بران نے کہا کیون صاحب دل مین تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم مین اور ملکہ بران مین کیا فرق ہی خیر اگر زندگی ہی تو فرق بتا دونگی سب صاحبون کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو بلاے روزگار ہی ضرور جاکر دھوکا دیگی وہ تو بھولے پا ہی ہین کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی اے شگوفہ مین خود جاتی ہون بے میرے گئے اب نہ بن پڑیگا مگر قبلہ وکعبہ کو اطلاع دینی ضرور ہی اے شگوفہ ہم ایک عرضی لکھکر بھیجتی دیتے ہین تم خدمت مین قبلہ وکعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرماکر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین اور گلشن کو جاتو لیکر طرف طلسم سکندری کے روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان ملکہ فرات جادو کے بیان ہوتے ہین

فرات بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان ومخوف ہی کہ ایسا نہو طلسم کشا لشکر کشی کرے لوح محفوظ باچکا اُسکا روکنا دشوار ہو گا سب سردار کہہ رہے ہین بہت بجا ارشاد ہوا

بیرون تحفہ اس جوان نے صدہا ساحران غدار مارے اب تو لوح محفوظ پاس ہی یہ ذکر تمام تھا کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوے حاضر خدمت ہوئی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ عزت نے پوچھا کیون اے ساحرہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہی اپنی مصاحب خاص کو بلایا ہی ملکہ انور کا جو اُس ساحرہ نے نام لیا ملکہ عزت جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر روئی کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کو سامری جمشید نے اپنی خدمت مین بلا لیا اُس کنیز کا گلرنگ جادو نام تھا عزت کو روتے دیکھکر پسینے لگی گھبرا کر پوچھا داری یہ تو بتائیے مصاحب خاص ہماری بی بی کو کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہی کیا نام سے شہنشاہ افراسیاب کے باہر نہ تھا ہماری ملکہ عالم کا جاہ وحشم اُسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی نہ تھین کہ ہر کس و ناکس پر دست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق افسونگری مین شہرہ آفاق عزت نے کہا بی بران شمشیر زن دختر کوکب دشنضمیر آج کل اُنکے بڑے زور و شور ہین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زور دن پر چڑھے ہوے ہین گویا سامری جمشید سے بھی بڑھے ہین اُنکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تنہا پاکر کھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلاے روزگار ہی سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین اُنکی آگ لگے میری بہن کو بلا کیا بازو میرا ٹوٹ گیا گلرنگ بھی بلک بلک کر روئی اور کہا اے ملکہ عزت جاکر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون عزت نے کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہو گا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون عزت نے اُسوقت پرچہ کاغذ اُٹھایا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اُسکے بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا ایرج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ یہ ہنگامہ ہونا انجم ماہ رخسار کی ہلاکت سوزن جادو کی مصیبت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا اُسکو قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فروکش ہی مین نے ایک کنیز کو روانہ کیا ہی اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگا کسی حیلہ سے لوح لیلے گی میرا بھی ارادہ ہی کہ لشکر کشی کرون سب کیفیت لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ نامے کو لے کر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو رنج و ملال اُٹھا کے لشکر مین آئی ہے بڑا خیال ہی کہ عم و طلسم کشا کو بیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہی دیکھیے یہ دردسر کب ٹلتا ہی وزیرزادیان عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا سارباں زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل تک پہونچنا کیا

کھیل ہی صندل جادو بڑی تنظم ہی اگر وہان کوئی جائے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے کہا صاحبو جو اس
ساربان زادے نے دریافت کرلیا وہ سب بیکار روح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ صاف صاف
کہدیتے یہ مقدمہ روح ہی عمرو کو قضا لیگئی ہی سر آتا ہو گا یہ باتین تھین گلرنگ گھبرائی ہوئی آسکے
پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ رونے لگی کہا حضور کس زبان سے
عرض کردن ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھولا مرات
جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پڑھکر مثل شعلۂ سرکش بھڑکی منہ سے دھوان نکلنے لگا
غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جاؤ دیکھو ابھی انتظام کرتی ہون سب کو مشکین بندھوا کر بلواتی ہون یہ
کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طیران فلک سیر جلد حاضر ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے
ایک طائر اڑتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چمکا رہا تھا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ چمکارسے اُسکے یہ آواز آئی تھی شعر بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین چاہیے منقار چٹکی سے دل صیاد مین
حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین مارتا ہی جلد جا اپنے کو صحرائے حیرت مین پہونچا پہلوے صحرائے حیرت
مین کوہ فلک شکوہ ہی وہان پر کھڑے ہوکر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو میرا نام لینا کہ بلایا ہی
یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے ہوش اڑگئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل اقدار سیاب ہی عصہ نہ گذرا تھا کہ
آسمان سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب شکل عجیب کریہ منظر خرس پلنگ پشت
پر چار ہزار جادوگر نیان ہزبرہائے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اُتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا
دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد
اپنے کو طلسم سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار حاکم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی مگر لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اُسکی مشکین باندھکر
اس سرکش کو کینرون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہوا لیان قلعہ کے
آبادی کی تدبیر واجب ولازم ہی ملک ویران ہونے پائے سہمناک نے عرض کی لونڈی سمجھ کے اس
کام کو کریگی یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ انجم حصار کے چلی لیکن
ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فروکش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب کیا ہی لشکر مین چرچا ہی
کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہین وردیان تقسیم ہوچکین افسرون پر حکم قضا تسلیم
صادر ہوچکا کہ کل صبح کو اٹالہ بارگاہ کا لدے گا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو آکر پہونچی صورت
تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان استادہ ہی

اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشۂ لشکر مین جاکر اُسکو دانہ ماش کا مارا وہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اسکی شکل بنکر تیار ہوئی اُس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن برادر تمام سرداران نامی سپہ و امان گرامی غازیان صف شکن تہور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر بصد کروفر بیٹھے ہین مہتر شاپور شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہی مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہی سموم جادو ساتھ والیون مین ملکر ٹھہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہی کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات رہے سے اطراف بارگاہ کا لدے بہیر وغیرہ روانہ ہوجاے ہم دن نکلتے نکلتے انشاء اللہ سوار ہونگے عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد ہی انور جادو ہمیشہ مراۃ مصاحب حیرت قتل ہوئی اسکا بڑا تدارک ہوگا یقین ہی کہ حیرت جادو کو خبر پہونچے اور وہ خود قصد کرے تو عجب نہین اور ای شہریار آج ہمارے لشکر مین کوئی آپ کی فکر مین آیا ہی دل کو یقین کامل ہی خام سے غلام کو یہی فکر ہی کہ آپ کے پاس سے جدا نہون ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہی جسکو جس سے زیادہ محبت ہی اُسکو ایسے ایسے خیال بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو سزا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہی غلام کو ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی حفاظت پر ضرور ہی ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہی آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سُنکر شاپور بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہی کہ سامدی جمشید ہاتھ سے اس موذی فرزند عمرو کے بچا مین کیا فہم و فراست ہی عقل سے کہتا ہی آپ کی فکر مین کوئی آیا ہی یونہین جادوگرون مین کی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصۂ غیرہ نوش کرنے کے ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اسوقت حاضر نہوسکا مصروف انتظام ہی طلایہ وغیرہ مقرر کر رہا ہی آب و آذوقے کی فکر بوقت سحر سفر کا ذکر سموم جادو ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہی جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے نے آرام کیا ہرکام سے اپنے کو علیحدہ کرکے صورت بدلے ہوے بشکل ایک ساحرہ کے اندر بارگاہ کے آیا ایک سمت سے کر کیٹ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپ کھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھاکر چہار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر چلی پردہ اُٹھاکر

اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہے ایرج نوجوان کا بھی نفیر خواب بلند پہلوے شاہزادے مین لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہوگئی سوچی اسکو لینا واجب لازم ہے اگر قبضہ سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہے بلکہ ممکن ہے ایک سحر مین اسکو دیوانہ کر دینگی تمام قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دینگی پس اسنے مقراض جھولی سے نکالی دوڑا کوی محفوظ کا کاٹا تختی کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کرکے اس جوان کو بیکار کردن پنجہ کمر مین دیکے لے اڑون لیکن ایرج نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدۂ باطنی کھلے ہین اسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن شمع انجمن عاشق خصال حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لاتی ہین ایرج نے مسکراکر فرمایا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکاکر فرمایا تمھارے دیدار فرحت آثار کا قلاب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار رہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سر پر کون کھڑا ہے ایرج نے گھبراکر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہے کچھ سحر پڑھا چاہتی ہے پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ جبردار تو کون ہے نعرہ کرکے ایرج نے چاہا اٹھون سموم جادو نے سحر کیا ایرج اٹھتے اٹھتے گرے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ماحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلون انجم نے نعرہ کیا گولہ سحر کا مارا ایرج کو چھوڑکر یہ الگ ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر نہ کی انجم پیچھے کھسکے اٹھی کہ جا پڑون سموم جانتی ہے شاہزادی مین کنیز یہ عقیل مین بدتمیز اسکے سحر کو کیونکر روکونگی لوح محفوظ نکالکر چمکا دی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین سموم جادو سوچی کہ اب میرا نکل جانا بہتر ہے پلٹی کہ نکل جاؤن یہ تو ملحوظ خاطر ناظرین ہے کہ انجم لوح محفوظ کو دیکھکر گری ایرج متبلاے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیردل جو نکل آئے کنیز پڑا ہوا سو رہا تھا اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہے انجم زمین پر گری پڑی ہے لوح محفوظ اسکے ہاتھ مین جاتی ہے پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت ناک دیکھکر اپنی جگہ سے اٹھا اٹھتے اٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے ارے کہکے پلٹی شاپور نے جھٹکا مارا سموم خم ہوئی شاپور نے جاب مارد یا یہ ملعونہ لڑکھڑاکر گری نعرہ ہوا منم شاپور شیردل لپٹ کے خنجر مارا سموم کے خنجر دوسرا سر ہوا صداے گیرودار بلند ہوئی ایرج کے حواس درست ہوئے انجم ماہ رخسار اٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہے آواز آئی کشتی مرا اٹھا سموم جادو لوٹا انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز ہے پہاڑ پر سے تختی اٹھا لے جا گی تھی مرنے سے اسکے اندیشہ چھپایا ہوا ہے شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہے اسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہے لشکر مین

بھی ہلڑ ہوا سرداروں مین برائے سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگامہ دیکھکر سب دوڑے قضائے کار ابھی تک لوح محفوظ قبضۂ ایرج مین نہین آنے پائی شاپور چاہتا ہی تلاش کرون چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی کے برپا ہی اس وجہ سے نہین سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہی اُسی وقت سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت جادو بارہ ہزار ساحران عذار کو ہمراہ لیے ہوئے بر روے ہوا چلی اُسکے بھی کان مین آواز آئی کہ کشتی مارا نام من سموم جادو بود وہین سے نعرہ کرکے گری سحر کرتی ہوئی عین بارگاہ مین ایرج کے اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر اٹھا لوح نہ اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے پاس لوح محفوظ تو موجود نہین ہی سحر نے اُسکے بخوبی تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیان اُسکی گرد پر مین ایرج کو قبضہ مین کرلیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوے دیکھا اسنے اپنے قبضہ مین کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان نیرون کے قبضہ مین ہوگیا کلیجہ مُنھ کو آیا کئی کنیزون کو جھپٹ کے مارا اب تو سب سردار پہونچ گئے ایرج نوجوان قبضہ مین سہمناک جادو کے آگئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہی شاپور نے کئی جادوگرنیان حلقہاے کمند سے مارین دو چار کو جاب بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقہ روغن نفط مارا جسپر قطرہ پڑا جل گیا کبھی جنگی بان دماغ دیا شاپور سب کچھ فطرتین کر رہا ہی جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح ایرج نوجوان پر قبضہ نہین ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہین آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ پا چکی ہی ایرج بھی قبضہ مین ہین چاہتی ہی لڑ بھڑ کر نکل جاؤن بلکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہی تمام جادوگرنیان قلعہ انجم حصار تی آمادہ مرگ مبادا قضا چار جانب یہی ہلڑ ہی کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کرلیا لوح محفوظ اُس ملعونہ کے قبضہ مین ہی خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب بد دیہی ہی سہمناک جادو آتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی شاپور نے بڑا کام کیا سموم جادو کو مارا لیکن جلدی مین لوح محفوظ کو قبضہ مین نہ کرسکا اب سہمناک جادو نے شاہزادے کو گرفتار کرلیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار جانبازی کر رہی ہی سہمناک جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی یہ کسکو مانتی ہی انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہی بیان تو لڑائی کی یہ صورت ہی کہ سہمناک جادو ایرج کو قبضہ مین کرکے لڑ بھڑ کے کنارہ شاہ نک آ پہونچی ہی چاہتی ہی کہ نکل جاؤن انجم ماہ رخسار جانبازی مین مصروف ہی مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ کرکے خدمت مین مرائت جادو کی پہونچی عرض کی حضور قتل ہونا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار گذرا سہمناک جادو کو فوراً برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا یقین ہی وہ پہونچ گئی ہون اے ملکہ عالم اگر آپکو لڑائی فتح کرنا منظور ہو تو فوراً سوار ہوجیے مرائت نے حکم دیا لشکریان قزلباش تیار ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلی مرائت جادو بادشاہ طلسم سکندری فنون سحر مین طاق شہرۂ آفاق گولے ترپخ نارپخ ہاتھ

مین لیے کل ساحر پشت پر ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان اس شوکت وشان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہان سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہی انجم کو زخمی کیا آگ برسادی صدہا کو قتل کر ڈالا اب کوئی جادو اُسکے منھ پر نہین چڑھتا صف سے آگے نہین بڑھتا ارمح نوجوان کو ارابے پر سوار کر لیا لوح محفوظ رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ لی جب سحر کرتی ہی کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا ٹکڑے ٹکڑے کے مرگئے اب لشکر ارمح مین ہنگامہ برپا ہی سردار دن کے پانون اُٹھ چلے انجم بھی خود ارادہ بیقرار ہی کہ یکایک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان سے آواز آئی منم ملکہ مرأت جادو با دشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا مگر مقدمہ سحر و ساحری کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہی ڈرتا ہی ایسا نہو کہ کہین بھی گرفتار ہو جاؤن اب جو شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا مرأت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عزیز وصاف باطن خیر خواہ نے آقا کے نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مرأت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہی اب شاپور بدحواس ہوا یقین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرتے شاید آقا کو چھوڑا تے گو ہر مراد پاتے لیکن اب غالب ہونا دشوار ہی لڑنا بھی بیکار ہی بلکہ چلکر اپنے جد عالی تبار سے اطلاع کردہ مالک اسم اعظم صاحب شوکت وحشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کرسکے گا مگر اے شاپور تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک ہم جائین صاحقران کو بیان تک لائین گھڑی بھر مین خاتمہ ہی لوح محفوظ قبضہ سے جا چکی جبرئیل دار و مدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب ٹلنا بیکار ہی ہمین لڑ بھڑکر جان دو اپنے کو ظاہر کر دو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی زخمی ہو چکی ہی زمین پر گرا چاہتی ہی شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا ہر چند کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہین ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہا کیون اے ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کرین انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا اے برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار نے اپنی قدرت سے پہونچا دی تھی اُسنے یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے آئی ہی نہایت زبردست ہی اے برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مرأت جادو بھی آپہونچی ہم ایسی لڑائی کا بار نہین اُٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ نہ پہونچونگی تم نکل جاؤ جا کر انکے قبلہ و کعبہ جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کرنا یا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع اے شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہی یکایک شاپور نے دیکھا کہ اب فوج مرأت جادو بھی زمین مین اُترنے لگی اور انتہا گئی بلوہ ہوا مرأت کا تخت ایک مقام پر ٹھہرا آواز دی او انجم ماہ رخسار نمکحرام تو نے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر مین عرش پر دار ہوتی

خود شہنشاہ تشریف لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانون کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عیقق پر جاکر ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگی یا اُن سب کو گرفتار کرکے خدمت مین آقاے نامدار افراسیاب بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہو کیسی نمکحرامی جو تجھ سے ہوسکے ہرگز قصور نہ کرہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والا قدر کے نثار ہی ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا جواب دیا ملکہ مرائت جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی اے ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہون یہ کہتی ہوئی مرائت تخت سے کودی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ روح محفوظہ سہمناک جادو کے پاس ہی اور ایرج نوجوان کو اپنے قبضہ مین کرچکی مرائت جادو نے قصد کیا ہی کہ اپنی جرأت آئینہ کرے دو کلمہ ملکہ شیشہ مے نوش کے سنیے کہ یہ گرفتار مخبس رنج و مصیبت اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش باغ بین شجر جادو کے قید ہی کنیز کو نامہ دیکر خدمت مین ملکہ ہران کے روانہ کیا جسدن سے یہ بیچاری قید ہی شجر جادو بچایا تو ملکہ سے بات نہ کرسکتا تھا یا قصد کرتا ہی کہ مین اس محبوب جانی یار جادوانی پر دست اندازی کرون چونکہ چند کنیزان خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جڑ کی بات نہین کہہ سکتا تھا مگر صورت زیادہ دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہی ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سنے ہین سر جھکائے بیٹھی رو رہی ہی یکایک گلرنگ کنیز طلسم نورافشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے حیلے سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ ہران شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار دربار دیکھا کنیزان شاہی کا غرور دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے چھین لینگے اور کیا عجب ہی کہ خود سوار ہوکر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہی بڑے قیامت کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب رو شمشیر زن شیر بیشۂ جرأت کے نام کے عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑچکے کوکب ممنون و مشکور ہی خدا خواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک موے جسم کم کریگا کل اہا لیان طلسم نورافشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نہ چھوڑینگے بی مرائت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند ہوئین ملکہ نے گھبراکر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا قیامت ہی کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا گلرنگ گئی ہانپتی کانپتی آئی عرض کی حضور ملکہ مرائت جادو آپ کی مادر نسخو بڑے کروفر سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہی ہر وقت یہی ذکر ہی سُنا ہی بادشاہ ہوش رُبا نے ابھی کچھ فوج برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہی پیس یہ بھی بہ حکم شہنشاہ مع لشکر روانہ

ہوئی ہین یہ حال مصیبت آل سُنکر ملکہ شیشہ مے نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہوتی وہ ادھر کا قصد کیون کرتے ابھی بی مراث کو شکست دی زخمی ہوکر آئین اسی طرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے لشکر مین چلے جاتے اس اقلیم مین کیون ٹھہرتے یہ تو خیر تمکو ملی کہ فرماتے تھے کہ اس بےنصیب کو مین بے رہا کیے نہ پلٹونگا اسی وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی اس ہنگامہ مین اپنے کو پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کارنمایان کیے اول سوزن کو مارا قید سے اُنکو چھڑایا انور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہی کیون اے گلرنگ کوئی جادو گرنی ہوش رُبا سے آئی ہوگی اُدھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بیجیا جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی سے گرمی کا عاشق زار ہوگئی مرتبہ مجھسے کہا کہ ملکہ کو راضی کرو ہم قید سے چھڑوا دین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شئی اُس ساحرہ کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا مُنھ لگائیے فوراً حال دل کہدے گا حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا ہی اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی لے غنچۂ آرزو کھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے ہی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش کرین اسوقت شہرہ ہو کہ شیشہ مے نوش چونکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لاکر دی گر نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُنھین کی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا داری مین ایسے طور سے باتین کرون کہ حرافزادے کے ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان مین ہان ملاتی جایئے مین سمجھ لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ تمکو اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ گل وریحان مین مصروف گلرنگ نے آن کر سلام کیا شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے کہا بیٹھ بھروے تجھے ہماری کیا قدر ہی تمنے ہمسے کچھ کہا تھا ہمنے اُسکی فکر کی شجر خوشی مین آکر جھومنے لگا کہا گلرنگ اگر انکو راضی کردے تو تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا ہمنے راضی کرلیا لیکن آہوے وحشی ہی مکن ناکتخدا نام سے درد کے ناآشنا چلکر صحبت شراب کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئینگے تم مدد دے ہو راضی کرلینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیری سے جن بات کو کہے فوراً کہنا حضور رسمی حاضر ہی شجر خوشی خوشی اُٹھا گلرنگ نے کہا بھروے گدھے لباس تو عمدہ پہن لے چنبیلی کا تیل تو میسر نہوگا چراغ کا لیکر لگالے ڈاڑھی کے بال کھلے ہین غضاب کرے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتون سے پھولا نہین

کھاتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ کرو گلرنگ دوڑی ہوئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا گلرنگ کیا کچھ بڑا یا باغ عرض کی حضور اپنا رنگ جما یا دیکھیے بھڑوا بن ٹھن کے آتا ہی بحکم باغبان قضاو قدر آج اس شجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ باتین تھین کہ شجر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر گلرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہین تمھین ہمارے مزاج سے کیا کام شجر نہال ہوگیا کہا ملکہ عالم مین تو تابعدار رہون پھر گلرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہین اپنی جورو کے تابعدار ہوگے اب گلرنگ نے باتون مین لیا چرچا شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام جو شجر جادو نے پیے نشہ مین بلبلانے لگا ملکہ شیشہ مے نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلرنگ نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شجر جادو کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ یہ تو پہلے تبلاکہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوگی مرائت جادو تو کہتی ہین کہ قید مین مارڈالونگی اپنر کون حاکم ہی شجر جادو نشہ مین بول اُٹھا بی گلرنگ اگر بی مرائت میرا کہنا نہ مانین گی بہت پچھتائینگی دم بھر مین طلسم کو برباد کرا دونگا سلطنت کو غنیمت جانین مجھ سے بگڑنا مناسب نہین گلرنگ نے کہا میان شجر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے مین ہین اب انکو قید سے چھڑا کے اپنے محل مین لیجاؤگے خاص محل بناؤگے شجر نے کہا اے گلرنگ ملکہ عالم کو مین اپنی آنکھون کے پردے مین رکھونگا گلرنگ نے کہا تو بڑا گدھا بیوقوف ہی آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دوگے شجر نے کہا مین صاف کہدونگا دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی اے ملکہ مرائت اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے صاحبزادی آپ کی میرے گھر مین ہین آپ کا داماد ہو اکل انتظام کرلونگا یقین تو ہی کہ اس بات کو سنکر خوش ہوجائین اگر کچھ ناراض ہون تو اسی وقت طلسم فتح کرلونگا گلرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت ہی کہ طلسم فتح ہوجائے شجر نے کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ شیشہ مے نوش بھی بول اُٹھی کہا وہ لوح کہان ہی اُسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلان رکھا ہی بجانے غفل جسمین مارسیاہ لپٹا ہی اُسمین لوح طلسم اسکندری ہی کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحرون کے ہوش گم ہوتے ہین گلرنگ نے کہا پھر اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ قفل مارسیاہ ٹوٹے اندر اُسکے لوح طلسمی ہی کسکی مجال ہی جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے بی مرائت سے لڑونگا مین خود طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا صاحب پھر تمتے کیا انکار ہی ملکہ کو اشارہ کیا گلرنگ نے گوشہ مین جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سودہ الماس شراب مین ملایا خوب اس شراب کو خراب کرکے جام بالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ مے نوش کے دیا کہا لو شجر ملکہ عالم اپنے ہاتھ

سے جام مرحمت فرماتی ہین شجر باغ باغ ہو گیا اُٹھا اُٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجر اب تمکو اختیار رہے ہمنے تمھارا کام تمام کیا جس فکر مین تھے اُسکا آج انجام ہو گیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہوگی مانگ پھیلا کے سونا اپنے نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیر خواہ پاؤگے ہمارسی قدر نہ کی تو بہت پچھتاؤگے شجر ہین ہین کرتے کرتے وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اُٹھا کہا ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹ رہا ہو دم نکلا جاتا ہو گلرنگ تو نہایت عقیل ہو اُسنے کہا ای شجر ہمارا بھی یہی حال ہو دم گھبراتا ہو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو شجر گھبرا کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے قے ہوئی کلیجے کے ٹکرے کٹ کٹ کے گرنے لگے شجر اودگ رہا ہو ڈانک رہا ہو گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ تھاما کہا ای شجر ہوشیار ہو شجر نے کہا ای گلرنگ اب دم نکلا چاہتا ہو کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہکے اُٹھا ایک چمن مین جاکر منھ کے بل گرا ایڑیان رگڑنے لگا تب گلرنگ نے دل کو مضبوط کرکے اسکے شکم مین ایک خنجر مارا حکم چاک شجر کا قصہ پاک بیخ ظلم و بدعت کھدی شاخ بغض و حسد کٹی شجر کبر و نخوت سے یہ شجر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہو گیا نخل جلنے لگے پتے کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سرزمین پہ پٹکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پر کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی آنکھ لڑانا بھولی شبنم پر اُوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد کلیجہ مین درد گلاب عرق عرق دریاے حالت مین غرق آندھی سیاہ اُٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی صدائے مہیب آئی شیشہ مے نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل مار سیاہ ٹوٹا پڑا ہو کہا حضور جلدی بیان تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا ملکہ شیشہ مے نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہو یا ستارہ سحری یا آفتاب گلرنگ نے کہا ملکہ عالم اُٹھائیے ظاہرا خابت ہوتا ہو کہ یہی لوح طلسم ہو ملکہ نے اس تختی کو اُٹھایا خوشی خوشی روانہ مین پیشوا کہا ای گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چالیس کنیزین اس مقام پر موجود تھین وہ ہمراہ ہوئین اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہوا گلرنگ اقرار دیتی ہوئی جاتی ہو کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار ساحران غدار ساتھ ہوے یہ بھی خبر اُڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بعض و حسد قلم ہوا قلعہ سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی اور ہمراہ ہوے رہبری کرکے طرف قلعہ انجم حصار کے چلے اب ناظرین حال قلعہ انجم حصار ساعت فرمائین وہ وقت ہو کہ سہناک جادو و مرات بدخو نے

قیامتین برپا کردین ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور چور قریب ہی کہ گرفتار ہو جائے شاپور سائے مین نخل کے کھڑا سر پیٹتا ہی کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی عرض کرتا ہی اے رب دو جہان اے خالق انس و جان میرے آقا کو بچالے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم ماہ رخسار زندگی سے نا امید اہالیان فوج بھاگے جاتے ہین شہر والے خاک اُڑاتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین دیکھا پہلوے کوہ سے جو دھوین رات کا چاند جسکی تڑپ سے ضیاے نیر اعظم ماند سب حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مثل ہیمۂ خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرائت جادو کو حیرانی دریاے آتش کی طغیانی اُٹھا کر ایک گولہ مرائت جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے جھناٹے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین تھرائی ناریون کا تارہ گردش مین آیا چاند نے خود برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا بیجاؤن کو پیچ و تاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا صدائین ہاہو کی بلند زمین متزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہتابان فلک حسن و جمال بدر درخشان آسمان جاہ و جلال تیر برج جلالت آفتاب عالمتاب سہاب منزلت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار فوج جاہ و حشم یمین و یسار سطوت صولت دبدبہ چہرہ بے نظیر سے آشکار نامی نامدار لقمہ و غضنب تمام نعرہ کیا نعرۂ بران

منم دختر کوکب ذی وقار	منم ذی حشم صف شکن نامدار	بمثال جوانمرد لشکر شکن	لقب گشت بران شمشیر زن

سہمناک جادو و مرائت جادو نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار کا بازو تھاما انجم کہتی ہی یا تو مجھپر غش طاری تھا یا کسی نے دستگیری کی قلب مین قوت آئی روح کو راحت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرما رہی ہین اے انجم ایسی بھی کیا غفلت ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے سلام کیا فرمایا صاحب مین تمکو کیا جواب دون ماشاء اللہ خوب لڑین کیا کہنا بڑا کام کیا لڑنے والون مین خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی یہی تقصیر تھی حضور ہماری خیر لیتی ان بیجاؤن کے ہاتھ سے بچائینگی عین وقت پر آئین سرفراز کیا آپ کی عنایت پر دان عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف کی ضرورت نہین ہی لڑائی مین مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی غوث سے ملکہ بران کی سہمناک جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرائت جادو کے آئی کہا اے ملکہ عالم اے حاکم طلسم اسکندری اب ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجیے دختر کوکب آپہونچی سحر کا اُسکے ہوش رُبا مین

شہرہ ہی نہنگ بحر جرأت نام ہی برائے ماہیان سحر دام ہی کس زور شور سے اُسنے دریائے خونردان کو مٹایا پل پر نیزادان کو توڑا اس جوان سے شائد کسی طرح کا لگاؤ ہی کہ طلسم نوزافشان سے یہان تلک آنا ہمکو اپنی جرأت دکھانا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہی ایرج کی قلید کو چھپاؤ مین بڑھکر دختر کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکلجاؤ مین بھی لڑ بھڑکر چلی آؤنگی یا اس نہنگ بحر جرأت کو دام مکر مین پھساؤنگی لیکن حقیقت مین بلائے روزگار ہی اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اب مرأت دسحمناک نے بڑھکر صفین باندھین گرد ایرج نوجوان کے کئی ہزار جادو گر مقرر کیے سحر ہونے لگے ملکہ بران شمشیرزن کے پہونچے ہی اہالیان انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقبائے فوج آوازین دے رہے ہین ای مردان کوشید تا جائمۂ زمان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ؎ کوشش نام ڈنگ باید کرد ؎ مرنے والے آوازین دیتے تھے شعر آن نمن باشم کہ روز جنگ مینی پشت من آن منم کاندر میان خاک خون بینی سرے ؎ زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی ہوائے گرم چل رہی ہی آتش سحر جل رہی ہی ملکہ بران کے ہاتھ مین اختر مروارید جو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینون کو توڑ کے نکلگیا اس ماہتابان کا اختر بصد کروفر چل رہا ہی سحمناک و مرأت بھی اسی فکر مین ہین کہ کسی تدبیر سے ملکہ بران شمشیرزن کو گرفتار کرین کشان کشان سامنے افراسیاب کے لے جائین برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہرچند کد و کوشش کرتی ہین کہ سحمناک کو گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہانتک سائی فائمکن گروشاہزادے کے ہزارون دشمن اژدران سحر مارانِ سیاہ ہیبت اپنی دکھا رہے ہین تختے زمین کے تھراتے ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرأت جادو حیران کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچین مرأت جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھکر گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن یہ تعجیل تمام تحت ملکہ شیشہ می نوش اُترا مرأت جادو نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہی ملکہ شیشہ می نوش نے جواب دیا ای مادر مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قلم کیا مین نے کہا اچھا میری مادر مہربان لڑنے گئی ہی مین یہ میرے دل کو گوارا آنہین کہ مادر مہربان کو صدمۂ عظیم پہونچے مین زندہ رہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہی وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اُس نامرد کو قتل کیا اب آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون ظلم کشا کہان ہین مجھے بتائیے اپنے ہاتھ سے مار ڈالون کہ میری بدنامی مٹے لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہو گئی ہی کسکو گوارا ہوگا کہ ماں باپ پر صدمہ پہونچے ملکہ مرأت جادو نے

جو یہ باتین ملکہ شیشہ مے نوش کی سنین مست ہو گئی پکار کر کہا مین صدقے ہنے بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اُٹھائے تو پھینے پیٹ مین رکھا بارہ برس درد کھائے موت کی لذت زبان پر ہی صدقے سے سامری کے جوان ہو مین تم نہ خیال رکھو تو کسکو خیال ہوگا ہماری مشقت کا کسکو ملال ہوگا وہ دیکھو سامنے قیدی موجود ہی تمھین قتل اور غیر قتل کا اختیار ہی میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ مے نوش بہت اچھا کہتی ہوئی نیچے کھینچے ہوئے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے جاتی ہی جسوقت کہ شیشہ مے نوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی سواری آئی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرأت جادو ہی مگر تعجب یہ ہی کہ جرم عشق ایرج نوجوان مین قید اتھی یا اب آمادۂ قتل ایرج نامدار ہی ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا آمین بھی کچھ اسرار ہی یہ تو بخوبی آگاہ ہین کہ اُسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دباؤ ڈالا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ و جدل ہی مصیبت طلسم کشا مین دن پھر کل ہی شیشہ مے نوش قتل کرتے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ مے نوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحر مین سہمناک کے مبتلا حیران پریشان ادھر بے ہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ مے نوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب سے زیادہ گلرنگ مصروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ مے نوش نے چرخ کر لوح طلسمی نکالی گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرأت نے دور سے دیکھا کہ شیشہ مے نوش یا تو قتل کرنے کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشۂ جوات اپنے مقام سے اُٹھا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صدائے شیر آئی زمین تھرائی نعرۂ ایرج نوجوان × ملک ایرج آن آفتاب منیر × کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر × ہنرہ بردمان و نبرد آزما × جری صف شکن شیر دشت وغا × منم فارس عرصۂ کارزار × گل گلشن قاسم نامدار × نعرہ کر کے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہنر بر بیشہ جرأت آمادۂ حرب و پیکار ہوا سب نے دیکھا لوح طلسمی بگلے مین مثل ستارہ سحری چہرہ آفتاب عالمتاب دست زبردست مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رخشندہ عقاب ایرج لڑتے ہوئے آگے بڑھے ملکہ شیشہ مے نوش مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج یہ دیکھکر مرأت نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور صاحبزادی لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنا دی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا نعرۂ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب ثمر بخش حسن و زور جانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آپسمین نگاہین چار ہوئین سنان ہاے مژگان دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کے اپنے کو قریب ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچا دین مگر لوہے کی دیوارین بنی ہوئی ہین ہر صف پر تلوار چل رہی ہی ملکہ

شیشہ مے نوش کو جادو گردن نے چہار جانب سے گھیرا ہی ہرائت جادو کی آنکھون مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا معرکہ ہی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت نے لوح کیونکر بائی شجر جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہو گیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ مے نوش نے حوالہ کردی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا وہان ایرج نوجوان وملکہ بران شمشیر زن سب پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر عین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتش عشق تو بلبل در دل پروانہ را	بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را	از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل
عاقبت کردی بباد بخیر این دیوانہ را	دیدہ را از لخت دل گنجایش اشکے بماند	تا بکے بر یزخون ہوام من این پیمانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن	کاش فنا کردہ از راہ شفقت جانہ را	کبھی ایرج کی زبان سے یہ
اشعار جاری ہوئے اشعار	کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی	زیادہ جیرا ہی اور اختیار تھوڑا ہی
سحر کو غنچہ کھلا دوپہر کو تھا سو کھا	عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی	ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھون کو
یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی	شب وصال ہی اب کم ہی پوچھتے کیا ہو	کہ میرے سینہ مین دم اونگار تھوڑا ہی
پھوسے یکڑون قلب صنوبری مین پڑے	وہ سرد دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی	نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے
مری نظر مین بھی دل کا وقار تھوڑا ہی	تڑپ تڑپ کے وہ کاٹا ہی روز ہجر قبول	کہ اب نگاہ مین روز شمار تھوڑا ہی

اس طرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن مسکرائین ملکہ شیشہ مے نوش کی جانب اشارہ کیا شیشہ مے نوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے جاہ وجلال حسن وجمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جہان آرا مرحمت فرمائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران وایرج نوجوان سے آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑ سکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم ماہ رخسار شمعلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر دانسونگری کے گل کھلا دیئے ایرج نوجوان جس غول پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کر دیا سحر اسکا باطل ہو گیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو سمی ہوئی لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی یہ اسپر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہی اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا بھڑتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان دفتر احزان کو اُلٹ دیگا چہرے کشتگے لاکھون نظری ہو چکے تنخواہ بیباقی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہی اتنے ہی عرصہ مین ساحر بھاگنے لگے لغزے سے اس صاحب سطوت وصولت کے زمین کانپی سہمناک خائف ہو کر سوچی کہ مین نکل جاؤن جا کر ملکہ حیرت

کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش رُبا سے زیادہ آج یہان کا طور دیکھا یا تو مصیبت چشم زدن مین درعیش و فرحت کھل گیا مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی اس طرف سے ملکہ براں شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھین سہمناک جادو پر نگاہ پڑی کہ اُسنے فوج انجم ماہ رخسار کو ستھراؤ کردیا ملکہ براں لغزہ کرکے جا پڑی کئی ہزار ساحر اُف کرکے پھونک دیے سہمناک جادو نے ملکہ براں شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ براں نے مسکرا کر برق چمکائی سر پر اس ملعونہ کے پڑی ہر چند چاہا روکون نہو سکا سر زخمی ہوا ملکہ براں جھپٹ کر قریب پہنچین چاہا کہ اس بیحیا کا سر کاٹ لون اُسنے گولہ اُٹھا کر ملکہ براں پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہمناک جادو چرخ مار کر اُڑی کہ نکل جاؤن شیشہ مے نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم ماہ رخسار نے بھی آواز دی کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادۂ والاقدر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر ترکش سے نکالا سیسر کمان کا کڑکا عقاب تیر پر تولتا ہوا چلا چونکہ سہمناک جادو پر تولتی ہوئی تھی تیر نے دوسرا ترکش تلاش کیا بُرے بقام پر پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری تلاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ شیشہ مے نوش نے بڑھکر لوح جھولی سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود افسوس بردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم مرا ئت جادو یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی سنا ہوا کہ ہاتھ سے براں شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچا دشوار ہی اب چلکے اپنے قلعہ مین داخلہ کرون بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہین ساحر بھی بڑے بڑے مکار ہین کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سراسر بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی بھاگی تمام فوج سہمناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ براں شمشیر زن نے دیکھا کہ اب میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی دل کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر دور سے کچھ آبسین اشارے کنائے ہوے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب رہجاؤ ملکہ کا اُنگلی دانت کے نیچے دبانا کہ جسکے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہی دام محبت مین اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین دو دو چاہنے والے ساتھ ہین جو مخل صحبت ہو اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہی پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے ملائیگا اس لڑائی کا ذکر جاکر ہم اپنے والد نامدار سے بھی کردینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو فلک ہر دم دید اسرکشی ہی ہوش ربا مین بھی سامان لشکر کشی ہی وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی وقت مین سر پھیرنا بڑا قصور ہی ایسے ایسے اشارے کرکے تنگ صبر دل پر رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نوذا فشان کے روانہ ہوئین مرائت جادو کے شکست کھائی

طرف قلعہ طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہی اسی جوش و خروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہی اگر لشکر جمع کریگی مشکل پڑیگی اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین اُنکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح کی تدبیرین کریگی اُسکی سلطنت مٹتی ہی **مرات جادو** تخت اُڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے **مرات جادو** کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور آگے لشکر بڑھاؤن **ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار** وغیرہ نے آکر گھیر لیا عرض کی اے شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھرتے چلے لیکن سب ملازمان جانباز حضور کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا اب حضور کو اختیار ہی بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹے گا بہت سامان لشکر کشی ہوگا آخر ایک صحرائے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا **ملکہ انجم ماہ رخسار** نے نہایت تکلف سے لشکر کو اتارا بارگاہین استادہ ہوین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان و شاپور شیر دل و **ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش** وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے زمین کی زلمہ وزیان ہونے لگین اب یہی قصد ہی کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم اسکندریہ کے کوچ کرین **مرات جادو** سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرات کو اس حال مین چھوڑیے وقت پر حال غریب مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان دُرِ بے بہاے صدف قلزم عیاری و نہنگ دریاے زخارطراری ہنر بردشت جرات رستم زرمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار غنی خواجہ عمر و نا مدار تحریر ہوتے ہین کہ افراسیاب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوے پہونچنا تا بہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلادے — بیتاب ہون درد سر مٹادے — ساقی لانا شراب سرجوش — پھر آہو پہنچے ہین حضرت ہوش
لانا نبت العنب کو لانا — جتنی ہو شراب سب پلانا — دریا نوشون کا سامنا ہی — دو چار خمون کی اصل کیا ہی
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا — دس پانچ برس دھر کی دنیا — وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین — جسپر زاہد کی رال ٹپکے
جو سرخی رہے یار کی دے — جو بو عرق بہار کی دے — جسکا مارا درے ترپ کے — جسپر زاہد کی رال ٹپکے
وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام — وہ زہر کہ جسکا ہو دوا نام — جسکا اک نام ہی ادا مست — جسکا دیوانہ ہی سدا مست
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے — متوالا ہی سرور جسکا وہ مے — تابان ہی جو آفتاب کی طرح — دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
شیشہ ہی جس پری کا مسکن — جس پھول کا میکدہ ہی گلشن — جسپر میری طبیعت آئی — جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشہ دل — آنکھین ہین جسکی سیر منزل — رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو — کھوتی ہی جو فکر و ہم و غم کو

ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم	آپہونچی جو دخت رز بری جھم	کیا مہر نے ذرہ پروری کی	آمد ہوئی بزم مین پری کی
وہ آئی کیا مُراد آئی	مطلب نکلا مراد آئی	بے منت خلق خوب انجلو	ملنے لگا لب سے لب بجام
پھر تو تن تن کے بان تنک پی	خالی ہو سے ظرف بھر گیا جی	جب نغمہ اپنا رنگ لایا	لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا

چہرہ سیاحان صحرائے طلسمات تحریر و تقریر دقاحان مرحلہ جات مستطیر و پندیر منازل پر خار مضامین فرحت آئین کو یون طے کرتے ہین شعر سعدی برمن کہ سبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ؛ ای مجلسیان رہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند مکین ہر زہ درایان	خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
شور ز غمِ زاغ بلبندست درین باغ	ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج دانائے رمز بیان ؛ نویسند این قصۂ دلستان ؛ سابق بین تحریر برہ چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زدہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا برق کو زنبیل سے نکالکر سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو مین روانہ ہوے افراسیاب جادو نے نامہ بنام صندل جادو تحریر کر کے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوئے اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجاے خواجہ عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اُسکی روشنی سے نقب کو طے کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب بیدار ہو کر آگاہ ہو جائے ابھی آکر گرفتار کرے سوائے پروردگار کے کون معین و مددگار ہے مگر معبود حقیقی سرپرست ہی ہمارا معین و مددگار برابر دست ہی مصیبت مین وہی پروردگار مدد کرے گا وہی اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو بدحواس چلا جاتا ہی ہر قدم پر پاؤن لڑکھڑاتا ہی اپنے معبود کا نام لیکر سنبھل جاتا ہی اتفاق خیز ان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بمشکل تمام نقب سے نکلا عجب مقامات عجائب غرائب مین کہ طائر وہم و خیال کے پاؤن جھکتے ہین طے کنندگان منازل مصیبت کو سکتے ہین چند قدم رہبری کی تھی پلٹ کے دیکھا اُس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ ہمنے بُرا کیا اس نقب تنگ و تاریک مین اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل مین ڈالکر چلے آئے ہمتو ہر مقام پر بسر کر لینگے مگر اسد غازی کو کیون لائے جا ہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑتے جب نشان لوح دریافت ہوتا بُلوا لیتے اب کیا پلٹ جاؤن ہاے کسکو جا کر روے سیاہ دکھاؤن سردار

کہیں گے عمرو کا جی چھوٹ گیا ساری مشقتیں خاک میں ملائینگے اس سوچ میں عمرو راہ کو طے کرتا ہوا آہستہ آہستہ دن چڑھا نیز اعظم بلند ہوا گرمی صحرا میں شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہوائے گرم چلنے لگی ہر جھونکے سے منہ پھٹکا جاتا ہو نقیب گرد باد دور باش کی صدائیں دیتے ہیں کہ اے آیندہ و رونده کیوں اپنی جان دیتا ہو اس صحرا سے گذرنا دشوار ہو ہمسے انس بیکار ہو ہم بھی کسی خوش نصیب کی خاک میں لیکن تباہ و برباد زیر افلاک ہیں برباد کن ناموس ننگ لباس خاکساری سے تنگ اس منزل جادۂ فنا سے نہ بچ سکے آخر بیابان مرگ ہوے عمرو بوندلوں کو دیکھکر گھبراتا ہو ہر چند کہ وہ انکی تعظیم کو اُٹھتے ہیں انکا دل بیٹھا جاتا ہو قلب تھراتا ہو موت کا سامنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش رہبردی میں مصروف ہو مگر دل سے کہتا ہو اے عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش رُبا مکار غدار بیرحم بازشعبدہ ساز یہ بھی اُسنے ایک فقرہ کیا مجکو پہچانا مگر تساہل کیا حرامزادے نے ہمکو بھی راستہ بتلایا اب اس صحراے آفت خیز مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہو موت لیکر آئی ہو دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہو خون گھٹ رہا ہو کوئی ظل سایہ دار معلوم نہیں ہوتا ہو ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت آفتاب کی حدت عمرو تلاش آب میں دوڑتا ہوا پھرتا ہو شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہو کسی مقام پر کھڑے ہو کر نگاہ اُٹھائی بیک نظر کو دوڑایا دور سے دریاے جاری نظر آیا عمرو گھبراکر دوڑا جب اُس مقام پر پہونچا سواے خاک دہان کیا تھا موجۂ ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چھڑکا کہیں نشان نہ ملا جیل کا گمان نہیں بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپکے اسی صحرا میں مرے بیابان مرگ ہوے کون پیاسے کو پانی پہونچائیگا سواے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درۂ کوہ تھا سختی اُٹھاکر اُس درہ میں آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہوگئے ڈھیلے آنکھوں کے نکلے پڑتے ہیں مردمان چشم پیاس کی شدت سے لڑتے ہیں صحرا تپ رہا ہو ڈر ہو کہ اے عمرو پہاڑ نہ جل کر گر پڑے خیر کسی قدر سایہ تو ہو اب کدھر جاؤں اس سوچ میں عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا دعا کر رہا ہو اشعار مصنف

اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے	مجھ عاجز خستہ کی مدد کر	عصیان کے حجاب سے ہوں مضطر
عصیان کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے	دام غم و رنج میں پھنسا ہوں	زندان بلا میں مبتلا ہوں
ہیں جور فلک سے لب پہ نالے	اے رب کریم تو بچالے	یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہو کہ تمام ہوش رُبا میں مجکو سب	

پہچانتے ہیں صورت اپنی بدل لی ہو ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا ہلاک کر رہا ہو تڑپ رہا ہو صحرا کی حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہو ہوش اُڑے جاتے ہیں کہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہو پیاس میں زبان منہ سے نکل آئی ہو تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب

سے یا تون مین آبلے منھ مین چھالے پریشان ومضطر ہر طرف بیمیک نگاہ دوڑاتا ہے کہین پانی کا نشان نہین پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جستجو سے آب مین دوڑا جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درہ کوہ کی جانب وہ ساحر بھی آتا ہے عمرو نے اپنے ہوش وحواس درست کیے اُٹھ کر ٹہلنے لگا اُس ساحر کو آواز دی اے بھائی جانے والے یہان آؤ اُس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے ٹھہر جاؤ لُون لگ جائیگی اور دو گھنٹہ تڑپ تڑپ کے مرے اُنکے بھائی بند اُٹھائینگے تم تو اپنی جان بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور وناچار اپنے ہمجنس کو دیکھا کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا اے برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہے دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے صحرا تپ رہا ہے اُس نے کہا اے برادر نوکری بری چیز ہے حکم حاکم سے مجبور وناچار خواجہ عمرو نے پوچھا بھائی کس کے تو کر ہو کون ایسا جلاد صاحب پیداد ہے جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا سامری جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا اے برادر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے ملازم ہین حوالی طلسم صندل کے عازم ہین خواجہ عمرو نے کہا اے برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہے کیا وہان کوئی بڑا زبردست ساحر ہے اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہے ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر دروازہ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہے اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہے اُسنے جواب دیا اے برادر ایسا ظالم ہے کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے تمام حال لوح طلسمی دریافت کرلیا اب اسی فکر مین گیا ہے شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہوجائے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہے کہ جلد نامہ پہونچاؤ کلنگ جادو نے کہا جو تیرا نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دس پانچ کوس اور باقی ہے عمرو نے باتون مین گھلا ملا کے کلنگ جادو کو بانی پلایا اُنکے ہاتھ کا پانی پینا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اُٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگاکر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوے نشان تو دریافت کرچکے تھے نامہ سر سے باندھکر بشکل کلنگ جست وخیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصہ کے صحراہاے سبزہ زار وچشمہ ہاے آب خوشگوار جابجا ملے کسی مقام پر درخت یا راستہ سے سرو بید وپھولون کے انبار نخل ہر ایک سایہ دار طائران زمرمہ سرا صفت مین صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سرا کو باغبان ازل کی تعریف کا وقوف خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے بھالتے اس راہ قیامت خیز کو

طے کرکے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہائے گلان آراستہ پہلوے قلعہ مین ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہے اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین و مہ جبین گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید ی پنجہ نگارین مین لیے ہوے خاموش صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس گوہر یکتاے حسن و جمال کی نگاہ مروارید ہاے طبق سے لڑی ہوئی جب نگاہ مہر و وفا سے موتیون کو دیکھتی ہے ایک بجلی چمک جاتی ہے چند مروارید شکست ہوتے ہین ایک ابر مروارید ی سر پر اس لعل بے بہاے بدخشان حسن و جمال کے سایہ افگن ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہے لڑیان موتیون کی از ابر تا بہ طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت گہرہاے نایاب سے شکست نہین ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہے کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر غائب ہو جاتے ہین وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہے اس کیفیت کو دیکھکر دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہے قلعہ کا رنگ صندلی بہت وسیع قلعہ ہے بلندی تک دیوارون کی کمند وہم و خیال نہین پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی عرصۂ دراز تک خواجہ عمرو حیران حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان آب صاف و شفاف سے معمور پھاٹک بند خواجہ عمرو متردد ہین کہ مین اس قلعہ مین کیونکر داخلہ کرون سواے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہین موجود ہے جسکو آواز دین اُسکی معرفت قلعہ مین جائین آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل کلنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلنگ جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا یہ نامہ حاضر ہے پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچاؤ خواجہ عمرو نے کئی آواز ین دین کچھ جواب نہین ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن مین بے عدیل گوشۂ چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلا یا نیچی نظرون سے مسکرا عاشق کے قتل کا اشارہ کرتی ہے

جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے	ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا
تیر مژگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگی	دیکھ کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی

اُسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہو کر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار مجھی

کوئی عشق ست بناموس سلام است اینجا	صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا
طالب دانہ درین دام دراقتاد مدام	دانہ کز خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھین نشیلی مثل جام گردش مین نگاہون کی چھریان قتل عاشق کی کوشش مین اُن نشیلی انکھڑیون پر

خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اُٹھا اشعار

بادہ درکش کہ درین بزم گہ حادثہ خیز
ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا
زہر غم نوش کن و لب بہ شکایت مکشا

کہ شکایت ز ملال شیوۂ عام است اینجا
موسیا لاف مزن طاقت دیدار نیست
پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا

در پے مستی ہر شام خمار سحر است
مخفیا بزم فرخناک کدام است اینجا
جب عمرو آواز دیتا ہی کہ اے

ساکنان طلسم صندل ہم سرکش نہین ہین شہنشاہ ہوش رُبا نے بھیجا ہی کسی کی آواز نہین آتی وہ نازنین ہم جنسین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہی خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہی بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

مجھ مین تاب سخن کی جو ہو تمنا کہیے
وحشت سے میری ہمارے احباب چلے گئے
قتل عدو مین عذر نزاکت گران ہی اب

سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی
گویا نہ وہ زمین ہی نہ وہ آسمان ہی اب
آتا ہی گر تو آؤ کہ خالی مکان ہی اب

لب پر ہمارے نالۂ العفو الامان ہی اب
پیری مین وصل غیرت یوسف ہوا نصیب
قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا

کہدین رقیب نے تری بے التفاتیان
ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہی اب
نخوت وقار و ناز ہی سو نظر سے عیان ہی اب

تیرا مریض عشق بہت نا تواں ہی اب
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
رکھ لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے

بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات
بیہودہ فکر جور و ستم امتحان ہی اب
جو بات دل مین ہی سو ہوئی وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا

مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہی اب

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی گاتے ہین کبھی گلچینی گلشن جمال اُس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پھر جھنجھلاتے ہین کہ کیون یارو مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جا کر کہدون کہ اہا لیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلائے روزگار رہے ابھی قلعہ مین آگ لگا دیگا سب کا دردسر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا پٹیا اور کسی طرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہی سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا یا الٰہی اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی کشمکش و پیچ مین عمرو کھڑا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہو کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہی دن بہت قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین دھوپ مائل بزردی سامنے صحرائے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالائے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہر بار دمبدم مروارید بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار شمال برفو بہار چیخ مار مار کر رو رہا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی عمرو سر اُٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب بادرفتار پر سوار دریائے سلاح

مین خوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اُس جوان نے آتے آتے حکم دیا کہ دامنۂ قلعہ مین بارگاہ استادکرو کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استاد کی وہ افسر صندلی پوشان پشت مرکب سے اُتر کر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے ہم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دینگے ہمین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین دنگلہاے زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود مین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر آکر بیٹھا سرداران تہتن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ عمرو کو اُس جوان افسر نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام دسبو لیکر حاضر ہوئے جب کل سامان عیش و نشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوشرو خوش کلام تیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ اون جعیاری و اے قطب فلک خنجر گذاری مین عرصۂ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہی دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو آکر قتل کرین مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی مگر آپ بہت بدنام ہین اور میرا نام شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ہی ہمیشہ سے محبت اہل اسلام کا دل مین جوش ہے آپ براے خدا جان بچاکر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچائیے صندلان صندلی پوش نے جو اس طرح کہا عمرو پلٹ کے چہار جانب دیکھنے لگا گھبراکر جواب دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار و دوست نہین ہی یکہ و تنہا آیا ہون بس اب مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جاکر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجدینگے صندلان صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھ سے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین آپ کے لیے درپے آزار نہین ہون مجھ سے نہ چھپائیے اس خوبی کی متنظم ملکہ گوہر جادو اس حقیر پر آپ کے عاشق ہی مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان زیر کیے اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجھکو مہلت دو لشکر کشی کرکے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجھکو یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنگ کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین جاکر ابھی قتل کرتی ہون جب اُسنے یہ قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ اے ملکہ جو شخص یکہ و تنہا آوے اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جاکے

سمجھائے دیتا ہون تو اے شہنشاہ اوج عیاری مجلو دشمن نجانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے
بچانو لگا قلعہ طلسم صندل مین جانا بہت دشوار ہے آپ نے امتحان بھی کر لیا اتنی حضور نے آوازین
دین کسی نے بھی کچھ جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود نہ ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا
گوہر جادو اگر تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کر کے لیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل بلائے روزگار
ساحرہ عذار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اس طرح پر اُس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو
کو سمجھایا تب کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا اے عمرو حقیقت مین یہ جوان رعنا مکار نہین
معلوم ہوتا جری بہادر صاحبان سپہر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان
دوران واے گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنگ جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل بنکر آیا
صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصۂ دراز سے زیارت کا مشتاق ہون سوائے
سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا صورت اصلی دکھائی اہالیان دیار
کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہے
برائے تعظیم اُٹھا بڑے تکلف سے خواجہ عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ
اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے
جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا اے
سہنشاہ عیاران واے افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہے کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز
ہون سنا ہے مین نے کہ آج کل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرد بے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان و تقدر روح دوران قاسم غالیشان
ایسے رج نوجوان ان دونون شیرون کے سکے ہین بڑے بڑے دونون شیرون نے کارہائے نمایان کیے ہین
تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین ممکن بعض ابھی تک ممکن نہین ہوئین انکی تلاش ہے اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ
کی آنکھون کا یہ معرکہ دیکھا ہوا ہے صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا اے شیر بیشۂ جرات واے یکہ تاز میدان
شوکت اس حالات جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر زلزلہ قاف ثانی
سلیمان کا ختم نہو کس کس کا حال بیان کرون بارگاہ صاحبقران مین مجمع شیران صحبت دلیران جوانان پہلوین
و سرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران معرکۂ شجاعت سرنوشتان عرصۂ
ہمت و نخوت ایک ایک واتاے روزگار نامی گرامی سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رندمیکدۂ سرفرازی
جانشین حمزہ صاحبقران دارائے ہندلشکر شہسوارین سعدان قوت بازو زینت پہلو مالک اشتر صاحب نیزہ دیسر غلام نبی چاکر

حیدر صف شکن و صفدر قالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ بازان وہ فخر ہندوستان یہ ہزبر بیشہ عربستان یہ دونون
جانشین صاحبقران ہین اے شیر دل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا بہ شام و از شام تا بہ صبح ان حالات
کا ذکر کرون اور آٹھ پہر یہی فکر کرون کہ اس حال خیریت مآل کو تمام کرون تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے
نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار کے بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت
سردارون کے اُسکی شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو
پر بل نہین آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول امیر حمزہ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی شاہزادہ
غم و بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن مین سرداران شہر خوارزم سے پگڑی اُٹھی بادشاہ خوارزم
شنگل بن شنکاده بدمست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا سترہ لاکھ فوج کا مالک جادہ جرات
کا سالک اپنی تیغ زنی پر گھمنڈ تھا سترہ ارش کا قد و قامت دیو ہضال مریخ مثال یہ شیر بیشہ صاحبقرانی بارہ برس
کے سن مین اُسکے شہر مین گھس گیا بارہ ہزار سے سترہ لاکھ فوج کو روکا بارگاہ مین اُسکی خون کا دریا بہادیا
تخت پر چڑھکر اس دیو کو للکارا ایک ضرب شمشیر دو پر کاٹے کئے شہر کو تسخیر کیا اُسکی جورو نارنج جادو
سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت و صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم و طلسم نارنج اس شیر کے
نام سے تھراتے ہین اہراسیب تیر انداز دہنر بر خوارزمی و سہیل شیر شکار و شاہباز یکہ تاز
مشرقی و ابوالفرح فرنگی دلالان ترکی یہ اس صاحب شوکت کے سردار ہین نامی نامور ذی وقار
ہین دوسرا شیر بیشہ آقائے نامدار کا رستم بیلتن و بیلکن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی وقاتل
کپیتان فرنگی سرقتہ ملک فرنگستان صاحب شوکت و شان علم شاہ نوجوان ایک جرأت اس شیر کی
یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قویل ہندی و دویل ہندی برائے مدد نوشیروان آئے تھے اے
جوان شیر دل یہ معرکہ لائق سماعت ہے کہ ہمارے آقائے نامدار و جملہ سرداران ذی وقار تپ محرقہ مین مبتلا ہوئے
ایسی ہوا چلی کسی کے حواس درست نہ تھے مین نحف و ضعیف کل امورات کا منتظم تھا سب کو اُس علالت مین بے کس
بھاگا راہ مین قلعہ قصاوقدر ملا اُسمین لے کر سب شیرون کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل
کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوادیا مین کبھی بیمارون کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا تو مین
درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون کے علاج کا وقوف اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی
اپنے بندہ کو نہ دکھائے اس ہنگامے کو دیکھکر رستم کا قلب تھراتا کرور سوار و پیدل نے چہار جانب سے آکر قلعہ
کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان تشنہ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے ہین
آپ ہی اکیلا اتنا دل گروہ کہان کہ سب توپون کو فیر کرتا دو چار فیر کرکے خاموش ہو رہا ہوائی لگا تھا سے پھینک دیا پروردگار

پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ دونون پہلوان مست ہاتھیون پر سوار خودہاے آہنی برسر زرہ موٹی کرتیون کی جسم کسے مین پہنے ہوے سات سات سومن کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قد و قامت اسقدر بار لادے ہوے میدان کو طے کرکے قریب خندق کے پہونچے اہا لیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اڑی یہی جوان شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ عرب نقاب دار یاقوت پوش بنا ہوا آکر پہونچا دونون نے گرز مارے گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا اسے صندلان صندلی پوش سے دونون جوانون کو مع ہاتھی اٹھایا سات قدم اٹھا کر لے گیا خندق قلعہ نضا د قدر مین مارا دونون بیچارے سرکش ہا روت دار چاہ ضلالت مین غرق ہوے اتنا بڑا زور کرنے کے بعد انکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی اسدن سے کشندۂ قویل ہندی دویل ہندی لقب ہوا کپیتان فرنگی بٹیا مرزوق شاہ بادشاہ فرنگستان کا سات سومن کے تیغے سے بروز مصاف کام لیتا تھا انکے ناناکے ملک پر چڑھ آیا قلعہ پر قبضہ کرلیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر کپیتان مین گھس گیا ساٹھ لاکھ پر خنجون مارا فوج مین گھسکر کپیتان کو للکارا اسنے تیغے کا وار کیا اسی کی تلوار چھینکر اسی تیغہ سے اسکے دو ٹکڑے کیے قاتل کپیتان نام ہوا اس جرات کا یہ انجام ہوا پھر ملک فرنگستان مین لڑائی بڑی بہی شیر دل دربار مرزوق شاہ مین گھس پڑا چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین لڑا سخت سے سخت اسے اٹھا لیا دامل جہنم کیا سر قلعہ ملک فرنگستان نقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سیاہ اسنے سات برس کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین مارا فرزند امیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغزن صف شکن ملک سنجان مین جاکر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو گش کو شکست دی بیٹی اسکی گوہر ملک کو نکال لائے اسکے بطن سے شاہزادۂ نور الدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان بدیع الزمان کا نور نظر نور الدہر والاشان پیدا ہوے ان دونون شیرون کی دھاک ہے داماد ہمارے آقاے نامدار کا قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار انکا نور نظر بنیرۂ صاحبقران شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو برائے فتحای طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش ربا کو ہلا دیا سر کوب افراسیاب جرات و جلالت مین نایاب اسی صندلان صندلی پوش اونے جرات اس شیر دل کی یہ ہے کہ بارہ ہزار فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرات کے جھنڈے گاڑ دیے باخر مین اسکے نام سے بڑے بڑے پہلتن تھراتے ہین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین ڈراتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے

جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے بڑے یل پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی دھاک ہی دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو پر چڑھائی ہی سن لینا انشاء اللہ لوح حاصل ہونے کی دیر ہی ٹوک کر افراسیاب جادو کو مارینگا یہ حالات جرأت فرزندان صاحبقران زمان سُنکر صندلان صندلی پوش بادۂ جرأت سے مست ہو گیا جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تم نے مبہوت کر دیا خانۂ دل کو مضامین جنگ خونریزی سے بھر دیا جی چاہتا ہی طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کرکے اُنکو اپنا تاج سر بناؤن یا اُنکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون امورات جرأت کا ناظر رہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی ای صندلان صندلی پوش جو بات کہنا آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہی صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار ہون عرصۂ دراز سے گوہر جادو جو اس حوالی کی مالک ہی اسکو مجھ سے نہایت محبت ہی مگر مجکو فنون سپاہگری کا ذوق ہی جہان پہلوان سُنا گیا جاکر پکڑ لاؤن زیر کرکے لایا اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب میرے سرپرست ہین مجکو ان صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیاز مند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہی دولت دنیا کیا چیز ہی جسکو اسکا غرور ہی وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تابہ لشکر اسد نامدار چلین بیشک اُنسے امتحان کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب آیا لشکر کا اپنے بادشاہ کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای صندلان صندلی پوش اگر اسد غازی فوج لے کر آئے تو گاؤزمین بار نہ اُٹھا سکے آب و آذوقہ ممکن نہو لیکن کسی کی تکلیف اُس شیر کو گوارا نہین ہی یکہ وتنہا تمھارے مقابلے مین آئیگا خبردار شب کو طبل جنگی بجوانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئے گا بوقت سحر آمد سے اُس شیر کی طبقہ زمین کا تھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین سنکر حیران حیران ساتھ والون سے اشارے کر رہا ہی کہ کیون یار دستے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار چپکے سے جواب دیتے ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہی یہان سے جائیگا پھر واپس نہ آئیگا اسکو قید کیجیے بلکہ گوہر جادو کے حوالہ کیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجدینگی اس بادشاہ عالی جاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یار دیہ مجھ سے ہرگز نہو سکیگا اگر آئیگا اسد نامدار کو بمقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچاکر بیٹھ رہے اختیار بدست مختار ہی میرا کیا نقصان ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سن چکے اور بخوبی آگاہ ہوے کہ دربار صاحبقران مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا خیر خواہانہ مصاحبون مین سرفراز ہمارا ذکر تو کرے گا ہی سردار

ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شہر ہرکہ آمد عمارت نو ساخت نو رفت و منزل بدیگرے پرداخت پس نے سر جھکا لیا حضور کو اختیار ہے ہمسے پوچھنا بیکار ہی عرصۂ دراز تک صندلان صندلی پوش خاطر مدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا منگا کر پیش کین خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہی خواجہ عمرو نے سر جھکا کر کہا ای فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہ کے کشتیان اٹھائین نذر نہیل کر کین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو نیچے ٹیک کر اٹھے صندلان سے کہا ای فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل وقت تعرض شاہزادہ اسد نامدار یہ شہر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تمسے سامنا ہو جائیگا صندلان خوش ہو گیا خواجہ عمرو رخصت ہو کر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ وعدہ کر چکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ بہل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا ہو گیا ہے ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار یار تین بنا کر چلا گیا اُسنے اس خطرت سے اپنی جان بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم کسبر و چشم بجا لانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین منصور ہوا کہ صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون نے صندلان کے تردد پر ایک کہا ہی بار دگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہی یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو لے کر آیا ہمارا آقا زیر کر لیا آج حوالی طلسم صندل تین ہمارے آقا کا مثل نہین ہی انسے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہان پر جرچے ہو رہے ہین خواجہ عمرو اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین بر حال ظاہر ہو جائیگا اس جنگ سے لطف پائینگے خمسہ موثن

خانہ زاد شکم واندود ہم از من است		یاس و محرومی شرمت طبع ناشاد من است	
ارجعی طائع من ادبیدا و من است		آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است	
	وانکہ بنیان آورد خاصیت یاد من است		
ہم کبھی تھے کہ رست اور گاہ تھے شاد پرست		گہ خزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست	
عاشق بت تھے کبھی کہ محبوق الست		نیست در عالم تمنائے کہ از قید م نخست	
	ہر کجا بینی دوئے صید آرادمن است		
آنکھ پھڑکے ہی کہ آتا در ہے یار بین		شوق کہتا ہی کہ اگر اشک بیت الحزن	
جب بین آتا نہ کہ اجاہی جی کو نہ چین		ساختن خون دیدار دچیرت نخست	
	از تصرف ہائے زیان خدا داد من است		

دیکھے سہا ندیکھا ہوئیگا الفت پرست		ہین خموش اس جور پر اے ترک چشم نیم مست	
جی کبھی ایسا ہی ہمارا یا تو کاٹی پشت دست		حرف عاشق بے زبانی شکوہ دل جا خواست	
انچہ ہرگز آشنا بالب نشد داد من ست			
ایک مشت استخوان ہو بلکہ کچھ اس سے بھی کم		جو کمین مین اپنی ہو سچے تو یہ ہی اسکا کرم	
قتل گہ مین سرنگون خلت زدہ بیٹھے ہین ہم		آن شکارم من کہ لائق ہم کشتن نیستم	
ترم مے آید مرا انکس کہ جلادمن ست			
جو ہو خود ہر کام مین وا ماندہ اصلاح جو		اس سے مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو	
جا ہی رونے کی کہ مومن شاد کی تو دیکھ تو		کار دشواری نظر لے گر بہ من آرد کہ او	
شاد از تدبیر ہائے سست بنیاد من است			

لیکن مہتر بہتران و بہتر بہتران خواجہ عمر دین امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کرکے آئے درہ کوہ مین آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کرکے اسد نامدار کو نیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار مین خواجہ عمر دو جادہ فرا مین پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہی خواجہ عمر نے کہا ای نور نظر قصر نیرنگ سے قریب مین اترے اب بیان اگر ہو بچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہوگا اسد نامدار نے کہا حضور ہو شربا مین نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمائیے کہ کیا کیفیت ہی خواجہ عمر نے کہا ایک جوان ہی شاہزادہ صندلان صندلی پوش اسکو اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی فرزندان عمر سے مقابلے کا قصد رکھتا ہی اس حوالی مین آپ چلے اسد نے رجھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آئندہ جیسا ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کرین رستم و سہراب سے منہ نہ پھیرین دریائے آتش ہو تو کود پڑین خواجہ عمر نے کہا آپ زیادہ باتین نہ بنائیے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ مین حاضر ہون لیکن ایک مرکب تو کہین سے لائیے خواجہ عمر نے کہا اس ملک مین گدھون کی تجارت نہین ہوتی اگر کہین ہین تو پیسے کے سولہ پیسے ملتے ہین اسد غازی نے کہا جو مزاج مین آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہین آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہو کر آئیگا پہلے یہی فکر ہوگی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لین پھر مقابلہ کرین خواجہ عمر نے کہا آپ ایسے ہی ہین مجھے یہ خوف ہی کہ اُس جوان کے سامنے خائف و ہراسان ہونا بزرگون کی آبرو نہ ڈبونا مین گھوڑے کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمر دایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمر نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک سائیس

کی شکل بنے جا کر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو ہمین بھی نوکر رکھا دو باتین کرتے کرتے ایک جاب مارکر سیوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لاؤ نور نظر پانچ ہزار کو یہ گھوڑا ملا ہی ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار اُڑتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار جوانان شیر دل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ شخص دبلا پتلا تنہا ہمراہ ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب داب ہمراہ رکاب سطوت و صولت غاشیہ بردار مرکب کلانیان مارتا ہوا شمال غزال صحرا وہ اشہب بادپا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی نظم

ترا سمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام — نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہان نظیر — کہ سیر گاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ
کہ اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر — وہ پرقیان مین وہ چھل بل ہین خوش تیرے — کہ حسن بیک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم — کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو بار تخیر — جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود
یو ہی تفنگ کا تیری دل عدو تخیر — جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے — طلب مین جان عدو کے روان قضا کا سفیر

عجب عجب دبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر فوج جلال و حشم ہمراہ ہی اشعار

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ — خدیو مہر گلہ خسرو سپہر سریر — جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر — زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے — تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار عالی وقار کو لے کر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلا گردان ہو رہا ہی رواروی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم و اسفندیار کی مُٹھ اُٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ دے رہی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے اشعار

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر — کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر — بحر و بر مین ہی شہا تیرے مہیا نے شمار
سیم سے زر تلک اس لعل سے لیتا گوہر — ہو تو ہر فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز — ہو نصیب صدف نقش کفِ پا گوہر
مشتری کہتے ہین جبکو وہ اٹھا لایا چرخ — ٹوٹ کر جو تری سُمن سے گرا تھا گوہر — صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
جو تہ اطرۂ دستار کا چمکا گوہر — حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ — عدن علم مین ہی قلب مصفا گوہر

پر درش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم	موتیا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر	ہر شخص صفت مین اس شہسوار

عالی مقدار کی مصروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھ کے مبہوت ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو برائے استقبال بڑھو ایسے شیر صولت سہراب ہیئت آفتاب طلعت ہزر بر بیشۂ جرأت پردۂ دنیا مین موجود ہین کہ برائی عملداری مین بکہ وتنہا برائے مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہر اس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار جوان اُسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھ کر گھوڑے سے کود پڑا چابکار کاب پر ہاتھ رکھون اسد نامدار خود خلق مجسم ہین صاحب جاہ وحشم ہین بتعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد نے گلے سے لگایا کہا ای برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل گلچینی گلشن جمال کرتے ہوے داسۂ قلعہ صندلی رنگ مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران ای فخر سام نریمان ہم تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی ای آفتاب عالمتاب آسمان جرات واے تیر تابان برج شوکت ولیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین سرفراز فرمایئے جو کچھ حاضر آش اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہو تناول فرمایئے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ ای برادر بدون امتحان لطف صحبت نہو گا تمکو خیال ہوگا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجکو بھی تصور ہوگا پس لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا آئندہ جو رائے عالی اسد غازی نے فرمایا ہمنے زبانی نانا جان کے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران جگر گوشگان ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہو انمین سے کوئی شیر یہان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت وہمت ذرۂ خاک درد ولت صاحبقران حاضر ہو امتحان کا مشتاق تمہاری ملاقات کا اشتیاق نانا جان نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب یہ میدان کارزار ہی یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و پیکار ہی بعد امتحان جلسۂ عیش و سرور آراستہ و پیراستہ ہوگا بہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آنکھین قدم اقدس پر ملون خاک پاے حضور تو بناے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہی کیا مضائقہ حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس عاشق زار کی بھی کیفیت کھلجائیگی اسد غازی ہنسے فرمایا ای صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب کا قاعدہ کلیہ ہی جب تمھارے حربہ سے پروردگار بچائیگا تب حربہ کرینگے پیشدستی غیر ممکن صندلان کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہی کہ جامۂ جرأت برائے

مسلمانان قطع ہوا ہی خیراب کھلجائے گا یہ سوچکر نیزہ اُٹھایا شل آہ عاشقان دکاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر نیزہ لگایا اسد غازی نے سان نیزہ کو سنان پر لیا خوابیہ عمرو ملاحظہ فرمارہے ہین ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوے تعریف کررہے ہین دو چار جوڑ توڑ جو صرف ہوے اب صندلان کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا ناز ہی جان دیے ہوے نیزہ بازی کررہا ہی شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بود تند و نیزہ شیر ؛ ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا گانٹھا رکب کو آڑا کر ہکہ مارا صاف نیزہ ہاتھ سے صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ کو توڑکر نکل گیا حجاب سے پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغہ برق مثال جب تڑپ کر گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل ہی اسپر ناز نہ کیجیے گا غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حرکات جرأت جو پسند آئی ہین خیال مین ہی کہ تلوار نہ چلے جب تیغہ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دے اسنا مارا تیغہ پٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان ہندی پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈالا جو یا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا ای شہریار کیون قبضہ سے مردان عالم کے تلوار نکلتی ہی اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا تم تو کہتے تھے ہمسے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی اسواسطے کہ ہمارے تمھارے امتحان کا اقرار ہی صندلان صندلی پوش نے شرما کر سر جھکایا تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا صندلان گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اُترے بارہ ہزار جوان ملازمان صندلان بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے داؤ پیچ ہورہے ہین جو پیچ صندلان نے باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑ دیا سلسلہ بندھا ہوا ہی شیر سر ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ تلے نیچے تا تے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار سے لڑا شام کو روک کر ٹھہرا کہا ای شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلکے آرام کیجیے جو کچھ حاضر ہی تناول فرمایئے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا ای برادر اسطور مین دو سہ دراز تک فیصلہ نہوگا روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان

روشنی ممکن ہو یہ کہکے اپنے سرداروں کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے بہ نگاہ یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین جھاڑ سیلانی زنبیل سے نکالکر درختون مین لٹکا دیے بس اہا لیان لشکر صندلان کے ہوش اُڑگئے کہ اسقدر سامان ایک شخص کیونکر لایا آسمان پر کوبھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہا کی خوشی تھی شمع ماہتاب چراغان وسیارگان روشن کرکے مصروف تماشاے جوانان شیرول ہوا نہایت لطف حاصل ہوا چار پہر رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرات اسد نامور کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا آپسین قول ہی کہ یار و فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب ہی حقیقت مین سرکوب اقراسیاب ہی اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد پیچ وتاب چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد غازی کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹا چلا جاتا ہی نو دس قدم اسد نامدار کو صندلان صندلی پوش ریل کرلایا وہان پر آکر کہکہ مارا بایان گھٹنا ماہ اوج صاحقرانی کا چمکا غصہ مین آکر لنگر مارا صندلان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسے ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر قصد کرتا بیخ سے اُکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس وحرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ صندلان کی کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقہ چشم سے نکل جائین تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک چست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا دونون ہونڈھے صندلان کے تھامے شیرانہ ریل کرے چلا ہر چند صندلان چاہتا ہی پچھے ہٹون قدم گاڑدون مگر وہ بُرا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی خوف سے عرقاتی ہی بیحس قدم اسد نامدار ریل کرلایا ہنگامہ مارا صندلان کے دونون گھٹنے آشنا زمین ہوئے چاہا تڑپکر لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپنے سر سے بلند کیا سرعزت نیازمند عرش اعلےٰ پر پہونچا اب زمین ندلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز دی صاحبو مین نے تو بدل وجان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام قبول کرے ورنہ اپنے اپنے فعل کا اختیار ہی سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جسوقت سے اسی آفتاب آسمان اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرۂ اسلام مین آئے ایک ایک سردار کو

لاکر صندلان قدم پر اسد غازی کے گرا تا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین صندلان صندلی پوش کو نجبت اسد نامدار کا جوش حکم دے رہا ہی بارگاہ استادکر وسامان عیش ونشاط مہیا ہوا بھی بارگا ہین استاد نہین ہونے پائی تھین بیچ مین ماہ ادوح صاحبقرانی گرد تمام سردا ران صف شکن جوانان تیغرن صندلان نے آکر دامن تھاما کہ حضور بارگاہ مین تشریف لے چلین آج یہ نیازمند سرفراز ہوا اب مجکو اپنی جرائت پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا ہمنے تجکو کس واسطے بھیجا تھا عمرو تو آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھین سب کی جھپک گئین بعد عرصۂ دراز دیکھا سب سردار مسلسل ومطوق گوہر جادو چار سو جادوگر نیون کو لیے کھڑی ہی صندلان پر خفا ہو رہی ہی کہتی ہی تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو بُرا کہا طلسم کشا کا مطیع ہوگیا افراسیاب سے نہ ڈرا خیر جو گذرا جو گذرا اب تو بیکہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین صندل جادو کے روانہ کر دونگی تمکو بچا لونگی محبت سے اُسکی ہاتھ اُٹھایہ سنکر صندلان نے کہا ای گوہر جادو مین نے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجکو مجھ سے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا ای صندلان مین تیری عاشق صادق ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہی طلسم کشا کی دوستی مین خرابی ہی بلکہ صندل جادو کے قہر وغضب سے نہین واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر دست اندازی ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی ای صندلان تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے انتظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی مجھسا عاشق صادق دستیاب نہوگا یہ کہکے گوہر جادو روئی دامن صندلان کا تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی اشعار

نہان راز محبت کتنے رکھا مثل جان برسون
مٹاتا ہی جو مجکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا
دُکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب انکے نالون سے
رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار مٹ کر بھی
بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش
مقیم کوچۂ جانان کبھی ہم بھی تھے اے بلبل
کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا گشتہ

مہینون دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسون
کہ سر پر خاک اُڑائیگا مرے بعد آسمان برسون
سنی ہی عندلیبون نے ہماری داستان برسون
پھری ہی خاک میری صورت ریگ روان برسون
دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسون
ہمارا بھی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون
رہا دو گز زمین کے واسطے کچ آسمان برسون

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سنتے آئے ہین — مری وحشت کی مجنون نے کہی ہی داستان برسون
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے — رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
مرا قبضہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن سے — رہا ہی عہد وحشت مین نزولی یہ مکان برسون
سبک روحی نے رکھا خانہ برد وش ایکٹ تک — رہے یہ اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون
مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اڑائے ہین — جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون
مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی — غبار اپنا رہا ہی سد راہ کاروان برسون
قلق پاجاتا ہی نادار کا زخم اندمال اکثر — مگر بھرتا نہین ہی زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا ای گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہی مگر اب عشق مین اسد غازی کے مبہوت ہون اگر میرا پاس ہی اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار کیا آہنگرون کو بلا کر حکم دیا شکڑیان بیڑیان پنا و سب کو مسلسل مطوق کر کے لاکے ایک بارگاہ مین داخل کیا ہمراہیان **صندلان** کو قید کیا **اسد غازی** و **صندلان** کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہی صاحبو جا کر **صندلان** کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین ملکہ **صندلان** جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آگیا پھر میرا زور کچھ نہ چلیگا کنیزین قید خانہ مین جاتی ہین **صندلان صندلی پوش** کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہی جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا وہ کیا قول مردان جان دار و سخن مردان اعتبار جب کنیزین آکر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو گھبراجاتی ہی جب بالکل جواب صاف پایا تب نا چار ہو کر عرضی لکھی کہ اے ملکہ **صندل جادو** عمرو عیار مع اسد غازی مدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی ظاہرا **صندلان** معشوق میرا طلسم کشا سے لڑ انہین معلوم طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہی لیکن عمرو کی تلاش ہی جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھکر ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہی کبھی در زندان پر آتی ہی نامہ کا انتظار کبھی افکار کہ دیکھیے ملکہ **صندل جادو** کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو حضور کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا ہو کہ بجلی گرے خرمن حیات جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی مین ہر چند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین مانتا اُس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

کرینگے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین ہم انکی تھوڑے دنون درجاہ دیکھتے ہین گمان تاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی
کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین تمھاری آنکھون کے کشتے بڑی مبصر ہین یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین
ترے ستاڑے زمانہ کے سن نہ وعظ کی کہین کریم بھی ایدل گداہ دیکھتے ہین یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا
بھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین رقیب چالین چلا کرتے ہین قیامت کی جب اُنسے ہمسے بہت رسم وراہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوے ہین جو اہ شب فرقت تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین فقیر ہوکے جو بیٹھے ہین آپکے در پر
وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
ملال کس کو ہوا ہی سنائین ہم یا وہ خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین نکال لین گے کوئی راہ وصل کی لیکن
وہ لین راہ پہ پس آتی راہ دیکھتے ہین عدم کا کوچ تو درپیش ہر مخلق لیکن نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہین

اس حال پر ملال مین شب بسر کر رہی ہی کسی مرتبہ قید خانہ مین آئی یہ بھی اطلاع کی اہ صندلان مین نامہ روانہ کر چکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہی دیکھا اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا مسلمان کا ساتھ چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر میرے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہی صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلکہ اسد غازی کی مصیبت پر رو تا ہی کہتا ہی اے شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہی اسد غازی فرماتے ہین اے برادر تم اپنی جان بچاؤ گو ہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش رُبا ہمارا دشمن ہی کس کس سے ہمین بچاؤ گے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہین یقین کامل ہی وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گو ہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اُسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کر دو عمر و بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب لازم ہی یہ جواب پاکر گو ہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گو ہر صدف تلزم صاحقرانی و نہنگ دریائے جہانبانی دار پر کھینچا جائیگا سنا اسکی کشی کی پائیگا سب سمجھے کہ مسلسل تقریر ہی دسر شانے کی تدبیر ہی کشان کشان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران ہوشربا لیکر میدان خونی مین حاضر ہوے داروغین اطلاع ہونے لگین جلادون نے شمشیرین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہی اسوقت ملکہ گو ہر جادو رونق افروز ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے آئی کہا مرحبا مین نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سردارون کا ناتا لگا ہی قیام جادو دمقیم جادو کو ملک صندل جادو نے بھیجا نامہ مین بھی لکھدیا ہی کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کر دو خواجہ عمرو کی جستجو مین مصروف رہو اسد ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گو ہر جادو نے میدان خونی کی تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہی وہ پریزاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب نگاہ حیرت

اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہو وہی مروارید بے بہا کی لڑیان از طبق تا بہ ابر مروارید بندھی ہوئی ہین حسن مین دمبدم حرقی نگاہ مین افسونگری اشارے کنائے چھڑیان کٹاریان اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار مین دیکھ کر رونے لگا کہا آقا آپ کسی طور سے اپنے کو بچایئے اسد غازی نے کہا ای برادر کیون گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہین ہی تو ہمکو کون قتل کر سکتا ہی مقہر اگر تیغ عالم بہ جنبد جایے نہ برد رگے تا نخواہد خدایے پر اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب جملہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری | رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو جا رسو تیری | خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین | مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
مقام ہو گا کئی دن کے بعد مدفن مین | یقین ہی انکے گی جان اپنی آگے گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی | دوئی کا دھل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ نا توان ہون جسے پھول بار خاطر ہی | وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال | کیا ہی زر دھوا انکے شش جہت مین خیال
ترے فراق مین برسون رہی ہی فکر وصال | پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا | تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گنہگار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا | شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی | کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمان کی
ان آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی | پڑھا ہی ہمنے بھی قران قسم ہی قران کی
جواب ہی نہین لکھتی ہی گفتگو تیری

ہوا تجھکے حال مرا کہیو میرے یوسف سے | ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے

نہ کھول بند قبا کیو میرے یوسف سے | دری طرف سے صبا کیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت | نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت | یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح | سفیدی آنکھونکی دکھلا رہی ہی عالم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار دہ غم صبح | شب فراق مین اہی روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان | ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان
یہ حسن و عشق کے جلوے ہین یکہ اے نادان | جو ابر گریہ کناں ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہی | کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی
فقط نہ غنچہ کا نادک بدن معطر ہی | دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہی
صبا ہی کے نہین جصہ مین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان | مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان
جو کند ذہن ہین کہتے ہین سُنکے تیرا بیان | زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان
رہی معرکہ مین آتش آبرو تیری

ان اشعار دعائیہ کو سُنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین مانگ رہی ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر کھڑی اشارہ ہوا جلاد نے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان خورشید مثال آفتاب جمال زور و جرأت مین یکتا ہی اسکے قتل کا حکم مجھکو دیجیے کہ قتل کرنا میرا کام ہی جلاد نا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ و تنہا مجبور و ناچار ہی ہزارہا شیر ولیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جلد قتل کر جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا تیغۂ برق مثال چمکا کے برسر اسد نامدار آیا اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر گاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پڑیا مین رنگی ہوئی تسمہ مثل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پاؤن

مین کھڑاؤن پہنے ہوے ہاتھ مین تیز کا پنجڑا ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ہی معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے ہاتھ کھینچے کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی جلاد کا سر پھٹا پڑا ہی طلسم کشا بہ اطمینان تمام بیٹھا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھراکے اپنے سر مین مارلیا ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تخت نشین ہوا کہا دوسرے جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمر و فقیر بنے سامنے کھڑے ہوئے ہین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین گردنون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے وہ شخص قتل ہو جاے ادھر جلاد نے تیغہ مارا اُدھر خواجہ عمر و نے سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلۂ گوپھن مین دبا جلاد نے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر پھٹا وہ پریزاد قلعہ سے سکرائی ایک موتی ٹوٹا آسمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمر و کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمر و کون ہی کون ہی کہتے ہین بھلا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منہ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا اُڑ گیا پتھر ہوا خواجہ عمر و گرفتار ہوے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچے ہوے لاؤ ملکہ صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ جب قصد قتل طلسم کشا کرینگے وقت پر عمر و بیقرار ہو کر آئیگا یہی پریزاد جو علامت طلسم ہی گرفتار کر لی دہی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمر و بن امیہ ضمری سلسل مطوق چلے آتے ہین اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر فلک دریے بدعت ہی جو تدبیر کرتے ہین اُلٹی ہو جاتی ہی اچھا کیا اختیار ہی وہ مالک و مختار ہی صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے سے امید زیست منقطع ہوئی خواجہ عمر و نے کہا اے شیر بیشہ جرات و شجاعت کیون اسقدر بیتاب ہی وہ بڑا مسبب الاسباب ہی ملکہ گوہر جادو نے اُسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمر و کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار ہی قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادو گرون نے تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپتا رہ گیا پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقاے نامدار سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال مین ہی کہ وہان جاکر اسد غازی و خواجہ عمر و دونون قتل ہو جائینگے صندلان میری شرکت کریگا مگر صندلان ہتکڑیون سے سر ٹکرا رہا ہی

اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہین اشعار

آشیانہ نہ قفس مین چمن یاد آیا کرم بیر خرابات مجھے یاد آیا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ میاد آیا نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل سے سنے
رو دیا ابر بہاری جو برسے دیکھا چپے ہو چپے ہو ہنگامہ فریاد آیا	

قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی | ذبح کرنے مجھے مُنھ پھیر کے جلاد آیا | درگہِ یار مرادوں کا محل ہے آتش
شادمان یاں سے گیا جب کوئی داشاد آیا | صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہے دیکھ رہا ہے کہ تخت

شاہزادے کا قیام جادو و مقیم جادو دونوں لیکر بلند ہوے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جاکر رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہے اگر کسی عیاری سے وہان جاکر رہا بھی ہوے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا دشوار ہے اس خیال محال مین آنکھون سے آنسو جاری جیون جیون تخت بلند ہوتا ہے خواجہ عمرو

دلکو رجوع کر رہا ہے پکار رہا ہے قطعہ | شاہا زکرم برمن درویش نگر | برحال من خستہ و دلریش نگر
ہرچند نیم لائق بخشایش تو | برمن منگر بر کرم خویش نگر | اسد غازی کو بھی معشوقان

پر چہرہ کی یاد سب سے زیادہ مہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم دعا مین مصروف ہے کہ آسمان سے برق چمکی لپٹین پھولون کی آمین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہے ملکہ گوہر جادو نے دیکھا یکایک ہوا سے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہوگئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل جبہہ سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اکڑتا پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہے ہر نخل گیون وجد مین آیا ہے شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل مین اسوقت عجب طرح کے مذاق ہین منظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنونکے جوش کا | ہمت اے ساقی یہی ہے وقت نوشانوش کا | بات کرسکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
اوکیھکر روزن گمان ہوتا ہے مجکو گوش کا | چھپ نہین سکتا کبھی ناکار سے تو شیکن | خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا
کیا ہوا ہے جو میرے دلکی طرح وہ چھپ رہا | حال چل کر پوچھیے کچھ دلبر دیوش کا | کس غضب کی رقتی دیتا تھا شکوا ہے ہری
وہ ستارہ غیرت خورشید ہے یا پوش کا | تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین پہ پاس سے | اب ہان زخم بھی مُنھ ہوگیا مینوش کا
ہاتھ اُٹھا کر دوست کرتے ہین عنایت تلب | تیرا آنا ہوگیا ہے مجھ مین آنا ہوش کا | نالہ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہے مجکو غل کے گوش کا | مثل خنجر ہلا چلا آتا ہے دل ناصح مخالف | غیر ممکن ہے سنبھلنا خاطر پُر جوش کا
سر اُڑا احسان قاتل کے کمانتک شکر ہون | بعد مدت آج اترا ہا رمیرے دوش کا | پھر سبو اُبلے جھلکے شیشے ہوے لبریز جام
رخصت اے زاہد زمانہ ہے وداع ہوش کا | صبر کرسکتا نہین ملتا ہے سب کچھ گو اسے | بھول جاتا ہے بشر سامان رزق دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود ہین | مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان خاموش کا | بے بنائے بھی ہوا کرتی ہین اکثر نسبتین
پیچ گیسو بنگیا آخر کو حلقہ گوش کا | ایک دو ساغر سے دھکا تا ہے کیا ساقی مجھے | خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان مٹ جائینگے سر	بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا	نیچر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم
مدعا مین گذر نہین رکھتا تعلق ہوش کا	حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اٹھنے	

لگے صاف ظاہر ہوا کہ بونڈلے بھی کسی کے استقبال کو اُٹھے مین جس تخت پر اسد غازی عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رک گیا ہر چند کہ قیام جادو مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اُسکے جھونکنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقائے نامدار کو لیکر آگے نہ بڑھنا کنیز اُنکی آپہونچی ملکہ گوہر جادو کے دیکھا کہ قیام جادو مقیم جادو اُلٹے پھر پڑے مگر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام مقیم کے ہوش وحواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین تو کے عاشق زار مین

ترگس شہلا کے بیمار مین نرگس	زمانہ مین کوئی ایسا نہوگا	جو تیرے حسن پر شیدا نہوگا	ازل سے ہی یہی غیرت ہا بی
کسی نے آپ کو دیکھا نہوگا	اُٹھانا ہی ندامت کیلے تو	یہ درد ہی چارہ گر اچھا نہوگا	ہزار دن مرگئے لیکن تجھ دیکھا
کوئی ستا بھی بے پروا نہوگا	کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین	کہ بالائے زمین کیا کیا ہوگا	وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کہ اُس رستہ مین پھر رستا نہوگا	قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر	کنار قبر مین مُردا نہوگا	اگر خدا دم کوئی جنت مین پہونچا
وہان کیا آپ کا چرچا نہوگا	نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور	نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا	بنا کر حضرت واعظ کو ناصح
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہوگا	نسیم اب اُنکی باتون پر نہ جانا	بھلا کل وعدۂ فردا نہوگا	آپسین ملازمان قیام و

مقیم لڑنے لگے کو ہر جادو کی آبرو پر بنی بر قول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلۂ پیچ وتاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بند ہو گیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کافرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے یہان کے حال سے آگاہ تھی کہ مقدمۂ طلسم ہی ورنہ اسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی وخواجہ عمرو کو چھڑاون وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن کھلا ابر مروارید ی مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا توڑنا بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن وجمال بصد جاہ وجلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہی اسد غازی کا رہا ہونا دشوار کند و کاوش محض بیکار گئی گلدستے ٹوٹ کر اُس ملعونہ پر سارے مگر مطلق تاثیر نہوئی وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی ہنس ہنس کے

سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوین کو دیکھکر مہ رن سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رد متغیر ہوا ہاتھ پاؤن پھولے سحر فراموش ہاتھ پاؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے کہ دوسری جانب سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو سنبھالا چاہا کہ لے نکلون اس پریزاد نے وہی لکہ ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید اُسمین کوئی ساحر پرفن ہی اشارہ کیا کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آئے یہ جوان شیر دل بھی مبہوت ہوا سحر کرتے کرتے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق مان بیٹے دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد نے ہنس ہنس کے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مروارید کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے ابر کو توڑ کر جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کردون مگر طبق کو گردش دی مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین کہ آسمان لغزہ ہوا کہ منم ملکہ مجلس جادو سب نے دیکھا مجلس جادو گرتا آب روان کا پیئے ہوے مرکب گلی پر سوار نیچہ گلی ہاتھ مین آتے ہی لغزہ کر کے گری نیچہ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر مجلس جادو پر گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران مذکور بیکار ہو کر زمین پر گرین ہاتھ پاؤن ٹوٹین خواجہ عمر نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے اے پروردگار آج لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سب کو بچا لے اسد نامدار بھی بیقرار ہو گیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھ کر تڑپ گیا عظیم و شان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو تبلا ہوا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکا اُٹھا پروردگار ان سب کو بچا لے بیتاب ہو کر ان سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط سما پر لہرایا ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اُس ابر تیرہ تار سے ظاہر ہوا اب عکس ماہ کامل طبق مروارید پر پڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے اب سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ برآن ستمگر زن بصد سطوت و صولت لڑنے لگین سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ برآن شیر زن

نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اُسکا عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ برآن نے ابر مرواریدی کو توڑا طبق کے ٹکڑے اُڑا دیے اُسوقت اُس پریزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ برآن پر جا پڑی قریب آکے ہاتھ مارا ملکہ برآن نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیچہ اُس پریزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ برآن کا زخمی ہوا اتنو یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ برآن نے کھائے ہر مرتبہ وہ پریزاد چاہتی ہی کہ لپٹ جاؤں ملکہ برآن شمشیر زن سحر کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہی دونون مین نیچہ چل رہا ہی آخر کو ملکہ برآن نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہی اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اس پریزاد کے پڑا پشت کو توڑکر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من میرخ جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم و جان دیم و طلسم خود نرسیدیم پھر بھر کامل اندھیرا رہا سرداران نامی وگرامی ملکہ بہار و باغبان و برآن وغیرہ لشکر قیام جادو مقیم جادو پر آپڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ برآن شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ اُٹھے اُٹھتے ہی علیم اوڈھ کر غالب ہوے ہنگامہ مین لوٹ شروع کردی ملکہ بہار لڑتے لڑتے قریب اسد نامدار پہونچی اُسے رہا کیا قیام و مقیم نے ہر چند چاہا ملکہ بہار و باغبان کو تا بہ طلسم کشانہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیر زن کب کسی بچا کے روکے سے رُکتی ہی گلدستہ چل رہا ہی اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کر لیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و جرم پلنگ	شہنشاہ نام آورد کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد غازی نے رہا ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان کے گھوڑے پر سے صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا اے آقائے نامدار اپنے کو ساحران غدار سے بچا لیجئے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہی اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی ہنگامۂ دریاے فوج ساحران مین ڈوبے ہوے لڑ رہے ہین ملکہ برآن نے قیامتین برپا کردین باغبان نے لڑ بھڑکے قیام و مقیم جادو کو گرفتار کر لیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہی بہار نے کہا دیکھو مین اسکو تیغ چوا کے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہی کہ میری عاشق صادق یا رموافق ہی انتہا کی خدمتگزاری کرتی تھی مسلمان ہونا اُسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھکر ملکہ بہار سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہی جہان تک ہو سکے اُسکو گرفتار کر لو جملہ سرداردن نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ساتھ والون نے صدائے الامان الامان بلند کی ملکہ برآن شمشیر زن نے تلوار کو نیام مقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوے ملکہ گوہر جادو کو ہوش میا کیا

صندلان نے اُٹھکر سمجھایا کہا ای ملکہ عالم تم نے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران تہتن و جان نثاران صف شکن کیا وقت پر آئے فریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس دلیری سے قتل کیا کیا کمال دکھایا لات منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گو ہر جادو اس طور کو دیکھکر خود وجد مین بھی اشارہ کیا خواجہ عمر دنے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا سردارون نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ مین نے افراسیاب جادو سے حیرت بنکر حال لوح دریافت کیا تا طلسم صندل پر وردگار عالم نے پہونچایا کیون ای ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہی عرض کی مین حوالی طلسم کا منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل معدوم ہی یا نہین کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شہنشاہ ادج عیاری ہم لوگون نے راستہ اسطرف آنے کا دریافت کرلیا جسوقت کوئی آپ کے دشمنون پر سختی ہوگی فوراً اپنے کو پہونچائینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہی اسی طرح اسد غازی کو برائے عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی قبلہ و کعبہ نے بھی بعد ادائے تسلیمات عرض کیا ہی اول طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح طلسم صندل کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ حاجات کی تدبیر ہوگی مگر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل نہو گی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ بران لوح سے بمشکل آسان ہوتی ہی ملکہ بران نے جواب دیا جو قبلہ و کعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہملوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہی ملکہ بہار و باغبان نے بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا ہوا افراسیاب جادو انکی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان و بہار و بران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحرا ے پرخار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت مین خواجہ عمرو کے عرض کی ای شہنشاہ ادج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لیکر نکلجائیے فکر حصول لوح مین مصروف ہوجیے مین جاکر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کرونگی جسوقت آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپکی خدمت مین پہونچائینگے اب یہان ٹھہرنا دشوار ہی ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہوجائے مشقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہی ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہی کہ مشہور کیا کہ ملکہ

صندل جادو کی موت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمر نے کہا سب سامان پروردگار نہیا کریگا اسی وقت خواجہ عمر نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا ای نور نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تا بہ دربند قہرو ماہ جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگانا ہی ابھی برائے لوح طلسم صندل یہ درد سراس منزل سخت وصعب مین پڑا جکر ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین وغیرہ لد واکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندل پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمر ومع اسد نامور ایک صحراے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درہ کوہ فلک شکوہ ہی عمر نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ ای نور نظر واے شیر بیشہ جرأت وہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اُس درہ کوہ پر پہنچکر مصروف عبادت ہوے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمر وکنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بصد خضوع وخشوع درہ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوے انکو اس حال مین چھوڑ دو وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمر وسے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی — ہوائے دور سے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریبو آدمی اب پکار راہ مین ہے — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف عیسی — خجل ہین روے منور سے اُسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اُس پر اک کی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین — رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط — رفیق یکدل و دیگر نہ گ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط — طریق عشق مین ای دل عصاے آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

حسین مین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار
ہلال برق ہی اعجاز ہی تیری رفتار
جلا تا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار
جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش
نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسا کش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے
یہ مجھ سے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو اُن سب سے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑی دو پہر ہی گرمی کی
زیادہ لُوہ بھی ہی دو پہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ اجی دو پہر ہی گرمی کی
نہ جائین آپ ابھی دو پہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

یہ راہ وہ ہی کہ بد اسمین ہی سبھی کا ساتھ
جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین مجھے گھیرے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزارہا خنجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کر چکا ہون کہ جب مفصل اُسکو معلوم ہوا کہ خواجہ عمر دنے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش لوح روانہ ہو گیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دیکر روانہ کیا تھا اُسکو راہ مین عمر دنے مارا افراسیاب جادو نے بروقت

روانہ کرنے کالنگ جادو کے اُسکے ہاتھ سے ایک کلدستہ سحر بنوا کر اسو اسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی اُفتاد پڑے ہمکو فوراً معلوم ہو جائے جب افراسیاب جادو کو رقعہ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا اور رقعۂ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برآن وغیرہ برائے مدد پہونچین مریخ جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو حوالی طلسم صندل سے واپس ہوے اور فلان راہ سے آتے ہین بہت جھلایا قبضہ پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ برآن وغیرہ کی قضا دامنگیر ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرکے پلٹے ہین اب مابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہر چند وزرا نے منع کیا اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کرلائین اگر حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب جادو نے کہا اس سر سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہی کہ نرگس کے روکے سے رُک جائے یہ وہی ہی جسنے دریاے خون روان کو خشک کیا پل پر زادان کو توڑا اسکے سبب سے مابدولت نے کیا کیا رنج و ملال نہین اُٹھائے مگر آج اُسکی قضا آئی ہی یون بیفکر چلی آتی ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہوگا مابدولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہوسکتی ہی اور عمر و جو فکر لوح مین گیا ہی سراسر اُسکی حماقت ہی مین نے سب کچھ اُس سے کہدیا خکر ہی سامری جمشید کا جو امر اصلی تھا وہ نہین بیان کیا لوح کا ملغا ذشوار ہی مگر سار بان زادہ بڑا مکار ہی طلسم صندل پر اُسکی قضا لیگئی ہی صندل جادو ہماری قوت بازو نامی و نامور اُسپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا کیسی ملاکھون سے ٹر سکتی ہی لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن ابتو مین جاکر بہار وغیرہ کی خدمت کرون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا درد سر کھونے کو کیا کم ہی یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کرکے اُڑاتا ہوا جستجوئے بہار وغیرہ مین چلا عجائب و غرائب دیکھتا ہوا مرکب چمکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ راہ مین ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر پٹری جمائی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو فراگیا یا ٹاپ ماردی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح نخل ہاے تر و تازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہی سبزہ صحرا کا پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ طے کرکے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ مسلمان کدھر سے آئینگے کہ یکایک ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہی یا تیری آنکھون مین سرسون پھولی سبز بختی بھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہی بنگاہ غور دیکھا زیر ابر ہزار ہا طائر زمرمہ سرا پر سے پر ملاے ہوے زیر ابر زمرمہ سرائی مین مصروف ہین ایک نہر کلان جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر نحیف و ضعیف باریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر گرد اگرد چند کنیزان خوشرو جام و سبو لیے حاضر ہین وہ تخت

زیر ابر تربیت مار رہا ہی اب جو نگاہ غور افراسیاب دیکھا اپنے اُستاد والا نژاد خضران سبز پوش صحرا نشین کو پہچانا بڑھکر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے گود پڑا پکارتا ہوا دوڑا ای فور نظر ای بادشاہ نامور فخر جمشید و سامری ای زینت محفل افسونگری اسوقت یکہ و تنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہو رہے ہو کوئی ملازم ہمکنار ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استاد کرائی افراسیاب جادو کو بارگاہ مین لے کر آیا دنگل زرین پر جگہ دی نازنینان پریچہرہ کو اشارہ کیا جام مے گلنار لیکر فوراً حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران نے زبان ساقہ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو یکہ و تنہا آیا مابدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا اُستاد حالات آپ نے سُنے ہونگے یونڈیان غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے رہا ہو گیا ساربان زادے نے عیاری کر کے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم سندل کے روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ پلٹے ہوئے آئے ہین اُنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار کرون و ختر کوتب بران شمشیر زن بھی ہمراہ ہی سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہی اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجکو خیال ہی کہ یہ سب روح روان طلسم ہوشربا ہین اگر ذرا بھی آگاہ ہو جائینگے دست اندازی ضرور ہوگی اسی خیال مین آکر یہان ٹھہرا ہون اسی راستہ سے نکلا گذر ہوگا خضران سبز پوش نے کہا ای افراسیاب جادو حقیقت مین جن سردارون کا تونے نام لیا یعنی باغبان وبہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی ہی لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کرلین گے اے فرزند تونے آج تک مابدولت کو اطلاع نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہوگا استاد کلان فخر ظلماتی پہلو نشین سامری کہ جنکا پردہ ظلمات سے طلسم باطن تمکو مثل نہین ہی ہاتھ سے اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم بڑا محترم و محتشم ہی اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سد باب اسم اعظم انکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا داد ہو گا کہا یا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے ایسے جلیل القدر قتل ہوے کہ آبرو دے طلسم ہوشربا باقی نہ رہی خضران صحرا نشین نے کہا ای نور نظر فخر خلائق کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد بنا کر اُسکو فخر دیا اُسنے جا بجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استاد دون کا اُستاد ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اس غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب

شجر بار ور کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا جہاں سے بر اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ برآں شمشیر زن کو اپنے کمال پر بڑا دعویٰ ہی یون پھنسے کہ جیسے دام مین عنادل کو صیاد پھنساتا ہی جبکے تو نے نام لیے ان سب مین برآں صاحب لیاقت ہی لیکن مابدولت کے سامنے کیا حقیقت ہی اگر کوکب ثمشیر مابدولت کے مقابلہ مین آئے تو لوک دم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحرائے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہوکر پڑھنے لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ وتار چھاگیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرایا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے آتشہ جانگزا اس باغ کی بہار ہی ایک ایک پھول آنکھین نکالے گا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا یہان کی تیرو لرزہ بر جسم آتش پرستوریہ کہکر افراسیاب جادو کو لیکر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ برآن مین مصروف یہان تو خضران سبزہ پوش صحرا نشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ برآن شمشیر زن و باغبان صف شکن و بہادر رنگین غدار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحرائے خارستان کے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پر خار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادہ منزل آتشناک ہوا ان مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہی جہان سے کھلا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سرسبز و شاداب ہر چمن مین نایاب بار اشمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا نظم

کسی جا گل اشرفی کی بہار — کسی جا گل اشرفی کی بہار — کسی جا جو ہی کہین کیتکی
کسی جا پہ نرگس کے گل بیشمار — کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار — نہین جعفری و رہو کہین
کسی جا پہ سوسن کہین ارغوان — ہر اک رنگ مین اُسکی قدرت کے کھیل — کسی جا پہ باہم انار و بہی
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا — کہ مصداق ہو زلف محبوب کا — روش پر پیان صاف آئینہ دار
نبی اس صفائی سے چوٹر کی نہر — کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر — کھڑے اُسپہ پانی پئین قمقرے
اُگا تھا لب جو ہر اک سرو بون — کھڑے خضر جیون آب حیوان پیون — مگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ
کہین بیٹھے بیٹھے کہین کی پڑے تو — چمن مین کہین دوڑتے ہین چکور — لگے ہین ہر اک جا چھپونکے دھیم
چمن مین کوئی پھول پھٹتی ہو پڑے — کوئی کوک کوکل کی سنتی پھرے — مصاحب کوئی انمین کوئی خواص
ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ — جگت رنگ چالاک بیباک وہ — مگر اپنے عالم مین خاص خاص

صدہا کنیزان زرین لباس بصد جوش و خروش

اُس باغ جنت نظیر مین پھر رہی ہین ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر حسن مین

رشک شمس و قمر دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار گلیرہن جواہر نگار کرسی پر بصد زیب و فر مسند نشین بیخزان نگران گرد مصاحبان عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پرفضا نظر آیا گھبرا کر کہا او صاحبو بانی اس باغ عالم نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچہ آزرد کھلا چلو اس باغ مین چل کر دم لین آب صاف و شفاف بھی موجود ہی سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اسلی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوے راہ دور و دراز کو طی کر کے آئے تھے پیاس کی شدت و دھوپ کی حدت آنکھون مین دم انتشار کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب مین کس بلاے روزگار ہی اُسنے سر جھکا لیا کہا او ملکہ عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اس باغ پر بہار کو ندیکھا تھا یا تو نو تعمیر ہی یا ہمارے آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بہار نے غصہ مین کہا او چھوکری تو کیون بولتی ہی بچے کیا دخل ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقف کار باغبان قدرت طلسم کے راز دار کیا ہمارے یہ سب لوگ دشمن ہین کہ ہمکو بلا مین پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہین ہی باغبان نے کہا اگر باغ نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتین یہان موجود ہین انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ لیتے چلین گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہین باغبان نے جو اسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا جب بخت ان سبھون کا اُلٹتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تا جدار کرسی سے برابے تعظیم اُٹھی ملکہ بہار و ملکہ بران و شیشہ زن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی او ملکہ عالم آپکے تشریف لا ینے کنیز کو سرفراز فرمایئے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق ہین یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہین پہچانتی ہین گل اندام میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت مین حاضر ہون مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا بارہون سردار تخت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھکر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش و نشاط مہیا ہو استقبال کر کے سب کو لے چلی ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال کر کے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ ہاے گل تیار کرو ملکہ بہار کے واسطے بدھیان طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت مہیا نہین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ ہاے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم و شان سے نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لیکر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کردین ملکہ بران و بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جو کچھ پیشکش اس کنیز کو میسر ہی حاضر کردون باغبان نے کہا او گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے بنوا کر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ نو تعمیر ہی خاک

بیان کی اکسیر پھولون مین بیان کے ستارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہو کل شہنشاہ نے حکم دیا تھا ای گل اندام برسر لشکر خارپرستان لشکر کشی کر دحضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین خود بخود محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت فیضدرجت مین جا دن مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے طبع اسلام ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے سنا ملکہ بہار پھول گئی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک و تر حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیے جام پیکر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا ہمدردن پر اداسی چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا باغبان کا رنگ دگرگون ہو خدا خیر کرے مجلس جادو نے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا اس گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ پری رخان نے اشارہ کیا چھوکری سچ کہتی ہو ای باغبان یہان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو یہ جو آپسمین اشارے کنائے ہوے گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوشربا ای گرفتاران مجلس رنج و بلا اب اس باغ عبرت خیز سے نکلنا دشوار کدو کاوش بیکار مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود باغبان ایسا پختہ مغز کی برآن آتشی کامل بی مخمور و بہار ایسی زبردست یکایک یون پست ہون اقبال شہنشاہی و دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین آپ سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہے افراسیاب کا قول ہو مخمور و بہار میری منظور نظر ہین انکی ظلم و زیادتی سے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب ہو کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے کنائے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے روپوش ہوا جلاد کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہو طائر ہوش پرواز زلف عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہو جو کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین وہ مضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پر کھینچین گے ایک کہتی ہو کہ ہمارے استاد خضران سبز پوش کا سحر ہو وہی جام پیے شیشۂ دل شراب عقل سے خالی ہوے اب گویا نشہ کا اتار ہو جام شراب مرگ کا خمار ہے ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی ہو کبھی مخمور سے اشارہ کیا ای کمبخت سحر یاد کر کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا اشارہ ہو کہ ای بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھولی تمھاری حماقت پر بھولی یہ نجانتی تھی کہ تم یہان کے حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر مسکار گرد ریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ کلام ابھی تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے ایدو پر پل

اگرتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبز پوش صحرانشین چلا آکے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی تروتازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہو کہ ملکہ بہار کو بھیجا یا باغبان کو دیوانہ بنایا بی بران سرکشی بھولیں دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین بی مجلس کیسی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر باد آئے تو تڑپے ہم پر آپڑین مگر کیا کرسکتی ہین افراسیاب جادو نے خضران سبز پوش صحرانشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا محمور و بہار کو دیکھکر ٹھہرایا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اشعار

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب
کب تک رہیگا اوبت بیباک من حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر
پیری مین ہے بشر کے لیے باکفن حجاب
خانہ نہین یہ پردہ کہ غیر ہے اوپری
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
دیکھے آنکھ اٹھاکے یار کہ عالم نثار ہو
ہمسے ہی کیسلیے تجھے اے گلبدن حجاب
حسن پرسنگی کے اٹھاتے ترے مزے
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
رکھتا ہے تیری لعل سے مشک ختن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون
کسکا تجھے ہے ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب
افسون شرم باعث تشہیر ہو چکا
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی مین محو ہین
اس شرم سے ہوا اشر بر کفن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
مجھ سے بچا ہے تجھے اے یقین حجاب
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و محمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر قضا ہماری آچکی ہے کون بچانیوالا ہے اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کرسکتا ہے دیکھا تو نے خواجہ نے اسمنا مدار کو گنبد دوار سے کیونکر رہا کرلیا تو کیا کرسکا انشاء اللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے مرنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہے اس طرح کے کلمات سخت سردار دن نے جواب مین کہے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہوے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا اے بہار و باغبان واے ملکہ بران تم سب میرے گنہگار ہو مین اپنے طور پر قتل کرونگا تا بکوہ عقیق لڑتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو باغبان کو تاب نہ آئی کہا او مردصحرائی کیا بیہودہ بکتا ہے مگر کے ہلکو سحر بھلا دیے اب کیا ناز کرتا ہے اگر سحر باد آجائے تو مجکو مزا چکھائین اب تیرے بس مین ہین جو ہوسکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہے انشاء اللہ یہ اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پر سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش بار صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصۂ دراز کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سردار بصورتہاے غیر مکرر بنگئے اسکر اگن بیحیا

کے سر پر سایہ فگن ہوئے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبز پوش نے افراسیاب سے کہا اب ہمین ان سبکو بیجا کر ایک صحرائے ہولناک مین قتل کر دونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہو تو جا کر لشکر مہرخ کی نکر کریا ان سبکو رخصت کرے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جائے افراسیاب نے کہا آستاد جسطرح آپنے ارشاد فرمایا اسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جا کر ایک ساحر ایسا زیر دست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے یہسن استاد و شاگرد مین خوب صلاحین ہوئین خضران نے سرداران مذکور کو جو شکل قمری و عندلیب خوشنوا و عقاب و طوطی زرین بال تھے اسی بہین مخفی کر لیا زیر ابرو در ہنر ارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر سیکس دبے پر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر رو رہا ہی خضران تو اسیطرح سیر و شکار کرتا ہوا تخت پر سوار شکل طائران مقیدان سحر دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے عیش و عشرت مین مشغول غم دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہو کر کچھ دنون ہم چشم سبل مین رہے — داغ بنکر مدتون داماں قاتل مین رہے — اُٹھے شکوے لعنتے بے دو اقرار در دفع
جو تھا رے منھ سے نکلے سب بے دلمین رہے — خاطر گل عاشقون کو بھی جو منظور مزاج — بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے
اُنکو نیند آئی نہ اپنی نکھ جھپکی ایک دم — ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین رہے — سادہ لوحی دیکھا وعدہ جو ظالم نے کیا
ہا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے — کثرت تکلیف سے ہم آپ نا لے ہو گئے — لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دلمین رہے
خنجر قاتل کی ایذائین اجل کی سختیان — روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے — اشک نا طاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آ کر نہ منزل مین رہے — خوب ہی رہی ہم سے ہوا اچھا نہ ہونا ہمکو ہو — ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے
قہر ہے جا حجت بے سود تقریر فضول — جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے — تیرہ بختی نے بھی دکھلایا ہمین آخر فروغ
داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل مین رہے — نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے — پاؤن مین سو سو قیدون قید سلاسل مین رہے
محشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے — دیدۂ گریان کی عزت کسقدر دریا نے کی
اشک جو ٹپکے دے امان ساحل مین رہے — نقش کی امید نے نقشہ دگر گون کر دیا — ہا فراق روح و تن ہم فکر عامل مین رہے
اُنکے گانے کے تھے ہم مشتاق برسون نسیم — اسلیے شب بھر رقیبون کی بھی محفل مین رہے — افراسیاب جادو خضران

سبز پوش سے رخصت ہو کر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہان ملکہ حیرت جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہی مگر ہر وقت یہی خیال ہی کہ ای حیرت جادو کچھ کیفیت خواجہ عمرو داسد نا معلوم ہوئی یقین ہی سارہان زادہ نا یہ طلسم صندل بہوئ گیا ہو یقین ہی نامہ ضرور آئے وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے برائے مدد اسد نا مدار خواجہ عمرو

گئے ہین کچھ احوال دریافت نہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر لیجیے چالاک بشکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرائے حیرت جادو پر کہ تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا گرد اگرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک چونکہ عاشق صادق ہی گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آکر اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمائے افراسیاب نے کہا دریافت ہوجائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہی لشکر مین بہار جادو دو ما غبان و رعد و برق لامع و مخمور نہین ہین مگر کیا انتظام ہی کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا مابدولت نے جاکر ان سبکو مار ڈالا انکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہرچند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ بتلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا اے سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کرون مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصور بلند و مرتفع تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے آہین نہین اور دوست جفا نہین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش و خروش مین سحر کریگا کہ ایک بیڑا بچ کر نہ نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہوجائے افراسیاب نے کہا اے سیلان جادو مابدولت ساتھ آکر تمھاری جانبازی و بہادری ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر سیلان جادو نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق ہوکر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی اے ملکہ عالم ہوشیار ہوجاؤ لشکر افراسیاب آتا ہی ملکہ مہرخ گھبراکر اٹھین جبتک باہر آئین لشکر مین تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اٹھا باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش و خروش دریا موج مارتا ہوا چلا آتا ہی صدہا جیسے بارگاہین ڈوبین جیسے شل حباب بہتے پھرتے ہین ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا مین کمی نہین دمبدم دیاے تہار کی طغیانی ملکہ مہرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن دخور شید زرین سحر و لرزان و زلزلہ دغیرہ جانبازی مین مصروف ہین لیکن موجۂ دریا کم نہین ہوتا اسوقت اہل اسلام مین صداے فریاد بلند ہوکر دہہ دردمندیہ جو سرداران زبردست ہین سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہین فوج والے بیدست و پا ڈوبے جاتے ہین مالک بحر و بر کو پکار رہے ہین ناخداے عالم سے فریاد سیلان کنارے پر کھڑا ہوا ہی کبھی ملکہ مہرخ کو

آواز دیتا ہوا ای فرخ دیکھو سامنے شہنشاہ لڑائی کو ملاحظہ فرما رہے ہین چلو تمھاری خطا معاف کرادون تمھارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوے سرکشی کرنے والے کیا ہوئے اب تباہی مین خرابی ہو اب مین تامل نکرو ننگا اب کی سحر مین غرق دریاے فنا ہو جاؤ گی اُس سحر جانگداز سے ملت پناہ گی فرخ نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہو افراسیاب کی کیا لیاقت ہو جو ہمکو قتل کرسکے وہ جوراہ مین ہین اُنکا بھی پروردگار نگہبان ہو یہان بھی اُسی کا احسان ہو ایسے جواب سُنکر سیلان جادو جوش غضب مین سحر کرکے دریا کو زور دیتا ہو حقیقت مین ہزار ہا بندگان خدا ڈوبے کوئی چارہ نہین ہو اُسوقت ملکہ فرخ کو عالم یاس چہرہ اُداس اپنے بے نیاز کارساز سے مصروف دعا سرداران خاص سے حکم ہو جہان تک ہوسکے تم بچاؤ اپنے بچاؤ کوئی زوال نہ آنے پائے وہ جواب دیتے ہین ملکہ عالم ہمارا سحر جواب دیتا ہو ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار مرگ انبوہ جشنے وارد ہوا کسی کا داغ بھائی نہ دیکھے بڑی مشکل ہو یہ صدمہ دل سے نہ اُٹھے گا دیکھین آج کیا انجام ہوتا ہو افراسیاب کو بڑا غصہ ہو بہار دیا غبان وغیرہ کو کسی آفت مین پھنسا کے آیا ہو بہت بلبلا رہا ہو سیلان جادو ملعون زدرون پر چڑھا ہوا اطاعت کا خواہان ہو یہان جان جائے گی لیکن اب حرف اطاعت کہا کیا منھ لیکر بیجیا کے سامنے جائین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عام مددگار ہو لشکر فرخ مین عجب تلاطم ہوش سرداران کے گم موت کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر فرخ اُس دریاے پُر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے لگّہ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف ہو کہ وہ ابر گلنار قریب آیا لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین جذب ہو کر غائب ہوتا ہو کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اُسمین پانی جاکر چھپتا ہو ابر گلنار کو دیکھکر دریاے تہا رردپوش سیلان جادو کو سحر فراموش اتنی جو مہلت لشکر اسلام نے پائی سحر کرتے ہوے دوڑے سیلان جادو گھبرایا یہ کیا ماجرا ہو ابر کیسا آکر محیط ہوا ابر سے شعلہ ہاے آتش کا تار بندھا ہوا ہو ہر مرتبہ شعلے گرتے ہین دریا مین کمی میرے سحر مین برہمی ہو رہی ہو یکایک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بھتیجی کو کب دشمنضیر کی ملکہ اختر بن سہیلان کفیل زور شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی دہین سے نعرہ کیا او سیلان جادو بہتری اسمین ہو کہ اطاعت دین اسلام کرتو نے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا خون تیری گردن پر ہو ملکہ اختر کو دیکھکر سیلان جل گیا کہا اچھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ اراکین طلسم ہوش رُبا صاحبان مہر و وفا رجرأت دشوکت مین یکتا ہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی گڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑ کچھ کمال دکھلا سیلان جادو نے بڑھکر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے آتش

گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھایا اب غصہ آیا ابرو ون پر بل پڑا نیچہ ہلالی کر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ وہ سحر کیے سیلان پر برس پڑی نیچہ چمکا کے آواز دی اے سیلان جادو یہ حربہ اخیر ہی تیرے پھنسانے کو دلم جو ہر شمشیر ہی سیلان جادو نے بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچے نیچہ ہلالی کا ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیچہ سحر اختر چمک کے گرا اخر من حیات سیلان جلاد یا ناری کو خاک مین ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے سیلان کو ٹھنڈا کیا داخل جہنم ہوا غصہ مین خود اُٹھا اتنے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی ہی افراسیاب اُسکو دفع کرکے پھر دوڑ پڑتا ہی اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہی زور سے سحر کر رہی ہی یعنی بجلی اُتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری یہ بچیا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آگے تڑپتا ہی اختر جادو بھاگتی ہوئی اُفتان و خیزان جاتی ہی لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا تلوار خنجر شعلہ ہاے آتش افراسیاب پر گرے اختر نے چاہا نکلجاؤن کر لیکن پرسے ایک ساحر پیدا ہوا افراسیاب کے مُنھ سے بے اختیار نکلگیا کہ اے محفوظ جادو اس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اُسنے مارا ہی مابدولت کو صدمۂ عظیم پہونچایا جب ملکہ اختر پلٹی اُس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو توڑدون دام سے اُس بیچارے نکلجاؤن مگر اُسنے ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی نکالی وہ خاک اُڑادی غبار اُنکے قلب پر چھایا اُس نیر سپہر حسن و جمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو برج قفس مین بند کر دیا اُس ماہ تابان و مہر درخشان کو بہ مصیبت مکرسے اُس بیچارے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا اے محفوظ جادو اُستاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا الضین گنہگارون کو دیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش ہین یہ قید جانکر اُنکے حوالے کردے وہ سمجھ کر قتل کرینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کو جاکر مطمئن کرون مہرخ وغیرہ نے سحر سیلان کے وہ صدمے اُٹھائے تھے کہ آبرو بچاؤ شوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان جادو کو مارا اور افراسیاب نے نقاب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لیکر بارگاہ مین آئی ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ خمدوزی ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین آیا یہ قرہ فرحفزا سُنا یا ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین اُستاد کے روانہ کر دیا حیرت بہت خوش ہوئی برائے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پر ورد کا مہدر غنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج و محن یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بیان کیے جاتے ہین اشعار

اپنی ہستی پر نہو کیون منفعل ہر بار درد
جا بتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کے واسطے

باعث راحت مجھے ہی کہنہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گرون ایک جانب غیر دوست
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد
صورت حرف غلط بیار ہجران کا ترے

مٹ گیا ای جان زیر مایۂ دیوار درد
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دل مین ہی ہمیرے بشکل لذت پیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہی نہایت فہم جبر زار درد
بے مصیبت دوستی لطف سخن بہتا نہین

دل مین کچھ پیدا کرے ہر حرف اشعار درد
زخم دل چاک جگر سینہ سر داغدار
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین

تجکو کیا معلوم ہی رکھتے ہین کیا بیمار درد
کیا کہے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد
کیا عجب پیدا کرین دلمین مرے اشعار درد

ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کتنا ہون حزین
نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کثرت تکلیف سے آتے ہین دانتے تا زبان

غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوش آزار درد
آج کی شب میرے پہلو مین ہی بے دلدار درد
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے اینا کلام تلخ کی
چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
بات منہ سے کس طرح نکلے کہ عالم غیر ہی

آج رکھتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
محفوظ جا دونے اس عندلیب

گلشن حسن و جمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا موج ہوا سے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک سا حریسہ نام قفس مین بند کر کے لیجلا ہی ملکہ اختر فرماتی ہین مخمس

ایک میری ہی نہ تھی دان چشم تر
روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر
قطرہ شبنم کہ از گردون چکید

ہمچو اشک از دیدہ پر خون چکید
چشم انجم سے گرے پڑتے تھے اشک
جیون گہرا فلاک سے جڑتے تھے اشک

اور ثریا عقد گوہر بار تھی
چشم پر خون اشک خون افشار تھی
آستین رکھ منہ کے اوپر کہکشان

روتا تھا بادیدہ ہای خونفشان
اک تو اس غم سے دل شب تھا دونیم
لے کے آہ سرد بھرتی تھی نسیم

صبح صادق نے کیا سینہ کو شق
خون دل پینے لگا اپنا شفق
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار

اس سیہ روئے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ عرض کرنے لگا ای شہنشاہ بلند خوبی ای سرو باغ محبوبی ای ماہ آسمان حسن و جمال ای تیرتابان برج جاہ و جلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جا کر قتل کرو لیکن ٹوٹمین وہ ہاتھ جو تیرے بدعت اٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تجکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھین غلام اسواسطے اس مقام پر ٹھہر گیا میرے چمڑے کی جوتیان بنا کر

پہنیے غلامی مین اپنی مجکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم وحیا گوہر دریائے مہر و وفا پروردۂ مہد ناز و نعم تاجدار اقلیم جاہ و حشم تھر تھر کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھری چلی خرمن ہوش و حواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار رونی ضبط کرکے کہا او بیحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنھ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست اندازی ہو عم نامدار شہنشاہ کوکب ثمنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہمیشہ میری ملکہ بران شمشیر زن برادر یکجان برابر صاحب چتر و افسر شیر بیشۂ قہر و غضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے مہتر مہتران و بہتر بہتر سرہنگ و میر سرہنگ و افسر عیاران بساط بلا دنیا آدم مولانا حضرت عظم و مکرم صاحب جاہ و وقار خواجہ عمر و نامدار گشندۂ ساحران باج ستاننده ریش کا فراج وقت سُنین گے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا در پے آبرو ہوا یقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہوا بنکر جائینگے اس بیحیا کو واقع نرو نیرنگ مین پھنسائینگے زندہ نہ بچے گا عنایت سے پروردگار کے طلسم کشانے بھی رہائی پائی برائے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین بس او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اس طرح جو ملکہ اختر نے بقہر و غضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تردد منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب ناشائستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچانے اور تو مجھ سے کیا ہو سکے ایک سحر مجکو آتا ہی عطر پر پڑھکے آپ کو سونگھا دونگا اسکی بو دماغ تر و تازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی نجبت ہو جائیگی اب ملکہ اختر گھبرائین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری ای ہادی بنانے شمس و قمر ای مالک بحر و بر ای رزاق مطلق و ای کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے ستار ہو کر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست اندازی کرون قفس سے نکالون اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش مین آیا قفس مین سر ٹکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی تمام صحرا منور دادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائرون کے چہچہے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب ثمنضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر لے کر اٹھا اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب رو ثمنضمیر یعنے ملکہ اختر خوش پذیر پردست اندازہونے کا اُس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا

تیغہ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرتا غصہ مین کف منہ مین بھر آیا محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر پھینک مارا آفتاب نے آفرین دی اور جھپٹا ابھی تنا دل گردہ ہوا کہ پھر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولہ اُلٹا بیلٹا سینہ کی جانب کو اُسکے آتا ہے مثل شعلۂ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلا دے گھبرا کے پکارا اٹھا مصرعہ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا آوڑ کر پشت کو پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کر سکا تنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من محفوظ جادو بودتا ریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو نے بڑھکر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھنچوا پوچھا اے نور نظر یہ کیا حال ہوا اختر نے تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کوکب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران ہنرپوش بھیجا ہے اُس بجمالے نعمان وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو وہان جاتا ہون تم جاکر لشکر اسلام کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ اے عم نامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا سیلان اپنی آبرو ڈبو چکا تھا مین وقت پر پہونچی جاتے ہی اُس بجمالے کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کر لیا شکر ہے کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپس مین صلاح کرکے ملکہ اختر نے اسباب سحر اپنی ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانۂ زین کو شش خانۂ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا تلاش خضران مین چلا اختر چلتی ہوئی طرف لشکر مہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین نظم

جی مین آتا ہی دکھا مین ستمگار ہی کیا شراب
جلد لا ساقی برنگ بادۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
ذوق دلدار مین ساقی مین پیونگا کر شراب
ابر ہی امڈا ہوا گل کھلے ہین گلشن مین
آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ اے دلبر شراب
آزمودہ کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
بے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر آپنے گھر
جب چکے محفل مین تیری دو پری پیکر شراب
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مہوش کا
وعدہ دیدار کا کچھ یاس کرنا چاہیے
آج دے ساقی ہمین جسقدر ہو بہتر شراب
ساتھ غیرون کے تو ایکان پی چکے اکثر شراب
بھن گیا ہی بخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب
ہم بھی عشق مین غلامان علی ہین اے شیم
ساقی کوثر سے لیکے چلکے اک ساغر شراب

فقصہ ان قیدیان مستور کو لیے ہوئے ایک بھرے پرے پہاڑ مین پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو ساتھ ہین اُنکو حکم دیا کہ وارین استاد کنرو جلادون کو بلاؤ کنیزون نے بڑھکے دستک دی کئی جلاد

صاحبان بیداد بلکہ ظلم وستم کے اُستاد فوراً آکر حاضر ہوئے واہ رے اُستاد ہو تو ایسا اب خضران نے سحر کیا بلکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئے مگر رنگ روشنیٔ گل سے چہرے کھلائے ہوئے سب سے زیادہ بلکہ برآن بیقرار اشکبار لکھو پر بلک لوٹ آنکھوں کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم وملال مثل گنہگاروں کے اُس صحرائے ہول خیز میں اُستاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری میں بیٹھا ہے گرد چند کنیزیں ایک ایک سے عتاب خطاب کر رہا ہے کہ کیوں اے بہار اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا کوئی جواب نہیں دیتا ہر سکوت لب پر حیران وششدر بران کی آنکھوں سے آنسو جاری یاد ایرج میں بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
وہ عندلیب ہوں جسکی کھلی قفس میں آنکھ

نہیں ہے لطف خزاں بہار سے واقف
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف

فروغ حسن شب زلف یار سے واقف
خیال گریہ بس مرگ اسکو کیا ہوگا

جو آج تک نہیں میرے فرار سے واقف
نہیں تھے ہم ستم انتظار سے واقف

ہجوم کیف کی ہر دم ترقیاں ہیں مجھے
خلش اٹھائی نہ تو لذت خمار سے واقف

یہ آپکے نہیں تکلیف خار سے واقف
نہیں ہو جذب دل بیقرار سے واقف

ہیں وہ ہوں غنچۂ پژمردہ اس چمن میں نسیم
خضران طرف بہار و مخمور کے

متوجہ ہوا کہا اے ملکہ بہار شہنشاہ نے تمہارے مقدمہ میں ارشاد فرمایا ہے اگر تم توبہ کرو تو تمہاری خطا معاف کرا دوں اے مخمور افراسیاب کو بھی تیرا ناگوار ہے میں وعدہ کرتا ہوں سلطنت طلسم ہوش ربا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہے کوئی دخل نہ دیگا میں چلکر خطا معاف کرا دوں مخمور و بہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہے دین ساری پر ہم لعنت کر چکے جسکو اختیار ہے جو تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا سے ما بزرگ ست جلاد ون کو اسنے اشارہ کیا کہ اول شاخ حیات بہار قلم کر آج بی مخمور کا بھی نشہ اُتریگا اے باغبان تو وزیر اعظم ہے متوقان شہنشاہ کو سمجھانا حق جان دینی ہیں باغبان نے کہا او سبز قدم تو دمبدم اپنی ہی کہتا ہے جو تجھ سے ہو سکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہیں پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ برآن کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا برآن نے سر تسلیم خم کر دیا باغبان نے بیقرار ہو کر دعا مانگی بہار و مخمور وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملک برآن پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوئے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کس نے قتل کیا اس حیرت میں تھا کہ کہ آسمان سے نعرہ ہوا ہم آفتاب جاہ و ماہ آسمان طلسم نورافشان نیر تابان برج فلک غروشان

صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر خضران سبز پوش نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا غصہ سے سرخ ہا تھ چمکاتا ہوا برقین گراتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہوگیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کئی ہزار طائران زمرمہ سرا آفتاب جادو پر آپڑے چاہتے تھے کہ منقارون سے زرہ جسم کو پارہ پارہ کرین پنجون سے بوٹیان نوچ ڈالین چنداسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھین شہنشاہ کوکب کی دیکھی ہین فوراً خنجر کمر سے نکالا طائرون کو دیکھا کر زمین پر رکھدیا طائرون نے پاڑھر خنجر کی اپنے گلے رکھدیے ہزارون ذبح ہوگئے کنیزین خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگین آنکو آنکو آیک ایک اشارہ مین آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آوازدی کہ تم کیون اپنی اپنی جانین دیتی ہو چلو خدمت مین شہنشاہ نور افشان کی یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزین سحر ہوئین محبت کوکب کا دم بھرنے لگین خضران سے منھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ تخل مرجھائے جوانان چمن کے دم لبون پر آئے پھول کملائے غنچون کی زبانون مین کانٹے پڑے نرگس کی آنکھین پتھرائین سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان مین لکنت سرو بیتر غم والم کے چلے شاخون نے سر پٹیا پتے چلے جوانان چمن کا بیکار شباب مبزہ بے خود خواب

الظم

جلے سحر سے اسکے سارے شجر	ہوا آتش گل سے گلشن سقر	خزان کا ہی مور دا سی نصل باغ	اسی دن سے لالے کے ہی دین داغ
اُسید بہ خشک نرگس کا جام	اُسید سے بلبل کا نالہ ہی کام	کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق	کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق
غرض ایسے گلزار کو نامراد	فلک ہوگیا دیکھ کر شاد شاد		

خضران گھبرایا کہ سحر آفتاب نے باغ کو خاک مین ملایا جب جل گیا خضران نے پڑھکے دوسرا سحر کیا ہوا مین ٹھنڈی ٹھنڈی چلین چشمے موج مارنے لگے خضران نے چاہا اس رنگ کو مبوت کرین لیکن آفتاب کب اُسکا رنگ جمنے دیتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا ہوا چلنے چلتے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑگئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہی مخل تمکنت نہین ہوتے سبزہ اُس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش ہی ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھون مین سرسون پھولی ہر چند بینائی نہین فرق آیا مگر سامنے مین اندھا ہوا ہی تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہی تو تیغہ پکڑ کر خضران جھپکا کہا ای آفتاب دم لینا ذرا کہ ذرا فانہ دل کو غم والم سے بھر دو تا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر سحر پر روک رہا ہی ہر سحر کا جواب دیتا ہی عرصہ دراز تک آپسمین ردو قدح ہوئی مگر آفتاب جادو اپنا سحر نہین کرتا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ ہائے سحر دکھائے دو ایک زخم

بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک الغرہ کیا کہا او ملعون اِس جانب دیکھ اب قلعی کھلجائیگی دعوے اسکندری بھولے گا اپنے نزدیک بڑا رستم فطرت ہی یہ سحر بانی جیرت ہی اُسکو آئینہ جمشیدی کہتے ہین یہ کہکر کمر سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خود مین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا مُنھ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پر بیٹھا مُسکرا رہا ہی آئینہ خیال مین ہی جو ہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہی خضران نے چاہا منھ پھیر دین اُس جوان تاجدار نے آئینہ سے صورت دکھادی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اُسوقت اُس آئینہ جمشیدی سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری بڑے بڑے سحر کیے اس امید پر کہ اپنی جان بچاؤن بھاگ کر نکلجاؤن مگر جوش حیرت مین مثلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا صدا ئین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردم و جاندادیم بمطلب خود نرسیدیم اب صحرا روشن ہوا ملکہ ملکہ بران وغیرہ کو دیکھے ہا کیا برآن نے پوچھا اے عم نامدار آپ کو کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد ماجد نے خبر دی اول راہ مین آپ کی بہن ملکہ اختر کو چھڑا یا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین ہین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خود مین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سُناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر بڑے غصہ مین گئی ہی آپ لوگ جاکر جلد فرو کیجیے میرا ٹھہرنا اب مناسب نہین آئینہ جمشیدی دیکھکر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی فکر مین غرق دریاے حیرت ہوئے ملکہ بہار و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت در عدو برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادوان سب نے تجملی تمام تخت سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلے آفتاب جادو طرف قصر جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین منظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز	ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز	منظور دل تھی غربت بے پردگی ہمیں
کرتے ہین چاک سینہ خود مین کفن ہنوز	اب تک وہی ہین ہمسے تری کج ادائیان	اے مرغ کم ہوا نہ ترا باغ مین ہنوز
ہوتی نہین ہی کم میری ویرانہ دوستی	جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز	قاتل دریغ کرنہ لعاب زبان تیغ
کھولے ہوے ہین غم ہمارے دہن ہنوز	تجدید سوخ یاد رخ و زلف مین ہوئی	مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز
ہم سرد بھی ہوے تو نفس سرد کھینچکر	گرمی دکھا رہی ہی تری انجمن ہنوز	ہر غنچہ منعقد ہی تری شوق دید مین

پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز	جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہائے دل	اے رشک گل وہی ہی ہوائے چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کے تھین بدگمانیان	نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز	ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی کہنگی
پہنے ہوے ہی روح وہی پیرہن ہنوز	ایکان اضطراب نکہرات ہی ابھی	باقی ہی دیکھو صبح شب شمع و لگن ہنوز
انگشتین کے کیا سوال نکیون کے لیے	باقی ہی قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز	بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید

کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت مین موجود ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم ملکہ اختر بن سلیمان فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا بڑا اس بیحیا کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت ہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے گرتے گرتے ہزارون کو قتل کیا تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ مہرخ سرداران زرہدار کو لے کر دخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزارون ساحر قتل کیے اب اس شاہزادی پر ہنگامہ ہی ملازمان حیرت نے چار جانب سے گھیرا ہی افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا بوصا جو غضب ہوا ہمارے سردار ابتک واپس نہین آئے ملکہ یران کی خبر دریافت نہین ہوئی یہ سنکر ملکہ کوکب کی یہ افتاد کیونکر دخل نہ دین یہ کہکر ملکہ مہرخ اٹھین تخت پر سوار ہوئین نفیر سحر بجی زرہ سر پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوے ملکہ مہرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر آسمان نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ مہرخ موے پر یغان ہو کر کاکل کھولی خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکا یا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دونون زن و شو ہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن مین ہزارون کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے بڑھ کر موتیون کا مالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اتنے ہی ساحر افراسیاب کے سر پر پس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اسنے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی اے اختر ابھی پلو اب کھیلنے کا وقت نہین ہی افراسیاب جادو بڑھ کر سحر کیا چاہتا ہی طبقے زمین کے تھرائینگے اسکے سحر کا رد کسا دشوار ہوگا اختر نے نہ ٹالا پھینک کر جا پڑی ابکی مرتبہ سر حیرت کا زخمی ہوا تخت ٹوٹ گیا اب افراسیاب جادو کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیون تم سبھون کی شامتین آئی ہین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نہین معلوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھک کر سنگریزے اٹھائے آسمان پر پھینکنے لگا ہلام پہ پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے سرداران تہتن و گردان صف شکن شریک ہو کر ان سنگریزون کو دفع کرتے ہین افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منہ سے آگ نکلتا شعلہ بھڑک کر اسپر گرا اعضا جلنے لگے

جسم سے اُسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادو گر جلکر گرے افراسیاب نے بڑھ بڑھکے سحر کیے صفون کو درہم و برہم کر دیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھکر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر افراسیاب پر تاثیر نہوئی آخر فا چار ہوکر سرداران نامی نے چاہا نکلجائین افراسیاب کب جانے دیتا ہی پیچھا کیے ہوے چلا آتا ہی سرداران اسلام کا یہ حال ہی کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہین کسی کے سحر نے آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے مین سب کے سحر دفع کر دیتا ہی اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلجانا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب کہتا ہی ایک ایک سردار کو لوٹتا ہی لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادۂ مرگ وہیہات قضا قدم نہین ہٹاتے لیکن مجبوری یہ ہی کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہین کرتا اُستاد ان بخور نے تحریر فرمایا ہی کہ افراسیاب نے قہر و غضب مین آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوش رُبا شکست ہوا ہا لیان حجرۂ بلا قتل ہوئے وائی امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہوگئین یہ جو صدا افراسیاب نے قہر و غضب تمام دی زمین کانپی آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سردارون کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب طلسم باطن سے صدا طلب کرتا ہی یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کو لیکن اسپر تاثیر ہونا تمھارے سحر کی دشوار ہی تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنے اپنے سحر کیے شعلہ گرے آتش و غبارہاے سحر و شمشیرہاے بران و خنجرہاے خونفشان و نیزہ ہاے جان ستان و تیرہاے دلدوز و تیرہاے پرسوز افراسیاب پر گرے آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک مین ملادون تلوارون کا قصد تھا کہ دم بند کرین خنجر چاہتے تھے کہ گلونے افراسیاب کے بوسے لین تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکلجائین نیزہ بل کرتا تھا کہ دل جگر کو برادون تیر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اڑادون یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب کے ٹپری مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نعرہ کیا اسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین نہایت حسین ایک تخت پر سوار جڑاؤ ترچھا باندھا ہوا تخت کو اُڑاے ہوے آتی ہی پکارتی ہی کہ اے شہنشاہ کیتر آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجیے تبر ساسری تھا گئی ارے کین طلسم ہوش رُبا کا نپ رہے ہین ہر کس و ناکس کو ملال ہی جان اپنی آپ کے قدمون پر نثار کرین یہی خیال ہی یہ کہکر اُس نازنین نے ایک گولہ فولادی ہاتھ مین افراسیاب کے دیا کہا لو شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے خوش ہوکر گولہ اُسکے ہاتھ سے لیا ملکہ مہرخ مودغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا نفیر سحر بجائی کہ یارو نکل چلو دیکھو بلا نازل ہوا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا کہ یا شیدا ے مسلمانان آج کیا مین تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم پیچھے ہٹا ساسری کا نام لیکر وہ گولہ پھینک مارا دنانے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی معلوم ہوا کہ کئی سو

تو مین ایک مرتبہ غیر ہوگئین ہزار ہا نخل گرے صدہا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اُڑے دندہاڑون سے سر ٹکرانے لگے مظلم مصنف تمرلزل زمین کو ہوا اسقدر نمرزنے لگے خوف سے پشت در فلک کو فراموش گردش ہوئی پہاڑون کو سخی سے جنبش ہوئی رخ مہر گردون نہان ہوگیا عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا صدا ہاے ہاہو کا بھی شور تھا بعد عرصۂ دراز ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب جادو ٹھڑا جھوم رہا ہی اور ملکہ مہرخ مع چار سو سردارون کے مثل مردون کے بیہوش پڑی ہین اور اہالیان لشکر دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کر رہے ہین بارگاہ سرنگون سپہ سنسان صفین اُجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت جادو کو پکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کر لو مابدولت جاکر جلاد طلسمی روانہ کرینگے وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کرینگے اور استاد خضران سبز پوش صحرانشین نے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر خاید اسکی ضرورت ہو تو مین اُنکو بھی اُنھین کی خدمت مین بھیجدونگا اختیار مابدولت کا دیکھا کہا کرتا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلامون کو مٹا دینا کیا دشوار ہی سردار کیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دشمن ہمسر ہی یہ محو آپ کے دامن کی گرد ہی ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیرزادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کرو افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب شکین پر سوار ہوکر طرف باغ سکیب کے روانہ ہوا ملکہ حیرت جادوان قیدیان بلا کو گرفتار کرکے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا بہار وغیرہ دہان گرفتار ہوئین ساربان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک سائی دشوار اُسکو دہان اہالیان طلسم صندل کی قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ کرسکے کنیزان حیرت جادو ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب سرکشی سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اس گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے تابعدار ہوا بھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کردینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت کیون اسقدر غرور کرتی ہی سلطنت کے نام پر مرتی ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے جسکی جہان قضا ہی مارا جائیگا چنگل شہباز اجل سے کوئی مہلت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام بچھایا ہی ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہی جسکی موت جس مقام پر ہی خاک کو خاک کھینچ لیتی ہی اجل کسی کو کب مہلت دیتی ہی کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا الم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے	آہ اب کس کس کی خاطر روئیے	ایسی کتنی موتیں ہان میں گئیں	کیسی کیسی صورتیں ہان مٹ گئیں
کیسے کیسے لوگ یانے اٹھ گئے	خوبرو سارے جانے اٹھ گئے	حسن خوبی ساتھ اپنے لیگئے	لالہ سان اک داغ دیکر دیگئے
غم سے یارو نکے ہو دل الہا ہی داغ	حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ	کیجیے آگے بس اب قطع کلام	دوستون کا غم نہو وے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ استعجاب حیرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے ملا زبان حیرت من غریو بلند ہوا ہر ایک نے کہا صاحبو حقیقت مین ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات فرمائے ہین کہ دل بیچین ہو گیا کیسے کیسے گلفام ان خوبرو ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید خدا تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ وجلال شاہان باکمال حسرت دیاس سیکر پردۂ دنیا سے گئے باغ عالم سے غمزدا دخامل نہوا کسی کا ماحسن وجمال کامل نہوا دنیا مقام عبرت ہو جائے عشرت نہین مصیبت مہرخ پر بعض اوقات ہین بعض ہنستے ہین بعض انکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو ہین ابھی ان سب کو دار پر کھینچون گی شہنشاہ مجھے اختیار دے گئے ہین جلاد طلسمی آنے سے کیا مراد ہی ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہی مسلمانون کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہین سب کے دل پھرے ہوئے ہین بعض آنے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی داربن استادہ ہونے جلاد آنے لگے شلنگین لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت مشیران اہبت حاضر ہین حیرت نے حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سر زنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا آہی مہرخ اب بھی کچھ نہین گیا قدم کو بابد دولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ سمجھا ہم خوب سمجھ چکے ہین پس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو جلاد تیغہ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمین قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت نے نانا جلادون کو اشارہ کیا جلادنے بڑھکر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا او ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوتا ہی جو ہوس ہو فرمایئے اب تساہل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے موجود ہین حکم دیچکی ہین سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدمون کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر وغضب مین جواب دیا او بیحیا بکا رخود ہو شیار باش جلادنے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلادنے دوڑکر خنجر مارا پشیانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دور جاکر گرا گرا نے کی آواز آئی لوگون نے آواز دی ہی رہ مارا اب جو دیکھا جلاد کا سر پٹا ہوا تڑپ رہا ہی مہرخ بہ اطمینان کھڑی ہی حیرت نے کہا کہ جلاد کیا دیوانہ تھا جو اپنے سر پر خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد پرے سے نکلا ہٹو بچو

کرتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اُٹھایا جلاد نے اشارہ کیا مین ہون غلام آپ کا مہتر بن چالاک بن عمرو جمپٹ کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے نعرہ کیا اُٹھتے گولہ مارا کئی سو سیاحرون کے سر پھٹے جب تک ملکہ حیرت سنبھلین ملکہ مہرخ نے سرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن کی زبانون سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی مین مصروف ہوے اہا لیان لشکر نے سُنا کہ ہمارے سردارون نے رہائی پائی وہ بھی اگر مصروف جنگ ہوئے لیکن حیرت کا لشکر زیادہ ہی سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو حیرت سنبھلی ایک جانب سے مصور و صورت نگار و مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش سرمایہ برف انداز و ابر بریق کوہ شگاف و گیسوے کشاے بن شہاب غیرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے طبقے زمین کے ہلا دیے اسکے ہر ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھین اُن سرداران نامی مین سے کوئی موجود نہین اور سب پر شیرازہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کر لیا دریاے آتش سحر موج مار رہا ہی ہزارہا بندگان خدا جلکر خاک ہوئے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے جواب دیے کسی مقام پر کمی نہین کی مزاج نے برہمی نہین کی حیرت غصہ مین نیچے کھینچکر جا پڑی کئی وار مہرخ نے روکے آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کرکے اسم سحر پڑھا ہا تھ نیچے کا مارا ملکہ مہرخ نے سر سحر کو اُٹھایا نیچے حیرت کا سیر سحر سے نہ رکا سر کے دو ٹکڑے ہوے رہی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا قریب تھا کہ بیہوش ہو کے گرے ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کا کلکشا سحر کرتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئین شانہ تھام کے سنبھالا لاکھی ہزار سا حر اُس مقام پر مارے گئے اہل اسلام چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے لڑ بھڑ نکالجائین مگر فوج حیرت نے گھیرا ڈالدیا زبان ہلانا مشکل ہوا فوجین بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے فوج کے پانون اُٹھنے لگے ہر چند کہ سردار کدو کوشش کرتے ہین مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار بقباے بلند آواز ترغیب دیتے ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است ننگ بادبردہ کوشش نام و ننگ بایدکرد ۔ اب اسوقت کوئی نہین سُنتا فرار پر قرار سردارون کی کوشش بیکار ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ بڑا چھوٹا جاتا ہی بدحواس ہو گئی سرداروں کو آواز دی یارو کہان ہے جاتے ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان مٹاکر بڑا چھوٹا کو قائم رکھا اگر بڑا چھوٹا طلسم ہوش ربا مین قدم تھمتا دشوار ہوگا خراج گذاران اقراسیاب گھیر کر گرفتار کرلینگے ذلت و رسوائی سے قتل ہوگے تلوار کے منھ پر جا پڑو دم دلاسا دو ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہی دم جرات کا بھرتی ہی لیکن حیرت کے سحر نے آگ لگادی زمین تپ رہی ہی جھلسے ہوے گرم کے چل رہے ہین جل خشک جل رہے ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے

کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہے سرفروش مرنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر نہین کرتا سب کو جواب دیہی ہے بیقرار ہو کر تاج سر سے اُتارا دعا کی کہ پروردگار اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کرلو اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کر کے چلے قریب ہے کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جاے پڑاؤ چھٹ جاے کہ بحکم باغبان قضا و قدر لپیٹ پھولون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین سنبل نے زلف پر شکن کو آراستہ کیا نخل سرسبز و شاداب ہوے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا لکہ ابر گلنار شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بصد صولت و شوکت طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو مرکب گلی پر پٹری جمی ہوئی نیچہ گلی ہاتھ مین مینڈھیان گندھی ہوئی کرتا آب رواں کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جانب سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ لو خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہالیان لشکر حیرت مبہوت ہو کر آپسمین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے سحر بہار سے حیرت گھبراجاتی ہے لحہ بھر مین ہزارون نے جانین دین کسی نے دیوانہ ہو کر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف صحرا کے بھاگا ملکہ بران نے اُترتے اُترتے کئی سو جادو گرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر دیکھا کہ بہار نے ہزارہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعرہاے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایرج پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت نجد کے جائین خیال معشوق مین ناپایدار عالم بھی نگاہ مین ہے اتنے ہی عرصہ مین ہزارہا لاشے پھڑک رہے ہین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پُرملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سُن لے یہ التماس مراد وستانہ ہی — ہشیار ہو کہ تیرا اجل کا نشانہ ہی — اک تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
گاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے — دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند واقربا — بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہی
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول — ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے — انفاس مستعار پہ کیا اعتبار نیست
اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے — یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین — ہے زندگی طلسم جہان ایک فسانہ ہی
رکتی نہین ہے خاک کسی شہسوار کی — ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہی — کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے
کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہی — کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سُنا چلے — نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ اے بران لڑ بھڑ کر جان دو یا حیرت جادو کو پڑھ کر ماروے مارے اسکا انجام غیر ممکن بس زندگی بیکار ہی اُدھر سے لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی ملکہ مخمور آئین مخمور کی نگاہ بران پر پڑی دیکھا اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ایک نخل کے سایہ مین وہ سرو باغ رعنائی سحر کر رہی ہی مخمور نے قریب آکر فرمایا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہے حقیقت مین بڑے ہنگامہ کی لڑائی ہی مگر ایسا متوحش مین نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بران نے فرمایا ای مخمور شکر ہی پروردگار کا اطمینان سے پلٹین گے تو حال کہین گے اسوقت حیرت نے ہزار ہا بندگان خدا کو مارا اسکی فکر کرو غم والم کے پابند ہین گردش فلکی سے آٹھ پہر دردمند ہین ای ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

تہا نہ موج خندہ زند بر بقاے ما	چشمک حباب نیز بہ نشود نماے ما
جاے فرشتہ نیست بخلوتسراے ما	از کوچہ فراغت دل کی تو انگذشت
آئینہ ایم و طعمہ زنگار گشتہ ایم	تا زشت را ملول نہ سازد صفاے ما
یک خوشہ چین حسن تو انہم سزاے ما	مارا ابد امید رہائی خیال محض

مخمور خود دل دادہ فریفتہ ہی ان اشعار کے سننے کی کیا تاب تھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اور ہجران آفت دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیان لگ گئین دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہی ملکہ بران نیچے کھچکر طرف حیرت کے چلی ادھر سے حیرت اس خیال مین چلی کہ بران سے مقابلہ کرون بہار نے دورسے گلدستہ تاراسامنے ملکہ حیرت کے پھینکا پھول برسنے لگے حیرت جھومی قریب تھا کہ اشعار بہاریہ شروع کرے کہ ایک طائر نے سر پر آکر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہوگئی طائر کو دیکھکر ہوش اُڑے حیرت نے جو اتنی مہلت پائی نیچے سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہوکر پیچھے ہٹی حیرت نے سایہ مین نیچے کے لیا بہار ہٹتی چلی آتی ہی سحر کر رہی ہی حیرت اتنی مہلت نہین پاتی کہ بہار خاموش ہو تو مین سر کاٹ لون یا بیہوش کرون مگر بہار کو یقین کامل ہی کہ اب حیرت کے سامنے سے بچکر نکلنا دشوار ہی بہار نے ناچار ہوکر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ نخل آرزو مین شاید ثمر آئے اس باغی کے ہاتھ سے جان بچ جائے حیرت کب مانتی ہے چاہا سحر کرکے نیچے ہارون کہ یک طرف سے آواز آئی ای ملکہ ہوشیار ہو جایئے حیرت نے دیکھا صرصر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہہ رہی ہی کہ ای ملکہ عالم باغیون کا بلوہ ہی اپنی جان بچایئے یہ بھی کہا دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہین حیرت پلٹی منہ پھیرنا تھا کہ صرصر نقلی نے حلقہ ہاے کمند مارے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری من آئم چیست چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک	نہ آید باد گر دتیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

حلقہ گلے مین حیرت کے پڑے چاہا تڑپون نکلجاؤن چالاک نے حباب مارا حیرت بیہوش ہوکے گری

نعرۂ چالاک کی صدا سُنکر بہار بڑھی کہ حیرت کو گرفتار کرلون ایک تپلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون محل شہنشاہ پر دست انداز ہونا گو دہین حیرت کو لیکر وہی تپلہ بلند ہوگیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور و بران نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہ مین گھسے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بچائی کہ صاحبو بس بھاگنے والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف ہی اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کسی کوس پر جاکر ٹھہرے حیرت کو پتلے نے لیجاکر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر پایا پتلے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ تپلہ بچاکر محکوم ٹھالایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے لشکر کے دیکھنے کو چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دورا کر بارگاہ مین ٹوٹی پھوٹی استادکرائی ہین انتظام ہورہا ہر بھاگے ہوے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بارگاہ مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ جن قیدیون کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر انکو رہا کرلیا بارگاہ مین گھسے لٹ گئے فلان مقام پر آکر بے سامانی مین اُتر پڑی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیز رو کو وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی اُنھین کے ہاتھ مین دینا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین لباس پوش و ملکہ لالان خون قبا شتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو محلات مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہا حضور خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے عبادت کرانے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا فضل اپنا شریک حال کرے ہم لوگون نے راستے پیدا کرلیے ہین مبدم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچا ینگے خبر ہین لائینگے بڑی مصیبت سے پروردگار نے بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہکو رہا کیا مگر ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہی طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے ورنہ قہر و مہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین اُنکا بھی قتل دشوار ہی اب ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران مسطور کو رخصت نہ کردون ملکہ بران نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت کیجیے سرداردن مین غریو گریہ و زاری بلند ہوا لیکن اسی وقت ملکہ بہار و باغبان عالی وقار ملکہ مخمور مہرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران ملکہ مجلس جادو ملکہ مہرخ و مہ جبین سے

رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا اب ہمارا جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی آٹھ پہر موت کا سامنا ہی اگر حیات مستعار باقی ہی تو تم سب صاحبون سے ملینگے اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بخدۂ گران یعنی مہتر قران براے دریافت حال خواجہ عمر و شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کر دیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہی ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہین ذرا چوکین باعث خرابی ہو مقدمہ طلسم صندل نہایت وسیع ہے افراسیاب کو نا ہی کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کر سکتا نہین معلوم کیا راز و نیاز ہی مہتر قران نے کہا ہم بھی اپنے استاد کی تلاش مین ضرور جائینگے یہ کہکر مہتر قران نے بھی بانہاے عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیے چالاک کو بلا کر فرمایا اب نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمہارے قبضہ و کمہ نہین ہین ہم بھی برابر تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہماری کیا حقیقت کہ ہم انتظام کر سکین خدمت گزاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے اسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہزادہ عرصہ یکہ تازی اسد مین کرب غازی یہ سب صاحب جائے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تازعرصۂ جرأت و ہمت ہنر پیشہ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نورنگاہ صاحبقران اعنی شاہزادہ اسد نوجوان بشارت یار کنز بزرگان دین سے مصروف ہونے فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہاے باقی نامہ مصنف

بلا ساقیا جام چراغ شتاب	کہ ملک مطامین پہ ہون فتح یاب	ہوا نشۂ جنگ کا اب خمار	کھینچے تیغ کلاب جلالت شعار
کہ نیت قلم ہو مراد کشت مین	چلے آج تلوار اس دشت مین	ترا رند مشرب جو سرشار ہو	پیے سب میکدہ خون سے گلنار
بلا ساغر بادۂ لالہ رنگ	کہ دہ پیش ہو آج جستونکو شنگ	بلا جلد جام شراب کہن	نکر رند مجبور سے بانکپن
مین تیغ زبان کو علم کر چکا	کہ اس معرکہ مین قدم دھر چکا	صفین جم گئین لشکر نظم کی	وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
نکیت قلم نے طرارہ کھبرا	چھلاوہ بنا لو ہوا ہو گیا	صبا سے کہا اب آ دشت مین	فلک پہ گیا ایک ہی گشت مین
قمر طبع چالاک ہوا فوج پر	جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پر	مرا کلک ہی تیرۂ جانستان	رقم سے نمایان ہین سرتیزیان
کبھی جوش مین بحر زخار ہی	یہ دریاے مواج و قہار ہی	صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی	شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی
نہ کر ساقیا اسقدر تیزیان	کہ ہون مے پرستون مین نوخیز ہیچ	چہرۂ سیاحان دشت پر ہوں مضامین دفتاحان	

مرحلہ جات طلسمات جلالت آئین بملاحظہ لوح قرطاس بیضا اقتباس بہ مدد افواج نظم و نثر قاحی

طلسمات مین مصروف ہین	اشعار مصنف	نویسندگان سخن پروران	بہ تسطیر اوراق این داستان

مضامین رنگین بہم کردہ اند | سطور مرصع رقم کردہ اند | جبکہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسعد بن کرب
غازی درۂ کوہ فلک شکوہ مین برائے عبادت رب اکبر آکر بیٹھا دعامین مصروف ہوا خواجہ عمرو اگرالگ
ٹھہرے دعا کر رہے ہین کہ پروردگار اسعد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب نیز رگان دین سے شرف
حاصل ہو فتح طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بہ تعجیل ملے غنچہ آرزو کھلے مگر
اسعد نامدار بخضوع و خشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہے کہ پروردگار رحم اپنا شریک حال کر روتی
روتے پیر رات رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا
اسعد غازی کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدہ باطنی کھلے ہین ارشاد نبیاد ہوا کہ اے فتاح
طلسم عجائب و غرائب بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کردہ نشان لوح بنائیگا مرحلہ جات پر
بھی کام آئیگا بوقت سحر اسعد نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو صدائے اسعد سنکر درۂ کوہ مین تشریف لائے اسعد
نامور کو مصروف وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان و درخشان ہے عمرو نے اسعد کو گلے سے لگایا
پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہ ہوائے نور نظر وائے پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسعد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل کہان قید ہے اور
کیا نام ہے اس کی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگون کا خالی از لطف نہوگا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ
فرما کر اسعد کو درۂ کوہ مین ٹھہرایا خود عمرو صحرا مین آکر زیر نخل ٹھہرا مگر حیران کیونکہ پتہ ملے کہ بادشاہ سابق
کہان قید ہے عمرو تو اس فکر مین ہے لیکن افراسیاب کو نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا
اور یہ بھی اسنے سنا کہ خضران مارا گیا قہر و غضب مین آکر ایک نامۂ اشرار جادوگر کو تحریر کیا کہ
اے اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو فوراً قتل کر نا سامری
نامہ مین صاف تحریر ہے کہ جبتک احضر جادو رہا نہ ہوگا فتاح طلسم صندل ناممکن ہے اسکا قتل واجب
ولازم ہے یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نام کیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسعد کو درہ کوہ مین
چھوڑ کر سایہ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو رہا کرون وہ بادشاہ سابق کہان
ہے ہماری نظر و نسے نہان ہے یہ خواجہ عمرو کا دستور ہے کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر بنے ہوئے بیٹھے
ہین سر حرم متردد متحیر دیکھا ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہے خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا
دریافت کرین کہ یہ کون ہے یہ سوچ کر آواز دی ارے بھائی جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا قدم آگے
بڑھاؤگے کتے کی موت مارے جاؤگے اس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اترا سمجھا شاید آگے کچھ مقام
خوف ہے جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہے کہان جاتا ہے تیرا کیا نام ہے اس ساحر نے کہا کہ

دراز زبان تو اپنی روکئے زبان کا شایستہ نہونا بڑے عیب کی بات ہے خواجہ عمرو نے کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شایستگی کیا ایسون کے لئے جوتی سیزار لازم ہے جب تو وہ جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیوپر بل پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق ہم سے بگڑتے ہو تم جادو ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر پڑتپتا ہوگا جو روبھاری بیوہ ہو جائے گی اور بچے یتیم جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات سخت کا ہم پر انہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام ونشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تم کو سیدھی راہ بتا دین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر ہوئے ہین بھائی ادھر ایک زمیندار بگڑ گیا ہے آیندہ درون کو ٹوٹا لیتا ہے صدہا بندگان سامری مار یئے اُس سے ہم نے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہے ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل وہان قید ہے اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لئے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک اخضر کا قتل منظور ہے عمرو یہ مژدۂ فرح افزا سُنکر پھول گیا پتہ نشان کی پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش نہ کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے نہ جانا قزاقون سے بچ جاؤگے وہ ساحر سلام بندگی کر کے سمت قصر آہن روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت اگر اسد نامور سے بیان کی کچھ چپکے سے اسد کے کان مین کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرعہ صلاح ہا ہمہ آنست کان صلاح شما ؛ اس سرگوشی کا حال آگے بڑھکے تحریر ہوگا خواجہ عمرو اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہ ساحر فرستادۂ افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان مثل بید کانپتا ہوا وہان پہونچا کہ اشرار جادو بارہ ہزار ساحرون سے اُترا ہوا ہے ملک اخضر مسلسل ومطوق بال سر کے بڑھے ہوئے روشنی چشم ندارد بیٹھا ہوا سوچ رہا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ساحر نا افراسیاب کا لیکر آیا ہے اشرار نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا مضمون مذکور تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہے کوئی بے اعتدالی اس سے سرزد نہین ہوئی ہمراہیان اشرار کو بھی رنج وملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سُنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پر بہت رویا کبھی سمجھتا تھا خوبی تقدیر سے قدمبوسی اُس شیر بیشہ جرأت کی نصیب نہوئی موت قریب ہے وائے برما وگرفتاری ما حسرت ویاس لے کر

پردۂ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی نظم

من بساط عیش خود را بر سر تیغم کجا	خندہ زن بر شادی من مہ ماتم کجا
جان بفکر شادمانی طعمۂ غم تا کجا	راضیم گر چرخ زیر تیغ بنشاند مرا
خون دل تا کے خورد در سینہ اندوہ ستم	از برائے منزے سامان بگردم تا کجا

جز نمک پاشی نخاطر رہ نمیباید مرح — برجراحتہائے تیغ عشق مرہم تا کجا — غافل از بد نامیم خشین کہ نامش ترا
ای بر در سوا یم دا للہ اعلم تا کجا — در فراق رفتگان باغم بسازم تا بکے — در مقام فرحت چندے بگیرم تا کجا
از بیاض عمر معنی ہائے رنگین رفتہ است — یک ورق گردانی ماندہ بہست انہم تا کجا — از تلاش دسعی سودا تا بکس پیرا دسر
حلقۂ در بازدن با قامت خم تا کجا — خبر دہشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رو دا شرار جادو نے فوراً ارشاد

کرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی مدت سے اسی مقام پر فروکش تھے اس بڈھے کی قید کے نگہبان تھے اب قتل کرکے اپنے اپنے شہر مین جائینگے اس آفت سے مہلت پائین گے قریب خضر جادو کے آکر اشرار جادو نے کہا اے ملک خضر تمھارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کرکے خدمت افراسیاب مین جاکر انعام لینگے کہو تمھارا پیشکش کرینگے خضر نے کہا اے اشرار کیا مجال ہی تیری جو تو مجکو قتل کرسکے بموجب بشارت بندگان دین بلاغت آئین آج دن میری رہائی کا ہی پس اگر قتل بھی ہوے طائر روح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشرار نے کہا اے خضر کیون بیہودہ بکتا ہی تو تو کئی مہینے سے کہہ رہا ہی کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت یاس قتل ہوتے ہو اب کیون اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ نہ دیا لڑائی مین خیر خواہ ہونے سے کچھ لطف اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادہ مرگ فنا ہے قضا ہو ملک خضر نے سر جھکایا جلاد تیغہ کھینچکے قریب آیا اشرار نے کوٹھے کھلوائے یہی سب سے کہہ رہا ہی یہ مال ہم تم آپسمین تقسیم کرلین گے مگر نہین معلوم کیا سبب ہو کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصۂ دراز سے قید ہی سلطنت طلسم صندل سے معزول کرکے اندھا کردیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم کرنے کا آیا ملک خضر بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہی دل سے کہہ رہا ہی دیکھون کیا ظہور ہو کیون اے خدائے نادیدہ دوستون کو غم دشمنون کو سرور ہو ابھی اشرار نے حکم اول نہین دیا کہ ہلڑ ہوا کہ افسر دجلد اٹھو شہنشاہ آتے ہین سب نے سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کروفر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو ایسی معشوقہ ماہ رخسار اڑا ہوا آتا ہی اشرار جادو دوبارہ ہزار ساحران غدار کو لیکر برائے استقبال آگے بڑھا جلادنے خضر سے کہا او ملک خضر فانی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا آپہونچے ملک خضر نے جواب دیا آیگا تو تمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اُترا سلامی ہوئی درمیان لحین فوراً اشرار جادو نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بکروفر تخت پر بیٹھا اشرار نے عرض کی اسوقت حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے اشرار بادولت نے نامہ روانہ کیا لیکن اوراق ہماری مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ خضر قتل نہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ پلٹ کر اسی کے پڑیگا ایک آندھی

سیاہ اُٹھیگی اُسمین سب سر ٹکرا کے مروگے ما بدولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگاؤ
اسپر القاب سامری پڑھا جائے تم سب جلد پیو کہ سامری جمشید تقدیر نہ کرنے پائین آج ذرا دہ بھی گھبرائین
اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات ومنات ذلیل ہین فوراً لاکر شراب کے مٹکے
رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی لفظین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین
ہنستی جاتی ہی سب سے زیادہ حیرت کام کر رہی ہی شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہین حیرت اُسکی تاثیر مٹکے مین
پہونچاتی ہی بارہ ہزار ساحر بدوش پر افراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے
کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہی اشارہ کرتی ہی کیون ای خیر خواہ اس قصر مین خزانہ بھی ہی ہمارا ارادہ ہی
کہ بعد قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کرین شہزار نے کہا حضور اس قصر مین بڑار روپیہ ہی بڑی مدت کا خزانہ ہی
حضور پر ورش فرمائینگی تو ہماری مشقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون بیمروت یہ تجکو
خیال کبھی نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آسما اشرار مر گیا ساتھ والون سے کہتا ہی لو بھائیو حیرت مجھپر مائل ہی
اس خوشی مین نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس زعم مین شراب پیا ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی تو صاحبو ایک
ایک جام ایک ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پیئے گا دم ٹوٹ جائیگا عم گھٹ جائیگی اشرار کو اور
زیادہ بھرکے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پیا اشرار اپنے آپ سے
باہر ہوئے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو قریب اخضر نابینا کے آئی کہا ای
ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آپہونچا منم عمر و بن اُمیہ ضمری اسرار جادو کو بیہوش کیا یہ سنکر
ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کیا حضور مجھکو بشارت ہوچکی تھی کہ طلسم کشا تجکو آکر رہائی کریگا مین حیران
تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اُسکا نکالکر غلام کی آنکھون
مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی عمر و نے فوراً اشرار کو
قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا آنکھون نے فوراً آگ روشن کی دریا دلی دکھائی جگر اشرار
کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا خواجہ عمر و بن امیہ ضمری
مکانون مین گھستے رہے خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضرت فرماتے ہین ای بادشاہ طلسم صندل
یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے تھے جفائین سہتے تھے تنخواہ وغیرہ
کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت ہی عمر و نے کہا ای برادر مین نے سب
مکانون مین تلاش کی ایک مکان مین دو شکے جنمین کوڑیون کے بھرے ہوے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینکدین وہ
کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے یہان تو روپیہ بیحساب تھا عمر و نے کہا اب تو تمھاری آنکھین

روغن ہوئیں ایسی ہی باتین تو بناؤ گے تمنے کہین چھپایا ہوگا اسد نے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہے حقیقت مین بیان روپیہ کہان فقیرون کا مکان بارہ ہزار ساحر رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیان روپیہ تمھاگی نے لے لیا اسد نے کہا نہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہے غرض ملازمان اخضر بھی بطیع الاسلام ہوئے اخضر نے اُسی قصر مین بڑی دھوم سے خواہ عمرو و اسد کی دعوت کی مین گرمی صحبت مین عمرو نے کہا ای ملک خضر لوح طلسم صندل کی خواہش ہے بزرگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جاکر ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے بیان تک پہونچایا شکر ہے کہ تمکو قید سے اُس بیچارے کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہان ہے ملک اخضر نے دست بستہ عرض کی کہ مقام لوح گزارش کرونگا مگر لینا اُسکا دشوار ہے لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام لے جٹھ کے لوح لیگا نہایت مشکل ہے اول ایک بات ارشاد فرمائیے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای اخضر یہ کیا تمنے کہا سامان قتل صندل جادو کیا چیز ہے ہر چیز کے واسطے طلسم مین لوح کافی وافی ہوتی ہے سوائے لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب ایسے شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہے کہ جسکا قتل ناممکن صرف کتاب سامری مین اسنام قوم ہے جو کوئی قصد کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان کیا چیز ہے بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا ماہر تھا اس قدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین مین مٹی طلسم ہوشربا مین فدر ہوا خیر خواہان لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج موج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے میرے طلسم کی سلطنت دی مین اُس ملعون سے لڑا وہ تو میرا کچھ نہ کر سکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو خوب معلوم ہے کہ کوئی شی برائے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی کہین اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام کا اختیار نہین ہے کہ بآسانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کرکے اپنی جان پر کھیلون گا دریاے خطا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین ملکون سے جاروب کشی کرونگا دیدہ بازی لیل و نہار سے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجا لاؤنگا جابجا میرے ملازم مقید ہین انکو جاکر رہا کرون سحر جو قبضہ سے گیا ہے اُسپر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر مین خواجہ و اسد کی دعوت کی بوقت سحر بصد کروفر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعۂ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے کہ ابھی خواجہ بھی ساتھ ہین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درہ کوہ مین ملک اخضر نے اسد و عمرو کو پہونچایا چند ساعت وہان ٹھہر کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے

قلعہ صندل پہلوے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع وسیع صناعان چابکدست نے تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا ایک میل آہنی اسپر نصب ہی اس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفس آہنی مین ایک قمری طوق اطاعت بگلہ مصروف کو کو ہی اسد نے فرمایا اے برادر یہ کیا تماشا دکھا یا میل آہنی ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی اے شہریار یہ بانیان طلسم نے لوح طلسمی اس قمری کے شکم مین رکھدی ہی آٹھ پہر اسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف کو کو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جائیگا اول آواز سیہات وا فسوس بلند کرتی ہی تین آواز مین دے کر خاموش ہو جاتی ہی گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جانے والا پلٹ گیا معلوم ہوا یہ بیگیر تھا اگر آنے والے نے آواز سیہات وا فسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھریگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پرواز ہی کرکے سر پر اس آنے والے کے سایہ ڈال کر صدائے کو کو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین منہ سے اس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اس آنے والے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہی صدہا بندگان خدا اسی جستجو مین آئے جلکر خاک قصے ان بیچارون کے پاک ہوئے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوے یہ نہ کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے اے شہریار سخن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سو دار باعی

گر پارسا کے سامنے مین پر دیا تو کیا	مژگان مین چو لخت دل بر دیا تو کیا	یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم
اس شورزمین مین تخم بو یا تو کیا	بہر نوع حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جاکر سحر تو تیار کرکے	

لاؤن اور کسی ترکیب سے اس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہ اتنا جھگڑا مین نے اسواسطے بیان کیا کہ اگر حضور میرے بعد درۂ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شتشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا علاج ارسطو اور لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جبوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درۂ کوہ سے انکو نہ نکلنے دیجیے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نا مور مع عمرو آکر درۂ کوہ مین ٹھہرے جب ملک اخضر جا چکا اسد نے کہا نا جان آپ ایسا جامدیدہ آدمی بیکار باتون مین آکر پیر مرد زمین گیر کے مبتلا ہوتا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اُسکے پاس ہی بہتیا ہوگی ملک اخضر کے آنے نہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل ہین ابھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایک ہفتہ تامل کرنا واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر تساہل ہونا سراسر ناواقفی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہو رہا

مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلہ سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر شاید اُسکے شکم مین لوح ہو تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہو اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا کون فتح کریگا افراسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچکر اسد غازی خاموش ہو رہا اُسی درہ کوہ مین بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالان خون قیا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے مین خون ہو کہ شعلہ آہ آتشخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ محبت زور دون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار

ہو یحیی بزن سینہ سلگ کر جگر پہ گل گ
اے اشک دمبدم دوڑ رگی بال پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہی راتدن

کب کی دبی ہوی تھی دل برتر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہاے حسن نے پاے نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ
ہوعم طول آہ شرر بار کی مری

ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
جز نخل عشق اور ہی وہ کو تسا شجر
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

پڑتے مین آبلے جو چھوے کوئی تک کرم
اے چشم ترنہان ہی مگر اس گہر مین آگ
ہی نار سوز ہجر کو بجھونکا ہی مین نے دل

کہتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
بلبل کی گرمیون نے تعجب ہوا مجھے
بھر دی کہانگی عشق نے ہر مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جن جا رہو نگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی

ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ

ایسے ایسے اشعار پڑھکر تڑپے پھڑکے جب مہ لبون پر آیا تب ستارہ سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اُٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا جب تک یہ وظائف سے فرصت پائے ہم ذرا خجل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے یہ تو اکے دُکے کی خیر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتا ہی اے اسد کب تک اُس بیرزمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاء اللہ ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درہ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی دامنہ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کربال کی پر پرزے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے بڑھا قمری نے تیوری بدلی کوکی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہو کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک شارے مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شے مین تاثیر عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اس طرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہو کر قفس سے نکلی بلند ہو کر اُس سرو قد پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش آنکھون مین جلن دل مین تڑپن لیکن جرأت کر کے کمان کیانی دوش سے اُتاری انھین کانپتے ہوے ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر

کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا قمری کے منھ سے شعلہ نکلکر گرا کہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادھر عمر و صحرا مین خود بخود گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہو کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل جہل ایسا نہو کہ ہوس مین لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت طلسم صندل مٹ چکی ہے ساحران طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ بہ بدی پیش آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمر دیکھا گا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہو کہ اسد غازی پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہو کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی جو خطا تھی سہمے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین گرہا تھ پاؤن مین رعشہ آچکا ہو رنگ رو متغیر تردد متحیر خواجہ عمر و نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی ادے دیوانے مجہول یہ کیا ستم کیا اُس دوست صادق کے کہنے کو خلاف سمجھا ای اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد نہ کر ہین زلزلہ قاف ثانی سلیمان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا مطعون بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے خواجہ عمر و کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا کہ ہم مجبور و ناچار ہین اب ہاتھ دستگیری نہ کرینگے پاؤن سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس عمر و سمجھا اسد غازی مبتلاے بلا ہوے بھلا یہ قریب کب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگے ارے او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمھاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لے کر آؤنگا نا جان تمھارے پوچھین گے تو اُنکو کیا جواب دونگا اب عمر و دیکھ رہا ہو کہ قمری چرخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آتی ہی بیشمار باغ رعنائی پایمال ہو چکے مین آنکھین پتھرائین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ ہوے تلوار قبضہ سے نکلی سپر نے پشتی بانی کی عمر و نے اُس بیقراری مین کارساز مطلق مالک حق کو پکارا ای رحیم ستار العیوب دافع البلیات منظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان	شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب دستگیرم کن چو خورشید	تو ئی یاری دہ فریاد ہر کس	بفریاد من فریاد خواہ رس

ای عیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچائے عمر و بیقرار اسد اشکبار عمر و بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ تردد وہ متوحش یہ نوبت بجان وہ کارزار باستخوان بیان عمر و الماجرا جوش اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کو کوکھ اسد نامور کے سر پر بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمر و نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز اڑا ہوا آتا ہو مثل برق تڑپ کر قریب اُس قمری کے پہونچا

اسد نامور پر جو سایۂ اس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سروسہی قد پابگل ہو چکا تھا بلکہ چہرے سے صاف یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اس پر سے اس قمری پر مارا کہ قمری بلند ہوئی کو کو بھولی صدائے افسوس سہیات دینے لگی پر اسکے بہت سے پنج کر زمین پر گرے اب تو وہ قمری چاہتی ہی کہ جان بچا کر نکل جائے پنجۂ شہباز اجل سے رہائی دشوار دونوں مین منقار اور پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو پر و بسے مار مار کر اس قدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہی ایک مقام پر قمری نے پنجون سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینکدیے عمرو کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہی خداوند اس عقاب کو غالب کرنا ملک خضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ تیر ماروں اگر زخمی ہو کر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کر کے لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہی ہاتھ مین رعشہ آجاتا ہی ناچار سہم جاتا ہی قلب تھرتا ہی دعائین صرف اسد غازی پابگل مضمحل منفعل دل دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین پانون تھام کر جھٹکا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب اوسپر گرا نہین معلوم کیا شی تھی اسکو قبضے مین کیا لیکن مرنے سے قمری کے صحرا مین آندھی سا دا ٹھی صدائے گیر و دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرائین بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک خضر جادو اترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہی کوئی شی مثل ستارۂ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار غضب کیا ہمنے بروقت رخصت کہا تھا تنے سر اسر اسکے خلاف کیا فکر ہی کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچا یا ورنہ روسیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل مین تباہ ہوتا سر پیٹ پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا اے ملک خضر تونے بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا مین دیکھ رہا تھا خضر جادو خوشی خوشی اسد نامدار کو لیکر صحرائے سبزہ زار مین آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ مین دی کہا حضور پڑھین اسد نامدار نے بعد دعو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات فتاح طلسم پر واجب لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ دوسرے اسد نامور نے گھبرا کر کہا اے ملک خضر جو تنے کہا تھا وہی آئین بھی مرقوم ہی لوح کے علاوہ کیا سامان قتل صندل جادو ممکن کہ ین لوح کے ملنے سے اور دوسر بڑھ گیا ملک خضر نے کہا اسمین بعید ہی اگر آپ فتاح طلسم صندل ہین آخر مین یہ راز کھلے گا لوح برائے قتل صندل جادو کافی نہین ہی اس عرصہ مین اور ملازمان ملک خضر مع باگاہین جیسے اسباب ضروری لے کر حاضر ہوے بارگاہ استادہ ہوئی

ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو یہان سے گیا نکو ارانِ شاہی جا بجا قید تھے اُنکو جاکر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہین اسد غازی نے فرمایا کل مین انشاء اللہ براے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پر فروکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر مین عیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد غازی مسلح ہو آئے خواجہ کو سلام کرکے کہا غلام رخصت ہوتا ہی عمرو نے گلے سے لگا یا خوب سمجھایا کہا ہی نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی جراءت کو آہین دخل عین ہی دمبدم قدم با قدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر اسمین فرق ہو اجان پر بنے گی ہر کہ دمہ خرد و کلان ادنی و اعلیٰ تمھارے نام کا دشمن ہی اگر خدانخواستہ گرفتار ہو کر سانسے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار مین رہینگے ملک اخضر نے کہا بسم اللہ آپ براے طلسم کشائی تشریف لیجائین اسی شتاب اوج عیاری دو مرحلے جسقدر فتح ہو جائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا یہین اسی مقام پر انتظار کرنا واجب لازم ہی اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف اپنے کو وہان پہونچائینگے اگر نہ جاسکینگے مجبور و ناچار ہین اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادہ سفر ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اسکو خیال مین کیا سب بغلگیر ہو کر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے خمسہ بر غزل ناسخ

مثل بو نظرون سے ہر اک گل نہان ہو جائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بد تر بوستان ہو جائیگا
کاروان بادہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

کیا قمر بھی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا
سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہو جائیگا
چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

کچھ دنون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا
بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولتِ دیدار سے پانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

مانگ تو اے ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب
ہی خدنگِ تیر مژگان غیرتِ تیر شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب دے انور ماہتاب
بالی کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے ہٹنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرنے مین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل
سخ اپنی زندگی کا ہی مزا بے جام وصل

جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل | یارب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغامبر مجھ بیان ہوجائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اُسکو چھوڑتا | چھپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اُٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہوجائے گا ہمزاد کا | گر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہوجائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی | ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی | قہر لائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

کیا غضب اے ترک تیری چشم نے برپا کیا | یہ رولایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا | تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہوکر کمان ہوجائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہی | صاف اُڑدے مرغ جان کا ہر پرپرواز ہی
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی | کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیرانداز ہی
ہر خدنگ اپنے بدن مین آنکھوان ہوجائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائے گا مجھے | بیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا ستم ستائے گا مجھے | انقلاب دہر تب اُس سے ملائے گا مجھے
پیر جب ہوجاونگا مین وہ جوان ہوجائیگا

حسب خواہش گو نہین یہ شعر پُر مضمون کہا | مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہی دل لگا | فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہوجائیگا

مغنی فغانے کہ آمد بجان | دمین زیر نہ پردۂ آسمان | درین پردۂ آواز نالم چونے
باحوال جم یا بہ احوال کے | دیگر سخن سازے کہ معنی سازکردہ | سخن را نچنین آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمان سطوت وجلالت یکہ تاز میدان امارت صاحب تیغ دسپر اعنی شاہزادۂ اسعد نامور لوح طلسم صندل ملاحظہ فرماکر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہی کوس دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے ریگستان مین پہونچے صحراے ہول خیز وحشت انگیز جادۂ منزل نابود

ریتی کا میدان سنسان درختون کے پتے گر گئے شاخین جلی ہوئی حدت نیر اعظم سے صحرا کرہ ما معلوم ہوتا ہی اگر کوئی بندہ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب کے چشمۂ آب نایاب اس تشنہ سے چشمداشت آب نہین ذرے چمک رہے ہین تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہی کہ شاہزادہ قدم اٹھاتا پانون دھنسا جاتا ہی بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یارے نہ مددگارے کوئی راہبر ہمراہ نہین نشان منزل سے آگاہ نہین منزل پرخطر ہر مقام پر جان کا ضرر چیون چون چڑھا اسد غازی کو پیاس کی تری ہوئی راستہ چلنا دشوار ہر سمت پیک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منھ سے نکل آئی دور ایک جانب درخت دکھلائی دیے نخل سرسبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے اسی جانب قدم اٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیکرا نہایت بلند اسد غازی اس ٹیکرے پر آئے دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جا بجا بیٹھے ہین کسی مقام پر قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین یا ہو کے جوڑے چر رہے ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھایا ہوا ہی اوپر ایک فقیر بے نوا بیراگی بغل مین شنجرفی پیراہن زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند چیلے مؤدب حاضر ہین حال حسرت مآل اپنے مرشد کے نائل ہین اسد غازی نے وہ مقام پاک و پاکیزہ دیکھا فرمایا قریب اس درویش کے آئے اس درویش جگر ریش نے جمال باکمال اسد غازی کو دیکھا متوجہ جلالت و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اٹھا بے اختیار منھ سے نکلا آیئے تشریف لایئے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ؛ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ؛ اسد غازی اس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے نہایت خوش ہوئے اس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بیمثال اسد نامدار پر نگاہ نہین ٹھہرتی حیران جمال محو دیدار ہی دوڑ کر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا جب تو اس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارۂ مراد اوج پر ہی اے شہریار کیتی ستان اے ہنر پرور مبتدیٔ عرلبستان منتظم

ہی اشتہار تجھسے مرا اے فلک جناب ؛ رخشندگی ذرۂ ہی از فیض آفتاب ؛ اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شود
نشو و نما دے تجکو کرم کا ترے سحاب ؛ ہی یہ جہان مین وہ در دولت کہ ان ؛ ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب
قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سو بحر ؛ جا دے رگڑتی جنج کو موج درخوش آب ؛ دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف
لاوے عجب نہین جو ہما بیفیۂ حباب ؛ روشن دلون کو گر نہو مسجود در ترا ؛ رکھے نشان سجدۂ جبین پر نہ ماہتاب
پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک روز ؛ از دست محتسب کوئی تا با احتساب ؛ ہر پرت پرت کوہ کا لون اٹھے کہ جون
کھلجائے باد تند سے شیرازۂ کتاب ؛ کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور ؛ منکر نہیب قہر کو تیرے گہہ عتاب

سامان تیرہ روزی ہی بہر بر عدد | تیری دہ تیغ قبضہ ہی جبکا سیاہ تاب | اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو

دیکھکر اسقدر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی اسد نے فرمایا اے برادر تم اس خلق و
مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سُنکر ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھون کو
اسد کے آنکھون سے لگایا خاک پا کو توتیاے چشم بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ
نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سُنائیے کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق
طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد غازی نے فرمایا اے برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون
اُس مرد درویش نے عرض کی کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین اے شہریار جب طلسم ہوش رُبا مین غدر ہوا
شاہنشاہ لاچین گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جانین اپنی بچاکے بھاگے طلسم صندل پر صندل جادو
نے قبضہ کیا ملک اخضر کو گرفتار کرلیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر مین ہوے کہ اپنے بادشاہ
کو قید سے چھڑائین یہ خبر داروغون نے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو قتل کرے مین نے
وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار ہوا صندل نے اس نوجوان
کو نابینا کر دیا غلامان خیر خواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال مین لے بھاگے اختر شناسان اعلیٰ خلوت
وکاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اِس راہ سے ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر
بیشۂ صاحبقرانی فخر سام وسہراب سرکوب افراسیاب فتاح طلسم ہوش رُبا جرات وشوکت مین یکتا اُس
جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہی نعیم جادو پر ایک ایک دن
شاق ہی حضور تشریف لیچلین سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور اے شہریار بہمے چھپانا بیکار
ہی یہان سب حضور کے خدمتگزار ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے مین آکر
دیکھا ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہی شخص دیگر بصد کروفر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہی جیسے ہی اسد
نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا فہیم جادو گرد پھرنے لگا
اسد نے کہا اے فہیم جادو اے وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل حاضر ہوا اپنے فرزند کی آنکھون
سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑکر اُس جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ اے فرزند اُٹھو
وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا
اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھون سے مس کی
چند قطرات آب گندہ کے گرے آنکھین نعیم کی فوراً روشن ہوگئین فہیم گرد پھرا نور نظر کی آنکھین روشن ہوئین
روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم وفہیم کے اُسی تکیہ پر فرش مقبول وسامان عیش ونشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد

نامدار بیٹھے کہ یکایک نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا سر اُٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے آنکھ ملا کر آواز دی او فہیم تو نے غضب کیا طلسم کشا شمس ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی تم دونوں باپ بیٹوں کی مدت سے تلاش تھی آج تیا ملا منم زاغ سر جادو یہ کہکر تڑپ کر زمین پر گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ نے پر اُٹھا کر مارا دانے ماش کے جل گئے ایک زبردست آہنی پیدا ہوئی نصف گلے مین فہیم کے نصف گلے مین نعیم کے پڑی اُس ساحر نے دونون کو زنجیر مین گرفتار کیا روشن تکیہ دار پر کچھ اشارہ کر دیا وہ بیچارا غرق زمین ہو گیا اب زاغ سر جادو نے چاہا کہ تڑپ کے نکل جاؤن اسد نامدار کو تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے اُٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرّم دل شیر در چرم پلنگ	فہنشاہ نام آوردگاران	اسد شیر ژیان صاحبقران

اُس ساحر نے اسد پر ایک دو ہتڑ مارا اُنکے گلے مین لوح طلسمی موجود ہی سحر نے تاثیر نہ کی اُسنے چاہا اسد کی بھی گردن پکڑ لون اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر بیچارا کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زاغ روسیاہ تڑپ کر گرا واصل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ سر جادو بود روشن تکیہ دار و فہیم و نعیم جادو نے بلاے مبرم سے نجات پائی ہاتھون کو اسد کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار اب طلسم کشائی مین جلدی کیجیے صندل جادو کو خبر ہو جائیگی پھر اُسکا ملازم مقا حضور مصروف طلسم کشائی ہون ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ ای فہیم جادو تم جا کر اپنے ساتھ والون کو رہا کر دین بہت جلد اپنے کو درجہ جات پر پہونچاتا ہون یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھکر اُس تکیہ سے اُترے سامنے چشمۂ آب تھا اسم حاشیۂ لوح دم کیا چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا ہوئی یہ نہنگ بحر جرأت بامید مدد خدائے عالم اُس کشتی پر سوار ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ لیکر برائے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادۂ والا تبار اسد نامدار اُس کشتی پر جاتے ہین ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کودے چند قدم چلے تھے کہ جہاد دیواری باغ کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے آگے ایک ماہ رخسار نہایت حسین کمسن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے گویا کنعان ماہ پری پیکر خوشخو منظم

گردش دہر اُن آنکھون کی بلا گردان ہو	ناز قربان ہو ادا پر تو تصدق انداز	جنبش لب تجھ پہ آب دے چشمۂ خضر
دم عیسیٰ کے لیے موج نسیم دمساز	تیوری کی گانٹھ کا کیا پیچ کھلے ہے مشکل	ہو یہ کیا کوئی اگر دہر کی یاں محرم راز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جبتک تیری	کرنے لے گوشۂ ابرو کے اشارے ساز	گاہ نرگس نظر آوین کیے آہو کے مرگ
انکھڑیان بین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز	کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سحاں اللہ	مہربانی کا تری جور فلک پا انداز

اُس مہ جبین نے باندازِ عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھکر اسد نامدار بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال مین مصروف ہوے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار تشریف لائیے مین اپنا راز عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورتِ زیبا دیکھکر اشتیاق ہی کہ اس گلعذار سے دم بھر بیٹھکر باتین کرے نہ یہ کہ اُسنے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لائیے اسد نے بیقرار ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولتِ دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپسمین اشارے کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پر مدت سے عاشق ہی کوئی کہتی ہی کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو بر آئی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہی کہ ارے تو اس شیر بیشۂ حرات کو جانتی ہی دوسری نے جواب دیا اب حال سب پر کھلجائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہوگی خیلا تو بھی بخوبی ماہر ہوگی اسد ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی نہرین آب صاف و شفاف سے ملکو فوارے ہزارہا چڑھے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مردار ید بے بہا برس رہے ہین چمن ہاے طرح طرح کی نخلہاے لاثانی ہوا معتدل جوانان چمن کا نکھار فصل بہار کی بہار نظم

یہ جوشِ گل ہی چمن مین جلۂ نسرین و سنبل کے قدم رکھتی ہی نسیم بہار یہ فیضِ آب زر گل ریاض دہر مین ہی
طلائی ہوکے نکلتا ہی جسترسی سے تار عیان ہین غنچہ نارستہ شاخسار و لب بستہ صفا مین شاخ گل تر ہی صاف آئینہ وار
جیسے تھی سرو سے لٹکی ہوئی کاہے عاشق گل جو توڑ دیوے قمری تو نکلے بلبل زار یہ عندلیب سے کہدے کوئی بنے ہدہد
سوار باد ہوئی بوے گل سلیمان وار چمن مین گر کوئی بید مست جھومتا آوے تو ہاتھ پاؤن ہون پیدا بنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہی مسیحا کی طرح سے اعجاز چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار آسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے

ہوے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری مین آکر داخل ہوے مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعناے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ و متغیر بیقرار ہوکر بولی اُٹھی حضور مین تو مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت مین حاضر ہونیکی اب جو سرفراز فرمایا ہی شراب بھی نوش فرمائیے یہ کہکے جلدی سے جام بلبریز کیا گھبراہٹ کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبراکر مچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہین ہی مین تابعدار ہون شراب پینے نہ پینے کا آپ کو اختیار ہی اس عرصہ مین اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا گر ہے شمشاد جادو کے بخار ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے اُترا تاثیر تیزاب دکھائیگا تمام جسم پانی ہوکر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ مین دے گردش دیکر فوراً جام شراب اُسی کے سر پر

پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دل پر پتھر رکھا خیال آیا یہ صورت دلفریب ہمارے لیے زہر قاتل ہے یہ سوچ کر جام شراب پھینک مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی آہ شراب جرات اور مبہوت بیخانہ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پرپرواز پیدا کرکے اُڑ جائے قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑا معلوم ہوا بارود مین آگ کی چنگاری گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزون نے چاہا جان بچا کر نکل جائین دیدہ دانستہ اپنے کو اس آگ مین نہ جلائین کہ یکایک جسم سے اُسکے شعلے نکلے کنیزون پر پڑے وہ بھی جلنے لگین باغ آتشبار ہوا ہر نخل سحر آتش ہر شاخ شعلۂ سرکش پھول باغ کے چنگاریان بنگئے زلف سنبل و دھواندھار فریاد کی پکار و دگھڑی اُس باغ مین صدائے ہا ہو بلند رہی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار نے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہی ایک جانب ایک لاشہ حاجرہ کا پڑا ہی اسد نے جھککر سجدۂ شکریہ پروردگار کیا سر حد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کرین یکایک ایک طرف سے گرد اُڑی اسمین سے صدائے مہیب آتی تھی باش او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچے گا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو غریو کرتا ہوا چوب دست گران سنگ آہنی کاندھے پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست آہنی کو چرخ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے تیز ابدکر خالی دیا جواب دست زمین پر پڑی پانی نکل آیا اُس عفریت خونخوار نے آواز دی افسوس ایک لقمۂ لطیف تھا کر ہا ہو گیا اسد نے پہلو سے نکلکر نعرہ کھینچا کسے مارا کسے پست کیا منم اسد شیر دل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد سے لپٹ جائے اسد نے فاخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا وہ بیحیا بھاگا اسد نے پیچھا کیا تھوڑی دور جاکر اُسنے پرپرواز پیدا کیے چاہا اُڑ کر نکل جاؤن اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو اسکا نام ہی مکاری و فریب اسکا کام ہی اگر زندہ بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے ترکش سے تیز نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا سینے پر اُس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ عفریت چرخ کھا کر زمین پر گرا لاشہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہی بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے دیکھا ایک نخل پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی نگاہ ملتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو بگوش ہوش سنا وہ طائر ہفت رنگ اشعار عبرت آمیز و دہشت خیز پڑھ رہا ہی اسد محو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز طائر کے

چہچہے کا مشتاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون آنکھون سے آنسو جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی ترقی یکایک لوح گلے مین ہلی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا جلد ہوشیار رہو جا صدائے سوز و گداز پر مائل نہونا اسدنے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح پڑھا پڑھتے ہی تحویت دفع ہوئی کمان کاندھے سے اُتاری طائر چیخ مار کر بلند ہوا آواز سیہات بلند کی بمجرد صدا دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب آیا جھپٹکر تلوار کا وار کیا برس پڑا کئی ضربین لگائین اسدنے وار کو اُس نابکار کے خالی دیکر چاہا لوح کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسدنے ابکی مرتبہ تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھا دے مین سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیچانے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے ہوے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی شمشیر بار ہوے دونون نے وار کیا اسدنے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو ہوے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہین اُسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہی لڑتے لڑتے غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہی شمشیر زنی کرکے زنگیان روسیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وای بسیار این عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے ہزار دون بنکر تیار ہون تو اُسوقت خیال کرکے دیکھو کہ ایک زنگی سب کے بیچ مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی اُسکی پیشانی پر خال سفید ہی اسمین بڑا بھید ہی تاک کر اُس خال پر تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تو دہ جسم پر پڑیگا جان بچنا دشوار ہوگی اسدنے بہ تعجیل تیر جوڑا لیکن آواز دی ای حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر پہونچے دعا کرکے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہی پھاٹک اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صدائے فریاد بندگان خدا کی آتی ہی نہ کنجری جسنکا نام اسدنے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا بندگان خدا بیجرم و خطا اس مکان مین قید مین اُنکا چھڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہی اسدنے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو مصیبت قید مین مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اس آفتاب عالمتاب آسمان صاحبقرانی کو دیکھا چہرے خوشی سے اُنکے مثل سارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سب کو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوے اُس مکان مین کہانے عربی و ترکی بیشمار مع سامان و دراق مرصع کار

سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جانون کو کل اضیامع مرکبون کے تقسیم کیا ناگاہ ایک قصر مین سے آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے گھبراکر اُن جوانان صف شکن سے پوچھا کیا اور بھی کوئی شخص یہان قید ہی یہ کیا بھید ہی سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالیوقار صاحب حسن وجمال گلگون شال یہان قید ہی سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرے وہ جوان انکار کرتا تھا غلامون نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً پہنچے اُکر اُس مکان کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان حسین ورعنا زیبا مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اُداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہی اسد نے آنکر آواز دی اے اسیر زندان رنج ومحن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے بیہوش ہوگیا بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوا اسد نا رارنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا ضعف ونقاہت سے لڑکھڑاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا سب نے لاکر اُسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش وحواس درست ہوے اسد نے بارگاہ استادکرائی پوچھا اے برادر تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو شوکت جادو کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین گرفتار ہون اسد نے کہا اے شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقاے نامدار کو رہا کیا لشکر لیے ہوے وہ بھی اُترے ہین شوکت جادو دیکھکر اس قدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے لپٹ کر عرض کی اے شہریار آپ کو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے مسکراکر کہا اے برادر مین خود اس مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا لیکن سینہ تبلایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے وزیر اعظم ودستور معظم فہیم جادو اور اسکے فرزند نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ مین کیا سامان مہیا کرون مقدمۂ فتح طلسم مین لوح بڑی چیز ہی وہ میرے پاس موجود ہی اُسی کے حکم سے دو حلے فتح کیے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہی شوکت نے عرض کی کہ غلام راز اصلی سے تو ماہر نہین ہی فقط آتا جاتا ہی زبان سے ستارہ شناسون کی سنا کہ صندل جادو کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جو صاحب راز ونیاز ساحری رگ وریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہی وزیران ومشیران سلطنت سے آسمین صلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہوگی اول اُسکی تدبیر واجب ولازم ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا شوکت

خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت پر سے کود پڑا سر سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمر وبھی آکر پہونچے بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین حواجہ کرشمی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت بعدہٗ سپہ سالاری مشیران سلطنت و مدبران ثبت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ مجر پہونچی فہیم جادو وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہی اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی شوکت جادو استقبال کر کے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعد عرضہ و رازا پنے بادشاہ سے ملا نہایت خوشی ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ کرنے کا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین سیمین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار گلنار پوش غارت گر عقل ہوش حسین کمسن بیباک چست چالاک لباس فاخرہ زیب جسم کرکے نارد دادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانے کا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین گائی کہ تمام اہالیان محفل دل وجان سے خریدار ہوے فلک کو سکتہ شاہد نوعروس فلک نے چنگ مرصعی اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش برآواز مشتری جان و دل سے خریدار سوز و ساز گائن سے آگاہ ہی کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن افسر صحبت مین یہ غزل عاشقانہ شروع کی ناز و کرشمہ سے بتا بتا کے گانے لگی غزل مومن

زہر ہی ٹپکے ہی نگاہ یار سے — موت ہو جھکے ترکش یار سے — قتل ہو کر ہم بچے آزار سے — عمر کے دن کٹ گئے تلوار سے
جا بجا نہرین ہین جاری بہتے اشک — ہونگے دامن کمسار سے — گرہ کھلین جان پر جی ہار دین — عشق بازی سیکھے اغیار سے
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی — ہی گران تر جان جسم زار سے — کر علاج جوش وحشت چارہ گر — لاوے اک جنگل مجھے بازار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیان — ہوے خون آئی تری گفتار سے — عشق مین ناصح بھی ہیگا مدعی — جرم ثابت ہوگیا انکار سے
چھپکے ہی کان ملاحت سودن کیا — خود لپٹ جا سینہ افگار سے — گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی — ہاتھ باندھے ہی وہ بت ہر بار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

بانہین گلے مین اُنکے شب وصل ڈالکے — لوٹا کیا مزے سے مزے مین مال کے — ہم نکلے رات کو جو سے اُس خشمگین جمال کے
ہاتھون سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے — مین بھی جھکا کے سر ہون سر خاک بیٹھتا — تم قتل کرنے آؤ سروں ہی سنبھال کے
نازک کلائی تیری ہی ایجان مت کہو نہ جاے — عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے — پہلو سے میرے بیٹھ کے جسدم وہ اُٹھ گیا
ہاتھون سے رہگیا مین کلیجہ سنبھال کے — ٹکڑے پڑے ہین تبیشۂ دل کے یہ جا بجا — رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
غیرون کو آپ پہلو مین اپنے بٹھاتے ہین — دیکھین حضور ہین ہی پہلو ملال کے — رہتا ہی دل مین درد لبون پر ہی آہ سرد
کہنایہ نامہ بر جو وہ جو یا ہون وصال کے — کیا لپٹ کے سوے غیر وصل ہے وہ — نیچے ہمارا گال رہا اُنکے گال کے

صحبت مین اُنکی جا کے جو مین بیٹھنے لگا — آیا کیے رقیب مگر وقت ٹال کے — رُسوا نہوں حضور مجھے اسکا خوف ہی
عاشق کا اپنے چار مین قصہ اچھال کے — کم سن جو تھے دہل گئے فریاد سے مری — مین خود نکل ہون آہ کو لب سے نکال کے
جانون مین جب کہ میری طرف سے قریب بھی — قدمون پہ تیرے رکھدین کلیجہ نکال کے — کر ڈالا آ کے فرنج مجھے ایکبار تم
پہرون ذرا کہون ڈلاتے ہو خنجر نکال کے — دل مجھسے کیا سنبھلیگا مین اب بانٹتے جواد — پہلو سے لیگئے تھے وہی تو نکال کے

عین گرمی صحبت مین بادشاہ ملک اخضر و نعیم و فہیم جادو وزیر اعظم و شوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہو کر سب نے کہا اے شاہنشاہ ادرج عیاری اب فرمائیے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے مین کچھ تقریر ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طور پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہی ہمیشہ سے یہی سنتے ہین کہ جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم ہوشربا کرے سر اپنا ہتیلی پر دھرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو نہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ بتلائیگی طلسم کشا کو جان بچا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مہلجات فتح ہوے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نعیم جادو بنا ہوے مالک زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوئے یہ سب خبرین صندل جادو کو ضرور پہونچی ہونگی سامان لشکر کشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کر سکے کون ایسا ساحر بردست اقہر ہی کسکو ایسا دردسر ہی کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ کرے اسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہو کر کہا اے ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ ہو صاحب عزو جاہ ہو جس شے کا پتہ نشان بتاؤ جستجو کرنا ہمارا کام ہی ملک اخضر نے عرض کی جسقدر غلامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سُنا براہِ خیر خواہی سب کچھ حضور کے سامنے بیان کر دیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اتو حضور کے ساتھ ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہی اگر خدا نخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ نہوا ہم لوگ اس حوالی مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھکر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہین جس شے کے نام نہین واقف اُسکی جستجو مین قاصر ہین انھین باتون مین چار پہر گذرے صحبت عیش برخاست ہوئی بوقت سحر اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی نے ارشاد فرمایا لشکر تیار ہو دستے مقابلہ صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فرمایش ملک اخضر کے جواب دیا ای نور نظر ابھی تامل کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہی فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین مقدمہ اسی کا ابھی تک نام نہین آیا ہی یعنی تا بہ دربند مہر و ماہ جانا ہی۔ لوح طلسم ہوش رُبا کا پتا لگانا ہی یہان اس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہی کہ ہر شخص کا یہی قول ہی کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو

ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرح کا سامان مہیا کریگا یہ باتین درپیش ہین ہر شخص کو پس و پیش ہین کہ کچھ ملکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہواے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد آئی طبیعت گھبرائی خیال ہین آیا صحرا مین جاکر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جائین عمرو نے کہا اے نور نظر مرحلہ جات ظلم کے فتح کیے ابھی بادشاہ ظلم سے مقابلہ ہی ایک ایک کا فر تمھارے نام کا دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل مین قبول کرتا کہ تمکو شکار کی مہلت دین اسد نے عرض کی کہ خدا آپ کو سلامت رکھے سوائے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص نشۂ دولت سے مست ہی کسکو خیال بند و بست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عرض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے باہر حکم دیا بہلیے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر ہین تمام کارگزاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت کہ عقاب بلند پرواز یعنی میر اعظم بصد شوکت و حشم برائے شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی مین طائران شکاری کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمودار ہوا ہر شکارگر گردن ابلق لیل نہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سحر سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سر سینہ سے لگا کر فرمایا اے نور نگاہ صاحبقران اے برہم کن لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونے کا قصد نکرنا عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا **ملک خضر فہیم جادو دشوکت جادو** وغیرہ سرداران لشکر برائے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا خضر نے کئی مرتبہ یہی کہا کہ اے شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ **صندل** جادو حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا **مصرعہ** دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ۔ یہ فرما کر سب سرداروں کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والا تمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائین یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو **مسمّط مومن** حسب حال

کہتے ہین سب کہ تم نہین بچنے کے شب تلک	نادان ہین یار راہ نہین کوئی سمجھائے کب تلک
دشوار ہی وصال مین ناکام جب تلک	رہجائے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک	

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا — پر اُس جفا شعار سے شرمندہ ہی رہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا — کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا

مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جبتلک

کب بزم مین مین کام ہوس یاب ہوسکا — کب مجھسے کچھ مخالفِ آداب ہوسکا
مین کیا کہ غیر بھی نہین سمجھا اب ہوسکا — تسکین جس ہی کہ نہ بیتاب ہوسکا

خلوت مین بھی کوئی قلق بے ادب تلک

بس رہرو مدے مضطرب اے چارہ جو نہو — گذرا مین ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
جز نیمجان کچھ نہین باقی ہی سو نہو — آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو

ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اُسکی مست ہوائے دل بیہوش جس طرف — کیا جانے تو کہ ہی نگہ لطف کس طرف
مُنھ پھیرتی ہی بزم مین بیٹھون مین جسطرف — وہ چشم التفات کہان اب ہی جسطرف

دیکھے کہ ہی دریغ نگاہِ غضب تلک

نقد روانِ اشک کا ہی صرف روز و شب — یا قوتِ لخت دل کا یہان خرچ ہی غضب
وہ دُرِ بے بہا جسے رکھین عزیز سب — ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بیطلب

بھیجا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہین ہی عہد وفا دشمنون سے یار — کھولا ہاتھ سے نہ مجھے ستم کیش کو نہار
ہونا پڑے گا نازِ سرشتون سے شرمسار — مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار

امید سے اُٹھاتے ہین ہم جو راب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نہ مل فریب — ہم اُنکے رشک سے جو ہین اتنے خجل فریب
دونون طرف سے ہوتے ہین اب متصل فریب — یان عجز بے ریا ہی نہ وان ناز دل فریب

شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھ چشم مین آیا لہو اُتر — یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
کہتا تھا اک رفیق گھڑی بار دیکھکر — ایسے ہی بیقرار رہے متصل اگر

اے جسقدر ہم آج نہین جیتے شب تلک

مغنی فغانے کہ آمد بجان | درین زیر نہ پردۂ آسمان نشتم | درین پردۂ آواز نام چونے | باحوال جم یا باحوال کے

شعر سخن سازے کہ معنی سازکردہ سخن را این چنین آغاز کردہ ؎ چبکہ نخیرہ شکار کنندۂ ہفت قلزم
مصاف کشندۂ جفت سیمرغ پرواز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف یعنی ہزر بیشۂ
یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل فتح کرنے واسطے شکار کے
سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کردی ہو کہ ای نور نظر شب باش ہونے کا
قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمھارے دشمن موجود ہین اسد نے عرض کی کہ غلام آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر
سمند صبا رفتار پر سوار ہو کر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے بہلیون نے بڑھکر جھاڑی جھڈی
کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے بازو بہری وغیرہ باردارون نے رہایے شکار طائران ہوائی
شروع ہوا بہلیے فراول کدوکاوش کررہے ہین حصول لطف شکار مین کوشش کررہے ہین مرکب
صبا رفتار زیر ران بازتیہور پر چھوٹا بازنے جاکر طائر بلند پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پرفضا تہو کا
گرنا باز کندے تل کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا دیکھا بازنے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے
سے کود ے چمکار کے باز کو چھڑایا یہ بھی شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا
اسکی آنکھون پر ٹوپی چڑھائی دوسرا جرّہ چھوٹا اُسنے طاؤس کو شکار کیا اپنی اپنی کارگزاری جانورون
کی تیاری بہلیے فراول کھا رہے ہین بہلیے اسد کو بہلا رہے ہین کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ
والون نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی تھی کہ خبردار صحرا مین شب باش ہونا اب
مناسب ہو تو واپس ہو چلیے اب ہوا مین گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا ایک آہو تلاش کرو
شکار آہو کرلین تو فوراً گھر چلین ہمین شکار طائران ہوا سے لطف نہین ملتا ہر کارے دوڑے سامنے سے
ایک کنوار چھٹا ہوا آیا عرض کی کہ کشتیان یہان سے قریب ایک دھانون کا کھیت ہی وہان کئی آہو
چرا مین مصروف ہین اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ چار جانب سے کھیت کو گھیر و ساتھ آٹھ جوانان
صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار شاہزادے کے ہمراہ ہوے کوس بھر سے ہٹکر گھوڑے
چڑھائے دور سے اسد نامور نے دیکھا دس بارہ جانور کھیت مین مصروف چرا ہین مگر ایک آہو
خوش چشم خوش خو سینگو ٹیان مثل زلف محبوب تھوتھنی مثل غنچۂ گل سفید یکسر مثل کہکشان فلک ہشت پر
ہر سون چوکڑی کرتا پھرتا ہوا اسد نے کہا اور آہوون کا اور سب کو اختیار ہی اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ
جی چاہتا ہی زندہ گرفتار کرین برائے نذر عقاب اوج عیاری بچلین یہ کہکر لٹو بغل مین دبائے
سناٹا نے نیزہ کو آگے کرکے گھوڑے بڑھائے کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی آہوان وحشی نے
کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اُس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا ڈالا اُسنے پلٹ کر طرف اس

شیر صولت کے دیکھا نگاہ ملائی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلائیان مارتا ہوا عقب مین آ ہوے وحشی کے چلا ساتھ والے ٹھہر گئے مگر دیکھ رہے ہین گرد معلوم ہوتی ہو مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو دو پہر کا ٹل ہرن نے رہبر دی کی سب ساتھ والے پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے تعاقب مین چلا جاتا ہو دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو کا چوکڑی بھولا اسد نے تیر مارا آہوے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکار بند سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اُسکے ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال صحرائے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درہ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند پرواز ماہ تابان براے شکار طائران ثابت و سیارگان فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا اسلحۂ شب نے زلف عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہوکے بیٹھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان سے ناممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سوچکر مرکب صحرا مین چھوڑ دیا دہانہ اُتار لیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے ایک صحراے خوشگوار پر بہار جا بجا نخل سرسبز و شاداب جھیلون کی آب و تاب قوت نشو و نما کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلون کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزار فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھین کھولین ہین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہوا ہے سرو چل رہی ہو بیچ مین اُس صحراے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون مین نخل مختصر گلدستے جا بجا جنے ہین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سرسبز و شاداب عشق پیچان کو پیچ و تاب جوانان چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل نہال خم شاخون کا رشک ہلال تھا لے درختون کے سبد گل فروش طائران بہار کا جوش و خروش

نظم

دکھا رہی ہو مسیحا کی طرح سے اعجاز	چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار	نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
یقین ہو پھر وہ نکالے آنکھ نرگس زار	ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے	عجب نہین ہو جو مرغ کباب ہو تیار
کلیم آئین چمن مین اگر پھر گلگشت	یقین ہو ید بیضا سے نکلے بلبل زار	جو اشرفی ہو گل اشرفی تو زر نور گل
بنے ہو رشک چمن ہر امیر فی سرکار	یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا	کہ قطرے شبنم تر کے ہین انماے انار

زلیس ہی قوت نشو ونما عجب کیا ہی — کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار — ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون
گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار — ہوا کے قبض سے بچائے یہ قدم کا وخت — اُڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
ہی ایک شاخ گل افشان ہی پھلجھڑی کیطرح — ریاض دہر مین گلریز ہی نسیم بہار — انار چھٹتے ہین جس طرح سے ہو شعلہ بلند
انار سے نکل آئے یونہین درخت انار — مگر ہی پرورش طفل ذرہ مدنظر — کہ آفتاب ہی پستان کرن ہی دودھ کی دھار
بنا ہی ایک درگوش بیضۂ بلبل — وہ کون ہی جو نہین عاشق گل رخسار — ہو اسمین فائدہ جسکا ضرر ہو ان دون
چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار — ہی ایسی شرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور — ہم آب آئینہ لیکر اٹھائینگے دیوار
خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن — برنگ غنچہ شگفتہ اسد کا تھا دل زار — شاہزادے نے بند قبا کھولدیے

گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اُس صحرائے جنت نشان کی مصروف ہوا دیکھا طرف سے صحرائے پر فضا کے ترکمنین جنبنین ظاہر ہوئین جیسے بارگاہین چھکڑون پر بار قریب اُس چبوترے کے آکر ٹھہرین بارگاہ کو بصد اہتمام بہ تکلف تمام استادکیا فرش معقول بچھایا چوکھڑے چنگیر عطردان باندان آکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی اب اسد نامدار کو اور زیادہ انتشار ہی دل سے کہتا ہی کہ کسی رئین جلیل کی سیر کا مقام ہی چند چوبدار نیان قلماقنیان بارگاہ مین حاضر ہین چند آپسمین صلاح کرکے چبوترے سے اُترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین و جمیل کمسن شوخ و شنگ مزاج جوانی کی اُمنگ کسی نے کہین جھولا ڈالا ہرے ساون کے اُڑنے لگے دانہ دلکش آرہی ہی تانین ٹیر رہی ہین اسد گوش برآواز ہوا سُنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے اشعار

دیوانہ ہنون تیرا مجھے کیا کام کرون گل — ربالیش سر کو ہی مرے داغ جنون گل
اُس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت — سو بار سنگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گل
سو ٹکڑے ہین اڑی کے برنگ گل صدبرگ — کیا دشت نوردی مین کرتا ہی جنون گل
ہی روشنی جامۂ دل سوز محبت — کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کرون گل
یرکان تو دلدوز ہی سوفار ہی باہر — اُس تیر سے ہی دل مین درون غنچہ برون گل

بعض لوجوانین چالاک بیباک شب کا تو وقت ہی دوپٹے باندھکر چشمون مین کوئلہ دین آپس مین چھیم چھاٹا ہو رہا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامداران سب کی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہی آپس مین چہلین ہو رہی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہی اری غنچہ دہن جوابدے حضور کی آمد کا وقت قریب ہی اسباب عیش و نشاط آراستہ کرے وہ جواب دیتی ہی بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھریگی دار پر کھینچی جائیگی سرکشی کی سزا پائیگی شاہزادہ اسد نامدار

اس صنایع جگت کی باتون کو سُنکر سبقرار ہو جاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہی دل سے کہتے ہین کہ ای اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحرا جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز و جلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہی ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدارنے بڑھکر آواز لگائی

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا ای سایہ حق — کیونکہ بے سایہ ترے ہو نہ جہان کو دانق — کسکا مقدور کہ سرتابی حکم سے ہو
جو ترا دم ہی انا الحق جو کہے تو اصدق — ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ در — کرتا میخانہ مین ہی شیشہ مے بھی حق حق
گر کرے نشو و نما نامیۂ فیض ترا — گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق — حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پر لایا
ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق — یہ صدائے شوکت و جلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار بھی بیحد بیخطا

بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار رہے ہے چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوئے بڑھ گئے اُنکے بعد ایک چمک ہوئی کہ آنکھین اسد کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھولکر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب برج سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبا رفتار پر سوار تاج یاقوت احمر سر پر زرہ جواہر نگار زیب جسم انور حسن مین رشک یوسف کنعان عارض سیمین نیر تابان سطوت و صولت غاشیہ بردار رعب و جلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہی کہ زلفین خلیلی تا بہ بوس آنکھین پر فسک دیدۂ غزال یلکین سنان جانستان ابرو خنجر برآن جبین انور نیر اقبال سبز رگ ہاشمی چہرہ بے نظیر بظاہر چشم زدن مین سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال و محو دیدار رہگذر ہوا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب دوڑون قدمون کو بوسہ دون خاک پا کو توتیائے چشم بناؤن تو سعادت کونین حاصل ہو تسکین دل تردد منزل ہو شرم و حجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب و نسب پرورش یافتہ خانہ ادب خاموش کھڑا ہی سکتہ سا ہو گیا ہی نخل کے سایہ مین ٹھہر نگاہ غور سے جو دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہین صرف اتنا فرق ہی کہ سر اطہر پر خود ہو نہین ہی تاج یاقوتی سے سرفرازی حاصل ہی خال و خط مین قد و قامت سطوت و صولت رعب و شجاعت کسی شی مین صاحبقران سے سر مو فرق نہین دل سمجھتا ہی ای اسد ہمارے جد عالیمقدار طلسم ہوش ربا مین نہین معلوم کب تشریف لائے ہمکو نہ معلوم ہوا چھوٹے تھے نانا جان عمر و نامدار عاشق جمال صاحبقرانی تھے خبر نہ کہی کسی عیار سردار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی برائے استقبال جاتے باعزاز و اکرام بارگاہ مین لاتے یقین ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم گرامی سنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار

کا قدم نہ جمتا اس طرح کی دل سے باتین کر رہا ہو جب قصد کرتا ہو آگے بڑھون شرم و حجاب مانع ہوتا ہو سر جھکائے دیکھ رہا ہو اس اثنا مین وہ تاجدار با وقار قریب چبوترے کے آکر پشت مرکب سے اُترے اُسپر طرہ یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دلمین خیال کیا کہ ای اسد ابتو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار ہین طلسم ہوش رُبا مین یہان کہان اب وہ شہریار مسند پر جا کر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت کے کھڑا تھا کہ کنیزین شموع و سنگ جواہر کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی ہین صحرائے سبزہ زار مین مرکب کی طرح آنکھین لہلہا رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہو کوئی پھول بال کھا کر بجلی کی طرح نظرون مین کوندتی ہو یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا اجی اترکس چلد آنکھین کھول دیکھ تو سامنے کوئی مردوا کھڑا ہو لیکن چاند کا ٹکڑا ہو دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا تو ہمارے مالک کے حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنے کی تیاری ہوئی ہم لوگون پر تاکید کی گئی اول جا کر چہار جانب دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین لوٹہ بوٹہ پتا چھان لیتے ہین آج یہ نئی بات ہوا ای سنبل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزائے معقول پائیگی اس مقدمہ مین بڑی احتیاط ہو ہمیشہ سے حکم ملتا ہو کہ خردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ جو آئینہ چہرہ چاہا دس پانچ جادوگرنیان اُس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا چلکر گرفتار کرو کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزائے معقول ملیگی ساری حقیقت کھلے گی آخر ایک ساحرہ بڑھی سامنے آکر آواز دی او شخص غضب کیا تونے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور بھوٹی آنکھون سے دیکھ رہا ہو مجھکو شرم و حجاب نہین یہ لحظہ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین اسد کے پڑی ہو ساحرون نے بڑھکر سو کیا اسد پر لوح محفوظ کے سب سے تاثیر نہوا اسحر کرنیوالے سمجھے کہ میرے سحر مین پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھا کر کھینچ لین اسد نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا اُس جادوگرنی کے مرتے ہی اُسکی ساتھ والیان دوڑ پڑین چاؤن چاؤن کرنے لگین کسی نے ماش کا دانہ پھینکا کسی نے ترنج مارا کسی نے گولہ اچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے مگر جسم پر اسد غازی کے کسی شے نے تاثیر نہ کی غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک چشم زدن مین بہت سی جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما تھے صدائے ہا ہو جو اُن شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اپنے تاثیر نہ کی یا تو شاہزادہ اسد نامدار

کو گھیرے ہوئے تھین اب روباہ صفت سامنے سے فرار کیا شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادۂ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر جا پڑتے ہین جم کر لڑتے ہین غصہ بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا مین چند کنیزین بدحواس عالم یاس کانپتی تھراتی سامنے اُس شہریار دادگار کے آئین چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اُس شیر بیشۂ جرات نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ وای صاحب دولت وجاہ ای یوسف کنعان شوکت وای تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اس صحرائے پرفضا مین حضور تشریف لاتے ہین حکم ہم سب پر صادر ہو چکا ہی کہ اس صحرائے سبزہ زار مین مرد یا عورت اغیار سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورت حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سرو قامت یہان آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا تھا محفل عیش منزل شاہنشاہی کو بنگاہ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئین اُسنے اصرار کیا آخر ہم لوگون نے سحر کیا اُس نوجوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئین وہ شیر دلیر ہمارے روکے سے نہین رُکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن مین لیتہ فرق ہی ماشاء اللہ حضور کا سن شریف زیادہ ہی اس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اسپر تاثیر نہین کرتا وہ شہریاران باتون کو سُنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر وچرم پلنگ	خہنشاہ نام آورو کامران	اسد شیر دل ابن صاحقران	

اُن شاہنشاہ عالیو قار نے سر اُٹھاکر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ لگتی چار آنکھین ہوئین پکار کر فرمایا ای شیر بیشۂ جرات وہمت ای یکہ تاز میدان جلالت ان کنیزون نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہین اپنے غصہ کو روکیے اسد نامدار کی آنکھ جو اُس شہریار سے چار ہوئی رعب وداب سطوت وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کر سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اُتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اس قدر غصہ نہ فرمائیے منظم

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے مرآئے	کب مرگ سے فرصت ہی بیان نامہ برآئے
کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے	کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب دھر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر بلا سے	ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے
جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے	تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے
قاتل نہ رہے حاجت تکلیف دوبارا	اغیار تھین بادۂ گلرنگ پلائین
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے	سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اُتر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر	کی سیر جو اس نے تو چند نفس مین
	دُنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب و داب جلالت دیکھکر اس قدر محجوب ہوا کہ آنکھ چار نہوسکی سر جھکا لیا اب تک آنکھین اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہین کہ نرلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہین کچھ لباس ہین تو البتہ فرق پایا دل خود بخود گھبرایا جوش محبت مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

در پردۂ بنماز سزاوار تو باشد — کو دیدہ کہ او قابل دیدار تو باشد — یوسف چو بخیر مہرۂ بازار بہ ارزد
آنکس نہ خرد ہر کہ خریدار تو باشد — در آئینہ مہر بچشم ہمہ ذرات — پیداست کہ عکس مہ رخسار تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان — از من بہ ستان آنچہ کہ درکار تو باشد — بودن پے آزار دل ما بتو آسان
غیر از نگہ لطف کہ دستوار تو باشد — کوشش بچہ ناسد بجہان این دو صدرا — آنکس کہ دلش محرم اسرار تو باشد
گر بانگ صلواۃ است گر ناقوس — این زمزمۂ مرغ گرفتار تو باشد — جان و دل و دین و تن زارم نہ غریب است
چیزیست کہ این ہم پے ایثار تو باشد — آنجا تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ زمین بوس ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو محبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہین لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحب سطوت و صولت لیاقت و جرأت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہوگئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے اسد نامدار بھی شرمائے ہوے مگر دو صاحبان عالیمقام اپنی جگہ سے اُٹھے جام لبریز کرکے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی ای شہریار نوش فرمائیے یہان سب آپ کے ہم مذہب و ہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا ارشاد فرمائیے اس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر سر جھکا کر فرمایا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا بھی نام معلوم ہو جائیگا تم خاطر جمع رکھو بیت

ای پیک راستان خبر بارہا بگو ۔ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ۔ اول کیفیت مزاج نرلزلہ قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم پلتن علم شاہ نوجوان نورنگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو اہالیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے روتے ہچکی لگ گئی فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت پہلے اپنے حسب نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین

ناصور ہی قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بارغم والم اُٹھائے اب تاب صبر و جبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج وراحت سب یکبار ہی بقول شاعر نظم

اثر نصیب کی برگشتگی کا سر مین ہی	نہ چین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی	خیال دوست سے آنکھون کو روشنی بخشی
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی	بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو	نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہی
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا	نظر پہ چڑھگیا آئینہ کو کہ گھر مین ہی	اس سوز و گداز سے یہ اشعار ان

تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپ کے کلام مین کیا تاثیر ہی ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب و نسب کی کیفیت حضور کو نہین معلوم قبلۂ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا وہ شیر نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین صاحب جرأت و لیاقت سرکوب سکندر بن ہیکلان عاد مغربی اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین ای شاہزادے اُن سے تمھین کیا سلسلہ ہی اسد نے کہا میرے والد نامدار ہین یہ سنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے لپٹ کر اس قدر روئے کہ قریب تھا غش آجائے مصاحبون نے سنبھالا بعد عرصۂ دراز کلام کرنے کے لایق ہوئے فرمایا ای فرزند ماد مہربان تمھاری کس خاندان سے ہین اسد نامدار نے بفصاحت جواب دیا در مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدۂ شریر و دختر بلند اختر صاحبقران زمان ہمشیرۂ شاہزادۂ بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب و نسب مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شاہنشاہ قلعۂ تنگ رو اہل نامیرے صاحبقران زمان داماد نوشیروان اس حقیر کو شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی کہتے ہین عرصۂ دراز سے طلسم ہوش رُبا مین داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور پر قید کیا مامون جان میرے بدیع الزمان گرفتار شکن اس طلسم مین قید ہوکر آئے اُنکے رہا کرنے کو مین بھی آیا خواجہ عمر و نے عیار یان کر کے ہلو گنبد نور سے رہا کیا ای شہریار اب لوح کی تلاش مین سرگردان حیران و پریشان یہان تک تقدیر نے پہونچایا لوح طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش ہی آپ کے نیازمند کو بڑا پس و پیش ہی ہر شخص یہی کہتا ہی سامان قتل صندل جادو مہیا کرو یہ امر سمجھ مین نہین آتا سامان قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہی اُن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان پروردگار مہیا کردیگا مگر ای فرزند برائے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی کشندۂ کپیتان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان نورِ نگاہِ امیر گیتی ستان ہمارے سامنے بیان کرو تنکے اہ ال

خیریت آل کے بہت مشتاق ہین اسد غازی نے کہا آپ اپنا تو نام نامی بتائیے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیمائے دشت رنج و محن بلائے مصیبت مین گرفتار نہ یار نہ غمگسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ تمکو بھی مفت مین ملال ہوگا بات مین بات نکالو رستم کی کیفیت ظاہر کرو مثل علم شاہ نوجوان کے لشکر صاحبقران مین کوئی شیر دلیر نہین ہی تمھارے ہی والد نامدار رستم عالیوقار معین لشکر اسلام رہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا دارائے ہند لندھور بن سعدان عشق مہران قبیل مین در مین مبتلا ہوے اور بخت وزیر نوشیران نے بہکا کے بادشاہ لشکر اسلام سے فساد کرایا اور اسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمر و ہاتھ سے ہومان بن ہام کے بہ سحر ملکہ مہلمل جادو ملک دمشق مین قتل ہوے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اُسوقت مین سوائے رستم و کرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹالتا اسکندر بن ہیکلان عادمغربی چوبیس لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا لشکر نوشیروان کرور سوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم رہزن عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد

دیوانگی مین جبکہ ہر اک سے بگڑ گئی ۔ زنجیر اہل درد تھی وہ پانون پڑ گئی ۔ نوزنگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک گرز خوردی دُردی میدان چرن کوہ مین شیرانہ دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اُٹھا کر لیچلے کہ مثل قویل سندی دو دویل ہندی دریاے چرن کوہ مین مارین مگر اُسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد نامدار ملک دمشق فتح کرکے تشریف لائے آنکھون سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ و گرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہی جلد جاکر ہندی کو بچائیے ادھر تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدھر لندھور نے للکار مارا ای نور نظر علمشاہ کے گردے پھٹ گئے گر کر بیہوش ہوے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جاکر چھپا صاحبقران لاش رستم پر آئے اُسوقت ایک قیامت برپا تھی جوانی پر رستم کی نخل صحرا روتے تھے برگ کف افسوس ملتے تھے دشمنون کو بھی قلق تھا ہر مہا در کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک حال کیا بزرگان دین اُس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیرا صحت پائی ابتو ماشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سنکر دل مین اپنے اسد غازی کہتا ہی کہ یہ اُس زمانے کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہی کہ لشکر اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کرکے اسد نے جواب دیا ای شہریار پروردگار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہی اُنکے دو فرزند ایک شاہزادہ عمر بن رستم

کہ اُنکا سلسلہ پیدائش ملک فرنگستان مین ہوا آلا گرد فرنگی کی دختر ملکہ سمینہ ماہ پیکر سے عشق ہوا اُسکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک فرنگستان کا لیا وہ شہریار بہت روئے کہا فرنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہی بڑی قیامت کی لڑائی بڑی تھی کسی وقت انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتلاؤ کہ اور بھی کوئی اولاد رستم کی ہی اسد نے کہا ہی شہریار عمرو بن رستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادۂ ملک قاسم موسوم بہ خاور سیاہ صاحب عز و جاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم افراسیاب فتح کیا عادشاہ قید ہو گئے تھے اُنکو چھڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سنجان و باختر لقب ہی قاسم کا نور نظر یعنے بنیرۂ رستم ایرج نوجوان اُسنے تو بہت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین رہکا فرنگ سے معرکہ بڑا صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانہ مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نورالدہر کی شجاعت سے مشہور ہی نورالدہر فرزند دلبند شاہزادۂ بدیع الزمان و نورنگاہ خاور سیاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرأت و شوکت ایرج و نورالدہر کا ذکر کرتا ہی اُن شہریار عالیوقار کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نورالدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بخوبی یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن آوارۂ دشت رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرماکر تاج سر سے اُتار دست دعا بدرگاہ واہب العطا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا	بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا	بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب	دعا کسکی تو نے نہ مستجاب
ہوا جو طلبگار قرب حضور	کیا اُسکو تو نے نہ رحمت سے دور	عنایت کرم لطف کیا بات ہی	کہ زہے مطلق تری ذات ہی
برابر ترے کوئی دانا نہین	سوا تیرے کوئی توانا نہین	ترا حکم نافذ ہی ہر دو کار	قضا تیری پھرتی نہین زنہار
نہین دخل تغییر و تبدیل کا	جو کچھ لکھ گیا لکھ گیا لکھ گیا	عطا پاش اول ہین آخر ہین تو	خطا پوش ظاہر ہین باطن ہین تو
ترے تابع حکم ہین خاص و عام	نہین کوئی دم مارنے کا مقام	جو گمراہ سارے زمانے کا ہی	جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی
برابر نظر دشمن و دوست پر	نہین منحصر مغفرت پوست پر	تو بر ع سر انجام میرا نہین	خطا کے سوا کام میرا نہین
شکستہ سفینہ سو گرداب مین	ہین کشتی نشین عالم خواب مین	فلک تیغ آفت نکالے ہوے	مین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے
ٹھکانا مرا ہی کہان اے قدیر	مگر رحمت خاص ہو دستگیر	سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ	کوئی اور معبود ہی لا الہ

مین بندہ ہون تیرا مرا تو خدا	نہین کوئی بندے کا تیرے سوا	سوا تیرے ہی کون پروردگار	کرم کر کہ ہون تجھسے امیدوار

اے کریم کارساز و اے مالک بندہ نواز اے باغبان قضا و قدر اے حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گل سرسبز و شاداب رہے جن شیرون کے تئین نام لیے پروردگار انکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتون کو سنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جملے مجھسے سُنے خود بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معما میری سمجھ مین نہ آیا عدالت صاف نام نامی اسم گرامی بتائیے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اس گنہگار پر بھی اُنھین کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوئی اُنھین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون ان حیلے حوالون کو مین نما نونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ بیچہر ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری رائے کے خلاف ہوا سر انیا قدمبوس نثار کرونگا مظلم

عذاب مرگ بحر کا فشار باقی ہی	بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی	جلا دو پھینکدو چاہو زمین مین دفن کرو	ہمارے بعد تمھین اختیار باقی ہی
بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش مجھے	دیکر سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے	لحاظ بیخبری ہی اُٹھائین سر کیونکر	یہ کہکر اسد دلا درنے تلوار
	بہت دنون سے نہین التفات ہوش مجھے		

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرح کی صحبت ہی تمام مصاحبان والامقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سُن رہے ہین یہ کسیکی مجال نہین کہ منھ سے بولے یا بات کا جواب دیسکے ہر ایک حیران ایک دوسے ایک سے آپسمین اشارے ہین یار و آج تو بڑے بڑے پتے کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سُنا تھے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھورا ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا ماشاء اللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اُسی باغ پُر بہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہین اُسی بیشہ کے شیر اُسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جبتک نظر کردہ ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیرونگا اسوقت اُن تاجدار باوقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلوتہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا رفقانے دیکھا کہ اُن شہریار نے بیقرار ہوکر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئے فرمایا اے اسد نامدار دامنیرہ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تئین ذکر سُنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب ہون اسد نے کہا اے شہریار مین نے اپنے قبلہ و کعبہ سے اِس حال پر ملال کو مفصل سُنا کہ جس شب کو قباد شہریار کی شادی ہوئی دوسری

شب کو گلیم گوش ملعون نے اُنکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فقیر ہوے تمام سردار گرفتار رنج و بلا رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج و ملال سہے ملکہ مہرنگار نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے گلیم گوش نے سب کو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا اے نور نظر اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ شب کو شادی ہوئی وقت سحر برائے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہو گیا حال ناپائداری دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا آئی کہ یہ صورت ایک دن خاک مین ملجائیگی تنہائی قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ و جلال فوج و لشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال ہوگی تخت و تاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دل دہی کرکے پوچھا خیر تو ہی مین اسقدر بیقرار تھا رونے کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہہ سکتا تھا میرے رونے پر کل اہالیان دربار کو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا اے قبلۂ و کعبہ مجھے ایک طرح آرام ہی لشکر عبرت نے گھیرا ہی موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون شربت بنایا جاوے اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سب کو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف کراؤن والد نامدار و برادران عالیوقار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہی تمھاری ان باتون سے میرا کلیجہ پھٹتا ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سب کو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام ہاتھ مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ و کعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی ہوئی ہو اُسکو بدل معاف فرمایئے زندگی کا کیا بھروسا اِن باتون پر میری قبلہ و کعبہ نے اپنا مُنھ پھیر لیا فرمایا اے نور نظر کیا مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دنیاے ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کمر تھام لی فرمایا اے بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نہ نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر مدنظر ہی یہ کیسے جاہ و ہوش کرو کہ ہمنے خطا معاف کی اے اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہی تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہو گیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہی خبردار کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوش رُبا کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی

بنا کر ڈالدیا مجھکو اٹھا کر لے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرف سے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے ہلڑ ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی ماں کی آنکھون کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیون کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہو سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر اثر مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم پُرنم مین رہے
داغ بنکر مدتون دامان قاتل مین رہے

اُلٹے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ
جو تمھارے منھ سے نکلے سب مرے دل مین رہے

خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہوکر اثر شور عنا دل مین رہے

اُنکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

خنجر قاتل کی ایدا مین اجل کی سختیان
روح نرگس کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہم کو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے

قہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی ہی نے دکھلائے ہمین آخر فروغ
داغ ہوکر ہم کنار ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پر آگیا تھا اس لیے
پانون میرے مدتون قید سلاسل مین رہے

خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
زندگی جب تک رہی کیا کیا قلق دل مین رہے

دیدۂ گریان کی عزت کس قدر دریا نے کی
اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے

نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کر دیا
تا فراق روح و تن ہم فکر غافل مین رہے

اے نور نظر و اے پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہے ایچ دو نور الدہر کو ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجائب جادو نہایت خاطر کرتی ہین مثل کنیزان بہتر آٹھ پہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہے اکثر یہان آکر ٹھہرتی ہین یہ جو قبا و شہریار نے فرمایا اسد نامدار مامون جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ مامون جان کہکے

قدمون کو بوسہ دیتے تھے آخر دونون شہریار روتے روتے بیہوش ہوگئے مصاحبون نے بڑھکر گلاب کیوڑا منھ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزون کی ٹڈی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو تشریف لائی ہین ابتو اسد نہایت گستاخ ہین دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پر شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آگے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجائب جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجائب جادو گھبرا گئی ایک ایک سے پوچھنے لگی کہ یانتک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر ادھر آگئے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہورہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت فرماکے روتے ہین ادریہ شیرگیر اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہی کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دست انداز ہی یہ حال سنکر ملکہ عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہوکہ محبت مین بھانجے کی مجھکو چھوڑکر چلے جائین ہوادار سے اتری اسی سوچ مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہی اسد نے موالی اماں کہکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردار کہکے بلائین لین گلے سے لگا لیا قباد شہریار نے فرمایا ملکہ عالم ہم جو تم سے کرب غازی کا ذکر کیا کرتے تھے یہ انکے نور نظر اسد نابدار برائے فتاحی طلسم ہوشربا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب مقید ہین تمنے کبھی ہم سے ذکر بھی نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہینگے یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای شیر بیشہ جرأت دای نہنگ دریاے ہمت اس حوالی مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی کہ اس طرح خواجہ مجھکو برائے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا کیفیت گذری اسد نے کیفیت حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو یہان سے تا بہ دربند مہر و ماہ جانا ہی ملکہ عجائب نے کہا پہلے دردسر تو دفع کرو یہ بتلاؤ کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا حضور تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از ادنی تا اعلی نے یہی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا یا نہین یہ کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہ سابق طلسم صندل ملک اخضر کو رہا کیا نعیم جادو کی آنکھین بنیا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اسنے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا ہر چند کہ اسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام

تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہو جاتا مگر اُس خیر خواہ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ اے برادر تم سے زیادہ کون رازدار ہی کیا سامان مُیا کرین کچھ نہ بتلایا ذریر اُنکے فہیم جادو درویشن تکیہ وارا ن سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے فرمایا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی دام تاجدار اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن ہو جائیگا اگر علاوہ تمھارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر مین پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کل سامان مہیا ہی انشاء اللہ کیہان سے جاکر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرو فروز غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبرو شاہزادہ اسعد کے پیش کی کہا اے نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دست گیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اسی سے قتل ہوگی اسعد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد شہریار سے عرض کی مامون جان مین نے دولت کونین پائی کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا تمام حالات جرأت و شوکت اخلاق و مروت سخاوت و شجاعت و عزت و جلالت آپکے بخوبی نیازمند کو معلوم ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین ہا مدلون سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپ کے نور نظر جوہر شمشیر فتح و ظفر شاہزادہ سعد والا نژاد آکر حاکم ہوے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اس نیازمند کو سرفراز فرمائین تخت سلطنت حاضر ہی لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہو جائیگا چار سو سردار ان فیشان افراسیاب خانہ خراب کے عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبان جاہ و جلال ہین سحر و ساحری مین طاق شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق انکی سرپرستی فرمائیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی سامنے بڑے نانا جان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدۂ دل روشن ہو جائینگے کیا خوشی ہوگی قباد شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہ یاس چہرہ زیبائے قباد شہریار کو دیکھا نگاہون سے حسرتین ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسعد نامدار کے چلا جاے یہ سب مشقت ضائع ہو قباد شہریار نے اسعد غازی سے کہا اب تم جاکر ملکہ صندل سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہو جائیگا ہم بھی اگر انشاء اللہ تمھارے شریک ہونگے ان کلمات مین ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا اے اسعد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی صورت ہوگی ہم بھی تمھاری

خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری خدمت مین پہونچائینگے شب بھر تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم رہا بوقت سحر قبا دشہریار پشت مرکب پر سوار ہوے اسد نامدار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار بیش کیے فرمایا ای نور نظر تم لشکر مین چلو ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر رخصت ہوا جب قبا دشہریار وملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوے یہ اُس بیشہ سے باہر نکلے تھے کہ ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر کو خبر پہونچی یہ بھی آکر حاضر ہوے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا ای شہریار آپ صحراے شکار سے کہان غائب ہوگئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہونچے اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کہ کیون ای نور نظر یہ خلعت کہان سے دستیاب ہوا اسد غازی نے فرمایا نانا جان جبکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت مین فقیر ہوکر بیٹھے تھے غفلت مین عقابین پر کھینچے گئے نو مہینے پنجرے مین قید رہے وہ زندہ موجود ہین شب بھر ہم اُنھین کی خدمت مین حاضر تھے اُنکے جال مہر نشان کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے انگشتری برائے قتل ملکہ صندل جادو مرحمت فرمائی عجب نادرشی ہاتھ آئی عمرو نے کھاکر پوچھا بیٹا نام تو لو کیا تھے اور قبا دشہریار سے ملاقات ہوئی اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا مہتر گلیم گوش نے اُنکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکی ملکہ عجائب جادو اُٹھا لائین وہ کوئی اور بشکل قبا دشہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر اُنھین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعۂ عجائب ہی وہان تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز فرمانے کو کہا ہی مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سُنکر عمرو ہمارے خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تمنے غفلت کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہی ثانی صاحبقران ہی جری بہادر صف شکن بچپن سے شوق سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی شوکت وصولت ہر شخص پر ظاہر ہی دیکھنا صاحبقران وعلیشاہ یہ سب صاحب اپنی آنکھین بچھائین گے قبا دشہریار کو سر پر بٹھا کر لیجائین گے ابھی واپس ہو قلعۂ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا ہی اُسکے انتقال سے لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہر نگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہوکر بیٹھا کل لشکر منتشر ہوگیا ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن مہارن عدنی نے قید کیا فولادی قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سہے وہ سب باعث قتل قبا دشہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام پر اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہی کہ تم سے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا برائے خدا ابھی

مجھکو لیچلو اسد گھبراکر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعۂ عجائب کی طرف چلے عمرو سب کے آگے برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد برغصہ کہ ایسے مقام پر کوئی ساتھ چھوڑتا ہی اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا موما نی جان نے انگوٹھی عنایت کی پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے افراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو کو انتہا کا اشتیاق ملازمان قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و لئیم دروشن تکیہ دار کمیدان دو دیگر سردار راہ کو طے کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہی خندق مین خاک اڑرہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ کرلے گیا عمرو دوڑکر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اجاڑ مکانات آدمیون سے خالی چھاٹک پر ایک کاغذ بخط جلی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب تسلیمات خدمت مین خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہین جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصۂ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری مین میری لطف کاش ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگزاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو تلاش نہ کیجیے گا ورنہ طلسم ہوش ربا مین بھی رہنما دشوار ہوگا عمرو اس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اُس شہر مین شور گریہ وزاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سب کو منع کیا کہ زیادہ اس بات کو مشہور نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہان سے پلٹے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار صندل جادو کو سب خبرین گذرین لشکر گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملک اخضر نے حکم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسد بھی مرکب پر سوار ہوے لوح طلسمی گلے مین انگشتری عطیۂ ملکۂ عجائب زیب انگشت ابھی بخوبی مسلح نہوے پائے تھے کہ لکہ ہاے ابر صندلی نمایان ہوے سب نے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پرچار لاکھ ساحران غدار ہزبر ہاے آتشین پر سوار علماے رنگاری کے پھریرے کھلے ہوے گھنٹ اور ناقوس بجتے ہوے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانون کو گرفتار کرو ورنہ قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ کہکر مرکب بڑھایا تیغۂ برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا وای نابکاران پر دغا نعرۂ اسد

اسد شتہسوار مرکہ درہ زور جنگ	پدرم دل شیر و جم پلنگ	اشہنشاہ نام آوردگاران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آپسمین ملکۂ خواجہ عمرو ایک جانب کمند و حباب ساحرون کو

قتل کر رہے ہین مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہے ملک اخضر کے قریب آکر فرمایا رباعی

خاطر مین یہ کلفتین نہ لائین کب تک	صحرا صحرا یہ خاک اُڑائین کب تک
جور و ستم فلک اُٹھائین کب تک	نا چار جہان سے ہم اُٹھ جائینگے

اخضر نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ضرور مجھکو اسباب کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس لشکر بہت ہے دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمر و نے کہا خدا مالک ہے اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن ملکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو لڑتے دیکھا دست و پا مین رعشہ پڑگیا ملک اخضر نے ملکہ کا یہ انجام دیکھ پروردگار سے آنکھین مرحمت فرمائین اگر اس شیر بیشۂ جرأت کی اطاعت کر خطا تیری معاف کراؤنگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے فتح طلسم ہوش رُبا کا زمانہ قریب آیا دیکھیے انکے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملے گا سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے تو منہ پھیر لیا دل مین خیال ہے کہ مجھے کون قتل کر سکتا ہے افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے کہ جہان طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب اُنکو بھی دستیاب ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہے کہ جسپر سوائے افراسیاب کے کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو آپڑی ہے خوب جانتی کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا لشکر بھی بحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہے آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو منقلب کر دیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جا پڑتا ہے صندل جادو تھرا کر ہٹ جاتی ہے اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اُٹھائین مگر اصلی جرأت ہے صندل سے منہ نہین پھیرتا ہے صدہا سحر صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہے آسمان سے آگ برستی ہے آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہے نظم مصنف

فلک کو فراموش گرش ہوئی	پہاڑونکو سختی مین جنبش ہوئی	قیامت کا سامان عیان ہوگیا	رُخ مہر گردون نہان ہوگیا

صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہے کہ ملک اخضر کو فتح کی امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہے البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہے کہ یہ جس غول جس صف پر تلوار آبدار تو لکر مثل شیر ژیان جھپٹ کر جا پڑتے ہین صفون کو درہم و برہم کر دیتے ہین اس اثنا مین اُن طرف سے صحرا کے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادۂ صندلان صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب ملکہ گوہر جادو چار سو کنیزان زرین پوش پشت پر اُسنے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑگیا ہے بیقرار ہو کر آپہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار

کھڑا ہوا فوج صندل بجیاب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہمراہیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریاے خون جاری صدہا علم کٹے ہوے پڑے ہین اسدنا مدار تو صاحب کوہ ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریاے فوج مین غوطے مار رہا ہے کبھی سحر سے صندل کے لکہاے ابر سیاہ اُٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردۂ ظلمات کا سا منا ہے اُس اندھیرے سے جان بچانا محال ہے شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہے اُس تاریکی سے ملک اخضر بصد کروفر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہے جان لڑا رہا ہے گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیر و دار بلند دیکھا صندلان صندلی پوش کو منع کیا ای شیر بیشۂ شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے تہلکہ ڈالدیا ہے بادشاہ طلسم صندل ہے ساحرون کا اسکے ساتھ جنگل ہے خداوند کریم طلسم کشا کو بجاے صندلان نے کہا ای ملکہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہرچند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادۂ صندلان صندلی پوش ہے سینہ سپر کرکے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھر کر ساتھ والیون سے کہا شعر

سنگ فلاخن فلک دون کے ہاتھ سے		افسوس اپنا شیشۂ دل چور ہو رہا ہے
اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے	دیگر	خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے
کسے دست جفاے چرخ سے امید ہنسنے کی	دیگر	جو ہوئے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندلی پوش کو سحر سے بچا لی جاتی ہے خوف ہے ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کرلے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پڑا پراگندہ کردیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پاکر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اُس خود سر کا دھڑ سے گرا اجل نے دست گیری کی سیدھا جہنم مین پہونچایا یہ جوان اُسی آن بان سے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا ٹوک کر اُسی نوک جھونک سے مارا برچھا جگر مین اُتارا صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاحبو بی گوہر نمک حرام کو دیکھو ہمنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی یہ طلسم کشا کی شریک ہوئی اسکو مع اُسکے دھگڑے کے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش کے پلٹی یہ جوان اُسی طرح سے قتل کرتا چلا آتا ہے جو سامنے آتا ہے مُنہ کی کھاتا ہے صندل نے للکارا یہ جوان پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑون صندل نے دہن سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان پھٹا تمام لشکر بیکار ہوگیا ہرچند گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھانین مرکب پا بہ گل نقش قدم بنگئے

بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اٹھتے ہین آنکھین پتھرا گئین سیسہ سین پشت سے گرنے لگین تلوارین قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے بڑھکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خود سری کی سزا دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے آپڑی جا ہا سحر دفع کرون صندلان کو کسی طرح سے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کر رہی ہی خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار دیکھکر جھوم رہی ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھا رہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رد گردان کمان سہمی ہوئی تیر طاق پر بند نیزہ تھرا رہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ای آہ و نالۂ دل پر درد محن	دیگر	بیمارم و غیر از دل بیمار ترا زمن	دیگر
او نیزہ بصدر تبہ بیمار تر از من		تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی	
		فریادی ام از دست تو ای آہ کجائی	

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل کو یقین مرگ ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب آؤ اپنی جان بچاؤ ظلم کشا کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین پنجہ دیکر نکلون صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کیا برق گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا لڑکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے اختیار آواز دی ای شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچائیے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلۂ ہاے آتش نے صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم برہم کرتے ہوے چلے ملازمان صندل نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد نہنگانہ لڑتا بڑھتا طرف ملکہ صندل کے جاتا ہی علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار چھڑ بغل مین دبائے ہوے فوج کو ترغیب دے رہا ہی مفتون فیل سکیر نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا اد ظلم کشا کہان جاتا ہی ہر چند کہ اسد کو ٹھہرانا گوارا طرف صندل جادو کے جاتے ہین مگر اُس بیحیا نے جو بکبر و نخوت ٹوکا شاہزادہ پلٹ پڑا مفتون نے اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے پھینکا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آپ نفعال مین نہایا غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بید ریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھٹ کی صدا بلند

ہوئی اُلجھا دے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا یا تو قبۂ سر پر جھکی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق شمال نے بوسہ دیا علمدار کے مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر علم نام گرانشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہان پر تلوار چلی لاکھون کا کھیت ہوا اخضر جادو نے بھی اپنی جان لڑائی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہو مگر ملکہ گوہر و صندل ان پر بڑی بدعت ہو رہی ہو دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی قریب آپہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے پائے کئی گولے سحر کرکے مارے اسد غازی پر تاثیر نہوے صندل جادو کو وہی گمان ہو کہ لوح طلسمی مجھکو قتل نہ کرسکے گی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے ترنج اُچھالے مگر اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات و منات پر لعنت کر ملک اخضر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہی صندل نے پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کرسکتا ہی قلعہ سے جاکر سر ٹکرا مین خدمت مین افراسیاب کے چلی جاؤنگی وہان سے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آپڑی یہی اطمینان ہو کہ طلسم کشا میرا کیا کرسکے گا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیو نی قالب انسان مین سما گئی ہو اسد نامدار نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہو طرح طرح کے سحر کر رہی ہو جب اسد غازی نے انگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگری کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہان سے پائی اے ساحران طلسم صندل آگاہ ہو جاؤ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہوگئی یہ کہکر جا ہا پرواز پیدا کرے اڑکر نکلجاے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی یہ معلوم ہوا کہ تو دہ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی سر سر مو و ہر تن موے صندل جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے آتشفشان اُس جہنمی کے جلنے لگے ابر تیرہ تار آسمان پر چھایا سنگباری اور برف باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من صندل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے چار طرف جلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش کرتی جاتی ہی سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا ملکہ

گوہر جادو بیان کی منتظم ہو حال سے بخوبی ماہر ہی بیانکی کل کیفیت ظاہر ہو ملک اخضر کو اسد غازی نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندلی پوش ایک جانب فہیم و نعیم در دوش تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اس عظم و شان سے داخل قلعہ صندل ہوے دارالامارۃ شاہی مین پہونچے ملک اخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا فہیم جادو بعدہٗ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے مال طلسمی نکلنے لگا خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو سے پوچھا بیان سے دربند مہروماہ کتنی دور ہی ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا فاصلہ ہی مگر سرکار کو دربند مہروماہ سے کیا کام ہی خواجہ عمرو نے فرمایا اے گوہر جادو لوح طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے دربند مہروماہ پر روانہ کی ہی حیرت بنکر اُس سے دریافت کیا تم کہان کی رازدار ہو کچھ اس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو ناحق کی تکلیف حضور نے اُٹھائی اس طرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا حوالی طلسم صندل سے جو گذرتا پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آئے نامہ دار افراسیاب کی شکل بنکر مجکو خبر ہو گئی جب تو مین نے صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جا کر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو ورنہ کہ لوح طلسم ایسی شی اس حوالی سے جاتی اور ہم کو خبر نہ ہوتی علاوہ ازین مہروماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپ کے ساتھ ہی کوئی اُنکے مقابلہ کے لائق نہین آپ طلسم صندل پر جو عاب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قتل صندل بھی دستیاب ہوئی و زجد مہروماہ پر فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہی یہ سنکر عمرو بہت گھبرایا کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ٹھہری اسد نامور نے اس کر کو سنکر فرمایا ناحق جان ان امورات کا تردد بیکار پروردگار مالک و مختار ہی تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے بیان تک تو پہونچایا یا نشان لوح بھی دستیاب ہو جائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہی کیا چارہ اُسی وقت ملک گوہر جادو کو حکم ہوا اثما لا بارگاہ زربفتی کا طرف دربند مہروماہ کے روانہ کیا جاے صندلان صندلی پوش کمبد جوش خروش اپنے مقام سے اُٹھا اثالا بارگاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف دربند مہروماہ کے چل نکلا بعدہٗ اُسکے ملک اخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جس مقام کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب بھین تکلیف کرنا کیا ضرور ہی ملک اخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اس سفر مین ہمراہ ہون جو وقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو

بندگانِ عالی کو تسکین دل ہو اور مع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیجائین اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کر و لشکر ساحر و غیرہ اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہون فہیم جادو و نعیم جادو و روشن تکیہ دار انتظام کرکے فرداً فرداً طرف دربند مہر و ماہ کے بفر فریدونی و حشمت جمشیدی روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مراۃ جادو شکست کھاکر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر شاہی ایرج کی بر طلسم ندکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ہوا صبح ساقی کر اب دلکو نین صبر — تری دوری مجھے اسوقت ہو جبر — لگی ہو کرنے آکر سوے گلشن
چراغ گل نسیم صبح روشن — تغافل کو نہ اب فرمائیو کام — لیک کرکے بغل مین شیشہ و جام
تماشا ہو عجب گلشن مین موجود — چراغان صبح سے تا شام بے دود — ستم ہو اب نہو گر شیشہ و جام
عجب ہی لطف سے پھولی ہو یہ شام — لگا دے منہ سے ساقی شیشۂ مے — مغنی پھونک دے بہر خدا نے
کہ آیہ سنجا ہو وقت بادہ نوشی — نہین مطرب یہ ہنگام خموشی — خروش و جوش مرغان چمن کا
ہوا ہی نیہ کیا تیرے دہن کا — ترا گانا وہ پی کر ساغر مل — کہ ہوئے سرمۂ آواز بلبل
جو بولے محتسب منھ نوچ اُسکا — جو مُلا کچھ کہے سر پھوڑ اُسکا — سخن اسوقت اسکا بے محل ہی
کہے ہی دیکھکر ابر اس ہوا کو — جواب مرکشان مین دن خدا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان — رکھے ہی دشت قندق بند کا رنگ
چمن ہی اندنون ہر شاخ اودنگ — یہ آتی ہی پری دوش ہوا پر
زبس بادِ بہاری مین مشاہی — گل مخمل پہ بیداری ہی نایاب
جہان دیکھو تو ہی آلودۂ خواب — کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین — تو کف لائے مین مستی سے دہن مین
اُٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بے بس — جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس — قبا گل پھاڑتی ہی ہو کے سرشار
رہی ہی لیٹی یان سوسن کی دستار — جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ — نشہ سے جھوم جھوم آئی ہی ہر شاخ
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہی — کہ آکر وہ لب جو چومتی ہی — پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات — نسیم صبح تک اتنی ہی باقی — خیابان مین پھرے ہو لڑکھڑاتی
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست — کہ پہلے بولتے ہین مرغ یکدست — زبس کھینچے ہی با دتند جارو ب
ہوا صحن چمن آئینۂ اسلوب — چہرہ محرران جادو تقریر و کاتبان ہنگامۂ دار و گیر اس داستان

حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیا اے خردمند فرخندہ پے کہ سازیم این جادۂ سحر طے
سابق مین تحریر ہوا کہ نقد روح دیوان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار
پر لوح طلسمی پائی مرأت جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ مے نوش کو
تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کروفر سے بصد شوکت و حشم طرف قلعہ
طلسم اسکندری کے روانہ ہوے مگر مرأت جادو اقتان و خیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی
اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر برائے استقبال حاضر
ہوے وزیر اعظم اسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرأت
کا عجب حال قلعی کھلگئی چہرہ اداس رنج و غم پاس آئینہ عیش و عشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فوراً بارگاہ اتار کرائی ملکہ مرأت کو اس بارگاہ مین
داخل کیا پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرأت نے تمام کیفیت ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال
ہے بی صاحبزادی شیشہ مے نوش شجر کو قلم کرکے لوح طلسمی لے بھوپنچین سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ
حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا اے ملکۂ عالم اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک شراکت طلسم کشا مین فلاح
ہے مرأت جادو نے کہا اے ظلمات طلسم اسکندری پر قبضہ پانا بہت دشوار ہے بی شیشہ مے نوش
مست ہوکر چاہتی تھین دو مگرے کو لیکر بیٹھون کبھی یہ دن نصیب ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کردونگی
بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا کیے انکی بھی تدبیر ہو جائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت
جادو کو دو سرا نامہ لکھیے کہ انور جادو آپ کی ملازم دسہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے پسر خرہ کے قتل ہوئے
وہ جوان لشکر کشی کرکے آتا ہے اسکی تدبیر واجب لازم ہے رائے مرأت جادو کو پسند آئی غوراً عرضی تحریر کی
ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ سر سے باندھا طرف
طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسعد کے تخت پر سوار تخت اڑائے ہوئے
جاتا ہے اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند اپنے کوہ فلک شکوہ پر مع
مصاحبان خاص و انیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوے جاتا ہے فیروزہ فیروزہ پوش اپنے مقام سے
اٹھی جا کر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی اے شہنشاہ اتفاق سے ادھر سے آنا ہوا کنیز ان کو بھی
سرفراز فرمایئے افراسیاب کی جمال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی حسین مہ جبین کمسن مالک تخت و معراج
ذات سے ان حسینون مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھون مین حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب

نظارۂ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے جو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی طرف کین مسکرا کر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

در کشورے کہ نازدادامے فروختند	مشتاق جان بہ نرخ گیاہے فروختند	واریم شادگی کہ بہ بازار خود بتان
وزدیدہ دل زرا وبہامے فروختند	افلاک را اگر بجہان قدر مابدے	مارا چرا بہ طالع مامے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان	او را کہ مے خرید کجامے فروختند	ایمان بحشر بین نہ گر قسم کہ شکستہ ست
این اہل انتقا بہ رضامے فروختند	از مفلسی بہند ہنر بران سر فروش	اسپ ویراق روز وغامے فروختند
شد تشنۂ بتسمت از تشنگی فنا	جائے کہ موج آب بقامے فروختند	از دست شان پریدہ براحت فتادہ اند
آنانکہ صید را بہ ہواہے فروختند	سودا ازان بلاد سعادت نشان مم	کانجا بجائے چند ہمامے فروختند

ان اشعار کو سُنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا ای شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آکر اُترا فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حاضر ہوے تھے اُس وقت تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم وبرہم ہوا رئیس لیکے اُمرا تباہ ہوے دو کا ندار آج تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ سامری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجائین مال لٹا نقد جان بچا دشوار ہوگیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا ای فیروزہ فیروزہ پوش مابدولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کرلیا اتبک مارا مارا پھرتا ہو لوح طلسمی مابدولت نے ایسے مقام پر بھیجدی کہ وہان طائر وہم وخیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ وہ کونسا مقام ہو افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بہ شکل حیرت مابدولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین بتائی عمر بھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش رُبا نہ پائیگا مین نے اہا لیان دربند کو نامے لکھے ہین سامان لشکر کشی کرونگا ابکی طلسم کشا کو پکڑ کے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی ای شہنشاہ مین نے سُنا ہو جا بجا کل ہو شربا بھر مین غدر ہوا اول طلسم آئینہ کو کوئی بر دتا ہو حمزہ کا لہ برج نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک پوتا تو برج بن بدیع الزمان جاکر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پاگیا طلسم پر بخوبی دست انداز ہوا اور ایک اخبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہر افراسیابی جہانگا خداوند سکندر بن سامری تھا وہان کوئی جوان پہونچا اسکا قاسم نیرہ حمزہ نام مرقوم تھا پھر طلسم جمشید یہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخلہ کیا ایرج نوجوان ونور الدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوئے بی مخمور بھی اس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ لڑین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا اُسی

طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد غازی بتائے خواجہ عمرو نے فکر کی اُن لوگوں کو مطیع کیا تا بہ گنبد نور پہونچا یہ سب حالات حضور کو معلوم ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا اے فیروزہ سب حالات تا بدولت کو معلوم ہین پرچہاے اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین تا بدولت بھی کئی مقامات پر جا کر لڑے طلسم ہزار برج مین بڑے بڑے معرکے پڑے بلکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین اپنی مصاحب سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور دولت جادو تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہی جلد خبر منگائیے آنا مین نے سنا تھا کہ چھوکری ملکہ شیشہ مے نوش بیٹی ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہی افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم نہونے پائی تھین کہ دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام کریہ منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہی جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے ہوے دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پہچانا کہا اے ظلمات کہان سے آتے ہو اُسنے عرض ملکہ مہرات جادو کی نکالکر پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا پڑھکر بہت بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہوگیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل ہوئی افراسیاب جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین جاکر سب انتظام کرونگی لوح طلسمی جھین لونگی طلسم کشا کی مشکین باندھکر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا اے فیروزہ صاف صاف مرقوم ہی کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کردی اے فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہی کہ فرزندان حمزہ سب صاحبان جرات و لیاقت مرجع شوکت و ہمت ہین لاکھون مین اکیلے لڑے خداوند لقا کو ملک باختر سے لڑ بھڑکے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے سے نہ آیا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ بھروے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ نگوڑا جھوٹ سچ بگھارا کرتا ہی کسی طرح کا اس کو اختیار نہین سامری جمشید انسے بہت اچھے ہین ان خداوندون کی خاک مین چادر مین تاثیر ہی انکی زبان پر آٹھ پہر تقدیر تقدیر ہی وہ نگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی اولاد بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا ہی جو چاہتا ہی کہ بیٹھتا ہی بلکہ سنا ہی شیطان کا کہنا ہو جاتا ہی تقدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے کہا بلکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی اور اے فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہی سحر تمھارا تاثیر نہ کریگا تا بدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہین ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ جوان صف شکن تیغ زن پہلوان یگانہ یکتاے زمانہ مغلوبہ مین ایسا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلۂ عمرو سے صدا ے

تحسین و آفرین بلند ہوا ابھی جو انجم حصار پر تلوار چلی نہیب شمشیر سے [redacted] ان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی بلکہ بھاگ کر چلی آئین اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہوگی ہی ہمراہ نے بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکین گے افراسیاب نے کہا مین ابھی تدبیر کرتا ہون ایسے شخص کو بھیجون کہ گردن توڑ کر مشکین باندھ لائے ارجح ایسے پجاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہی فیروزہ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گائن کو اشارہ کیا جام مرارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زانو بدل رہا ہی فیروزہ اپنے کو بچاتی ہی لیکن شعلۂ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہین منھ سے نکل رہی ہین دل سے کہتا ہی کہ کیا ہڈیان جل رہی ہین گائن نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوے افراسیاب کا مچل رہی ہی ساز لے ہوے تانین پڑ رہی ہین

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون
دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھون

پہلے سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکے گا
اک بات کے کہنے مین تو مر جائینگے لاکھون

وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون

مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا
صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھون

تیرا اک پیان بحر فنا کے بھی بہت ہین
تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھون

یہ غزل گائن نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین افراسیاب نے منت کرکے کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان نظم

بھولون تمھین وہ بیخبر نہین ہون
اتنا بھی مین بے خبر نہین ہون
اللہ رے فرط کاہش تن

ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون
دکھلائی نہ دون یہ غیر ممکن
کچھ آپ کی مین کمر نہین ہون

بے حال کہے بچانے دونگا
عاشق ہون مین نامہ بر نہین ہون
دیگر ہی عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین

ہوش بر سوے نہین ہین کار اعمال مین
طوق ہی آغوش پھیلائے ہمارے واسطے
پڑ رہی گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین

جیون جیدن افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھیے اس نگوڑے سے آج میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین ڈرتی ہوئی قریب آئی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی ہین ظلمات جادو زریر مرات کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی غصہ مزاجی دیکھکر حیران کہ یہ کیسا

بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ مزاجی ایسی چاہیے تھی جسپر نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہونچے ہین کہ اُسکے وصل سے انکار ہی سفلہ مزاجی ظاہر ہی اب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشۂ شراب سے مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہاتھ تھام لون تخلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اور تعریف سامری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم مگر دور کا بے گھوڑون پر ٹیڑے بڑے قد کے جوان چورے تیغے حمائل سپرہاے فولادی پشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی بانکپن زیرکوہ آکر گینڈے سے کود افراسیاب کو سلام کیا فوج آکر جمی سلامی کی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور کا نامہ پہونچا چند کس ساتھ تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی درپیش ہی افراسیاب نے کہا ای طولاب روئین تن نبیرۂ حمزہ ایرج نوجوان طلسم اسکندری پر چڑھ آیا ہی نکحامون نے لوح اُسکو حوالے کردی نہایت جوان زبردست ہوا ہی طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو شکین باندھ کر بلکہ مرأت جادو کے حوالے کردو وہ اُسی کا گنہگار ہی قتل اور غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی بلکہ شیشۂ مے نوش شراب محبت ایرج مین چور ہوا ہی طولاب مقابل کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا کیے زیر کرکے یہان روانہ کرون کیسے دبوچ کے مار ڈالون افراسیاب نے اُسی وقت خلعت ننگا کر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور مقدمۂ جرات کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہوگا چیرے پھینک دیگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین بھی الگ الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کرکے چلی آؤنگی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا نشہ مین اُٹھکڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلا یان طولاب روئین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس ممکن کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ کیون تکلیف فرمائیے غلام جاکے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر یہ تو سحر کرکے ایک جانب نکلگئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا علمہاے سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر دور کا بہ مرکب عزو مین ہر ایک کا فر بے ادب کے کہنے سے نقارہ بجا بڑے کروفر سے لشکر طولاب روئین تن چلا نظم

صدا تھی وہ نقارے کی خشمناک	دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک	کسی سمت قرناے جنگی بجی
صداے دہل سے زمین ہل گئی	ہر اک پلٹن مست و مغرور تھا	شراب تکبر سے مخمور تھا

قبرے کرد فر سے طولاب روئین تن برائے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہونے مین

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کرکے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ مے نوش تخت سے اُتری داخل بارگاہ ہوئی ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہر چند کہ صاحب تخت و تاج ہی مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر مزاج ایرج نوجوان بیرون بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے مین ایرج نوجوان ایک ایک کو بخلق و محبت و مروت مقامات پر بٹھلاتے جاتے ہین بیٹھنین اس مقام پر اُترین رسالے فلان مقام پر فروکش ہون کسی سپاہی کو تکلیف نہ پہونچے مگر ملکہ شیشہ مے نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے انسون جلیسون مصاحبان خاص کو اُس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ مے نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہی مقامات فوج کے اُترنے کی تجویز کر و کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب لازم ہی ملکہ نے فرمایا اے ملکہ انجم ماہ رخسار تمھارے بیمحبت مین دل گھبرایا اور کارگزار موجود ہین انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ تیغہ زودودمہ سکندری کا قبضہ پر ہاتھ کمر چست بندھی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف جی مین کہتی ہوئی انجم سپاہی اُنکا کیونکر ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطر داری لدھی ہین مصروف ہر چند ملازمان جانباز عرض کر رہے ہین حضور جاکر آرام کرین غلام انتظام کرلینگے ایرج نہین مانتے ایک ایک کی مزاج پرسی کر رہے ہین انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی و اُن تمام کرشمہ ائی کہا اے شہریار چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہین آپ کی تکلیف سب برخلاف ہی ہر خرد و کلان کی یہی خدمتگزاری کا مشتاق ہی ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن لفریب جسکو دیکھکر دل بیاختیار کا غذ آرزو ہوس ماہ جبین مہ تمکین کبک رفتار شیرین گفتار جو نکہ سامنے ملکہ شیشہ مے نوش کے ایرج نامدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہین کرتا ملکہ کو ناگوار ہوگا یہان جو انجم کو تنہا پایا چاہ زقن دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا دیکھا رخسین چہرے پر بل گر رہی ہین عکس اُسکا عارض انور پر جو پڑا ہی صاف ثابت ہی چشمۂ خورشید مین مارسیہ لہرا رہے ہین مردم چشم اپنی آن بان دکھا رہے ہین ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین کرنے لگے دھان بارگاہ مین ملکہ شیشہ مے نوش بیٹھی ہین یکایک آسمان سے دنادنے کی آواز آئی کہ خود بخود زمین تھرائی غنغوہ ہوا ہم آہن خوار جادو و ظالم تو نے غضب کیا ہزارہا بندگان سامری جمشید قتل ہوے ملکہ نے دیکھا کہ ایک جادو کر قریب بارگاہ تو ڈکر نمایان ہوا مثل شعلۂ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ کی بیتحاشہ گھبرا کر دوڑین گولے ترنج و نارنج اُس بیجا پر لگائے اُسنے سب کے سب رفع کر دیے ایک دو ہتھیار اسب کنیزین مُنھ کے بھل زمین پر گرین ہتھیار یان گرنے لگین

ملکہ شیشہ مے نوش نے چاہا تخت سے اٹھ کے بھاگون اس گندا نے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلہ
سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی گلے مین ملکہ شیشہ مے نوش کے پڑی سرانکا آہن خوار نے تھامایہ پرور دۂ مہد
ناز و نعم گرفتار زنجیر مصیبت والم ہوئی چیخ مار کے بیہوش ہوگئی وہ بیحیا ملکہ کو لے کر بلند ہوا لغزے کرتا ہوا
یہان انجم سے ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے
بڑھکر عرض کی ایک جادو گر آیا ملکہ کو پکڑے لیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہی ایرج نوجوان نے دیکھا یہ
تو حیران کہ مین کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے
چمکی آواز دی او بیحیا کہان جاتا ہی وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رکا ایک گولہ انجم کو مارا اب ہا لیان
لشکر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہونے لگے کئی سحر اس ملعون نے ملکہ عالم
پر کیے اُس آفتاب آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ نیچہ کھینچکر للکارا کر جا پڑی سب نے دیکھا
کہ انجم مثل برق کے کڑکی لپٹ کے نیچہ مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا نیچہ برق مثال گرا سپر کے
دو ٹکڑے کر کے خرمن ہستی کو جلا دیا بیحیا بدمعاش کو خاک مین ملا دیا ادھر آہن خوار مرا ملکہ
شیشہ مے نوش پنجہ سے اُسکے چھوٹ مین انجم ماہ رخسار نے ہاتھون ہاتھ اس آفتاب حسن و جمال کو
لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارجکا
طلسم مین مثل نہ تھا ہم ملکہ اثر ور گیسو کشا منتظم طلسم سکندری اب سنبھے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک
اژدر آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوے کر کسے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہین صورت
کالی خال کو چہرہ شب کہنا واجب لازم شب فراق عاشقان بھی اُسکی سیاہی سے نادم بلاے پرتو ظلمات
ہو ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ روون کے چہرے کے آگے بات ہو چنگاریان مُنہ سے نکلتی ہوئین صورت
ہیبت ناک سفاک سحر و ساحری مین چست چالاک اس جلدی مین آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مے نوش
کو گود مین لیکر زمین پر نہ آسکی نعرہ کر کے ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے مین اندھیرا پیدا ہوا
آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا ساحر ترنج و نارنج لیکر دوڑے سحر کیے مگر
اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر قریب آیا کبھی ہنس دی یا دہنسنا اُسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا
تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت نہوتا تھا فلک اُسکی جفا کاری پر لیکر
روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر گیسو مین ملکہ انجم و ملکہ شیشہ مے نوش دونون کو باندھ لیا ہزارہا ساحرون پر
قہقہہ مارا یکلیان گرین سیکڑون جلگئے صدہا بیہوش ہوکے گرے ایرج تیر و کمان لیکر دوڑے اُسنے آواز دی
او طلسم کشا بی شیشہ مے نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمھاری بھی فکر کر دنگی اب تو صاحب لوح ہو جین گر صبح و شام

مین تمھاری تدبیر ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکر نکلگئی لشکر مین غریو برپا ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاپور شیر دل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اُٹھایا کہا ای شہریار آپ نے کہ اس قدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہو جائیگی ظاہر معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ اسی مرحلہ کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست اندازی ہو سکی ملکۂ عالم کو لیگئی مگر حضور پر کسی کی مجال نہین ہی کہ آپ کی معشوقہ کو قتل کر سکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین مصروف ہوجیے بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ مرآت جادو بجاک کر گئی اُسنے عالمکان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اُسی وقت لشکر سے کنارہ کیا سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے کا قصد نکرنا یہ فرما کر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم دای سیارا ین عجائبات اگر پروردگار فضل کرے تو در لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی کے جانا اگر عرصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کر لیگئی فوراً اسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرما کر اسم حاشیۂ لوح پڑھا صحرا سے گرد اُڑی دیو مہیب پیدا ہوا ابرجمکا نام لے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑ کر جا پڑا وہ سامنے سے ایرج نوجوان کے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اُسکے تعاقب مین چلے نگاہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحبقران صاحب عظم دشان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرا اندر درۂ کوہ کے جاکر اس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ اُس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پہاڑ تھرا کر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو دیو ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا پہاڑ معدوم ہوا دیکھا سامنے صحرائے سبزہ زار نوازح دلکشا نگردے ملکہ شیشہ مے نوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز و شاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کر دیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار و شیشہ مے نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار یہ اشعار زبانسے نکل گئے غزل

ای کہ در چشم بہر صورت تو منظوری بیا	دے بدل نزدیک من از بہر چہ دوری بیا	در ملاقائم بخود بہتان مہجوری بیا
منکہ میدانم ترا نوعے کہ مجبوری بیا	من بدل جویم ترا ہبتر ز مہر ما نگاشتم	گرچہ در دل ستم کیشان تو مشہوری بیا
نامۂ وصل ترا خط بر رخت آوردہ است	رفت ایام فراق و وقت مہجوری بیا	یک سر موشوکت حشمت خواہد کم شدن
من گدائے کاسۂ در دست مغفوری بیا	منکہ از خود میروم ہر گز تو مے آئی بیون	ای بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا

اے تو گردون روز سودا را شب ہجر ساخت	ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

اِن اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اُٹھا کر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد	سینہ میں ہو گی سانس تری دو گھڑی کے بعد	کیا رو کا اپنے گریہ کہ ہنسنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد	کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا	کہہ بیٹھیں گے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد
اُس لعل لب کے بوسے لیے ہم نے اسقدر	سب اڑ گئی ہنسی کی ہٹھڑی دو گھڑی کے بعد	کل اُس سے ہنسنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اُس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد	کہتا رہا کچھ اُنسے عدد دو گھڑی کے بعد	غماز نے جڑا در جڑی دو گھڑی کے بعد
پروانہ گر وہ شمع کے شب دو گھڑی رہا	پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد	گو دو گھڑی رہا سنے نہ دیکھا اور مر تو گیا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد	کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کی طرح	پھر تو نہ ٹھہرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد میں دونوں معشوقوں کی آہ وزاری اسی تصور میں رو رو کی کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر آنکھوں کے نیچے تصویر خیالی ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش کی پھر رہی ہو اس پریشانی میں شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد میں اُن گلعذاراں کی قدے کے گھڑی دو گھڑی باغ میں پھر کر بسر کریں یہ سوچکر طرف باغ کے چلے نزدیک باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر متردد و متوحش پھرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہی شعرای پیک راستان خبر یارا بگو بہ احوال گل بہ بلبل بتان سراپگو ملکہ شیشہ مے نوش پر کیا گذری تم نے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلدی کیجیے میں نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ مے نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہی وہ شاہزادی سحر بھی نہیں جانتی عجب مصیبت میں ہی خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سُنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوئے مقابلہ ناموس خبر وحشت اثر سُنی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باغ میں جلدی داخل ہوئے انجم عقب میں یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتاریے اسمیں مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اثر در گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچا تو قیامتیں برپا کریگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا لحظہ کرنیکو انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا میں تو دیکھ لوں بے اختیار ایرج کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤ گی انجم نے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ میں انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا منم اثر در گیسو کشا دیکھ یوں لوح لیتے ہیں ایرج کی زبان بند ہاتھ پاؤں میں رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کمر میں ہر

کے چاہا ہاتھ دون لے اڑون کہ ایک مرتبہ آواز آئی اے اژدر گیسو کشا کیا کہنا تو نے طلسم کشا کو لیا خیر خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہین اژدر گیسو کشا نے یون جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرأت جادو نخل کامان سے سحر کرکے اُتری خرامان خرامان آتی ہے اژدر نے جھک کر سلام کیا نہال ہوگئی کہا ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مرأت جادو نے کہا تمام طلسم مین کھل بلی پڑی ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا ملکہ شیشہ مے نوش و انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژدر نے عرض کی حضور دونون موجود ہین طلسم کشا بھی قبضہ مین آیا سب کو قتل کیجیے مرأت اژدر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات سب دیکھ رہے تھے جیسے ہی طائر نے چہکارا مارا یا تو اژدر گیسو کشا نخلق اور بجز ملکہ مرأت سے باتین کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش بھی بتلایا تھا اب طرف نخل کے سر اُٹھایا طائر کو دیکھ کر ہوش اُڑ گئے طائر نے آواز دی اے اژدر افسوس کیا اہا لیان طلسم کی عقل پر پتھر پڑے دوست دشمن کو نہین پہچانتی دیکھ تیرے پہلو مین کون کھڑا ہے عیار طلسم کشا ہے اژدر پلٹی شاپور نے دیکھا کہنے والا سب کچھ کہہ چکا اب گرفتار ہو جانا باقی ہے جو کچھ کرنا ہے کر گذر جیسے ہی اژدر پلٹی شاپور نے کہا ملکہ وہ جاتا ہے سحر کر دیا پلٹی شاپور نے حلقہ ہائے کمند مارے گردن مین پڑے ٹھکا مارا گرے گرتے حباب مارا یہ بیہوش ہوئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا شکم پر پڑا شکم چاک قصہ پاک ایرج اُٹھے لوح طلسمی اُٹھا کر گلے مین ڈالی باغ تمام آتش بہا رہوا نخل تمام جلنے لگے صدائے مہیب بلند ہوئی دیوارین گرین قصر پامال ہوے غبار زرد اُٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر گیسو کشا بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیوارین خام لونی کے ڈھیر دروازہ آہنہ کے پیرون کا گھنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوے اندر سے اُسکے رونے کی صدا آتی ہے شاپور نے بڑھ کے دروازہ کھولا دیکھا ملکہ شیشہ مے نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک پر لوٹ رہی ہین جیسے ہی شاہزادۂ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت مین سر سے پانک بلائین لین کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش یہ اشعار آبدار ذوق پڑھنا شروع کیے مطلع

مزے جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے	غرض تھی کیا ترے تیرو نل کی آب بہکانے
مگر نہ یار دل کیسے بے وضو کرتے	اگر یہ جانتے چن چنکے ہمکو توڑ لینگے	تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی ہو جوی کش	اُٹھینگے خواب سے ساقی ہو بو سبو کرتے	عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے	سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے گر ذوق	تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ مے نوش کو بھی فرش خاک سے اُٹھایا دیکھا یہ مہ جبین حیران پریشان مضطر بدحواس ملکہ انجم ماہ رخسا

تو ساحرہ زبردست ہی یا دشاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ شیشہ مے نوش سحر و ساحری سے بالکل ناواقف پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر مصیبت والم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیر دل جلد اپنے کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ مے نوش کے واسطے تحفہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جاکر غلام تحفہ لاتا ہی لیکن سامنے ملاحظہ فرمائیے ایک شہر ویران معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے کچھ آواز مین آتی ہین ایرج اُس قصر کے قریب آئے دیکھا اُسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانۂ طلسمی ست غرض قفل توڑکر ایرج نامور نے پھینکدیا اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانان شیر دل صاحبان شوکت دلیاقت اُس زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج نوجوان کو جوانان مقید زندان مصیبت نے دیکھا زنجیرین سنبھالکر اپنے مقام سے اُٹھے واسطے تسلیم کے خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی کے باقی ہین اِس راہ سے اِس ساحرہ نے قافلے کا نکلنا بند کردیا ہم لوگ بیخطا قید ہوے سالہا سال گذرے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہوگیا یہ تعجیل دل اُن سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اُس قصر مین اسباب ضروری بھی بحساب تھا سب سردارون نے نکالا ایک بارگاہ زرنقش برآمد ہوئی اُسی وقت وہ بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ کرایا قریب زندان خانۂ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ مے نوش تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدۂ وزارت دنگل سپہ سالاری پر نقدروح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان شاپور شیر دل برائے انتظام حاضر لیکن مرائت جادو بعد روانہ کرنے عرضی طرف افراسیاب کے تخت پر بیٹھی ہی لیکن کچھ کہہ رہی ہی دیکھیے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر دبیر عرض کررہے ہین کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائیے کہ گاؤزمین بار نہ سنبھال سکیگی یا کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھکر بھیجائیگا اُنکے آگے اُنکی کیا حقیقت ہی یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم طلسم کشا مرحلہ جات شکست کرکے قریب زندان خانۂ طلسمی پہونچ گیا ہی قیدیان زندان مصیبت کو رہا کرلیا اپنی آنکھون سے غلام دیکھکر آئے لازم آپکے شیشہ مے نوش و ملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب صحبت عیش آراستہ ہی بی انجم تنظم لشکر طلسم کشا مین مرائت جادو یہ سُنکر گھبرائی اور لاتے بھی ساحران مرحلہ کے آکر پہونچے ایک ہرکارے نے یہ بھی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہی اب مرائت جادو کو تردد ہوا کہتی ہی طلسم کشا کو کون جواب دیگا آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا اُنسے کہا صاحبو جو عرضی مین نے خدمت شہنشاہ طلسم ہوش رُبا مین روانہ کی تھی وہان سے کچھ جواب نہین آیا مین سب سردارون کو

اپنے لیکر ہوش رُبا مین جاؤنگی مصاحبین سب گھبرا گئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے مدّراہ ہوگا جانتے ہو یگا بوجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ سب نیک وبد سے آگاہ کرینگی طلسم ہوش رُبا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین تھین کہ ظلمات جادو مرائت کا ذریر آکر پہونچا مرائت نے پوچھا ای ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سے کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب رویین تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہے حقیقت مین نہایت پہلوان زبردست ہے علاوہ زبردستی کے تیغ و تبر و نیزہ اُسپر تاثیر کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش بھی سُنکے بہت بیقرار ہوگئین خود آنے کو تھین مگر خنشانے منع کیا کیا عجب ہے وہ بھی کسی کو واسطے جرکے روانہ کرین مرائت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اٹھی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اٹھا کارگاہ کا لدا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادۂ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہے کہ اپنے نئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تھا کہ دیکھا مرائت جادو مع تین لاکھ ساحران خرس پیکر آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ کا استادہ ہو ملکہ اکنم نادرخسا نے لشکر کو اُتارا ساحران قلعہ پنجم حصار اراوہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانۂ ظلمی سے رہا کیا انتظام لشکر مین مصروف ہین کہ ناگہان گرد اُڑی طولاب رویین تن مع لاکھ سوار کے گینڈے پر سوار مغرور دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوے آکر پہونچا مرائت جادو برائے استقبال خود نکل آئی طولاب رویین تن فوراً گینڈے سے کود مرائت جادو کو دست بستہ مودب ہو کر سلام کیا مرائت جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب رویین تن آگے بڑھکر مقابلہ لشکر ایرج نوجوان مین اُترا مرائت جادو نے بہت کچھ سامان عیش و نشاط واسطے اس مغرور خرس پیکر کے بھیجا بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہاڑ ان روئین تن زرین پوش یعنی آفتاب تابان بخوف نہیب تیغ ماہتابان داخل قلعہ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت و سیارگان کو ہمرہ لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہو کر ورزش کرنے مین مصروف ہوا یہان طولاب رویین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرائت جادو تخت پر بیٹھی ہے مگر نہایت پریشان خیال ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرائت نے حکم دیا نقارۂ زرمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبر مین لے کر خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا دینے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا بنیزہ رویدہ باشہ سہ باغ	گل سرخ نادر چو روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے

ایرج نوجوان نے حکم دیا اے ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین مشہور رہو اکل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ ہوش ربا نے طولاب رویین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کررہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دین کہین سنان نیزہ کو درست کیا چار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ حقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی نقیب نوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر

جوانو جوانمرد ہشیار ہو ۔ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ۔ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صدائے اذان بلند ہوئی اس صدائے فرح افزا سے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پرغرور	یافت از سر شعبۂ نو شید نور	ترک ذرآخرایین زرین سپر	ہندسے شب را بہ تیغ افگندہ سر

ایرج نوجوان بصد شوکت و شان بفتح کرۂ بن اشقر پر سوار ہوے ملکہ شیشہ مے نوش سر پر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار انتظام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اس جاہ و حشم سے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرائت جادو آگے آگے طولاب رویین تن اپنی بنا ہوا تخت پر ملکہ مرائت جادو کئی لاکھ ساحران غدار حربہاے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرائت ناز کرتے ہوئے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے مراد یہ ہی کہ یارو گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی عیش و راحت دنیا کا بیکار ہی صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی روسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوے کم ظرف آباد ہوئے نظم

اک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر	مثل ماہ نو پڑے پھرتے ہین عالی ہمتان
کیا کرون اسکی طبیعت کے ملون کو مین نقل	کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اسکی بیان
آن مین اوج حسب کو پہونچے مجہول النسب	خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان
ہا کجا کیسے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج	اک وتیرے پر نہین گاہے چنین گاہے چنان
دور مین اس روسیہ کے اب نجز بخل و حسد	دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام و نشان
بوریے پر سمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ	دشمنی معشوق و عاشق مین ہی اتنی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے ان نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیاے ناپائدار آنکھون کے نیچے

بھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہی کہ یا روز زندگی بحر جان مین حباب
کے مثال ہی ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہی صفون پر سناٹا آگیا قلب مردان عالم کا تھرا گیا
طولاب وکمین تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے مرائت جادو کے آکر کودا پٹا یہ تخت کو
بوسہ دیا مرائت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا
طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہی دیو کو قتل مسلمانان کی
کوشش ہی طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کا ل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری کھلائے
جب خوب عرق عرق ہوا سر اُٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی ای فرقۂ خذاپرستان و ای
زبردستان دای خیرہ سران جبکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلکے ما بدولت سے مقابلہ کرے شعر گران ہر کہ را
بار سر برتن است ؛ حکیم علاجش بدست من ست ؛ طولاب رومین تن نے جو مبارز طلبی کی شیر بیشہ
صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ ملا نشان سیدھے ہوے
جنگ کا نشان ملا شقہ ہاے علمہاے زنگاری کھلگئے بہت سے پہلوان گھوڑون سے کود رکاب سعادت
انتساب پر ہاتھ رکھدیا مراد یہ ہی کہ میدان کارزار مین ہم جائین ایرج نوجوان نے فرمایا ای شناوران
دریاے محبت وای غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہی کہ جو جسکے
مقابلہ کا خواہان ہوتا ہی وہی جاتا ہی علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا اسکو لشکر سے جدا ہوے چاہتا ہون
کہ بروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جاکر بزرگون کی قدمبوسی کرون وہان بھی مقابلۂ عظیم پڑا ہی لقا
ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہی اُسکے ساتھ بڑے بڑے پہلوانان زبردست جنکے خون سے رستم و
افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون
کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے یہ فرماکر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشۂ می نوش
کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ ہوے حجاب سے ملکہ نے سر جھکا لیا لیکن سر غرت اوپر آسمان افتخار
کے پہونچایا جی مین کہتی تھی ای شیشۂ می نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہی کیا غرت افزائی فرماتے ہین اور
اس کوہ پیکر کو دیکھکر دل بھی کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپکا نگہبان ہی
مناسب تو یہ تھا کہ اور ملازم جاکر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرمائین مقابلہ مین اس غول صحرائی کے نہ
جائین ایرج نے کہا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ؛ ملکہ نے سر جھکایا شاہزادہ پشت مرکب
پر سوار ہوا کہ ابن اشقر نے کنوتیان بدین یقین ہوا کہ آقا رن چڑھے دہانے کو چبا یا دم سے چنور کرتا ہوا
مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہی کیا یا دصبا مین کہ دم شیر جہان | تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال | یون وہ دو چار قدم خاک اڑا کر رہجاے
اور پہونچ جاے کہین سے کہین وہ شہ خیال | ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری | ہی اُڑان اُسمین ملک کی تو بشر کی ہی خصال
جلد اتنا کہ جہان عرصہ جولان اُسکا | عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہوا حال | زیب تن اُسکے جو ہندی کا ہی ہر گل تصویر
پھرتا کاندے مین ہی وہ صورت فانوس خیال | اُس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہی زیبا | مرزبع سیر فلک ہو نہ مبادا پامال

طولاب رومین تن اس دلیر صف شکن کی آمد دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا فرات جادو تخت پر سوار کہ رہی ہی کہ صاحبزادی کو تخت سلطنت ملا دھگڑے نے بادشاہ کیا بھلا اب اُنکے برابر کون ہی جب گھوڑا طرارہ بھر کہا ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا چنگل خورشید مثال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ ہوگئی حسن و جمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبونگا وہ شیشۂ مے نوش کی بڑی دور بین بڑی جوہر شناس ہی حقیقت مین شہر اُسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین تھرتھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان ایرج نوجوان قریب طولاب رومین تن پہونچنے نگا وہ چلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم رکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا ای نوجوان اپنی جوانی پر رحم کر مین ہنے والا طلسم ہوش رُبا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہی کہ سرکاٹ لاؤ لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرا دونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سُنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش دیتا ہوا سینۂ بے کینہ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گا نٹھکر پھینکا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب رومین تن کے نکل گیا نیزہ بھر آب مجالت مین غرق ہوا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر و غضب مین آکر گرز پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی ای پروردگار عالم شعر بیت کہ چہرہ ہم از برگ گل بود نازک پناہ گرز ندارم پناہ تو دارم پناہ یا قاضی الحاجات مدد سے گرز آکر گرز پر پڑا تنق گرد بلند ہوا طولاب رومین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی زدم دست کردم شعر کجا پہلوانان گردن فراز اگر خاک جوئی نیابی نشان شاپور شیر دل نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون کے قائم ہین سر سے تا ناخن پا پسینہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا ای شہریار حریف لاف و گزاف کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی ادبیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم

روک یہ کہکر گرز مارا اُس روسیاہ نے گرز کو گرز پر روکا غبار بلند ہوا طولاب روئین تن اُسمین چھپ گیا مرات جادو نے غبار کو اشارہ کیا جاکر دیکھا تو طولاب پر کیا گذری غبار دل گردین گیا جاکر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنا زمین آنکھین بند دل درد مند غبار نے غل مچایا چیخا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُسنے آنکھ کھولی غبار نے پوچھا اے پہلوان دوران کیا گذری گھبراکر طولاب نے کہا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو بڑھائے غبار نے کہا حضور گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین کود اتلوار کھینچکر چلا کہ ایرج کے گھوڑے کو پکڑون ایرج کی جو نگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی گھوڑے سے کود پڑے طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی مگر چلی طولاب روئین تن دنگ ہو رہا ہی ایرج نوجوان تعلیم کردۂ مہتر مہتران ہی لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب افراسیاب کو فیروزہ سے چلتے یہ خیال آیا کہ بین مرات جادو پر آج کل مہمیتین ہین ہرچند شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر لینا ضرور ہی واضح رائے ناظرین ہو کہ حاکم دربند و ساحرہ خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پر سوار ہوکے طرف طلسم اسکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ ایرج نوجوان و طولاب روئین تن کشتی لڑ رہے ہین مرات جادو تماشا دیکھنے مین مصروف ادھر تخت پر ملکہ شیشۂ مے نوش دعا مین مشغول انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہی کہ اگر کوئی ایرج نوجوان پر سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کردون فیروزہ نے جو شیشۂ مے نوش کو تخت پر دیکھا کہ مان کے مقابلہ مین تخت پر بیٹھی ہی جل گئی تاب صبر نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کرکے لشکر طلسم کشا پر جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کرکے لڑنے لگی پلٹ کے ایرج نوجوان نے جو دیکھا لشکر مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا شاہزادے نے روئین تن سے ہاتھ اُٹھایا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ ادب بجا تامل کرکے اپنے لشکر کی خبر لون یہ کہکر ایرج نوجوان جھپٹا طولاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا و نبرد حمزہ کہان جاتا ہی ہاتھ جو اس روئین تن نے مارا لوح کا ڈورا ٹوٹا لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کے آئی کشتی مین یہ عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی اُسکے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین لپٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھینون اس بیچارے نے پکار کر آواز دی اے ملکہ مرات مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچے ایرج نے تو اسکے گریبان مین ہاتھ ڈالا اُسنے نعرہ کرکے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرات جادو کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا جھپٹ کر گری لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی لشکر دالونکو آواز دی

ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو یہان ایرج نے غصہ مین گریبان طولاب کا تھا نا ہکا مارا سر اسکا زمین سے
آشنا ہوا بقہر و غضب دونون مونڈھے تھام کے لے دوڑا بارھوین قدم پہونچکر کو لے پر لاد کر
مارا دھمے سے پٹھے کا لٹھا گرا کندۂ زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ گستاخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہی
اُسنے کلمہ کچھ سخت کہا ایرج نے ایک پاؤن اُسکا دونون پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو دونون
ہاتھون سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرأت جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب کو چیر کر پھینک دیا
لوح طلسمی تو اُسکے پاس آچکی ہی چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرا
مرأت نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھا لو کنیزین بلوہ کر کے چلین دو رہے ملکہ انجم نے یہ
قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہی کلیجہ پھٹگیا کنیزون پر آگری لڑنے لگی کئی کنیزون
کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کرون کہتی جاتی ہی ای شہریار غضب ہوا ابھی آپ کے قبضے سے
نکلگئی پاس مرأت کے پہونچی مین آپ کو گھوڑے پر سوار کرون آپ نکل جائیے جو ہم پر گذریگی سمجھ لینگے
ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہین دیتے مرأت جادو ملکہ انجم ماہ رخسار پر آپڑی للکارا دھمکایا
کیا کرتی ہی انجم نے پلٹ کر مرأت پر گولہ مارا آپسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ
شیشہ مے نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہی کبھی جھپٹی پٹی اہا لیان لشکر کو
ترغیب جنگ کرتی ہوئی طرف فیروزہ کے جاتی ہی جن جادوگرون کے قبضے مین ملکہ شیشہ مے نوش کو کر دیا
ہی اُنپر کئی مرتبہ گری ملکہ شیشہ مے نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہی ملکہ شیشہ مے نوش پر بلوہ
ہوتا ہی جب شیشہ مے نوش کی طرف جاتی ہی ایرج کو ساحر گھیرتے ہین اس مدوررفت مین انجم انتہا کی
زخمی ہوئی سر سے خون جاری فیروزہ سے مقابلہ کسلائق نہین ایسے اُسنے دو چار سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوگئی
ہزارون بیہوش ہوکر گرے یہ قیامت شاپور نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہی آقا کے قبضے سے لوح نکلگئی خیال مین
آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کرونگا لوح پر قبضہ کر لونگا یہ سوچکر عین گرمی جنگ
مین قصد ہوا کہ نکلے مرأت جادو کی نگاہ پڑگئی آدازدی خبردار یہ تفنی نہ جانے پائے اسکے ہاتھ سے
بڑے بڑے صدمے پہونچے ہین چہار طرف سے شاپور پر گولے پڑے گھر گیا نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر
مہتر شاپور کو پکڑ لیا ادھر ایرج بھی سحر سے مرأت کے مرکب سے گرے ساحرون نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے
کو اُٹھا لیا شاپور و ایرج کو ایک ارابے پر ڈالا اب خالی ملکہ انجم ماہ رخسار باقی ہی یہ لڑ رہی ہی
کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہی کبھی مرأت کی جانب جھپٹ پڑتی ہی کبھی اُن جادوگرنیون
کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین چاہتی رہی شاہزادے کو رہا کردن کبھی یہ

خیال مین آتا ہی کہ شاپور کو چھڑاؤن بھاگ کر نکلجاؤن یہ فرزند عم وہی رات کو آکر عیاری کریگا بیشک لوح پر بھی قبضہ کرسکتا ہی لیکن وہ ہنگامہ ہی کچھ بن نہین پڑتا لڑنا بھی مشکل نکلنا بھی دشوار آخر اب کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن بیقرار ہوکر دعا مانگنے لگی اے خالق کارساز وای رہے بیاز وقت مدد ہی ای انجم افسوس اشعار

اللہ غم بتان مین یک چند — بے فائدہ جان کو کھپایا — یہ عشق وہ بدبلا ہی جس نے — ہاروت کو چاہ مین پھنسایا
سمجھا نہ کدا ہی خط تناک — دین و دل و عقل کو لٹایا — حاصل نہوا سوا ندامت — کس نخم کو خاک مین ملایا
کی گریہ نے کتنی آب باری — دریا مری چشم سے بہایا — گرداب میرے ڈبونے کو تھا — جون قطرہ کہ خاک پر گرایا
ہر حلقۂ دام آرزو نے — طوق لعنت مجھے پنھایا — دل گرمی شوق شعلہ رو نے — کیا کیا نہین خاک پر اڑایا
گہ ساقی سرخ لب کے غم نے — خون نابۂ دل و جگر پلایا — ہم نرمی ما ہوش نے گاہے — جون بدر سحر تلک جگایا
تنخا نے کو رشک کعبہ کیجیے — گر شوق نے گرد کو پھرایا — تھا شور فراک جاے لبیک — اُس دشمن دین نے گر بلایا
کرتے رہے شکر نخب بیدار — ساتھ اپنے صنم نے گر سلایا — بوسہ جو دیا ذقن کا گویا — سیب خلد بہین کھلایا
یہ بے خبری کہ بعد چلکے — تھے واجب فرض سے بھلایا — اُٹھا کوئی نا زنین صنم گر — سوگند دروغ کھا بٹھایا
کتنی ہی قضا ہوئین نمازین — پر سر کو نہ پانوں سے اُٹھایا — گل پیر ہنون کی آرزو نے — اکثر غرو پر نیان پنھایا
آیا نہ کبھی خیال حج کا — حلوا سوہارا اگر کھلایا — نیت ہی تھی توڑ دینگے گویا — گر اُسنے نماز مین ہنسایا
افسوس شکست صوم میسو — یہ شکر کہ اُسنے ساتھ کھایا — واعظ کی کہی نہ کوئی مانی — کتنا ہی عذاب سے ڈرایا
ہر چند کہ قول ناصحون کا — کچھ تلخ نہ تھا دے نہ بھایا — توڑا نہ وفا کے سلسلے کو — تو بہ ہی پہ زور آزمایا
اللہ مرے گناہ بیحد — وہ ہین کہ شمار کو تھکایا — ہی عام خطاب یا عبادی — اُسنے تو کچھ آسرا بندھایا

انجم ماہ رخسار دعا مین مصروف ہی ساتھ والے صدہا گرفتار ہوئے ہزار ہا مارے گئے ایرج دشاپور قبضہ مین ملازمان مرات جادو کے فیروزہ کے سمے سے ابر فیروزی اُٹھ رہے ہین چشم زدن مین اُسنے ہزارون کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ مے نوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس زمردگی سے یاس انجم ماہ رخسار کو دعا مین دے رہی ہی کنیزون کو ترغیب دے رہی ہی کہ ملکہ انجم کا ساتھ دو اُنکا دوہا لگی دینا کہ واری ہوا سحر فیروزہ تک نہین پہونچا حضور ہم مجبور دنا چار ہین جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے لڑ بھڑ کر مر جائین گے یہان تو یہ رنگ ہی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج دشاپور قید ہو چکے مین انجم ماہ رخسار زخدا بشیشہ مے نوش تخت پر بیکار ہاتھ پانون سجیں و حرکت قریب ہی کہ انجم بھی گرفتار ہو دو کلمہ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب و شنضمیر کے بیان ہوتے ہین

کو کب قصر جمشیدی مین دنگل زرین پر جلوہ فرما کر بسی پر ملکہ بران شمشیر زن وزیر اعظم دستور معظم خورشید روشن رائے تمام میران سلطنت وزیران اہبت اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ بران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس لڑائی کا حال تو حضور پر واضح ولایح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جاکر خضران سبز پوش کو ٹوک کے مارا یقین ہے اسد نامدار وخواجہ عمرو نا یہ طلسم صندل پہونچے ہون بہادر باغبان وغیرہ اُنکی تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے سر بران کا سینہ سے لگایا فرمایا اے نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی اُفتاد ہو تو ہمکو فوراً تحریر کرنا ملکہ بران شمشیر زن فوراً اسباب سحر سے درست ہو کر سوار ہوئین شگوفہ سحر ساز وزیر زادی ہمراہ ہی جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین انیسون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ مین آکر بیٹھین شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین براے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو اُسکو تیاری کا حکم دیا جاے اتنا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے اشک پاک کیے بلائین لین کہا کیون حضور بے عدا مزاج ہے خیر تو ہے فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبرا ہی کلیجہ مُنھ کو چلا آتا ہے شگوفہ نے عرض کی واری دلکو بہلائیے گا سُنون کو طلب کرون گا نا سُنیے آپ کے دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہے شاہزادۂ ایرج نوجوان کی خبر آپ کو بخوبی دریافت ہے مین خیر لائی آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی نیرا قبال اُنکا اوج پر ہے یقین ہے طلسم اسکندری کو فتح کیا ہو یہ سُنکر بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے کہا شگوفہ تمھارے و ملکہ ان باتون کی کیا خبر ہے خیال تو کرو دم بھر مین فلک کج رفتار گردون غدار گردش دکھاتا ہے صاف دل یہ خبر دے رہا ہے کہ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہے اے مونس و ہمدم خیال تو کر وخدا اُنکی جان بچائے صدہا دشمن ہزار ہا رہزن مزاج کی اُنکے یہ کیفیت ہے کہ سیدھے سپاہی ہین جو جس نے کہدیا اُسپر کار بند ہین ہزار دن دھوکے اُٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہے اسوقت دشمنون پر کوئی آفت ہے یا کوئی صدمۂ عظیم ایسا پہونچا ہے کہ جو باعث خرابی ہوا ہے شگوفہ نے عرض کی نہین واری کسکی مجال ہے کہ اُنپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہے کہ کسی آفت مین مبتلا ہین کانون مین صدائے ہا ہو آرہی ہے آنکھون کے اشارے ہین کہ کلیجہ مین گلشن جمال کرین اُس سرو قد کو دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہے انجام بد ہے فلک کو مٹانے مین عاشق و معشوق کے کد ہے ایسا نہو کہ گھڑی دو گھڑی کی عیش و راحت کے بدلے جان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے اے مونس و ہمدم ہماری یہ کیفیت ہے استعا

تا کار من دل شدہ با سلسلہ افتاد | در بادیۂ قیس عجب زلزلہ افتاد | خارہ تفتیدہ ام و تشنہ لب برق
چشم طلسم کے بہ نمی آبلہ افتاد | در عشق تو کثرت کہ بخواری گرفتم | رسوائی ما از نظر غلغلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق مپرسید | عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ افتاد | در دین دل صبر و خرد تفرقہ روداد
عشق تو پلنگ است میان گلہ افتاد | ہر راہ تو روے کہ بکوہے تو قدم زد | از آتش عبرت بدلم آبلہ افتاد
ہر عضو من از من بجا تفرقہ گیرد | وقتیکہ میان من و تو فاصلہ افتاد | گرد سخن پیر خرابات نہ گردیم
امروز بگو تم سخن از مسئلہ افتاد | سودا زحرم تا بہ نجف رفتم و دیدم | دُر در کف پایم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ **بران شمشیر زن** روئی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن ملکہ کو صبر نہین آتا شگوفہ بہلا کے صحن باغ مین لائی کہ کل بوٹے سے دل بہلے بیان آگے اور زیادہ ترقی غم والم ہوئی فرمایا کہ اے شگوفہ عوض مین عارض دلدار کے پھول پر نگاہ ڈالو دیکھو آنکھ نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی اب اشارے ہین نہ کنائے مین وہ نگاہ نہین دیدہ یار سے رسم وراہ نہین بی سوسن نے منھ پھیلا لیا زبان بند خود پسند کیونکر اس سے حال اُس لالہ عذار کا پوچھین یہ غنچہ رکیب صاف صاف بتا یگی ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اس مقام پر کیا کرے مجھے تو ایسے باغ کے نام سے بیر ہی افسوس یہان بھی کچھ آرام نہ پایا

شگوفہ نے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہی | دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی | تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہی | جس طرح جی چاہے رکھین میرا دل | جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہی
منزل الفت مین رکھین گر قدم | رستم و سہراب کا کیا گردہ ہی | کون سُنتا ہی تمہاری اے نسیم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی | ملکہ بران تو اس حال پر ملال مین شگوفہ سمجھا رہی ہی کہ داریغہ ہان سب طرح خیر و عافیت ہو گی کبھی کہتی ہی ایک ساحر سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ کہتی ہی اے شگوفہ یہ بات میرے دل پر نہین جمتی اسوقت جی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کر دون جنگل مین اکیلی نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے راہ بیابان بنجد نہ تلاشینگے صحن باغ مین ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا ہوا ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب ذی تمکین بادشاہ خوش تدبیر اُڑا ہوا ہوا پر چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پہ قبضۂ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکین پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سُنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب فوراً

زمین پر اتر آیا کہا اے نور نظر بعد تمھارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مراد مین جو گیا تصویر نقد روح رواں قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان دیکھی دلکو میرے اس شاہزادے سے محبت ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہی انکو آٹھ پہر اس شیر کا خیال ہی تصویر اس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمھارے سنا تھا کہ داخل طلسم اسکندری ہین وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوے اہا لیان طلسم اسکندری پست ہوے مین نے جاکر مراد واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آئینہ ہی یہی باعث معائنہ ہوا عجب حال زار مین اس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی پاس دشمنون کے پہونچی لشکر پر تباہی ہی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے اے نور نظر دل نے نہ مانا ایسا ہو کہ مراد جا دو دشمنون کو قتل کر ڈالے ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اسنے لشکر مین کھل پلی ڈالدی ہی بادشاہ انکے لشکر کی ملکہ شیشہ مے نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین پھر آئین بس میرا جانا واجب لازم ہی اے نور نظر مین بر سر طلسم اسکندری جاتا ہون اس نور نگاہ صاحبقران کو بچا تا ہون بران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین بدون میرے جانے نہ بن پڑیگا فیروزہ فیروزہ پوش ناظم ہوش ربا بڑے زور شور سے گئی ہی اور سحر کر رہی ہی اسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو قید کرایا ہی اگر اسکا پنجہ قابض ہو گیا تو قید کرکے طلسم ہوش ربا مین لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادۂ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو صاحبقران اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کہ کیدن کوکب تم نے ملک ساحران مین ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ اگرچہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لے گئے لوح طلسم نور افشان بچائی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف نہ لاتے چہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی آکر لڑا تھا بہر نوع میرا جانا واجب و لازم ہی یہ کہکر کوکب نے دستک دی ایک مرکب با وقار اٹھتا ہوا سامنے آیا سامنے ملکہ بران کے کوکب رد شنضمیر اس مرکب پر سوار ہوا ہر چند ملکہ بران نے کہا مگر کوکب نے ساتھ لیجانا بران کا گوارا نہ کیا مرکب اڑا کر روانہ ہو گیا بعد جانے کوکب کے بران نے کہا کیون شگوفہ ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ ہوئی جو ہم کہتے تھے اسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن انکے کس رنج و ملال مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار نہ آئیگا ہر چند کہ والد نامدار تشریف لے گئے انکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت ہی مین اسنے بہتر کیا حفاظت کرونگی اے شگوفہ یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بڑی محبت ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تو نے کیسے بیقرار ہو کر والد نامدار

تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کے واسطے بیقرار ہوتا ہو میرا جانا بھی واجبات سے ہے مین الگ سے جاکر تماشاے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا داری ایسا نہو آپ کے والا مدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بران نے کہا اب جانے مین کچھ بُرائی نہین کہدونگی حضور کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی اے شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہو کہ ایک نظر جاکر شاہزادے کو دیکھ آؤن دل بیقرار ہو کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو آنکھون مین جلن ہو یا وزلف عنبر مین الجھن ہو اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو — یان جان پر بنی ہو ترے دل مین اثر نہو — دیکھین غم درد نہ یہ کب تک نظر نہو
میرا شگاف سینہ ترا چاک در نہو — اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو — ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون — گر دہم جان نثاری پیغامبر نہو — معشوق دمدمے سے زاہد مفلس کو باک ہو
قطع تعلقات کس امید پر نہو — ایسے سے قدر دھرود فا کی امید کیا — جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
ہون عاشقان خراب ستم سے زیادہ تر — ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو — عابد فریب شوخی در غیب فرا نگاہ
مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو — سودا ہو تجھکو گرمی بازار عشق کا — اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق — ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو — حزن و ملال مین ہو دل آزردگی کا دہم
کیسی بُری بنے جو گلہ بے اثر نہو — ہو آزرد سے مرگ کی بے امتیانیان — جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
صحبت مین ایک بات کی دہ تنگ آگئے — طول امل سے قصہ مرا مختصر نہو — ہین جان نثار کیسے تو دھرا مین ہم ابھی
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو — پامال کیجے شوق سے پھر نرم خاص مین — آتا تو ہو کہ خاک مری در بدر نہو
مومن ہوا رقیب خدا اے صنم پرست — ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

(آن اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی

شگوفہ نے کہا حضور کیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین برائے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جاکر دیکھ آئیے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش رُبا مین پہونچ چکی ہو ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہناک جادوگنی جاکر لڑی ثاید میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی اب بھی اگر اُسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو فرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کرکے ملکہ بران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہوکر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئین لیکن کوکب و شمشیر بے تعجیل تمام برائے مدد ایرج نوجوان جاتے ہین افراسیاب جادو کو فیروزہ سے چلا راہ مین سمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص و انیسان با اخلاص صحبت آرا تھی نگاہ اُٹھاکے دیکھا کہ شہنشاہ جانے مین سمیم سحر سے بلند ہوئی پایہ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور بالا بالا تشریف

لے جائینگے کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہوگیا کہا اے شمیم ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہو اسے اُتر آیا شمیم نے تخت آراستہ کیا اُسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار و رقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ پھولا ہوا بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ کے فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے ہلہ کیا ہی خبر ملی تھی کہ نبیرۂ حمزہ نے شاید کوح طلسمی بھی پائی اب مرحلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال نہین دریافت ہوا ارادہ ہی بانع یسب سے جاکر ایک ساحر معتبر کو روانہ کرون باغیون کا حال دریافت کرکے سزائے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر مین ہی افراسیاب نے کہا اے شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ کرتا ہی حیرت کی صورت پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہی یقین ہی صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان مہرخ دبہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہی جسدن قصد کرونگا اُسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے اُنکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب نے جسدن سے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہوگئی اول تدبیر طلسم نورافشان سناسب ہی مین خود جاکر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت و لیاقت ظاہر کر رہا ہی کہ دیکھا آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی آنکھین چندھی بڑے زور شور سے کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے کہا اے شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست جاتا ہی افراسیاب نے ایک سنگریزہ اُٹھاکے طرف اُس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہی وہ سنگریزہ جاکر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب رو شمیم مرکب باد رفتار پر سوار تاج زرین بر سر قبائے قلمکار زیب جسم السلاح حرب وضرب سے آراستہ ابر مین چھپا ہوا جاتا ہی کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بیحیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہی بے سبب روکتا ہی افراسیاب تیغہ پکڑ کر اُٹھا اُٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہ ہائے آتش نے چہار جانب سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی جا ہا ٹربھڑ کر نکلجاؤن سوقت اس سے نہ اُلجھون لیکن افراسیاب جادو کب مانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش و خروش مین کوکب کو آتے دیکھا جا پڑا آپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلوار ین گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ غنیمت ہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ ناری کھڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اول شمیم جادو نے

کھڑے ہوکر دو چار سحر کیے کوکب و شمشیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا آئی دماغ
مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی مثل بو غائب ہوجاؤ گی ہوا اڑا لیجائیگی لیکن یہ کب مانتی ہی
جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سا سلسلہ موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب کے سحر کا
جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان شمیم جھوم کر پکار اُٹھین
ہم ملازم شہنشاہ کوکب رو شمشیر ہم بہن نے بہن کو قتل کیا مان نے بیٹی کو مارا چند لمحے ملکہ بی شمیم کو رحمی
کیا شمیم ایک جانب بھاگی اُن سبھون کا آپسمین لڑ بھڑکے کام تمام ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر
کوکب پر چلا کوکب نے بھی نیچہ برق مثال کھینچا آپسمین دو گھڑی تلوار چلی پرواز مین نئے شعبدے پیدا
ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے
معمور ہوگئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے ہوئے گرم فراجون پر آفت سا کنان دشت پر مصیبت
غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا سر ٹکرا کر مرگئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبراکر نکل آئے جب کوکب
نے وار کیا افراسیاب پر برج آتشین گرا اُسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلۂ جوالہ بنکر نکلا
کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے
باہر ہوئین کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ
شیر فرزانہ فقط جی دار ہی ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر و ساحری مین کوکب سے زیادہ فوج
لشکر مین بیحساب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ لیا کہ آج جان دینگے
تیغہ برق مثال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا آستین
چاک کرکے بازو کا یکہ دیکھادیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے فرہ لڑائی کا نہ ملا جی چاہتا ہی دل کھولکے
تلوار چلے پاگری کا فرہ ملے ناچار کوکب نے بھی یکہ بازو کا دکھلایا دونون بموجب قاعدہ قدیم سبوش ہوے
افراسیاب کو ماہیان زمردپوش کوکب کو سوار زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پر سناٹا ہوے انسان
نہین آتی عجب فلک نے انقلاب دکھلایا کوکب برائے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ پیش
ہوا وہان وقت انتظام ہی ملازمان مرائت نے ایرج و شاپور کو گرفتار کرلیا ہی فیروزہ پوش بصد
جوش و خروش سحر کرنے مین مصروف یہان سوائے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہی جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے
لڑی کبھی مرائت پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرائت سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص بیچ مین
آپڑے بین ہزارہا کا کھیت ہوا ملکہ شیشہ مے نوش تخت پر گر دکنیزان نامور وہ سب ملکر ملکہ کو بچا تی ہین مگر
شور گریہ و زاری بلند اہالیان لشکر ایرج دردمند پڑا کُٹ رہا ہی ہزارہا بھاگ کر نکل گئے ہزارہا آمادۂ

مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت آل آپ نے اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہوگیا پکار اُٹھے شعر شاہباز کریمی درحیبی وغفور ۔ دست ما گیر کہ درماندۂ وبے بال پرم ۔ ایرج کی بیقراری ملکہ شیشۂ مے نوش کی اشکباری قریب ہی کہ انجم ماہ رخسار بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پر لگا ابر گلنار بصد وقار ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چشمک زنی قریب آکر ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن سمجھی تھین کہ والدنامدار نے جاکر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین دور سے تماشا دیکھے چلی آوتی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلاے بلا دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش نے آگ لگا دی ہی مرائت جادو کا سحر سب پر آئینہ ہاب ملکہ بران کچھ آگہین کہ نہین معلوم والد نامدار پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادو گرنیون مین محبور نا چار دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا قلب تھرا گیا دہین سے نعرہ کیا اور مرائت جادو لنعرۂ بران شمشیر زن نظم

منم دختر کوکب فی وقار	منم صف شکن فی چو خشم نامدار	منال جوانمرد لشکر شکن	لقب گشت بران تیغ زن

مرائت جادو کے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین فیروزہ کی رنگت زرد ہاتھ پانون سرد بران نے کرتے کرتے سحر کیا سب سے بیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب برائے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے رو کا کہ اے دختر کوکب اب حوصلہ تیرا بڑھگیا آج موت لیکر آئی ہی کہا بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت ہی کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر بڑھ بڑھکے کیے بران دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چلین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضو سے اُسنے صدہا کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا سمجھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑ جائینگے طائر بلکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ سمجھی وہی حال بران کا بھی ہوا ہوگا نیچہ کھینچ کے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے نیچۂ ہلالی نیام انتقام سے نکالا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چکی تھی وار کیا بران نے سپر پر وہ وار کو رد کیا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار ہمارا بھی رد کو مُنھ نہ پھیرو آنکھین لڑی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرات مین فرق نہ آئے یہ کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ نیچۂ ہلالی کا مارا فیروزہ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیچۂ ہلالی کب رُکتا وہ قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہوکر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج ندارد اب ملکہ بران طرف مرائت جادو کے چلین مرائت نے جو بران کو آتے ہوے

دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب ایرج وشاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو تلکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے فرمایا اے برادر دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی اے برادر دل چاہتا ہو اُٹھکر ملکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھا دون اس محبوب جانی یارجاودانی کے آنے کو دیکھو کیا کارنمایان کیا ہے ہم لیے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین	ہم اپنے ہاتھ نکا فر گانسے کام لیتے ہین	ہوے حرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین	شب وصال کا روز فراق ہین کیا کیا	نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد	تو پھر وہ دم بھی نہین پر دام لیتے ہین	جھکائے ہو سر تسلیم ماہ نو پھر وہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین	ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قاتل	جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
ہم اُنکے زور کے قائل نہین ہین وہ شہ زور	جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین	فقط قسم ہی نہ داغی غلام ہو اُنکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین	ہمارے ہاتھ سے ہو ذوق وقت دو نوشی	ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر مسکرائین شاپور کو اشارہ کیا نگوڑے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہدے کہ جو کچھ اپنی ہند رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہو جائے تو قیامت برپا ہوا ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ مرات پر جا پڑین بیچ مین خوجین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرات کی ایک کنیز غبار جادو ہی مین اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اسنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاکسار ہین مجبور دنیا چار ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہی وہ لیلو ہم اب کا ہیکو رہائی پائینگے خیر ہمارا تحفہ تمھارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمھاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا میرے قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالکے چند انگوٹھیان سونے کی نگ اُنپر یاقوت احمر کے جڑے ہوے بی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی ایسی بہت ہین یہ کہکے پھر کمر مین ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا لو بی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہی غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایک دفعہ انگوٹھیان چمکی ہو ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہوگئی جلدی سے کھولی بیہوشی اُڑکر دماغ پر پڑی مہراکر گری شاپور نے خنجر مارا غبار مرکر گری خاک اُڑی شاپور کو دیکھ بھاگا ایرج نوجوان اس حرکت پر

شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا مرائت کھڑی ہوئی ملکہ بران پر سحر کر رہی ہو قریب ارابہ ایرج ہلڑ سُنا پوچھا صاحبو کیا معرکہ ہو دیکھا سامنے سے غبار جادو دوڑی ہوئی آتی ہو مرائت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہو عرض کی حضور دختر کوکب بنے قیامت برپا کی کوئی اُسکے مُنہ پر چڑھ نہین سکتا ہزارہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہو سحر سے اُسکے زمین تھراتی ہو امیدوار ہون کہ فوراً لوح جھولی سے نکالیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون مرائت جادو جانتی ہو کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ ہو سب طرح ہم سے صاف ہو صاحب انصاف ہو لوح نکالکر کہا ای غبار جادو ای ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہو دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہو سحر کرنے کا اُسکے اختر مردار بد بڑے بڑون کی آبرو مٹاتا ہو غبار نے کہا ای حضور مین نے سُنا ہو کہ اُسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پر نردان دوڑا

شہنشاہ ہوش رُبا سے کچھ نہو سکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جھوٹ کے	چھوٹے تو بیٹھتے ہی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہون ذوق قید سے ہتی کے چھوٹ کے	یہ قید مار ڈالے گی دم گھونٹ گھونٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران	دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہو ہزار تدبیرون سے خاک مین ملاؤنگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائینگی دیکھیے وہ غول کے غول اُسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین بی فیروزۂ فیروزہ پوش بھی مُنہ نہین چڑھتین مقابلہ کو نہین بڑھتین مشہور ہو کہ حاکم دربند ہین لیکن مغرور خود پسند مرائت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی مرائت جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہو کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا ای واری یہ غبار جادو کہان سے آئی ابھی ابھی عیار نے دم دے کے اُسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہو اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہو اس نگوڑے مونڈی کاٹے کو پکڑ لیجیے سزاے کامل دیجیے مرائت نے چاہا لوح نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی مرائت ارے کہکے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہو سمند جادو گھوڑے پر سوار عہدہ واری مین رسالہ دار مرائت کا ہو گھوڑا بڑھا کر دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کودا چاہا سحر کر کے شاپور کو پکڑ لون شاپور نے لوح چمکا دی ارے کہکے مُنہ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تواضع کیا شکم کو توڑ کر پار گذرا سمند جادو نے گویا سکندری کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا سمند پر شہسوار اجل نے

سواری گانٹھی خوب پٹری جمی ساری بدلگامی بھولے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بھونری نے اپنی ماہیر دکھائی یا شاید شب کو رکمنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ آواز آئی کشتی مرا نام من سمند جادو بود فسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اسی اندھیرے مین شاپور جست و خیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہریار لوح حاضر ہے لیجیے دوڑ کے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی فید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا و ای ہونا بکاران بردغا نعرہ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	ہزبردمان و نبرد آزما	جری صف شکن شیر دشت وغا
منم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار	قبضہ تیغہ دو دسہ سکندری پر ہاتھ ڈالا صفین درہم	

درہم ہوئین نگاہ اُٹھا کر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرأت و شوکت لڑتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزہ پوش سے مقابلہ پڑا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پر کھڑی سحر کر رہی ہی فوج فرار پر تھی قرار کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑایا مگر فیروزہ پیچھا نہین چھوڑتی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اسکے دفع کیے مگر فیروزہ پیچھا نہین چھوڑتی ہی بران باغی

ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک	دنیا ہی بُری بلا ارے کیسا ترک	ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا	
جبتک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک	آ ی فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طے کرو گی تھک کر اول		

منزل تک نہ پہونچو گی میل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایک فقہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تلوگھیرا ہی یہ کہکر ملکہ بران نے نیچہ نیام استقام سے پھر کھینچا اُدھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو لوٹا کا فیروزہ نے پھر بھگر چاہا کہ مقابلہ کرون چار سو جادوگر نیان خیرخواہ نمکخوار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چکی تھی بیہوش ہو گئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لے بھاگین طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئین بران شمشیرزن نے چاہا کہ پیچھا کرون نجانے دون جمال بیمثال ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ ننگا نہ پلنگا نہ دریاے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیرزنی کر رہا ہی زبان تیر دکلۂ عمود سے صداے تحسین و آفرین بلند ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ۔ زرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ۔ علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے مین نشان غم و الم یہ ہی کہ بال بھی سر کے کھولدیے ہین تمارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم و غصہ کی جھانجھ مین کف افسوس مل رہے ہین خنجرون کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون کے دم پر نبی سنان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہی افسران لشکر بدعا اس عالم یاس حیران و پریشان مثل چوب نیزہ لرزان و ترسان ایک جانب سے نعرۂ ایرج کی صدا بلند ہی ایک سمت سے ملکہ بران شمشیرزن مثل شیر غضبناک اختر مرد ارید ہاتھ مین جوہر جرأت

بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اب مین لڑ بھڑ کے نکل جاؤن کہ فیروزہ فیروزہ یوش
رحمی ہوکر طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوگئی مرائت جادو چونکہ بادشاہ طلسم ہی اُسپر سب جان آئینہ
ہی تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین اہالیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہین دمبدم جماؤ
بڑھتا جاتا ہی اسی خیال سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا نو بعد میرے چلے جاوے کے یہ ساحران
غدار دام سحر بچھائین یا مکر وحیلہ کرکے لوح چھین لین یہ تو سیدھے سپاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا
جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران سحر کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار
ہی جو اس طرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم ہوا کہ شاپور شیر دل قریب ملکہ کے آیا جھک کے سلام کیا ملکہ
نے جواب سلام نہ دیا مُنھ پھیر کر فرمایا ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہی کہ رنڈیان بلاتے
ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہو
اور رنڈیان بلانا کیا چیز ہی جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرأت کا سب کو عزیز ہی آپ سے خود
چلے آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا محبت مین تمھارے آقا کی
جان دینے پر آمادہ ہین بی شیشہ مے نوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے کسی
کی کیا حقیقت ہی شاپور نے کہا حضور اپنی اپنی لیاقت ہی لیکن اشارے مین شاپور نے ملکہ سے کہا برائے
خدا شاہزادے نے کہا ہی جانے کا قصد نہ کرنا انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کیا چاہتا ہی لڑائی
فتح ہونے کے بعد جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام آباد کرنا ہی دو شبین یہان تشریف رکھیے
شاپور نے جورات کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق نے ایسے صدمات شب فراق اُٹھائے ہین کہ نام
شب سُنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک روان ہوے ماہ تابان پر تارے عیان ہوے مُنھ
پھیر کر آنکھون سے آنسو پاک کرکے فرمایا اے شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایک بڑا خیال ہی
کہ والد نامدار مجھے پیشتر چلے تھے مین تا عرصۂ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن
آخر اسی بات کو دل تردد منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہی اگر والد نامدار لڑائی مین
مصروف ہین الگ سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلائینگے یہان آکر قیامت برپا دیکھی کہ اُنکو قید
بھی کرلیا فیروزہ نے اپنا رنگ جمایا ہی خدا کا شکر ہی کہ لوح ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہی شاپور ملکہ سے باتین
کر رہا تھا کہ سامنے سے لڑتی ہوئی مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے گری سب
ساحر نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرلین ملکہ
نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا اختر مروارید اُس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا بیچۂ ہلالی نیام تمثال

سے کھینچا غصہ مین ابر دہلے نیچے چلے ساحر اشارون سے ابر وے خمدار کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے نیچے کھینچکر خود گلے پر رکھ لیا ابر فوج مین بجلی تڑپنے لگی صدہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپر بن ملکر اُٹھین گھنگھو گھٹا چھا گئی ساون بھادون کی بدلی یاد آگئی لیکن مرائت جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہی کہ یارون جان دیکر وختر کو کب کو گرفتار کر لو بدلے مین اُسکے سپر بن زر و جواہر سے بھر لو چار جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گولہ مارا کسی نے تربچ پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر ٹرھا کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا کوئی سمہکر چلایا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہی جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جرات دکھائی لیکن مُنھ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بیدم ہوا گرفتار دام رنج والم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو بلوۂ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا دہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانم و آفاق گیر	ہنر بردمان و نبرد آزما
جری بت شکن شیر دشت دغا	منم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے آکر صفون کو درہم و برہم کیا بلوہ ساحران غدار کا کم کیا مرائت جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستانہ کرتے دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرات مین بے مثل و بے نظیر ہی فصاحت و بلاغت مین جادو تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لائے دولت دنیا سے بے نیاز کر دونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھر دونگی اورنگ سپلتین ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش جرات مین قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا مرائت نے جو زر و جواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے مرائت کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جا کے بغیر ہ حمزہ کو ٹوکون کان پکڑ کر سامنے حضور کے لاؤن مرائت نے اشارہ کیا اسی جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اُس سے دوچند کرونگی اورنگ گینڈے کو بڑھا کر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر سحر سے ساحرون کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرائت نے ساحرون کو اشارہ کیا اورنگ سپلتین کی مدد کو قریب طلسم کشا کے پہونچا دہشو ہشو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا نگاہ ملکہ

بران شمشیر زن کی بڑی ایک فیل مست کو مقابلہ مین اُس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب ہوگئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اس لڑائی مین زخم بھی بہت کھاکے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادۂ ایرج کے جاری ہوئے اشعار

جب اِس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے
اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے

کیا لے لیا تھا ہم نے الجھتا جو کوئی خار
جون گل ہم اُسکے باغ سے دامن فشان چلے

ہر بات مین ہو ایسی کتر بیونت اُسکو یاد
مقراض کی زبان سے ہو جسکی زبان چلے

غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر
کر خوف ایسے تیر سے جو بیگمان چلے

جانے کو اپنے گھر سے کہے تھا تو در ہم
دنیا سے تیرے جور کے ہاتھ اے میان چلے

سینہ مفارقت سے ہنوز فگان کے داغ
آتش فشان رہے ہے کہ جب کاروان چلے

راہ عدم بھی زور ہے سودا کہ جسکے بیچ
جس طرح پیر جاے ہے دو مین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاہپور شیر دل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہوکر پڑھے

نظم

عافیت را نیست چون اندیشۂ درمان ما
داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما

در شب یلدا اگر شمعے بنا شد گو مباش
زاتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان
نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما

کے گیاہ خرمی روید کہ در ہنگام کشت
ریختہ در خاک ذلت تخم ما ہقان ما

مشکلے کردی ز ما اسلام در محشر قبول
گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمان ما

کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت
بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما

ریختم مخفی ز لبس خون آبدیدہ در چمن
امتیازی نیست در خار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریان پھر گئین لیکن فوج ساحران کا اسقدر ریلوہ ہوکہ سانس لینا دشوار ہو ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکاتے ہوے لڑائی مین مصروف تھے کہ اور رنگ نے آتے ہی تیغہ کا وار کیا دوسرے کا تیغہ بڑے قد کا جوان بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائین مانگنے لگی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقرانی کو بچائے سر اُٹھاکے دیکھا وار تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا جھٹاکے کی صدا بلند ہوئی وار کو اُسکے تلوار پر روک لیا اُلجھا دے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا اسے کہتا ہی ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھہرین

کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونون پاہین مستک پر گینڈے کے رکھدین ایرج نے نعرہ کرکے ہاتھ مارا اُس رو سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کاٹ کر کاسہ سر کو تراشا ذرا سا فرق ہوا اُس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اُٹھا ای شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرائت غصہ مین سحر کرکے قریب انجم کے آئی بیچارہ سحر مارا شاہ انجم کا جھول گیا مرائت نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے بیقرار ہو کر آواز دی ای شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے ایرج کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا او مرائت خبردار اگر ایک موے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرونگا مرائت نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا کئی گولے مارے کچھ نہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرائت کے دلپر غبار غم والم چھایا سپر سحر کو گھبرا کر اُٹھایا یہ طلسم کشا جرات مین یکتا لوح طلسمی گلے مین سب سحر اُسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرائت نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے کود کر اسکو پکڑ لون مرائت جادو ترپ کر بلند ہوئی آواز دی ای ساحران غدار و ای مشیران نامدار چلے آؤ مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جاکر جادو کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑ دونگی ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پر آئینہ ہوا کہ مرائت نے شکست فاش کھائی جنگ سے ہاتھ اُٹھایا فرار پر قرار کیا آگے مرائت عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر مگرخستہ زخمدار گھبرا رہے چھوٹا لیکن قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرائت کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو رہ گئے وہ امان کے طالب ہوئے چادرین ہلائین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ می نوش کے عقب مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرائت جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان جائیگی غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جا دیگا ایرج نوجوان رُکے قریب ملکہ بران کے آئے اشارہ کیا ای ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لتھڑے خون کے جسم انور پر جسے ہین لباس تمام خون آلودہ زرہ وغیرہ کو پاک کرکے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہوا دھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک بارگاہ الگ لیجو تخلیہ اتنا کرو اُسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہی کہ آج دونون ہجرانی دیدہ مفت کشہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسۂ فرحت وعیش مہیا کرنا واجب ولازم ہی فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا اُنھون نے الگ جاکر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی

ادھر ملکہ شیشہ مے نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو یہان کے راز سے بخوبی ماہ ہین ہر طرح کے حال ظاہر ہین مشروزیر حاضر ہوے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمائیے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ رہے ہین اے شہنشاہ خوبی واے سروباغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لمحہ بھر ٹھہر و فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو بعدہ تشریف لیجانے کا اختیار ہے عاشق جانباز مجبور و ناچار ہے ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دون کہ سیاح بیان خضرا مہر گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد سازگار عشق بازان شب آمد راز دار عشق بازان ؎ فوجین اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین اُس مقام پر سناٹا آفتاب مہتاب ایکجا ایرج نوجوان نے دامن ملکہ بران کا تھامکر فرمایا اے ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پا کو دیباے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جلسۂ تخالیہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا بجز فتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہے تن بدن مین — گویا کہ مشک نافے ممدہا ہین پیرہن مین
شہر ستارہ مین ہون یا سرحد ختن مین — اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اُگتی ہے جاے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

اک آگ سی لگے گی رندون کے تن بدن مین — اُترے گا نشہ مے کا جوش عنب و محن مین
ہوگی پیاس غالب ساقی کی انجمن مین — لٹکین گے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
دیکھا ئیگا پسینہ پانی بھی دفن مین

صحرا مین اسکو وحشت اُسکو جنون وطن مین — معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
دونون غرض ہین یکسان الفت کی انجمن مین — شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہے تیرا ہر ایک پر برابر — دیتا ہے بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر

قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر | حاصل کیا ہی تیرے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازو ے برہمن مین

دل کو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے | پھیلا یا جال اُلٹا تقریر مین گلون نے
چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے | آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در ہین سارے یا چرخ پر ہین تارے | شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر تو قدر شہ کے کر نظارے | ایک تختۂ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہے برپا | نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اس بزم کا تماشا | دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین

فرقت مین سچ ہی ہوا اپنا آنکھون پہ کیا اجارا | اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھین گے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا | میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیور بھی ہین بلا کے | مردم پسے ہوے ہین چشمان سُرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ وادا کے | چشم سیہ سے تیرے پردے ہین تو حیا کے
تعلیم ہونے آیا فتنہ قریب فن مین

دیوانہ وار باتین خاک انکی مجھکو بھائین | وحشت کی چال مجھکو کیون دور سے چلائین
جنگل مین کیون ہین پھرتے کوچے مین تیرے آئین | چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین
چیتے ہین کیا تکلف کیا فاختہ ہرن مین

لے نقد دل ہزارون مُنھ شوق سے دکھا کر | لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہے کو بیٹھ گھر مین بیکار کیون چھپا کر | بازار مصر مین چل یوسف کا سا منا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلبر پہ رعب چھایا | پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا | آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چُرایا

خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

ہر دم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی | سامان جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
کیا ای عزیز تجھکو تبلاؤن کیا سبب ہی | دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی

اُترا ہوا ہی یوسف مہ لشکر کے تن مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی | لذت ہی بسملون کی فرحت ہی محفلون کی
کیا بات درحقیقت ان منکسر دلون کی | معمورۂ حلاوت وادی ہی داصلون کی

لشکر بھرے ہوے ہی مور و مگس دہن مین

پہلے تو لعل لب سے غصے جتا لئے اُسنے | مین کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بنا لئے اُسنے
شرما کے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اُسنے | بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھا لئے اُسنے

بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہی طبع عالی | دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاابالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہوا ایک کو بحالی | صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی

ساکھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو دھاک بن مین

مثل ذکی مجھے گر منظور ہو تو آتش | فکر مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
دنیا مین پیشگی کا دستور ہو تو آتش | کوئی نہین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش

دے رکھا جو اُدست غسال و گورکن مین

گلعذاران سیمی قد و ماہ رخساران خورشید خداس جلسۂ مہجوران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصائب دیدہ کو بصد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سواے شاپور کے کسکی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہرچند کہ بمقام تنہا نہ کوئی درانداز نہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر بدحواس جان کا خوف ہزارہا طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر متردد و متحیر شاپور نے بڑھکر عرض کی ای ملکہ عالم برای خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تردد منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے تھے منھ کھولکر رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا ای شہریارلس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث خرابی کا ہوا ایسا نہو

والدنامدار مرائت واقعہ مین دیکھ لین تمام کیفیت آئینہ ہو جائیگی پھر زمین تھرائیگی آسمان سے آواز الامان آئے گی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا نہ رکون سے ملال کریگا ایرج نے کہا ای ملکہ عالم جتنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمھارے ملال کے خیال سے خاموش رہے ورنہ طلسم نورافشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین اگر درہم و برہم نہ کردین تو نام اپنا غلام صاحبقران نہ رکھین مجبور رہین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بعنایت رب اکبر جا کر نہ فتح کرین تو تلوار باندھنا چھوڑ دین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر فرمایا ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پر احسان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین ہوئین شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہی سو اونگ بہت ان باتون کو جانے دیجیے گھڑی دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر دقت درپی آزار ہی سلطنت و فقیری دونون بیکار ہی پس جو ساعت عیش سے گذر جائے انسان اُسکو غنیمت جانے نہین معلوم صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمھاری خوشی اب انکو کیا ضرورت ہی دو دو معشوقین ہمراہ لشکر ظفر اثر دونون شاہزادیان بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشۂ مے نوش گلعذار بی انجم آج ایسی لڑین طبقے زمین کے ہلا دیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ خراب نے نہ مانا دوڑ ہی آئی اس آنے کا یہ مزہ اُٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمے دل سے نہ اُٹھینگے کچھ کھا کر مر جائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین ہمین زیادہ نہ ستایئے گا آپ کے آنے سے روح بچین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلادے قبر سے دھوان نکلے یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار رونے لگی ایرج نے بیقرار ہو کر سر قدمون پر رکھدیا کہا

ای ملکہ عالم ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو	فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو	ای دل شکرون کی محبت سے درگذر
جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن	جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو
میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو	ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رنج کا زلف سے
اچھی نہین ہی یار سے بیوہ چھیڑ چھاڑ	کچھ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہو

حیرت مگر در ہوگی مری سرگذشت پر
وہ یار ڈھونڈھلے جو اذیت طلب نہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجھے پسند
ایسا بھی کوئی دن ہو کہ جسدن کی شب نہو
یہ بھی دستور ہی کہ اگر معشوق عذر

کرتا ہو عاشق کے واسطے فوز عظیم ہی یہ بھی ایک رسم قدیم ہی بے اختیار ملکہ بران نے فرمایا ای شہریار مثل آپ کے ہم بھی مجبور و ناچار ہین شاہین صاحب انتیار ہین والدنامدار کہکر چلے تھے کہ ہم طلسم اسکندریہ

پر برائے مدد شاہزادۂ والا قدر جاتے ہین نہین معلوم بیچ مین کسی ملک مین ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روکا لمحہ بہ لمحہ یہی خیال ہو کہ ایسا نہو ہماری حضوری مین وہ آجائین تو ابھی قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہو کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بجائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہو آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والد نامدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب رشن ضمیر مشرق مین بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہین اُنکے کمال کا حال سُنکر ستارہ شناسون کے قلب تھراتے ہین نہین معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردون غدار نے ہمکو اس دامِ عشق مصیبت خیز و آفت انگیز مین پھنسایا اِس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہو کیونکر جان بچائین گلشن محبت مین بالکل بے بال پر نظم

ہمیشہ تنکے چنے مین نے مین وہ بلبل ہون	ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہمین پہ آیا کی	وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہان بسر کرین آپ کو اپنی جرات کا خیال ہین اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون مخفی

کرد جانان غم عشقت بہ رگ ریشہ ما	برق عشقت بجہد از سر تیشہ ما	ہر کجا بزم طرب ناک شود گرم بود
اشک ما باد ہ ما دیدۂ ما شیشہ ما	بے ستون را اثر نالۂ ما مگداز د	شعلۂ طور بود برق دم تیشۂ ما
ما کجا و دل شاد و اثر نشۂ کجا	خون شود بادۂ غم ذکر جگر شیشۂ ما	ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصد شکار
شیر راز ہرہ شود آب درین بیشۂ ما	فکر تا گرم کند در دل ما شور سخن	وای گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما
مخفیا دل بخفا دہ کہ نیاید ہر کس	بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشہ ما	ان اشعار آبدار کو سُنکر ایرج نے

کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہو کے رو یا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق پنہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ اُنکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکلجائے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جائے آپ نصیحت سے اس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچکر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ براں کے گرد پھرا در و کر عرض کی اے گرفتاران دام مصیبت و اہ بیقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھ کر اس خیر خواہ کو سکتہ ہو اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ براں کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقائے نامدار کو بھی پلائیے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہی کمر سے گذرا چاہتی ہی ملکہ نے

جام ہاتھ مین لیا گلا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اُٹھا کر پی لے ایسا جو نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھائے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمائی لہرانے لگی پروانہ بھی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق ومعشوق مملو از حسرت ویاس لبریز ومصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور آپسمین حکایت وشکایت شب وصل وذکر شبہائے فرقت اس قصۂ طول وطویل کا تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہی

دوکلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرائت جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرائت جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقہور یہ کے چلی مقہور بن قہار مقہور یہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرائت کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا کئی مرتبہ لکھا ای ملکہ عالم غلام حاضر ہوکر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین آکر لشکر تمہارا مون کا درہم وبرہم کردونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرائت نے کبھی اُسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران گرشاسب جہان ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعۂ طلسمی ملکہ عالم سے چھوٹ گیا تمام مال واسباب لٹ گیا زخمی ہوکر آتی ہین اپنی شکست فاش پر بہت گھبرائی ہین یہ سُنکر مقہور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا گھبرا کر اُٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ خمدار صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوئے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوئے مقہور نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا پوچھا ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا ای خیر خواہ دولت خداوند لقائے الٹی تقدیر کی لوح طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ مے نوش سارا آستین گرگ بغل بن گئی خراج گزارون نے شراکت باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت ہم پہونچی کہ چتر وعلم قبضہ سے نکل گیا تاج وتخت دوسرے کے قبضہ مین ہوا وختر کوکب واسطے مدد طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہوکر نکلگئی ہمارے بھی آخر پیر اُٹھے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقہور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زر وجواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزاران عقیل وفہیم وزیرہ ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لائینگے یہ کہکر مقہور نے ملکہ مرائت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا بلیجا دارالامارۃ شاہی مین لاکر بہونچایا گرد بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اُتروایا زر خود زیان کرائین سامان عیش ونشاط مہیا کیا لیکن مقہور نے دیکھا

مرائت جادو بہت بیقرار ہی کہتی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو جا کر قتل کرونگی مقہور ہر مرتبہ جا کر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی تدبیر سے لوح چھین لونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا جب رات زیادہ آئی مقہور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو فاج شروع ہو ملکہ مرائت نے کہا ای خیر خواہ دولت کسی شخ کو دل نہین چاہتا دل غم والم سے بھرا ہی خدا و ندلات ومنات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی یکایک ہمارے مٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنپر ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے اُنکو ہم پر غالب کرایا ہلوگ ساحر ہین علوم افسون شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدائے نادیدہ آسمان پر ہی یہ سحر کو بالکل معیوب جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا ایسے کلمان حسرت وحیرت جو رو رو کر مرائت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا ای ملکہ عالم ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دل دوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جا کر ٹر بھگر دجائین نمک حلالون مین نام کرجائین مرائت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایسا سحر نوجوان جس شیر کا نام ہی صف شکنی صفدری اُسکا کام ہی مشہور ہی کہ ہزاردن مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن ہلوگون پر اسوجہ سے فتحیاب ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشۂ مے نوش نے بجوش محبت مین اُس جوان کے لوح طلسمی لیجاکر حوالے کردی اب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اس سے لیجاے پھر اسکی کیا حقیقت ہی جتنے نمکحرام اُسکے ساتھ ہین اس گھر کے تا بعدار ترچھی نگاہ ما بدولت کی اُنکے واسطے خنجر خونریز ہی پھری سحر کی اُنکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور نے قہر وغضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین تریخ ونارنج ماش کے دانے رائی کے دانے یکبان تیر اشیاے بے نظیر درست کرکے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ وتنہا اُس اندھیری رات مین بارگاہ سے نکلا مرائت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی ہے قوت بازو ای زینت پہلو ای وزیر اعظم ای دستور معظم تم یکہ وتنہا جاتے ہو میرے قلب پر صدمۂ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اُسکے سامنے بہرام فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعۂ مقہوریہ تا قلعۂ اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار بیس بیس ہزار مسلح مکمل آمادۂ مرگ ومہیاے قضا حاضر رہین عنایت سے لات ومنات کی غلام آپ کا خالی نہ پھیگا لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اُسکے ملازمان سرفروش ضرور پیچھا کرینگے خبر سنتے آپ اپنے کو پہونچائیے گا یا لوح لیکر چلوگا یا طلسم کشا پر قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا مخمار آپ کا بالکل بیوقوف ہی مرائت جادو نے کہا مین شب بھر بیدار رہونگی مقہور روسیاہ فوراً روانہ ہوا مرائت نے حاجیا

ساحران غدار مقرر کیے ہر ایک پر تاکید کردی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش لشکر سے دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرأت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک وچست دار الامارۃ پر پہل رہی ہو ہرکارون کو روانہ کردیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر دشمن مین جاؤ صدہا ساحر جبہہ ہ جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہوے مرأت جادو کرسی پر آکے بیٹھی مشہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرأت کی چھوڑا اُسکو حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت مرأت مین حاضر ہو حسرت ویاس کی باتین کر رہی ہو جونکہ شکست کھاکے آئی ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہو ملک صیقل آئینہ دار جودت مدید عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہو کئی دن گذرے بیقرار ہوکے ملکہ نون کو للکارتا تھا نام خدا اے نادیدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ لو یار وہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت نبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سُنکر مرأت جادو نے غصہ مین کہا اُس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اُسکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دون طائر روح کو اُسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کرون اُسکو ابھی طلسم کشا کا حال معلوم ہو سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہو کہتا تھا اب یہ سب ملک قبضہ یزدان پرستان مین آئینگے ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات ومنات کی ٹھوکرین کھائینگی گزد سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگا یہ سُنکر ساحرون پر بھاری ہو بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہمرکاب مین حاضر رہینگے مرأت جادو غصہ سے کانپنے لگی کہا اُس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت داراستادہو جلادان خرسند طینت تیغہ ہاے برہنہ لیکر آئین سامنے مرأت کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے مین پہونچا شاہزادۂ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہو خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جاکر دروازہ قید خانے کو کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم والم دفع ہوا جو کچھ کہ بشارت ہوئی تھی اُسی کا ظہور ہو اب قلب کو میرے سرور ہو مسرور نے پکار کر آواز دی اے صیقل تجکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب اُلٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہو اُس شاہزادۂ صاف باطن نے جواب دیا اے مسرور مشہور یہ بھی بزرگان دین کہہ گئے تیرے بھی آنے کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل فرخندہ بادوقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا بقلعہ اسکندریہ پہونچا ہزارہا

ساحر واصل جہنم ہوے اب وقت عیش و سرور قریب آیا ابھی لشکیان دیگر تشریف لے گئے ہین کہ تو نے دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا مسرور جادو یہ سُنکر مثل ابر کے گڑگڑایا سرزنجیر کو پکڑکر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا کیچلا سامنے مرأت جادو کے پہونچا یا جیسے ہی صیقل نے اس نکحرام کو دیکھا پکار کر آواز دی ملعونہ دیکھ حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی مرأت جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا اے صیقل تجھپر بھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تھا میرے سامنے تو کہہ سزاے کامل دون صیقل نے کہا او نکحرام کیا بیہودہ بکتی ہی بوجھے ہوے قصور کو تا ہی نہ کرین عرصہ دراز سے مطیع احکام پروردگار رہا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار ہوا شکر ہی کہ قرۂ فرحت افزا سُنا کہ آقاے نامدار مولاے قدر شناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا رحلہ جان فتح ہوے نکحرامون کو سزاملی وہ جو نکحرام کلان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اُسنے اپنے دل نعمت کے ساتھ کیا کیا تو نے ہمارے بزرگون کو فقرہ دیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا انشاء اللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نکحرامون سے انتقام ہوگا غلامان صاحقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی یقین کامل ہی مین طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اُس شہریار کا ساتھ دون گھرتا پھرتا یہ طلسم ہوش رُبا پہونچون فتاح طلسم ہوش رُبا اسد نامدار نظر کردۂ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے مشرف ہونگے ہمارا آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاحبین جادو بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی حاصل ہوگی خیر خواہان دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات حیرت آیات شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرأت جادو کے ہوش اُڑ گئے وزرا امرا مرأت کی صورت دیکھنے لگے مرأت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہی یہ تو بڑا ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا نجومی یا پنڈت نے ایسی باتین بتائی ہونگی خوشامد مین اُسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہی تا یا کبھی چھوٹے گا کچھ دے گا پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دو اچھرنا دیے لگا پیسا لے لیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصہ دراز سے قید خانے مین ہون صورت آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پر درد و رنج ناز و نعم او ملعونہ ہمپر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل ہین بزرگان و ہین ہمارے کفیل ہین تیری خطا معاف کر دین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نکحرام ہمارے شفقت پر ناز کرین اگر اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرأت جادو نے اشارہ کیا جلاد جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ۔ مرغ را دانہ بلا شد طعنۂ بر صیاد چیست ۔

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر بریز ہوگیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمائیے کل اہالیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا یا رد یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بیجرم قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مقہور یہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ وار کے کھڑا ہی ہدایت حکم دیا جاتی ہی اہالیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اضطراری لیکن اب حال اُس بدمآل مقہور بن قہار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیحیا پر پرواز پیدا کرکے بنا بر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اوّل آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد جیسے بارگاہ مین استاد کٹورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے دوکاندار ہیچ و شری پر تلے ہوے یہ بیحیا بلعقل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اُس شخص نے اشارہ کردیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی استادہ ہی اسمین اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقہور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب سیر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والا قدر کے چلا یہان دونون شیدا سے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے اُسکو خالی کر رہے ہین مہتر شاپور شیر دل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی جنگ و صلح کی باتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

کل چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
دن کو مہمان قضا رات کو مہمان قفس

تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر

پہنچہ در گوش نہ رہ بہر خدا اے صیاد
سُن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

پاؤن پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلائینگے یونہین کاش اسیران قفس

یارب آباد رہے گوشۂ ویران قفس
فصل گل آتے ہی مرغان چمن ہونگے شاد

خلصی بیخ الفت سے بہت مشکل ہی
چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامان قفس

یاد آئے لگی وہ صحبت یاران قفس
نیند آجاے اجل کی مرے افسانے سے

پھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہی اٹھانا ہمین احسان قفس

دے کہین رخصت فریاد انھین اے صیاد
میہمان چند ستان ہوے مہمان قفس

میہمان جنستان ہوے مہمان قفس
بوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین

آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
خوابگاہ ستم افزا ہی گرفتارون کی

کہدو صیاد سے تیار رہو سامان قفس
خلصی نے ہین پھر شوق اسیری بخشا

تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس
خلصی پاکے فراموش کیا مجھکو آہ

یاد آیا نہ جا کو مین مہمانِ قفس
نہ پڑی آنکھ تری اور طرف اے صیاد
دیکھ صیاد ذرا لطفِ گلستانِ قفس
ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی
مغتنم جان تو یہ صحبتِ یارانِ قفس

چھٹ کے ہم مکن بیدا سے بھی نچیدہ رہے
کیا ذبیل کے سوا تھا کوئی شایانِ قفس
ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
چرخ چکر مین ہو دیکھے جو مری شانِ قفس
رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احبابِ نسیم

مدتون دل مین رہی حسرتِ ہجرانِ قفس
اشک خونی کے مین قطرے مری ہمصورت ہین
کیا غضب ہو نہ برآیا کوئی ارمانِ قفس

کبھی گاتے گاتے اٹھکر باہر جاتا ہی یہ دونون عاشق تن گرفتاران دام رنج و محن ان اشعار کے مضامین حسرت آئین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایرج نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کرنا کبھی سمجھاتا کہ اے ملکہ عالم اے گل گلزار خوبی اے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی اے سرو نو خاستۂ گلشن وحدت اے نہال باغ دلکشاے محبت اے باعث صبر دل تردد منزل اے مونس تنہائی اے باعث صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہی اب ہجر بار گوارا ہو دل شل سیماب بیقرار ہی اب ہمین تشریف رکھو کوکب روشنضمیر کو جواب بھیجے لڑ بھڑ کر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا بزرگ ہی تو ذرا گردن تابی کریگا خرابی دیش ہی مدت سے اسکا پیش ہی برآن نے جواب دیا اے شہریار میرے رہنے مین ہزارہا طرح کی خرابی ہی مصلحت شہنشاہ مین ہزارہا دراندازہین بڑے بڑے غمازہین ربط و ضبط کا کام ہی صبر و تحمل نام ہی آپ نبیرۂ صاحبقران صاحب عظم و شان جری بہادر صف شکن تیغزن سطوت صولت رعب بدبہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپ کے خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہین آپ کو اسکا خیال واجب لازم ہی یہ عاشق و معشوق تو آپس مین یہ باتین کر رہے ہین مگر مقہور بن قہار نقب سحر دیتا ہوا گوشۂ بارگاہ ایرج مین آیا مہرہ نقب کا توڑا الملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین لیکن لوح طلسمی ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہی مقہور دیکھا یا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچ رہا ہی کہ اے مقہور کیا کرون شیر بیشۂ صاحبقرانی پر کیونکر دست اندازہون جرأت مین یکتا صاحب لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جاکر کیا منہ دکھاؤنگا وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون بارگاہ ایک تخل کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا و ربارگاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی یکایک مہر تغا پور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقہور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہی صاحب راز و نیاز خدمتگزاری مین سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کرون شاپور دریچہ پر پہونچا وہان سے گلابی لیکر چلا تھا کہ مقہور کی نگاہ پڑی اس بیحیا نے

وہین سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقصود قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ سحر سے صورت شاپور بنکر تیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا طائر ہوش پران حیران پریشان ایرج نوجوان نے جو متردد دیکھا پوچھا کیون برادر خیر تو ہی اس نے گھبراکر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے آئین مین کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی مرغ سحری صدا دیرہا ہی شمع ہائے موحی و کافوری پر زردی آچکی ہی رخ شمع بائل بزردی ہی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچۂ عشق مین عاشق و معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا فرش مین جا بجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے اُڑ کر دروازے پر گرتا ہی عاشق و معشوق پر جو صدمہ ہونے کو ہی سرٹپک رہا ہی ایرج کو ساتھ لیے ہوئے مقصود کنارے آیا گھبراکر کہا اے شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے مراُت جادو کے پلٹ کر آئے ہین اُسنے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہم نے منگالی ابھی ابھی غلام نے یہ خبر وحشت اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا اے برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے پلٹا سوائے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اتارے غلام دیکھے تو ایرج نے بہ محبت شاپور لوح کو گلے سے اُتارا کہا دیکھو بھائی تم سے ہمین کیا انکار ہی شاپور نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا ایرج بیہوش ہوکر گرے اس بیجا مقصود نے بتعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جیب مین رکھا ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کے نکلون یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہی شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ ز سوے مہر مہر ۔ زلف معشوق پر اگر بل پڑا عاشق صادق کے مزاج مین اتبری ہو کی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبراکر اُٹھین کئی مرتبہ شاپور کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھاکر باہر آئین اُسوقت پہونچین کہ دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش ایرج نوجوان کو اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی خبردار کون ہی ادھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار رات بھر پھری ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادۂ والا قدر ہی کل فوج کی افسر ہی یہ بھی دوڑی آواز پر بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی اُدھر سے ملکہ انجم دوڑی راہ مین انجم نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہوکر پکارا حضور

بڑا غضب ہوا کچھ فتور برپا ہوگیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یہ کہکر انجم نے شاپور پر باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی بگڑ ہو امقہور سمجھا طلسم کشا کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ڈرا نگ متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا یک جھپکی عیش آنے لگا قلب گھبرایا ارے کہکر ملکہ پیچھے ہٹی اتنے عرصہ مین مقہور قندیل فلک ہوا مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کرکے پکارا اٹھا منم مقہور بن قہار شعلہ زن باشیدائے سلمانان مین لوح طلسمی لیچلا اب سر پیٹیا کرو طلسم کشا کو بابر دولت نے نہ لیا جب چاہین گے پکڑ لیجائینگے یہ جو سنا ساحران غدار تعاقب مین مقہور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے بڑھکر ایرج نوجوان کو سمجھایا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا بڑے عقلمند ہو خانی سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبراکر کہا مین نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید انھین کی شکل بنکر کوئی جادوگر آیا لوح مانگی مین نے دیدی اُسکے بعد مین بیہوش ہوگیا مجھے احوال نہین معلوم کیا معرکہ گذرا ملکہ بران نے کہا مین جاتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جاکر جماؤ ہوا ہی وہین سے یہ مقہور جادو آیا دم دیکر لوح لے گیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہوگی ہر ایک تدبیر بیکار ہوگی افسوس صد ہزار افسوس شعر من درچہ خیالیم فلک درچہ خیال ۔ کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال ۔ دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہا تم طرف طلسم نورافشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تابہ قلعہ مقہوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا لڑبھڑ کر جان دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہوسکتا ہی کہ تمھارے دشمن جان دین ہم جاکر طلسم نورافشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت ورسوائی نے پابند کیا اسقدر دردمند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن چرخ مار کر بشکل عقاب آسمان مین اڑین اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہوگیا انجم ماہ رخسار نے لفیر سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا ای شاپور غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ وتنہا تعاقب مین اُس مکار غدار کے تشریف لیگئی ہین جلد مرکب تیار کروایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑ جاے مین منھ دکھلانے کے کام کا نہ رہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ مے نوش نکل آئی رنج وملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال مین قلب پر چھریان چلا کین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے سے ایرج کو نہ دیکھا

شہنشاہ کو کب بے وشنضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پہلے گئی مین اب ہو سکتا ہی
کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بہتر نہین ہی
جو چلا ہی آمادۂ مرگ و ہیاتے تضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی قبضہ سے جا چکی اب
اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہی شیشۂ مے نوش نے گھبرا کر کہا بوا تمکو غم ہوا ہکو کچھ اسکا افسوس
نہین ہی اہ ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جا کر چھپ جائین مرائت جادو تلاش نہ کریگی میری جان
کی دشمن ہی لوح طلسمی مین نے لاکر دی شجر جادو کو مارا ور نہ لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار
ہی اسوقت جو دست طلسم کشا کا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پائینگے اور لوح طلسمی لیلی
تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان دینے کا بندوبست ہی یہ کہکر انجم نے بھی طائس کو اپنے اُڑایا جو ساحر
غیر ساحر جس مقام پر تھا عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشۂ مے نوش بصد جوش و خروش
لشکر کو تیار کرا کے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اُٹھایا قلب تقرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال کریگا
یہ لڑائی بھی فتح ہوگی شیشۂ مے نوش کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یون امید نہین
ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان ان کلمات کو سُنکر روتی تھین
کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن مارے جائین دوست فتح پائین بیان تو
اس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہور یہ کے جاتا ہی لیکن گذارش کر چکا ہون کہ مرائت جادو نے غصے مین آکر
صیقل آئینہ دار کو بلا کر زیر تیغ بٹھایا ہی قلعۂ مقہور یہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو
مرائت جادو نے اب بڑے ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادۂ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک و مال
پر قبضہ کر لیا اب آج غصے مین اُس شیر بیشۂ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور نہ چلا اُس بیچارے
قیدی پر غصہ اُتارتی ہین اتفاقات تضا و قدر مقہور اس قلعہ کا حاکم کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہی یعنی ایک دختر حسین مہ جبین نیک منظر حور پیکر پریوش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس و جلیل اُسکے
سودائے زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار رہے دام مصیبت مین گرفتار رہے مگر اُس مغرور حسن و جمال
نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام بھیجا پہنچایا جواب صاف
دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہی شعر ایسے
جو وہ ہزار مرتے ہین ؎ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ؎ کسی نے جوش محبت مین نیکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر
جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس شکر شیرین

نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہی سحر مین طاق شہرہ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزون نے دلدہی کرکے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہو آپ کو کس شے کی کمی ہو فراج مین کیون برہمی ہو جب ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا دزیرزادی ملکہ شمع رخسار کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان و مال سے حاضر ہو کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون مگر اپنی زبان سے فرمائیے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین نمک حلالی ہمارا کام ہی ملازمان خیرخواہ کا اسی مین نام ہی چمن آرا نے جب اس طرح کے کلمات تسکین آیات کہے شمع رخسار نے چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای خیرخواہ فلان قید خانے مین وہ جوان کون ہو جو طوق و زنجیر مین قید ہو کس صبا و جلاد کا صید ہو وہ یوسف گنعانی یا کس گلستان کا پھول ہو کس آسمان کا ماہ و رخشان کس برج کا اختر تابان ہو کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے منھ پیٹ لیا کہا ای ملکہ عالم اس جوان کی حسرت دیا کس پر زمین روتی ہو آسمان اشک حسرت بہاتا ہو طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال دولت و حشم بندۂ درگاہ فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل باذل فہیم لئیق رعیت پرور عدالت گستر شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو خاک مین ملا دیا بی مرائت جادو انکی مدار المہام تھین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر دونون صاحبون نے آپسمین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا اسکو گرفتار کرلیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوے کہ اسنے ابھی کیا خطا کی ہی آخر قتل سے درگزرے اس یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادۂ صیقل آئینہ دار اُس جوان کا نام ہی اگرچہ اپنے باپ کے زمانے مین بکسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرہ آفاق ملکہ شمع رخسار نے جب یہ حال سُنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھ پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس تنہائی عجب صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل نہ گھبرائیے کوئی سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹے گا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ ختم ہوا چاہتا ہی ایسی ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے

دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی اُسی رنج وملال مین بیٹھی تھی کہ وزیرزادی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا بلکہ مرائت جادو قلعہ طلسمی سے شکست کھاکے آئین آپ کے والد نامدار کو فکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادۂ صیقل نوجوان نے آج کچھ قیدخانہ مین خواب دیکھا تھا خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو بُرا کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خدائے نادیدہ کی تعریف کررہا ہی یہ خبر بلکہ مرائت نے سُنی سامنے بلوایا وہ شیر پیشۂ سلطنت و ریاست مرائت جادو سے کہے بتا ہی برابر کی گفتگو ہوئی اب اسوقت مرائت کا ارادہ ہی کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین اُس شیر کے کدو کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہورہی ہی یہ سُنکر بلکہ شمع رخسار کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی کی اب امید نہین کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہاے یہ کیا خبر وحشت اثر سُنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے صبر نہوسکا دربار سے مُل آئی شمع رخسار کہتی ہوئی اُٹھی اے وزیرزادی جلد کوئی تدبیر بتلا یہ مجھکو خوب نابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی مرائت کو نام خدائے نادیدہ سُنکر نفرت ہوئی اے چمن آرا مین خدائے نادیدہ سے عہد کرتی ہون اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک رسائی ہو مین دل وجان سے اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا دل کہتا ہی بھڑوے پونے دوسو خدا کیسے کتنے درجن ہوے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو خدائی مین جھگڑا بڑا مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بُرے اُنکو شرف حصول ہین کہتے ہین ہمارا اکیلا خدا ہی بے مثل دیکھتا ہی مین نے تو خدائے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا تبلا اب مین کیا کرون دل کہتا ہی کہ جاکر بی مرائت سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر والد نامدار آگئے فرمائینگے تو نے کیون دخل دیا بلکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی کہ یہان سے چلیے اور بی مرائت سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو آپنے برائے کار ضروری بھیجا ہی اُنکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین پھر دو پہر تو ملے جب آپ کے والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قیدخانے سے نکال لائینگے اس لڑائی مین جان لڑائینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہوگئی تھی وہ جوان اپنی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی ڈرا رہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان ایک تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی بلکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر بلکی ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی اے کریم کارساز دے بے نیاز مین جاکر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے

اُس جلاد کے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزین چھپی ہوئین جادوگرنیان اُنکو ساتھ لیا سمجھا کر سب سے کہ دیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین اسوقت اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی اُلعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی ای ملکہ عالم حضور کا نمک کھایا ہی غیرت آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور کا پسینہ گریگا سرشار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو بہر و محبت ایسے کلمات کہے ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ہمارا صاحبو بعد پروردگار کے تمھارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ وقت ہی کہ مرائت جادو برائے قتل شاہزادہ صیقل آئینہ دارد و حکم دیچکی ہی چاہتی ہی کہ تیسرا حکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع انیسون جلیسون کے آکر حاضر ہوئی ملکہ مرائت کو سلام کیا مرائت کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پر بیٹھی اُس گرفتار رنج و مصیبت پر نگاہ پڑی زنجیرین ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرائت سے عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہین مرائت نے کہا ای نور نظر یہ سادون کے خدا کو برا کہتا ہی یکایک دین ہمدو آبا سے پھریگیا علاوہ اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کہ اُفعی را کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست علاوہ اسکے مذہب جدو آبا کو بُرا کہتا ہی پوتے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک خدا سنا دیدہ کو اچھا کہا یہ سُنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا ضبط نہ ہوسکا آخر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم اجلک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین تھین یہان والد نامدار کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگزاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے انکے بزرگون کا ملک مال لے لیا اُنکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو اُنھون نے بُرا کہا آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ اتبری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد نامدار آشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اتنے زبان نہ لڑائیے کیا ضرور ہی جو اصل مقدمات مین اُدھر رجوع فرمائیے طلسم کشا کی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال بچائیے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرائت جادو نے کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی کل کی بات ہی رو کر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کرکے بات کرتی ہی باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا

تو حکم مین مابدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے ابکی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سرفروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے آگاہ کرے رہین کسی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رب اکبر نے ابتدا سب کے واسطے اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین اول طفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر کھل کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا یہی نشو و نما واسطے انسان کے بھی قرار دادہ ہی عدالت حاکم مانع بیدادہی مرائت نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد صیقل کا سر کاٹ لے اونڈیا کو کہنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی حضور الامر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرا سے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھا ہی کہ چہرہ سُرخ آمادۂ مرگ مہیاے قضا چہرہ اداس عالم یاس کبھی مرائت سے منت کرتی ہی کبھی ابرو سے خدا پر بل پڑ جاتے ہین کبھی عاشق و معشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے اہالیان دربار روتے ہین غرو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرائت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارہ دن سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئی اب تم دخل نہ دو صبر کرو عاشق کا سوگ کھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے ہمکو یاد کرنا روح کو شاد کرنا ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم و الم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر مرائت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہوکر کرسی سے اُٹھی طرف صیقل کے چلی مرائت نے آواز دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار سمجھی کہ اب بگڑ چکی مرائت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑکے پھینک دیا شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ہلڑ ہوا ملکہ شمع رخسار نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرائت بھی اپنے مقام سے اُٹھی تمام شہر مرائت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گرد مارا زمین تھرائی کئی سو جادو گر مر کر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مرائت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے

ساحرون نے بلوہ کیا تیز و نا تیز ماش کے دانے چلے لیکن صیقل آئینہ دار ننگا نہ پلنگا نہ لڑائی مین مصروف ہی چشم زدن مین مرأت نے دیکھا کئی سو ساحر مرکر گرے خون کے دریا بہ گئے مرأت نے بڑھکر سحر کیا گولہ اُٹھاکر مارا کسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر اُنگلی سے اشارہ کیا گولہ کے دو ٹکڑے ہوئے اُس مین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا پھینکنے نے ہاتھ مارا سر زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ یا تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی لیکن جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی میرے واسطے اُس نے زخم کھایا بیتاب ہوکے صیقل جھپٹ کر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا ای جان جہان دای آرام دل مشتاقان تمھارا یہ احسان ہمپر تا بروز حشر رہے گا لیکن ہم بڑھکر لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جدید مشتاق قدمبوسی ہوکر رہ رہ کر راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین لے گیا شمع رخسار نے جواب دیا ای شہریار غیرت نہین تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑ دون مین جان بچا کر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی ظلم کشا بھی مجھکو اچھا نہ جانے گا سمجھے گا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑ کر چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گر جائینگے آج تمھارے سامنے جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق ہی حوصلے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان کلمات حسرت آیات پر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار افگبار بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کہ او بیحیاؤ اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان عالم سے آنکھ چار کرو ہمپر وار کرو تو لطف سحر کرنے کا لے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل نے جبکو ہاتھ مارا ایک ضرب شمشیر دو پر کا لے کیے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہائے ہین مرأت جادو نے دیکھا کہ صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرأت کے ساتھ فوج زیادہ ہی چار جانب سے ان عاشق و معشوق کو گھیر لیا نیزے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل نے بھی کئی زخم کھائے قریب تھا زمین پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار رہو جیے ان نامردون سے اپنے کو بچائیے کنیزین میری سب قتل ہوئین مین جان نثاری کو حاضر ہون مجبور و ناچار قاصر ہون فوج لشکر نہین رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی منظم

تا بستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما	محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما	چندان بیاد گلشن وصلت گریستم

کا مد آب دیدہ برون برق آہ ما | مارا بجا دہ منصب کس امتیاز نیست | کمتر زتاج شاہ نباشد کلاہ ما
ای گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب | خرم زآب دیدہ نہ گردد گیاہ ما | مقصود قدسیان زسوال وجواب تست
مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما | صیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہی اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچانا ہی سینہ
سپر کر دیتا ہی جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہی ای خالق لیل ونہار ای پروردگار درطۂ ہلاکت سے بچالے
اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہی یہ شاہزادی مہ جبین مفت مین اپنی جان دیتی ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتی
ہی تیرے بندہ جدید پر شاق ہی یہ بندۂ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہی ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی نظم

ہر زخم مرا در گلستان ہی برابر | ہر خرمن گل کنج شہیدان ہی برابر | کہتے ہین جسے شرم سو گلشن کی ہی وہ رو
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر | فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین | جو رخنہ ہی سو چاک گریبان ہی برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار | جو غنچہ ہی سو دہ دل سوزن ہی برابر | سوزدل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہی برابر | دریا میری آنکھون سے یہ بہتا ہی لہو کا | مژگان سے مرے پنجۂ مرجان ہی برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے بھو میرے کہ تجھ پاس | لخت دل گل برگ بدامان ہی برابر | حیران ہون ترے سامنے کس طرح مین ٹھہرا
جانے مین ترے آگے دل و جان ہی برابر | سنتا ہی نہین بات مری تو جو نے بھی | وہ بات پھرا ور طائر پران ہی برابر دیگر

ای خالق بے نیاز میرے | ای مالک کارساز میرے | مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر | عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
عصیان کے حجاب سے مفر دے | دامن گل آرزو سے بھر دے | کیا وقت مصیبت بلا ہی | یا ن موت کا اب تو سامنا ہی
ای خالق بے نیاز و یکتا | عالم مین نہین شریک تیرا | معبود یہ وقت بے بسی ہی | الفت مرے دلمین آبسی ہی

ای دافع البلیات سامع الدعوات تو نے پیدا کیا ہی پھر کس سے عرض کرون ان بیچاؤن نے باپ کو قتل
کیا گھر بار لوٹ لیا اسپر بھی اطمینان نہوا عدم بلوغ مین تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا کیا آزار نہ پہونچایا بیخطا
چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہی تو رحیمی کریمی تیری عادت ہی صیقل
نے جو بلک کر دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر لہرا رہی ہی مگر اپنے معشوق کے
شمع جمال کی پروانہ بنی ہی قوت جواب دیچکی خون نکلنے سے نقاہت کا زور آئینہ رخسار پر حیرانی دریائے غم وامین
طغیانی یہ دونون عاشق معشوق اس بلامین مبتلا مگر صیقل کی دعا بر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری
کی کلید تنفل باب اجابت شکنی باب فرحت وعیش کا وا ہوا چاہتا ہی یکایک آسمان پر مقہور آکر کرٹ کا لوح کو
لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بدحواس جانتا ہی میرے تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیر زن ضرور آئیگی اُس سے
مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب نامدار ہی خود وصف شکن بران شمشیر زن وہ کب کتی ہی خیال بن بھاگا اب اپنے
قلعہ مین پہونچونگا ان لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گورنر توپخانہ

چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمارا بیان طلسم کشا بیان پہونچ گئے اُنکے دلکو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمر بندی ہوگئی ہی مرأت جادو سحر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب لڑ رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہی بقدرت پروردگار بیٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقہور نے دیکھا کیا صیقل خبردار کس دراندازنے تجھے قید سے رہا کر دیا یہ کہکر کڑک کر زمین پر گرا مرأت سے کچھ نہ پوچھا صیقل پر سحر کرتا ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منہم ملکہ بران شمشیر زن باشل وہیجا کمان جاتا ہی لوح لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقہور اور زیادہ گھبرایا بران نے آتے ہی طبقہ زمین کے ہلا دیے یکایک دروازے پر قلعے کے بڑھ ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحقرانیم وآفاق گیر	ہنر برومان دہنر دآزما	جری صف شکن شیر دشت وغا
منم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار	اُنکے ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج بیشمار	

ہر کو و بزرن مین تلوار چلنے لگی مقہور گھبرا گیا کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار انتہا کی زخمی لباس خون آلود موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر مٹی کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی اے ورنظار آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی یہ صیقل کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا بہر و مجسمہ اُٹھا رہا ہی سحر بران سے بارگاہ مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹا منہ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کو کب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار نے جو یہ حال سُنا کہ طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا والد نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا روح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلائے آسمانی سحر بیتاثیر نہین کرتا جب تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو فکست دیتا ہی یہ مضمون سُنکر شمع رخسار گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار رہ جائیگا ساحرون پر کیونکر فتح پائیگا اے شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس پہونچاؤ یہ سوچکر کہا بابا جان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے رہائی پائی یہی فساد ہی مین لڑی بی مرأت کو مین نے منع کیا مجھکو زخمی کیا بُرا بھلا

کہنے لگین یہ سُنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون مین خون اُتر آیا
تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا ہی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ دیکھو بی بی
لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی چمکائی مقہور نے کہا بیٹا سامنے ہمارے نہ
لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی ہی بجائے مقہور اُس
جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل کے پہونچی کہا اے شہریار
آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہو بڑی کوشش سے کوح ملی مگر اب والد آگاہ ہونگے میرا پیچھا
کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا
خیر خواہ آیا لوح طلسمی لاکر پہونچائی یہ سنتے ہی صیقل نے چاہا لڑتا بھڑتا شمع رخسار کو لے نکلون کہ
مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی اے شمع رخسار تیری ہی تو روشنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان
گئی ادھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے مجھپر سحر کیے علامت سحر مقہور دفع کرکے آواز دی کہ او مقہور
دیوانے کچھ مٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھکڑے کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی مُنھ
دیکھکر رہجاؤ گے مشقت کا پھل پاؤ گے مقہور نے مُنھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر
کہین غائب ہوگئی ع وائے برما و گرفتاری ما ۔ کس مشقت سے لوح لایا گیسو بریدہ دم دیکر لیگئی یہ
کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار صیقل کے پاس کھڑی باتین کر رہی ہی دہین سے للکارا او بدبخت لا لوح
مجھکو دیدے صیقل سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرأت کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل
بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروازہ سے بارگاہ کے نکلا مہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری
دوکوکب شش جہت افروز جہانداری ننگ بحر جرأت یکتا نوعرصۂ جلالت صاحب شوکت و شان
ایرج نوجوان دریاے خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے
ہوے سحر سے شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادۂ والا قدر کو
دیکھا بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک
غلام تازہ بھی مشرف باسلام ہوا نکخواران شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادہ کے گلے مین پہنائی
انجم نے جو نام لوح سُنا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا سوچی کہ اے انجم اب نیر اقبال اوج پر ہوا مقہور
نے دور سے دیکھا کہ صیقل و شمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی
تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ اری شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کر
کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی یا توشاہزادۂ ایرج حرب سحر سے

ساحران کے نوبت بجان دکار و باتنخوان حیران و پریشان تھا یا جسم مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پر لے لیا انجم نیمچہ سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ بران نے دیکھا کہ نوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کروفر تابان و درخشان ہی مقہور بھاگ کر قریب مرأت کے آیا مرأت نے کہا اے مقہور پہلے تم نے ہمین پر سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سُنتا ہون آپ نے فساد برپا کیا مرأت جادو نے کہا او دیوانے مخبول بخت برگشتہ و نامعقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین پھاندتی ہی چونہ لگاکے نکل گئی صیقل نوجوان پر مرتی تھی مین نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا تجھے لڑنے پر آمادہ ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اُسی نے دھگڑے کو قید سے رہا کیا تکو دم دیکر لوح لیگئی اب جان بچاؤ اہا لیان طلسم اسکندریہ کا ستارہ گردش مین آیا قلعۂ طلسمی سے بھاگ کر یہان آئی گرفتار پاؤ گی یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار بگڑ گئی اب دیکھین یہ آگ کیونکر بجھے یہ سُنکر مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوے دیکھا طلسم کشا نہنگا نہ پلنگا نہ رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہی ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ شیشہ مے نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی تھین دونون لشکر آپسمین ملے ہوے سحر ہو رہے ہین

مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے نظم

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز	زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز	ہر اک جا پہ لاشون کا تھا ڈھیر ڈھیر
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا	چمکنے لگی برق شمشیر کی	صدا آئی پیہم پہ تیر کی

مقہور نے چاہا جاکر اپنی بیٹی کو گرفتار کرے سرکشی کا بدلہ لے شمع رخسار پیچھے ہٹی مقہور نے گولہ مارا شانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا جاکر سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او بیحیا دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور تیغہ کھینچکر برس پڑا ایرج بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا لوح نے سحر کو دفع کیا نعرہ کیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ۔ ہمہ فاوی از دل فراموش کن ۔ مرکب نے دونون ٹاپین مشک پر گینڈے کی دھدین ایرج نے ہاتھ مارا صدائے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود پر گری اُسکو بھی قلم کیا مع گینڈے چار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود مرنے سے مقہور کے مرأت گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہی ایسا قوت بازو مارا گیا میرا گھر بی شیشۂ مے نوش نے برباد کیا قلعۂ مقہور یہ شمع رخسار نے ٹھایا اب

کوئی فتح کی صورت نہین معلوم ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرین وہان سے فوج جنگی لیکر آئین یہ سوچکر اُسی اندھیرے مین پھر پرواز پیدا کرکے اُڑی ساتھ والون پر لغزہ کیا کہ صاحبہ نکل آ کز یر دامن صحرا بناہ لینگے بقول سعدی نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ؎ کہ جا ہا سپر باید انداختن ؎ دس بیس دن مین پھر لشکر جمع کرکے آئین گے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرائت جادو بلند ہوئی سحر کرتی ہوئی چلی گئی ہزار ساحرون کو جلا دیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سحر وساحری مین طاق شہرہ آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرائت جادو پھر نکلی جاتی ہی فساد برپا کریگی علمداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی کہ ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کرکے بلند ہوئی آواز دی او مرائت کہان جاتی ہی مرائت نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پشیانی پر نشتر مارا خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اسکے اندر بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کو اس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور پرواز ناممکن تھے سر پیٹ رہا تھا اُس ابر سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑکر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ستارے سے آواز آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی نیچے کھینچکر مرائت پر جا پڑی قریب آکر نیچے مارا مرائت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرائت نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھادیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو حیرت چہرہ اداس عالم یاس مبہوت لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرائت نیچے کھینچکر بڑھی کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو داغ دون زمین پر سے یہ معرکہ ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام لیا ہر طرف غریو بلند ہوا ولولہ ملکہ بران شمشیر زن سحر مین مرائت کے مبتلا ہوئی مین شیشۂ مے نوش نے گریبان پھاڑ ڈالا یا ربا ستغیثا کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہوکر قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ گشتی تورنگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بحر کمان مین پیوست کیا زاغ کمان چلایا مُرغ خیال سہما عقاب تیر نے پر کھولے مرائت نے چاہا تھا کہ بران کو نیچے مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے لاشہ لہراکر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ اُٹھی شعبدہ کی برف باری ہونے لگی بیرون نے مرائت کے بہت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی

کشتی مرا نام من ملکہ مرات جادو بادشاہ اسکندریہ بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم
ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدۂ شکریہ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی
چار جانب چاور ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین رئیسان شہر مشیران ریاست لرزان ترسان
خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقہور یہ ہین ہمکو بیچل کر قدمون
پر طلسم کشا کے گرائیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا بسبب شرم و حجاب کے خدمت مین ملکہ
شیشۂ مے نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمایئے ملکہ نے فرمایا
مشہور کردو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت
کرین سب کی خطا معاف ہو طلسم کشا کا قلب مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار آگے
بڑھین بلا کر سر وارون کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا ہزارہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر و جواہر
نثار کرتے ہوے داخل دارالامارۃ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشۂ مے نوش و گل شوکت پر شاہزادۂ
والا قدر شاہپور شیر دل مگن رنگ مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر برابر ملکہ بران شمشیر زن بھی ملکہ
شیشۂ مے نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا عہدہ سلطنت
دریاست ہے تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہے شیشۂ مے نوش نے آنکھین اپنی فرش سمین پلکون
سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش و نشاط مہیا کرتے مین مشغول ہین سعادت حصول
ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور و روشن ہے بو بے زلف معنبر مشک سنبل
پیچان سے وہ مقام گلشن ہے فرخ شاہزادۂ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہے نظارۂ
جمال سے تسکین دل ہے کلاہ فخر کو عرش اعلیٰ تک پہونچایا ہے وہ بلقیس وش پہلو مین ہے انھون نے مرتبۂ
سلیمانی پایا ہے آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ و تاب مین لانے والی عارض پر نور پر
بل کر رہی ہین بو نے زلفین عنبر بین سے سارا مکان بسا ہوا ہے ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ آ کے کسی کی شب ہجران زلفین
کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین

کر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین
لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین

دیکھو گر نا دم رفتار الجھکر نہ کہین
پا نون تک آتی ہین اے فتنہ دوران زلفین

چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب
یوسف دل کے لیے ہو گئین زندان زلفین

دل چرایا نہین ما در نہ کرون مین جب بھی
آئین عارض پہ اٹھانے کو جو قرآن زلفین

پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار آ کے
کبھی عاشق سے رہین دست و گریبان زلفین

تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُنپر ہوئی ہین صورتِ اژدر شررافشان زلفین
سب حسینون کا ہی اُس شوخ حسین مین جلوہ پتلیان آنکھون مین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرنا ہی پریشان پس مرگ کھولیے آکے سرگور غریبان زلفین
ہائے رے صبح شب وصل کا عالم تیرا دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو دونون کسکو نہ دون سخت پریشان ہین جلال ایک دلکی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ براں شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زخمدہ زبانی کرکے سامنے شاہزادہ کے لائین عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین متین با عتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادۂ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاہ سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہی مرأت مکارہ نے اُنکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کر لیا آپ کے آتے ہی یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہور یہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ مہ وش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوش ربا بخوبی معلوم ہی آئینۂ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اُسکے جادۂ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریاے نیل پر پہونچا دونگا یہ سُنکر شاہزادۂ ایرج نوجوان مالامال محبت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہوکر فرمایا اے صیقل نوجوان اے شیر بیشۂ طلسم اسکندری اے ماہ آسمان افسونگری ہم تمھارے بہت ممنون و مشکور رہونگے ہوش رُبا مین جانے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلاے فراق ہین بچپن سے ہمارا اُنکا ساتھ رہا اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ براں شیشہ رو سر جھکائے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہین کہ برادر اُنکے سامنے ہوش رُبا کا ذکر نہ کرو اُس سفر عظیم کی فکر نہ کرو آیندہ قباحت ہی دشمنون کے واسطے مصیبت ہی اگر افراسیاب جادو آگاہ ہو جاوے دشمنون کو اُنکے گرفتار کرنے کسکی لیاقت ہی کہ اُسپر دست انداز ہو سکے صیقل اس اشارے کو نہ سمجھا یا راہ خیر خواہی قدمون کو ایرج کے بوسہ دیکر کل کیفیت راستے کی ظاہر کی انشاء اللہ ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سختی راہ کی ظاہر ہو جائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل آئینہ دار

ٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتین کر رہے ہین ئیسان شہر حاضر ہوے ہین کہ یکایک ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ آپکے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو ہ عقیق سے تلاش کرتے ہوے نکلے تھے در دولت پر حاضر ہین نام اپنے یہ بتاتے ہین نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صبا دعوجان دریابار ی و سام بن عوجان و میعا در شاک دراز اگردن یہ نام سُنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہوگئے ارشاد فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال کرکے لائے صیقل نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے کے سامنے اُن پہلوانون کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان وامق کو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوے ایک ایک کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور کو ساحرہ لے نکلی ہم نے آپسمین صلاح کی کہ چلکر اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو تلاش کرین شکر ہی کہ مشقت ہماری ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج نوجوان نے کہا ای پہلوانان رستم خصال وای شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب براے ملاقات اسد نامدار چلین گے راہبر دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ خاص ہو شربا مین چلکر وہ تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جاے اب یہ سردار جو آکر پہونچے باتین جرات کی ہونے لگین صیقل کو ایرج نے پہلو مین بٹھالا اُس شیر دل نے رہبری کے نام سے عہدہ مصاحبت پایا ناگاہ سیاح جہانگرد یعنی آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طی کرکے سراے مغرب مین جاکر فروکش ہوا ثابت و سیارگان نے محفل عیش و نشاط نور آگین بصد تمکین براے ماہ تابان آراستہ کی شاید نوعروس نے چنگ مرصعی بجایا مشتری فلک بناز و کرشمہ اُس محفل فرحت منزل مین معروف رقص و سرود ہوئی بیان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیر زن بواسطے بارگاہ فلک اشتباہ الگ استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے ہر چند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی تمام امورات سلطنت طلسم نورافشان کا انتظام ملکہ پری زاد پر موقوف ہی ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اُٹھکر تنہائی مین آئے شاید ور ہمراہ ملکہ بران عرق زمین ہوکر آئین ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجایئے بلکہ بران بے اختیار زار زار روئین فرمایا ای شوریدۂ دشت محبت و ای آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش و خروش کو کام نہ فرمایئے اِس عشق مین اپنی جان کو بچایئے ایسا نہو کوئی در انداز والد نامدار کو خبر پہونچائے مجھکو آپ کو دونون کو زندگی دشوار ہو جائے اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

خاشاک شمردم ہمہ اسباب جہان را | باخس نبود دوستی آتش نفشان را | اہل نظر انند کہ چون شعلۂ فانوس
بینند بیک پردہ نہان را عیان را | زخم دل کس نخیۂ مرہم نہ پذیرد | باید کہ باندیشہ کشی تیغ زبان را
شایان جرس قافلۂ ریگ روان ہیں | کے نالہ گلو گیر شود درد دلان را | ہم نے تو اپنا سر ہتھیلی پر رکھا موت

کا مزہ چکھا مگر برائے خدا اپنی جان بچائیے مقام راز دنیاز ہی ہونٹھ :: بلائیے ایسا ہو کچھ خرابی درپیش ہو زیادہ پس و پیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچنے مین دردسر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مرینگے جادو صاحب علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والدنامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ برائے مدد آیا ہم سبکو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلہ جات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہوکر وہان کی خبر لینگے اس ذکر سے مراد یہ ہی کہ ابھی طلسم کشائی ہوش رُبا کی بھی ناقص ہی اگر خدانخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہوگیا لشکر خواجہ عمر و کا جمنا ہوش ربا مین قدم تھمنا دشوار ہوجاویگا یہ کہکر یران نے سر جھکا لیا چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منھ کھل گیا گوہر آبدار افلک عارض انور پر گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر قرہ سے ہو رہی ہی ہر چند ایرج نوجوان دامن سے افلک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی ہچکی لگی ہوئی ہی نا امیدی وصل مین قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چشم گریان کا حال پر ملال ہی ان حالات مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا دونون کی حسرت پر شاپور پچیاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق عاشق خصال مین حمائل کر دیے بموجب مضمون شعر دردو کے دوا برغم یون ملے ؎ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے دونون عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہوگئے شاپور شیر دل نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے صحرائی چوکنے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیر دل خائف ہوا کہ ایسا نہ ان دونین سے ایک کا دم نکل جاے کیا جوش و خروش ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اب اتنے صبر نہو سکے گا یہ مقدمہ طشت از بام افتادہ ہو جائیگا انجام اسکا برا ہی آنسو دونون کے پاک کیے لاکر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے اگر یہی حال ہی زندگی محال ہی جامع المتقرقین اپنا فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہی عاشقان مہجور کو روز شب وصل دکھاتا ہی ہر غم کے واسطے انتہا ہی بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر روز وصلت سمجھا کران باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین

ہوئی اب دفتر حکایت و شکایت کھلے ہر چند شاپور عرض کرتا ہے کہ ای ملکہ عالم رات کم ہے مزاج زلف شب وصل برہم ہے لیکن دونون پر محبت کے جوش ہین شراب الفت سے مدہوش ہین تھوڑے ہی عرصہ مین شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان فق ہوا صدائے مؤذن سُنکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صدائے الفراق والوداع بلند عاشق و معشوق دونون دردمند پروانون نے جلکر اپنی جان دی شمع محفل بھی بجھ گئی اُسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے دو چار شعر بھیرویں کے گائے دونون کے دل بھر آئے شب بھر روتے روتے گذری ملکہ برآں شمشیرزن نے اپنے دوپٹہ سے آنسو اریج کے پاک کیے فرمایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد اسطرح تڑپوگے پھڑکوگے ہمکو بھی آرام نہ آئیگا اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہے اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی بن پڑیگی ہم بخوبی سمجھائے دیتے ہین بدون ہماری صلاح کے ہوشربا مین آنیکا قصد نہ کیجیے گا ہوشربا ہوش رُبا ہے ایک ایک ساحر دہان کیتا ہے جب دریائے نیل پر لشکر کشی ہوگی اُسوقت ہم کسی طرح آپ کو اطلاع دینگے ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا یکایک اتنے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہے اریج نوجوان کو بخوبی سمجھا کر ملکہ برآں اُٹھین مگر اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے بشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو ٹالا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نورافشان کے چلین اریج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ برآں پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ رو اریج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر فلک کو بھی چکر ہے طریق ظلم و ستم بھول گیا طائران صحرا زمزمہ سرائی بھول گئے قمقل پا بہ گل تھے سرو آنکی مصیبت پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایرے پھیرے مین اریج روتے ہوئے واپس ہوئے برآن نے صبر کا سنگ دل پر رکھا مست مے محبت بحیر و قمر اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نورافشان کے لیچلی اریج نوجوان آکر و خم بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ شیشۂ مے نوش و انجم ماہ رخسار و شمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوئے اریج نوجوان نے فرمایا ای برادر صیقل ہم چاہتے ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوش رُبا مین پہونچاؤ عرض کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار کی یہ نیازمند اس رسم و راہ سے بخوبی ماہر ہے لیکن اِس زمانے مین ناظمان دربند ہوش رُبا سامان لشکر کشی کر رہے ہین لشکر مہرخ و بہار پر چڑھائی ہے ہر مقام پر ہمکو آپ کو روکین گے خراج گزاران اقرلیاب ٹوکین گے جا بجا لڑائی ہوگی بڑی سختیون سے تا بہ ہوش رُبا رسائی ہوگی اریج نوجوان نے کہا ای برادر خیال محال کو دل مین جگہ نہ دو لشکر عیار کردیہ فرما کر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد ماجد کے تحریر کی خلاصہ مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ ای قبلہ و کعبہ بعد آداب تسلیمات جد عالی تبار سے عرض کیجیے گا

کہ اقبال سے حضور کے آکر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا رہبر ہوا اُسکو ساتھ لے کر طرف سرحد طلسم ہوش رُبا کے بتاریخ فلان روانہ ہوئے دعائے خیر سے غلام کو اپنے فراموش نہ فرمائیے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا بیان ایرج نوجوان نے ملک شیشہ مے نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر انجم ماہ جہاں مقدمۃ الجیش سمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کر کے بصد کر و فر بجاہ و حشم طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ماہ آسمان جلالت و ریاست تہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمر و بن اُمیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو بروقت پہونچنا سرداران خوشخو کا برائے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

بلا ساقی سے گلرنگ کا جام — صبا لاتی ہے گلشن میں یہ پیغام
اُٹھا بیٹھ کھینچے ہے بادہ ندار — ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
بٹر بھی لفون میں سنبل کے ہیک ہے — سراپا سرو بن قد کے لچک ہے
بر و دست بیان ملک کرتو بادر — کہ اُڈھی سنگ نے تختے پہ چادر
نہ آنا یاں ترا میری قضا ہے — مرا جینا اگر تیری رضا ہے
کہ جسکے آگے آب زندگانی — بھرے نہر خضر چشمے سے وہ پانی
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور — ہوا ہے آن بن کچھ اور سے اور
روا مت کہہ تو میری تشنہ کامی — قسم تجھکو بہ مولا نائے جامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے — مرے دل کے جراحت کی قسم ہے
تجھے ہے اپنی بدمستی کی سوگند — تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند — مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہے تجکو میری چشم تر کی — قسم ہے میری آہ بے اثر کی
تجھے سوگند بسمل کی طپش کی — تجھے سوگند اس دل کی خلش کی
کروں اس تشنگی میں تجھ کو من نوش — پہونچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہے

کہ آمد آمد فصل جنون ہے — رخ ساقی خوشی سے لالہ گون ہے
معطر ہے زمیں خاک گلستان — صبا سیار ہے عنبر فشان
ہوا سو وقت تو مجھ پاس ہے قہر — ہوا کیا دیکھ تک آکر سر شہر
ارے زاہد یہ ہے اعصاب دور — رکھے تو اس ہوا میں مجھکو معذور
تو آجلدی کہ اب مجھکو نہیں تاب — قدح کر دے لبالب لیکے وہ آب
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے — چلیں صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
نہ بھر بلبل ہے ذکر گل ہے نہ یہ باغ — لبوں پر ہے فغان و دردِ پہم ہے داغ
تجھے جھوٹی قسم اپنے کی سوگند — قسم ہے تجھکو اپنے زلف رو کی
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہے — قسم ہے تجھکو گل کے رنگ و بو کی
قسم ہے نالۂ ذی کی تجھے یار — بکرنے دم بدم اپنے کی سوگند
قسم ہے نشۂ مے کی تجھے یار — تجھے ساغر جھلکنے کی قسم ہے
قسم ہے عندلیب بوستان کی — قسم ہے فریاد و فغانی کی
مری بے اختیاری کی قسم ہے — مری الحاح زاری کی قسم ہے
کریں مجلس میں تیرا شکر احباب — مجھے دیوے اگر تو بادہ ناب
قصص تجھسے کہوں رنگین تر از گل — اگر دو چار دے تو ساغر مل

چہرہ سیاحان دشت معانی ومسافران منازل سخندانی جادہ رسم دراہ داستان سوکت بیان کو یون طی کرتے ہین شعر بیا ای خردمند فرخندہ پے ۔ کہ سازیم این جادۂ سحر طی ۔ جبکہ فارس میدان شجاعت یکتا نازعرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن شناور محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شاہزادۂ اسعد بن کرب غازی دہتر مہتران دہبتر بہتران دسرہنگ سرہنگان بسالت بلا دنبی آدم مولانا ے معظم ومکرم ودندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی ونامدار خواجہ عمرو ذیوقار طلسم صندل کو فتح کرچکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہرو ماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر وغیرہ جادو وفہیم جادو دیگر سرداران نامدار حافر خدمت فیضمدرجت ہوئے ایک ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایہ علم شیر پیکر بصد کروفر بجاہ وحشم تمام وشوکت مالا کلام طرف دربند مہرو ماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدہ سپہ سالاری آگے بڑھے جس مقام پر جاکر لشکر اترا وہان کے زمینداد تعلق دار راجہ باجو آکر حاضر ہوئے سامان دعوت مہیا کیا سبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین دم بدم لشکر بڑھتا جاتا ہے خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاء اللہ تاب دربند مہرو ماہ پر پہونچین گے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہ مرحلہ جات جائینگے افراسیاب سے مقابلے ٹھہرینگے اب ناظران دربند لڑینگے اخضر عرض کرتا ہے ای شہریار نام حقیقی شکر سب بھائین گے غلام آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت آستان عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاء اللہ مرحلہ جات کی قاحی کی جلد صورت پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقہ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون ای ملک اخضر تمنے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سنی تھی جب صرصر نے جاکر اسد غازی پر عیاری کی لوح لاکر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک نرگا ؤ پیدا ہوا وہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے افراسیاب نے اُسکے مُنھ مین لوح ڈالدی تھی جب مین نے حیرت کی صورت بنکر پندکی اور کیفیت لوح پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہرو ماہ پر مین نے لوح کو بھیجا مہرو ماہ جادو کے پاس لوح ہے اُس نشان پر عنایت سے پروردگار کے مین آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم صندل بھی فتح ہوا درمیان مین ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا ناممکن ہے وہ بھی انکو تھی بلا عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اُسکو بھی قتل کیا اب تو یارو منزل مقصد قریب ہے اخضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی ای

شہنشاہ عیاران عالم اے محترم و محتشم ان حالات کی وقعیت جسقدر کنیز کو ہو کسی کو اس مقدمہ مین دخل نہین آپ جب حوالی طلسم مین تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہوگئی مین نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا مراد اس بیان سے یہ ہو کہ مجھکو خبر ہوگئی اگر کوئی شخص حقیر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو خبر ضرور ہوتی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہو خدا آپ کی مشقت کا انجام بخیر کرے در بند مہر و ماہ پر لوح نہین ہو آیندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح در بند مہر و ماہ پر ملجائے عنایت پروردگار ورنہ ہم نہین عرض کرسکتے ان باتون کو سنکر عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین خیر خواہان دولت کے قلب تھراتے ہین لیکن لکھا ہو کہ بعد از قطع منازل و طی مراحل قریب در بند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر اسد نامدار کا گذر ہوا مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان جو در بند مہر و ماہ کی حاکم ہین خبر ین سُنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہین اپنی بھی استاد کرا ئین لشکر چار لاکھ ساحران غدار کا آکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونون بہنین جسن مین یکتا سحر و ساحری مین انکا شہرہ اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتی ہین سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی ملازمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

بلا نو جوانو بڑھے جائیو	دو جانب سے باگین لیے جائیو
ترقی ہو اقبال کی دمبدم	بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

سب دیکھنے لگے دامن گرد و گا فتہ ہوا نگاہ پڑی جمال خورشید مثال شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب با در فتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سروری و سالاری جبین مبین سے ساطع و لامع فتح و ظفر جلوہ کنان نظم

در نثو قطرے سے اے بحر سخا کے ممتاز	گر ترا دست کرم ابر سے ہووے نا سا	پہ مسلم ہی کہ وہ مہ پہ کہ آفاق کے بیچ
زندگی بخش مسیحا کا ہی لاف اعجاز	نذر ہنگام دا ایک جہانکا دل دین	نازکیفوت گریبان و عالم ہی نیاز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہے پھلے ہی عقدہ	ہو وگی یہ گرہ دہر کی ہان محرم راز	گاہ نرگس نظر آوین گے آہو گے ترک
انکھڑیان مین تری مطالم کہ کوئی شعبدہ ہا	کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سجان اللہ	مہربانی کا تری جور فلک پا انداز
کیا بیان اسکی عدالت کا زبان پر لاؤن	سحر ہی صولت عدل اُسکے تئین گہ اعجاز	بازو کنجشک کی کھینچین جو صور تصویر
رعب کنجشک سے پرواز کرے صورت باز	اس رعب و سطوت تہور و شجاعت لیاقت کو دیکھکر اہا لیان در بند	

مہر و ماہ دنگ ہوگئے ایک ایک کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ تخت پر

ملک اخضر جہان دیدہ کارآزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ پروانۂ اجل طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگروہ خنجر گذاران باج ستاننده ریش ساحران بانی بنائے آراکین قصور مکاران خنجر گزاران عالم کے افسر خواجۂ عمرو نامور مع چالیس پیک بچون کے جست وخیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہین استاد ہوئین طبل پر داخلہ کے چوب پڑی بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ بہیر تو کئی مہینہ مین آکر پہونچے گی چھکڑون کا تانتا لگا ہوا ہی صدا تک تک کی بلند ہی ٹٹو ٹٹو پر چلے آتے ہین بازی بنجارہ غلے لدے ہوئے آواز رنگ آرہی ہی منتظم باردن کے مرکبہائے بادرفتار پر سوار بصد جاہ و وقار آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف انکی ذات پر کارگزاری موقوف مہروماہ جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہوگئین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین اپنی آکر تخت پر متمکن ہوئین وزرا امرا سے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تم نے سطوت و لیاقت طلسم کشا کو دیکھا طلسم صندل کیونکر فتح ہوا **صندل جادو** کیونکر قتل ہوئین مشیران سلطنت نے عرض کی اے ملکہ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرات مین مخر رستم و زال اہا لیان طلسم ہوش رُبا بدنام نکمے اور نالائق بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح بلیغ عقیل فہیم دانا سے روزگار نگر و عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہین ہر شخص کا وہ نشان بتلاتے ہین دیکھیے کس قدر سردار ان طلسم صندل شریک ہین ایک کو در دسر ہونا چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح نہوتا نہین معلوم سا کان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہروماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہین طلسم کشا کی ہم پر کیون لشکر کشی ہوئی باعث سرکشی کیا ہی کسی نے کچھ نشان تبلایا ہی نہین معلوم طلسم کشا کیا سمجھا ہی یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہی ہر عقیل وفہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہی چیونٹی کی جب قضا آتی ہی تب پر پیدا کرتی ہی دم پرواز کا بھرتی ہی ع صید را چون اجل آید پئے صیاد گرفت بہ خیال یہ بڑا ہی کہ طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال واسباب لوٹ لین گے سب باغیون کی مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہروماہ جادو نے جواب مشیران سلطنت وزیران اُہبت وافسران لشکر و ساحران نامور کو دیکھا کہ آمادۂ حرب وپیکار ہین سب بہادر نامدار مین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی نشے مین آکر حکم دیا نقارۂ نرمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ ہی کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہر کارے لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہروماہ جادو مین حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سر بجہانبانی پر ملک اخضر و نگل شوکت پر اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور یکایک ہرکارے آکر حاضر ہوئے زمین دب کلب عبود سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پرنور باد		دادِ عدلت در سرائے آخرت معمور باد	
اے فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر		تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد	

شہریارِ عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہون آتش کین و عناد و فساد کو دود بالا کرین باقی خیر و عافیت ہو یہ سُنکر اسد نامور نے ملک اخضر کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارۂ زرنی پر چوب پڑی قطعہ

بزد طبل را آنچنان طبل زن		کہ درید مہابت ز ہیبت کفن	
دہل زن دہل زن بتحسین او		ببین دین او دین او دین او	

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر سا حران مہر و ماہ سے مقابلہ ہو دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہو اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہو دیکھین کون صاحب تاج و سلطنت ہو کسکی تقدیر مین ذلت ہو بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس ہوگئے کتنے تونگر ہوگئے ؎ خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہوگئے اشعار دیگر

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق		کہ تو اُکھڑ کے ادھر سے ہوا اُدھر پیوست	
گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری		کہا یہ اُسنے کہ تجھکو اب غم نیست ہی نہ شادی ہست	
کہا یہ اُسنے کہ قید حیات مین انسان		کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہو ست الست	
اُٹھائے ہاتھ جہان سے دلے ہو کیا امکان		کہ با فراغ کروں کنج عافیت مین نشست	
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی		تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست	
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون		کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست	
گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلےٰ پر		کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست	
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُسکو		تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست	
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی		کہ نفس سرکش دشمن ہو اُسکو بیجے شکست	
جو ہو خیار رہی تو ہو وہ شرع کا پابند		پھنسا ہوا ہو وہ کیفیتون مین کرمی مست	
نہین ہو دام خلائق سے مطلق آزادی		مجال کیا کہ نکل جاے کوئی کرکے جست	
کہا ہو خوب کسی نے یہ شعر برجستہ		گیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست	
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد		پرندۂ ز ہما با خدا گرفتار ست	

مراد یہ تھی کہ دنیا مقام عبرت ہی عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہی لشکر مین تیاریان ہوتے لگین ہوم خانے استاد ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران عدار مصروف ہوئے غیر ساحر سپرون کو درست کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی تیرون کو زہر سے آبداری دیجاتی ہی نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی لشکر قہر وماہ مین سحر وساحری کا انتظام یہ دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخلہ کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف ہین علم شعبدہ مین خوب اُنکو وقوف ہین ہمراہیان طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے بہت شیر ہوئے اُن روباہ صفتون کو مار کر دلیر ہوے یہان سے بچکے کہان جائینگے پہلی لڑائی مین شکست پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال ہی نہایت صاحب جاہ وجلال ہی کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے چلینگے انعام اکرام ملینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے ہین دم نامردی کا بھر رہے ہین چلے حوالے کی تلاش ہی کیا کہکر افسر سے فرصت لین اپنے اہل وعیال مین پہونچین اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچا سیکڑون لڑائیون سے بھاگے باعزت اپنے گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہی لوگ بھگوڑا کہینگے زخمداری کی مصیبت تو نہ سہینگے منہ پر ہمارے کوئی کہ نہین سکتا مرد سپاہی مشہور ہین آمد کی تو ہم ایسے آتے ہین بڑے بڑے گھبرا جاتے ہین آخر برا تے ہوئے اُٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میان افسر صاحب ہماری جورو علیل ہی ہمکو فرصت دیجے ابھی گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب فرصت نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین لڑو نام بزرگون کا روشن کرو اُنھون نے جواب دیا حضور ہمین اب آپ کے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نہ کرینگے ابھی چلے جائینگے یہ کہتے ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا پرتل کے ٹٹو پر اسباب لادا رخ کرتے ہوئے چلے راہ مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی جان کہان چلے جواب دیا بھئی مرزا تم نے سُنا آج بڑی خبر ہو گئی رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پا گئے ہین ہم سے کہتے ہین رنڈی لاؤ بھلا ہم ایسی باتین کب سُننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر چلے آئینگے یہ کہتے ہوے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صدہا تو ایسے چلے حوالے کرکے نکلے بعض بیٹھے بیٹھے رونے لگے عش کھا کے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا بڑی مشکل سے آنکھ کھولی ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچا دو درد گردہ اُٹھا ہی اسی عارضہ مین دادا پردادا مرے لوگون نے گھبرا کر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے

کہا گٹھری بقچی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بندھوا لیا لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ سمجھا کہان لادکے لائے ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے ٹل جاؤ نہین قرابین مارونگا دھوان تک پیٹ مین اُتر جائیگا کہا ہیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا آلات اعلیٰ منات معلیٰ اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہوکر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا ٹکا کہا ری کا نہ دیا اسکو بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے کہ رات کو بھٹک کر نہین معلوم کہان نکل جائینگے تمرد وہ ظالم شیخ براتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب ایک گانون کے پہونچا دس پانچ پاسی کنارے گانون کے بیٹھے دو کے کی خیر منانے کو آپہونچے تھے اُنھون نے آدمی کی آواز سُنی پکارا کون آتا ہی اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین فتح دھڑیم خان پاسیون نے کمٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا میان ہتھیار کپڑے رکھدو جب تو شیخ جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہی پاسیون نے غرقی بندھوا دی اب شیخ جی سوچے سوائے نثار کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے پلٹے کہارون نے کہا وہی مسخرہ ننگا لُچا چلا آتا ہی پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی مہراہین غصہ آیا کہ جاکر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے ما ہو مین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت دیکھو نامرد تو یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرات و لیاقت ہین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی اونور نظر نمک سرکاری کھایا ہی قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر تلوارین مُنھ پر کھانا شعر بیاہ لے جاؤ عروس موت کو ۔ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ۔ دنیا نا پائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مرد سپاہی کی یہی آبرو ہی تیغ بید ریغ معشوق خوبرو زینت پہلو ہی سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس بپرد ۔ مخنث با مخنث ہیز با ہیز ۔ چار پہر رات اسی ہنگامہ مین گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف ہلڑ تھا سحر ہوگئی شہنشاہ پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان فرار پر قرار کیا شہنشاہ زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج شعاع وضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین تیغۂ مہر کو حمایل کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہوکر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین کے سمت کارزار چلے یہان در دولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا جاؤ جلو خانہ مین آکر ٹھہرتے جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا بیشۂ بارگاہ سے شیر حجازی اسد بن کرب غازی برآمد ہوا سرداران نامی برائے تسلیم خم ہوے شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر ہوا ہمراہ رکاب ہو لیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر جادو بصد آبرو پہلوے تخت مین بیچ جانب

فہیم و نعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ مرنے پر آمادہ پشت پر ساحر و غیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر و ماہ جادو شروع ہوئی دونوں بہنیں تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر اسباب سحر جھولیوں میں بھرا ہوا گرد ٹوپے بڑے جادو گر بصورت مہیب و بشکل عجیب اژدرہائے آتش فشاں پر سوار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے پھریروں پر تصویریں لات و منات کی ترسولہا تھہ میں صدائے یا سامری و جمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر جمے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبوں کو اشارہ ہوا نقیبان بلند آواز بصد سوز و گداز میدان کارزار میں پہونچے سرود چھڑے آوازیں لگائیں نظم

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہ ہوشربا کہ عالم رواروی پر ہے
عدم کی راہ سے ہستی کی بلندی پستی ہے	تردد کیا کہیں اس ساکنان ملک ہستی کی
ابر رحمت اگر نہیں اے ذوق	بیکسی گور پر برستی ہے

نقیبوں نے وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے مردان عالم کو سنائے آگئے نقشہ ناپائداری عالم آنکھوں کے نیچے پھر گیا عیش و راحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین کے برائے مقابلہ میدان کارزار میں نکلیں کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامن گرد نگاہ فتنہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک کرگدن سوار پچاس ارش کا قد و قامت دیو ہو کہ قالب انسان میں سمایا ہوا چوڑا تیغہ مثل تختۂ دوکان عطار کمر میں ابروؤں پر بل غرور و تکبر چہرے سے ظاہر نیزہ تار کا درخت صاف ثابت ہوتا ہو تار کے درخت میں سنان و بنان درست کی ہو سپر فولادی فراخ دامن سیاہ رو کی پشت پر گرداب دریائے نیل سے مثال آنکھیں غصے سے لال لال قوی تن قوی من جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکرا کر کہا ہن فتنے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہو یہ کہکر ساحرون کو حکم دیا جلد جاکر استقبال کر ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہو ساحران نامی گئے شاہور فیل پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کود ایا یہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا اشتیاق ہوا یہ بھی غلام نے سنا کہ طلسم کشا آپ سے برسرپرخاش ہو جنگ کی تلاش ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعویٰ ہو بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا ہو جوانان شیر دل کو للکارا ہو

غلام کو خواہش ہو کہ جا کر طلسم کشا کو ٹوکے مشکین باندھ کے خدمت مین حاضر کرے مگر حضور یہ انتظام کرین کہ جانبین سے سحر نہونے پاے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلائے مطلب دلی ہاتھ آئے اگر شائد جنگ مغلوبہ ہو اسمین بھی حضور شراکت نہ کرین صرف تماشا دیکھین جنگ فرزندان حمزہ کے بڑے بڑے اوصاف سُنے ہین بڑے بڑے ملکون پر جا کر یہ لوگ لڑے بہادر پہلوان زیر کیے پس ایسے جوان کو زیر کر کے خدمت مین لاؤن شرف جرأت حاصل کرون حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہرو ماہ کے ایسے تنکخوار تھے جنھون نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا بس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کر چکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہر چند ملکہ مہرو ماہ جادو نے روکا شاہ ہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران سلح شوری دکھلانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ دو گھڑی کا مل ہلایا خوب پسینہ آیا دونون سرون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین جب خوب عرق عرق ہو چکا گینڈے کو رو کا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر تیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از پنج میل تا بہ موزہ غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را در آہن گرفت ؎ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؎ پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھ سے آکر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلۂ شوکت و جرأت لیا قت ہوگا سحر و ساحری موقوف دل چاہتا ہی مردان عالم فنون سپاہگری دیکھین تحسین و آفرین کرین یہ پکار کر کہنا تھا کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود اقدامون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت مین اس حوالی مین اسکی جرأت کے شہرے ہین بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہی کہ اس سے جا کر مقابلہ کرے اسد نامدار نے فرمایا اے برادر مین اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہون تمکو بخوبی پہچانتا ہون جانباز سرفروش وسیع الاعتقاد فن سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق لیکن میرا وہ نام نے کر پکارتا ہی اس عبد ذلیل رب جلیل کو للکارتا ہی آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کرین کہ سامنے تمام عالم کے جرأت مین فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندلی پوش نے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے بلکہ گوہر جاد ملک خضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا اے سرداران نامی اے ساحران گرامی ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار مین آیا ہی اپنے کو جرأت و زور و طاقت مین یکتا جانتا ہی اُسنے مہرو ماہ جادو سے اجازت لی ہی کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اُسکے خلاف نہ

کیجیے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندلی پوش فوج غیر سا حران لیکر موجود ہوگا اسکے ساتھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس پیکر کا بار اُٹھا لینگے سب نے سر جھکا لیا اسد نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعائے فتح و ظفر پڑھی میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ پشت کمر با ذقار پر استوار ہوا شعر

چو شیرے کہ گیرد بر آہو کمین	بجست از زمین و بر آمد بہ زین
کہین بر مانے مین ممکن نہین ہو کا نظیر	کہ سیر گاہ و دعا گہ ہو راہ یک وزہ
دیگر ترا سمند ہو وہ تیز رو کہ وقت خرام	اور اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر

اس مرکب باوفا کا یہ شیر اُڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہ ہور فیل پیکر کے پہونچا گرد اسپر کا تھا کہ دڑا آپ سے بین تگا وزن ہوئے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گینڈا اسکا پیچھے ہٹا جان جہان آفریں اسد نامدار پر نگاہ پڑی سطوت و صولت دیکھکر دنگ ہو گیا ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہ ہور سر ہلا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ زیبائے اسد نامدار پھر کر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلہ کے بلایا ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو شاہ ہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا دربند مہر و ماہ پر لشکر کشی کی کیا مابدولت کا نام آپ نے نہ سنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے مابدولت کے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت ہرو کو غش آجاتے ہین مگر ای نوجوان مجھے تیرے حال پر رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہر و ماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کرینگی مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیر دل گزدسکہ تیرے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار نے لشکر اکر فرمایا مہربانی تمھاری حکم ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو قرار کرین انشاء اللہ جب بہشۂ شیران یعنی بارگاہ سلیمان مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر دعد کروگے شاہ ہور ہنسا کہا ای جوان سوال دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری لے کر آئی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر میری جرأت و لیاقت کو دیکھا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضرب سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شاہ ہور مثل ابر کے گرگڑایا گینڈے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینہ بے کینہ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گینڈا اشارے پر کام کر رہے ہین برج خالی بنکر تیار ہوا سنان ہائے نیزہ مثل ستارہ چمک جاتی ہین لشکرون سے اہنست و آفرین کی صدا ہین آتی ہین دو گھڑی کا مل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گا ٹھ کر پھینکا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہ ہور کے نکلیا چہرے

پر اُس جوان کے ہوائیان اُڑنے لگیں نیزہ بھر آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدرِ مہیب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی اے جوان یہ تیغۂ بید ریغ ہی برسون کا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہی خبردار خبردار کہکے گینڈے کو بڑھایا اسد نامدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہ ہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا لگایا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دشانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو تھا کر اسد نامور نے نعرہ کیا اے بہادر شعر تو مرے نردی ضرب مین نوش کن ؎ ہمہ شادی آزدل فراموش کن ؎ خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ برق مثال کا ماراشاہ ہور نے بھی سپر کو اُٹھا دیا لیکن تیغہ چمک کر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دوابرو ہونچا شاہ ہور نے بھی دشانہ مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور مین جاتا تھا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہ ہور کود کر الگ ہوا اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کفر کی آتے ہوئے دیکھی تیغۂ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور دکامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

ادھر سے شاہزادۂ صندلان صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر جا پڑا دونون لشکر مثل آب شور و شیرین دو تور و ظلمت کے ملگئے شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ ؎ قیامت ز گیتی شد انگیختہ ؎ لشکر ساحران جانبین کے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دونون لشکر آپسمین مل گئے دریاے خون بہ رہے ہین شاہ ہور کو بھی پہلوانون نے اُٹھایا زخم سر اُس خود سر کا باندھا دوبارہ پھر وہ گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا پرے درہم و برہم کیے نشانہاے فوج قلم کیے دریاے خون جاری ہی طبل و نقارہ بج رہے ہین کس دھوم سے یہ شیر جنگ مین مصروف ہی اس رستم خصال سے کس مقابلہ کا وقوف ہی جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہ ہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ مین پھر اسد نامدار سے مقابلہ کرون جرأت اپنی دکھاؤن بیچ مین پہلوان آجاتے ہین دونون کو بچاتے ہین خواجہ عمر ایک بلندی سے ملاحظہ فرما رہے ہین کہ اسد نامدار نے فوج شاہ ہور کے قدم اُٹھا دیے پرے فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ لین سامنے سے ان شیران دشت نبرد کے ہٹ جائین لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی تتق گرد بلند فوج شاہ ہور در دمند دن قلیل باقی تھا کہ شاہ ہور و اسد نامور سے بھی مقابلہ پڑا اسد نامدار نے للکارا شاہ ہور بھی جا پڑا بیچ مین اکثر پہلوان آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب بڑھا کر سامنے شاہ ہور کے آیا آواز دی

ای جان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا گلہائے زخم جسم کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرأت مین سرو نو خاستہ باغ جرأت و عندلیب بوستان جلالت ایک تنگ سے لڑائی مین مصروف ہو شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم مزاج اسد زیادہ برہم یہ نہنگ بحر صاحبقرانی دریائے فوج مین ڈوب کر لڑا بحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چلی ہو گئی کوس تک ہٹتے بڑھتے آئے جب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہائے خون پردۂ چشم ین جب تک سپر اٹھائین تیغہ شاہور چل گیا زخم سر اسد غازی چوپارہ ہو گیا انتہا کی جی داری کر کے جوابی ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پڑا اسکے سردار ٹوٹ پڑے بہت سے اس مقام پر مارے گئے مگر اپنے سردار کو لے نکلے ملازمان اسد قتل کرتے ہوئے چلے یہ فیچاب ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرأت سے لڑ رہا ہی فوج دشمن کو تہ و بالا کر دیا ہی فاگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف کاشانۂ مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے غش آگیا مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب نے نکلا مگر بے زبان جدھر منھ اٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا بیان صندلان صندلی پوش لڑائی کو فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سردارون کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے عمرو نے پوچھا ای صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا افسر مختار اسد نامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سُنی تلاش کرنا شروع کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کٹا ہوا پایا کہین قرولی کمر کی دستیاب ہوئی نشان قطرات خون سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ گھوڑا زخمداری مین نکال لے گیا عمرو نے صندلان سے کہا ای برادر ربط ضبط کو کام فرمانا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی مین برائے تلاش جاتا ہون بیان چہار جانب عملداری مہر و ماہ جادو کی ہو جس جگہ مرکب لیکے پہونچے گا وہ ہی قصد کریگا کہ گرفتار کر کے پاس مہر و ماہ کے حاضر کرون پس اس امر کا چھپانا واجب و لازم ہی تجویز صندلان کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی کو چلا لیکن صندلان نے ہر چند چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سُنا بیتاب ہو گیا کلیجہ تھام لیا ہائے آقا ہائے آقا کی صدا بلند ہوئی ملک خضر پلٹ کر داخل بارگاہ ہوا ہی ادھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین کر ٹھہرین ملک خضر ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین باطمینان نہین بیٹھنے پائے ہین کہ صدائے واویلا

کان مین آئی اخضر نے گھبراکر کہا ای یار دخیر تو ہو چندکس نے بڑھکر عرض کی ای شہریار ہمارے آقا ے نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا شاہور کے ملازم اسکو زخمداری مین لے بھاگے شاہزادہ صندلان سرداران زخمی کو اٹھوا رہا ہی خواجہ عمرو برائے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کرگئے ہین کہ اسد غازی کا غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے سُنکہ پیٹ لیا ناج سر سے دے مارا کہا صاحبو سر دربار بیان کر رہے ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش برآواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا جاتا ہی جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اُسی وقت چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جستجوے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر و ماہ جادو کے لشکر اسلام مین حاضر تھے یہ خبر سُنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچے عرض کی ای ملکہ عالم شاہور تو شاید باہتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اُسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا کسی جانب اُسکو نکال لے گیا ملازمان اسد روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین ملک اخضر نے ہرکارے برائے تلاش چہار جانب بھیجدیے خود بھی گوش برآواز ہی ملکہ گوہر جادو متظلم طلایہ اسی فکر مین ہی کہ اپنے آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً برائے تلاش جائین مہر و ماہ جادو نے اُسی وقت چند فرمان بمرخاص تحریر کرائے خلاصہ مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہو کر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین بادولت کی روانہ کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے خراج گزار دولت کے روانہ کردیے سرداروں کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جاکر خوب تجسس کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ جو اس باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہر و ماہ یہ فکر کرکے مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ تازی اسد بن کرب غازی کا زخمدار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے بروے زمین گرا مگر بیہوش مدہوش قضاے کار ملکہ شمیم گل سیر مین خراج گزار مہر و ماہ کا باغ اسی صحرا مین ہی صبح کو قریب حوض کے پر آکے جادہ فرما ہوئی اُس گوہر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے بسبب کمسنی کے پانی سے کھیل رہی ہی پانی کی آبرو بڑھاتی ہی ناگاہ دیکھا کہ ایک طرح حوض مین پیدا ہوئی ایک تار بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب یا خون رنگ کو اُٹھایا سونگھا بو سے خون آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ جو جھیل ہی حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہی

نئی صورت ہی بولے خون آتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دو سے دیکھا ایک ماہ تابان مہ وشان کنارے جھیل کے بیہوش سدہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئی سامنے ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سوسن سے بولا نہین جاتا قمشاد سیدھی فراج نہ مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن دیاسمن کو حیرت کا جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اُٹھی سنبل کو دو کوڑے مارے کہا سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی مگر اب سوسن نے خوف سے زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک جوان کے ٹکڑے کو قتل کرکے قریب نہر کے ڈالدیا ہی حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سُنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرماکر اس مقدمۂ خاص کو تحقیق کرینگے سزائے معقول دینگے جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب لازم ہو گر بگشتن روزا ول یہ کہتی ہوئی ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی داری مردے کے پاس جا ٹھہرین ہی نہین معلوم جسنے یہ کیا ہو کہان کا رہنے والا ہی اتنا تو دور سے ثابت ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہ بھی ظاہر ہی کہ تلوار چلی مال نہین یا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ تابعدہ پڑا ہی کہ ستارہ سحری پڑا ہوا چمک رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روبانو مین ڈرتے ڈرتے قریب آئی اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت وشان خوبصورت صاحب سطوت و لیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن و جمال نخل حدیقۂ جاہ و جلال سرخی لئے خون کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ سر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے غم ترکش کا حیرت سے مُنھ کھلا ہوا تیر اپنی خطا کاری پر سہمے ہوئے مرکب صبا دم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب اپنے آقا کا خیال آتا ہی پھر تڑپ کے شیہہ بھرتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اُس یوسف کنعان جراحت کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت و اسیر حلقۂ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم و الم کی طغیانی اُس جوش و خروش مین گھبراکر کہا ری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین غنچہ دہن نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اُٹھکر لپٹ جاے تو مین کیا کرون

ملکہ نے جھلا کر جواب دیا اوخفتل اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا تو دون کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بجز بی روے زیبا پر نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا
آمد و شد نفس کی جو پائی خوشی ہوکر آواز دی یہ جوان زندہ ہی مجھکو اس وجہ سے زیادہ خوشی ہوئی
اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت کی اسی کے نشان دینے پر جلا دگرفتار
ہونگے سزا پائینگے سارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین
دوڑکر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین ملکہ نے آگے بڑھکے سر اٹھایا جب تو کنیزین
دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھون ہاتھ اٹھایا لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی سراپا
سے ہویدا کنیزین لیٹی جاتی ہین تلوون پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی نہ نگاہ تھہر و غضب دیکھا
پایہ پر پلنگ کے ہاتھ رکھدیا گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو ابھی تک تو
خیر ہی یہ جوان صحیح وسالم ہی آیندہ زخمدوزی ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کارگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پاے جب اپنے عزیزون مین جاے تو ہماری عنایت و مرحمت کا ذکر اپنی
زبان پر لاے عمر بھر ممنون و شکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہی تم لوگ بدکا نہین معلوم کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی
ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو بجا کر آپ کا کام کیے سیراب کر دو چارپائی کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے
کہا چھپر کھٹ پر لٹاؤ کنیزون نے کہا داروغہ فوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپر کھٹ پر لٹانا نامناسب نہین ہی
ملکہ نے غصہ مین جواب دیا ری مختو سامری جمشید تجھکو غارت کرین کلیجے تھائے پھرتے ہین بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا
پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا کیا نقصان ہی حضور کا سراسر سایہ ان
پر احسان ہی جب چھپر کھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے
کوئی ٹانکا بہ سختی لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اُسکے ہاتھ مین بھونکدی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا
کیون حرامزادی اب تجھکو پرایا درد بھی معلوم ہوا غیر کے جسم مین سوئی گھسیڑ دی کچھ صدمہ نہوا اب کیون
سسکیان لیتی ہی وہ آنکھون مین آنسو بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگائے پٹیان
چڑھا دین رومال ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن
دل سے کہتی ہی ای شمیم یہ کون جوان ہی اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا بس آسمان کا چاند ہی
کس باغ کا پھول ہی کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھائے مال نہ دیا کیا جرأت
ہی اس خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ محلہ اردوڑی ہوئی آئی عرض
کی در دولت پر نامہ دار بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہی ملکہ مہر و ماہ جادو نے ایکسا پنے غلام خاص کو

روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت عرض کرون یہ سُنکر ملکہ شمیم اُٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار کو بلاؤ وہ نامہ دار سامنے ملکہ شمیم کے آبا بعد آداب تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اُسکو کھولا مضمون تحریر ہی کہ خراجگزاران مابدولت خبردار اس صورت کے جوان نے شکست کھائی زخمی ہوکر نکل گیا جس مقام پر پہونچے جوگرفتار کرکے لائیگا انعام واکرام پائیگا اور اگر فدا کسی نے اپنے گھر مین جگہ دی مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے تصویر دیکھی اب صاف ثابت ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر مین ہی صاف اُسی کا ذکر ہی سر جھکا جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ عالم نمکخواران شہنشاہی کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے دشمنون کو گھر مین جگہ دین جستجو مین مصروف ہین اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت دیکر نامہ دار کو رخصت کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری مین آئی سراپا دیکھنے لگی خال خط مین وضع مین سرمو فرق نہ پایا کنیزین پوچھ رہی ہین حضور اُس کاغذ مین ملکہ مہر و ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ کچھ جواب نہین دیتی یکایک اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ فرش لوکا نہ سے پیراستہ بیلو مین کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر بصد کروفر جلوہ فرما ہی دہن تنگ کو غنچۂ گل سے کیا مثال دون اُسپر یہ شیرین کلامی عجائب بیانی کہان آنکھون کو ترکس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہی سراسر عقل کا قصور ہی چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ مین دلربائی یہی شعر صادق آتا ہی شعر مثال چشم او آہو محالش ۔ مگر چشم دگر باشد محالش غزل

گرا بروکشیدہ ہین شمشیر کا جواب	مژگان تیز بین ہی ترے تیر کا جواب
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب	اچھا ہوا کہ آئینہ کا مُنھ ہوا سیاہ
دانا وہ ہی قرہ بھی خدنگ نظر کے بعد	آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب
دیتا ہی مجھکو دیدۂ بےخبر کا جواب	کیا دخل بیش و کم کو ہمارے خیال مین
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر	دے آہ شعلہ زا ملک پیر کا جواب
لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	بے اختیار زبان سے شاہزادۂ والا قدر کے آہ نکل گئی اُس گلعذار

نے بھی وزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پر اُداسی ہاتھ پانؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال سے غش آگیا ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزون سے خالی بابا اپنے بیمار کے سرہانے جاکر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر

زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبائے اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اُسنے کام تخمۂ کا کیا خانہ زادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب یا یا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا یا ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اُسکو اپنے گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری آفتاب لب بام ہی اس خیال مین تھی کہ اسد نامدار اُٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ مین پاس سے اُٹھ جاؤن اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ اے مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو اپنے چھوڑکر آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرماکر جواب دیا صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج کرے مین نے زخم دوزی کردی کنیزون سے اُٹھواکر باغ مین لائی تمھاری غربت مسافرت پر رحم آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی اسم گرامی فرمائیے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے تلوار چلی صاف صاف فرمائیے مجھسے نہ چھپائیے مفصل معلوم ہو تو اُسکی کچھ تدبیر کیجاے اسد نامدار نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی طلسم ہوش ربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے ہین رئیس وامیر سب مجھ بی جانتے ہین نام اس حقیر پر تقصیر کا شہواز عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی ہی ملکہ شمیم نے منھ اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سنا ملکہ مہروماہ جادو نے فرمان جاری کیے ہین خراج گزارون پر حکم ہی کہ جسکے یہان زخمی ہوکر پہونچے فوراً گرفتار کرکے روانہ کرین جو شخص تامل کریگا سزا پائے گا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آیندہ مخفی رہنا دشوار ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی اگر ملکہ مہروماہ افراسیاب کو لکھا بھیجین تو وہ اپنے کمال علم سے دو بین بیٹھے بیٹھے بتلادے گا کہ طلسم کشا فلان مکان مین موجود ہی اگر فراج مین شہنشاہ کے آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرامنگائے پس آپ کو مین کیونکر چھپاسکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبراکے کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے جان جہان اے آرام دل شتاقان دل تمھارے لیے ضرر بیقرار ہوگا آنکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے مگر زبان سے اُف نہ کرے وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مالک سے آمادۂ حرب پیکار رہو ہم آمادۂ مرگ وہیاے قضا ہین گرفتار مجس رنج وبلا ہین جان دینا منظور ہی خیر اس جملے سے تم سے کبھی ملاقات ہوئی تو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اُٹھے ملکہ شمیم گل پیرہن نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کردی اسد نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے

دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین مین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین مین اُسکے ذکر مین حقیقت مین میرا رہنا بہتر نہین انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پائینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا بُلوائینگے شمیم رونے لگی کہا حقیقت مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمائیے زخم صحیح ہولین آپ کو اختیار ہی اسد نے فرمایا ای ملکہ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھونگا ہم لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہوسکتے شمیم نے کہا مین تو چھپا دُنگی عین زخمداری مین نہ جانے دونگی پھر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لاکر اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت دین اسلام قبول کرو تب تمھارے یہان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار دھدہ لاشریک ہی پونے دو سو خداوند کیسے چند کلمے نسبت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے بیان کیے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دورۂ جام بخوف گردش ایام چلنے لگا دو ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین کنیزان ماہر و ساقی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی مگر و مبدم اسد نامداری فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہی کہ جان کو قدم اقدس پر نثار کردون یا تمھارا ساتھ دون جانا تمھارا مجھ پر بہت شاق ہوگا بموجب مضمون شعر

گئے تم ادھر اور موے ہم ادھر یقین ہی	کوئی دم جیے تو دم واپسین ہی
دیگر جنت ہی زندگی مین زمانہ شباب کا	پیری سے پہلے مرگ ہی ہونا عذاب کا
قاتل برسون ہو کچھ وصل ہو کرامکہ نصیب	کم ہوگا کوئی مجھسا محب نہین کم نصیب
ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب	کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب
اپنے زہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب	سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر	ای خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب
ای ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب	جاتے ہین کوے یار مین آسین جو ہو سکے

اس طرح کے اشعار جو ملکہ نے رو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا ای ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحر و غیرہ سا حرسب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ پہونچے ملکہ نے کہا ای شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہی صحبت آراستہ کی آسین بھی انتشار ہی کوئی دراندازفساد نہ برپا کرے ہمین دونون طرح مشکل ہی اسد نے کہا نہین تم ہمارے لشکر ہی مین چلو ملک خضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے خواجہ عمر و تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہان تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر

اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے سر جھکا کر اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلیر ہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا ہی پلٹا کہ جاکر مہر و ماہ جادو سے اطلاع کرون فوج لیکر آؤن اس باغی کو گرفتار کرکے لیجاؤن بی شمیم کا کوئی نشان بھی نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلیر ہن کے دیکھا ہی بی شمیم بڑے راز و نیاز سے باتین کر رہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے مین کانپنے لگین نیچہ ٹیک کر اُٹھین لشکر مین کمر بندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہوکے چلین عقب مین فرداً فرداً لشکر بھی چلا ہر کارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک اخضر کے پہونچے جاتے ہی عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نوخاستہ حدیقۂ جرات موجود مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبراکر ملک اخضر اُٹھا سب سے پہلے شاہزادہ صندل پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اُٹھتے اُٹھتے کنیزون کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس رین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ہر برداشت طراری و ننگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اُترکر ٹہل رہے ہین کہ طرف سے دربند مہر و ماہ کے گرد عظیم بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گولے تیر نیزے ہاتھ مین دوڑے ہوئے ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگاکے جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہی ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہی حکم ہی ملکہ مہر و ماہ کا چار جانب سے جاکر باغ کو گھیرو ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکلجاے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے مین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہوجاویگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہوجاے اُسی کے سر سہرا ہی اس برات کا وہی دولہا ہی اگر خدانخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار ہوجاویگی یہ سوچکر عمرو بھاگا قریب اُس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پر ہزار دو ہزار ساحر ٹہل رہے ہین عمرو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوا گھبرے ہوا پگڑی سر پر چپٹی ہوئی چپکن نیمچہ جسم انور چاندی کی چھڑی کمر مین اُسپر مہر افراسیاب جادو پکارتے ہوے دروازے پر آئے کہتے ہوے یارو حکم ہی شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا انعام بیحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا ہوا ہی بی شمیم نے دامن پناہ دیا دھڑے کو لیکر ہاتھ مین ہم ہر چند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین عمرو نے کہا بھائی تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم گلیر ہن کے ملازم ہو

سب نے کہا اصل مین افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگزاری سے اُنکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بھائیو شاباش بٹر نے خیر خواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیر خواہی لکھونگا اندر جاکر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون جھوٹی خبر سے افراسیاب خفا ہوتا ہی سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بُربڑاتا ہوا اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گرد و چار سو مصاحبان خوشرو صحبت عیش و نشاط آراستہ یہ دیکھکر عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ بھی کیا خوش نصیب ہین جہان پہونچے ایک ماہ رخسار برائے خدمتگزاری حاضر ہی مگر جو بلا نازل ہونے کو ہی اُسکی خبر نہین ہی یہ سوچتا ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون شخص ہی جو بلا تکلف ہمارے ناموس مین چلا آتا ہی ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی ہی مجھے نہین پہچانتی ہو دم بھر مین اب فوج آتی ہی سب کی مشکین باندھ جائینگی او اسد اُٹھ رومال سے ہاتھ باندھے مین ہر کارون کا جمعدار ہون خطا معاف کراؤنگا بھلا اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہی غصے مین جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جا کر افراسیاب کو اطلاع کر وہ بچا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال معلوم ہوا جاتا ہی وہی افراسیاب ہے جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا ہمکو کچھ رشوت دلواؤ تمھاری خبر چھپوا دین او سیم تو نہین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دے شمیم کا پہننے لگی جا کپڑے اُتار کر دیدون اسد نے جھڑکا کہا ملکہ کیون مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی بیچ کھینچا آواز دی او طلسم کشا کیون شامتین آئی ہین ہماری طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اسد نے اپنے پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی معشوق خوبرو نی پہلو مین لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہر و ماہ جادو کو خبر ہو تو لشکر لیکر وہ سب آتی ہین اے ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہی کہ یا تو انکو نے نکلو یا مخفی کرو اپنی انکی دونون کی جان بچاؤ یہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا اے ملکہ عالم یہ ہمارے پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے ہین بجا ہی شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری وائے قطب فلک خبرگزاری مین لائق مقابلہ مہر و ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند مہر و ماہ رات دن اُنکے قبضہ مین دنکو رات بنائین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرنا لائق

سلطنت صاحب شوکت ولیاقت ہین اُنکی خراج گزار مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے مین آمادہ مرگ و مہیاے قضا حاضر ہون اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ لڑبھڑ کے جان دونگی انکا رہنا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای نورِ نظر سچ کہتی ہی تعجیل تمام یہان سے نکل چلو اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچاؤ اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپ کے گردن تابی نہین کرسکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم مین جب بیٹھونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک خضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی بچنا دشوار ہی وہ مالک و مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موے جسم نہ کم کرسکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوے جرأت سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوش ربا مین آیا سوائے خالق بے نیاز کے کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب طرح کا سامان جمعی ہوا یہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق تیغ چمکی ابر فوج ساحران درہم و برہم ہوگا ایک کو ایک کا غم ہوگا بھاگتے نظر آینگے ساحران مکار ہین منھ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو آمادۂ حرب و پیکار ہو عمرو نے دوڑکر ہاتھ تھام لیا کہا ای اسد نامدار ای نورنگاہ صاحبقران عالیوقار جہالت کرنا بہتر نہین ہی اسوقت ہٹ چلو آیندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری دربند مہر و ماہ فتح نہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھا جیے خدا ے مابزرگ ست ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارۂ زرمی پر چوب پڑی زمین کانپی لکہ ہاے ابر سرخ و سفید نمایان ہوے علماے زنگاری کے پھریرے چمکے دیکھا عمرو نے مہر و ماہ جادو طاؤسان زرین بال پر سوار بہ قہر و غضب تمام دونون بدانجام آگے آگے پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار بازو بط پر سوار ہزہا برہاے آتشین اژدرہاے شعلہ بار زیر ران شعلہ ہاے آتشین بھڑکتے ہوئے لکے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو گلیم اڈھر کر کنارے ہوا اسد نے خانۂ زین کو مغل خانۂ آفتاب روشن کیا تیغۂ برق مثال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرۂ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	من آنم کہ سر کوب افراسیاب	بران سلیتن نامور نامدار	نظر کردۂ شیر پروردگار

تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا مقیم کل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے آگاہ نہین کچھ تحفہ پاس نہ مین رکھتے ہین کس قدر بات کا پاس ہی موت کا مزہ چکھتے ہین اُٹھا کر جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی بارہ سو کنیزین تیار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر و ماہ جادو پر یہ بھی جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحرہ آمادہ سحر کرنے پر ہوا منھ کھولا قصد کیا سحر پڑھے اسد نے تاک کر

تیر مارا حلق پر اُس ناکام کے پڑا گدی کو توڑ کر پار گذرا وہ ساحر مرا تاریکی چھائی زمین باغ تھرائی اُس تاریکی مین اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر و لد بذر سے کسی کو تیغۂ برق مثال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈالدیا جادو سحر کر رہی ہین شمیم کو للکارتی ہین اے شمیم تیری کیون شامت آئی ہے دماغ مین بوے کبر و نخوت بھری ہے امداد سے مقابلہ کرتی ہے جان کو نہین ڈرتی ہے رومال سے ہاتھ باندھ کے قدمون کو بوسہ دے طلسم کشائی مشکین باندھلے افراسیاب تجھسے راضی ہوگا خلعت و اکرام و جاگیر ملے گا حکومت ملک حاصل ہوگی تا جداران مین شامل ہوگی شمیم جوش عشق اسد تیغزن مین جواب دیتی ہے لاکھ جان ایک ناخن پاے اسد نامدار پر قربان ہے مین مطیع مذہب اسلام ہو چکی لات و منات پر لعنت کی یہ سُنکر مہر و ماہ جادو کو غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی مبہوت ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال نہ آیا حق نمک کو بھی بھلا دیا دیکھ تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم دکھاتی ہون یہ کہکر دونون بہنین طاؤس زرین بال سے اُترین سحر کرنے لگین ایک دہنہ طرف اسد غازی کے دیکھ کر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا اس ناری نے غضب کیا میرے آتشخو شعلہ مزاج کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر ردی کا گالا نکالا اُسپر قطرے خون کے ڈالے دریا دلی دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے اسد نامدار نے رہائی پائی آگ بالکل ٹھنڈی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہر و ماہ نے جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادو کڑی گرجی مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا یہ بھی بیچاری لڑکھڑا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا ہر وی سے بیکار اسد مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منھ کے بل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے جلنے لگی کسی نے اپنی تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھر لی بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت تھی چشم زدن مین سب کو مبتلاے سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی اے ساحران نامی اے تمکخواران افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور و ناچار ہین اب انکی مشکین باندھ لو دم نہ لینے دو بیشک مرتبہ اعلیٰ ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے منھ چڑھی دیکھو سکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب اُنکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روے شمیم متغیر متردد تیر اسد غازی نے جو یہ حال پر ملال اُس مہ جبین کا دیکھا یہ تو بہادر جری غازی مجاہد مین راکع و ساجد ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اُسکی بیکسی و بے بسی دیکھکر بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی اے خالق بے نیاز اے رب کارساز اے رحیم و کریم اے سمیع و علیم اے حکیم مطلق اے کارساز برحق اس آفت ناگہانی سے

بچا لے اس نومسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کریں تو نے پیدا کیا خاک کے پتلے کو گویا کیا
چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوئے اراکین کو وہ برائے تسکین زمین بنا ہوئے نظم

کیونکر نہو تیری آس تو نے	افلاک کو بے ستون بنایا	اس دام سے مجھکو تو چھوڑا دے	داؤد نے جسمین جی پھنسایا
وہ عشق دے جسکا نام اسلام	وہ شیوہ نبی نے جو بتایا	مجھکو بھی بچا لے جیسے تو نے	یوسف کو ہی چاہ سے بچایا
وہ رفعت حال دے کہ جس نے	منصور کو دار پر چڑھایا	اُسکا مرے دل پہ ایک پرتو	جس شعلے نے طور کو جلایا
مومن کہ کس سے حال آخر	ہی کون ترے سوا خدایا	بیقرار ہوکر اسد غازی نے تہ دل سے دعا کی باب

اجابت داتھا در قبول پر دعا نے جاکر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو خوشخو خوشرو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے آکر پہونچی اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلائے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہ ہائے آتش بیچ مین دو ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے گرتے گوہر کے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کھینچ مارا دانے ٹوٹے قیدی چھوٹے گئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے ابر مرواریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا منم اخضر جادو ساحر خوشخو بڑھ لاکھ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزارہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دو تین حملے ایسے کیے طبقے زمین کے ہلا دیے نظم

وہ نعرے اسد کے بوقت وغا	کہ باشید ای کافران بیحیا	منم شیر صولت یل فی فگار	منم صفدر و صف شکن نامدار
منم زہر و جادوئہ صفدری	کہ باطل کنم مذہب سامری	من آنیم سر کوب افراسیاب	نظر کردۂ شاہ عالیجناب
چو تیغ یلی برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف	عمرو بھی بہ مردی قہر و عتاب	لیے ہاتھ مین تیغہ برق تاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا	یم کمر کا و مبدم جوش تھا	کبھی حقہ گفتون سے چلا	لگی آگ سُنہ ناریون کا جلا
کبھی جوش مین آکے سارا حباب	گرا دھم سے ساحر صفت اضطراب	کبھی بیچ کھینچکر جا پڑا	بقہر و غضب کافرون سے لڑا
لڑائی مین مصروف یکجو و بیم	وہ فوج گران در دہ طبل عظیم	لیکن مہر و ماہ جادو بھی ہلائے روزگار مین علم	

سحر و ساحری مین نامی و نامدار مین دو چار حملے اخضر دلاکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر بڑھے مین نامی نے اُس بدمعاش نے پھینک مارے ہزارون غلمئی ساحرون کا کھیت ہوا جنس مرگ کی بطغیانی جانبری کی گرانی یہ دونون بیحیا مکار غدار جفروش گندم نما دانہ زد دشمنان بے سمد اس طور سے لشکر مین سحر ہائے کامل صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اُٹھ گئے اخضر خدا گوہر پر بارش کی بوچھار گوہر کو ابر دیجانا مشکل ہوئی زخمی ہوکر بہت بیدل ہوئی قریب ہی کہ اسد وغیرہ سب گرفتار

ہو جائین عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا کہ بیچ مین سے نکل جاؤن جان بچاؤن مشب کو آکر عیاری کرونگا بن پڑے گا تو اسد غازی کو چھوڑا ونگا مہر جادو نے دور سے دیکھا سارباں زادہ ایک تخل کے سایہ مین کھڑا ہوا لڑ رہا ہے اب بھاگا جاتا ہے جھپٹی کر جا کر عمرو کو گرفتار کر دن صندلان صندلی پوش بھی لڑائی مین تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہتا تلوار کھینچکر جا پڑون ماہ جادو نے چمک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پا بہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہوکر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہے کہ تلوار کھینچون ہاتھ دستگیری نہین کرتا پیر مین ثابت قدمی کجا قلب قلب ہوگیا لشکر مین تباہی صفون مین بربادی کیسے مجبور و ناچار ہوئے ساحر سحر کرنا بھولے سردار گرفتار ہونے لگے اس وقت اہل اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت مین مبتلا دیکھا بڑھ بڑھکے لڑی زخم کھائے ڈگمگا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب ظلم و بدعت نے طلوع کیا صدائے یارب یارب مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہوکر سب پکارنے لگے اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظ آمین کہی کہ آسمان سے لپٹین پھولون کی آئین ہوائے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچہ چٹک کر گل ہوئے برہم گیسوے سنبل ہوئے سب سر اٹھا کر دیکھنے لگے نظم و پسند بہار یہ در صفت آمد ملکہ بہار جادو گلعذار خوشخو اشعار

پھر شجر سرسبز ہین کہتے ہین آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار
مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مستان جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہے
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار
رہتی ہین فصل خزانی مدتون تک گرمیان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہے بہار
سبز کر دیتی ہے پتے سرخ کر دیتی ہے پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جاتی ہے بہار
کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہے بہار
جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتین
کلفت دریخ خزان دل سے مٹاتی ہے بہار
آپ پنہان ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار
چھپکے خود پردے مین کر دیتی ہے ظاہر صورتین

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یکایک صحرائے خارستان مسکن خزان پر بہار ہوا کیون ہوائے سرد کی یہ شدت و مدت جو کس گلعذار غنچہ دہن کی آمد ہے کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خوب رو ظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین رنگینی بات بات مین گرتے گرتے گلدستہ مارا لغزہ کیا مست ملکہ بہار جادو کی ہزار ہمراہیان مہر و ماہ جیسے جمال بے مثال بہار پر نگاہین ڈالین ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین اتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا

اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے
دھاگون مین آگیا بت زنار دار کے
اچھے نہین ہین بخیۂ وحشت کے رنگ ڈھنگ
تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
مانند گرد باد لپیٹین گے ہم تجھے
آ ناصبا نہ پاس ہمارے غبار کے

نالے کیے بغیر ہیں رکھتا نہیں قدم — جاتا ہوں گھر ہیں یار کے در پر پکار کے — دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہیں پتلیاں یہ سہارے تار کے — نہ پوچھو کس لیے آنسو ہیں بہ بارے ہوئے — کسی جگہ سے ہم آتے ہیں چوٹ کھائے ہوئے
بنے گا داغ جگر ایک دن چراغ مزار — تو ہم اپنے خدا سے ہیں لو لگائے ہوئے — اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت ہے
خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش آئے ہوئے — ذرا یہ قافلے سے کہدو ہم بھی آتے ہیں — بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے
کہا کسی نے نہ آنا ہمارے دفن کو وقت — کہ خاک اڑاتے نہ آئے یہ ہیں نہائے ہوئے — کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا

بوئی ہائے بہار کہکے بڑھا لشکر مہر و ماہ تہ و بالا لشکر مسلمانان میں ہلڑ ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر و ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بیحیا واصل جہنم ہوئے مہر و ماہ بھی سنبھلیں باران سحر برسا کے اُن دیوانوں کو ہوش میں لائیں مگر دور بہار رہی ایک جانب ہوشیار رہوئے دوسری صف کے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر و ماہ گھبرائیں کس کس کا سحر اُتاریں کس کس کی جان بچائیں حیران و مضطر لیکن دربند مہر و ماہ کی ناظم ہیں ملک افسونگری کی حاکم ہیں دو بہنیں ایک نے سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلۂ حوالہ دوسری آتش کا پرکالہ ایک کے سحر سے آندھی اٹھی دوسری کے سحر سے گرد اڑی ایک اخضر کو روکتی ہے ایک بہار کو بڑھکر ٹوکتی ہے دونوں نے آپسمیں صلاح کی بہار تعلیم کردہ افراسیاب ہے رنگ ساحری میں انتخاب ہے اسکو دھوکا دیکر لڑو چار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہر نے بڑھکر للکارا ای بہار ادھر آؤ آفتاب سے آنکھ ملاؤ ہم پر سحر کرو غربا پر ننگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چمک کر پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار زخمدار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا نہو زخمون میں درد پیدا ہو دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا خون رُکا لڑائی میں مصروف ہوئی مگر ایسی مہ جبین کا زخمی ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون میں ہوا بھری زبان میں گنگت آئی مہر و ماہ جادو نے زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جمایا یک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران میں ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری مثل رعد جادو کئی سو ساحر لڑ کھڑا کر گرے ناک سے قطرے خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا منمن برق جادومان تو بیٹے کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے آڑی ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ

ہوا منم ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا منم صاحب سطوت وشوکت باغبان قدرت یہ بھی آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا مارا اب رعد کی گرج برق کی چمک برق لامع کی کڑک بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیند ان سب نے جو سحر کیے لڑے انتہا کے معرکے پڑے لشکر مہروماہ جادو پسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تپ رہی ہی پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہروماہ جادو وہ بلاے روزگار ہین سب کو جواب دیتی ہین مگر باغبان قدرت بصد صولت وشوکت رکاب سعادت آفتاب اسد پر ہاتھ رکھے ہوئے لڑتا ہوا جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہی اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھر دیا مہروماہ کے لشکر کو کبھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بندوبست استادان سخنور نے بیان کیا ہی ہین پر برابر لڑائی رہی مگر مہروماہ جادو نے قدم نہین ہٹائے لشکر ساحران کو بپکاتی ہین آپ بڑھ بڑھکے لڑ رہی ہین نقیبون کو اشارہ کیا ہی نقباے بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہین صدائین دیتے ہین ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھکے لڑو زخم کھاکے سرخرو ہو بزرگون کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر نام رستم بھی مٹا دو آج ہی وہ معرکہ ؎ پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا ؎ دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت رستم وزال سام ونریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے خاک مین مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہین کرتا کسی نے جاکر قبر پر فاتحہ خیر بھی پڑھا لیکن نام جرأت انکا باقی ہی محفلون مین ذکر ہوتے ہین مردان عالم انکا حال سنکر روتے ہین انکے نام مٹاؤ اپنا رنگ جرأت جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کرین نام سنکر فریاد کرین یہ آواز ین عبرت خیز وحشت انگیز سنکر جوانون کو جوش عبرت ہوا بڑھ بڑھکے لڑے جانبین کے لاکھون مارے گئے لاشے زمین مین تڑپ رہے ہین بھائی کی بھائی کو خبر نہین جان سے یوس دریاے فوج مین نہنگا نہ شناوری کر رہے ہین ہرون پچھلا باقی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے آفتاب زرد زمین گرد برد اسد نامدار کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی گلمانے زخم تحکل جسم پر کھلے ہوئے بدھیان زخمون کی پڑی ہوئی عمر وگلیہ اڑھے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی تیلم تمار لگے خود بھی جا پڑتا ہی ساحرون سے یہ طریقہ عیاری لڑتا رہا لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہروماہ دشوار ہی ایک ایک خراجگزار اقراسیاب بلاے روزگار رہی دل گھبراتا ہو کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا نہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کرلین تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کرون ان سرداران نامی سے مہروماہ جادو نہین دیتین

ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی اسد نامدار کو لیکر ذنبیل مین چھپا لون لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا صاحب غیرت کی خرابی ہی اُسکو یہ ننگ قبول نہو گا حقیقت مین اسی عمر و عجب طلسم وسیع مین آکر پھنسے جسکا فتح ہونا دشوار ہوا ہوش رُبا ابھی کہان جزئیات پر یہ فساد ہین کیونکر کوہ طلسم ہوش رُبا ملیگی کس طرح کلی آرزو کی کھلے گی اس سوچ مین عمرو گوشۂ صحرا مین کھڑا رو رہا ہی تہ دل سے دعا مانگتا ہی کہ اسی اثنا قوی آسمان سے ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آکر شق ہوا سنبلی دیکھا ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار آکر پہونچی آتے ہی ستھراؤ کر دیا ناریون پر برس پڑی لشکر مین آگ لگا دی برق لامع بھی کڑکی رعد نے ہزاردن کو مارا بہار کا گلدستہ چلا باغبان اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہوا انھین کے حال کا ناظر ہی یہی خوف تھا افسر لشکر پر اقتدا نہ پڑے جہانتک ہوسکے انکو بچائے لیکن بران شمشیر زن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت مین مشاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہی کہ جاکر اُسکو مارون کئی مرتبہ سامنا ہوا ہزار ہا ساحر بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بران کو للکارا اودختر کوکب تجھکو بھی یہ لیا قت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوش رُبا پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی اہالیان طلسم نورافشان ساحران ہوش رُبا پر غالب نہین آئے ان چند باغیون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب رخ کیا بس ملکہ بران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی اے ماہ جادو بدخو کیسا ہوش رُبا مرنے والے کہین رُکتے ہین لاکھ کرو رسب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا مرنے سے کیا ڈر ہی جہان ڈرو مین ہمارا گھر مقابلے مین آزیادہ باتین نہ بنا ماہ جادو جا پڑی ملکہ بران پر سحر کیا گولہ مارا ملکہ بران نے اُسکو کاٹا اُسمین سے برقین چھٹین ملکہ بران نے جوڑے سے اختر مرواریدنکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا برقہاے سحر کو مٹایا اُس سحر کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے ہوش اُڑ گئے پسینے پسینے ہوگئی اُس سحر کا دفع ہونا ناممکن تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کارد سحر پھینک ماری بہت سے ماش کے دانے پھیلے ملکہ بران نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سُرخ ہوا اُس گوہر بے بہاے دریاے جرأت نے اختر مرواریدسے ماہ جادو پر پھینک ماراہر چند ماہ جادو نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مرواریدہر تحفہ کا مل طلسم نورافشان کب رُکتا ہی سینہ پر کینہ ماہ جادو پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ماہ جادو لڑکھڑا کر گری ملکہ بران شمشیر زن مطیع مذہب اسلام ہی جرأت و شوکت مین بڑا نام ہی ماہ جادو کو مارا اب یقین کامل ہوا صاحب معجز شق القمر کی کنیز ہی یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہی لاشہ ماہ جادو کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو

کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ ماہ جادو بود افسوس مریم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت بازو کا مرنا ہوش پراگندہ قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا رنگ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ پر گرد سر پیٹتی ہوئی دوڑی پکاری او بران غضب کیا بازو میرا توڑ ڈالا فلک در بند مہر وماہ کا چاند غروب ہوا ہر افسر محجوب ہوا بران نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو بہن کی بڑی محبت ہے مین تجھکو اسکے پاس ہو پہنچا دون پردہ بیچ سے اُٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کو کب اب کیا تجھکو زندہ چھوڑ دنگی یہ کہکے بہت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر ضو سے اختر کے مٹ گئے اختر مروارید سے اس گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کی پیچ وتاب چہرہ پر قہر وعتاب آئینۂ رخسار پر گرد وغبار آمادۂ حرب وپیکار اختر مروارید کو جرخ دیا جھپٹ کر مارا عین پیشانی پر مہر جادو کے ٹپرا جو پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا لہرا کر زمین پر گری دھوان بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے پتے کف افسوس ملتے تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر نخلستان سے اُڑے صدائین بیہمات دیتے تھے بعد عرصۂ دراز صحرا مین روشنی ہوئی آواز بطور مژدہ کو آئی مہر وماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا اسا رجھاگنے لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کرلیا ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا مشیران سلطنت رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی سب سردارون نے ملکہ بران شمشیر زن کی بہت تعریف کی اب طرف در بند مہر وماہ کے جاؤ کرکے چلے نوبت نقارے بجتے ہوے نذر وجواہر نثار ہوتا ہوا بڑی شوکت وشان سے طرف در بند مہر وماہ کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہی عمرو کو بڑی خوشی ہی کہ اب لوح طلسمی ملے گی در بند مہر وماہ کا خود اپنی زبان سے چلا دیا تھا وزیران سلطنت سے پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یار دشمنشاہ طلسم ہوش رُبا نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر وماہ جادو کے روانہ کی تھی آپ لوگون کو کچھ خبر ہی جو لوح طلسمی کا پتاہ بتائیگا دولت دنیا سے مالا مال ہو جائیگا سلطنت ممالک طلسم ہوشربا یکمی وزیر امیر جواب دیتے ہین ہی شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم ہی جو کوئی ایسا جواب دیتا ہی عمرو کے ہوش اُڑ جاتے ہین دوسرے پوچھتا ہی بھائی تم بتاؤ وہ بھی ایسا ہی جواب دیتا ہی عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے آیا کہا ای ملکہ عالم تم نے سُنا لوح کا نشان نہین ملتا برائے خدا اُسکی جستجو کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے جہان تک

پہونچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے در بند مہر و ماہ پر بھی آئے یہان بھی لاکھون کا کھیت ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہا رآگے بڑھی رئیسان شہر سے ملاقات کی ہر ایک سے پوچھا بمحبت بہ کیفیت کہ صاحبو لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤد یہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ ننگ خونخوار پر مقابلہ بھی پڑا افغانہزادے نے یکہ و تنہا جاکر اس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اُس مقام پر ایسے ہوئے کہ اُسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشد زادے مصور جادو وصورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے یہ نقشہ کیا اس قدر کوڑے مارے میان بی بی پر کوڑا کیا یقین ہے اتنک کھال نہ جمی ہوگی اُسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چُرا لائی خواجہ عمرو بہ صورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اُسنے اپنی زبان سے کہا کہ مین نے لوح در بند مہر و ماہ پر روانہ کی ہے اسی شمار پر خواجہ عمرو اسد نامدار کو ہمراہ لیکر بر سر طلسم صندل پہونچے عنایت سے خدا کی اُسے فتح کیا اگر یہ خبر مفصل نہ ملتی کسکو درد سر تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب در بند مہر و ماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس در بند کو بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور مین قتل ہوئین سوائے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار نہین ہے بس بھائیو طلسم کشا کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سُنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکۂ عالم قسم ہے دین جدید کی ہمین بالکل نہین معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہین آئی یا اگر آئی ہو کی خزانہ شہنشاہی سے نشان ملے گا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہین حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہین یہ باتین کرتے ہوئے بصد عظم و شان فرحان و شادان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دل شاد مقام زر زر نیز مین حسن خیز عمارتین پختہ بازار کھلے ہوئے دوکانداد سیع و شرح پر تلے ہوئے جوہری بچے حسین مرغ سبز زرد کپاسی پگڑیان سرون پر گوری گوری صورتین مٹی کی مورتین سونے کے بالے اسمین مروارید بے بہا وہ بالے کانون پر چڑھے ہوئے نام اُنکے یاقوت جوہری و لآلہ پنا لال لعض کا نام لعل چند نفاست پسند لباسہائے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار ہی کھاتے کھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے ٹر رہے ہین کبھی دکاندار سے دوانی مانگتے ہین زبان کے جوہری رگ و ریشے مین فراست بھری ہوئی گاہک کو راضی کرین اچانا دامن مدعا بھرین بالاے دوکان کرے عمدۂ اسپر نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین معشوقان عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انکھڑیون مین لگاوٹ کمرون کی سجاوٹ کرسیون پر جلوہ فرما سازندے حافر زوٹے سارنگی کے بلند سب ساز آپسمین ساز کیے ہوئے سریلی آوازین کمرون پر مجرے ہو رہے ہین عاشق تمون کا مجمع تصویر ہاے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری کے دیکھنے کے مشتاق پڑتے ہے کہ آمد طلسم کشا ہے جو حسن و جمال مین یکتا ہے زیرو دکان کبڑ نون

کی دوکانین گرمین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لہنگے نینوکے ڈوپٹے اسپر دولائیان پانوٗن مین صفائیان نازنیون کی بیچنے والی کولون سے رغبت گوری سانولی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ؎ کہ بے تاریستان وسیب ذقن ؎ کسی پر اشارہ او مورکھ نازنگی جگہ ہم سے محبت کم رکھ کہین صدا ہو گنڈیریان پونڈے کی بازار مین ہنگامہ اہالیان شہر دوراستہ جمع سڑکین چھڑکی جاتی ہین سلقے آبرو دار دردیان زیب جسم نیک اساس پیروان احکام خضر الیاس بیک ایک نقارے پر جیوب پڑی آمد لشکر طلسم کشا ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہوے مصرعہ بڑھے عمرو دولت قدم بقدم پیچھے انکے بعد شتر سوار سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی و مراتب آگے آگے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب صبا رفتار پر سوار دبدبہ و شوکت و لیاقت و سطوت چہرہ سے اس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پہلو مین شمشیر ہلالی سپر رشک گردۂ آفتاب اس سپر فولادی کو دیکھکر شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ ہاتھ مین سنان مثل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھریرہ کھلا ہوا اس شان و شوکت سے وہ صاحب اقبال گردسرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد و برق ایک جانب برق لامع ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بصد ادب تخت پر ملک اخضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جمال اسد صف شکن جاہ و حشم سواری کا دیکھکے اہالیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے تخلق و مروت ایک ایک غریب و امیر کو جواب سلام دیتے ہوئے اس شان و شوکت سے سواری گذری اہالیان شہر نے دعا دی ای پروردگار اس افسر دارالاحشم کو بجاہ و جلال و اقبال اس شہر کی حکومت کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان دولت آباد و شادرہین دل پر ہمارے انکی محبت کے سکے پڑے ہین زر و جواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی کر دیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ و سفید سے بھرا رئیسان شہر شاہزادے کو لیے ہوے داخل دارالامارۃ شاہی ہوئے ملک اخضر بصد کروفر سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار و نگل زرین پر کرسی جواہر نگار برائے خواجہ عمرو نامدار اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش کو معطل کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز دی ای رئیسان دربند مہر و ماہ ای سرداران عالیجاہ تم سب صاحبون سے خواہش ہے طلسم کشا کو انتہائی کاہش ہے حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے

اسباب نفیس گٹھریان پشمینے کی ایک ایک رومال و دوشالہ نایاب حسین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعانِ چابکدست نے بنایا اسباب نقرئی طلائی پاکھر مین موتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہ ہاے شمشیر بے نظیر اشیاے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دارنے نکالکر ابار کردیے اسباب معقول سے گھر بھر دیے ہر چند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دارنے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست سے باہر ہو یا غلام اُسکے راز سے نہ ماہر ہو عمرو نے کہا اے خازن مخزن ملک مہر و ماہ اے معتبر عالیجاہ لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت لو لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیاے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دارنے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے تاجدار ممالک غجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش رُبا کا نام نہین سُنا نہ ہماری شاہزادیان مہر و ماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب نے اس طرح کے مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہو تا غلام یہان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے عمرو کے بیان کی اب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے جھیلا طلسم صندل پر جاکر سرفروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند مہر و ماہ پہونچین گے یہان بھی آکر گوہر مردانہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش ہو جاے آہ کا نعرہ کرکے زمین مین گرا لہ لہ یان رگڑنے لگا بہار و باغبان و بران اپنے مقام سے اُٹھے تسکین دینے لگے کہا خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہین آپ اسقدر گھبراتے ہین خضر راہبر منزل مقصد پر پہونچائیگا انشاء اللہ تعالیٰ گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف کتابون مین لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہی عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب کا قاتل بہادر کامل عمرو طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرائینگے اہالیان لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن مین افراسیاب زمین و آسمان ہلا دیگا آپ کو مناسب ہی بہ تدبیر معقول بہ صلاح شایستہ اس مقدمات مین کلام کیجیے ایک راے قرار پاوے اُسپر کاربند ہو جیسے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن مین یہ بلا رد ہوگی چونکہ باغبان قدرت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانا نے روزگار وزیر اعظم افراسیاب نامنجار ہی اس طریقہ سے اُسنے خواجہ کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن مین آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد نوجوان صاحب شوکت شان

گھبرا جاے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ وتنہا کسی جانب نکل جاے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک مین ساحرون کا جنگل ہی مکار غدار افراسیاب کو اٹھ پہر یہی فکر ہی جس طرح بنے اسد کو قتل کردن یہ سرکردہ لشکر ہی خدانخواستہ اُسپر کوئی افتاد پڑے اسی کے نام سے فتاحی نکلی ہی اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب یہان سے تاکو عمیق آفتین برپا کرینگا میدان لاشون سے بھر دیگا اس شیر دل کے نام سے خوف غالب ہی ایسے ایسے امورات دل مین سوچے عمر و کرسی پر آکر بیٹھا کہا اے باغبان واے حاضرین دربار مجھے لوح کا افسوس نہین ہی اسوقت اپنے آقاے نامدار کو یاد کیا وہ میرا کہین کا معشوق ہی میرا آقاے نامدار قدرشناس فلک اساس اسکی جدائی شاق ہی دیدۂ دل نظارۂ جمال کا مشتاق ہی اس خیال نے پریشان کیا آئینۂ تصویر مین صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا انشاء اللہ بھول قوت الٰہی و بتائید فیض ناصری اگر افراسیاب لوح کو بالاے آسمان لے جائے گا مثل دعاے مظلومان یا بصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچاؤنگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین اس تحفۂ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا لوح کو لاؤنگا کچھ اسکا تردد نہین ہی افراسیاب نے باتون مین مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف کہا کہ لوح کو دربند مہر و ماہ پر بھیجدیا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہی کہ گو ہرمراد دستیاب ہو اب سب صاحبون کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکر کشی کرین باغبان نے کہا ایک بات مہکو تبلائیے ہم گم کردگان وادی حیرت ہین آوارۂ دشت غربت ہین آپ لوگون کے یہان کا کیا طریقہ ہی جب کوئی شخص گم ہوجاتی ہی اور اسکا پتا نہین ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہین اسکا حال مفصل فرمائیے تو ہم کچھ عرض کرین عمرو نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت و حشم ہمارا مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست اندازی ہوتی ہی اور پتہ نہین ملتا اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع و خشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اس مطیع کی بزرگ رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو مقدمہ مطلسات مین مکتوب ملے اگر بشارت ہی صحیح و صادق ہی اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آج تک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے سراسر خلاف کیا اب اسکے کاربند ہوجیے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم لوگ طرف لشکر کے چلین اسد نامدار مصروف عبادت ہون یہی مدعاے دلی بخضوع و خشوع اپنے خالق بے نیاز سے

عرض کرین کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے کہان رکھی ہے کسکے پاس ہے لفظاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین دامن مدعا گوہر مراد سے بھرین امید واثق ہو کہ مقدمۂ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہان بھی لشکر بزرگ جمع ہوگیا اخضر ایسا شاہ ہمراہ ہو جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے راز دار ہین ہم اس اقلیم مین بیکار ہین کبھی اس طرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہے سب خیر خواہان دولت ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملے گا بخوبی پہونچا دینگے یہ رائے باغبان قدرت کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہے کہ ثابت ہو غیبت اسد نامدار کو کیا حکم ملا ہے وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے لشکر مین ہوا ہے ملکہ مہرخ کے کون ایسا سردار ہے کہ بار لشکر افراسیاب اٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دباؤ ڈالا ہو خدانخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو بڑا جھوٹ جاے پھر اس مقام پر لشکر کا لانا بارگاہون کا استادکرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل ہے حیرت جادو انتظام مین کامل ہے اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض کی حضور آپ طلسم کشا سے مطمئن رہین غلام کسی حال مین دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہان تشریف لیجائینگے مع لشکر ہمراہ جاؤنگا سردران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا یہی صلاح قرار پائی کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جائین اپنے کو بتعجیل لشکر ملکہ مہرخ مین پہونچائین تا ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کرو یہ دعا مین مصروف ہون دل وجان سے شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہے پروردگار انجام بخیر کرے مقام لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ مندرجہ حالات خیریت سمابت معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل و جان قبول کیا ملکہ بہار نے ایک تخت سحر تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک نامہ مندرج بخیر خیر و خوبی طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرو انشاء اللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ رائے سبکو پسند آئی بہار نے اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل و قتل مہر و ماہ جادو و تدبیر حصول لوح امین مندرج کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان راستے سے حاضر خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ نہ دیجیے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اس نامہ دار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار رعد و برق مع

دملکہ بران شمشیر زن باغبان قدرت و خواجہ عمرو بن امیہ نامدار تخت سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ ایک عبادت خانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب و طاہر بخورات سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بہ خواہش حصول لوح مصروف عبادت ہوتے ہین انشاء اللہ اس داستان شوکت بیان کو بہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب داستان حیرت بیان ہی جسوقت ناظرین ملاحظہ فرما دینگے خط وافر اٹھائینگے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و لشکر لقا روانہ کرنا افراسیاب کا بہمن جادو کو برائے مدد نعمروشاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی مئے سُرخ رائگان ہی — تم بھر دے کہ چشم خونفشان ہی
لبریز ہوا ہی کاسۂ عمر — کیا دور بلائے ماگہان ہی
جام مئے عشق سے چھکا ہون — یہ زہر کشندہ نوش جان ہی
اکبارگی آ گئی خموشی — بدمستی شوق سرگران ہی
اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم — کیا لغزش پا زمان زبان ہی
کس پردہ نشین نے تیز دیکھا — اس جوش پہ راز دل نہان ہی
یون غور سے پند گو کی باتین — سُننے کا مرے سبب عیان ہی
یعنی دے جان گر کرون مین — جس بات مین جان کا زیان ہی
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو — کب حرف یہ لائق بیان ہی
ای ہمدم جان نواز مجھسے — کیا دل کی کہون مین دل کہان ہی

اُن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ مجھے چلا گیا دل — ہی اُس سے زیادہ بیوفا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز — افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جان تمھین مبارک — یعنے نہین میرے کام کا دل
کیون دعوے دلربائی اتنا — مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پر — انصاف سے دیکھنا مرا دل

اُس چشم نے کر دیا خراب آخر — تھا در نہ بہت ہی پار سا دل
کیسی مری جان پر بن آئی — اللہ مگر آگیا ہی کیا دل
گھونٹے ہو کوئی گلے کو ہر دم — کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
اے محرم راز کیا کہون مین — بس آفت جان سے لگا دل
اے مونس غمگسار ہر دم — کیا پوچھے ہو کیونکر لیگیا دل

آن شوخ چنان ربود از من — کوئی کہ دلم نبود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و دلاوران صف شکن سرد فروشان تیغ زن حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بصد عظم و شان بون تحریر فرماتے ہین نبظم

نویسندگان سخن پروران — بہ تسطیر اوراق این داستان — مضامین رنگین بہم کردہ اند — سطور بر صفحہ رقم کردہ اند

زلزلہ قاف ثانی سلیمان حشمہ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان نامدار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی ہدایت پر جواہر بن عمرو عہدہ افسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجر گذار و مکاران نامدار خشت ہاے زرین پر شاہ فرماتے ہین عرصہ دراز ہوا کہ لقانے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران نے ہمان نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ہی مہتر والا گہر ہی نوبر نگاہ خواجہ عمر کیا سبب ہی کہ لقانے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوشربا سے فی الحال نہین آیا اسکو مفصل دریافت کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقانے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب لے کر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمایئے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو لشکر کین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح پا جاے پھر طلسم ہوش رُبا نہ بچے گا اب تو غلام نے بہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے برائے مدد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالاے قیطول پہونچائیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر بہمن پر کوئی افتاد پڑے یا غرور کرے قدرت اُسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیضدرجت ہوکر ایک چشم زدن مین مسلمانون کو غارت کر دیگا قدرت کو بالاے قیطول خود پہونچا دیگا مشیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت خوش ہوا صبح و شام مین بہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ بہمن جادو عیش پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصہ دراز مین پہونچیگا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان

عنبرین موے کوہی کا غریز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرأت پر ناز ہی اُسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین آکر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو اُنکو زیر و زبر کریگا پہلوانان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتۂ عشرہ مین وہ سو پہنچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آئینگے تب طبل جنگی بجے گا یہ سُنکر صاحبقران خاموش ہوے راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بصد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی صاحبقران زمان کو عرصہ دراز گذرا معلت لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا ہواے شکار ہوئی حکم ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار ہی موسم غمگسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ سا ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا رتبہ اعلیٰ پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل ہوئی لقا ایسا مغرور چھپتا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی ایسا دیو خصال مقابلے مین نہین آتا ہی حیلے حوالے مین جیسا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار عمر و نامدار کے دل بیقرار ہی جذبۂ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین لیکن مجبور و ناچار بعد بیسر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین دربند طلسم حائل ہین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگر یہ بیحیا شکست کھاکر بھاگے اُس حوالی مین جائے نہین بھی تعاقب کرون دربند دن پر لڑائی پڑے جان مٹاؤن جس طرح بنے سر حد ہوشربا مین چلون لیکن امر بیست مشکل کار یست دشوار دیکھین کہ دن فلک پردۂ بحر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن پنجہ قابض نہین ہوتا ورنہ وہ ضرور آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا اے برادر بجان برابر براے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جسوقت حضور محلات معلی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلے گا یہ سُنکر بادشاہ جمجاہ نے عرض کی اے جد عالی جا رمیری کیا مجال کہ اے اقدس مین دخل دون لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سب

باطل پرست دشمن ہر منزل پر رہزن موجود ہین ایسا نہو ذات حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سرداروں کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف نہ لیجائیے یا لشکر ہورین سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضرور ہی انتظام نہ کرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکراکر فرمایا ای شہنشاہ گیتی ستان نیرۂ نوشیروان خدا آپ کو سلامت رکھے بات آپنے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر مقام پر ساتھ ہی اُسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتۂ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور ہوگا پس فکر بیکار بندہ مجبور و ناچار پیدا کرنے والا مالک و مختار اب مین زبان سے کہہ چکا بموجب ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل گھبراتا ہی خدانخواستہ آجکل عمر وکسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جاکر میرے دوست کی خبر لائے قلب تا صبور اطمینان پائے واللہ اسقدر مجھکو عمر کی یاد ہی کہ راتمین اختر شماری مین دن بیقراری مین گذرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت اُسکی یاد ہی قلب بیکل فریاد ہی نظم

غم زایام جوانی یادگارے ماندہ است	نشۂ مے شد برون لیکن خمارے ماندہ است
حسن جانے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن	نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است
مغتنم دان در قفس مرغ دلم را چند روز	در نہ بر پایش ز چندین دام تارے ماندہ است
آہوے چشمش بہ پہلو دارد از دنبالہ پُر	آنکہ زخمی نیست از دستش شکارے ماندہ است
ذرہ ہم از عشق ما در دل بود غافل مباش	شعلہ روزی میکند سر کز شرارے ماندہ است
عشق او نگذاشت ای ناصح بمن ہیچ اختیار	اختیارم گریۂ بے اختیارے ماندہ است
رحم کن بہر خدا بر غربت سودا کہ او	در دیارت دور از خویش و تبارے ماندہ است

اس بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمر وبیقرار ہوکر روئے جواہر بن عمر و نے عرض کی ای آقائے نامدار ای قدردان ذیوقار بجالاک بن عمر و بصد کروفر لٹتے ہوئے ہوشربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال ہی کیا جاہ و جلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ ایسا سخت جان تھا قتل نہ کرسکے مگر منزل مقصد پر پہونچے اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین والد نامدار کے پہونچائے اگر بن پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم پر حضور کے جان نثار کرون راہ دور دراز ہی ساحران دربند کو اپنی حفاظت پر ناز ہی ایسا ویسا ساحر بھی نہین جاسکتا غیر ساحر کی کیا حقیقت ہی مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہوگا ضرور اپنے کو پہونچاؤنگا کلیا دعا گو و مہتر سمک بیلطاقی و مہتر ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و سیارہ بن عمرو و مہتر شعبان

خنجر گذار وغیرہ بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر بصد کروفر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے اے شہریار رسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے بزرگ کے نائب کے ساتھ ہوش ربا مین جائین خدا چاہے تو آفتین برپا کر دین تختۂ اقراسیاب اُلٹ دین صاحبقران زمان نے دیکھا محبت مین عمر و کم سب بیقرار ہین صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت فرمایا اے عیاران لشکر اسلام و اے طرارانِ نیک انجام بخدا مین تمکو ایسا ہی جانتا ہون بخوبی سب صاحبون کے مرتبے کو پہچانتا ہون لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دون ایسے خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کرون انشاء اللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلین گے تم سب صاحب لڑتے بھڑتے عیاریان کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھون نے سر جھکا لیے خون جگر پیکر رہگئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے جان نے جاکر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی مین شکار کرکے خیمۂ مغرب مین داخل ہوا ہزر ہا مہتابان بہ سیر صحرائے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا منور دروشن کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اٹھائی عروس سحر نے صورت پرنور دکھائی صاحبقران زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بصد عظم و شان مع اسباب شکار و ردولت شاہنشاہی پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کرکے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو لیکر دیوانہ بن قندش حاضر ہوا صاحبقران نے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا برائے شکار بسمت دشت پُربہار روانہ ہوئے ستارۂ سحری چمکا پہلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری چھوٹے نظم

وہ تھے باز و شاہین جنگل کشا	دبکنے لگے طائران ہوا	وہ سب تیز رو تیز بر بُردبار
کرین طائر و ہم کو بھی شکار	طرارے بھرے وہ کہ باکر و فر	لرزنے لگے دشت کے جانور
وہ کتون کی تھین جوریان باجواب	دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب	طائران ہوائی شکار ہوئے

ارادے بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ مین خود بدولت و اقبال شکار مین مصروف ہین استادان سخنور نے فرمایا ہی ہرون رہے تک صاحبقران نے اس دشت مین شکار کیا ایک مقام پر ایک صحرائے سبزہ زار ملا بہرام نے عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہے ارشاد فیض بنیاد ہوا خیمہ استادہ کرین ملازمان شاہنشاہی اُترین صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحرائے سبزہ شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلین موج مار رہی ہین طائران صحرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف طاؤس جا بجا رقصان صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک کوڑیالا کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی ہے نہرون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی گل خودرو

کی زیبائی صحرا پاک شفاف کانٹون سے وہ دشت پرفضا بالکل صاف جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھین لڑانا غنچون کا مسکرانا پھول پھولے ہوے جامہ مین نہین سماتے فاختہ قلندر شرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف حق سُرہ قمری کی برسر سرو صدائے کو کو لفظ کو کو سے ثابت ہی چمن پیرائے ازل کی جستجو ہی اسی وجہ سے زبان پر لفظ کو کو جاری ہی بہ ظاہر یہ خوشخو طوق اطاعت بگلو اُسی گل کی جو یا ہو فن عشق مین یکتا ہی بلبل نواسنج پہلوے گل مین بیرنج پھولی ہوئی بیٹھی ہی صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی مطلع مصنف کے وجد مین پڑھ رہی ہی مطلع

سُنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری آج بلبل بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین	دیگر	چٹک گیا کہین غنچہ جو آئی بو تیری شاخہاے گل شاخی ہین زد گل باغ مین
کس منہ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشناے گل دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا آنکھون سے دیکھ لو ستم روزگار کو بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن اے عندلیب کیا نفس چند کی بہار ٹھہرا اگر قدم بھی تو آغوش باغ مین فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہین کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین ارباب ضبط کے نہین کھلتے کبھ سوال اے رنج ہجر یار کہین ڈھونڈھ لے مکان اس ضبط عندلیب کے قربان جایئے		بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل بلبل کے بدلے زاغ رہین کانٹے بچاے گل کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجراے گل ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعاے گل دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہاے ہاے گل افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقاے گل وہ ابتداے گل ہی تو یہ انتہاے گل راحت کہان اُٹھا نہ سکے ہم جفاے گل اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذاے گل رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہواے گل لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہاے گل

صاحبقران کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اُسی مقام پر فروکش ہوئے جیسے استاد ہوگئے دربار گاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اسیر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گرد بن خاقان چین پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار مسلح و مکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر ناز صفت رب اکبر آغاز فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اُسکی قدرت آشکار ہی ستار و غفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان

کرسکے بہرام گرد دیکھ رہا ہو کہ صاحبقران زمان وصف بین پروردگار کے زبان معجز بیان سے گلریزی کررہے ہین وہ اسکی صنعت کا بھررہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہو عرض کرتا ہو حقیقت مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہین یہ باتین ہورہی تھین کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت پر ایک ساحر غدار بلائے روزگار تاج زرین سر پر اسباب سحر ذات پر آراستہ دریائے سحر مین ڈوبا ہوا سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساٹھ ہزار ساحران سیاہ روتیرہ درون مرکب ہائے سحر پر سوار بارگاہین اژدرہائے آتش فشان پر لدی ہوئین اس زور وشور سے وہ بیجا بھی آکر اسی مقام پر اترا صاحبقران زمان نے ہرکاردون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہو کہان جاتا ہو کہان سے آیا ہو جو ایسان اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا فراسیاب خانہ خراب نے بہمن جادو کو برائے مدد لشکر روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہو اسکی فتگا دیکھکر صاحبقران پر پری ایک ساحر سے کہا دیکھو تو اس صحرا مین کون اترا ہو ادھر سے ساحر چلا ہرکاردون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن مین واپس آئے عرض کی او شہریار بہمن جادو فرستادۂ افراسیاب بدخو برائے مقابلہ لشکر حضور جاتا ہو صحرائے سبزہ زار دیکھکر اتر پڑا صاحبقران نے فرمایا او بہرام رات ہی کو یہان سے کوچ کرنا مناسب ہو ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجوا کر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہو شب ہی کو سامان سفر تیار رہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہوجائیگا صاحبقران یہ باتین بہرام سے کررہے ہین بہرام نے کارگزاردون کو حکم دیا باد گا ہین ارابون پر لد جائین جب زلف لیلی شب کرسے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جاکر اپنے لشکر مین پڑھین منتظمان لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک ساحر سامنے آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام دریافت کرنا چاہتا ہو صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جاکر کہدو عبد ذلیل صاحبقران داماد نوشیروان سرکوب زمردشاہ باختری برہم زن لشکر کافران غازی مجاہد برائے شکار ہس صحرائے سبزہ زار مین آئے ہین یہ لشکر وہ جادو گر تھرا تا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے بہمن جادو کے آیا مگر لرزان ترسان رنگ رو متغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہی عرض کی او شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا مگر یہ رعب و دبدبہ صولت و شوکت نگاہ سے نہین گزری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوشربا مین گیا ہی طلسم کو درہم برہم کردیا ہی یہ وہی

شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہو چکا ہوگا رہ آکے خبر لے گیا چہرے سے اُنکے ظاہر ہو کہ آپ کے آنے سے کچھ اُنکو تردد نہین ہوا باطمینان مجھسے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا کہ میرا سرکوب زمرد شاہ باختری لقب ہو لقابے ادب ہو دم یکتائی کا بھرتا ہو خدا بنکر بیٹھا ہو حضور مین نے خوف سے جواب نہین دیا یہ سُنکر بہمن جادو قہقہہ مارکر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوندی لقا ہو اس جوان کو میرے شکار کے واسطے بھیجا ہو مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین سوائے سر کے کیا پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤن لڑائی کا خاتمہ ہو جب افسر پکڑ لیا گیا اہا لیان لشکر کی کیا حقیقت ہو سب بھاگ جائینگے فتح نصیب ہوئی بخیر مراد کھلیگا سرکار خداوندی سے طرۂ پیغمبری لے گا مشیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچاؤنگا یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک ساحر جائے اُس سرکش کو کشان کشان ہمارے سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا بہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا حقیقت ہو کہ سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا اے برادر یہ کام میرا ہو مین ابھی جاتا ہون اس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہو قدرت سے لڑتا ہو ساری سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا نفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن جادو بصد قہر و غضب کر گردن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اُٹھکر بارگاہ مین آیا کہا لو صاحبو اسی منزل پر جادۂ مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ بدمست خراب خواری مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رفقا خوشامدی درست بجا کہہ رہے ہین مگر صاحبقران اسطرح دربارگاہ پر بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی حضور بہمن کا بھائی تہمتن کر گردن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہو مگر ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہو آمادۂ حرب و پیکار ہو اسباب سحر ہاتھ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا جس طرح سے آتا ہو آنے دو لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو بصد کبر و نخوت آکر گینڈے سے اُترا بل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بیچیا بدلیا قت نے سلام بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو دیکھکر حیران ہوا دل مین اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے غرور مین کہا یا صاحبقران چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ بہمن سپہ سالار لشکر افراسیاب صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہین بہتر اسی مین ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیجیے بھائی صاحب سے چلکر عذر تقصیرات کیجیے رحم دل ہین شاید آپکے خون سے درگذرین ہر چند کہ آپ بڑے خطاوار ہین خداوند تعالے سے مصروف حرب و پیکار ہین لیکن بھائی صاحب

کو سرکار شاہنشاہی مین سب طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ مہملات سُنکر فرمایا اے تہمتن جا دو آدمی کرسی پر بیٹھیو احمق نہ بنو مثل انسان کے کلام کر و مناسب وقت جواب دیتے تم ہمارے لشکر مین آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہی کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بہ بیت جواب دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا اے جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہی جلد اُٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان زمان اے گرشاسپ دوران یہ کیا موقع ہی کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجاؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر ہمکو بہ مردی زیر کرنا اُسوقت مین تمکو اختیار باقی ہی خواہ قید کرنا خواہ شرف ندہب کا دم بھرنا ابھی تم ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا او حمزۂ عرب بس لب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا بھائی میرا سامری عہد جمشید زمان ہم پہلوان مین اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائین مین بہ آبرو تمکو لیجاونگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن پکڑے صاحبقران نے الٹا ہاتھ مارا چہرہ غصے سے سُرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریاے سحر کا جوش ہو پنجہ کرمین دیکھو بجاؤن جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت پڑھا سحر تہمتن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہوکر امیر پر زمین مین گرے اب تو تہمتن نے تیغہ سحر کھینچا کہا او حمزہ مین سمجھ گیا تو نے بھی دو چار انجھر کسی گرو سے سیکھے ہین لیکن یہ تیغہ سحر ہی لاکھون کو اس سے قتل کردن اس خونخوار کا مُنھ صاف و پاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغہ سحر کا بر سر صاحبقران لگایا امیر نے غصے مین باطل سحر پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقران نے جھٹکا تلوار چھین کے پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا جسم دھڑ سے زمین پر گرا تڑپکر جہنم واصل ہوا شجر سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا آواز مہیب آئین اندھیرا ہو گیا صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام من تہمتن جادو بود صاحبقران غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نکل مین لٹکاؤ لاشہ کھینچکر بیرون لشکر مزبلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران غصے مین بارگاہ مین آکر بیٹھے بہمن جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہی بھائی صاحب حمزۂ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان مین مرنے کی آواز آئی گھبراکر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہی سا حر دور سے صحرا مین آکر دیکھتا لاشہ

تہتمن کا پڑا ہوا ہی روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزہ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے فراج مین رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا جرأت کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہی اسوجہ سے وہ شیر مارا گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا سر ندارد گھبرا کر ساحرون سے کہا اسمین کیا سر ہی سراسر اُسنے بدعت کی ایسے افسر کا سر تنکل مین ٹنگا یا لیکن اب جلدی ارتھی بناؤ سر پھاڑنا معطل رہا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب مین جلاؤنگا تب سر کو دفن کرا دونگا کہتے برہمن دوڑے پوتھیان لیے ہوے جاپ کرتے ہوے آلیسین اشارے کہ ایسون کے لیے ہم پتھر ڈھلکاتے ہین ایسے دو چار روز مرین سال مال خیر سے کٹے روز موہن بھوگ کھائین تو ندیر ہا تھ پھیر بن بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنون سے کہا دیوتا اب جاؤ کریا کرم موقوف رہا کل حمزہ عرب کو مار کے مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا شام کو جب ساحر روز ہوم خانہ مغرب مین جاکر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان بخت فلک پر جلوہ فرما ہوا بہمن نے حکم دیا لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے نقارۂ زرمی پر چوٹ پڑی ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا بعنایت رب اکبر ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہی مین بادشاہ حبجاہ سے واسطے ایک شب کے کہکر آیا تھا اب یہ مقدمہ جنگ ہی چند دن صرف ہون کیا اختیار ہی بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے ساتھ نہین آیا ایک عرضی خدمت فلک بارگاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی حقیقت مین بادشاہ نامدار و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہی امیر نے کہا جو مرضی رب اکبر مصرع ہر چہ رود بر سرم انچہ پسندیٔ رواست ٭ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا امیر بے سامان یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا سپر چوب پڑی ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہمراہیان بہمن بڑے بڑے ساحرون خوک پیکر خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت ہوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف کلوا بھیرون نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی ہین کوئی لونا چماری کو پکارتا ہی خیمون سے دھوئین اُٹھ رہے ہین بنگالی ڈہرو بجا رہے ہین بھجن ساحری وجمشید کے گا رہے ہین ہر ایک ساحر کا یہی قول ہی کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیچلینگے قدرت کی عمر مین بڑھائینگے یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گردن خاقان چین مقبل وفادار میر و کمان ہاتھ مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہی حفاظت کر رہا ہی بہرام طلایہ پر آیا چار سو جوان ساتھ صدائے

حاضر باش و ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہو آنا بڑا جادوگر مارا گیا ہو ایسا نہو بھائی اُسکا شبخون مارے شب تیرہ و تار ہین لڑے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہو خیمون سے اُن بیحیاؤن کے دود و غلیظ بلند ہو کر بندیان ہو رہی ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش رخ نیلی پر مع فوج ظفر موج ضیا و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب شوکت و حشم تخت رخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان نماز فجر سے فراغت کرکے باہر تشریف لائے پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار سحر خوان پشت پر کچھ جلیے قراول میر شکار آمادۂ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان کارزار مین پہونچے اُدھر سے آمد آمد لشکر ساحران ہمین جادو تخت پر ساٹھ ہزار اہالیان لشکر سحر کی سواریون پر سوار اژدرہائے آتش فشان قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوئے کاٹھی اُپر کسی ہوئی آہنین اسباب سحر ایک ایک لمعون سحی چاہتا ہو کہ مین جاکر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے بگڑ لون دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کٹکیٹ کرنا کہنے لگے تم

کٹکیتون نے جب کہا یہ کٹکا	دل مردون کا ہر خٹک پٹکا	ہان نامور دہ نام کرنا	رستم سے نبود ہ کام کرنا
رستم ہو نہ اب ہو سام باقی	مردون کا نقطہ ہی نام باقی	دا مہ جادو کہان ہو ساحر شمن کیا ہوا سامری	

و جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہو ہر صاحب اختیار بے اختیار ہو سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت سے کچھ زور نہ چلا آخر بیمزہ خاک ہوئے چشم زدن مین قصے پاک ہوئے نام سرکشی رہگیا نشان قبر بھی نہین ملتا یون بہادری ہو کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین اور نام ساحران گذشتہ کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دین اس طرح کے کلمات عبرت آمیز دہشت خیز کہکر مردان عالم جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب لیر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین کہ طرف سے ہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے بڑھا بل کرتا ہوا سامنے ہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو مجھے دیجیے فوراً شکین باندھکر لاؤنگا خون تمھتمن بالا بالا نہ جائیگا جاکر معاوضہ لیتا ہون ان سرکشون کو شکست دیتا ہون ہمن جادو نے کہا اے ماران تو کیون تکلیف کرتا ہی ما بدولت خود جاینگے لشکر دشمن پر آگ برسا دینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض کی کہ غلامان جانباز موجود ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہی غلام کو شب کو چین نہین پڑا تڑپ تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ جانے دیگا آخر ہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار میدان کارزار مین آیا آواز دی ہی

فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ما بدولت سے مقابلہ کرے مگر قاتل تہمتن کا خواہان ہون حمزہ سرکش میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحر ساز شعبدہ باز سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہی ایسے کلمات مہملات بہت سے بکے گولے اُچھالے آگ برسائی لیکن ابر بنائے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات مہملات سُنے صف سے مرکب کو نکالا بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس بچیا کو جا کر نابود کی نذر دیگا صاحبقران نے فرمایا اے برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دیو ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول ساحر ہی علاوہ ازین میرا نام لیتا ہی مین جا کر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرما کر گھوڑے پر کوڑا کیا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین ٹھیکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران جادو لاف و گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اُسنے ماش کے دانے پھینک مارے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران نے ترسول مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر سحر اُسنے چہرے کی پناہ کی تیغ عقرب مثل برق تڑپ کر گرا خرمن ہستی کو بیجا کے جلا کر خاک کیا ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ کیا ادہمن پر فن اور کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرأت دکھا ادہمن گھبرا گیا پسینہ آگیا نہنگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اثر در سحر بڑھایا ادہمن سے اجازت لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین اُسکے ہاتھ ڈالا اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا چور نگ ہوا کیا استاد ان سخنور نے بیان کیا ہی کہ پہر دن رہے تک لشکر ادہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرداً فرداً نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوے صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارزطلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب تکوار مین دھانہین آیا جرأت سطوت شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلوشین ہاتھ مین تیغۂ برق تاب ابروے خمدار بل کھا رہے ہین ساتھ تلوار کے یہ بھی دو نیچے چل رہے ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران ادہمن ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے لاشے زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی ادہمن ساتھ والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین آنہین آتا اب تو ادہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ رفیق میرے مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر پردہ دنیا مین نہو گا کتے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بعض واقفکار صاحبقران کے راز دار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی اے شہنشاہ ؎ بکے عرض حال من نوش کن ؛ اگر خوش نہ آید فراموش کن ؛ ہمنے سُنا ہی کہ حمزۂ عرب مالک اسم اعظم الٰہی ہی سحر اُسپر تاثیر

نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کرکے آئے مگر ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے بعض نے اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے لیکن مراد یہ ہی کہ حضور طبل بازگشت بجوا کر پلٹین کوئی ایسا سحر تیار کرین جس سے اسم اعظم فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئینگے یہ سنکر بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کہکے پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو جائیے کل سر میدان آپ سمجھ لونگا شکست دونگا لشکر ساتھ لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران کو بیچ مین لیا نثار کرتے ہوے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہی قریب اپنی بارگاہ کے آیا گھوڑے سے کود اہا لیان لشکر اسکے کمر بین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش دربارگاہ پر کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یار دیکھو مجکو بن نہین پڑتا اسم اعظم بند کرسکتا ہون ایک ہفتے کی مہلت لے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا بیشک جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب کہتے ہین حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر ٹل چلیے پھر دو چار مہینے کے بعد آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہی مقام غیرت ہی جاے عبرت ہی کہ مین سامنے سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب کو جا کر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے بیان کا حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون کس بلا مین پھنسا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار ہون جانے مین بدنامی سامنے افراسیاب کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی بشش و پنج سوار دن کا رنج اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوے نمایان ہوے لیکن اُنپر تعریفین سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دو رکابے گھوڑون پر سوار خود ہاے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم جس مین بیچ مین ایک جوان بلند بالا کرگدن مست پر سوار صورت خونخوار چوڑا تیغہ کمر مین سر محولا دمی پشت پر مثل دیو آنکھین نشے مین اُبلی ہوئین سیاہ رو بدست کوہ بالاے کوہ ارابہ گرز کا گرز گرانا ہوا کئی سو جوڑی سرکاؤ کی لگی ہوئی پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتا ہی صحراے سبزہ زار دیکھکر لشکر کا بارگاہ استادہ ہوئی وہ مغرور بھی گینڈے سے اُترا تیغہ قبضہ مین ٹہلنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ مین اُترے ہوے ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان کا شاطر بیان آیا حال بہمن جادو دریافت کرگیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی

جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہی برائے مدد خداوند لقا جاتا ہی سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو
فرستادۂ افراسیاب ناہنجار بمقابلۂ حمزہ نامدار فروکش ہی حمزہ یہ دہی پہلوان سرکش ہی جسکے
فرزندون نے ممالک کوہستان مین شمشیر دنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا
طرف لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن برائے استقبال بڑھا دونون سگ و خوک آپسمین بغلگیر ہوے
بہمن نے سامنے سمندر کے دریادلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا ای پہلوان دوران رستم زمان حمزۂ
غرب نہنگ بحر جرأت ہی نہایت صاحب شوکت ہی مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون چالیس
ساحر میرے حمزہ نے سرمیدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر سمندر جوش
مین آیا کہا ای برادر کیا قدرت نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہماری بارگاہ مین
چلو تا بدولت بصد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیچلین گے خداوند کا دشمن بزرگ
ہی یہ حقیر پیشہ جرأت کا گرگ ہی میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سب کا سردار
ہی بدلا لینا اسی سے سزاوار ہی تمکو ساحر چاہکر لڑ پڑا تا بدولت کا نام سنکر تھرائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر
چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کو ہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر و غیر ساحر ملکر اترے
بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران زمان کو
پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا
صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام نے
برائے خیرخواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہی حضور برائے شکار تشریف لائے صرف چار
ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے برابر کا مقابلہ
پڑے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہی سوا ے اپنے مالک کے کبھی کسی سے مدد طلب
نہین کی انشاء اللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنونین جھانکتا پھریگا مدد سے بانی بناے بحرو بر
کے سارا جوش و خروش بھول جائیگا انشاء اللہ وہ تلوار چلے گی آب تیغ کی طغیانی ہوگی کشتی حیات
کوہیان طوفانی ہوگی سر شل اولون کے برسین گے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بہ
ساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا
جب شناور محیط فلک اخضری اعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کرکے داخل گردب
مغرب ہوا سگ ماہتاب نے دریادلی دکھائی ماہیان سیارگان کا جوش و خروش ظاہر ہوا دریاے
نور بصد سرور موج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل جنگی بجے بوقت سحر جہازان مسلمانون کا دریاے

قہر و غضب میں ڈوبو دونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ زرمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی بیان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری میں بسر ہوئی نقیبوں نے لشکر دن کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سولہو گشتہ خروشان	کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است	جوانان دل قوی دارید امشب	کہ فردا روزگار کارزار است

سمندر کو ہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریائے آہن میں غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے بہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا سمندر کرگدن مست پر سوار ہوا دریائے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا میان صاحبقران نے نماز بجماعت ادا کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع و خشوع عرض کر رہے ہیں اے رب بے نیاز نظم

تو ئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہائے روشن فراز آفتاب	تو آوردی از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید	جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو برروے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار	زمین نادر دتا نگوئی بیار	جہان را بدین خوبی آراستی
بردن زانکہ یاری گری خواستی	زگرمی و سردی واز خشک و تر	سرشتی باندازۂ یکدگر
چنان پرکشیدی دبستی نگار	کہ بہ زان نیارد خرد در شمار	توئی گوہر آمائے چار آخشیج
مسلسل کن گوہران در فرتج	چو شد حجتت برخدائی درست	خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبۂ اعلیٰ مرحمت فرمایا فرد غازیان دیندار میں نام لکھا گیا ہر مقام پر حفاظت کی ننگان دریائے نبرد کے سامنے آبرو ملی آج اس لشکر کو بیان سے بچا روز سیاہ نہ دکھانا بخضوع و خشوع اپنے پیدا کرنے والے سے راز دل کہا کہ مقبل وفادار حاضر ہوا دیکھا صاحبقران مدد و وظائف میں مصروف ہیں دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار میں پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ درد ولت پر حاضر ہیں پر آمد ہونے کا حضور کے سبب کو انتظار ہے لشکر کو بیان و ساحران آمادۂ حرب پیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود جناب ہود سے سرکو زینت بخشی سرفراز ہوئے زرہ داودی زیب جسیم انور فرمائی تیغہ صمصام و قمقام دنیچہ سہراب بل و سپر گرفا سپ نوجوانی گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان سے وہ آفتاب عربستان برج حمل سے طالع ہوا بہرام مع چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا برائے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد کو لیکر سامنے آیا صاحبقران

بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیو زاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین کا کھولا اُس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کرکے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر کوہان مثل مور ملخ کے آتا ہی آواز سُم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہی نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین و زمان گرجتے ہوئے نظم

ز آمد شد لشکر بقیاس	زمین در تزلزل فلک در ہراس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود	حضیض زمین چون فلک اوج بود

آمد فوج کوہیان سے زلزلہ آشکار گرد اس قدر اُڑی ہی کہ روے آفتاب چھپ گیا شعر زسم ستوران درین بین دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

ایک ایک جوان فیل پیکر مغرور ادھر لشکر قلیل اُدھر فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا اچکاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئین صفین مثل صف مژگان آراستہ ہوئین سقون نے بڑھکر آبپاشی کی تیرداروں نے تیرداری کی جو منحل حائل نظر تھے اُنکو کاٹ کر پھینک دیا بیلچہ کاروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کردیا شیب و فراز عالم کا ایک رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اُٹھاکر صاحبقران کو دیکھا امیر با تو قیر جاليس قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوئے پشت پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ایک ایک شیر دل جرأت و شوکت مین یکتاے سرفروشی اُنکا کھیل قبضون پر ہاتھ مرکب ہاے باوقار پر سوار اتنے بڑے لشکر کا سامنا چہرون سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریاے جرات کا بے بہا دُر غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را و را آہن گرفت ۔ کہ فرگان او شکل سوزن گرفت ۔ سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا کہ درحقیقت مین مسلمان کیا دلیر ہین مثہ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آئے مایدولت کو خیال تھا رات کو مسلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر اشارہ ہوا جانبین سے نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین پٹیے پیچ پگڑی کے سر پر بندھے ہوے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سرون مین بھیروین کے پڑھنا شروع کیے اشعار

کھو دی خزان نے رونق گلزار ہاے ہاے	پژمردہ ہوگئے گل رخسار ہاے ہاے	پھرتے نہ تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب
نعش اُنکی جائے ہی سر بازار ہاے ہاے	سرو قد قامت محشر خرام ہی	کیا ہوگئی وہ شوخی رفتار ہاے ہاے
ہمخواب مہ جبین کی مرے آنکھ بند گئی	کیا سوگئے مین طالع بیدار ہاے ہاے	ہی کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہوگیا
سر پھوڑ دا بنا ہی در و دیوار ہاے ہاے	اب پوچھے مجھسے عاشق مکیں کی بات کون	اسمین نہین ہی طاقت گفتار ہاے ہاے
اے چرخ بار بار کہان تجھے یاد نہین	مین در رنج و محنت آزار ہاے ہاے	اس مہروش کی مرگ نے خفاش کردیا

ہوا اضطراب مانع دیدار ہائے ہائے	نظارہ ہی محرک ماتم نہ راحیف	ابر و ہوا ہلال محرم نہ راحیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو لقیبوں نے پڑھے اہل درد کی آنکھوں سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہیں چاہتے ہیں لڑیں بھڑیں نام کریں لیکن سمندر کوہی نے جوش میں گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا اے پہلوان زمان رستم دوران آج تا بدولت کی نیرنگ بازیاں شعبدہ سازیاں ملاحظہ فرمایئے ہر چند کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہ کریگا لیکن ساتھ والوں کو دیوانہ کر کے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والوں کو اُسی سے لڑواؤنگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہر چند کہ وہ صاحب شوکت وحشم ہی کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن میں قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی نے کہا اے بھائی نامدار اس فوج میں ہوں سمندر نام ہی لڑائی کی موج میں ہوں قہر وغضب میرا قہر لات ومنات ہی اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہی تم کھڑے ہو کر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے اجازت لی بہمن ٹُر رہا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھکرا کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ رو کی آندھی کر کالی آندھی اُٹھی میدان کارزار میں پہونچا عرصہ دراز تک نیزہ ہلایا جوش وخروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی عرق کر لایا گینڈے کو دو کا پکار کر آواز دی یا صاحبقران مابدولت کے مقابلے میں آپکل ساحروں کو مارا ساجیچارے سحر کرنا جانیں انکو فنون سپاہگری ہیں کیا دخل ہی اب مردانگی کے سامنا پڑا مابدولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہیں ہوا جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہیں آتا جانتا ہی مجھسے بڑا کوئی نہیں ہی بہت بلبلایا کلمات سخت وسست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیوزاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا اے برادر اب اسکے کلمات لاف وگزاف سننے کی تاب نہیں باقی ہی اس بیحیا نے بڑی گستاخی کی ہی بہرام نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر ومنصور کرے رنج وملال دل سے دور کرے مقبل بھی دعائیں دینے لگا چار ناچار جوانوں میں غوغا بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال ہی سب نے بڑھکر دعائے جان دراوری امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیوزاد کو بڑھایا اشقر ایسا مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال میں جھل بل یال کے بالوں کی چوٹیاں گندھی ہوئی زلف حور سے مثال آنکھیں غصے میں لال دہانہ چباتا ہوا دُم سے فتور کرتا ہوا اس تیزی سے چلا شکم زمین سے لگا جاتا ہی دوندگی میں بے نظیر نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے	طرفہ دیوانہ و پریزادے	خوشخرامی ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	نرمی گوش و نرمی کاکل	دستہ بید و دستۂ سنبل
دیگر غل طائروں میں ہی عجب یا ہوا ہی	تخت ہوا پر آج سلیمان سوار ہی	شبدیز فکر بھول گیا وہ ہنگ چال کا

ہولناک کہکشان کی دہانہ ہلال کا | آب سمندر کوہی کی نگاہ جمال جہان آرا سے صاحبقران پر بڑی
حیران جمال محو دیدار رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر جرات و شوکت ہمراہ رکاب سعادت
انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا لیکن گردہ سپر کا اُٹھا کر آگے بڑھا آپس مین
ٹکا ور چلی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا
یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے
حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب بینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہوا سمندر کوہی اگر
پیشدستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب
دیتا ہوا بڑھا سینۂ بے کینہ صاحبقران کا تاکا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا لیکن لاف و گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا سر خود مین طعن مین نیزہ سمندر کوہی
کا نکالا سمندر بے آبرو ہوا مثل ابر گرجتا گرایا آوازدی او حمزہ غضب کیا دو دریا کے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہی مردان عالم کا کھیل ہی لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہی یعنی تیغہ بیدریغ کھینچتا ہون جم بھر مین فیصلہ ہو یہ کہکر تیغہ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا تڑپ کر جا پڑا بقہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گردا سپر کا سر پر کھینچا مگر چتون تلوار
کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہی چاہتے ہین لپیٹ پرون تلوار چھین لون کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اٹھا دون لیکن
قضائے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دونون پالون اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے
سکندری کھائی گردا سپر کا سر سے ہٹا جھڑپ مین خود سر اطہر سے گرا سر برہنہ پر اس خود سر کی تلوار پڑی
قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون لیکن بجرات اپنے کو سنبھالا واستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا لیکن دو انگل
کا زخم سر پر آیا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر بپھرا قبضۂ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
آوازدی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی چوٹین جلینگی سر کو
بچا بدحواس ہو یہ فرما کر پیری جمائی گھوڑا اتڑپ کر بڑھا دونون ٹامین متک پر گینڈے کے رکھدین
نعرۂ تکبیر کرکے امیر نے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال ہاتھ امیر با توقیر ایسے شیر کا بڑا اس سیاہ رو نے سپر کو
اُٹھایا گلہائے سپر کے نیچے غنچے ہوا لیکن تیغہ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر پر اُسکے زخم آیا
سمندر نے اوچھا زخم کھایا واستانہ مارا لیکن تیغہ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر گینڈے کی گردن پر
گرا گردن اُسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا دنبالہ زمین مین در آیا خاک
اُڑی اہالیان فوج سمندر نے جانا جہاز عمر ہمارے آقا کا غرق دریائے فنا ہوا گھبرا کر دو پڑے صاحبقران

نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہی تیغۂ ہلالی کھینچ کر نعرہ کیا لغرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم سرکش لشکر کافران	بہ بیشم نگون شد سر کافران	منم اختر برج غرو جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون بہ بیشم فراری شدہ	ہم عفریت از تیغ عاری شدہ	ہمہ قالب کفر شد پاک دین	سلیمان کو چک لقب شد بجا
ہمہ شہر اسلام آباد شد	کہ صاحبقران جہان شاد شد	ادھر سے لشکر سمندر کو ہی آیا ادھر سے صاحبقران	

و بہرام گردبن خاقان چین بڑھے شعر منم گرد بہرام خاقان چین کہ از بیست من بلرزد زمین ؎ چار ہزار جوان جان نثار سروش دیو ہ لاکھ فوج پر ہا پڑے سمندر کوہی پکارتا ہی ارے یاردین لائق مقابلہ ہون برائے سواری گینڈا الا ملازمون نے دوسرا گینڈا حاضر کیا سمندر کوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے لگا لیکن صاحبقران جس غول پر آکر گرے خاک کرا فسردن کو مارا لڑتے ہوے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون کو دیکھا دیڑھ لاکھ مین چار ہزار رہ گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری چہرہ گلنار آمادہ حرب دیکھا ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جاکر گھرا لیکن لڑرہا ہی صاحبقران جھپٹ کر کبھی بہرام کو بچاتے ہین جرات و شوکت دکھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی دست راست مین تیغۂ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یا تک تو خبر تھی لیکن ہمن چادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بیجا بھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منہ جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا غضب ہوا ساحر بھی آپڑے ان بیجاؤن سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوے فوج ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا اسی نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن ہمن بھاگتا پھرتا ہی قریب صاحبقران نہین آتا ہی جانتا ہی یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار اسپر سحر کرنا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین ہمن نے زمین کو ہلا دیا سحر کرکے صدا کو بیکار کیا اہل اسلام پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدا سے گو لوگی قلب تھراتے ہین صاحبقران اس حال پر لال کو دیکھکر گھبرائے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین لیکن مجمع انکا کم نہین ہوتا کوہیون نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار رہا اُسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہوکر دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے آمد و رفت مین زخم بھی کھائے ہین چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد ہا افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گردبن خاقان چین بلالت آئین مفت قتل ہوتا ہی پکارا اے معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچالے تیری راہ مین بدل و جان مصروف جہاد ہین مبتلاے ظلمۂ بیداد ہین اپنا رحم کر

ظلم و بدعت کفار سے بچالے دریائے مصیبت سے نکال ساحل مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر
تجھے افضل کرتے نہیں لگتی بار نہو تجھسے مایوس امیدوار صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی مگر گرد عیظم تہ گرد نے روے آفتاب کو
چھپا دیا سامنے آکے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھر ہر دن پر
تعریف الٰہی مرقوم آگے تخت پر ایک نقابدار بادلہ پوش با اجدار صاحب جاہ و وقار مرکب با وقار کوتل
شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے
رکاب سُم سے سُم ملے ہوے پرے جمے ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقابدار تاجدار نے جو
یہ ہنگامۂ قیامت خیز دیکھا شاطر سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہی کون کون جنگ کا طالب ہی کون
مغلوب ہی کون غالب ہی شاطر مثل عقاب تیز پر جھپٹا مثل پیک نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار
بہادر سے عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے برای شکار صحرا مین آئے
ہین سمندر کوہی و بحر جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہی سحر سے لشکر معرض زوال مین
ہی آفتاب آسمان عربستان جلال مین ہی لیکن ترخدا مضطر و بیقرار کیا عجب ہی کہ خدانخواستہ دشمن اُنکے
قتل ہو جائین جنگ عظیم واقع ہی یہ کیفیت سُنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک
پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا ای شیران دشت نبرد تم نے سُنا صاحبقران زمان گھر
گئے ہین وقت جانبازی و سرفروشی ہی عقب مین نقابدار کے اہالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے
قریب آکر نصرت کرو فتح شیرانہ کیا باشندای کفاران بیحیا و ناہنجار ان پر وغا کب تمکو زندہ چھوڑتا
ہو ہم نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت و چشم سرگردہ مردان عالم یہ فرما کر نقابدار نے نیچہ
کھینچا چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو
داخل دار البوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی
چشم زدن مین مارے پلٹ کر صاحبقران نے جو دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش برای مدد آیا اُسنے دریاے
خون بہا دیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار کھینچکر طرف بحیمن جادو کے بڑھنے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر
نقابدار پر یہ بیحیا سحر کرے مفت مین یہ بہادر مارا جاے بحیمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ رستانہ کرتے قریب
بحیمن کے پہونچے نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بحیمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر
اسم اعظم پڑھ رہے ہین سحر دفع کر دیتے ہین جب بحیمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغہ سحر کا ہاتھ
لگایا امیر نے تیغہ عقب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس ساحر کا خالی گیا امیر

نے ہاتھ مارا اُسنے سر سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب تھا دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا امیر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہی اڑا ہوا جاتا ہی بتعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر تین بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس خطا کار کو مارا ہمین سہما لیکن تیر دلدہ در سینۂ پرسوز پر اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مردہ ہو کر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا تڑپا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من ہمین جادو بو دساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا ہمین واصل جہنم ہوا گھبرا گئے آکر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوش رُبا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان تلوار چل رہی ہی نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل ہمین سے مہلت پائی مقبل و بہرام کی جان بچی مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہی خون جسم مین جوش مار رہا ہی ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب و نسب پوچھون مگر جب صاحبقران لڑتے بھرتے قریب آجاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہی کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا ای ہنر پشت جرأت و ای نہنگ بحر شوکت و لیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق ہین نقابدار دور سے عرض کرتا ہی غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوین کیا روز سعید ہی ملکہ یہ دن بہتر از عید ہی کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل اہل اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کو ہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا سمندر کو ہی نے للکارا و نقابدار مقلوک تیرے سبب سے ہمین جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لون اس حال مین اک بیحیا قابو پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار نے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار گذرا نقابدار نے کہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بہ مشکل دو تا نہ مارا دیا تیغہ سر سے نکالا لیکن چار و خون روے زیبا پر سب سے زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہی حال ظاہر ہوتے کا انتہا کا ملال ہی نقابدار نقاب سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منھ سے نکل گیا کہ غلام آپ سے رخصت ہوتا ہی اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ صدا کان مین صاحبقران کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو قوت بکان و کارو بہ استخوان پایا یقین ہو گئے

دہن سے نعرہ کیا ادنا دم دیا کرتا ہی زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی مین آپہونچا منمنزلزلہ قاف سلیمان ثانی

نعرۂ صاحبقران صفدر قہر	امیر عرب صفدر روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالفقار	بن کافران زجہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ خاک کرد
یکے تیغ صمصام دیگر نام	صدائے نعرۂ صاحبقرانی	

سے کیند اسمندر کا بھڑکا تھا اکر پیچھے ہٹا امیر نے لشکر پر کوڑا کیا وہ مرکب بادرفتار ہوا سے آگے روانہ ہوگیا کل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو کہ امیر نے پشت پر لیا سینہ سپر کردیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریائے جرات پوش مین آیا وہی تیغۂ خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن طالع زمان نقابدار نے دیکھا کہ نقاندار گھوڑے سے گرا چاہتا ہی سود و سو سردار قریب آئے نقابدار کو گود مین لیا گھوڑے سے آتار کر ہوادار پر سوار کیا نقابدار با دل پوش بیہوش ہوگیا ہمراہیان نقابدار لڑتے بھڑتے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران بھی انتہا کے زخمی ہوچکے ہین لیکن بقوت صاحبقرانی باڑھ کو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست بڑھاکر کمر زنجیر مین ڈال دیا نعرہ کرکے زور کیا سمندر کو ہی کو قاش زین سے اُٹھیرا چاہا زمین پر مارون سمندر کو ہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہی سرکشی بیکار جان بچاؤ پکار اُٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان مکر سے عرض کی نازندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کردنگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل مین کینہ کرکے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آوازدی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے صاحبقران جہان کی دل و جان سے اطاعت کی سب سردار خدمت مین حاضر ہوے گراس جنگ مغلوبہ مین پچاس ہزار کو ہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا الملازمان صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوے بہرام و مقبل بھی انتہا کے زخمی ہین سمندر کو ہی بہ مکاری چوب چقاق ہاتھ مین اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کو ہی ہوے مقام صدر پر آکر بیٹھے بہرام و مقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کو ہی کے سر مین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سردارون کی زخمدوزی ہوچکی تب صاحبقران نے اپنے سر مین ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین انتہا کے صاحبقران زخمی ہوے تھے اب سمندر کو ہی نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقی بچے حاضر ہوے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ و شنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگے بخط سبز مراکرد اسیر: دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم جسکی نگاہ مہ طلار قرور پر پڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز کارہی ہی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی ہی اہل محفل کو جو توجہ

یا یا غزل عاشقانہ آغاز کی غزل

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو کر حسین زلف سرکش ہو — پھر زلف بنے وہ دست موسیٰ جبین اخگر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلہ دل جو سرکش ہو — تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تو نور آتش ہو
ہو تیرا سیہ رو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو — وہ کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان زیر دود آتش ہو
بر یزہ شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو — تا زاہد پاک لوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو
تم وہ وہ زخم دل پہ میرے کرتے ہو دکھلانے کو — پر برش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے عش عش ہو
دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے — اب ارہ جنبش بر و سے کیونکر نہ بزیر کنا کش ہو
لبیک تا ون ناقوس و جرس با خنده قلقل نالہ نے — دل کھینچے ہین ہان کوئی ہو پر ایک نوا سے دلکش ہو
بن عیسے گھر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی — محراب طاق کمان منجلے دستۂ فرگس ترکش ہو
مانند سکندان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر — تا ہر شب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہی خاک کوے قاتل نے — ہان دفن کو ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو
اس بحر مین کیا برجستہ غزل ہی ذوق یہ تمنے لکھی ہی — ہان ذرن کو جبکے سنکر شاداں روح خلیل وخفش ہو

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی لیکن سمندر بے شرم اسی فکر مین ہی کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی کرون بیجیا نے مکاری سے کنارہ نہ کیا شاطر سے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہی لب پر مہر سکوت ہی شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آغشہ بدارو سے بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریا دل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمائیے سرعزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچائیے صاحبقران صاف باطن اس بیجیا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد وقدح جام پی گئے اس بیجیا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا اے سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا باش اے حمزہ تو نے بمن جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب کہان جائیگا غصہ مین صاحبقران اٹھے بیہوشی تا ثیر کر چکی تھی اٹھتے اٹھتے گرے بہرام ومقبل بھی بیہوش ہوئے پکار کر سمندر کو ہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان ننگان دریا کے جرأت کو مطوق کرو آہنگرون نے صاحبقران وبہرام ومقبل کو ہتکڑیان بیڑیان بنھائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا مین قیدی محابس فلک چارم اعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے برآمد ہوا ستارۂ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کروان سب کو خدمت مین خداوند نعمت کی بھیجونگا اسی وقت لشکر مین قرنا دئی کو ہیون نے کمر بندی کی سمندر

گینڈے پر سوار ہوا ان قیدیان تبلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہی نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار کو آئے خود شکار ہوئے جو منظور پروردگار کو کیا چارہ ہی بہرام کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے مقبل سیقرار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کو ہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ رو برو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہی بیان نکرنا بلکہ مین خود اس طرح کہونگا کہ حمزہ مجھکو شکارگاہ مین ملا بفنون سپاہگری مین اسیر غالب آیا سرکار قدرت سے سب کو انعام ملین گے عمر ہماری تھاری بڑھائین گے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت ہو سامنے قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوے سمندر کو ہی جاتا ہی صاحبقران زمان پر دن بھر دھوپ پڑتی ہی رنگ رو متغیر زخمہاے کاری سر پر رہروی سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر بار مقبل سے کہتا ہی اے سرخیل وفاداران اگر قید ہماری سامنے نقاکے پہونچی بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کو ہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوے سب دشمن ہین ہمارے واسطے رہزن ہین فلک نے عجب طور سے گردش کی مٹانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بصد اضطرار پڑھے رباعی

ہی عہد شباب زندگانی کا مزا		پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا	
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا		باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا	
اے حلقۂ زلف دام داری ہی عبث	دیگر	اے ناز و ادا کمین کاہماری ہی عبث	
یان دل سے قرار جا چکا ہی کب کا		اے شوخی یار بیقراری ہی عبث	
گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ	دیگر	صہباے طرب حرام کیا دور ہی یہ	
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب		یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ	

چار منزلین سمندر نے اس جوش و خروش مین طے کین چوتھے روز پہر دن چڑھا باقی ہی کہ سمندر ایک صحراے پرفضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قید خانہ مین بھیجدیا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار مکار بیٹھا بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار

کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اُسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبرین موے کوہی بہت خوش ہونگے بڑی لڑائی ختم ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی شہر با ختر ملک مورونی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین ما بدولت اُنکو قیطولات پر پہونچا ئینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ روادوی مین آتے ہین سمندر کوہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے تھے اس طرف آگئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا گینڈے سے کود دونون آپسمین بغلگیر ہوے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر نے کہا ای رستم زمان ما بدولت طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزۂ عرب شکار کھیل رہا تھا میرے اُسکے مقابلہ پڑا تین پہر کی کشتی میرے اُنکے بڑی اسکا قوت بازو زینت پہلو بہرام گردن خاقان چین اُسکو بھی اُٹھا لیا اب بکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے جاتا ہون یہ سنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کارنمایان کیا یہ وہ شیر خشمناک ہی تمام عالم مین اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا اگر تمنے یہ مردی اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا مین بھی اُسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام سُنا ہی یہ مرتبہ تمھاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سُنکر اس جوان کا کانپتے ہین تم کہتے ہو مین نے تین پہر کی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی چلکر دیکھو لو بارگاہ مین تشریف رکھو مین خود جاکر اسکو قید خانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ کے آکر بیٹھا سمندر کوہی قید خانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کوہیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی سرکردہ پہلوانان عالم یکتا نازمیدان شجاعت صاحب خوگت و لیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہی حکم ہو اُسکے سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تم سے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم اقبال کردو قدرت کے سامنے چلکر ٹکور ہا کردو نگا ورنہ درصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران نے مسکراکر فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہوگے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی خوشی آکر پاس ممتاز کوہی کے بیٹھا موچھون پر تاؤ دیکر بولنے لگا کہا بھائی مین حمزۂ عرب کو بلاتا ہون گھبراہی برادر وہ بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اُسکی آبرو ہماری دریا دلی پر موقوف ہی کوئی کلمہ سخت اسکو نہ کہنا چونکہ قید مین ہی مکدر ہورہا ہی پوچھ کے رخصت کردینا ممتاز کوہی نے کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان

کا بڑا نام سُنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے مجھے تعجب ہی سمندر کہہ رہا ہی کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ پچھاڑ گیا آخر مین نے اُکھیڑ مارا چار دن شانہ چت گرا مغلین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے پچاس ہزار کو ہی میرے مارے گئے ایک نقابدار سمندر کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑا لے مین نے اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار مُنہ چھپا کر بھاگا ایسا حجاب ہوا کہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی ہنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا ممتاز نے دیکھا آفتاب آسمان عربستان ماہ اوج شوکت و شان بسلسل مطوق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام سن درین مجلس و درین ماوا برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکی ست و دین پیغمبر برحق کوہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی تمھارا اسمین کیا نقصان ہوا اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہوئے ممتاز کوہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہی آپ کو ہمارے بھائی سمندر کوہی نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا اہی ممتاز کوہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا اہی بہادر اگر زیر نہوتے ہتکڑیان پیر یان کاہیکو پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمایئے اپنے خدا کی قسم تو کھایئے باتون مین مجکو نہ بہلایئے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہی جب تو سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قید خانہ مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر اُسکے خلاف ہوگا فوراً قتل کرونگا پہلے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہی جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او مکار مردوان عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہی قتل سے مردان عالم کو ڈراتا ہی سمندر تیغہ پکڑکے اُٹھا ممتاز یہان ہان کرتا ہوا کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر باتوقیر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ تیغ شان برق خون من ست	ہر سو از فنا خانہ غوغاے من
گر مرا بازار عشق از نف خون من ست	بشکنم این بند را وقت جنون من ست
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست	خانۂ تاریک و تنگ بستہ نہ زنجیر عشق

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا امیر نے غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر لپٹ پڑا امیر نے بقہر و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھ کے پٹکہ مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکا دی ممتاز منع کرتا ہی کہ یا صاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا اہی برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی ٹھہر جاؤ

مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون تیسرا پیچ سمندر کو ہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران دونون مونڈھے تھام کر لے دوڑے ہر چند سمندر چاہتا ہی کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے ہکہ مارا دونون گھٹنے اُٹھنا بزمین ہوے سمندر نے چاہا لنگر اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر بیچ مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ زانو دوسرے مین تا بسینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پانون اڑا کر دھڑا دھڑ پانون فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی چکر کھانے لگا زمین پر مارا چاہا پٹ گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرو برد چارون شانے دبت کو دکر امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا ای سمندر حالا در شاختن پروردگار چہ میگوئی سمندر نے کہا اوہمہ تا اب مین بھلا تر انمذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اٹھے جس طرح خیر گھبائی پر آتا ہی ایک پانون دونون ہاتھ سے تھاما چیر کر اس بچیا کو پھینک دیا تمام کو ہی ملازمان سمندر تلوارین پکڑ کے اٹھے جب ممتاز غصہ مین آیا بغرہ کیا او نامردو خبردار اگر حرکت پر دست درازی کی قیامت برپا کرون گا لاش اس نامرد کی اٹھالو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا ملازمان سمندر لاشہ سمندر لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کو ہی کھڑا ہو گیا کہا ای شہریار آیئے شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست پھر مقبل و بہرام کی بھی اُس نے قید کاٹی صاحبقران کے لیے دنگل زرین منگوایا مقام صدر پر لاکر بچھایا ساتھ والون کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش آراستہ ہوا حبب ممتاز کو ہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کونین حاصل کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے اس نامرد کے ظلم سے دس پانچ روز توقف فرمائیے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا ای برادر مجکو عرصہ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار کو تردد ہوگا بس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جائے یا مین آپ کی اطاعت کرون یا حضور میرا ساتھ دین استاد ممتاز نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کو ہی نے دوسرے دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی جا بہ بین امیر با توقیر نے ممتاز کو ہی

کو زیر کیا ممتاز کو ہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اہالیان لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمائیے دوون کے واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر وچشم مین تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر کو ہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادوگر اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بیحیا آکر اُسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا بیہوشی پلاکر مجکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانہ مہلت مین ہم تمھارے قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کو ہی تو عاشق جمال بیمثال ہو چکا ہی کہا مین بندۂ بے زر ہون دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے مُنھ نہ موڑونگا ہر نوع ممتاز کو ہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کو ہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے کہ ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے ہین مثلث بر غزل مولانا عرفی شیرازی مصرع مومن بطور مثلث حسب حال

لذت نواست در دل شہا گریستن	خوش درخورست حسرت طوبی گریستن
پنہان طول بودن و پیدا گریستن	
مست بیحجاب دون زنہ یون جانگداز ہو	ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن	
منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے	من خود کنم کہ گریہ بکام کسی دلے
فی زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن	
ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار	گر کام دل بہ گریہ میسر شود زیار
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن	
حیران ہون کہ ربط گل و شبنم ای ہزار	بیدرد را بصحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا بود و دریا گریستن	
بیصرفہ ہائے رد کہ ہین کن بتون سے خون	عمرم بہ گریہ ہائے ہوس صرف شد کنون
عمرے تبازہ باید دم دوا گریستن	

	ای شیخ سیر بندہ و خلد برین پرست		گاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
	تا کے زشوق سدرہ و طوبیٰ گریستن		
	لاکھون تباہ حال ہین اشکبار ایک		ہر کس کہ ہست گریہ بجالش دلست لیک
	تو ان بہ عالمے تن تنہا گریستن		
	مومن یہ کہدے جائے کہ ہو گر بہ دل فراق		عرفی زگریہ دست نداری کہ در فراق
	دردت زدل نمی برد الا گریستن		

جبکہ ہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوش رُبا مین پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہی کہ نام اسکا قلعہ شعلہ بار ہی وہانکا حاکم و ناظم ہی طرف سے افراسیاب جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سُنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی کتنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی اُنھون نے کہا حضور شاہنشاہ ہمن کو افراسیاب نے براے مدد خداوند تقاروانہ کیا تھا ایک صحرا مین جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان برائے خکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے نام ہمن جو سفاک شعلہ بار نے سُنا بے اختیار ہوکر سر دھنا کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہی ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست ہی ساتھ والون نے کہا نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت و شان مالک اسم اعظم خدائے نادیدہ ہی گرم سرد عالم چشیدہ ہی بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے مکر و دامہ و دشمش کیسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سُنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ ہوش ربا مین نہ لیجا ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بنا چندل کی لکڑیان منگاؤ مرگھٹ پر چلکے جلاؤ مین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجکو صورت میرے بھائی کے قاتل کی پہنچواؤ اسم اعظم بند کرکے اگر آتش قہر و غضب مین نہ پھونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسوقت اُس ناری کو اُسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کرلیا اُڑا ہوا جاتا ہی بیان صاحبقران زمان ممتاز کو ہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوے بہت جلدی ہی کہ اپنے کو بہ تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی ایسا ہو کہ کوئی فتور برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب یہان سے کوہ عقیق

پانچ منزل ہی کل سے انشاء اللہ دو منزلہ کرینگے جلد سرکار کو پہونچا دینگے وہان لشکر مین بادشاہ اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران تہمتن گھبرائے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا غلام بہت گھبراتے ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن عمرو کو بلا کر حکم دیا جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف نہ لانا مقام تردد و انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمائیے جمال جہان آرا مشتاقان باوفا کو دکھلائیے جواہر بن عمرو اسی وقت بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لیکن امیر اسی منزل پر فروکش ہین ممتاز کوہی نے میر لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے حضور نے راستہ فراموش کیا ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ تمہارے مقابلہ اور حضور کا لشکر مین نہونا مقام تردد ہی پھر دن پچھلا باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ دنگل زرین پر جلوہ فرما ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے باذارین آراستہ کٹورا کھنکا رہا ہی لشکر مین چہل پہل امیر کو شراکت ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا یہ کیفیت تمام اس نیک انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے سر اٹھاکر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چمک زنی اس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی ہی زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر آگر شق ہوا دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج سر پر انگلیان چمکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران خرس طینت بہیمون خصلت ہر برہاے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوے اسی صحراے سہول خیز مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اترا یہ وہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران کی چلا تھا اترتے ہی اس لشکر بزنگاہ کی ہمراہیان ہمبن اسکے ساتھ ہین ان سب نے عرض کی دیکھیے قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ وحشم سے اترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو ملازمان ممتاز کوہی نے خبر دی کہ ای شہریار ہمبن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار برابر مقابلہ سرکار دولت مدار آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور نا چار ہی فتح و ظفر عطا کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا یہ فرماکر صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے لیکن کوہی نوسلم آمد ساحران کو دیکھکر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزارہا نکل گئے چلے ہونے لگے بعض نے کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پاؤن بیکار مجبور و نابود کیا کرینگے کچھ زور نہ چلے گا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سرداروں مین اسم ہی اور کمین

جا کر سیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین معاش سے مطلب ہین چار بیگھے کا ایک باغ ہے دس بیگھے کا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ گلے مین ڈالینگے مزدوری کرکے بوت اڈا کرینگے اناج بچے گا اُسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے ہین کیا مشکل ہے مفت مین حمزہ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جان دینا ہمسے نہو سکے گا اگر اسی طرح لڑتے مرتے پچاس برس کیونکر بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دلپر اثر کر گیا بولے جوتنے مین بڑا مزہ ہے دن بھر دوڑی کی شام کو ٹانگ پسلا کر سوئے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جا کر اپنے پیر کی درگاہ مین چڑھا دینگے بڑا ثواب ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیسا غداب ہوگا لشکر کو ہیبان مین ہنگامہ برپا گیا ہزار ہا چلے گئے چند کس مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہے اسی نور نظر نام بڑی چیز ہی لڑائی سے منھ پھیرنے والا بد تمیز ہے جبکا ٹانک کھایا جان اُسکا پسینہ کرے گا اپنا خون بہائینگے لڑ بھڑ کر مر جائینگے جیہا در دیکھے گا آفرین کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سورما تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ کیفیت تھی لیکن سفاک نے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزہ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا اس سردار کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مار یہ خون بالا بالا نہ جائیگا اسکے خون کے معاوضہ مین تا کو عقیق گلزار سلیمانی خون کا دریا بہا دونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سن لینا اس قوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ جواسیسان لشکر ممتاز کو ہی حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

تا سبزہ روئیدہ باشد باغ	گل رخ تابد چو روشن چراغ	آئین سعادت بنام تو باد	ہمسر کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہو کہ بندگان شاہنشاہی سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہے حقیقت مین ملعون آگ کا پتلہ ہے امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ جلے گا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کمدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت ایزدی طبل جنگی بجے یہ رو دگار معین و مددگار ہے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ممتاز نے عرض کی نہر ہانا فرد جان کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز فرد دانتشار کو دل مین جگہ نہ دو بلکہ تعقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن کو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت صبح سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح ہو اُنکا گھر ہے بلا تکلف چلے آئین مین اُنکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست سن لینا تمکو اختیار ہے ممتاز کو ہی ان باتون پر صاحبقران کی دعا کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض کی حضور

جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار و دوبہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا اس بیحیا نے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور ہی کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کردن اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اس پتلے کے نصب کر رہا ہی آنکھون کو باقی رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقہ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اسکو شیشے مین اتارا منھ شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے کر گیدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان پشت اشقر پر سوار ہوے ممتاز کو ہی ساتھ ہی اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سرفروش بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہی باطمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین آیا سلح شوری دکھلائی گولے آسمان پر پھینکے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے اہالیان لشکر ممتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین کہتے ہین کہ دیکھین اس بیحیا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین ادھر سفاک آتش بار نے گینڈے کو روکا دنتک دیتا جاتا ہی نام سامری و جمشید کا لیتا جاتا ہی بیحرف و خطر پکار کر آواز دی کہ یا زلزلہ قاف ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئیے فنون سیاہ گری دکھلائیے ہمین کا خون جوش مار رہا ہی اسکے معاوضہ مین قیامت برپا کر دونگا خون سے بیگانا ہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہو فوراً شقر ویوزاد کو برے سے نکالا ہر چند ممتاز نے عرض کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریاے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس پر نثار کرینگے اسوقت صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز واقعی تم ایسے ہی شیر ہو مگر سمجھو تو کہ یہ ساحر مکار ہی اسکے سامنے تم جا کر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اٹھا کر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و شان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کردون نیچہ ہاے بغل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کردون طرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو	دیگر	یون وہ اڑ جاے کہ جیسے سر آتش زبیق
غصہ یز فکر بھول کیا ڈھنگ چال کا		ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

اس عظم وشان سے صاحبقران زمان مرکب بادرفتار کو اڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ بار پیچھے ہٹایا سامری کمکے طرف صحرا کے گورمارا سب نے دیکھا کہ اک کی شم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک جوان سیاہ رو کریہ منظر خوک پیکر دور کا بے گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیر خواہ حمزۂ عرب کو ٹوک لے مدتون تیری خدمت کی تھی وقت خیر خواہی ہو دشمن کے لیے تباہی ہو وہ بجیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیغ طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا رد کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ عقرب کا لگا یا اُس خود سر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھا دیا آہن کچھ سر تھا تیغہ عقرب سلیمانی اُسکے سر پر پڑا سر اسکے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب گذری صندوق سینہ پر جا کر رکی تفس جسم خاکی ہوا لڑکھڑا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا تفس سینہ سے ایک طائر ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا رنگ روے صاحبقران یکایک متغیر ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اُس طائر ہفت رنگ کو آواز دی سات چرخ گرد سر امیر لگا چکا تھا آواز اپنے مالک کی سُنکر زمزمہ سرا ہوا شیشہ مین کُندے باندھکر اُتر پڑا سفاک شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی نوید یار و اسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کر دسلمانون کو گھیر کر مارو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا حقیقت مین طائر کو دیکھکر رنگ روے صاحبقران اُڑ گیا چہرے پر اُداسی چھائی ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہونٹھون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا حقیقت مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین صاحبقران کے پاس نایاب ہین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہی کہ جب صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہی اس ساحر کا عقاب نام تھا اُسنے کہا مین حمزہ کو مارونگا سحر کرکے گرفتار کرونگا لکھا ہی کہ اُسوقت بزرگان دین نے آکر صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھا عقاب جادو کو مارا بعد ازان عقاب و قارن دیوبند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران ملک کبروتیہ پر پہونچے بختیار شاہ کبروتی کو مسلمان کیا اُسنے مین صحبت مین امیر سے رو در کر کہا ایک فرزند میرا نوجوان صاحب شوکت وشان حسین وخوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آبہوان مین جا کر قید ہو گیا ہی اُسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران برائے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ

دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا بہرنوع صاحبقران اعظم صاحب شوکت وحشم رازدار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت یہ ہی کہ ساحر سحر کرکے زبان پر قبضہ کرتا ہی زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہی تحفۂ دیگر کامل واکمل حرز ہیکل مصنف نے اسکے ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران دام الجبال وعنظلی آباد کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در بند فرعونیہ پر حسب

شہنازِ جادو سے مقابلہ پڑنے شب کو امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے آپ کی سخاوت کا شہرہ سُنا ہی ظاہر ہی کہ آپ مجاہد راہ خدا مین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے جسکو پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو عطا فرمایئے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہی حکمانے بتایا ہی کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آئے پانی مین دھو کر وہ آب نایاب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پائے پس راہ خدا مین وہ تحفۂ کامل واکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمایئے مین بوقت سحر لاکر حاضر کرونگا راہ خدا کا نامنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اُس درویش مکار کو دی اُسنے آواز دی اوحمزہ منم ولنوازجادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہنشاہ جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تمکو قتل کریگا اس مقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کرب غازی جاکر طلسم عجائب کو فتح کرتے مین تب حرز ہیکل دستیاب ہوتی ہی مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہی کہ سفاک شعارہ بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہی حرز ہیکل کے گلے مین صاحبقران کے موجود ہی اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ رو متغیر زبان مین لکنت جب ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے مغلوبہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر وحیران تیغۂ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا ہاتھ دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی نے واسن دولت چھوڑا جرأت نے منھ موڑا اس حال پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کو ہی وغیرہ جی وار کرکے جا پڑے ساحرون سے بہ جرأت وشوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی حاکم در بند طلسم ہوشربا فن سحر وساحری مین یکتا ہی کوہیون کو کپ مانتا ہی غیر ساحر اگر فیل مست ہو اُسکو پشہ سے بھی کم جانتا ہی ایک گولہ اُٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لکھا سا برکے دھوان بلند ہوا ممتاز کو ہی وبہرام گردبن خاقان چین ومقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن وپہلوانان بیلتین کے اس دھوین سے نابینا ہو گئے بیقرار ہو کر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو بیکس وبے بس کرکے گرفتار کر لیا اب صاحبقران زمان یکہ وتنہا رہ گئے اسم اعظم بند دل دردمند لیکن لڑائی مین مصروف اس

حال مین بھی کوئی اس شیر کے مُنھ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بار نے جو دور سے دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف برات مین وہی شرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر بڑھتے ہین منگا نہ تلوار کھینچا جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ نخل مین آتے ہین اسنے پکار کر آواز دی او نامرد دمین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے بیرون نے مجکو خبر دی ہو کہ گلے مین حمزہ کے حرز میکل موجود ہو اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرات کم مزاج برہم اُسپر بھی کس شان و شوکت جرات و ہمت سے لڑ رہا ہو بلوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کرلو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھ کر جمیعت قصد ہوا ایک مرتبہ چہار جانب سے جا پڑے ان اسوقت امیر باتو قیر کو اک عالم یاس جو اداس باوجود صبر و جبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز با یاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

مخلصی کب ہو کہ مُرغ روح قید تن مین ہو
جان بدن مین ہو بدن آغوش پیراہن مین ہو

رو رہا ہو وہ بھی میرے اضطراب اشک پر
کوئی آنکھون مین تڑپتا ہو کوئی دامن مین ہو

انقلاب ایسا دکھا ہی لطف قاتل آج تو
زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہو

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہو گا وہی طوق آج جو گردن مین ہو

خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہو

بعد مردن آرزو مین خاک سے پیدا ہو مین
میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہو

خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر
میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہو

گل ہوا جب غنچۂ شرم تو عرق سی پھر کہان
شاہد روپوش ہو جب تک کہ پیراہن مین ہو

لگئی یہ خاک کسکے حسرت پابوس مین
اک بگولا سا مرے گرد قدم تو سن مین ہو

باغ ہستی کی ہوائے سرد پھر کیا اے نسیم
ہو گا یہ مردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہو

یا صاحبقران جو گل باغ دھر مین کھلا ایک دن اُسپر خزان آنا بھی ضرور ہو باغبان قضا و قدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہو زمانے کا رنگ آہ
معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیر خوار ہو دہن بھی کھلنے نہ پایا باغبان بدعت صرصر غم نے اس غنچہ کو گرایا گویا طفل شیر خوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شاد ہونے پائی بوقت سحر گاہجین نے دست درازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ جوانی سے حاصل ہو گیا اب پھل پر دست درازی ہو گی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا مثل اسکے کہ

انسان ضعیف ہوا ہاتھ پانون بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی انجام یہی ہی مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست ۔ آخر دو گز کفن دو گوشہ قبر دنیا کا یہ مآل ہی مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور ہی اس امر کا خیال آیا قلب تھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن تک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی مجبرا ممکن ہوا افسوس کہ یاران باد فنا نے مٹی نہ دی ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل مرحمت فرمائے جہاد راہ خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یکہ و تنہا دام حسرت و یاس مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت لطف عیش و عشرت فوت یکایک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژدہ دیا کہ اے غریق دریاے مصیبت و اے گرفتار رنج محیط آفت کیون گھبراتا ہی شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید کہ ہراسان نشود ۔ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کردہ خالق کونین باني بناے عالم ناخداے کشتی دو جہان تیرا بیڑا پار کریگا کرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژدہ سنا یاس و ملال خود بخود دفع ہو گیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان کے سر اٹھایا عرض کی اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تونے میرا ناز اٹھایا مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا نوشیروان ایسا بادشاہ عالیجاہ نہیب شمشیر سے اس گنہگار کی تھرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسراے عالم کفر مین دبکر مرا لقاے بے بقا دعوی خدائی پر مغرور شیشۂ دماغ بیحیا کا شراب کبر و نخوت سے معمور فوجین بے سردار ان خرس طینت متکبر کے گرد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے شکست دلوائی اس قطرہ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون یقین کامل ہی تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہی کہ تیری صفت کردن بنظم

فروزندۂ ماہ و ناہید و مہر	ز نام و نشان و گمان برتر ست	نگارندہ بر شدہ گوہر ست	خداوند گیہان و گردان سپہر
نہ بینی مرنجان دو بینندہ را	نیابد بدو نیز اندیشۂ راہ	کہ او برتر از نام و از جایگاہ	بہ بینندگان آفرینندہ را
نیابد بدو راہ جان خرد	خرد را و جان را ہمین بس بداد	در اندیشہ شخنہ کی گنجداد	سخن ہر چہ زین گو ہران بگذرد
میان بندگی را نیابد یہ بست	خرد گر سخن بر گزیند ہمی	ہمان را گزیند کہ بیند ہمی	ستودن نداند کسل و را سزست
بفرمان ہا ژرف کردن نگاہ	تو دانا بود ہر کہ دانا بود	ز دانش دل پیر برنا بود	پرستندہ باشی و جوینده راہ
			ازین پردہ بر تر سخن گاہ نیست

بہتیرا اندیشہ دلا رہا تھا بیت دیگر	اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے	مجھ عاجز خستہ کی مدد کر
عصیان کے حجاب ہوں منظر	عصیان کے حجاب سب دھوئے	دامن گل آرزو سے بھر دے	یہ جو بیقرار ہو کر صاحبقران نے

تے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لمحہ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوے اب کل ساحرون نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون دیوان ہیبتناک سبھون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیر دل و غازیان جرأت پسند جوانان تنومند سوار سر بسر اس نقابدار عالی وقار کے ایک بازو سفید سایہ افگن مثل برق تڑپ رہا ہی پہلو مین عیار طرار خنجر گذار قنطورۂ زربفتی پتیا وہ سفر لاتی گوبھن عیاری سے درست و چست و چالاک بیباک طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر مگس رانی کھڑا کر رہا ہی رعب و داب و سطوت و صولت تہور و شجاعت مثل جاگران کمتر ین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اپر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صدہا نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی عرض کی اے صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلاے رنج و الم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اُتار دو کل دیو زاد زمین پر اُترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے نگاہون سے مخفی ہو گئے لیکن عیار طرار نے مرکب سہ چشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے رکاب سعادت انتساب مین پانون رکھا خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو جیسا کہ مرکب سہ چشمی صاحبقران کے پاس موجود ہی ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین پوش کے زیر ران دیکھنے والے حیران ساٹھ ہزار جوانان شیر دل صف شکن تہمتن غازی و مجاہد پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آگئے اپنے آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار نے مرکب کو جھمیز کیا اشہب تیز گام کلائیان مارتا ہوا طرارے بھرنے لگا بادمرصر سے کہتا ہی اے غاشیہ بردار ہوشیار میری ہواداری کر دم تبر دی کا نہ بھرنے کیے ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اے جوانان شیر دل مخزون ملحوظ نمونا مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک ہونا مناسب نہین اُن جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نہ کرینگے اگر دریاے آتش ہوشتاوری کرین آب تیغ بیدریغ سے شعلہاے سرکش کو بجھا دینگے نارپون پر برس پڑینگے یہ ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان مکارون کو خوب پہچانتے ہین حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ شیرانہ کیا باشیدا سے کفاران بیحیا و اے

تا بکاران پر دغا ہر کہ داند داند واگر نداند فبا سند منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر مسخر کن بحر و بر یا صاحبقران اعظم نہ گھبرائیے گا یہ عبد ذلیل رب جلیل برائے مدد بندگان عالی حاضر ہی ہر چند کہ ہماری کیا مجال ہی حضور ایسے صف شکن تیغزن کی مدد کرین یا کوئی بلا روکرین حضور تو خود اہل اسلام کے مددگار ہین بادشاہ ذوی الاقتدار ہین خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے آپ کے نام نامی اسم گرامی سے شرف دین خلیل الرحمان ظاہر ہوا نام رب اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و انکسار زبان معجز بیان سے فرما کر بصد کروفر فوج کفار پر آکر گرا صاحبقران زمان نے سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا اپنے کانون سے سُنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر سحر کرتا ہی نقابدار اسم اعظم بفصاحت و بلاغت پڑھکر اُسکو باطل کردیتا ہی اگر گولہ ساحر کا بلند ہوا باز سفید مثل برق بلند تر پایا اُس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پر پڑا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران حیران ملاحظہ فرما رہے ہین مگر زخمون سے چور چور غیرت نے دامن تھاما کہ مقام افسوس ہی یہ نقابدار تو اس طرح شوکت و شان دکھا رہا ہی اسم اعظم اسکو کیونکر حاصل ہوا سب صفتین صاحبقرانی کی اسمین موجود ہی معبود یہ کیا معرکہ ہی تیرے راز و نیاز مین کسکو دخل ہی صاف ظاہر ہی کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے صاحبقران کو تو نے پیدا کیا دیکھے اب انجام کیا ہوتا ہی یہ سوچکر ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری ہی آزمودہ ہی کہ یا نون ثابت قدمی کرین پشت لشکر پر بھی ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب وفادار تیرا رکاب مجبور و ناچار ہی باد رفتاری دکھا دے قلب لشکر مین پہونچا دے اے جرأت صف شکنی میدان کارزار کو ہلا دے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے اشقر یوزا دنے تیور بدلے طرارہ بھرا اُدھر تو صاحبقران بھی لڑنے بھڑنے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے سحر تو اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اگر ہالیان فوج اسکے مبتلائے سحر ہوتے ہین اسم اعظم پڑھکر اُنکو بچاتا ہی ادھر صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت اسم اعظم فراموش مثل تصویر خاموش نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ روے صاحبقران متغیر ہی عیار طرار سے کہا اے برادر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہو چکا ہی رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل بزردی ہی لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و ہمت سے ننگا نہ پلنگا نہ لڑ رہے ہین مگر مجبور ہین ساحرون نے بلوہ کیا ہی عیار نے عرض کی اے صاحبقران اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہی دیوان قاف کو للکارا فانی سلیمان لقب پایا انکے نام سے جرات کو فخر حاصل ہی مردان عالم کو تسکین دل ہی آفتاب آسمان جرأت یکہ تاز میدان شجاعت انکا مثل و نظیر نہین ہی انشاء اللہ حقتعالیٰ آپ کو بانہاے

صاحبقرانی دلائے اُسوقت لطف ہوگا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت وساعت پر موقوف ہی مین چاہتا ہون کہ مجھسے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو بسہولیت بانہاے صاحبقرانی ملجائین عیار نے عرض کی یہ امر بہت دشوار ہی یہ باتین کرکے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار کو بھی اپنی سحر وساحری پر غرور ہی دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کمین سے چند انچھر سیکھ کر آیا ہی مجکو شعبدہ سحر وساحری دکھاتا ہی نہین جانتا کہ منم سفاک شعلہ بار مصاحب افراسیاب نامدار چشم زدن مین اسم اعظم حمزہ عرب مین نے بند کیا تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہی ابھی آکے تیرا نام ونشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش پر جھپٹا گولہ سحر کا مارا زمین تھرائی کئی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے شعلہ ہاے آتش بھڑکے کتنے جوان آبروادار آتش سحر سے جل گئے صداے فریاد وواغیاث بلند ہوئی نقابدار زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا تبھر وغضب تمام طرف شعلہ بار کے پلٹا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اس طرح چرخ مارتا ہی جس طرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہی پنجہ ہاے آہنی چل رہے ہین پرون سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین کوئی اس راز سے واقف نہین کہ یہ باز کیا چیز ہی سحر ساحران کو دفع کرتا ہی دل وجان سے دم محبت کا بھرتا ہی اُس طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین طائر وہم وخیال اس سرار کو نہین پاسکتا کوئی مکار وغدار قریب نقابدار کے نہین آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے جھپٹکر گولہ مارا نقابدار عالی وقار نے بفصاحت وبلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پلٹکر زمین پر گرا کئی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحرون نے غل مچایا واہ میان قمر صاحب یہ تو وہی بات ہی کہ گانڈو ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب آپکا سحر تیار رہی ساتھ والون کو جلایا کتنے جادوگرون کو خاک مین ملایا یہ صدائین سُنکر سفاک شعلہ بار کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے ماش کے دانے نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر ہوکر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغہ سحر کمر سے کھینچا کہا ای نقابدار یہ تیغۂ سحر ساختہ سامری وجمشید ہی افسونگری کا بھید ہی اس سے بچا تو جانے یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا نقابدار نے تیغہ ہلالی پر گانٹھا لیکن اسم اعظم پڑھتا جاتا ہی ہزارہا شعلے بھڑکے کارد آہنی وخنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی شے نے تاثیر نہ کی نقابدار نے یہ جو اکمردی دار کو اُس نابکار کے رد کیا صداے تکبیر بلند کی آواز دی او مکار شعبدہ گر تو فریب زردی ضرب من نوش کن ۔ ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ دور مجنون گذشت نوبت ماست ۔ ہر کہ را پنج روز نوبت داد

آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو ضرب مردان عالم کا دھیان ہی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا مرکب چھلاوا بنگیا یا درفتار شیر شکار دور دو خوبیان سو سو تڑپ کے پہلو پر آیا دو بلاؤن نے بیچیا کر گھیرا اشہور ہی کہ آفت ارضی و سماوی سر پر تیغ تیز مرکب کی مہمیز یہ جا لاک وہ تیز اسنے برق کی تڑپ دکھائی تلوار کی چمک سے آنکھون مین چمک آئی اب کیونکر بچے بھاگے تو گھوڑا اسمون سے پامال کرتا ہی تیغہ برق تاب مثل بلائے مبرم سر پر پہونچا بجلی تڑپ کے گری و سیاہ نے سپر کو اُٹھایا اپنے بیرون کو پکارنے لگا ملک الموت کے سامنے بیر کیا تدبیر کرتے سر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا شب فراق کٹی تاج کو کاٹا بیجا محتاج بھی ہوا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دنبالہ تیغ برق مثال کا زمین مین در آیا فتح و نصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صدائے تکبیر بلند کی اتنا بڑا ساحر مرا صدائے ہا ہو بلند ہوئی شیشہ جھولی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اُسکو توڑا اسم اعظم صاحبقران زمان کھلا اب تو امیر باتو قیر تیغہ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے انکے ساتھ والے بھی ہوشیار ہوے یعنی ممتاز کوہی و بہرام گردین خاقان چین و مقبل خوش آئین یہ سب سرداران نامدار اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان صف شکن پلٹین تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھکر لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش سفاک شعلہ بار کو مار کر فوج شقاوت موج ساحران بے ایمان پر گرا دریاے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہی کہ صاحبقران تین پہر کامل فوج ساحران سے لڑے چونکہ اسم اعظم بند تھا انتہا کے زخمی بھی ہوے پھر بھی وہی شوکت و وہی شان وہی آن بان جب ساحرون نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہوا افسوس بھی مارا گیا لاش تلاش کرکے سفاک کی اُٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے قریب شام فتح و ظفر حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ استاد کر و ملازمان جانبازنے فوراً بارگاہ زرلفتی استاد کی چار سو نہرا کلس چڑھا ہوا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتا تھا اب گھوڑے سے کود کر قریب صاحبقران اعظم آیا برائے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی گلے سے لگا لیا جرأت و شجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکا کر عرض کیا حضور کے سامنے کیا مجال ہی جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران عالی مقام ہین آپ کے دم سے دین اسلام کا رواج ہی ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہی نہایت خاکساری سے نقابدار ملا کلمات عذر و انکسار زبان پر یا انداز نچھوائے نزر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین لایا صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہی یقول شاعر نظم

عجب بارگاہ و عجب گیردار	تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار	عجب بارگاہ معلے اساس	زقالین و جازم نبود اے اساس

ہزارہا دنگلہائے یاقوت نگار مرصع کار کرسیان بے شمار مقام صدر پر دنگل زرین بچھوایا اسپرلا کھا صاحبقران کو بٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران کو مقام معقول پر بھگہ دی اول ضاغان چابک سوار کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑھائین صاحبقران کو حیرت ہو کہ مرہم سلیمانی سوائے میرے کسی کو آج تک ممکن نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہو گیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہوا اشارہ ہوا فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان دُر در گوش مرصع پوش حسین و جمیل ماہ پیکر خورشید منظر سرو قد ذوفنون یاسمن بو آکر حاضر ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اُٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا کہ تین لاکھ نرہ ہائے دیو ہمراہ لشکر نقابدار زرد وش ہین مثل چاکران کمترین کاردبار مین مصروف اور زیادہ صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا اے پہلوان اس نقابدار کو پردۂ قاف سے بھی بخوبی تعلق ہو خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیوزاد بھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہو کہ اس جوان شیر دل نے گوشہائے پردۂ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہونے نہین معلوم کس راہ سے پردۂ دنیا مین آیا ہو اسم اعظم کا بھی حافظ ہو دل مین میرے خود بخود محبت کا جوش ہو حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہو بہرام عرض کر رہا ہو حقیقت مین حضور ایسا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان صاحبقران کو حیرت ہو کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہو کیا صاحبان لیاقت و خلق خلق فرمائے خبکا مثل و نظیر ناممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادۂ گلنار ساقی بچے سے ملوکر اپنے ہاتھ پر رکھکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا ساز لے آپسین ساز کرنے لگے پریزاد سامنے آکر موجود ہوے ایک عرصہ تک گت ناچی اہالیان محفل کی بُری گت ہوئی دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہوکر یہ غزل عاشقانہ بنسم کی شروع کی محفل مین ہوا باندھی

غزل

کیونکر اُٹھائے طرۂ رشک دتاک ناز	کافر سے نہ جائینگے ہمسے بلاکے ناز	برسون کے بعد میری برآئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوے ہین عاشقے ناز	کس کس مصیبتون سے ہوئی ہو نصیب بگ	کیا کیا اُٹھائے ہین شب غم ہین قضا کے ناز
کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ	ہوتے ہین کیا عروس چمن صبا کے ناز	عشاق جان فروش کے بھاؤ ہین رنگ ہین

گستاخ ہوگئے ہین تھالے اُٹھا کے ناز — اے دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھر مُنہ — سنتے نہین کشاکش روز جزا کے ناز
گنجایش عذاب دل زار مین نہین — کب تک نہ ہائین ظالم نا آشنا کے ناز — کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
لائے ہین آفتین ترے شرم و حیا کے ناز — بیہودگی ہی نالۂ و فریاد بیکسی — جز مرگ کون اُٹھائے میرے دعا کے ناز
توبت کرے ہے تا بقدم یار آ چکی — طولا نیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز — دیکھو ضرور بازنر اکت سے ہوگا رنگ
بیجان نہ اُٹھ سکینگے قدم سے خدا کے ناز — تن شعلہاے غم سے ہوا خاک اے نسیم — دیکھین گے اُستخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے — بتون کی زلف کا سودا ہے تو سر نہ رہے — عزیز دونون ہین دونون ہین ساتھ رہین
یہ بات کوئی نہین دل ہے جگر نہ رہے — ہمارے عین کی صورت انھین سے ہی اے دل — جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
سکندرے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھین ہین — بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے — خیال یار مین غافل کر اسطرح اے دل
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے — بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند — فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے — مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے — بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہو
اُدھر کو جاکے رہے دوسرا جدھر نہ رہے — کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ اے دل زار — ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے
جواد کہتے ہین سب بے یکھکر ہمین زندہ — زمین کو چھ جانان پہ جاکے مر نہ رہے — اس نازواد سے اُس مہجبین نے

ان اشعار عاشقانہ کو داد کیا محفل مین سناٹا ہوگیا صداے واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے ہین صاف ثابت ہی کہ پردۂ قاف مین صحبت ملکہ آسمان پری مین متمکن ہون حیرت مین آکر کئی مرتبہ سر اُٹھایا آنکھون نے ملکہ آسمان پری کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قریشہ سلطان کو دیکھتے ہین عالم محویت مین بول اُٹھے آج ہماری عادل قاف کہان ہی سلاسل پری نگاہ سے کیون نہان ہی نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہی حضور نے نیازمند کو سرفراز فرمایا ہی پردۂ دنیا مقام قاف نہین ہی صاحبقران اُسی عالم محویت مین سر جھکا لیتے ہین لیکن نازو کرشمہ نے پریزادون کے بیچین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تا نین بھرین کی پہرین وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض کی وقت نماز ہی امیر باتوقیر نے اُٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفین جمائین نقابدار نے عرض کی حضور ہی تقدم فرمائین نیازمندون کو نماز پڑھوائین امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھوائی پھر آکر صحبت مین بیٹھے دو چار جام واسطے خمار شکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت نقابدار زرین پوش اپنے دنگل سے اُٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی کچھ کہا چاہتا ہون امیدوار ہون

سماعت فرمائیں حضور نے مجھکو پہچانا ملک سیقولیہ پر بمقام توریج ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا لقا بھی وہان موجود تھا شاہزادہ ایرج نوجوان و دارا ب کشور کشا عام عصر مین تھے سب صاحبون نے آپ سے شرط کی کہ جو طلسم فتح کرے وہ صاحبقران عصر ہو سب اسی کی اطاعت کرین پس حضور کو یاد ہوگا کہ ایرج و توریج و لقا و حضور پر نور بتبدلے علامت طلسم ہوے آپ کا نیازمند بوقت قتل سرداران نامی لوح طلسمی لے کر آیا دیو کو مارا تخل کو قلم کیا طلسم کو بشوکت وسطوت درہم و برہم کیا اسی بارگاہ مین سب صاحب جلوہ فرما تھے مین نے اطاعت کا سوال کیا کوئی جواب نہ دے سکا سب صاحبون نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران نہین ہوتا جب ہمکو سر میدان زیر کروگے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبون نے یہی جواب دیا نیازمند چلا گیا اب حقیر نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہی ہفت زبان و ہفت علوم کا عالم ہی اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سر میدان حضور سے امتحان ہو بارہا سے صاحبقرانی ملین سب طرح کے حضور امتحان لین آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رجلیل لقاے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہو جائیگا تمام غدر مٹجاویگا اب حضور ضعیف بھی ہوے انتظام ملک گیری و جہاد راہ خدا جوانان صف شکن کا کام ہی حقیر کا از پردۂ دنیا تا بہ قاف جرات مین نام ہی ان کلمات کو سنکر رنگ روے صاحبقران اعظم سرخ ہو گیا رقین خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار تو نے جو آکر میری مدد کی ایک ساحر مقلوک کو مارا یا اس طلسم کو فتح کیا تھا اسپر یہ ناز اس ناچیز نے تو سات برس کے سن مین حشام بن عاقمہ خیبری کو مارا کہ جسکا لوے اریخ کا قد و قامت تھا بارہ برس کے سن مین مہم ہندوستان کو سر کیا لندھور سعدان ایسے پہلوان کو زیر و زبر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا دیو راہ دار و سمندون ہزار دست و دیو عفریت اور جنگ آہن شاخ و شش انگشت مرد اخوار و طمطراق گرز دندان کو مار کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا مین آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم حاکم بر و بحر کو کر و سوار پیدل بشمار ہمراہ تھے خلقت فاش دی کل ممالک پر اسکے قبضہ کیا بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو بادشاہ جابر و قاہر نہیب شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس مغرور کا گرد برد ہوا ایلیان سنجان سے مقابلہ پڑا گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش پیغمبر زمرد شاہ باختری کہ سات سو ملک کا حاکم ہی سالہا سال اس سے لڑا بدیع الزمان و قاسم میرے نور نظر ایسے ایسے ملک سنجان من

لڑے کہ گنجاب خواب مین بڑا تھا نام سے بدیع الزمان وقاسم نوجوان کے تھرآتا تھا عنایت
پروردگار سے جنگ ہفت صف سر ہوئی گنجاب بھاگا مین لڑتا بڑتا نابہ باختر پہونچا زمردشاہ باختری
دعوے خدائی کرچکا تھا زیرقیطول لقا ایک کرور جوراسی لاکھ سوار کی چھاؤنی تھی تین برس ملک
باختر مین لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اسکے قبضے مین کیے ممالک فرعونیہ ونمرار مثل چرخ
گردان بصد عظم وشان بغایت رب ودوجہان فتح کیے اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم
برپا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی اس عبد ذلیل سے لڑرہا ہی میرا نواسا شہسوار عرصۂ تازی
اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش رُبا ہی میرا عیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک
ساحران مین لڑرہا ہی قیامتین برپا کررہا ہی اگر بہرام فلک سے ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا
گوشۂ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک سیقولیہ مین کہا تھا
وہی اب بھی کلام ہی یخیف وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائے گا بانہاے
صاحبقرانی نپائے گا سات برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت
ہود زرۂ حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائی، ہین ان اشیا
کو یہ حقیر بے لڑے بھڑے کیونکر دے دیگا ای بہادر دانتون پسینہ آجائیگا میدان کارزار تھرائیگا اسطرح سے
جو صاحب قران نے فرمایا نقابدار تھرایا سر کو جھکا لیا مگر پھر دست بستہ عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان
مین چاہتا ہون حضور سے مجھے مقابلہ نہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور وطاقت کا ناز ہو اس سے
مجکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی ومردانگی زیر کرون بانہاے صاحبقرانی عطا ہون
اس زمانے مین شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان وایرج نوجوان کی دھاک ہی ان دونون
صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی دونون جوانان
صف شکن سے ایک دو مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی ومردانگی اٹھالون تب
شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجھکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی
بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیسا کسی سردار کی کیا حقیقت ہی مین خود اسوقت
موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اٹھے فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر نقابدار دنگ ہوگیا عیار سے اشارہ کیا
دیکھ اس ضعیفی مین یہ رعب ودبدبہ ہی آنکھون مین صاف شیر کے پنجے جلوہ گر ہین فی الحقیقت

سردار لشکر فتح و ظفر بین دوڑکر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا حضور گستاخی معاف فرمائیے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہوگی ابتو غلام نے آپ کو مہمان کیا ہی شرف خدمتگزاری حاصل ہوا ہی انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند امورات ایسے درپیش ہین کہ نیازمند کو پیش ہی بعد فراغ امور ضروری کو عقیق برآؤنگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران کو بہت بٹھایا خاطر و مدارات مین مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہین نقابدار زرین پوش مصروف خدمتگزاری جام مے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند پریزادان حور طلعت سامنے گا رہی ہین آواز مین سُریلی تبانے مین کامل دامن تھامے ہوے صاحبقران کا لفظ لفظ تبا رہی ہین نقابدار نے سردارون کو بھی اشارہ کردیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش مین صاحبقران اعظم کے فرق نہ پڑے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار طرار خنجر گزار جواہر بن عمرو نام در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نام جواہر بن عمرو سنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اسکو بلا لو معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ جمجاہ نے پریشان ہوکر ہماری خبر کے واسطے جانشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی عمر قطعہ آہی بخت تو بیدار باد ۔ ترا دولت ہمیشہ یار باد ۔ گل اقبال تو دائم شگفتہ ۔ بہ چشم دشمنانت خار باد ۔ پڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرا عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہین کچھ پہلوانان کوہی غنیم داران سلیمان عنبر بین مو بصد جستجو آمادۂ حرب و پیکار ہین کیا عجب ہی کہ طبل جنگی بجا ہو بختیارک مکار غدار ہر وقت درپے آزار ہی ساحرون کی طرف سے طلسم ہوش ربا کے آمد و جون کی شد و مد حضور کو اس قدر کیون عرصہ ہوا صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلکر بادشاہ جمجاہ کو خبر دو انشاء اللہ مین بھی لشکر تیار کرکے آتا ہون جواہر اسی وقت دعاے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران طرف نقابدار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے امتحان ہوجائے حوصلہ دونون مین نہ باقی رہے نقابدار اُٹھکر صاحبقران سے بمحبت لپٹ گیا عرض کی اے شاہنشاہ گیتی ستان اے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ بانہاے صاحبقرانی کا خواہان ہی لیکن ابھی بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہین کہ جنکا انتظام ذات پر تقیر کے موقوف ہی یہ نیازمند ابھی ملک گیری مین

مصروف ہی انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہوکر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور لڑونگا صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپ سے حاضرین ہین البتہ امتحان مین قاصرین نقابدار نے عرض کی ایسا نہ ارشاد ہو نیازمند شرمندہ ہوتا ہی حضور کا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی مردان عالم کو حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہی اب زیادہ مجوب نہ فرمائیے ہر نوع نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش امیر با توقیر سے رخصت ہوکر اسی شوکت و شان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیو زادون نے چہار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہاے سُرخ و سفید کے پھریرے کھلے نقارہ ہاے زرمی پر چوب پڑی سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام و مقبل و ممتاز کو ہی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین اس نقابدار عالی مقدار نے کل اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت و شان سے نقابدار بنکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشہ جرأت نے سامان عظم و شان صاحبقرانی مہیا کیا ہی حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہی دریاے شرافت کا بے بہا در ہی بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچائے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی لشکر تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اسوقت ممتاز کو ہی نے سامان سفر آراستہ کیا بہ کیفیت تمام و بہ خیر و عافیت مالا کلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ و وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان ہزر بیشۂ جرات یکہ تازمیدان شجاعت گوہر آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسدبن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہی — پیری مین شباب کی ہوس ہی — حال اسد و عمرو ہی تحریر — ہو موج شراب تیغ تقریر
مصروف دعا ہی وہ خردمند — ہی قصر امان کا آج دربند — عیاری خواجہ سبک رو — لکھنے مین قلم کو ہی تک و دو
ای ساقی مہر و گل اندام — دے جام شراب عیش انجام — رندون کو ہی اشتیاق باقی — کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
بینای قلم ہی برسر جوش — کردے مے سرخوشی سے مدہوش — ساقی رخ لالہ فام دکھلا — سُرخی شروع شام دکھلا
دکان کی آبرو بڑھاوے — کنڈی در تو بہ کی چڑھاوے — مہ مہر ہو غرب جام بنجاے — پیمانہ چراغ شام بنجاے
میخوار پیین شراب بیٹھے — اس طرح پہ آفتاب بیٹھے — ہو دیدۂ رند مست گردون — پھوٹے شفق سراب گلگون
دیکھے مرغ کباب اندھیرا — لے سبز کی شاخ پر بسیرا — جوبن ہو جو دختر عنب پر — بنجائے بط شراب شب پر
ساغر مین بھرے شراب انگور — پائے قمر آفتاب کا نور — دن ڈھل گیا آفتاب دو با — دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا

افعی سینہ نگل گیا من
مدفون ہوا ظرف مزین مین
پردے مین عروس شام نکھری
دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
گھنگچی سُرخی سے آسمان ہی
تشبیہ ہی اور ہاتھ آئی
فارغ ہوے کام کر کے فردور
گردون کا ستارہ ہو گیا ماند
طائر لیسنے لگے بسیرا
حالت ہوئی نور روز کی غیر
اس فکر مین دام مین بچھاے
ہر ایک کو ہی انتظار شب کا
ٹپکی پڑتی ہی رال لب پر
غازہ گالون کو چوستا ہی
افشان ماتھون کو چومتی ہی
ہوتی ہین لگاوٹون کی سین
تیکھی چتون سے کرتے ہین وار
روغن کیے گھر قمر کی صونے
مسجد مین بہار چھا رہی ہی
پھول اُٹھے نہال شمع مین پھول
ہل ہل کے نہالان گلشن مین
بے مہری نازنین کے مارے
دزدون کو ہی بیش بھر کی راہ
کب تک یہ افق سخن سرائی
کیفیت داستان رقم ہو

محرم مین چھپا کسی کا جوبن
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
چہرے پہ جہان کے رنگ بکھری
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
پھولی ہی شفق کز عفران ہی
پھیلا کوئی پنجہ حنائی
آنکھین ہوئین شیر ونکی پر نور
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
ڈالا ہی مسافرون نے ڈیرا
نکلے ہین تماش بین پے سیر
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
مسی پہ لگا ہی دانت سبکا
ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
شانہ بالون کو چومتا ہی
مہندی ہاتھون کو چومتی ہی
سب ہین نازو ادا کے بسین
نیچی نظرون سے ہوے ہین پیار
پڑتے ہین پلنگ پر بچھونے
غل بانگ اذان مچا رہی ہی
سندھیا مین ہوے ہین مشغول
خوشبو پھولونکی سونگھتے ہین
گننے لگے جگنو ہین تارے
ماہی ہی زمین منت وماہ
خاموش زیادہ رات آئی
شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

خم مین پنہان ہوا فلاطون
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
جھاڑی مارسیہ نے کیچل
ہان پان کا شک لب حسین پر
دو وقت بہار مل رہے ہین
ہر گھر مین ہے چراغ روشن
ٹوٹا زخم جنون کا ٹانکا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین
سرمہ سے نگاہ لڑ رہی ہی
مکروں پہ ڈٹا ہوے ہین
بوسہ لیتا ہی پان لب کا
گردون کے جھلک رہے ہین جگنو
جوبن پہ نگاہین مارتے ہین
باطن مین قبول آشنائی
حوضون مین کنول کے پھول سمٹے
پڑھتے ہین نماز شام دیندار
پھولون سے صدا ہی عنادل
قمری غم سرو سے ہی بیتاب
پروانے مراد پا رہے ہین
تانین مطرب اُڑا رہے ہین
ہین طائر باغ نغمہ پرداز

شیشے مین بھری شراب گلگون
بلبل کو بنایا دام نے صید
آنکھون مین بسی شبیہ لیلا
گل ہو گئی آسمان کی مشعل
سیندور کا ہی گمان جبین پر
غنچے تارون کے کھل رہے ہین
جگنو نے دکھائے داغ روشن
دامن پھٹنے لگا کتان کا
خار کف پا نکالتے ہین
ڈورے عطلب کے ڈالتے ہین
آنکھین کمرون پہ سینکتے ہین
دنبالہ پہ آنکھ پڑ رہی ہی
جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین
محرم کو نہین لحاظ ادب کا
محرم مین چمک رہے ہین جگنو
عشاق پہ سین مارتے ہین
ظاہر مین ظہور بیوفائی
زنبور سیہ کنول سے لپٹے
روزے کرتے ہین لوگ افطار
ٹھنڈا ہوا کبک باغ کا دل
سرخاب سے چھوٹتا ہی سرخار
شمعون سے لگن لگا رہے ہین
گورے بنگال گا رہے ہین
ہی شور کسی جگہ کہین ساز

جادۂ منازل رموز بلاغت صحرائے ہوش رُبا مین یون سرگرم قطع منازل وطی مراحل ہین شعر مصنف
بیا ای خردمند فرخندہ پے ۔ کہ سازیم این جادۂ سحر طے ۔ ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق مین
تحریر ہو چکا ہو کہ فاتح طلسم ہوش رُبا جرأت وشجاعت مین یکتا نامی ونامدار اسعد عالی وقار بعد فتح دربند
تہمورث ماہ براے حصول مطلب دستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع وخشوع مصروف
عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہو ای بانی بناے لوح وقلم وای حاکم وناظم ملک ہستی وعدم واسطہ
بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش رُبا کہان ہو جبکہ تین پہر کامل شاہزادہ تڑپا یا باب اجابت
وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ عین عالم خواب مین دیکھا کہ درہاے آسمان وا ہوے
ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار قریب شاہزادہ کے آیا اسعد نے اُٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے
مشرف ہوا حضرت نے پوچھا ای غازی وای مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار واشکبار
ہو عرض کی تلاش لوح طلسم ہوش رُبا مین حیران ہون پاے جستجو کوتاہ لب پر نالہ وآہ ہزارہا
بندگان خدا مبتلاے مصیبت گرفتار رنج ومحنت ہین اگر لوح طلسم دستیاب نہوئی افراسیاب بدکردار
ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا امیدوار ہون مقام ونشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بفرحت
وانبساط ارشاد فرمایا ای نورنظر وای مطیع حاکم قضا وقدر بوقت سحر مسلح ہوکر طرف مشرق کے جانا درہ کوہ
مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہو نام اُسکا پیر عبادت گزار ہو اُسکی خدمت مین جانا
وہ بخوبی مقام ونشان لوح طلسم ہوش رُبا تعلیم کریگا بموجب ہدایت درویش جگر ریش کا رہنمود ہونا یقین ہو
کہ انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچا اسعد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہی
ستارۂ سحری چمک چکا ہو فوراً اُٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا ملک اخضر وشاہزادۂ صندلان
صندلی پوش ودلکہ گوہر جادو سرداران طلسم کشا شب بھر بیدار رہے اب جو صداے تکبیر عبادت
خانے سے آئی سمجھے شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہو گوہر مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و
مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کرکے سب عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین
مشغول ہین شاہزادے نے سرداردن کو دیکھکر سلام پھیرا اُٹھے کو بوسہ دیکر کاندھے پر رکھا سردارون کی
جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان ویا ماہ عالم افروز وخشان
ہو چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسعد نیک خصال پھرے عرض کی حضور
بشارت ہوئے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معمور ہو مذہب حق کی
بزرگی کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہو اسعد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف

لائے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین برائے تلاش جاؤنگا یہ فرماکر سجادے سے اُٹھے
بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے کرہمت چست باندھی سرداروں نے کہا ہم بھی ہمراہ چلین
فرمایا تنہا جانے کا حکم ہی کہ یکایک چوبدار نے ٹہرکر عرض کی حضور کا عیار مہتر ضرغام شیر دل
در دولت پر حاضر ہی نام ضرغام سُنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد ہمارے یار
وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ضرغام نیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا دوڑکر
قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رو دیا اسد نامدار نے سر اس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا اے
برادر مقام خوشی کا ہی تم نے ہمکو بجز دعا فیت دیکھا بڑی سرگردانی اُٹھائی طلسم صندل پر پہنچنے
کی امید نہ تھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا بیان اکثر مہر و ماہ جادو کو
قتل کیا اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیابی ہے مگر تم یہانتک کیونکر پہونچے عرض کی
کہ مین اور مہتر قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو رہبر کامل نے بعد
خرابی بسیار یہان تک پہونچایا نشان منزل مقصود بتایا شکر ہی آکر مشرف ہوا اب حضور کے ہمراہ چلونگا
قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام نے عرض
کی بسم اللہ حضور جلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سرداروں سے فرمایا کہ ہمارے واسطے دعاے
فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا رہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلہ جات طلسمی توجہ ہوگی
سب نے ہاتھ اُٹھاکر دعا مین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت صحراے ہول خیز
وحشت انگیز برائے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیر دل شاہزادے سے سو دو سو قدم الگ
زرغہاے نخلستان مین چھپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت نہو لیکن بعد جانے اسد
نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی
صحراے طلسم ہوشربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے کے پاس تحفہ طلسمی نہین ہی اسوجہ
سے دل تردد منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی
جرأت سے تلوار کھینچین گے ساحرون کے آگے جرأت و شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ آشفتہ ہین
عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ راے سب کو پسند
آئی ملکہ گوہر نے کہا اے شہریار مین بھی چلون اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی
اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی میرے ساتھ دینے کا ارادہ نہ کرے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ
کیا سحر کرکے پرواز پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمایش اس

بزرگوار والا تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اُترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ
باریش سفید بوریائے پر جلوہ فرما پیشانی پر گھٹا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہا ہے
جیسے ہی شاہزادۂ اسعد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا اے دُر دریائے سیادت و نجابت
و اے اختر آسمان سطوت و صولت ہزبر بیشۂ شجاعت و اے نہنگ بحر جلالت خوش آمدی وصفا
آوردی شعر مصنف
گر بر سر و چشم من بیائی ۔ بر قلب نہم کہ کیمیائی دیگر
گر بر سر و چشم من نشینی ۔ با نزہت بہ کشم کہ نازنینی ۔ اے شاہزادۂ عالی وقار ہمتو مدت دراز سے تمہارے مشتاق تھے جن بزرگوار
نے تمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردۂ بزرگان دین جوان خوش آئین
تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح سمجھا دینا آیندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہونا ہی وہ ہوگا کہان عرصہ کیا
اسعد نے جا جھک کر ملوں قدمبوس ہوں اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا اے
شیر بیشہ صاحبقرانی و اے تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہی تمھارے بندگون کی ذات سے نام
یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر شہر و دیار سے صدائے تکبیر کان مین آئی
یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ماحضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا اے اسعد نامدار یہان سے کوس بھر پر
صحرا مین ایک نخل چنار ہی بوقت سحر اُسکے عقب مین جاکر مخفی ہونگاہ اُٹھاکر دیکھنا سامنے چشمۂ آب
صاف و شفاف ہی بروقت طلوع نیر اعظم ایک نرگاؤ گوزنۂ صحرا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین مُنھ
کھولے ہوے قریب چشمہ پہونچے گا جب وہ قصد کرے کہ پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بتعجیل تمام اک تیر
مارنا کہ پشت کو توڑکر پار گذرے سرکش سم جائے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گرکر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب
اُسکے پہونچا جلد اُسکو قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوش رُبا
برآمد ہوگی ایک صندوقچی ہی اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آیندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہی بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن اے شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر رہے
کہ یہ حوالی طلسم ہوش ربا ہی ہر طریقہ یان کا ہوش رُبا ہی جا بجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی بصورت
دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہی آیندہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ بیشک آنی ہی نقاش ازل کی تحریر مین حکیمان دوربین کو حیرانی ہی عرصۂ
دراز تک شاہزادۂ اسعد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان مہمان رکھا بعد فراغ نماز ہزبر بیشۂ خضرا
یعنی سہر جہان پیما برائے شکار داخل صحرائے فلک مثیلی حصار ہوا اسعد غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے
رخصت ہوا صحرا کو طی کرکے عقب نخل چنار مخفی ہوا چشمہ آب تایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی آسین جوش

مار رہا ہی ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک نرگاؤ قوی جسیم پیدا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوئے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہی صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو مین بیتاب فاید کئی دن سے بے آب ہی اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا گمان کیا نی کو دوش سے اتارا تین بھال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا پٹھے پر اُسکے ٹیڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گاؤ آتش بار جادو بود وہ نرگاؤ تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ تڑپا قریب نرگاؤ کے پہونچا تیغہ بیدریغ کھینچکر ہاتھ مارا سر اُسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان تھا برآمد ہوا دیکھا ایک صندوقچی اُسمین سے نکلی اسد نے خوش ہوکر اُٹھائی دور سے ضرغام شیر دل بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقائے نامدار نے نرگاؤ کو مارا ہی اور کوئی شی اُسکے شکم سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا ای شہریار مبارک ہو کیا شی پائی غلام بھی آگاہ ہوا اسد نے پکار کر کہا ای ضرغام درویش دستگیر نے جو نشان ہمکو تبلایا تھا وہ ٹھیک ہی اس صندوقچی سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہی ابھی صندوقچی کھولی نہین ہی فلک کجرفتار تو ہر وقت در پی آزار ہی شادی و غم تو ام ہی قضا پر ہجوم غم و الم اگر لحہ بھر کوئی ہنسا سا لہا سال رویا بموجب ابیات نظم ذیل پر

ورق دہر ہی مجموعہ پریشانی کا — نقد ہستی ہی ازل سے گرد وام قضا — عارضی ہی ہمین یان کی کسی شی کو ثبات
ہی فنا عین بقا اور بقا عین فنا — جانتے ہین جنھین آرام دل و راحت جان — سبھی بیگانے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
یان کی باغنے ہین سب اپنی غرض کے بندے — بات بگڑے پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا — ہی بہار چمن دہر خزان کے مانند
نہ گل و لالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا — کیا ہوا جام جم و فر فریدون ہی کہان — اُڑ گیا تخت سلیمان بسر دوش ہوا
چار دن چاہو سویان کرو کہ انجام ہی خاک — لحد تا رہی آرام گہ شاہ و گدا — یا ورو مونس و غمخوار جہان کوئی نہین
نہ تو ہی قائم و سنجاب نہ فرش دیبا — نہ جہان کوئی گزندون سے بچانیوالا — نہ جہان خاک کوئی تن سے بچڑانے والا
نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری — نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضائے صحرا — شب تنہائی و تاریکی زندان تنگ
یاس و امید سے چھوٹینگے نہ تا روز جزا — الحذر الحذر ای دا و یوم المحشر — تجھ سوا کوئی نہین ہی ہوس مضطر کا
بارغم سر پہ ہی پشتارۂ عصیان پر دوش — حشر مین توشۂ راہ زاد سفر جرم و خطا — کوئی دنیا مین نہین یرو سرا تجسا یا یوس
وای بر حال من خستہ دلا افسوس افسوس — دنیا مین کسی طرح راحت نہین جستجو کے کامل کرکے صورت کو ہر مراد دیکھی

سمجھے بھی نہائے کہ یہ کیا رنگ ہی گردش فلکی سے دل تنگ ہی چشم زدن مین کیا رنگ بدلتا ہی اسد غازی اچھی طرح شاد نہونے پائے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہی اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہی ایک ہاتھ مین

کنجی ہی چاہتے ہین کہ راز سربستہ کو کھولین یکایک صحرا سے صدا آئی اے شیر بیشۂ صاحبقران واہ صاحب عظمت و شان
ذرا تامل فرمائیے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپ کو جو کچھ تعلیم کیا ہی ایک نکتہ اُسمین باقی رہگیا ہی وہ بھی
ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہدایت صحیح نہ کریگی اسد نامدار نے
سر اُٹھاکر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادۂ اسد نامدار کو شرم آئی
نہایت ممنون و مشکور ہوے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا
آتا ہی ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یا رموافق ہی عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سوچکر
اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے نرگاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہی اسی کے نشان
بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا وہی اب بھی آتا ہی کچھ تعلیم فرمائے گا ضرغام نے پھر آواز
دی بہت بجا ارشاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اُسکے ہاتھ مین نہ دیجیے گا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے
غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار رہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو نہین
پہچانتے ہو ہر چند ضرغام چیخا چلّایا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ
پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے
مین ایک اسم پڑھکر اُسکو کھولون لوح طلسمی آپ کو دون ورنہ قاعدے کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی
مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی و کلید بہ خوشنودی ہاتھ مین اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ
پیچھے ہٹا اتنا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور آپکا عیار رہکو مکار و غدار بناتا ہی اسکو منع کیجیے یہ کلمات
مہملات لایعنی ہمارے سننے کے نہین ہین اسد غازی نے غصے مین منھ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال
مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پرپرواز پیدا کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہی یہ تو
ایک ساحر سیہ فام ہی اب اسنے زمین سے بلند ہوکر نعرہ کیا باش اے طلسم کشا مین مکار جادو ملازم شاہنشاہ
طلسم ہوش رُبا اُس پیر عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا تجکو خبر ہوگئی میرے بادشاہ
افراسیاب جادو نے مجکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو
مارا جائیگا یہ موتی ٹوٹ جائیگا فوراً سمجھ جانا کہ گاؤ آتش بار قتل ہوا سوائے اس پیر عبادت گزار کے
کوئی راز دان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اُسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھو یون آنکھون
مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سُنکر اسد نامدار سن ہوگیا قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے
نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہوچکا تھا اسپر بھی اسد نامدار نے بقہر و غضب تمام
تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر چل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان ہو مکار بدکردار اس

اثنا مین بلند ہو کر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون ای طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کیا خیر خواہ ہون کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے لیجاؤنگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا تڑپنا غرۂ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز ظاہر ہی ایسی باتین کرکے مکار ناہنجار سوچا کہ مین اسد کو بھی گرفتار کرون اب انکے پاس کیا تحفہ باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ ملعون پھر پلٹا کہا ای طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہوجاے اب ضرغام گھبرا گیا کہا ای شہریار للہ اپنے کو بچایئے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی ایک ماش کا دانہ کافی ہوجائیگا اسد نے کہا ای ضرغام بخدا یہ مجکو گرفتار کرلیجاے بلکہ اگر قتل کرے تو مین بہت شاد ہون بند غم والم سے آزاد ہون ہاے خواجہ عمر دیکھینگے کہ ایسے نادان تھے لوح حاصل کرکے کھودی مکار چاہتا ہی کہ اسد و ضرغام پر سحر کرون کہ یکایک آسمان سے بصورت عقاب اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہوا پر تھرا رہا ہی اسد و ضرغام زمین پر بیقرار و اشکبار ہین سے نعرہ کیا باشل و بیجیا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پہ سحر نکرنا مکار نے جو ملک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کرکے شکل طاؤس بنا اخضر سے آکر لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونون کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار کر آواز دی ای اخضر یہ سیہ بخت مکر کرکے لوح لیچلا ہی جانے نپائے اخضر سحر کر رہا ہی مگر مکار بھی بلاے روزگار ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چمکا دون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر دم نہین لینے دیتا اسکو بھی خوف ہی کہ اگر یہ بیجیا لوح چمکا دیگا مین بیکار ہوجاؤنگا سحر نہ کرسکونگا اسوجہ سے پر آپسمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب فسونگری کا کیا انداز کبھی اخضر جادو غالب آیا کبھی مکار بدکردار نے اپنے کو سحر کرکے بچایا پر نوچکر پھینکدیے قضاے کار ایک مقام پر مکار بدکردار نے سحر کرکے مُنھ سے برق چمکائی اخضر کے سر پر پڑی برق جہندہ کو دیکھکر بغم والم دل پر رچھایا سر زخمی ہوا بس اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ بیجیا مجھپر غالب آیا سر جان نثار کا زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اُٹھا کر تیر مارلیے مین برہم سحر اسپر و باؤ ڈالتا ہون اسد یہ سنکر ہوش مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش سے اُتار لایا بتعجیل تمام تیر کو بکمان مین پیوست کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہی انسان کی نگہبانی خود موت ہی جب نگہبان قصد کرے کون بچاے جسکا جو وقت خالق اکبر نے مقرر فرمایا ہی بمصداق کُلُّ امرءٍ ہون باوقاتہا اسی صورت سے

وقت پر کام کا انجام ہوتا ہی بڑے بڑے حکما یان اشراقین جنھون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کرکے دکھائے بعض نے دعوئ خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد و بانی بنائے ظلم و فساد استقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بار پیرائے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سیر گلشن بیخزان ہون باغ مین داخلہ کرون عین وقت باغ پر ملک الموت نے آکر روکا کہا او شداد وقت دعوئ خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت کی خدائے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس رک جا ایک قدم شداد کا اندر ایک باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اسوقت سوچا کہ ہائے مین نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا ہی قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرون ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خدائے برحق ہی جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک کا جھپکانا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرار داد ہین اسکا ٹلنا ناممکن بس آمادۂ مرگ و صہبائے قضا ہو بہت دنون خدائی کر چکا اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہوئے خاک ہوئے نظم

نہ سکندر رہی نہ دارا نہ فریدون باقی		نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی	
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے		صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے	

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہی کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسدنے تیر کمان مین جوڑا سیسر کمان کا کڑکا عقاب تیر پر بھولکر چلا انھون نے طاؤس کو تاکا تھا مکار صدائے سیسر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر بشکل عقاب سامنے تھا اسی کے سینہ بے کینہ پر تیر آہ زہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صدائے ہیہات بلند کی عرض کی غلام تیرا اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا مکار تو بلند ہو کر آسمان مین ڈوبا قہقہہ مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد تا مدارنے چاہا کہ خود کشی کردن اپنے خنجر مارون اخضر نے بیقرار ہو کر کہا ہی شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا بانی بنائے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آئی تھی کیا عذر ہی بندہ مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسدنے کہا ہی ضرغام چلکر دیکھین پیر عبادت گزار پر کیا گذری

درۂ کوہ مین آئے دیکھا مکار جادو اس مرد پیر کو قتل کر گیا لاشہ تڑپ کر سرد ہوا ہی ایک گوشے مین سامان دفن وکفن موجود تھا دونون نے ملکر غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرہانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب اکبر ای عبادت گزار گوشہ نشین قبر مین جاکر کیا گذری

نکیرین کو کیا جواب دیا انجام کیا ہوا رباعی	راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای گنج لحد کے رہنے والو افسوس	کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری غرضہ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد

پیر کی اسد غازی روئے ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب در بند مہر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہوکر رویا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جاکر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہی وای رسوائی لوح طلسم کو کون ہاتھ سے کھویا اخضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہا لیان فوج اُسکے ہمکو کیا کہین گے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہوا اسکی رفاقت بیکار اپنے خیر خواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون ہمارا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہی کہ پاڑون سے سر ٹکرائین کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائین ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے اخضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اُسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام ! ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کرکے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ ہم لشکر مہرخ مین جاؤ خواجہ عمر و ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوکر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بد اقبال مارا گیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا ہین اسی کوہ و دشت مین مارا مارا پھرونگا یا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گر کر ڈوب جاؤنگا جو چھوٹے نانا جان خواجہ عمر و نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہی مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس لڑا گو ہر مراد نہ پایا مون جان کو قید سے نہ چھوڑایا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بد اقبال اور بدنصیب کا زندہ رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھے گا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہوگی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کریگی اب کوئی مطلب ہمارا پورا نہوگا بموجب مضمون ننظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت	کردہ ام کارے بنا دانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم ولے در کوے دوست	چون گزر کردم عنان اختیار از دست رفت
انچہ ما بُردیم از دنیا ہمین داغ ست و بس	گر جفاے چند تو یارے ہمچو یار از دست رفت
قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا	جان من روزے کہ ایین مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود و پاے قاصدان	چشم شد از کار کار از انتظار از دست رفت

یار شوق وصل در اثنائے راہ خواہیم مُرد	طاقت از پا میرود صبر و قرار از دست رفت
موجب خاموشی تو وا چہ میپرسی کہ من	دادم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت

ای ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہوا ورنا بہ قلعہ نو الامان حصار پہونچنا درمیان سے کہنا حق شیر اُس غلام کو بجل کیجیے تشنہ و گرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے سر ٹکرا کر تمام ہوا آپ کے حکم کو نہ بجا لاسکا مامون جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا بسبب حجاب کے حضور کو مُنہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجائے تو کہنا کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہی کہ میرے طلسم ہوش ربا فتح نہوا حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا کو چھوڑا لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو جانتک ہوسکے فتح طلسم ہوش رُبا مین کوشش کرنا ای ضرغام یہ تو یقین کامل ہی کہ ہماری خبر مرگ سُنکر ناما جان صاحبقران زمان و نور الدہر بن بدیع الزمان دامت فیوضہ نوجوان وغیرہ سب صاحب تشریف لائینگے طلسم ہوش رُبا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے ہونگے منظور خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقای مدار فدایم کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی ناگوار ہی جان دینا بیکار ہی بعد رنج کے راحت ہی وہ رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ تعالیٰ بمنزل مقصود پہونچائیگا کو ہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور کا گمان بیجا ہی بجا ہو سکتا ہی کہ حضور تو سر ٹکرا کر جانمین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو منہ دکھاؤن والدنا مدار محمد رو سیاہ سے فرمائینگے او بدنصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری آبرو ہوگی اہل دنیا کیا کہینگے کہ کیسا حیا رقدیم تھا کیسا رفیق ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا منہ نہ دیکھو دربار مین میرے داسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلین غلام ساتھ ہی زیر قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کہا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہوکر ضرغام کو بھی اسنے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانے کا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منہ دکھائینگے فرحان و فادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت ہمارا مقام وحشی بدا قبال و دیوانہ نام سردار و عیار دونون روتے ہوے قبر پر سے سر عبادت گزار کی اُٹھے گریان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے فلک کج فتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہی

اب دوکلمہ داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جاہ و دونامہ وار ملکہ بہار خوشخو کے سُنیے خمسہ

چون فکوہ ام بدشمنم آن دل شکن کند | او در جواب کار دل خویشتن کند
غیرت چہا بجان من خستہ تن کند | کو بخت آنکہ یار خکایت زمن کند

چندانکہ مدعی بتواند سخن کند

یون ہی تری وفا سے دل زار نا امید | جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
ایسا یہ نا امید ہوا ای یار نا امید | گر دو ہزار بار گرفتار نا امید

گر شکوۂ ولم ز تو پیمان شکن کند

یارانۂ بتان پہ بھلا اعتبار کیا | یا تو کسی کو دخل نہ تھا دان مرے سوا
یا اس قدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا | گر ہیچ سر گرانی او نیست غیر را

منعم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہائے قتل کیا مجھکو یا نصیب | دکھلائی پھر خدا نے یہ بزم اجل قریب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب | آن طالع کجاست کہ از پہلوے رقیب

قتل مرا بہانۂ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو | اب عین وصل ہی تو نہین تاب گفتگو
ای جوش گریہ بس ہی ترے ہاتھ آبرو | او میکند سوال و مرا در جواب او

از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند سیکش خونی دل ایک جا | جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
مومن بھی کیا ہی شوخ ہی کس طعن سے کہا | میلے ہزار حیف کہ آن می پرست را

ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب و اضطراب باغ سیب ہوا دربار جمع ہی رئیس و امیر حاضر ہین اسوقت سرمایہ برف اندازنے پوچھا کہ ای شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف طلسم صندل کے لے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین کچھ فتور آیا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے مخراج گزار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے مین یکہ و تنہا ایک سربزار سودا کہان کہان کی خبرون کسکو رد کون کسکو قبول کون ارادہ ہی کہ جاکر بادشاہ نیلم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر زبردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے درد سر مٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اڑاتا ہوا چلا اک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا یہ نخلستان ہین

ٹہلنے لگا یہ سوچ رہا ہی کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہی کہ لشکر مہرخ مین عمرو اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس دانہ کرتی عرصہ درازہوتا شاید کوئی فتور پڑا سار بان زادہ ارسطو فطرت بلاے روزگار ہی جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہی مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر کو دیکھا اُڑا ہوا آتا ہی افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہی یہ سوچکر آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا کو دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بسطوت و صولت ٹہل رہا ہی ساحر کے ہوش اُڑ گئے افراسیاب سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ جائے لیکن بمشکل اپنے کو روکا دلکو سنبھالا افراسیاب نے جھڑکا ہاتھ تھام کیا کہا سچ بتلا تو کہان جاتا ہی اور کہان سے آتا ہی جادوگر حیلے حوالے کرنے لگا افراسیاب نے یہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا آتش قہر و غضب سے جلا دونگا اب اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے بے اختیار مُنھ سے نکل گیا کہ در بند مہر و ماہ سے آتا ہون افراسیاب خوش ہوگیا پوچھا در بند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہی نام اسد کا اسنے بیان کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب نے غصے مین چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ بیچارہ بیچرم و خطا جلکر خاک ہوا اب افراسیاب نے اُسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اسمین طرف سے ملکہ مہارو وغیرہ کے مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خدا سے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا در بند مہر و ماہ پر بڑی قیامت کی لڑائی پڑی ہملوگ وقت پر پہونچے مہر و ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار برائے تلاش لوح تشریف لے گئے ہین ہملوگ فلان راہ سے آتے ہین انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچکر مرحلہ جات کی جانب سفر ہوگا جب تک طلسم کشا بھی لوح لیکر آجاوینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے یہ خط نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین پر دے مارا ریش کو نوچنے لگا کہتا ہی کہ اے افراسیاب صندل جادو کیونکر قتل ہوگی طلسم صندل کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہر و ماہ جادو کو مسلمانون نے مار لیا لیکن جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا جائیگا پہلے چلکر ان باغیون کی خبر لو راستے مین چلکر مار لو لشکر مہرخ تک جانے نہ دیو یہ سوچکر ایک جانب بقہر و غضب تمام چلا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے چہرہ سُرخ ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد ادھر سے تو افراسیاب جاتا ہی لیکن ملکہ اختر بن سہیلان قیل زور شمشیر زن بعد جانے ملکہ بران کے باغ نگار بن مین گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ طرف در بند مہر و ماہ کے گئی ہین ابھی تک واپس نہ آئین نہین معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم مین

جانا ہزار طرح کا خیال ہی تمام اہالیان طلسم ہوش رُبا دشمن افراسیاب رہزن بڑا کارنمایان کیا
پل پر نیزا دان توڑا دریاے خون رواں کو خشک کرکے کل ہوش رُبا کی آبرو مٹائی ہمیشہ افراسیاب
وملکہ حیرت جادو اسی فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بران شمشیرزن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی
اُنکی حفاظت کرے شر دشمنون سے بچائے ہمین اُنکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون
وزیرزادیون نے کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوائیے اختر نے کہا نامہ دار اسطرف نہ جاسکے گا ملازمان
افراسیاب روک لین گے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب وقت ہو
عمل فرمائیے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر تلاش مین ملکہ بران و بہار کے چلی سختی تو تقدیر مین لکھی ہی اُسی پہاڑ کی
جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب کھڑا ٹہل رہا ہی افراسیاب کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر
ایک ستارہ چمکا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر طاؤس زرین بال پر سوار
بصد کر و فر اڑی ہوئی آتی ہی اختر کو دیکھکر افراسیاب جل گیا سوچا یہ بھی وہین سے لڑ بھڑ کر پلٹی ہی
آٹھ پہر اختر گردش مین رہتی ہی جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی اس سنگدل نے آواز دی اے
اختر کہان جاتی ہی پلٹ کر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا ہوا ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ پڑا اتنا تو زبان سے نکلا کہ اے افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے قابل نہین ہین ہمارے
عم نامدار کو لب روشن ضمیر تیرے ہم نبرد ہین ہمارا تیرا کیا مقابلہ جورو کو بلا کر ہمسے لڑوا دیکھو تو کیا
حال کرتے ہین نانی دادی کے بھروسے پر لڑتا ہی اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا خدا ہمارے
خواجہ عمرو اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لین گے افراسیاب نے جو عمرو اسد کا نام
سُنا آتش قہر و غضب مین بھنا ملکہ اختر کی طرف چلا کہ گرفتار کرون اختر سمجھی کہ اس سے جان بچانا
دشوار ہی مجبور دنا چار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے شعلہ ہاے
آتش برقین تلوارین چمکان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کرکے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر کا یہ حال ہی
ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی جاتی ہی افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا اسنے تمام جسم کا
زیور اُتار کر پھینک مارا افراسیاب چوٹین بچاتا ہوا چلا آتا ہی اختر کو عالم یاس چہرہ اُداس یقین
ہوگیا ہی کہ اسکے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہی اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان جاؤن کیونکر
اپنی جان بچاؤن لڑتی بھڑتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرنے مین اُتار اُتار کر پھینک مارا

تین کوس پر آکر تھمی افراسیاب نے ایسا سحر کیا کہ رہروی سے بھی معذور ہوئی تھا کر بالائے نخل ٹھہری سو تیروں کا بالا لگنے سے اُتارا افراسیاب پر پھینک مارا دانے ٹوٹے افراسیاب کو شعلہ ہائے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکلجاؤن افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہو کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو بڑا ہوا چلا آتا ہو اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہو واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محل نشین کا کہ باغ کا ملکہ محمل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اس طرف نکل آیا یہ زن و شوہر ناظمان درسند افراسیاب مین حرہ ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب نے جو لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا تین کوس سے جھیے لڑتی چلی آتی ہی لاہوت نے قریب ہو پکار دام سحر اختر پر مارا بچا نے حال کیا اختر اس دام مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑون اس فریب پر بھی بچا نے شرم نہ کی تڑپا کھولکر خاک قبر جمشید اُڑا دی اختر بیہوش ہوگئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا افراسیاب تعریب بلایا لاہوت جادو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت کہان سے آتے ہین اختر بدا ختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیاختہ آہ کی کہا ای خیر خواہ دولت ای صاحب سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس سارپان زادے نے مجھکو حیران کیا ہو اُسکو بیان نہین کرسکتا ملکہ حیرت بنکر مجھے نشان لوح پوچھا اسد کو لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا وہان بھی نکحرام شریک ہوے طلسم شکست قفل صندل کا بندوبست ہوا مہر و ماہ کو فتح کر لیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہی ملکہ بہار و باغبان و برق لامع در عدو برق و بران شمشیر زن وغیرہ بہ چند سرداران حامی تمھاری سرحد کی جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا اُسکو تو غصے مین جلا دیا نامے مین یہ تمام حالات تحریر ہین اسی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہی کہ یہ بھی وہین سے لڑ بھڑ کر آئی ہو اب تم اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سحر پاس ملکہ زیور محل نشین کے روانہ کر دینا اور یہ بھی اطلاع دو کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمھارے باغ کی طرف سے بہار و باغبان و بران وغیرہ آئینگے عقل و فطرت سے اُنکو باغ مین بلا کر قید کرو مین اس مقام پر آکر اُن سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای لاہوت یہ بڑا غضب ہوا یقین کا مل ہی کہ اسد بن کرب غازی لوح پا گیا اسی سرحد مین لوح رکھی تھی نکحرامون نے جلا دیا ہوگا اب وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر اسنے تو مہلت پائی اُسکی بھی تدبیر کرونگا سنو اے معقول

دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلالینا باغ
اُسکا سحر بند ہی بوسے پھولون کی باغی مست ہوجائینگے سحر کرنے کی مہلت نہ پائینگے اگر کہین آگاہ ہوگئے
تو سب ساحران زبردست مین آفت ڈھائینگے لڑ بھڑ کر نکل جائینگے لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین
میری زوجہ بھی ساحرہ معقول ہی کل باغ اسی کے قبضے مین ہی ہرگل و بوٹہ مطیع مرتبہ اُسکا پہچھمون
مین رفیع جوانان چمن خدمتگزار مہتر اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر پھنسے طائران زرفرمہ سراغد لیبان
خوش نوا ہنس ہنس کے مارلین ہرگل واسطے دشمن کے خار ہی شاخ نخل کہنی ہوئی تلوار موج ہوا سر دشمن
کٹنے ہر سرو نیزہ بلند پتے خنجر آبدار ہر طفل غنچہ ہوشیار اسکے بزرگون کے وقت سے وہ باغ آراستہ و
پیراستہ ہی جسپر اشارہ کردے اگر ساحری و جمشید عہد ہو دیوانہ وار سر ٹکرا کر مرے دام شمیم گلہائے
باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر
یہی سامان کردو بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو
قفس اُس طائر نوگرفتار کا لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر گرد اس قصر کے اُترے ہوئے ہین
باغ اُسکی زوجہ کا بیان سے بارہ کوس ہی اپنے قصر پر آکر ٹھہرا سرداون سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو
یارو ملکہ اختر بہنجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار کرکے لایا ہون آج باغ مین ہماری
زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہی کہ ملکہ بہار وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا
مشکل ہی سامری و جمشید بحریر فرمائینگے مین جہان کہین مسلمانون کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب
اگر شہنشاہ کو منع کرون سمجھینگے بغاوت کرتا ہی اب تو مین قید اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ
کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کرویا کہ اے ملکہ عالم واے مونس و ہمدم قید ملکہ اختر
تمہارے پاس پہنچتی ہی اسکو باحتیاط رکھنا ہوشیار ہو تمہارے باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان
وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلہ سے اُنکو باغ مین بلانا بعد چند ساعت کے شاہنشاہ آئینگے مین بھی وقت
پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر تدبیر گرفتاری سرداران مذکور مین غفلت نہ کرنا باعث
بدنامی ہوگا نامہ ملکہ قفس اختر مین باندھا سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوین نے
گھیر لیا وہی دھوان قفس کو لیکر بلند ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زور دیا یہان ملکہ زیر محل نگین
باغ مین جلوہ فرما گرد چار سو کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار
مجمع نازنینان گلعذار باغ حسن چمن بہار ناچ گانا ہو رہا ہی صبا بھی نشاط و محبت گلرخان مین لڑکھڑاتی ہی
ہر مینائے شجر سے سرٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ و سرور

یکایک سنے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا بر سر باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر مخفی ہوے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک آہنین قفس ہین ایک ماہ رخسار دھوئین نے قفس کو لا کر سامنے ملکہ زیور کے اُتارا ملکہ زیور نے سحر کرکے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہی گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ کے بڑی کد ہی آج اس باغ مین بہار و باغبان کا خون بہیگا برق لامع و برق و رعد دریاے خون مین تڑپین گے بی بران شمشیر زن پر چھری پھریگی شراب کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو کیا مشکل ہی اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین نہ پھنسین گرفتار کرینا کیا بات ہی اگر سمجھ گئین قیامت کی لڑائی پڑیگی بہار و باغبان و بران و برق لامع و رعد و برق کے نام تحریر ہین ایک ایک انین ساحر بے نظیر ہی دیکھیے آج کیا ہونا ہی لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات کرو تابی غیر ممکن ہی ساحران بردست سے مقابلہ پڑیگا سامری و جمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکہ زیور نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہُوا دین تاج زرین سر پر رکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارا لباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو جا بجا مقرر کیا خود انتظار آمد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش بر آواز چشم براہ انتظار

کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و بران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد و ضرغام شیر دل اس صحراے وحشت ناک مین سرگردان ہین لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمر و بعد فتح در بند مہر و ماہ کے اسد نامدار سے رخصت ہو کر بصد کر و فر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین ہی کہ اس داستان حیرت آگین کو جب ملاحظہ فرمائین اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے مضامین موزون بمقدمۂ عیاری خواجہ عمرو و مہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت آگین کو تصنیف کرکے خود وجد ہوا ہر چند کہ تا بہ ختم جلد ہفتم انشاء اللہ بشرط حیات ایسی ایسی عیاریان و سحر ہاے پر تکلف بطریقہ داستان سرائی بصد رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے اول کو یقین کامل ہی کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان کج مج زبان کو بھی خیال رہتا ہی کہ سامع و خواننده ملول نہو بیوجہ طول نہو ناظرین ملاحظہ فرمائین جسمہ

سخن یہ اپنا بھی ہو افتخار کے قابل
زمین کی چیز نہین ہین کب اس نگار کے قابل
بجا ہو کیون نہ کہین اس نگار کے قابل
نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ چاند ہو سیر دوش یار کے قابل

کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل
وہ دانت اور دُر آبدار کے قابل
غضب ہو مال جہان ہو نگار کے قابل
نہین ہو تحفہ کوئی میرے یار کے قابل
یہ ایک روح فقط ہو نثار کے قابل

رہا جو پردے مین تا عمر رہ گیا پردا
ذرا سے جلوے مین غش کھا کے گر پڑے سودا
جہان یہ شکل ہو مجھپر مقام طعن ہو کیا
اُسے تو پیر فلک نے کبھی نہین دیکھا
کہ اُسکی آنکھ نہین دید یار کے قابل

ہمیشہ درد رہا آسیائے گردون کا
برنگ دانہ ہوا گردشون سے تن میرا
نہ پوچھو حال کہون سرگذشت مین کیا کیا
تمھارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا
کہ ہڈیان نہین اب فشار کے قابل

جنون لطف سے جسکی ہون چشم فتان کا
عمل جہان مین سب سے ہنر ہے انسان کا
مقام غور ہو انصاف و عدل انسان کا
خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا
گنا ہگار تھا مجھا وہ دار کے قابل

یہ آزردہ ہو کہ لپٹین رکاب توسن سے
مثال خار اُلجھ جائین دور دامن سے
یہی سوال ہو ہر ایک دوست دشمن سے
یہ کوئی جاکے کہے یار صید افگن سے
کہ مرغ دل ہو ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہو فاش سے کاف
عوض مصیبت و غم کے فرور ہین الطاف
کمال حیف ہو اسپر اگر نہ ہو تم صاف
اُٹھائین کیسی جفائین ذرا کرو انصاف
کہ اب ہو عاشق دلخستہ پیار کے قابل

نصیب تھے کہ اجل آئی تیرے کوچے مین
ہماری خاک ہمین لائی تیرے کوچے مین
خدا نے قبر تو بنوائی تیرے کوچے مین
ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے مین
زمین ڈھونڈھتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہو رحیم و کریم سے میری
نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ مین اپنی

جہان مین تو رہے سرسبز اے گل خوبی | چمن مین حسن کے تیرے خزان نہ آئے کبھی
کہ ہین یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزارون ہمنے اُٹھائے فراق کے صدمے | فغار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے
دعا کریم سے کرتے ہین گور کے نیچے | الٰہی اُنکو بچانا ہما کے پنجے سے
یہ آشیان ہین سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہین ہین کہ مرنے سے اپنے جی مین ڈرین | جو قصد قتل ہوا اُنکا تو سب سے پہلے مرین
یہ آرزو ہی کہ دونون لہو سے ہاتھ بھرین | ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین
حنا ہی یہ کف دست نگار کے قابل

بیان خاک کرین مُنھ سے ہم جفاے صنم | تأمل کار کو دی جان تک برائے صنم
یہی دعا ہی شب و روز اے خداے صنم | ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پاے صنم
کہ اور سنگ نہین اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہی وہ عیرت گلشن | فراق یار مین بھاتی ہی کسکو سیر چمن
نہ کچھ ہی مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن | ہمارا داغ ہی سینہ مین رات دن روشن
چراغ ہی یہ شب انتظار کے قابل

نہین جو شوق ہی گانے کا اے گل خوبی | عجیب امر خدا ساز ہی یہ تقدیری
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی | کہین گے کھل کے نہ ہم بھی یہ بات پر کے کی
ہمارا نار نفس ہی ستار کے قابل

نہین ہی کوئی زمانے مین برق اب ہمسر | عطا کیے ہین خدا نے تمام فضل و ہنر
یہ انکسار سے کہتے ہین اس فصاحت پر | غزل کے کہنے مین مغرور ہو نہ اے حیدر
نہین ہی خاعرون مین تو ستار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا | عنان سخن شد ز چنگم رہا | دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمد | بشست آور دریار دیگر کہ وت | بفرمان حی الذی لایموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین دالا تمکین کرتے ہین کہ جب خواجہ عمر و سرداران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت بحر بہار پر سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہر رخ چلے عمرو نے کہا اے ملک بہار گلعذار دای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہی کہ لوح طلسمی جس حوالی مین افراسیاب نے رکھی ہی

نشان وقت خلوت راز دنیا زمین بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا کہ لوح طلسمی مین نے پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجدی ہو سب نشان مطابق ہوے طلسم صندل پر سرگردانی راہ مین حیرانی پریشانی حاصل ہوئی دربند مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار بھی اسد عالیوقار کو جانباز و سرفروش ملے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار معقول و ندیم ملکہ گوہر جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی جلدی کی دو چار روز اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح ملجا تی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار رہا دل بیقرار رہا قلب خاکی تو یہان روح اسد نامدار کے ساتھ ہی ہر چند کہ مین نے بچپن سے تعلیم کیا ہی ہم سردار و ہم عیار ہی لیکن بادہ جرأت سے سرشار ہی ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت دشوار ہی دل اُسکی صحت و عافیت کا خواستگار ہی اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہوا لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری ضرورت پڑے بہار نے کہا ای شاہنشاہ اورج عیاری فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہی انبوہ تخضوع و خشوع مصروف عبادت ہونگے غیب سے بغارت ہوگی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائین گے اخضر ایسا واقف کار موجود ہی اب پلٹنا بہتر نہین ہی ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہی کہ ناموس طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر بتن موجود ہین اگر خدانخواستہ اُنپر کوئی افتاد پڑی ہم آقا کو کیا منہ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہی ساحر پرفن ہی خدانخواستہ خیال کرے کہ مہ جبین و لالان خون قبا کو پکڑ لون مہ جبین تو اُسکی دخترہی لالان خون قبا باغ خوبی کی گل سرخ ہی حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہی یہ بھی ہملوگ سُن چکے ہین کہ اکثر اُسکی خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس فیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا عمرو نے جواب دیا بخدا میرا دل بہت گھبراتا ہی آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو ہی دل آگاہ خبر دیتا ہی بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے حاجی کا تردد ہی اگر خدا نے فضل کیا لوح پا چکے مصروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہمکو نامہ بھیجینگے گا کہ فکر لیکر آؤ جس طرح آپنے ملک داؤد یہ سے خبر دی تھی ہملوگون نے آکر لشکر نہنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی وقت پر پہونچینگے یہ باتین کرتے ہوے سب سردار آتے ہین یکایک لپٹین پھولون کی آئین ہوا ے سرد چلی بھون نے بند قبا کھولدیے سر اُٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ پُر بہار قطع دار پھولون سے معمور جابجا آبشار قصور بے شمار جن ہالے طولانی گلشن بے خزان نخل سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب یا آب و تاب کل نخل سبز پوش صیاد و گلچین خاموش جابجا طائران خوش نوا طاؤسان مست ادا قمریان طرقو گویان لفظ

کو کونا یاب عندلیب پہلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول منقار مین دبے ہوئے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصنف ورد زبان مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین | شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین

شاخون نے برائے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صد زبان بے دھڑی مسی کی جمائی دھڑا دھڑی لوٹ رہی ہی زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بیلا البیلا پن دکھاتا ہی جو امان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہی نظم

واہ وا کیا معتدل ہی باغ عالم کی ہوا | مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا | بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار
بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا | ہی گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر | شاخ بشکستہ کو ہی ہر ایک قطرہ موسیا
ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل الحراق | لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو ونما | ہوگیا زائل مزاج دہر سے یانتک جنون
بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین پاتی پتا | ہوتا ہی لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو | برگ مین ہر برگ کے سرخی ہی جیون برگ کی
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین نہین | زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہی کہربا | ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہی تولید خون

چاندنی کا پھول ہوگرا رغوانی ہی بجا | آس باغ مین جوش بہار ہر گل نام خزان سے بیزار نظم

زمین گل آسمان گل بحر و بر گل | نمانده در جہان گوئی مگر گل | عاشقون کو سبب درد کا تھا | گل لالہ عقیق زرد کا تھا

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور جسکی تعمیر سے دفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فرما گرد و ناز نینان خورشید رو کم سن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہ تابان گرد نیچم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل پیرائے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھاکر دعاے جان درازی دی عرض کی اے ملکہ بہار کنیز کو بچپنا ہمیشہ خدمت مین رہی عرصہ دراز سے تکلیف جدائی سہی زیور محمل نشین میرا نام ہی ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی ینانکا ہی آیئے باغ مین تشریف لائیے مین نے مفصل خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے رہا کرلیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطلع الاسلام ہوچکی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کونی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اسکو لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل و لالہ مین مصروف ہوجیے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ اے قوت بازوے افراسیاب شکر ہی بہار پیرائے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجھکو ثابت ہوا کہ اب طلسم ہوش ربا نہ بچے گا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو

پائے گا ورنہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا یہ کلمات مکرر آیات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست صادق ہی کہا اے باغبان چند ساعت باغ مین ملکہ زریور محفل نشین کے ٹھہر جاؤ سنت و خوشامد کرتی ہی ساحرہ زبردست رکن طلسم ہوش ربا ساحر و ساحری مین بیمثیل و یکتا ہی اور توسب نے کہا بسم اللہ چلیے مگر خواجہ عمرو نے کہا اے بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہی بالا بالا نکل چلو اسکے باغ مین نٹھہرو ظاہر مین باغ پر بہار ہی باطن مین دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمھارے واسطے خار ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین اگر اسکو خواہش ہوگی خود جلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہی اگر تمکو خواہش شرکت ہی لشکر اسد نامدار خانہ بے تکلف ہی جس امیر و فقیر کا دل چاہے تشریف لائے سرفراز فرمائے ہم سب صاحب براے خدمتگزاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ اے خواجہ اگر یہ گل بیرہن بغاوت پر کمر باندھے گی ہمارا کیا کرسکتی ہی وہ اختر دوار یدیجلے جان بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپ کر جواب دیا اے شہنشاہ اوج عیاری ایسی تڑپون کڑکون خرمن ہستی دشمن کو جلا دون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہا دون رعد نے کہا وہ چیخ ماردون کان کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی ٹانگین چیڑا لون عمرو نے کہا یارو تم سب کے دماغ مین غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسوگے جان بچانا مشکل ہوگی عمرو کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو ہنسی مین اڑا دیا زیور دست بستہ سامنے کھڑی ہو کہتی ہی اے ملکہ عالم تشریف لائیے سرفراز فرمائیے کنیز بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار ہی عمرو نے ہر چند منع کیا کسی نے نہ مانا علاوہ ازین محفل زیور نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون مین سب کے چربی چھا گئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت کی بات نہ سُنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب دیوار باغ تخت پہونچا اُسوقت بھی عمرو نے کہا اے بہار براے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکر و فطرت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمھارا بھی دو چار کوڑی کا روزگار رہوگا خواجہ عمرو نے کہا او بیوقوف پہلے فقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوے لیکن سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند محبس رنج و مصیبت سر حد باغ مین آکر تخت سے کودے جیسے ہی اُن بیھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا جمشید دشمنان افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کرچکا ہون یہ باغ اُسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی

ہر ایک بوٹا پتا افسونگری سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن نیزۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہر ایک پھول شعلۂ جوالۂ بلائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حاقت پر مسکرائے پھولوں نے باغبان کی ذلت پر قہقہے اُڑائے سرو انگشت بدندان ہو اچشموں سے طوفان کا سامان عیان ہوا حباب آنکھیں نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنہ خون مسلمانان جانوروں نے غل مچایا دام موج صبا سے یہ صدا تھی خوب دام تزویر میں پھنسایا بران لڑکھڑائی چاہا اختر مراد یدنکالوں جو ہے ملک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار دردمند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پر گئی گرجنا بھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش اسم سحر نہ پڑھ سکے لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے زیور محل نشین نے کنیزوں کو آواز دی دشمنان شہنشاہ کو گرفتار کرو ڈبرے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پھلے کنیزوں نے بڑھکر ہر ایک کی زبان میں سوزن دیا زیور محل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوش رُبا ہین بران شمشیر زن آفتاب طلسم نورافشان ایسا نہو سوزن کو یہ لوگ نما مین سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میرا برازرنگ شعبدہ نہو نا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہاے مار آتشین سب کے دہن پر چڑھاے آپ آکر مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار مصیبت پایا سمجھا خواجہ کا یا دایا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ زیور محل نشین کے آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہی اور زیادہ قلق ہوا سر نیچا کر سر جھکا لیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون اے ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی کی رہروان جادۂ طلسم ہوش رُبا کی رہزنی کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ شعبدہ دنیا مین کون اُس سے مقابلہ کرسکتا ہی یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جس نے سلطنت لاچین کو مٹایا ہوش رُبا پر زور و بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبرو مٹائی قہقہہ سیہ بخت کو مارا اُن محرکون مین زمین تھراتی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس کیا کرسکتے ہو اب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی خلاف سحر بالکل فراموش ہوا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی فلک کجرفتار نے بلاے مبرم مین مبتلا کیا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن کا حال اختر بلند اختر شہنشاہ طلسم نورافشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا اے بران تصا کھینچکر اس باغ مین لائی اس طرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت

کا باغ ہی تماشے سے اسکے دل پر داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادۂ اسمیح نوجوان نیرہ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دار راہبر ہی اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچا دیگے اسد نامدار کی شراکت کرکے قتل افراسیاب کی تدبیر مین کرینگے وہ شہریار صاحب ارادہ ہی طلسم ہوشربا مین آنے پر آمادہ ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول فخی نظم

من ماہی آن بحر کہ آبش ہمہ خون ست — لب تشنۂ جامی کہ شرابش ہمہ خون ست — ہر کس نبرد رہ بسوے دشت محبت
اکلش ہمہ زہر است شرابش ہمہ خون ست — ای خضر تو در چشمۂ حیوان کہ اسیران — نوشند ازان چشمہ کہ آبش ہمہ خون ست
ہر بوالہوسے را نرسد لاف محبت — با شبنمی آن گل کہ گلابش ہمہ خون ست — بس ریختہ خون دل مخفی کہ ز بیداد
ہر جا کہ رود تا بہ کابش ہمہ خون ست

یہ اشعار مصیبت آثار خاصل ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہین ای رحیم کارساز آج بدعت افراسیاب سے بچا نا روز سیاہ نہ دکھانا بہار کے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا اپنی حماقت پر شرمندہ دل مین محجوب و شرسار محزون و بیقرار جان و آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب تجھپر عاشق ہوا ایسا نہو قصد آبرو ریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ تا آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو مردہ ہمارا اُٹھا کر لیجاے اس باغ مین آکر مجھ خار صحراے مصیبت کو زندہ نپائے باغبان متردد دل مین خیال کہ ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب و زیر با تدبیر ہی کیا بُری تقدیر ہی یکایک یون عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہوگئے یہ پھولی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر مین بے تکلف چلے آنا خواجہ عمرو کا سمجھا نا خیال مین نہ آیا بڑا دھوکا اُٹھایا مضمون مصرعہ صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود و نیز مصیبتین ہوش ربا مین ہمنے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان مین یہ اشعار یاد آئے نظم

کیا جانے کسکی خاک ہی کہان ہوش نقش پا — یون کھو قدم کہ تا نہ دہے دوش نقش پا — اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر
حیران ہے ہین صورت خاموش نقش پا — کسکی سنے ہین خاک نشینان راہ عشق — گوش اپنے کر ہین اتنے کہ جیون گوش نقش پا
دہشت ہی کبر اہل جہان سے یہ اب مجھے — افتادگی نہ ہووے فراموش نقش پا — کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ وان
ٹپکتا ہی یا مین آبلہ از جوش نقش پا — گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد — چھوڑے قدم کو اُسکے نہ آغوش نقش پا
افتادگان تک آنکے کیا پینگے راہزن — جز خاک کچھ نہین ہی در آغوش نقش پا — ای شوخ ہر زہ گردی نے تیری ہر ایک جا
خون جگر کیا ہی مرا نوش نقش پا — پا بوسی پر رقیب عبث دے ہی جی کہ وان — کب ہی قبول خاطر پا پوش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل بکوے دوست — خط جبین یاست ہم آغوش نقش پا — باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے

بہار جادو نے سُنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق آتے ہین مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار پڑھے اشعار

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا	کچھ آب و خاک رہی تھی سو عاشق کا دل بنا	سر گر حرارت اندرون مین بھی ہو عندلیب
مت آشیان چمن کے مرے متصل بنا	جب تیشہ کو کسی نے لیا ہاتھ تب یہ عشق	بولا کرے اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ	شاید اسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا	لب بند گی مین کی ہے اس سے ای کلال
ساغر ہماری خاک کو مت کرکے گل بنا	اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجکو شیشہ گر	ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
سُن سنکے عرض حال مرا یار نے کہا	سودا نیا مین بیٹھکے یان متصل بنا	باغبان قدرت حسرت پر بہار

کی زار زار رویا جی مین کہتا ہی حقیقت مین افسوس بہار کا شباب ہماری تو خاوی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس کمبخت بدنصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے مقام پر موت آئی ای بانی بناے گلشن عالم ای واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچالے لیکن زیور محمل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ ای شہنشاہ لاہوت جادو ای راز دار خوشخو قید تنے ملکہ اختر کی ہمارے پاس صحیح مع نامہ اشتیاق قفس مین اُس ماہ خوبی کو پایا ہے بھی بیان بڑا کارنمایان ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت یعنی باغبان قدرت سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق وصفدر صف شکن ملکہ بران سخشیر زن ان سب کو ہمنے گرفتار کرلیا دام سحر مین پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش رُبا عاجز رہے مگر صحبت کی تاثیر تیر تدبیر تو وہ مراد پر پڑا ماہ شرمی غرق ہوا میدان خونی کی تیاری کر رہے ہین جلادان خرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہی کہین وہ جلد آئین آکر ان سب کو قتل کرین لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت مین آج روز قیامت ہی بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہی مین سمجھا رہی ہون وہ ظالم نہین مانتی کہتی ہی اپنی جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہوگا سابق مین ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانے کا دلپر داغ ہی جب بہار نہو باغ مین سناٹا ہر سرو چمن مثل آہ رنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ بتلاے مجلس رنج و الم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے مابدولت سے بلاوے دولت دنیا سے نہال کرونگا لہذا آپ جلد آئین ہم آپ ملکر بہار کو سمجھائین اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلے افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش رُبا کردے تھوڑے لکھنے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہین آج انکے دل کو لگی ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کو در بند مہر و ماہ کی

لوح طلسمی لگی بعض کا یقول ہے کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوش ربا شندرد و حیران ہین آج ہمارے باغ مین معرکہ عظیم ہے خدا ہماری آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو ہمنے پکڑ لیا باغ کے سحر مین بہار و باغبان کو دھوکا دیا بی برانِ شمشیر زن بھی جال مین پھنسی ہین برق لامع تڑپ رہی ہین بدون آپکے تشریف لائے قتل مین افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپکے سمجھانے سے میرے باغ مین ان گلعذارون کا خون نہ ہائین یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لیکر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظر دن سے ہر اک گل نہان ہو جائیگا — پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا — کاروان باد بہاری کا روان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

کیا قمر ہی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا — سامنے سے مہرتابان بھی روان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب الصبح جان ہو جائیگا — چاند سا چہرہ چو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

کچھ دنون سے وہ صنم جلوہ خود کھلانے لگا — بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا — رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

مانگ تو اے ماہ تیری کہکشان کا ہے جواب — ہے خدنگ موے مژگان غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہے نقاب بے وے انور ماہتاب — بالے کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرتے ہین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل — تلخ اپنی زندگی کا ہے مزہ بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل — یارب جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا — گر یونہین بن ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سائے کا گمان ہو جائیگا

جلوہ افگن ہورہا ہو آج اُس گل کا جو عکس | بو مین بھی خوشبو سوا ہو آج اس گل کا جو عکس
دیکھو باطن مین رسا ہو آج اُس گل کا جو عکس | آب جو مین پڑ گیا ہو آج اُس گل کا جو عکس

باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہوجائے گا

دونگ رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے | باغ مین پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
معجزہ ہوجائیگا بالکل تری گلگشت سے | جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے

ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہوجائیگا

دیکھ پائے گا جو صورت روے آتشناک کی | ہو یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی | قہر لائے گی شرارت روے آتشناک کی

شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

کیا ستم اے ترک تیری چشم نے برپا کیا | یہ رولایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی مہ عنبر نے اگر دعوی کیا | تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا

پیش مژگان تیر خم ہوکر کمان ہوجائیگا

تیر کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے | صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پرواز ہے
تیر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہے | کیا ضرر بہکو جو وہ محبوب تیرانداز ہے

ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہوجائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے | پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے | انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے

پیر جب ہوجاؤنگا مین وہ جوان ہوجائیگا

سب خواہش کرنہین یہ شعر پر مضمون لکھا | مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہو دل لگا | فکر کر موقوف نالۂ سنج دل نہین لگتا ترا

پھر طبیعت کا کسیدن استخوان ہوجائیگا

اِدھر سیاب خانہ خراب ملکہ اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے بلٹا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محمل نشین کرینگی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین ایسا نہو دم دیکر زیور کا گہنا اتروالے لوٹ مار کے چل دے اُسکو کون پہچانیگا صرصر کو ڈھونڈھ کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہو صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی ہو

عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہے گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہے یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے اُسکو لاؤ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمکا صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر مسلمانان کی خبر لاؤ صرصر شمشیر زن کو یہ تو یقین کامل ہے کہ لشکر مین سردار ان نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہے مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہے وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا ضرغام نے بھی اپنے کو پہونچایا ہوگا یہ عیاران طراحس اقلیم مین جائینگے قیامتین برپا کردینگے وہان کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہے کہ آسمان سے پتلہ تڑپ کر گرا صرصر کو اُٹھا کے لے چلا لشکر حیرت جادو مین ہلڑ ہوا صرصر کو ایک پتلہ اُٹھا لیگیا حیرت جادو نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھلجائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش مین ہین خود جستجو کر رہے ہین مشہور ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تا بہ دربند مہر و ماہ لے پہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوے غافل تھے ہوشیار ہوے ای یاقوت وزمرد کسی ساحر تیز رد کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت وزمرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملے گی لیکن افراسیاب جادو برسر کوہ فلک شکوہ ٹھہرا ہوا ہے صرصر نے سلام کیا پوچھا لے شہنشاہ خیر تو ہے لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر بدعت مسلمانان سے کلیجہ خون ہوگیا دم لینا مجکو مشکل ہوا مین نے نامہ دار بہار وغیرہ کو گرفتار کیا صاف آہین لکھا تھا کہ دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہے پس یقین کامل ہے کہ اسد نے لوح پا لی ہوگی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محمل نشین کو نامہ لکھا ہے کہ تمکو اختر کو گرفتار کرکے بھیجنا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محمل نشین بہت چست و چالاک ہے اُسنے بیشک گرفتار کرلیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے ساتھ ہے ایسا نہو زیور کو دم دیکر نکلوا لے اُسکو کون پہچان سکتا ہے بڑے بڑے عیارون کو اُسکی چالاکی پر سکتہ ہے اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محمل نشین مین چلنا ہون اگر کچھ مکر ہو یا ساربان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا ای شہنشاہ نگوڑا میرے سامنے کیا عیاری کرسکتا ہے جب کبھی سلمنا ہوتا ہے باتین بنا کے روتا ہے یہ بھی ایک ہوشیاری ہے اپنے تئین عاشق مشہور کردیا اگر پہنے گرفتار کیا تو کہے گا مین بستہ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ ہمپر چلگیا ناز کرتا ہے کہ پہنے ملکہ صرصر کو گرفتار

کیا مین خوب موے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر آج چلکر
پہچا نو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے کیا عیاری کر سکتا ہی جس
صورت مین ہو گا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر بٹھایا لیکر طرف باغ زیور
محمل نشین کے چلا یہان زیور محمل نشین اسی انتظار مین ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن مکار زیور براے تعظیم اُٹھی پایہ تخت پر
افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی دیکھا بہار وغیرہ
مسلسل بیٹھی ہین رنگ روسب کے متغیر یہ عتاب خطاب کیا ای باغبان یہ دن یاد نہ تھا اب اسطرح
قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و درغان ہوا تمھارے حال پر روئینگے مجکو ذرا ترس نہ آئیگا تم سب نے
ملکر اسد نامدار کو نا بہ در بند مہر و ماہ پہونچایا لوح دلوائے اب پلٹے ہو مایہ دولت تو آمادہ مرگ و
مہیاے قضا ہین جب اسد کے پاس لوح موجود ہو گی بیشک مجکو مشکل پڑیگی لیکن تم سب تو قتل کروان
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر علمداری کریگا غم مین یاران ہمدم کے
تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر و بیقرار موت کا سا منا
ایسا ظالم موجود ہی سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محمل نشین نے کہا ای شہنشاہ آپ کو
کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے در بند مہر و ماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے جو
بہ شکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل تبلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا ای زیور
محمل نشین بحقیقت مین اور تو سب حال مین نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہر و ماہ جادو کے
پاس ہی ایسے مقام پر رکھی ہی کہ طائر و ہم و خیال نہین پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہی کہ اُسکے حکم مین لوح
رکھی ہی اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو ضرور خبر
ہو جائیگی زیور محمل نشین نے کہا بیشک ای شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پا گیا افراسیاب
جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سردار ان مقید وہین سے لڑ بھڑکے پلٹے ہین سار بان زادہ
بھی انکے ساتھ نہین آیا یقین ہی ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاریان کر رہا ہو گا زیور نے کہا ای شہنشاہ
یہ گمان بہ مقدمۂ حصول لوح کامل و اکمل نہین ہی صدہا طرح کے شکوک ہین ایک رائے کنیز عرض کرے
اُسکو کیجیے ابھی احوال کھلجاے گا ایک تپلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے یہ حکم دے کر روانہ کیجیے
کہ اسد نامور جہان لے اسکو گرفتار کر لا یہ تو ظاہر ہی کہ طلسم کشا جہان ہو گا وہان تپلہ حضور کے سحر کا پہونچیگا
اگر طلسم کشا صاحب لوح ہی تو تپلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا اگر

لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کرلائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی رائے پرزیور محل نشین کے آفرین کی کہا ای زیور محل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھپ گئی اسی وقت افراسیاب نے دانائی کرکے ماش کا آٹا منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا ای پتلۂ سامری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کرلینا اور جو کوئی اُسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار پناہ مدینا پتلہ یہان سے پرپرواز پیدا کرکے چلا تلاش مین اسد نامدار کی دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت مثل تصویر تصدور خاموش دریاے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل و مبدم سمجھاتا ہوا ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ایسا ہوگا لوح طلسمی لیکر فتاحی طلسم آپ کرینگے کل رازداران طلسم ہوش رُبا کا قول ہی کہ آپ فاتح طلسم ہین لیکن یہ طلسم ہوش رُبا ہی ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش رُبا ہی افراسیاب کے ملازم سحر و ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تقریر و تقدیر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس دھوم سے چھوڑایا اسد نامدار نے فرمایا ای ضرغام اب لوح ملنا ناممکن ہی اسی صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مرے یہ اشعار آبدار ہمارے حال مصیبت مآل پر صادق آتے ہین اشعار

پاتے ہین مہربانی کو بدتر ستم سے ہم
شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ رکے کیون محو لب ہوے
دم مین ہمارے آگئے قول و قسم سے ہم
جادو بیان ہین قہر و غضب کے ہین چالیے
تسخیر کرکے پریون کو نقش دم سے ہم
درد و وفا سے ہوتی ہی چشم وفا کمال
خوش چھٹکے ایکدن نہ دے قید غم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسۂ تریاق حال لب
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ نہین قلق

بازآے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کریگا وار
ہستی مین آئے کیلیے ملک عدم سے ہم
پاتے ہین رہ ذرہ مین اس مہر کا فروغ
اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم
پامالون کا ہی پایہ اقتدار کی بلند
راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
دل کو ہمارے الفت مژگان یار ہی
جانبر نہ ہونگے نیزوے فعی کے سم سے ہم
عشق بیان یار نے مارا ہی بے گناہ
پائین گے خلد الفت شاہ امم سے ہم

فیض جنون سے ایسے ہوے ہین خود غلط
چشم امید رکھتے ہین اُنکے کرم سے ہم
بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین
سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے
رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ
نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

ضرغام شیر دل ان اشعار

مصیبت خیز کو سُنکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ کے کلمات پر تاثیر ہین یہ کلمات برائے تو دہ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب اُلٹ جائیگا آپ کے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان عرض کرتا ہون اگر پتھر پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہی مسلسل تقریر ہی جب صاحبقران نے مان نے بعد قتل عفریت ملکہ آسمان پری بنت شہپال بن شہرخ سے شادی کی ملکہ عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھین قصد تھا کہ پردہ دنیا پر نجائین آپکے نانا جان ثابت قدم کوے محبت صاحب شوکت و بیاقت جب پردہ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہرنگار آجاتا تھا ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف مین چھوڑ وادی تھین یہ ایسے شیر تھے کہ اُن مقامات کو فتح کرتے تھے لکھہ در لکھہ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس پردہ ہاے قاف فتح ہوے اٹھارہ برس اسی بلا مین مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح مایوس نہین ہوے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی کہ خدا کی مدد سے پردہ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اُٹھاؤنگا اسیطرح لڑتے بھڑتے ہوے آئے آپ چند عرصہ مین اسقدر گھبرائے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتین کرتے ہوے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سرچشمہ پر ٹھہرے ضرغام نے چھاگل نکالی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہی اگر پانی پینگے تشنہ کامان کو محبت طعنے دینگے یا دناموس نے پریشان کیا ہی کانٹے افراسیاب تک پہونچتے وہ قید کرتا خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین و لالان خونفشا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام نے کہا حضور پانی نوش فرمائیے زبردستی چھاگل ہاتھ مین دی دو چار گھونٹ پیے کسی قدر سیراب ہوے ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اُٹھین رہگرائے جادۂ مصیبت ہون کہ تلہ فرشتادۂ افراسیاب پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین اسد نامدار کے دیا ایک ہاتھ سے ضرغام کو اُٹھا لیا لے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی زیور محل نشین مصروف خدمتگزاری قیدیان بلا سامنے تلے کے آنے کا انتظار کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوے آتا ہی باغ مین ہنگامہ ہوا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محل نشین نے کہا اے شہنشاہ دیکھے آپ کی کنیز کی رائے سالم ٹھہری افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف و گزاف کرنے لگا نشے مین بلبلا اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کیون اے ملکہ زیور محل نشین اقبال کو با دولت کے دیکھا مین نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا گاؤ آتشبار جادو کے پاس تک کون پہونچا مکار جادو میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہی

وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہان تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا اقبال نے مابدولت کے رسائی کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محمل نشین اپنے شوہر کو جلد بلاؤ میدان خونی کی تیاری ہو آج لڑائی کا خاتمہ ہوا ایک دن مابدولت نے کمر باندھی کل انتظام کر لیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا پتلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگر دن کو بلاؤ اسد غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون پر خار دار لٹو سینہ پر سنچے پشت پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادون کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کر دنگا خون کے دریا بہا دونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہی بہار کو سمجھا کے الگ کرے میری اس ظالم پر جان جاتی ہو اگر اسپر کوئی آفت ہوئی برسون رنج رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا ہی مجھے کسی کا پاس نہین ہی میرا طلسم ہوش رُبا بچا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگون کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہی عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہو اب کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین مین نے خاتمہ کر دیا سب کے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے بخومیون کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبو دو اختر شناسون کا شارہ خود گردش مین آیا بیہودہ حکم لگایا اے زیور محمل نشین تمھارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی غرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع دی گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہین معلوم افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کر دو زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی لحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین مین نشے مین بلبلا رہا ہی سامان قتل سرداران مذکور کی تدبیر ہی صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب جادو کے حاضر ہی عجب مقام دلچسپ ہی ناظرین ملاحظہ فرما کر یقین ہی اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد کرینگے ایسے مقامات رنگین و فصاحت آئین طلسم ہوش رُبا مین بہت کم واقع ہوے ہین تحریر سے اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہی بدلگامیان کر رہا ہی چاہتا ہی میدان صفحہ قرطاس مین بگدھریان کردن راتون سے نکل جاؤن ایسے توسن تیز رفتار پر کوڑے کی کیا احتیاج ہی اشارہ بھی کرنا بہانہ ہی موج ہوا تازیانہ ہی سبزۂ مضامین کو پامال کریگا میھی پوئی مین فراسرپٹ کا دکھائیگا گرم فراج ہی مثل پارہ کے اُڑ جائیگا اب تیزی اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمائیے برائے چند ساعت متوجہ ہو جائیے۔

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بغدہ گران نظر کردۂ بزرگان صف شکن جرار مہتر قران عالی وقار نظم مسدس

ای ستمگر گمان تلک بیداد — سر پا مال عاشق ناشاد
قول دنیا عدد کو حسب مراد — مر گیا تیرے ہاتھ سے فرہاد

فکر جور و سر جفا کب تک
بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجانے دے دل آزاری — چھوڑ دے خود سری و خونخواری
دیکھ اچھی نہین ستمگاری — نہ پڑے صبر نالہ و زاری

کہین تو بھی ندل کو کھو بیٹھے
کہین آنکھون کو یون نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہین — دور گردون پہ اختیار نہین
عشرت زیر پائدار نہین — چرخ کو ایک دم قرار نہین

ہو نہ جائے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہی بیوفا نہ رہے — چہرہ گلرنگ با صفا نہ رہے
شوخی ناز و ش دادا نہ رہے — لب شیرین مین کچھ مزا نہ رہے

شور اٹھے نہ خوشخرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ مار سپید سا ہو جائے — کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے — خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے

آپ مو کے عوض پریشان ہو
روے آئینہ وار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہو — تیر مژگان جگر کے پار نہو
خنجر غمزہ نرغمے یار نہو — کوئی دنیا مین جان نثار نہو

اک خلق طبع نازنین پہ رہے

بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلف آجائے ماہ کامل مین
داغ رخ لالہ کے مقابل مین
غنچہ ہو گلرخون کی محفل مین
مثل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوہ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح ناز اُٹھائے کون
پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
ہی فسون لبکدم مین آئے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہو اور انگبین لب پر
مکھیان بھنکین شکر مین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے
تندی و نازکی کی خو نہ رہے
دل ربایا نہ گفتگو نہ رہے
یہ قیامت ہی اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
آپ کو دمبدم ملامت ہو
بیٹھتے اُٹھتے اک قیامت ہو
پھر ملے تجھ سے کسکی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا میری
یہ مصیبت سہے بلا میری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین
اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
یہ نہین ہی تو بس نہ ہونگا مین
جو کہا ہی سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار تلاش اسد عالی وقار روانہ ہوے تھے چونکہ زبانی برق کے سُنا کہ خواجہ عمرو افراسیاب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران تلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحراے ہولناک دہشت خیز مصیبت انگیز طی کیے لیکن جادۂ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر رہروی کی شکو

کسی مقام پر پڑے رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ اے مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے تھے اُسنے ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچ گیا ہوگا کوئی کارنمایان کریگا بارگاہ مین آکر موچھون پر تاؤ پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا بھی ہی اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت تباہ ہی ایک درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمندہاے شعاع وقفطورۂ ضیاء ذات پر آراستہ کرکے صحراے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و دشت ہوا مہتر قران نے اٹھکر نماز پڑھی بخضوع وخشوع دعا کی اے رہبر راہ گم کردگان اے خضر جادۂ بدنصیبان منزل مقصود پر پہونچا دے زیباے اسد دکھلا دو ہفتے کامل اس بیابان مصیبت مین گذرے آب و دانہ کو ترس گئے اے رزاق مطلق واے کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی دعا کو قبول کر شاگردان خواجہ عمر مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمر مشہور رہا ذلت سے بچالے استاد والا نژاد سے ملادے عرصۂ دراز تک مہتر قران رو رو یا دعا کرکے اُٹھا اسباب عیاری ذات پر آراستہ کیا بندہ ہاتھ مین لیا درۂ کوہ سے نکلا رہگراے منزل سخت وصعب ہوا تھوڑی دور چلا تھا نیر اعظم کسی قدر بلند ہوا صحرا کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج دریاے ریگ روان نے جوش مارا ہوا سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل رہروی جلنے لگی جھونکے ہواے گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نارنگا عالم تھا یا نظیر وادی جہنم ستھاریت کے پہاڑ درخت جھاڑ جھنکھاڑ تپے کف افسوس ملکر گرگئے شاخین جلی ہوئین انسان وحیوان کا نشان کہان مرغ دل مثل ماہی بے آب طپان طائر نگاہ خستہ مژگان سے نہ نکلتا تھا دماغ چشم بیقرار ریتیلیان پتھرانے لگین دشت مین وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے زبان مُنہ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ حدت دکھائی طائر روح نفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکلجاؤن مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی صحرا دیکھکر شعلہ مزاجی معشوقون کی بھولا کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحرا بے خس و خاشاک مین پھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہی پیک نگاہ کو دوڑاتا ہی کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھون مین نشان تری کا نہ رہا تری کہان نشان ابتری عیان اب اگر کسی نخل تک پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہی پہر بھر کامل مہتر قران نے اُس دشت مین رہروی کی صورت امن و امان کی نہ دیکھی اب یقین کامل ہوا اے قران قضا لیکر اس کرۂ نار مین آئی کنارہ وحشت کا نا ممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اُٹھتا پانون مین آبلے پڑگئے وہ بھی حال پر

قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط صحرا مین ٹھہر کر چہار سمت نگاہ اُٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز و شاداب شاخین موزون پتے سبز اُس نخل کی سرسبزی وشادابی جو دیکھی آنکھون مین طراوت آگئی اُسی جانب دوڑا اُس خیال ہین کہ زیر سایہ نخل جاکر ٹھہرون یقین ہو پانی بھی ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہو یا نشان خضر نامور ہو جھٹپٹا ہوا جاتا ہو اتنی ہی دور کا جانا مشکل ہو گیا مگر اقتان خیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچنے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین بند قبا کھولدیے ابھی سایہ نخل مین نہین پہونچا مگر سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہو نخل کی سم قاتل ہو طائرون نے سر اُٹھاکر مہتر قران کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین نگاہ نہین ہٹاتے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایہ نخل راحت ملے گی یہ نہ خیال آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہو سایہ اسکا مقام صعوبت و محن ہو شاخین نیزۂ جانستان پتے خنجر بران طائر طائر ہوش کے فگار کرنے والے لیکن مہتر قران ایسا بدحواس تھا طائرون کے آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کرکے زیر سایہ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پرتوے نخل سے اُڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار رہو جاؤ مہتر قران عیار مکار غدار سایہ مین ہمارے نخل کے آیا ہو لینا پکڑنا جانے نپادے یہ صدائین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطک مار کر بصورت انسان بنے یہ جو قیامت مہتر قران نے دیکھی ہوش اُڑ گئے بغدہ ٹیک کر جست کی سایہ نخل سے بیش قدم پر جاکر گرا دیکھا جس قدر طائر تھے سب ساحران غدار مین حربہ ہاے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے لیکن نام لیکر پکارتے جاتے ہین ہی چلاتے ہین مہتر قران جانتا ہو جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس نہ ہوت جادو کے لیچلو واضح رائے ناظرین ہو لاہوت جادو شوہر زیور محل نشین کے ہاتھ کا نخل بنایا ہوا ہو اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگرون کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایہ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار کرلین گے میرے قصر تک کسی مکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہو مثل باد صرصر بھاگا ہوا اس دشت وحشت ناک مین اتنی جلدی جست کرتا ہو ساحرون کو پلک جھپکا مشکل ہوئی جاتے ہین کہ یہ جوان ذرا اُڑ کے سحر کرکے گرفتار کرین لیکن مہتر قران اس زد رشو رمین جاتا ہو کہ اسوقت طائر وہم و خیال بھی مہتر قران کا ساتھ نہین دے سکتا پاؤن کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پاؤن زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ مین بغدہ کھینچا ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہو چہار جانب نگاہ اُٹھاتا ہو کہ کوئی کنوان یا غار ہے تو اُسمین اپنے کو گرادون تمیز کر جان بچاؤن ساحر

پیچھا نہیں چھوڑتے دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں لینا لینا کہکر غل مچاتے ہیں استاد ان سخنور نے تحریر فرمایا ہے تین کوس کا مل مہتر قران مثل باد صرصر تیز و خیز کرتا ہوا آیا کوئی درہ کوہ یا غار نپایا یہ بخوبی خیال ہے کہ ذرا تھما اور مارا گیا یہ سب اشیاے سحر پھیکیں گے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے بذلت و رسوائی مشکیں باندھے کیجائینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو میں کوس بھر پر جاکر دیکھا ہیچ صحرا میں ایک کنواں ہے دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا منڈیر میں گری ہوئی صورت وحشت آشکار لیکن مہتر قران بیقرار تھا کچھ یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوئیں میں گرا دیا جب پاؤن زمین پر جمے جانتے تھے سیراب ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنواں بھی اندھا ملا پناہ پانی مشکل ہوئی جادوگرون نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان کنوئیں میں کود پڑا غل مچاتے ہوے دوڑے یار و اس جوان نے غضب کیا کنوئیں میں پھاندا یہ نہ سمجھا یہ دہن اژدر ہے لیکن یار و ایک کام کرو ٹوکرون میں مٹی بھرو کنوئیں کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جو مہتر قران نے سُنی یقین مرگ ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جاے یہ سوچکر مہتر قران نے بغدہ ہاتھ میں لیا پہلوے چاہ میں بغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے میں چھپا جادوگرون نے ٹوکرے مٹی کے اس کنوئیں میں ڈالنا شروع کیے مہتر قران سمجھے تھے کول میں چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر چلے جائینگے نکل کے میں بھی بھاگونگا جب ٹوکرے دھا دھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی میں تڑپ کے مرون تاریکی بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندر ہی اندر نقب دی جب بغدہ مارا طبقہ لوٹا ایک قدم اور آگے بڑھا خیال میں آیا نقب دیتے ہوے چلو کہیں تو نکلیں گے مہتر قران عالیجاہ مثل مار سیاہ اندر ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہے لیکن نفس در قفس پیچیدہ بدحواس کبیدہ جان سے بیزار مضطر و بیقرار یقین نہیں ہے کہ اب زندہ نکلیں گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہے ہم اندر زمین کے مرے جیتے جی قبر نصیب ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا زور زندہ درگور لیکن اے مہتر قران میں غلام ابوتراب خاکساری کا دم بھرتا ہوں یقین ہے میرے آقا ضرور مدد کرینگے قفس خاک سے نکالیں خاک چھانونگا اندر ہی اندر نقب دونگا دل کو کرو کریم پر مضبوط باندھا جب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر بغدہ مارا طبقہ زمین کا کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک میں اٹا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں آڑے ترچھے بغدے لگاتا ہے مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل رجوع کرکے کہتا ہے اے قران کیا خوف ہے جس مالک نے طبقہ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے نجات دے گا ہمت نہ ہار و بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے اپنی عقل سے دریافت کیا کہ سو دو سو قدم کنوئیں سے نکل آیا خیر نقب دینا حیاروں کا کام ہے اس خاکساری

مین نام ہی لیکن حال لاہوت جادو شوہر زیور محل نشین گذارش ہوتا ہی
سابق مین تحریر ہوا ہی کہ اسنے قید اختر کو پاس اپنی زوجہ کے روانہ کیا گرد قصر ساحر
اترے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار و بران وغیرہ سے
مقابلہ اگر ان لوگون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آمین قتل سرد سرکشی کی زیور گلعذار کو مشکل پڑے گی یہ
سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے معرکے ٹھوتے ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل
شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین کر رہا ہی ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا
ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پرکالے ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار
ہونگے آپ جلد جائین جاکر دام مکر بچھائین ان طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جانا
کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہی کہ جو زیور محل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا
اسوقت تک افراسیاب جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے
بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و بران کو گرفتار کر لیا دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو
خوش ہوگیا کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اُتر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جاکر بہار
کو سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بغاوت کو راہ پر لاؤن بعد تھوڑے عرصہ کے دوسرا نامہ پہونچا اُسمین مرقوم
تھا اسد غازی و فرغام شیر دل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کرا منگایا مبارک ہو لوح طلسمی طلسم کشا
نے نہین پائی آپ کے آنے پر سب کا قتل موقوف ہوا افراسیاب جادو سامان قتل ساحران مین مصروف
ہی یہ مضمون دیکھکر تردد لاہوت جادو کا بڑھ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا طلسم کشا بھی
گرفتار ہوگیا کیا ستم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی شہنشاہ کا یہ ارادہ ہی کہ میری زوجہ کے باغ مین سب کو
قتل کرین صاف صاف مرقوم ہی باغ مین قتل طلسم کشا کی دھوم ہی سامری جمشید نے سامری نامہ مین لکھا ہی
جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہوگی وہان صرف میرے جانے کا
انتظار ہی میدان خونی کی تیاری ہوچکی ملکہ زیور محل نشین نے لکھا ہی صاحب کسی طرح آکر شہنشاہ کو باز
رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیون کو سرحد باغ سیب مین لیجائین خواہ قتل کرین خواہ نخجیرین
اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبائی مٹی سب نے کہا بہت بجا ہی ستارہ
شناسان طلسم نے مکرر حکم لگایا کہ قتل طلسم کشا ناممکن جس سرزمین پر انکا خون بہیگا خاک اُڑ جائیگی وہ آبادی
مثل صحرا معرض زوال مین رہیگی جب مصاحبون نے بھی یہ کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا
دروازہ بند کرکے یکہ و تنہا سوچنے لگا ہی لاہوت جادو کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہوتی

شہنشاہ میرا کہنا نہ مانین گے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک و مال چھین لیا افسوس شہر وے رفتن نہ رائے ماندن قصر دل تردد منزل حسرت دیاس کا مسکن اب بلحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہی یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا لاہوت جادو باہر نکل آیا دیکھا نگہبان صحرا سے پرآشوب خوشی خوشی حاضر ہوے عرض کی اے بہار پیرائے باغ افسونگری اے گل رعنائے حدیقۂ سامری حقیقت مین آپ نے جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے ظہور کرامت سامری ہوا مہتر قران سرگردہ عیاران لشکر اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر ہو پہنچا طائرون نے آوازدی مہتر قران آیا ہم لوگ اسکے عقب مین دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل بادصرصر جاتا تھا ہونٹھ ہلانا ہو کو مشکل ہوا تین کوس پر جا کر وہ جوان بخوف آبرد کنوین مین پھاند پڑا اہنے کنوین کو پاٹ دیا اُس عیار طرار کو خاک مین ملا یا یقین ہی کہ مدی ہنک نہ ملیکی ہزار اہاس مٹی سے کنوین کو پاٹا رشتۂ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت جادو یہ سُنکر ظاہر مین خوش ہوا باطن مین خنجر غم والم سینہ پر چل گیا اُسی طرح قصر مین آکے دروازہ بند کر کے بیٹھا نہایت انتشار دل سے کہتا ہی جس بات کا مجکو خوف تھا وہی ہوا میری سرحد مین آنا بڑا عیار مارا گیا بڑی خرابی ہوئی ملک تباہ دربادہوگا لاہوت جادو اس سوچ مین سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر قران نامدار مضطر دبیقرار نقب کھودتا ہوا آکر اسی کمرے مین پہونچا لیکن ہوش وحواس برآگندہ اتنی دور تک نقب دے کر آیا لاہوت جادو سرنگون بیٹھا ہی کہ مہتر قران نے بغدہ طبقہ پر مارا طبقہ ٹوٹا لاہوت جادو نے گھبرا کے دیکھا زمین خود بخود تھرائی ایک جوان تیلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کر کے نکلا لاہوت جادو گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بدحواس عالم یاس حواس خمسہ پراگندہ کشش وپیچ جان جانے کا پیچ نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی مین پہونچا ایک ساحر جادار سر جھکائے ہوے بیٹھا تھا یا سامری کہ کے اُٹھا قصد ہوا کہ سحر کرون لیکن ہوش نادرست نئی بات جوان سیہ فام گرد کا تیلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین اسم سحر نہ پڑھا ارے کہ کے اُٹھا تھا لیکن خوف سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پرائے مکان مین نکلے اب یہ سحر کر کے پکڑے گا بیشدستی کر دشیوۂ جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرۂ شیرانہ کیا حلقہ ہاے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر مین پڑے لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوے گرد وغیرہ کو جسم سے پاک کیا لاہوت کی زبان مین سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اُسی کی کرسی پر جلوہ فرما ہوے بغدہ ہاتھ مین لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال

پر ملال مین اپنے کو پایا ایک جوان صاحب شوکت و لیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہوگیا کہ یہ کون جوان ہے زمین سے نکلتے ہی مجکو پکڑ لیا اس بلا مین مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی ای ساحر کیون گھبراتا ہے سنم مہتر قران صاحب بغدہ گران شاگرد رشید مہتر مہتران منظر کردۂ بزرگان صحرائے ہول خیز مین پہونچا ساحرون نے مجکو گھیرا لیکن حاکم زمین و زمان میرا معین و مددگار تھا کنوین مین پھاندا عنایت سے پروردگار کی نقب دیتا ہوا اس قصر مین پہونچا نکلتے نکلتے قصور نہ کیا تجھ ایسے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو اور ہونا ہوگا ہوگا بموجب مضمون اشعار

در دم زردائے تو فرون شدہ باشد — آن ہم اگر از نخبت رلون شدہ باشد — عشق تو بصد رنگ چو گذاشت دلم را
این شیشہ اگر بو قلمون شدہ باشد — در عاشقی از مرگ چہ پروا کہ پئے دل — جان ہم اگر از چشم بروں شدہ باشد
آن ساقی بے درد سن اندیشہ نہ دارد — گل در نظرم ساغر خون شدہ باشد — ہرگز برا امید نہ چیدم از ین باغ
از بار خم شاخ نگون شدہ باشد — گاہے بلد از سحر نشد رام خیالش — در شیشہ پری گر بفسون شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ادای شوخ — گفتا اگرت خبط و جنون شدہ باشد — کے داستہ بودیم از نہا طمع خام
گو کاسۂ چرخ نگون شدہ باشد — کس موجب قتل سن زبان شوخ چو پرسید — گفتا جرم نیست کہ خون شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ جہان را — دیوانہ از شہر بروں شدہ باشد — ای ساحر نابدار سامری جہنمید پر

لعنت کرے پروردگار وحدہ لاشریک باقی بنائے زمین و زمان خالق دو جہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے برائے سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکبر ہے اسکی وحدانیت مین فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہے دنیا ناپائدار جب آنکھ بند ہوگی حال کھلجائیگا اُسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس ہیچ کیا ہاتھ آئیگا سامری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہے برائے معتقدان وحدانیت دارباب طاعت بہشت ہے دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوش رُبا مین آئے عنایت سے پروردگار کی بائیس لاکھ کا لشکر سترہ سو سرداران نامور اکین طلسم ہوش رُبا زبردست رازدار بے نظیر یکتا مطیع رب اکبر ہوے کیسے کیسے معرکے سر ہوئے حاکم طلسم نورافشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی مین مصروف احکام امر و نہی الٰہی کا وقوف اگر کلے پر اُسکے خنجر پھرے جادہ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اُسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہے یہ سب حالات جو مہتر قران علی دقائم نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر مین زبان کھولی حالات سکرات و قبر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہوگیا حیران ہے کہ اسی شخص کے مقدمہ مین نگہبانان صحرائے برآشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اُسکے خدا نے اسکو یہانتک

پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب کرایا بیشک اسکا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خالق مطلق ہی صیقل تقریر مہتر قران سے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا اہی قران سوزن زبان سے نکال کے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بیچکر یہ نہ سمجھا کہ ساحر ہی اگر بگڑ جائے گا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا اہی منظر کردۂ بزرگان اسوقت تو نے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا اُسکو تقریر دلپذیر سے اُٹھا دیا ممنونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر نثار لیکن حال تو سنو بانی بناے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہی قلب اُسکی غربت پر روتا ہی میری زوجہ کے بلاغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحرا سے جا کر پلہ افراسیاب کا اسد وضرغام کو بھی اُٹھا لایا صرف اب میرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہی کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر مہتر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا اہی لاہوت جادو برے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران نامی کرو لاہوت نے کہا میرے کرنے سے کچھ نہین ہوسکتا خود افراسیاب موجود ہی یہ بھی تمکو آگاہ کرتا ہون صرصر شمشیرزن عیار بھی بھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہی اُسکے سامنے آپ کا جانا دشوار ہین مجبور دنا چار پھر کیا ہوسکتا ہی یہ حالات مصیبت آیات سُنکر مہتر قران کے ہوش اُڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے لگے خیال مجبوری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

غنان دل بدست ما ردادم تا چہ پیش آید	بسے کردم تمنا پوے ہر موہم رہ بمقصودے
خریدم در دو عالم را بہ نقد زندگی آخر	متاع دل درین سودا نہادم تا چہ پیش آید
درین وادی بحال نامرادم تا چہ پیش آید	نہ شد گر تازہ کام من بجام عافیت شخصی
بنا کامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید	بہ گرداب محبت فرقدم تا چہ پیش آید
شدم مجنون و سرگردان نجست از گرگون آخر	بجام غم چو لب لب نہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رویا کہا اہی لاہوت جادو خوشخو تم تازہ مطیع اسلام ہو برے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہلکو تا بہ افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلین گے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل نہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑیگا افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھین گے دل مین حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہی یا مار ڈالنا یا مرنا اسی مین نام ہی تامل کرنیوالے کا بدانجام ہی لاہوت جادو نے کہا اہی مہتر قران میری صلاح یہ ہی کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو مین تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکلا تا چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال

لے چلوں ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہو ان ساحران ہمراہی کو میطیع کروں اگر نہ مانین گے لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا ہر طرح تمکو بہ لشکر مہرخ پہونچا دونگا سامنے افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہو سکے گا وہ طلسم بند ہی جو یہ تمھارا اسپر تاثیر نہ کریگا خود گرفتار ہو جاؤ گے باغ سے نکلنا دشوار ہوگا مین تمام عالم مین بدنام ہو جاؤنگا صاحبقران کہین گے لاہوت جادو مکار تھا ظاہر مین مطیع ہوا باطن مین مہترقران کو لیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی گمان ہوگا مین اپنے ساتھ تمکو وہان نہ لیجاؤنگا تمکو لے کے نکل سکتا ہون مہترقران نے کہا ای برادر مین تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف میری مہبری کرو تا بہ باغ ملکہ زیور محل نشین پہونچا دو جو مجھ سے بن پڑیگا اُسوقت کر گذرونگا ای لاہوت مین ملازم قدیم صاحبقران ہون خواجہ عمرو کا غلام وہ میری آبرو بڑھاتے ہین لفظ جان بخش فرماتے ہین مین انکو کیا صورت دکھاؤنگا آبروریزی سے خونریزی بہتر مردکو سب طرح مشکل ہی یہ حقیر سرفروش کامل ہی ایک بات میرے ذہن مین آتی ہی اگر صرف افراسیاب ہوتا مین صورت بدلکر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شیرزن موجود ہی آنکھ ملتے ہی پہچان لیگی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہی گمان غالب ہی اسیطور مین کچھ بن پڑیگا ای لاہوت جادو انشاء اللہ دیکھنا افراسیاب سے چلکر کیسی باتین کرتے ہین اگر دام کلا مین اُسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران مجبس مصیبت کو نہ رہا کیا فاگر خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمھارے کلام سے ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہین ہوے بہار وغیرہ کے ساتھ تھے لیکن جستہ جستہ خبر کرکے نکل گئے وہ خالی نہ بیٹھینگے ضرور کسی رنگ مین تشریف لائینگے جو کچھ ہوگا آنکھون سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ یہ عیار مہترقران میرے پاس آیا مجھ سے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور جھوٹھ سچ کو آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جانا جو ہمسے بن پڑیگا اسطور سے کلام کرین گے لاہوت جادو رونے لگا کہا ای مہترقران تم تنظر کردۂ بزرگان دین ہو مین تمھارا قاتل ٹھہرون کیونکر میرا قلب قبول کرے صرصر عیار یہ سنتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے انتہا کا بدگمان ہی نہین معلوم کیا کریگا بڑا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار وغیرہ بھی گرفتار ہین اُسکو غنیمت ہوگا کہ عیار طلسم کشا موجود تھا مہترقران بھی ملا دونون عیارون کو قتل کرون پھر میرے کیے وہان کیا ہو سکے گا اگر سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت ہی وہ یکہ تاز میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری اگر ایک گولہ تیر مارا اُسکا انجام کیا سوائے موت کے کیا چارہ ای مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا بردہ کی جان نہ دو مہترقران نے کہا بس اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی آخر مجبور ونا چار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہترقران

لباس عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ بغدہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر بصد کروفر تخت اڑاتے ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محل نشین چلے یہان افراسیاب جادو سامری پرست نشۂ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہی اے زیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا لاہوت جادو اب تک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوتی ہی زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے ہین صرصر پہلو مین افراسیاب جادو کی بیٹھی کہہ رہی ہی آج کیا باعث ہی اسد نامدار عرصہ دراز سے قید ہی کوئی عیار انکے چھوڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نہ رہے تھے اسد غازی نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب کہتا ہی یہان آنا دشوار رہی ما بدولت کے سامنے آئے آتش قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران نامدار بہ صورت اصلی ساتھ لاہوت جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن اے شہنشاہ آج اس کا لیے کی بات نہ مانیے گا اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو بہ صورت اصلی آیا ہی نہین معلوم لاہوت جادو کو کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے نہین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا بلکہ زیور محل نشین بھی گھبرائی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہی صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدۂ گران اسی کا لقب ہی واسطے ساحرون کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہین بچتا قریب پہونچا اور بغدہ مارا جان بخش عمر و کہلاتا ہی دیکھیے کس تکلف سے آتا ہی اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے گا تم تک یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب و زیور کو آمادۂ قتل قران کر رہی ہی افراسیاب کہتا ہی مجھ تک تو آنے دے دام اجل مین پھنستے ہین آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل شتاق ہی کہ دیکھون یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہی کیا فریب بناکے لایا ہی یہان صحبت مین افراسیاب جادو کی کھسر پھسر ہونے لگی صرصر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہوگئی کنیزین برائے تعظیم اٹھین لاہوت جادو نے تخت زمین پر اتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بہ طور اسلام سلام کیا افراسیاب جادو بیقرار رہا ضبط نہو سکا کہا اے مہتر قران کہان چلے اے لاہوت تکو یہ میان بغدے باز کہان ملے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا نامہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت مین چلون یہ شخص اسی طرح بہ صورت اصلی میرے پاس آیا مجھ سے کہا اے قوت بازوے افراسیاب مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون کئی دن سے حیران و سرگردان قصد ہی تا بہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا پہونچون راز دل عرض کرون ذریعہ ڈھونڈ رہا تھا تم سامنا شہنشاہ کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو کچھ مین عرض کرنا ہی عرض کر لینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب حضور کمر و غیر کمر کو سمجھ لین

خواہ قتل کرین خواہ بخشین لاہوت کا قلب اُلٹ گیا ہی بموجب تعلیم قران اتنا بھی بشکل کہا یہ کہکے دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتے ہوے سامنے افراسیاب کے آئے کہا ای شہنشاہ عالیمقام ای مرجع انام ای صاحب سطوت وصولت ای ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ کوئی آپ کا دشمن نہین اب بھی اگر پاؤن تو قتل کرون مرد سپاہی جو دل مین آیا وہ صاف صاف عرض کر رہا ہون آپ خوب آگاہ ہین کہ مین جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہون آپ کے ہزاردن جادوگر مارے یہ بندہ جو میرے ہاتھ مین ہی اُسنے ساحران طلسم ہوش رُبا کا خون پیا لیکن عمرو نے مجکو کلمہ ہاے سخت وسست کہے بی مہ جبین نے میری قدر نہ کی بی مہرخ کو سلطنت کا غرور ہی ہمارے واسطے چوکی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو گذرا اُسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہی کہ مجکو صحبت عمرو سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مغل شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہین جسکے ہاتھ مین ہونگے کام کرینگے بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ دگدا سے ملتی ہی ؎ دونون باگین یہ تیغ کستی ہی ؎ آرزو یہ ہی کہ آپ کی نوکری کرین سر میدان عمرو وچالاک سے سمجھ لین لیکن حضور قدردانی فرمائین ہمارے مذہب کا نام نہ لین سپاہی جان کر قدر کرین ویسے لڑو لین اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل کرین گردن از موباریک جسکا نک کھائینگے اُسی پر جان نثار کرینگے عمرو و مہرخ نے ہمین ذلیل کیا وحضور ہمنے آتے آتے یہ دیکھا کہ بی صرصر ہوا باندھتی ہین لیکن ہم اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار وغدار آتا ہی یہ ہماری ہم پیشہ ہی ہم ملازم سرکار دولتمدار ہونگے ان ایسی شقلون کو کون پوچھے گا دریافت تو کیجیے اُنھون نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زرہ نمکخواران مین شریک کیجیے ابھی آپکے سامنے طلسم کشا کو قتل کرین ان سب کے خون سے ہاتھ بھرین یا جواب صاف دیجیے خانہ آباد دولت زیادہ جھوٹ بولنے کی عادت نہین اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت نہ جمے تو کیا تعجب ہی جسدن سے اس طلسم مین آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہوتے اب تک مار ڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑون بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظمت وشان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی شوکت ولیاقت قائم ہی اب بعد چندے ساعت فرمائیے گا کوئی نام بھی حمزہ عرب کا نہ لے گا بی مہرخ ٹھوکرین کھاتی پھرینگی حضور خاموش ہوئے جو دل تردد منزل مین آئے اُسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت وبلاغت سے مہتر قران نے اس مضمون کو بیان کیا باتون مین کبھی رویا کبھی ہنسا کبھی بغدہ اُٹھا کر کہا ای افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر ماریں خونہ سیاہگری دکھائین جان دینا ہمارے نزدیک کیا مشکل ہی ذلت وخواری کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل مین ایک مزا آگیا رونے پر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا ای مہتر قران اگر

اصل مین تمھارا یہی ارادہ ہی قلب کی صفائی سے مجھ سے ملوگے وہ مرتبہ کردنگا کہ تا جدار ان جلیل کو تمھارے مرتبہ پر رشک ہوویگا لیکن صاف کہون دل کو تردد ہی آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے یہ کیفیت بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے ہمارا دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا ہمے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی اسی مثل کو ایک صاحب مضحکہ نے بڑے لطف سے نظم کیا ہی حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین نظم

پوچھا صاحبقران نے جادی سے	آگے تیرے یہ غازی کیا ہی	اسنکے بول کو دیکھو لوصاحب	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی

افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح حسن و جمال مین شعر کو نظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتون مین افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہی کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہی اے شہنشاہ سراسر مکر باتون مین اسکے مکاری بھری ہوئی ہی آپ دھوکا کھاتے ہین دشمن بزرگ قبضے مین آیا تامل نہ کیجیے شعر دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد بہ دشمن متوان حقیر و بیچارہ شمرد بہ آپ اسکی باتون پر ہنستے ہین صریح دام مکر مین پھنستے ہین مہتر قران ان اشارون کو سمجھ کے تنتے ہوے سامنے افراسیاب کے آتے ہین کہتے ہین اے شہنشاہ جو آپ کے دل مین آئے وہ کیجیے اس شقفل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک غرور ہین کے اہ خوب دل مین سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی بہ صورت مبدل آتا یا منھ دیکھتی رہجاتین مین عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچون عیار بچیون کو مجھپر چھوڑ دیجیے حقیقت مین پانچون بڑی پانچ ہین حضور اگر باتون مین ان پانچون کو نہ بیہوش کردون سزا دیجیے سر کاٹ لیجیے افراسیاب جا دو کبھی کھٹکتا ہی کبھی باتون پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ ہو کر کہتا ہی اے مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہین اے شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان مرحمت ہو لشکر ملکہ حیرت مین جاؤن خواجہ عمرو کو تلاش کر کے قتل کردون شعلے آگ کے کلیجہ مین بھڑک رہے ہین جی چاہتا ہی اپنی جان دیدین چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کرین کہا ماہان زاد کے کلیجے پر گھاؤ پڑے یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اُسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائین باتون مین مہتر قران نے اتنا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتین ہنس ہنس کے کر رہا ہی لیکن مہتر قران حیران و مضطر شش و پنج مین شش در کہ اب کیا تدبیر کرون شراب کا چرچا سامنے صرصر کے نہین ہوسکتا پھر کون صورت ہو کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کرون ہر چند کہ مین نے باتون مین گھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی یہ ہوگئی کیا فکر کرون

صرصر ایسی دراندازبندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہی طعن و تشنیع باتون مین کر رہی ہی کبھی کہتی ہی ای قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جما یا مہتر قران جواب دیتے ہین ہی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے مُنہ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا مین اپنی جان سے بیزار ہون بیشک اسد غازی کو چھوڑانے آیا ہون شعشاہ کو دھوکا دیتا ہون تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی ایسے فقرے دے کر ہمنے ہزارون کو مارا ہی ان باتون پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہی اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہین جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے اتبو ہمنے انکو تو کر رکھا عمر و سے انکو ٹرادینگے بخوبی استحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہی ناظرین ملاحظہ کرین اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے نظم

چلی رات شب کلک صبح انورد	طراروں سے دشمن کو کر گرد برد	دکھا دے مجھے آج طراریان	لکھون جو ہین تجھ کے عیاریان
عمر دتیر رو کا بتاؤن نشان	ترا فتنہ ریش جادوگران	عجب وقت ہی سخت ہی نشین	قران غم مین بیتاب مذہبین
سر بزم صرصر کی چالاکیان	دکھاتی ہوا بونین بیباکیان	جو اس نرم دلکش مین پہنچے عمرو	کرامات کی بات ہوا ہی تمر
قمر طبع روشن ہی افلاک پر	دکھانے لگا کلک اپنا ہنر	سر بزم ساقی سے چنگ ہوئی	پے چشم میباک عینک ہوئی
کہا ہنسکے ساقی نے ای بادہ خوار	نبوشید جام مے خوشگوار	ہر اک فکر کو دل سے دور کر	کہ مشتاق ہین ہم کو مسرور کر
سُنا قصۂ خواجۂ ذی حشم	اسد ہی گرفتار رنج و الم	لکھو اب اسان ہدایت نشان	کہ بلبل طبع گلریزیان

غزل

تمھاری رات کی شرم و حجاب کی باتین — کسی سے کیجے تو سمجھے وہ خواب کی باتین
وہ پیر ہون کہ سنون شیخ و شاب کی باتین — مگر نہ ترک ہون مجھ سے شباب کی باتین
جگہ تو پہلوے دلبر مین مل گئی ای دل — ٹھہراب اچھی نہین اضطراب کی باتین
کلیم سمجھے تھے کچھ سُنکے لن ترانی طور — کہ تھین یہ کس صنم لاجواب کی باتین
ہم اور خط نہ لکھین اسکو حضرت ناصح — غرض مین لکھنے کے قابل جناب کی باتین
خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر — خراب کرتی ہین خانہ خراب کی باتین
بگڑ کے بولنے مین ہین تمھارے لاکھ بناؤ — ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتین
یہ طرفہ پیچ ہی تقدیر کا کہ وصل مین بھی — تمام شب تھین اُدھر پیچ و تاب کی باتین
اشارے یون رہین باہم کہ کچھ نہ سمجھے غیر — مرے تمھارے سوال و جواب کی باتین
ہمیشہ کرتے ہین ذکر عذاب ہی واعظ — سنا دے پیر مغان کچھ ثواب کی باتین
ابھی تو بوسے دیے جاؤ گننے سے کیا کام — کہ ہو رہین نہ کبھی پھر حساب کی باتین
فراق دوست ہوئی فرقت جوانی بھی — کہ ہم ہین اور وہ عہد شباب کی باتین

جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی	ہنسا یہ نجت کہ کرتے ہو خواب کی باتین
یہ کہہ رہی ہی کہ بے پردہ یار کو دیکھین	سُنو مری نگہہ بے حجاب کی باتین
خبر کو خود مجھے قاصد کی بھیجنا ہی کہین	جلال اور سنو اضطراب کی باتین

جہرہ نغمہ سخان شاخسار حدیقۂ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری بمثل عندلیبان خوشنوا غنچۂ انجمن سامعین مین یون نغمہ سرا ہین کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقہ خنجر گذاری رنگین بیان اعنی مہتر قران سامنے افراسیاب کے رنگ جما رہا ہی باتین بنا رہا ہی کبھی صرصر کو جھڑکتا ہی کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہی کبھی عرض پیرا ہی کہ ای شہنشاہ زمرۂ ملازمان مین یہ حقیر داخل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھون اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ پر بخوبی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ ہمارے شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہی کہ حضور مجکو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین مین جا کر اپنے نام پر طبل جنگی بجاؤن سر میدان عمرو چالاک کو ٹوکون وقت پر آپ بھی تشریف لائین میری جانبازی ملاحظہ فرمائین لیکن ان سب کے قتل مین اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہی لیکن دل دھڑک رہا ہی زمزمہ سرائی پر مہتر قران کی زیور وغیرہ خاموش آپس مین اشارے ہو رہے ہین کہ کیا خوش تقریر ہی فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی یکایک دیوار باغ سے آواز آئی ای شہنشاہ طلسم ہوش رُبا اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیر خواہ مدت سے خانہ زاد ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پرنور کی زیارت سے دیدۂ دل روشن ہوے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع کنوارون کی گاڑھے کی مرزائی مارکین کی دھوتی ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوے تلوار بڑے کے نیام کی سر کمنہ مین پھول ندار دو ایک پھول وہ بھی مرجھایا ہوا موٹی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھنا ہوا آہنین چند پر شکستہ چادر سے کمر باندھے ہوے بجاے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جوتہ چمڑہ و دھاتیل مین ڈوبا ہوا گردن مین اٹکا ہوا کڑبڑی ڈاڑھی مونچھین بڑی بڑی ہونٹون پر لٹکی ہوئی بھم سے باغ مین کودا کرتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ سب نے دیکھا کہ آنکھین بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی بدولت سے تیرا کیا کام ہی عرض کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درۂ کوہ مین رہتا ہون کیے دو کے کی خبر سناتا ہون قزاقی پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوئین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپکی دیا سے ہین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہات مین

اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار مارے مدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت مین حاضر ہون بہت دنون قزاقی کرچکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کرکے حضور مجکو ملازم کرین سُنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادے کا پتہ بتائیے یا سامنے بلائیے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے جناب سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا باگھ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرار فرار چہرے سے مکاری غداری آشکار مہتر قران نامدار اُسکی باتین سُنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چاچیا کے باتین کر رہا ہی سب عیارون کو بُرا کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم صاحب قہر وخشم اپنے سایہ سے رم کرتا ہی قدم نہین جمتا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر نے مہتر قران سے کہا کہ اے صاحب بغدۂ گران اس گنوار مکار کو جواب دو بُرے لاف وگزاف کرتا ہی بجائے کند موے نے سوت کا رشتہ کا ندھے پڑ دالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی تھان کا تھان یہ نگوڑا عیاری کیا جانے تانا بتھاری کرنیوالا یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کرگا چھوڑ تماشے کو جاے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین گوشمالی کردن دونون کان اُکھیڑ ڈالون کان ہو جائین امکان کیا جو ہمسے لڑکے اک جا کی کا ہاتھ مار دون ناک اُڑ جائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی دانت نکالکر عرض کرتا ہی گو سیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا او سرہنگ کوہی تم عمرو سے امتحان کے خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تمکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین وہان طبل جنگی بجے عمرو کو یاد آگئے فرزند چالاک کو للکار و حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کرو گے بہت سا انعام ملے گا ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلکہ شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہمارا آکر ملازم ہوا ہی یہان سے تابہ کوہ حقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرات شوکت لیاقت عیاری خنجر گزاری انکی ذات پر موقوف ہی حقیقت مین او سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیر دل کے ہاتھ سے قتل ہوے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملاتا یا انکے سامنے واسطے عیاری کے آتا اسی جوان خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی تنگ ہوکر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے کہا جسکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ سامنے موجود ہی مہتر قران کو سرہنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہا صاحب گو سیان ایسون سے تو مین ہل

جتواتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون انکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ آپ کے پہلو مین بیٹھی ہی تیرپا معلوم ہوتی ہی ہمرے گاؤن مین بی گنان تیرپا اُسکی فوجی اسی صورت کی ہی ایک مُہر دے کر ہمنے اُسکا سر دھانکا دس من غلہ دیا ایک بیکھہ دوبسوہ زمین معافی مین مین نے اُسکو دیدی کہ بوے جوتے کھائے پڑی رہے یہ بیچاری کیا مین جب تو صرصر گالیان دینے لگی نگوڑے گنوار تیری شامتین آئی ہین تیری گھردالی تیرپا ہونگی گنان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کو ہی باتون پر صرصر کی بہت ہنسے کہا ہمتاری گالیان کھانے کے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو تمہری بات کا جواب نہ دینگے یہ حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کب تاب ہی مرد سپاہی گرم مزاج مردان عالم کے سرکا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک بغدہ اُلٹا سیدھا مار دونگا سر گوہ کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کرے گا مسافرون کو سکھیا دے کر مارا ہوگا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھا ہی شہنشاہ حضور کے سامنے میرے اسکے دو دو چوٹین ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی اسکی شکین باندھتا ہون ان باتون پر سرہنگ کو ہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ چلے میان کو پوری گھائی یاد نہوگی چوٹون کے نام سُن لیے ہونگے اک انی کا ہاتھ مارونگا آنتین ڈھیر ہو جائینگی مین گوہا لڑنے والا پھکیت بینت کشتی گیر عیاری مین بے نظیر میان نے کوئی دو چوٹین کبھی ہونگی دو چار اکچھر مجھے سحر کے بھی یاد مین وقت بیوقت جانور بنکے نکلجاؤن ہر طرح حریف کو مارلون مہتر قران نے کہا ای شہنشاہ ایک بات کا اس سے اقرار لیجیے میرے اسکے تلوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو نے کہا ای مہتر قران کیا مجال میرے سامنے سحر کرسکتا ہی اسکا لاف وگزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو لڑنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پاؤن بیکار رہون یہ مکار چوٹ مار دے اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کو ہی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا ہی فن سحر و ساحری ما بدولت کا غلام ایک اشارے مین برق چمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا سرہنگ نے کہا نہین صاحب مین اپنر سحر نہ کرونگا لیکن ای افراسیاب اپنر اگر غالب آؤن سرکار سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگے گا وہ دونگا عیارون کا افسر کرونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون قران اس سے لڑوگے مہتر قران نے کہا حضور یہ کیا ہی سخرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا مہتر قران کے زور شور سے افراسیاب بخوبی آگاہ ہوا اپنی بات کا بھی خیال کہ ایک گنوار نے آکر

لاف وگزاف کیا اگر یہ ذلیل نہوا بہت بہلائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور ولاہوت مشتاق کہہ رہے ہین کہ اے شہنشاہ اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے یا عوض لیجیے قران نے کہا اے شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندہ باخصماص ہوا اسکو سزا دونگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ لڑی ہو سرہنگ کو ہی تلوار کھینچکر تیرے بدلنے لگا کہا میان حبشی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہو یہ اچھلنا کودنا کیا یہ کہکر مہتر قران نے بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے چمک کر مہتر قران پر وار کیا مہتر قران نے بغدے پر گنڈاسہ سرہنگ برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کردیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین کبھی وار سرہنگ کا روکتا ہو اب احسنت وآفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ نگوڑا گنوار بلائے روزگار ہو مہتر قران ہی ایسا ہو کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ہو افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرکے آتا صرصر نے کہا اے شہنشاہ بیشک مہتر قران کو بڑی مشکل پڑی ہو دونون کی نگاہ لڑی ہو کسی کی نگاہ نہین جھپکتی خوب دونون مین چھوٹ کی چوٹ مین چل رہی ہین مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہو حقیقت مین مہتر قران کو جان کی پڑی ہو جی مین کہتا ہو بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا کس جھگڑے مین پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند کے حلقے مارے گردن وکمر مین حلقے آئے لیکن مہتر قران نے سبک ہوکر جست کی حلقہ کمند سرہنگ سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا گنج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اچھل پڑا کہا مہتر قران خوب بچے قران کی جان پر بنی ہو افراسیاب کو سلام تو کیا اسی طرح حلقہ ہائے کمند مہتر قران نے مارے سرہنگ بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونون کی تعریف کرتا ہو قران وسرہنگ پسینے پسینے غضب کی کارزار ہو حقیقت مین سرہنگ کو ہی بڑا ہوشیار ہو کسی فن مین کمی نہین کرتا ہو افراسیاب کو بڑا خیال ہو کہ آج ہی مین نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی مین بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی بدنامی ہوگی صرصر شمشیرزن کہتی ہو حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے مین افراسیاب جادو ایسا مصروف ہو کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونون کی سپاہگری پر عش عش کررہا ہو تمام اہالیان محفل مبہوت لب پر مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے مین پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام کہین گے مکر سے مسلمان ہوا اتنے بڑے عیار کو قتل کرایا اے پروردگار مہتر قران کو بچانا استاد ان سخنور نے تحریر فرمایا ہو تحریر وتقریر مین رنگ شعبدہ دکھایا ہو پھر کامل مہتر قران سے اور سرہنگ کو ہی

سے تلوار چلی کسی نے چوٹ نہین کھائی دونون چھوڑ کر لڑ رہے ہین اب مہتر قران بعد پہر بھر کے سنبھلا بغدہ تھام کر نعرہ کیا او گنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ و رجہز گزاری	بمیدان آذر آتش فشانم	منم مہتر قران شیر زیانم

اب افراسیاب نے دیکھا مہتر قران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹین مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ مہتر قران کا بغدہ پڑا سر سرہنگ کا سر اڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہی پیچھے ہٹا جاتا ہی مہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ اداس عالم یاس کبھی لوٹ مارے کبھی چوٹ بچانے کو جست کی اب وار نہین کر سکتا مہتر قران نے بغدے کے نیچے رکھ لیا ننگا نہ لپنگا نہ چھایا ہوا ہر مرتبہ سایہ بغدے کے لیتا ہی جب چوٹ پڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بغدہ مہتر قران کا پڑا دنا نے کی آواز آئی گا دزمین تھرائی مگر سرہنگ کو ہی نے اپنے کو بچایا افراسیاب و لاہوت و ملکہ زیور و ملکہ صرصر سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ مہتر قران سرہنگ کو دباتا ہوا لیے جاتا ہی چوٹین مہتر قران کی وہ چھوٹ کی چلین کہ سرہنگ کا جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھلانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ مین باغ کے ایک قصر عالیشان ہی پردے اسمین پڑے ہوئے عرصۂ دراز سے وہ قصر صاف نہین ہوا کچھ ٹوٹے ہوئے پلنگ کچھ پٹرنے و دھنیان اس طرح کے اشیا راس قصر مین بھرے ہوئے ہین سرہنگ بتا ہوا اُن پردون تک آیا قران نے پیچھا نہ چھوڑا بغدے کے سایہ مین لیا سرہنگ کو یقین ہوا اب کی مرتبہ اگر بغدہ پڑا سر اڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچنا دشوار گھبرا کر بھاگا مہتر قران نے کہا او نامرد کہان جاتا ہی شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب نے بھی آواز دی ای مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہی جانے نپائے اپنا قوت بازو قرار دونگا میری بات رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد مین کہتی ہی ای شہنشاہ مہتر قران نے کیا کام کیا اب بگڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے گے منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین اب نہین کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہی کہتا ہی ای شہنشاہ آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہین اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان زیر و زبر ہین رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی سہراب بل کو کیا لیاقت ہی افراسیاب کہتا ہی ای لاہوت جادو سچ کہتے ہو مین بھی ایسی قدردانی کرونگا دامن مدعا دُرِ بہا سے بھر دونگا سرہنگ کو ہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین جست کر کے پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب نے کہا ڈھونڈھو مین بھی آیا ای مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا مین نہایت

خوش ہون تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب ولاہوت جادو دلکہ زیور خوشخو دڑکر قریب مہترقران کے آئے مہترقران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑکر پھینک دیا سب نے دیکھا اس قصر مین تمام یہ اشیا بھرے ہوئے ہین کہ چار پائیان شکست لکڑیان بیکار اگر قصد کیا جاے کہ ان سب کو اُٹھائین دس پانچ فرد درکار ہون دوپہر مین سب اُٹھے افراسیاب جادو نے کہا اے قران تلاش کرو قران نے دو چار بغدے اُن پتھرون پر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی قران نے کہا حضور اسمین چھپا ہی ہین ڈھونڈھکر نکالونگا وہ جو اُسنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہی وہی فن اسکا کام آیا بڑی فطرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھین جرات مین غلام کمی نہ کریگا یہکہکر پتھرون کو کھڑکھڑایا افراسیاب وغیرہ بیرون قصر سے دیکھ رہے ہین یکایک ایک بلا وڑا سا اُن پتھرون کے بیچ مین سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کو ہی سحر کرکے گربہ مسکین نا پکار کر آدانا دی اے قران لینا بقول سعدی گر بکشتن بروزادل مگر وہ بلاؤ مہترقران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے باغ مین بھاگا مہترقران نے نعرہ کیا او گنوار کہان بھاگ کے جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا تعاقب نہ چھوڑتا ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب وہ بلاؤ جدھر بھاگ کر جاتا ہی مہترقران نعرہ ٹیک کر اُسکے برابر پہونچتا ہی وہ جست کرکے درخت پر چڑھا ہی مہترقران نے دوڑکر نعرہ مارا نخل قلم ہوکے گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہی مہترقران کو انتہا کا غصہ کف منہ سے جاری ابروے خمدار پر بل تعاقب مین بلاؤ کے چھل بل یون گھیراڈالا ہی کہ سارے باغ مین بلاؤ بھاگتا پھرتا ہی مہترقران پیچھا نہین چھوڑتے پسینے پسینے لیکن یہی صدا ہی ابے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلا دبنیگا جو انون کے نزدیک کتے بلی کا مارنا کیا مشکل ہی ابے تو بڑا جاہل ہی دوڑتے دوڑتے جب مہترقران ناچار ہوئے بلاؤنے جست کی مہترقران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ مارون بلاؤ دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا پہنچے جاکے دیوار پر چڑھنے لگا بلاؤنے منڈیر تھامی چاہتا ہی دیوار کو فرائے قران جست کرکے بلند ہوا بغدہ مارا بلاؤ کا سر قلم ہوا دھم سے لاشہ بلاؤ کا زمین پر گرا مہترقران نے جھوم کے نعرہ کیا منم صاحب بغدہ گران نظر کردۂ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑکر قران کے ہاتھ چوم لیے لاہوت جادو تصدق ہوا صرصر بھی تعریفین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین مین تڑپا سرد ہوگیا صورت تبدیل نمودئ شل جادو گرکے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب جادو نے کہا اے قران یہ کیا معرکہ ہوا یہ اصلی بلاؤ تھا اگر سرہنگ کو ہی سحر کرکے بلاؤ بناتا دستور ہی بعد مرنے کے سحر اُتر جاتا ہی تمنے تو ہزارہا جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی ہوجاتی ہی معلوم ہوتا ہی یہ بلاؤان لکڑیون مین رہتا تھا

آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن اتنا بڑا بلاؤ ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا صرصر نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے جست وخیز کا خاتمہ کیا کس زور شور سے بالاے دیوار پہونچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کہہ رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا جوش سب اسی مقام پر قریب بلاؤ کی لاش کے کھڑے ہین ہر خرد و کلان کو حیرت اسی حال حسرت مآل پر عبرت یکایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر ومعنبر ہوا افراسیاب وغیرہ نے حیران ہوکر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہو کہ کسی نے ہزارون قرابے عطر مجموعہ کے کھولدیے یا پھولون مین روز عید ہو غنچے مسکرائے عجب وقت سعید ہو عروسان بہار بناؤ کر رہی ہین آنکھین نرگس کی لگاؤ کر رہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سر دا کرنے لگے خوشبو نے دماغ جان معطر ومعنبر کیا جوش فصل گل ہو چہچہہ زن بلبل ہو نرگس آنکھین پھاڑ کے دیکھتی ہو کون آتا ہو شگفتہ تختۂ لالہ زار ہو بہار ہین بہار ہو بموجب مضمون اشعار آبدار منظم

جس نے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار	کب خوش آتی ہو اُسے ایدوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات	چار دن کے واسطے بلبل ہو گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش	دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی	عارض گل کی طرح مہمان ہو گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہو عکس	برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہو چھینٹون سے لہو کے بار بار	اور بڑھیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہو عیان	دیکھ آکر اوستمگر میرے مدفن کی بہار
گر نہین کوئی نہو باقی ہو کسکو احتیاج	دیکھتی ہو بیکسی اب میرے مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے ایدل ہجوم باغ کے	کم نہین ہو جلوۂ رخسار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری	دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
کہتے ہو تو بھی نہین جیسا کہ دیکھا تھا اُنھین	تمکو خوش آئی مگر بوخاک دشمن کی بہار
مثل بیراہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قدر	کم گریبان سے نہین ہو طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہو جب سینہ مین آگ	گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم	دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہو

کیون صاحبو کیا پھولون کے نخلے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا توجرات مہتر قران کی تعریف تھی اس حیرت مین سب تھے کہ سرہنگ کو ہی کہان گیا یہ بلا دکدھر سے آیا اب خوشبوے عطر آگین نے ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہی یہ خوشبوے مشک وعنبر کہان سے آئی زیور عرض کرتی ہی ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ مین نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا خداوندون کے نام لیجیے سامری وجمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم مین کیا کیا گل کھلائے اس گلشن مین رنگ تازہ نظر آتے مہتر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور یکا رکرنے لگی صاحبو آج ظہور قدرت سامری وجمشید ہی اس بوے خوش مین کیا بھید ہی یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشۂ گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہی مقام مشرق ہی آفتاب عالمتاب کا طلوع ہی ضیاریزی شروع ہی یا تو روشنی معلوم ہوتی تھی یا صداے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب او مغرور ومتکبر اب قوم نبی جان سے پکڑی اُلجھائی ستم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی برسر قباے مرصع کاردر برچہرۂ آفتاب عالمتاب پر رعب وداب ریش سیاہ عنبر آگین آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دی کھلانے والین چہرے سے قہر وغضب آشکارا بردوخمدار کو جنبش نیچہ ہلالی زیب کمر پشت پر خنجر زیب کمر جسکے قبضے پر لعل وگوہر آراستہ مالاہاے مروارید بہا زیب گلو اُنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھون مین آنسو چہرہ فرط قہر وغضب سے گلنار ایک تخت یاقوت احمر کی اُسپر حروف الماس کے ترشے ہوئے ضو سے اُسکی پلک جھپکتی ہی وہ جوان خوشرو دریاے جواہر مین غوطہ زن جبین نور آگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا یا قہارو یا جبار کہکر نعرہ کیا کیون افراسیاب اس میرے ملازم کو تونے کیون مارا ہلوگ قوم جنات اکثر بلاد یا بصورت ماران سیاہ پردۂ دنیا مین آتے ہین تیر اُسنے کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اُسکو مارا چالیس لاکھ جنات اُسکے خون کے دعویدار ہین آمادۂ حرب وپیکار ہین تلوارین کھنچ گئین یہ تمام آتشی ہین طبقۂ زمین ہوش رُبا کو سب نے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا ہی قصد کرتے ہین بردے ہوا لیجاکر کسی دریاے ناہار مین پھینک دین مابدولت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھے یکایک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر جنات کی چڑھائی ہی افراسیاب مغرور سے لڑائی ہی سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑین گے یہ آتش قہر وغضب یمن پھونک دیگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جنکو مارا جنکو دنیا والے دیکھ نہین سکتے بندگان خاکی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی مابدولت کو یہ خیال ہوا جب یہ اُٹھاکر طلسم ہوش رُبا کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بیخطا ہلاک ہو جائینگے جنات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا

ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے ہین سچ تبلا کہ قاتل اسکا کون ہی ہمین تبلا دے ہم گرفتار کرلین گے ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے ساحرون کو بڑے غرور ہین اسی واسطے یہ تخفی وارفع سحر گلے مین ہین لی اگر تجکو اپنے سحر پر ناز ہی جہان تک ہوسکے سحر کر پانی برسا اوناری شعلۂ آتش بھڑکا اگر زبان ہلانے دون مجکو بادشاہ جنات نہ کہنا اور اپنے حمایتی کو بلا سب ملکر ہمپر سحر کرین دیکھ تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہا دینگے اپنے مقتول کے خون کا معاوضہ لین گے اس قہر و غضب سے شاہ جنات نے افراسیاب جادو سے کہا ہاتھ پاؤن ہین افراسیاب کے رعشہ آگیا مہتر قران ایسا شیر دل گھبرا گیا افراسیاب کے پیچھے چھپا لنبدہ خون آلود زمین مین پھینکدیا لیکن افراسیاب نے ضبط کرکے کہا حضور سخت پر قدم رنجہ فرمائین ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اُسکا یہان نہین ہی فوج کو منع کیجیے طبقہ زمین کا نہ اٹھائین لاکھ در لاکھ انسان ہلاک ہوجائینگے حضور خود بادشاہ عادل ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب نہین ہی افراسیاب سبلا کر شہنشاہ جنات کو قریب اپنے تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی نہوگا کیا مجال ہماری جو آپ سے سرکشی کرین جب اس طرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما ہوئے فرمایا یہ باتین کیون کرتا ہی پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بت فساق ہین افراسیاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کرون ہے نصیب کہ آپ نے مجکو سرفراز کیا صرصر کو جو یہ نگاہ قہر و غضب شاہ جنات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہی ہاتھ باندھے بیٹھی ہی صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہی ارے عورت کچھ منھ سے بول بلا نے ہمارے کسی کا کھانا کھا لیا کوئی ظرف توڑ ڈالا ادکم ظرف جواب نہین دیتی صرصر کانپنے لگی جواب نہ دے سکی غش آنے لگا پائجامے مین چھل چھل موت دیا گھبرا کے سر جھکا لیا بڑی مشکل مین اتنا جواب دیا ای شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھا حوال نہین معلوم مین تو ابھی آئی ہون میرے سامنے یہ بلا نہین ماراگیا شہنشاہ جنات نے کہا جھوٹ کہتی ہی تو یہان موجود تھی بلکہ شاید تونے ترغیب دی قاتل اسی جلسہ مین موجود ہی ہمارے دماغ مین بو آتی ہی تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دس ہزار کوس کی خبر بھی منگا دین تمام دنیا کو درہم و برہم کرکے دکھا دین خدا نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ افراسیاب سحر نہین کرتا ہم بھی ایک شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کس پر جاتا ہی بیر کیا تدبیر

کرتے ہین سحر کرنے والے کا خود بیر سر پچھاڑ ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی مانگین چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہو کہ جنات سے آنکھین ملائین اگر نگاہ ڈال دین بھسم جائین یہ فرما کر طرف مہتر قران کے متوجہ ہوئے فرمایا کیون رے تو کون ہو تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان جادوگرون مین کا نہین ہو یہ بھی ثابت ہوا ما بدولت کو کہ تو مرد مسلمان ہو حمزہ عرب کا ملازم ہو بیان کیون آیا مہتر قران کا رنگ روڑ گیا ہاتھ باندھکر کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا مین کو چہ سحر و ساحری سے نابلد ہون اتفاق سے بیان چلا آیا مین نے قتل ہوتے اس بلاد کو نہین دیکھا شاہ جنات نے کہا تیری باتون سے بو ے کذب آتی ہو تو قتل مین ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبراکر طرف افراسیاب کے دیکھا کہا شہنشاہ مجھے بچائیے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہو مین قاتل کو ڈھونڈھ رہا ہون چند ساعت توقف فرمائیے یہ بھی مجکو یقین ہو از خردان خطا دار نبرگان عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجیے کس کی مجال ہو کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج مجکو بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا مین چاہتا ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرون خدمتگاری مین مصروف ہون اپنے بادشاہ ہون مین بیٹھکر فخر کرونگا شاہ جنات سے بین شرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام رسکی یہ سب مضمون مصرع شاہان چہ عجب گر نبوازند گدارا + جب افراسیاب نے اس طرح خوشامد کی غصہ شاہ جنات کا کم ہوا ہنس پڑے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے بھائی کا لین گے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کرین اگر کسی نے بے ادبی کی ما واقف تھا جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیون سے کہہ رہی ہو کیون بوا گلشن اس گوشہ مین جس کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہو کنیزن نے کہا جب ہم کبھی رات کو اس طرف آئے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے ٹہلتے تھے مدت سے یہان جنات کا گذر ہو ہمکو کیا خبر ہے لیکن مین انکے صدقے جاؤن آجتک کسی کو ستایا نہین شمشاد نے کہا بوا ایکدن مین نے بھی یہان پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی مین نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو کھٹیان چڑھاؤنگی گلزار نے کہا اسنے جو مراد مانگو ملتی ہو کلی آرزو کی کھلتی ہو اب یہان ایک طاق بناوینگے اگر روشن کرینگے لوبان دینگے ایک نے کہا مرد و امیر ابہت بدمزاجی کرتا ہو اولاد نہین ہوتی عورتین طعنہ تشنیع کرتی ہین بانجھ جھوٹی شیطان کی لنگوٹی مین تو یہی مراد مانگون گی نومہینے لڑکا ہو پھولون کی چادر چڑھاؤن گا گاتی بجاتی ہوئی میان کی قبر پر آؤن ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہین جو کچھ کہنا ہو کہو زیور نے کہا بوا آنکھ تو ملانا دشوار ہو بات کون کرے کے پیرون سے کوئی بات کرتا ہو یہ رشک ضمیر ہین چہرے کا

رعب و داب تو دیکھ آفتاب عالمتاب لباس سب نایاب دنیا مین ایسے گوہر بے بہا کس نے دیکھے ہین برابر بیضۂ مرغ کے ایک ایک موتی ہو زیور نے کہا اری شقلوتم کیا جانو مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ پردۂ قاف مین مثل کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہی ہوا کتابین پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین اب میرے باغ مین ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی مین بھی اولاد کی دعا مانگونگی عورتون مین تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے اب کلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا کیا ہاتھ باندھے کہہ رہا ہی اب حضور قاتل کا ذکر نہ کرین معاف فرمائین شہنشاہ جنات مہتر قران پر نگاہ غضب ڈال رہے ہین قران کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے اتنا مُنھ سے نکلا حضور ہمارے آقا ہے مادر مولا ہے قدر شناس زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری فرخ شہپال بن شہرخ سے شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیاے نادرہ دیکھے یہ تحفہ شاہ جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہی دفتر شاہ پریان برائے انسان ضعیف البنیان شہپال ایک زمیندار گاؤن کا تھا اُس قریہ مین حمزہ گیا پردہ قاف کی کیا سیر کرسکتا تھا اگر نام پوچھو حمزہ نہ بتا سکے اُسی گاؤن کے تحفہ آتے ہونگے اشیاے نادرہ پردہ قاف انسان کو کب میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہی ہم خود حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھے گا بچان لیگا پردۂ قاف کی خاک یہان کے مشک و عنبر سے بہتر اُن شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر یہ فرما کر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرما کر روئی ڈبولی مہتر قران کو دی مہتر قران نے تسلیم کرکے روئی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی پسینہ آنے لگین دماغ جان سب کے معطر و معنبر ہوئے افراسیاب نے بنگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ ہر چند کہ تو ساحر ہی تجکو امین کیا لیا مگر لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے خزانے مین موجود ہین خوشبو سے اس عطر کی بوے کبر و نخوت دماغ سے نکلجائیگی طبیعت فرحت پائے گی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی سالہا سال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا جاہا شیشی کو جیب مین رکھین زیور نے کہا کیون حضور

لونڈیان محروم رہین گوشۂ باغ مین جو آپ کے عزیز کی قبر ہی رات کو سفید کپڑے پہنکر وہ پھرتے ہین مین ہمیشہ پھولون کی چادر چڑھاؤنگی بلبلون سے ہمارو بکشی کرونگی اس تحفہ نایاب سے محروم نفرمائیے شاہ جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم نہ رہو بہت خوش ہوگی تمھارا شوہر بہت خوش نیت ہی جی مین کہتا ہی ای لاہوت جادو میر اسلمان ہونا اپر روشن ہوگیا ایسا ہوا فراسیاب کے سامنے کہ بیٹھین غضب ہو جاے انکے سامنے تو کیا کہ سکے گا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہا حضور پر سب حال روشن ہی زبان سے فرمانا کیا مزور لونڈیون کو عطر مرحمت فرمائیے زد جہ میری ہر وقت باغ مین رہتی ہی قبر کی خدمتگزار ہیگی ایک مقبرہ بنواؤنگا نیت وغیرہ کا کیا ذکر شاہ جنات نے شیشی عطر کی ہاتھ مین افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کا ہیکو نگاہ سے گذرا تھا سب کے پہلے مہتر قران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب ولازم ہی اتفاقات قضا و قدر سے اُسی طلسم ہوشربا مین بڑے کسی ساحر کو مہتر قران نے قتل کیا لشکر مہرخ پر شکست ہوچکی تھی جب وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ کی مہتر قران جانسوز بن ہوان وضرغام شیردل چالاک بن عمرو اُس جلسہ مین موجود ہین خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے بیان جوش نشے مین چالاک بلبلایا کہا ای ملکہ عالم قبلہ وکعبہ کا نام ہوگیا جیسے مثل مشہور ہی اونچی دوکان پھیکا پکوان صاحبقران برسر عقابین مقید تھے نجنگ حرامزادے نے تارون سے دانت صاحبقران کے بندھوائے کہ آب ودانہ حلق سے نہ اُترے قبلہ وکعبہ روزعیاری کرکے برسر عقابین پہونچے تھے چاہتے تھے کھانا کھلاؤن صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ وکعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن مین عیاری کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی ہدہدے مین نے تارکاٹ کے صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ وکعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلاکے نکل گیا جب صاحبقران قید سے چھوٹے اور مین بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام مین آیا مین نے وہ رقعہ روبرو صاحبقران پیش کیا امیر نے فرمایا ای چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی ہدہد نہ لو مین خاموش ہو رہا اس ہوشربا مین جسدن سے آیا کیسی کیسی عیاریان کین زمین ہوش ربا ہلادی مثل ہمارا کون ہی ہر چند کہ مہتر قران نہایت صاحب ربط وضبط ہین کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہین نکلتا لیکن اُسدن نشے مین بول اُٹھے ای چالاک جو استاد کرتے ہین وہی عیاریان ہمسے بھی ہوتی ہین کیا ہم کسی بات مین پایہ کمی کا رکھتے ہین امتحان ہو تو احوال کھلے یہ باتین خواجہ عمرو نے جلوخانے سے سُنین چالاک کی بات کا تو ریخ نہین ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہی اسی طرح بکا کرتا ہی مگر سنگ کلام مہتر قران سے دل پر چوٹ

بڑی خیال رہا کہ اس کا ایسے کوئی مقام پر چپٹ پٹ کرونگا پس پہلے عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی منکا ڈھلا چرخ آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوئے جس جس نے عطر سونگھا لڑکھڑایا اور گرا تمام اہل محفل برسب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین و عرش سو وقت عمرو نے جو شر مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمر دہون مین عیار صاحبقران	مرے مگر سے کانپتا ہی جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہان گیر عالم کا عیار ہون		

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی انکھین شہنشاہ جنات کو سر پر دیکھا اٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای شہنشاہ جنات مین نے آپ کے بھائی کو قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کالے منہ ہزبردشت طرار فی نہنگ بحر عیاری سر کو سیاحران نظر کردۂ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا ہم پنجہ ہی دیکھا اب تک رنگ رو تیرا خوف سے زرد ہی مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہی سبحان اللہ کیا بات ہی میرے کہنے کو معاف فرمائیے اس دن نشے مین منہ سے نکل گیا اب کبھی ایسی خطا نہو گی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمائیے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے آنکھ سے عیار پہچانا جاتا ہی حضور خوش چشم بنکر آئے اس صورت کی جودت ظاہر ہی ماشاء اللہ شیر کی نگاہ آنکھین رشک دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہین مین کیونکر پہچانتا مین کیا ہون فرشتہ کو وصو کا ہوتا ہی صرصر اتنی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی افراسیاب کے جی چھوٹے اتنا بڑا سا حر زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو نے کہا ای مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہی ناظرین وجد کرینگے دیکھ آنکھین شیشے کی چڑھائین اصلی آنکھین چھپائین یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھین اتارین مہتر قران وجد مین آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہی لیکن اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع کر چکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا ای لاہوت قدمون کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے مجھ سے لڑے بجد امین نے نہین پہچانا بلا ذنبیل سے نکلکر چھوڑا گیا موزدنی تھی مشہور ہی بلی و مارسیاہ کے بھیس مین جنات پردۂ دنیا مین آتے ہین بعد قتل گربہ شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے مین خدمت مین رہا

لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادوگر خواجہ پھر اعمر و نے کہا ای لاہوت جادو جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر میری زوجہ سے متعلق ہی جب تک وہ سحر نہ اُتارینگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار کرتا ہون آپ صفت پروردگار بیان کرکے اسکو راہ پر لایئے حقیقت مین افراسیاب اگر ہوشیار رہوا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب ہیکار عمرو و مہتر قران سامنے نیچہ پکڑے کھڑے ہین لاہوت جادو نے کہا ای زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو نے کس دھوم سے عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش کیا اطاعت دین اسلام قبول کرو خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ بیان کیے ترویج مذہب سامری و جمشید نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان ہوکر کہا ای خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی مین بھی مطیع ہوئی دل و جان نام پر اُنکے نثار ہی لیکن جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای زیور ہمکو سحر نہین یاد آیا زیور نے کہا جب تک اس باغ سے نہ نکلیے گا سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور کو اسپر سوار کیا مہتر قران و لاہوت جادو کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے خوب سلت پائی صرصر اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چست بیہوش پڑی ہی دل بھر بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھدیا پسینہ جو آیا صرصر بیدار ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین نیچہ تھام کر اُٹھی کہا ٹھہر بوا لھوس تیری شامتین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ لونگا عمرو پھر احسان مانونگا دل بھرک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب نہین کٹین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سر کاٹ لے بار بار تر جا اب صبر و جبر دشوار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہوا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نظم

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل	بلا سے گر ہو نوالہ وہان سار مین دل	بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل	نکل نہ جاے دم اضطراب سینے سے	برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ	اگر نہین کسی بیہوش کے انتظار مین دل	ترا سندگار بھی ہی وہ بلا کہ جاے گھر
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل	اُڑے گا مثل شرر ٹکڑے ہوکے سنگ فگار	رہا اگر یونہین گرم طپش فرار مین دل
برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر	نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل	فلک کے رنگ سے ظاہر ہوا تی آثار

خوشی پنا کیونکر ہو اس نیلگوں چھاتی میں دل	ہزار دشمن جان سے ہو ایک دوست بڑا	جو پوچھو کون ہو سو میں کہوں ہزاروں میں دل
نہ تو میں خلد میں حور میں تو رہتا خلد میں کون	لگے ہے صحبت خوبان لگھذا رہیں دل	چیم زار ہی یا میرے پیرہن میں دل
گرہ ہے تار میں یا میرے جیم زار میں دل	اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشیں آزاد قفس	رہیگا میرے عوض میرا کوے یار میں دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر جلکر بیچ پھلکر برس پڑی لیکن کہتی جاتی تھی نکلوڑے کس قیامت کی عیاری آنکھوں کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہے میں بھی تو نگاہ کا مارا ہوں ارے ظالم ترچھی نگاہوں کی برچھیاں چل رہی ہیں ابرو خدا شمشیر براں آنکھیں چھریاں کٹاریاں پیچھے کا وار کر رہی ہیں کس کس سے بچوں زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے لڑنے لگے عجز کر رہے ہیں بیقرار ہوئے آواز دی اے خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آیئے تخت پر سوار ہو جیے آپ کو نکال لے چلوں ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جاؤں آپکے عشق و محبت نے مارا یا تو خواجہ جوش عشق میں صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ پکار کر کہا جیسے کوئی سوتے سوتے ہوش میں آتا ہے خواجہ عمرو گھبرائے جست کر کے بھاگے کہا اے زیور خدا کے لیے مجھے بھی تخت پر سوار کر لے عمرو تو جست کر کے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا گھوڑے کہاں جاتا ہے بی زیور تم نے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے یہ تعمیل تخت اُڑایا لیکن صرصر نے جھپٹ کے جاب دافع دارو دے بیہوشی منہ پر افراسیاب جادو کے مارا کہا شہنشاہ جلد اُٹھیے قیدی سب رہا ہو گئے زیور و لاہوت نکمرا دیے جاتے ہیں افراسیاب کی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے یہی پکارا اے شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر سونگھایا صرصر بیٹی چیچی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہے اب جو افراسیاب نے سر اُٹھایا دیکھا زیور و لاہوت سب کو تخت پر سوار کر چکے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہاں میرے قیدیوں کو لیے جاتی ہے زیور نے کہا لو خواجہ غضب ہوا ہا رہ وغیرہ ابھی تک بیکار ہیں آگے بڑھ کے سب کا سحر اتارتی ہیں تنہا کیا کروں سوچی تھی یہاں سے نکل جاؤنگی یہ باغ سحر بندی وقت کا کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ کے مٹائے جان نہیں بچتی ایک ایک گل بوٹہ یہاں کا مشعلۂ آتش ہے قصرہائے عالی بزرگوں نے بنائے عجائب و غرائب سحر سے معمور کر دیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہوں جان بچاتی ہوں یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کر کے اُڑوں ان سب کو پکڑ لوں لیکن زیور نے ایک گولہ اُٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا گولے کو خون سے رنگین کیا یا سامری کہکے پھینک مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہائے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے افراسیاب پر گرے کل باغ نکلا اس خارصحرائے سحر و افسونگری پر ہجوم تھا زمین میں غار پڑ گئے آگ برسی شاخیں بنکر گریں ثمریاں کو کو بھولیں آگ اُبلنے لگی نخل ہزار ہا بیخ سے اُکھڑ کر افراسیاب پر گرے اگر افراسیاب

بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہوتا جان بچنا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی شاخ حنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا اُن بلاؤن مین بچنا کہ جان بچانا دشوار ہوا لیکن یا سامری کہہ کے نعرہ کیا تڑپا پھڑکا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ پارہ ہوا مع پرزے پرزے صرصر صدمے سے بیہوش ہوگئی افراسیاب کو زیادہ یہی مشکل ہوا ایسا نہو صرصر کا کام تمام ہو ہزارون حربے کئے اُٹھا کے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پر پرواز پیدا کرکے اُڑایا سامری کہکے جو نعرہ کیا چند تلے پیدا ہوے اُنھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن بخشنشاہ شش کہکے افراسیاب کو بچاتے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس مشکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہر چند افراسیاب کو تلپلون نے بچایا لیکن تمام جسم غربال شد زدہ خاک اُڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زیور محل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کولے نکلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر اُتارا اب یہ سب سردار بشوکت وسطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین۔

اب دوکلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لاے خدا ہی اُس بت ظالم کو راہ پر — چھائی ہوئی ہی بے اثری روے آہ پر
جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر — رکھی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
ہی زائدون کو مزد عبادت کی چشمداشت — میری نظر ہی اُسکے کرم کی نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ — نازان نہو جیو زن دنیا کی جاہ پر
ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے — یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے — طاؤس دیکھ آئے ہین کچھ کچھ توراہ پر
خواہان نقد ہوش ہین وہ وقت عرض حال — جرمانہ اُلٹے ہوتا ہی یان داد خواہ پر
کب خوب ہین ہی پنجہ رنگین کی رخ پہ آڑ — سورج بھی لگی ہوئی ہی روے ماہ پر
صیدافگنی مین ایک ہی تو دو چشم بد — صدقے ہی مُرغ دل تیرے تیر نگاہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین — بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر
اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سُنا — عاشق اثر ہی درد رسیدہ کی آہ پر
سمجھا کہ کیچلی مین ہی یہ سانپ مبتلا — افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
دیکھا بجوم خط جو رخسان پہ یار کے — سمجھا سیاہ زنگ ہی چاہ پر

خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا ہندو نہا رہا ہی دم صبح چاہ پر
ہمت خدا کی دین ہی چاہے وہ دے جسے موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر رقصان ہون پتلیان ابھی تا رنگاہ پر
لازم ہی اپنے عیب و ہنر بین کرے تمیز جائے بشر نہ دوستون کی واہ واہ پر
اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرون ہونگے یہ دستخط مری فردگناہ پر
کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے پڑتی نہین ہی ڈالنے سے خاک ماہ پر
او خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر
داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ درہم چڑھے ہوے ہین یہ سب کی نگاہ پر
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہی دل گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر
آتا ہی اپنے سامنے اپنا کیا ہوا مُنھ پر پڑے اُلٹ کے اگر تھوکو ماہ پر
تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے اُنس سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر
صحبت تو ہو حسینون پہ وہ بھی مرین قلق ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انشار خورد و کلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح روان لشکر بجستجوے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام و قران نے بھی خبر نہ پہنچائی عیارون کا یہی کام ہی خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جا کر بیٹھ رہے لیکن مہتر بن مہتر چالاک بن عمر دنے اتبک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کنیز بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بہ شکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہوئین فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو آنا عرف کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سوار آتے ہین ایک ایک سامری زمان جمشید عہد اُنکے سحر کو کون رد کے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پا شکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت و غیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس

سرو حدیقۂ خوبی کو دیکھ آتے ہمارا ٹرٹنا پھڑکنا بیکار بقول غالب مظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر
کیا ڈھونڈھے دشت گمشدگی مین مجھے کہ ہی عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اس مُرغ ناتوان پہ ہی حسرت جورہ گیا	مرغان کوہ وراغ سے دورا ورشکستہ پر
ساقی بط شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی	خم سے اک ایاغ سے دورا ورشکستہ پر
خود اُڑکے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر	اُس شوخ خوش دماغ سے دورا ورشکستہ پر
کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیرا تیر	پر ہی نشان داغ سے دورا ورشکستہ پر
ای ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ	کوسون ہی وہ فراغ سے دورا ورشکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہوکر روبین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ وکعبہ فرمائے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جاے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباد ڈالے قیامتین برپا کردے مہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا ای مہتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کہا جاتا ہی خبر اُنکی لینا واجب ولازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحراے صعوبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہوکر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم غیر نہ یارے دنہ مددگارے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہی ہمکو اگر کوئی قتل کرنے کا قصد بھی کرے گا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچائینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جاکر اُنکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اُس شیر بیشۂ جرات پر کچھ افتاد پڑی ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کرے گا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا یکہ وتنہا کوہ عقیق یمان سے بعد مشرقین کیونکر واپس آئینگے نہو کون اُنکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون انکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے جانسوز و برق کو بلایا کہا جانسوز مین برائے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پائے برق نے کہا ارشاد شاہ جہانتک ہوسکے گا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسیوقت روانہ ہوا برق برائے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اُڑا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی جاسے ہی عرصہ دراز سے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر صورت فتح وظفر ہوتی نامہ دار تو آتا ایسے قبلہ وکعبہ نادان نہ تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہو جاتے فوراً تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لے کر آتے دل سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا سوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہی خدا خیر کرے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے دو ہزار علم نشان دس ہزار سوار کا پھر ہر دن پر تعریف لات ومنات مرقوم ایک ساحر غدار تاجدار تخت زرین پر

سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ مین حربہ ہائے سحر لیے ہوے پشت پر دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری سے ماہرا ثالہ بارگاہ کا لدا ہوا اتر دران آتش فشان کی پشت پردہ بادشاہ صحراے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام پر اترا حکم دیا بارگاہ استاد ہو ساحرون نے کمر کھولی بارگاہ مین خیمے استاد ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہو ساحر بڑے بڑے زبردست ہین کیونکر حال مفصل دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا خیال مین گذرا صبا رفتار بنکر چلون سب حال کھلجائیگا یہین اسکی گردن لو آگے نہ بڑھنے دونہین معلوم وہان جاکر کیا قیامتین برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر سے خالی ہی یہ سوچکر رنگ ورد غن عیاری نکالکر صبا رفتار کی صورت بنکر تیار ہوا چھاری سے نکلا لشکر بیطرف سے منھ پھیرکے طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہین دو چار نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہین کمیدان نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار فرار نیچہ کمر مین لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی گلیان سن کو دستی ہین آنکھین قتل عاشق پر کمر کستی ہین کمیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی اے ملکہ صبا رفتار اے شاہد ماہ رخسار کہان جاتی ہو یہان تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو پراے قتل مسلمانان چلے ہین نہین معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر ہوپہنچی یا نہین ہوپہنچی چالاک فوراً پلٹ پڑا ہی تو مطلب ہی تھا مسکراکر کہا کمیدان صاحب فراج تو اچھا ہی تم نے ہمکو بھیجا تاج زمرد کے صلے مین آئے تھے بڑے بیموت ہو اب جو دیکھا پکارتے ہو کبھی ٹوٹے ہاتھون سے نامہ بھی نہ لکھا کمیدان مرگیا ان باتون سے بے خبر ذبح ہوا سمجھا یہ مجھپر فرقی ہین استقبال کو بڑھے جاتا ہا ہاتھ تھامین چالاک نے ہاتھ بڑھاکر پٹے پکڑ لیے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی مین اپنے نالائق سے بات نہین کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کمیدان گال سہلاکے رہ گیا چالاک نے کہا جا نگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلینگے کمیدان خوشی خوشی دوڑے سرخیل جادو سے خبر کی اُسنے حکم دیا بلالو چالاک بصورت صبا رفتار اندر آیا سرخیل جادو کو سلام کیا تنکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لائے ہو کیا قصد ہی سرخیل نے کہا نامۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہمارے پاس ہو پہنچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہی مین براے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج قلیل ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت تو ہی جاتے ہی منظور ہی کہ سب سردارون کو گرفتار کرکے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا بہت مناسب ہی آپکے تو بڑے اشتیاق ہین ملکہ عالم تو روز آپکا ذکر کرتی ہین سرخیل یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبا رفتار سچ کہو چالاک نے مسکراکے سر جھکا لیا کہا میان سرخیل میری جوتی جانے مین گھر گھر پوچھتی پھرتی ہون مجھ سے ایسی باتین نہ پوچھے یہ کہکے جو شرماکے سر جھکا لیا سرخیل مرگیا سوچا یہ مجکو چاہتی ہی کہا آؤ ملکہ بیٹھو صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے

کہا نوج مین تمھارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھ نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین کھائے جاتا ہی مین نوج آئی ہوتی اب تو مجھے اور باتون کا ڈر پیدا ہوا دیکھ لو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کے دیکھ سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زور سے چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ رکھنے والے کے ہاتھ کٹین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو مسلمانون کے ہاتھ آجائے بہات کہکے مرے کوئی دستگیری نہ کرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے سینہ پر نیل پڑ گیا اس طرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی ایسی معشوقہ طرحدار طرار فرماصاحب اختیار کیسے ملتی ہی ہا اے سرخیل تیرا اقبال ہی آج رات کو فرنے اڑاؤ زبردستی ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھی ہون دیکھون تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو کھا جاؤگے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا تمتو میرے گلے کا ہار بنگئے سرخیل ان باتون پر بتیاب فقرات پر بھڑکا جاتا ہی باتون باتون مین چھیڑتا ہی چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھ سے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون صلواتین سناؤنگی سب سردار باتون پر صبا رفتار کے دنگ ہوگئے اپنے افسر کو اشارے کرتے ہین بھئی آپ بڑے خوش نصیب ہین کیا رنڈی فریادلی ہی معشوق عاشق خصال خورشید جمال معشوقون مین سرفراز شہبدہ باز خوشخو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی ہمنے جب شکار کیا ایسا ہی طائر بھنسایا میان یہ تو مال کھلائیگی افراسیاب کا گھر کاٹیگی زمانے محلات مین جاتی ہی صندوقچے جواہرات کے اٹھا لائیگی سردار کہتے ہین بہت بجا ارشاد ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل مبہوت بیٹھا ہی جب شام ہونے لگی چالاک اٹھا کہا لو صاحب جاتے ہین اب رات ہوا چاہتی ہی رات کو کہین رہنا اچھا نہین ہزار باتون کا ڈر ہی تم ایسے پاجیون کے خیمے مین ہم نہ رہینگے دن ہی کو ٹوٹے پڑتے ہو رات کو مجھپر حملہ کر بیٹھو تو مین کیا کرون سو یا موا برابر ہوتا ہی سرخیل نے کہا نہین بی بی بیٹھو ہم تمھارے لیے الگ بارگاہ استادکرادین تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی صبا رفتار نے کہا قسم کھاؤ تو مین ٹھہرون سرخیل نے کہا ملکدلات ومنات کی قسم تم سے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو نگوڑا کتنا چالاک ہی منہ مین تنکا رکھکر قسم کھاتا ہی رنڈیون کو مان بہن بناتا ہی ایسون کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے مکار غدار اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ہان ہان کہکے انگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے سرخیل نے کہا ملکہ چلو خلیہ مین تم سے کچھ باتین کرینگے حال مسلمانان کا پوچھینگے صبا رفتار اٹھ کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھون کیا کہتے ہو میان سرخیل مین ڈرتی نہین تم داڑھی موچھون والے ہو لیکن مین تمکو کچھ بھی نہین سمجھتی ہون اور طرح سے ہاتھ

لگاؤ تو ہمارے تیجون کے ہاتھ پیر کاٹ کے ڈالدون سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھیو ایک دو جام شراب پیو صبا رزقار نے کہا دیکھ تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا میں جانتی ہون تمکو مرد وے ہاتھ پکڑتے ہیو نچا پکڑتے ہین ہتھ پھیری کر لیتے ہین میں تیرے بھرون مین نہ آؤنگی سرخیل یہان باتون کی چھیڑ یان چل رہی ہین آخر باتین کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا لو شہنشاہ جو تمھاری خوشی اور یہ شعار پڑھے نظم

کرے ہے شرع کا پاس شک حرام شراب	حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب	یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید	
شروع دیکھ کے کیجیے مہ صیام شراب	عوض ہے نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر	روا مہ مکتی ہے اس میکدے مین دام شراب	

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بدون رد و قدح جام لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر مار زہر مار سرخیل پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ کلیجے مین شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تاش بینی کا یہی انجام ہے یہ جام زہر تھا کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کیا بچہ پکڑ کے جھپٹا قصد ہوا سرکاٹ لون پھر سوچا دس ہزار ساحران غدار گرو اترے ہین بعد مرنے کے اسکے ہنگامہ ہوگا صدائے گیر و بگیر بلند ہوگی سب بیجا زندہ بچا نے دینگے یہ سوچکر رکا پھر خیال مین آیا اے چالاک کیون رکتا ہے اندھیرے مین نکلجا تیرا کوئی کیا کریگا خوف کیسا قبلہ و کعبہ کا قول ہے جب دشمن قبضے مین آئے اسکا چھوڑنا کیسا جو ہونا ہے وہ ہوگا نیمچہ میان سے کھینچا چاہا سرکاٹ لون یکایک زمین تھرائی دھوان نکلا چالاک ارے کہکے پیچھے ہٹا پانون ایک ایک سو من کا ہو گیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سنکلا تا تڑپ کے نکلی ایک دو تھڑ زمین پر مارا چالاک بشکل صبا رزقار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی منم ملکہ سہیل جادو غضب کیا تھا میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہان ہان کرنے لگا کہا اے ملکہ عالم مین ہون عیار بچی شہنشاہ کی ملک صبا رزقار مکند اندار زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی گر پڑے مین نے نیمچہ کھینچا کہ اپنا گلا کاٹ لون اس کہنے پر سہیل رکی مگر سحر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی زدبہ کو قریب پایا صبا رزقار کے پانون زمین تھامے ہی سہیل نے کہا صاحب یہ کیا معرکہ ہوا تمھارا ہرجائی پن نہین جاتا مین نے اسی واسطے سحر تیار کر رکھا تھا کہ جب بتیر کوئی مصیبت ہو مجکو خبر ہو جائے باغ مین بھیجی تھی بیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے ایک عیار نقل کیا چاہتا ہے مثل برق تڑپ کر پہونچی یہان صبا رزقار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیون زبردستی کسی کی آبرو لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجکو رہا کیجیے مین اب کبھی آپ کے لشکر مین نہ آؤنگی یہ جو ہوا مصاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی نہ رہا کیجیے گا عیاران اسلام اسی طرح صورتین بدلکر آتے ہین ہزارون ساحر اسی دھوکے مین مارا گیا گرم پانی سے منھ دھولائیے اگر اصل مین صبا رزقار ہی یہ صورت قائم رہیگی ورنہ روغن اڑ جائیگا چالاک چیختا ہوا پیٹتا ہوا دیکھو ملکہ سہیل

مجھپر کوئی پانی نڈالے میرا دھرم ناس نہ کرے مین اپنی جان دیدونگی لیکن کون سنتا ہی ایک جادوگرنے بڑھکر گرم پانی سے مُنہ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا ہکڑ ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمرو ہی اب تو شکین باندھین سہیل پٹینے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ ہوا سارہان زادے کا چھوکرا قتل کر چکا تھا ہی ہی میرا راج سہاگ لٹ جاتا سامری جمشید نے اپنا فضل شریک حال کیا اب رونا کیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے قضا ہی اتنے مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا سامری جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون اب کشان کشان چالاک کو لے کر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل سُنکر سب جادوگر دوڑے آئے دیکھا زن و شوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر ذلیل مشکین بندھی ہوئین ہوش سب کے اُڑ گئے کہ یار واجبی طرح اُترنے نہین پائے عیار ہوشیار بچ گیا وہ جو مید ان صاحب پہلے عاشق ہوے تھے سرداروں سے کہ رہے ہین کہ پہلے صورت دیکھکر مین مائل ہوا تھا پونے دو سو خداوندون نے بچا لیا ایسی کمبخت نے صورت زیبا بنائی تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہی کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجۂ شہنشاہ نے بڑا کام کیا خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہو کے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے کہان گئے اس صحرا مین آکے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گوے ترنج نارنج لیے کھڑے ہین زن و شوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا کہ اسوقت اے برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہو گئے اُستاد کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آکے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی یہ تخیل تمام ایک ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ مُہر سے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بنا کے بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آپہنچا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا حکم دیا چاہتا ہی کہ پیلو سے آواز آئی او سرخیل خبردار کیا کرتا ہی منم اشرار جادو فرستادۂ شہنشاہ ہوش رُبا اگر ایک موے جسم عیار کا کم ہو گیا ایک زندہ نہ بچے گا سرخیل و سہیل نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار دریاے اثنایے سحر مین غوطہ مارے ہوے فرمان شہنشاہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین مثل برق جہندہ ہٹو بچو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد مُنہ کے بھل زمین پر گرا نامہ بڑھکر ہاتھ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت

شہنشاہ کو تو نے بیچین کیا ما بدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا راستہ پانچ منٹ مین طے کرنا پڑا کیا تو نے شہنشاہ کو مجبور و ناچار سمجھا وہ یہ تین روپیہ کے پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار کرتے ہی آمادۂ قتل ہوا دیکھ تو اسین کیا ترقیم فرماتے ہین اس طرح برق فرنگی نے کلام کیا زن و شوہر گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھ لیا بوسہ دیا سرنامہ پر مُہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا لکھا تھا ای سرخیل و سہیل ما بدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا اسواسطے اپنے معتبر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجدو خبردار تامل نہ کرنا خداوند فرما چکے ہین جو انکو قتل کریگا اُسکی قوم کو برباد کردینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن و شوہر دونون کانپ گئے کہا ای اشرار جادو ہمین کیا عذر ہی بجا لیئے اشرار نے کہا اپنا سحر اُتارو ہم اپنا سحر قائم کرین سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل بڑھی کہ مین سحر اُتارون قضاے کارصبا رفتار کمند انداز آڑی ہوئی آتی تھی اُسنے جو دور سے لشکر ساحران دیکھا بلا تکلف چلی آئی اُسنے دیکھا میان برق فرنگی ایک جادوگر بنے کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہی وہین سے صبا رفتار نے آواز دی ای سرخیل خبردار چالاک کو رہا نہ کرنا یہ جادوگر ہی شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی ارے اسکو بھی لینا برق خوپٹا صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آتی ہی سہیل رک گئی لیکن سرخیل سے برق نے کہا لے دوسرا عیار بٹکل صبا رفتار آپہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا صبا رفتار مُنھ کے بھل زمین مین گری سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو کہتا ہی یہ عیار لشکر اسلام ہی ای سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہین پچھتائیگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نپاوے تجکو مارنے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبراکر صبا رفتار نے کہا ای سرخیل ارے کمبخت مین عورت ہون یہ مجکو عیار بتلاتا ہی اپنی زوجہ سے کہ میرے فریب آئے پائجامہ اُتار کر دیکھ لے مرد و عورت کی شناخت ہوجائیگی یہ سُنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملکہ سنو تو مین تمسے مفصل حال کہون ابھی سمجھ جاؤ گی سہیل طرف اشرار تقلی کے بڑھی سر جھکایا کہا میان اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دیکے کودکھ پر سہیل کے خنجر مارا سہیل لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر مین چالاک مبتلا تھا مرتے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل بدحواس ادھر سے تو آواز آئی نعرۂ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گزار		منم یکہ لیکن گران بر ہزار	

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہی چلتے چلتے صبارفتار کے بھی ایک دھول مار دی کہا کیون خلینائن پھر کبھی عیاری کرنے آؤ گی مگر تم بجیا ہو جو تیان کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا تو ذرا سی ناک کاٹ لیتا شکوکان ہو جاتے بہت ہلکان کرتی ہو مگر بغیر ت کی ناک کٹے گی اور سوا ہاتھ بڑھجاویگی صبارفتار نے غل مچایا ارے لینا نگوڑا مجھے دھولین مارتا ہی سرخیل دنے سے جورو کے بدحواس ہوگیا سر پٹینے لگا چیختا ہی ہی میری جورو کو مار ڈالا اب کون میرے ناز اٹھائیگا پلو مین سلائیگا مثل مان کے مہربان تھی مکھیان جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے مین توت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پر ہاتھ رکھے گا گھر میرا برباد ہوا اے بی بی کچھ جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا تمھاری وضع داری کو یاد کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر ظاہر نہوا میری دل دہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر مین چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جانے فراق نہ سہتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کھلی ہوئی بات ہی اور دن سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین بیٹھکر کہتی تھین میرا شوہر بڑا تماش بین ہی جب کسی غیر کو بلایا مجھ سے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام سردار دوڑے بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا عیار تو نکل گئے صبارفتار کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا اے صبارفتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورو کے خون کے بدلے مین اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہرچند صبارفتار نے سمجھایا اے سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین ویسا بجالانا سرخیل جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سہیل جادو کا جلوایا خود ہی جورو کا سر پھاڑا داڑھی مونچھین منڈوائین کہا صاحبو سوائے میرے کریاکرم کون کرے روتا ہوا پلٹا پشت اژدر پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبارفتار بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے جب لشکر سرخیل لیکر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جا خبر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک سے برق فرنگی نے کہا اے مہتر والا گہر بڑا غضب ہوا سردار بانغبان و بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین یہ ملعون جاکر گریگا

کون اسکے بار کو سنبھالے گا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو فوج ساحران لے کر آتا ہی زور جو اسکی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئی بیحیا کو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرائین کہ ابر تیرہ و تار سامنے سے اٹھا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی تڑپ مثل دل کافران سیاہ ابر ہیبت ناک اس بر مین سے آواز آئی باشید ای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسایا خود جوش مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جسپر قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبا رفتار نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اُسکی برق و چالاک نے ملکر قتل کیا اُسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھے دونون لشکر ملگئے حیرت جادو گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے ہزارہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکر سرخیل جادو کو پھیرلاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب یہان نہ آنا نہین ہلتا تجھنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ آؤ ہم تمھارے نام پر انتظام سے طبل جنگی بجوائینگے شمیمہ نقب زن دبتی اٹھتی بیٹھتی اسوقت قریب لشکر اسلام پہونچی کہ اب مہرخ بھی سنبھلی ہی ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ تخت ملکہ مہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے لڑ رہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق یہ سردار برائے مدد اسد نامدار گئے ہین چالاک نے اور ساحرون کو انکی صورت بناکر دربار مین بٹھلایا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا وہ بیچارے لونڈی غلام مثل باغبان و بہار کیا لڑسکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے موافق اپنی حقیقت کے سحر کرنے لگے دور سے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولہ مارا وہ کنیز کیا روک سکتی تھی گولہ سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ملازم باغبان بشکل باغبان لڑنے لگے وہ ہاتھ سے سرخیل کے مارے گئے جب مر کر گرے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان تھین معلوم ہوا بہار و باغبان لشکر مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی غلامون کو انکی صورت بنایا تھا وہ سب اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کردی اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہوجائیگی فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہی یہ سنکر حیرت جادو

سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور جادو ملکہ صورت نگار دمانی وبہزاد قلم کش وملکہ یاقوت زرہ تمام سرداران حیرت سوار ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بہ کروفر چلی یان ملکہ مہرخ نے لڑبھڑ کر لڑائی کو سنبھالا سرخیل جادو پر جا پڑی آپسین سحر ہورہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو بارہ لاکھ ساحرون سے آکر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا شکر مسلمانان تہ وبالا لاکھون ساحر مارا گیا نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر — لرزنے لگے خوف سے دشت و در — فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی — قیامت کا سامان عیان ہوگیا — رخ مہر گردون نہان ہوگیا
صداہاے ہا ہو سے یہ شور تھا — عیان سحر وافسون کا یہ زور تھا — کسی پر گری برق خارا شگاف
ہوے صف شکن ایک حملہ مین صاف — کہین بارش ابر کا شور تھا — کہین آتش سحر کا زور تھا
کہین رعد گرجا زمین شق ہوئی — کہین برق خاطف چمک کر گری — صفون مین تلاطم ہوا سر بسر
درختون سے اڑنے لگے جانور — نقیبون نے بڑھ بڑھ کے نعرے کیے — جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم — یقین ہی کہ جانو نہ کھیلو گے تم — کدھر ہین جوانان جنگ آزما
یہی وقت ہی کوشش جنگ کا — یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی ہر شی کے واسطے زوال ہی

دیکھو ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہی نظم

گنج کوئی مار سے خالی نہین — دامن گل خار سے خالی نہین — چاند کو کیسا دیا حق نے شرف
لگ گیا ہی ساتھ اُسکے بھی کلف — یارو نام کرو بزرگون کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر مرد میدان
کارزار سے قدم نہ ہٹے مشت پر تلوارین کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو فرد

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو — دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
رستم زمانہ زمین پہ نہ بہرام رہگیا — دیگر — مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

گئے کل سوے گورستان جو ہم باختہ حالی تھے — مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُسجا بہ مضمون خیالی تھے — مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب کیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر — دیگر — تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین
ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے — دیگر — سب کمال اکروز آخر خاک مین ملجائینگے

کل پانون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر	دیگر	یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیر دل وقت جانبازی و سرفروشی ہے دشمن کو ہٹاؤ و سنان ہائے نیزے سے سینے ملا دو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبون نے اس طرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوگئے سراپا کے ہوش نرہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب و پیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلا دی یہ جو اسیر ثابت ہوگیا کہ بہار وغیرہ رکن لشکر اسلام نہین ہین چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بہ صورت بہار بنایا اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزار ہا سرو قد پامال ہوے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار و باغبان ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین اگر قضا آئی ہے کون بچائیگا ورنہ تو کیا کر سکتی ہے حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہو کر سرخ مونے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا سرخ مو کا جنا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اُٹھا کر ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا خانہ قوت بازو مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار کرلون ولا رام وزیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب سردار زخمدار بیقرار اغبار کے پانون اُٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہے فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہے مصور نے ہزارون کو مارا صورت نگار کا سحر چل رہا ہے ہر ایک نخل صورت شمع کافوری جل رہا ہے زمین تپ رہی ہے آگ برس رہی ہے شور فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہ مین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش ہوئی نکل جانے کی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کوے محبت رہبردان منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہے ملکہ مہ جبین ولا لان خونفشان معشوقان طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہوگا حیرت مہ جبین کی دشمن جاہتی ہے مہ جبین کو پانون تو قتل کرون اسی کی ذات کا

سارا فساد ہی اگر صحرائے حیرتی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے خیالات جو اہل اسلام کو آگے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر مر جائین لیکن ناموس طلسم کشا کو بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہی اس قدر گولے مارے ہزارون کو جلا دیا صدہا کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہی اے ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اٹھائے زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل سلمانیان سے منہ نہ موڑونگا حیرت کہہ رہی ہی شاباش مرحبا افراسیاب تیرا بڑا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ تیری شادی کرونگے بڑے دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادو ان باتون پر ملکہ حیرت کی پھول گیا چک چک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام صف ماتم لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کا رکنا دشوار دستور ہی ایک کے ساتھ دس بھاگتے ہین ملکہ مہرخ نہایت کاروان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشنا کا دس قدم بھاگین پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کیجیے اب جان بچنا دشوار ہی ہر خرد و کلان مجبور و ناچار ہی وہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب کارساز بے نیاز حکیم علیم ہر حال مین معین و مددگار ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اتارا احتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بے کسی مین جلد مدد کر اس بلا کو دور کر بیقرار ہوکے جو دعا کی سب غازی سرفروش بیقراری کا جوش فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار جادو باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمر دو مہتر قران نامور و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ زیور محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوشخو تخت سحر پر سوار بصد کروفر نمایان ہوے لشکر مین پڑ رہا ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار ہمارے آپہونچے عمر نے آواز دی یار دغضب ہوا لشکر معرض زوال مین ہی آج حیرت جادو جلال مین ہی ہان بیٹا برآن لینا لاہوت جادو نے تخت زمین پر اتارا سب سے پہلے ملکہ بہار گلعذار بڑھی جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سے سرد چلی ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی مخمچے مسکرائے بلبل زار کے پھول گھلے ایک طرف باغبان قدرت آکے گرا گیند پھولون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا لڑکھڑا کے گرے کان کے پردے پھٹے مان رعد کی برق کڑک کے گری سیکڑون کے سر اڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا گولہ مارا سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصہ مین

گرا کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا سیکڑون لازمان حیرت جادو لڑکھڑا کے نفس در قفس پیچیدہ بریخیدہ کبیدہ مہتر قران نے پڑھ کے نفرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بچایا جادو کر لشکر مین گھس پڑا فردون کی کمرین ٹوٹنے لگا جسکی کمر مین کچھ پایا خیر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا پرے اسکے اُتار لیے ایک لات ماری آواز دی اودنی عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا ادننگ خاندان تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے مُنھ نہ موڑونگا برق دجالاک دجانسوز یا تو الگ کھڑے رو رہے تھے حقہ ہاے آتشبازی لیکر یہ بھی گھسے خوب آتشبازیان داغین سیکڑون کو جلا دیا ضرغام شیر دل نے جنگی بان داغدیا دو حملون مین لشکر حیرت جادو تہ و بالا پیچھے ہٹا مسلمانون نے اپنے پڑاؤ پر قبضہ کیا اسد شیر دل مرکب باد رفتار پر سوار ہوا نفرۂ شیرانہ کیا نفرہ اسد مصنف

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	من آیم سر کوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار
نظر کردۂ شیر پروردگار	چو تیغ علی برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف

خورشید زرین سحر دشکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر و ساحری سے بچانے لگے اسد ننگا نہ پلنگا نہ لڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا چہرہ گلنار بدھیان پھولون کی گلے مین چھپکا موتیے کا سر پر سرو قد گل اندام کلدستے مارتی ہوئی آتی ہے ننگا ہین جونشیلی ڈالین سیکڑون جاگرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادۂ سحر سے مست یہ اشعار عبرت آثار سوداپڑھ رہے ہین نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیچھے دیس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہان آئے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے اک تو چمن کو دیکھ	جمعیت دلی یہ ترے پھول ہنس چلے
تیرے سخن کو مین بہ سر و چشم ناصحا	مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دور تک	سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کرتے قفس سے ہمین رہا	ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے سر سے یہ سودا گذر چکا	کیا تاب اک قدم جو ادھر بد الہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مارا جھلا کر جا پڑی آپسین سحر ہونے لگے بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی ایک طائر پیدا ہوا زوجہ بادشاہ طلسم ہوش اُس جانور نے آکر سر پر سایہ کیا حیرت نے ہوش و حواس درست سحر و ساحری مین چست ہو کر نیچے کھینچا بہار جادو پر جا پڑی نیچے سحر مارا بہار نے پھولون کی سپر اُٹھائی لیکن سحر سے

حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا بہار جادو پیچھے ہٹی صدہا کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہو ذرا مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلۂ جوالہ جلی آتی ہو دونون عارض غصے سے سرخ کفنسنہ مین ہو ہوا امن قہر و تغضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان بوٹا سا قد گاتی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار گلزار حسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتن سیمبر عارض رشک قمر مار گیسو پیچ و تاب مین آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے چھٹی ہوئی بہار پر جاتی ہو لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار رہتی ہوئی جاتی ہو حیرت قتل کیا چاہتی ہو اکثر ساحرون نے بڑھکر حیرت پر سحر کیے اُن حربون کو حیرت نے نما نا قریب ایک نخل کے بہار پہونچی لڑکھڑائی شاخ نخل بمقام کر گری حیرت نے چاہا نیچہ مارون پہلو سے آواز آئی ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے حیرت نے پلٹ کر اپنی وزیرزادی زمرد جادو کو دیکھا بدحواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آگئے وہ دیکھے تخت آتا ہو حیرت جادو پلٹی مُنھ کا پھیرا کہ آواز آئی باش دحیرت کہان جاتی ہو سم دُرے بہائے صدف قلزم عیاری نہنگ دریائے زخاری صف شکن وصفدر خواجہ عمرو نامور یہ کہکر چودہ حلقے کمند کے مارے گردن و کمر مین حیرت کے پڑی ارے کہہ کے پلٹی حباب بیہوشی پڑے دھم سے گری بہار نے پلٹ کے دیکھا حیرت جادو گر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کر بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز دی او بہار یہ جانے نہ پاوے بہار مع چند سردار جھپٹی کہ حیرت کو گرفتار کر لون زمین شق ہوئی پتلہ فولادی پیدا ہوا حیرت جادو کی کمر مین پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہر چند ساحرون نے روکا پتلہ نہ رکا حیرت کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزارون کو قتل کیا مصور جو سرد کا ہاتھ تھام — حاجی صاحب نکل چلو جان بچاکے کل چلو اُسکے بھاگتے ہی سب ساحر بھاگے سرخیل جادو نے پلٹ کے دیکھا پڑاؤ حیرت جادو کا لٹ رہا ہو بارگاہ مین جل گئین سرخیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا ہو جو رد کے غم مین بہوت تیغۂ خون آلود ہاتھ مین ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہو ہر چند اسنے غل مچایا کون سُنتا ہو کسامنے سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی ساحرون کو سامنے بران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈھا کیا بران نے وہین للکارا او بیحیا کیا کرتا ہو تین مرد یہ کے پیادون پر امتحان سحر غیرت نہین آتی ہو سرخیل ملکہ بران پر جا پڑا تبرج نکال کے مارا ساحر بر دست ہو ملکہ بران نے تبرج کا وار آسمین سے ہزارہا شعلہ ہائے آتش نکلے اس راہ آسمان خوبی کو شعلہ ہائے سرکش نے گھیرا مگر بران مثل برق جہندہ باران سحر پر سانی

ہوئی شعلہ ہائے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر دریائے حسن وجمال نے اختر مرداریدہ نکالا للکارا او نامرد آنکھ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغ کھینچ کر جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اختر مرداریدہ کھینچ مارا ہرچند سحر کیا رد کا اختر کب رکتا ہے سینہ پر اس بدا ختر کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گزرا سرخیل لڑکھڑا کر گرا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سرخیل جادو بولا تبو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسروں کے نہ اُٹھا سکے اہل اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگادی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھاگے ہودن کو مارا عمرو نے آوازدی بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہے سب سردار بفتح وظفر بصد کروفر لڑائی کو فتح کرکے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائین لین عمرو دولت کی دعائین دین لاہوت جادو ملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سردارون سے ملوایا زن وشوہر نے پا ئے تخت مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مہرخ نے تمام کیفیت پوچھی اسد غازی نے شرم کے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل و دربند مہر و ماہ و حالات ملکہ زیور محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل سرہنگ کوہی و مقابلہ مہتر قران بیان کیا اور پھر بلاؤ چھوڑنا و بشکل شہنشاہ جنات آنا ظاہر کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو نے کہا ای سرداران نامی یہ عیاری نہین کرامات تھی برق وجلالت کے کان پکڑے قدمون کو خواجہ عمرو کے بوسے دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپ کی ذات پر ختم ہے مہتر قران شرم سے سر جھکائے ہوے عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اُٹھاؤ اس قدر نہ شرماؤ تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس ہے کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھ لیا مہتر قران نے کہا استادو توبہ کرتا ہون بھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن ازمو باریک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سرداروں کو خلعت ملے مگر بمقدمۂ لوح محفوظ روبہار نے کہا اب افراسیاب لوح کو ایسے مقام پر رکھے گا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکے گا مگر سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت حجاب ہے کہ لوح کا پانا مکان دشوار نہ کام دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہے کہ جان دینے پر آمادہ ہے عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمھارا اقا محجوب ہوتا ہے اُٹھکر عمرو نے اسد غازی کو گلے سے لگایا آنسو پونچھے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر کیون ملول وحزین ہو انشاء اللہ اگر میری حیات باقی ہے لوح کا پتہ لگاؤنگا جسکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر مین سب مصروف ہین سرکار اُسکا ملازم نمکخوار تھا دم دے کر لوح لے گیا مین جستجو مین مصروف ہوتا ہون

ای فرزند نہ گھبراؤ سرداروں نے بھی لشکر مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور ہماوگ جان و مال سے موجود ہین ستارہ شناسان طلسم ہوش رُبا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہی کہ اسد نامدار فتح طلسم ہوش رُبا ہی مگر حضور طلسم وسیع ہی اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تردد منزل کو سرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا حلیۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل عشوہ گرون مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوے اہالیان لشکر اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے انکو اس حال مین چھوڑے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہین نظم

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب	بڑھکر ہی اس سے عاشق بیدل کا اضطراب	امید وار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا	
اب کون لے گیا مرے قاتل کا اضطراب	تھی کسکی آرزو کہ سرشب سے تا سحر	دیکھا کیے مین صاحب محفل کا اضطراب	
مدت سے آرزو ہی کوئی لحظہ بیٹھکر	تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب	ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو	
لیکن نہان ہی صاحب محفل کا اضطراب	اسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم	سیماب تب فزون ہی مرے دل کا اضطراب	
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہی دیکھ پھر	لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب	تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا نسیم	
جاتا نہین ہی آج مرے دل کا اضطراب			

افراسیاب جادو افتان و خیزان صرصر کو زیر شکم چھپا کر سحر کرتا ہوا بڑے زور و شور سے اس مصیبت سے نکلا مگر گریبان و نالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پر ندارد اس حال نزار سے باغ نیسب مین پہونچا صرصر شمشیر زن صدمۂ تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی ہی کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد و غبار مین اٹے ہوے کپڑے پھٹے ہوے پیٹتی ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد و غبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہوگیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا تلوے سہلائے بڑی دیر مین افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو آج غضب ہوگیا سارباں زادہ زریور محمل نشین ولاہوت جادو کو تسخیر کرکے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑا لیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان کرامات تھی جب وہ غفاہ خبات بنکر آیا نگوڑے نے دباؤ ڈالا مین نے تو باجے مین چھل چھل موت دیا دیکھ تو سارا پاجامہ بھیگا ہوا ہی مین بیچاری کیا ہون رنگ دے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ تو بتا خواجہ عمرو نے انکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا ای شہنشاہ مین نہین بتا سکتی نگوڑے کی جگنو سی آنکھین آج تو وہ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ

بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا افراسیاب کہتا ہی یا رویہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی تو تلہ سحر کا گرفتار نہ کر سکتا یہ ظاہر ہی کہ تابگا و اتشبار پہونچا ایک مرد پیر راز دار تھا اُسنے تبلایا ہوگا تا یہ چشمۂ آب پہونچا یا ہوگا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلجائیگا آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین ابھی خبر لیکر آتی ہین عمر و دبران وغیرہ اب لشکر مین پہونچے ہونگے زیور و لاہوت نے بڑی گمراہی کی ارے صاحبشہنشاہ پر باغ گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم بند ہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل و اکمل تھے کہ نکل آئے افراسیاب نے کہا اے صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان مین یہی ذکر ہورہا ہوگا صرصر نے قصد کیا بانہاے عیاری آراستہ کرکے روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تپلہ طلسمی حیرت جادو کو گود مین لیے ہوے حلقے کمند کے گلے مین منکا ڈھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیان کھلی ہوئین یہ حال پر ملال دیکھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا لو صاحبزوجہ نے میری بڑی سخت مصیبت اُٹھائی اگر غلامان سامری نگہبان نہوتے کون بیان تک پہونچتا جلد اُٹھکر حیرت کو گود مین لیا تپلے سے پوچھا ارے ملکہ کو کس حال مین پایا اُسنے دست بستہ عرض کی میدان زرزار مین مین نے دیکھا بی بی بیہوش پڑی ہین بی سبا رگلدستہ لے کر مارنے چلین تھین غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا افراسیاب پینے لگا تپلہ چلا گیا اب جو دیکھا مرشدزادے مصور جادو جورو کا ہاتھ تھامے ہوے چیختے چلّیتے چلے آتے ہین وزیرزادیان با حال خراب اشکبار بیتاب سر سے پا تک زخمی آکر پہونچین افراسیاب نے مرشدزادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا مین تو اپنی مصیبت مین تھا ابھی مطمئن نہین ہونے پایا تم سبھون کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہون جلد حال بیان کرو کنیزین ملکہ حیرت کو لپٹ گئین حلقے کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہاے کمند تا یہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل مین حیرت کو ہوش آیا افراسیاب کو اس حال زار مین دیکھا اُٹھتے ہی پینے لگی پال کھولدیے کہا اے شہنشاہ مین تو بلا مین تبلا ہون تمھارا یہ کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے کہا بابدولت تو بیان کرینگے تم پر کیا مصیبت پڑی حیرت جادو نے کہا تمھارے خراج گذار تاجدار سخن ناشنوا بھڑوے جانین نہ پہچانین لڑائی مین آپہونچے انکے ساتھ مین بھی خراب ہوتی ہون سرخیل صاحب واسطے مدد کے آئے تھے نگوڑے عیار تو اسی فکر مین پھرا کرتے ہین چالاکی جاکر عیاری کی بھڑوا برق فرنگی پہونچا دونون نے ملکہ اسکی جورو کو مارا وہ اپنی چور دامان کے غصہ مین آپڑے نگوڑا نامرد ابیان کرتا تھا میری جورو شل ماد مہربان تھی جب مین نے خبر سنی کملا بھیجا پلٹ آؤ وہ بیحیا کب آتا ہی شمیم نے مجکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر مین نہین مین بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی قیامت برپا ہوئی ساربان زادہ مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا

عین گرمی جنگ مین عمرو نے مجلد بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سُنکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا ای یارو دیکھو کیا مشکل ہی اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر مین پہونچا یہ سب سردار طلسم صندل در بند قہر و ماہ کو فتح کر کے آئے آخر روح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہوا ہی پھول مرجھا گئے ہوے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہی کہ گلشن حیات گاؤ آنشبار پر خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز و شاداب رہتا جب گاؤ آنشبار مارا گیا اور روح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا عمرو نہایت ہوشیار ہی بڑا مکار و غدار ہی روح لیکر اُسنے زنبیل مین رکھ لی ہوگی اب یہان سے رہا ہو گئے ہین ساربان زادہ روح نکالے گا طلسم کشا مصروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤد یہ پر روح دستیاب ہوئی تھی فوراً ساربان زادہ طلسم کشا کو لے دوڑا مرحلہ ننگ آتش خوار پر پہونچ گئے ننگ نے ہزارہا مسلمان قتل کیے بڑی حجت ہوئی لیکن روح طلسم کشا کے پاس تھی ننگ کی دریا دلی بیکار ہوئی آخر اُسکی آبرو ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا روح دیکھکر جا پڑا کئی شبانہ روز اس مرحلہ پر لڑا بھڑا وغیرہ پہنچین شریک طلسم کشا ہوئین بسبب روح کوئی کچھ نہ کر سکا مرحلے پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا نمک حرام رازداران طلسم اسد غازی کے ساتھ ہین ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر بھی کہتی ہی حضور نے بجا ارشاد فرمایا ساربان زادہ اپنی عیاری مین کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران کو بھی چت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا خواجہ عمرو نے اسکا بدلہ لیا حضور جلد تدبیر کرین فوجین راہ مین جا کر اُنہین طلسم کشا بڑھنے نپاوے جنگ سحر شروع ہو جاے کنیز عیاری کریگی روح لائیگی سرما و ابریق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر صاحبان تدبیر عرض کرتے ہین حضور یہ بات ہمارے خیال مین نہین آئی کیا ضرورت تھی کہ روح خواجہ عمرو کے پاس رہتی روح دستیاب ہوتی سواے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نرکھتا گاؤ آنشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو صحرا صحرا پھرتا ہی اُسکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب نے کہا گاؤ آنشبار تو ضرور مارا گیا مگر اُسکے ہاتھ کا بنایا ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے جھونکا خزان کا آیا یہ سُنکر سرما و ابریق بھی گھبرائے کہا ای شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ حیات پر جائیگا ایک لمحہ بھر نہ رُکیگا اب طلسم کشا سے مقابلہ دشوار دہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغزن لاکھون مین یکہ و تنہا لڑتا ہی آجتک سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھون مین گھس پڑیگا وہ تلوار چلے گی کہ خون کے دریا بہ جائینگے ہزارہا لاشے زمین پر گرینگے شیر سے کون مقابلہ کر سکے گا ایسی ایسی باتین جو وزیرون مشیرون نے کین افراسیاب جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی یہ کہکے رو دی ہی ہاے اب طلسم ہوش رُبا نہ بچے گا میرے شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا ہاے رونا یہ ہی کہ میرے شہنشاہ کے مزاج مین غصہ ہی جب

ٹوکے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی انکو عادت سحر کرنے کی نہین کیونکر رواج سحر کا قائم رہیگا دیکھون ساحری جمشید کیا دکھاتے ہین اے شہنشاہ جمدن سے یہ بھڑوا تھا ہمارے اقلیم مین آیا تباہی کا سامنا ہوا ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہے ہمارے حال پر زمین ہوش رُبا روتی ہے سب پریشان اور حیران مضطر دشمشدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال مین لوح کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہے وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے دیکھا مکار جادو خوشی خوشی دریاے خون مین نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی اے دوست صادق اے محب واثق پہلے لوح کا حال کہو اے برادر تم نے سنا ہوگا گاؤ آتشبار مارا گیا تم نے آخر کیا کیا مکار جادو نے کہا اے شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا ہزارون سے لڑا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے پر سُرخی آگئی مکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کرو کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا ہمیشہ خیال تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہے حضور نے اسکو راز دار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال بتایا طلسم کشا نے جاکر گاؤ آتشبار کو مارا مجکو غلامت سے خبر ہوئی کہ گاؤ آتشبار مارا گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اسکی پیر زمین گیر نے بتایا ہوگا اول جاکے مین نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال ہوگیا مین نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اُسکی لڑ بھڑ کر نکلا ہزارون کو قتل کیا جلدی مین طلسم کشا پر دست آنداز نہوسکا افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا حقیقت ہے یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُسی وقت نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہونے نذرین افراسیاب کو گذرنے لگین افراسیاب نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت مکار جادو کو مرحمت ہوا ساقی بچے حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سُنکر دوڑے ہمام ارغوانی گردش مین آیا سب بچولے بیٹھے مین افراسیاب کسی سے آنکھ نہین ملاتا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہے حیرت جادو کہتی ہے اب جاکر سب کو قتل کرونگی فرخ وبہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہان جائینگے طاکفون نے دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہجبین خوش الحال سُریلی آوازین ناز و کرشمہ سے معمور حسن مین رشک حور بوٹہ سے قد بتانے مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ایک مہ پارہ نے بڑھ کر دامن افراسیاب ہاد کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع	صبح کو ہو جائے گی زرق وہان مور شمع

آپ بھولیتی ہی اپنے اشک سے ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آج کی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تم سے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنا پاسبان گور شمع

بے نیازی ہی بہ شکل دیدۂ اعمیٰ مجھے
کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس اغلگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ سا طور مین ہی جوہر سا طور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرون کے لیے
آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام موذی کے لیے
ہوتی ہی اے دل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شغلے راتدن
کب بھلا رکھتی ہی میرا ساتن محرور شمع

آپ دھولیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسے غشی ہی صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہاے طور شمع

وای قسمت بے اضاعت سے حذر رکھتے ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بے گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج
اہل جنت کے لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینے مین اپنے جا بجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا زا ہین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسی کی جو ہوا میرا سا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات
آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع

مجھپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے
اسطرف مجبور مین ہون اُس طرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اُسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سے سینہ محرور شمع

کہتے ہین اُٹھ آکے صدقے ہو کھلے بند نقاب
ایک ہی جلوے مین اپنے ہوگئی بے نور شمع

جبکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع

بدگمان جس طرح تم ناشاد جیسے میرا دل
دو بلائین ساتھ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت ہی اسکو ہو چکی بے نور شمع

وای غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکھ ہم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہی دور شمع

بے زبانی سے ہو چپ سر کاٹ کر رکھا دو گے		بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع
آپ کے رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر		اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع
التماس آرزو کرتی تمھارے سامنے		ہان مگر ہے خلقت خاموش سے مجبور شمع
ہٹ گیا منھ سے تمھارے گر دوپٹہ اے صنم		پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع
کب ہین فتاح ضیائے غیر عاشق کی نسیم		داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین افراسیاب طرف سردارون کے متوجہ ہوا کہا یارو تیلاؤ اب لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اگر بلکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار و سردار اُسکے دشمن ہو جائینگے قتل کی فکر کرینگے میری چورہ کا بیٹا بچے گی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کر کے اُسکو مارا گاؤ آتشبار کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتلائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سر جھکایا عرصۂ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچۂ مراد کھلا نخل فکر سرسبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اُٹھایا کہا یارو چلیے ہین مابدولت کی آئیگا وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سر ماسے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرمانے قلم اُٹھایا افراسیاب نے لکھوایا اے خیرخواہ ریاست ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر ہمین تم سے ملاقات کی ضرورت ہے بقور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھوا کر نامہ ملفوف کیا سرنامہ پر مہر کی ساحر تیز رو کو دیا کہا در بند فیروزہ نگار پر جاؤ بلکہ فیروزہ سے کہنا معرفت دخان سیہ رو یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے جلد روانہ کرو ساحر گیا جا کر یہ نامہ بلکہ فیروزہ حاکم در بند فیروز نامہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر شکر دنگ ہو گئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو نے نامہ سنکر جو طریقہ ہے اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل راز و نیاز دریائے نیل کے انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوینگے

دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ زمہریر جادو کی کیون طلب ہے شہنشاہ طلسم کا اس مین کیا مطلب ہے فیروزہ نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا سامری جمشید خبر کرین زمانہ کا انقلاب ہے آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہے طلسم کشا جا کے خوب لڑا و اسطے لوح کے معرکہ بڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے مین کی اب نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہا ہمارے بھائی صاحب نے زمہریر کو طلب کیا یہ باتین بعضن کہ زمہریر جادو دیو خصال عفریت مثال دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہو بمعرد و تیکر پاس فیروزہ کے اگر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود برائے استقبال زمہریر اُٹھے لاکر مقام صدر پر جگہ دی

کہا اے برادر جاؤ تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہے نامہ تمھاری طلب مین آیا ہے
زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا ای برادر جانے نامل نہین ہی حکم شہنشاہ مین کیا عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد
فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھا یا آخر زمہریر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا یہان افراسیاب
نے بعد برخاست جلسہ عیش ونشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہے صرف ملکہ حیرت وچند وزرا امرا
حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہے وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی اپنے قبضہ مین ہے
خاموش بیٹھا ہے حیرت نے پوچھا اخراے شہنشاہ مقدمہ لوح مین کیا منظور ہے لشکر کشی بر سر
مہرخ ضرور ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان لشکر کشی
ہوگا مقدمہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تم پر ظاہر ہو جائیگا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو مثل دیو سیہ روآکر
پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ حاکم کوہ نیلم شہنشاہ
نیلم و حاکم کوہ حصار منتظم زندان خانۂ طلسمی شہنشاہ توسن ویلکہ فیروزہ دخان سیہ رو وزمہریر
جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاچین تھے انھین سب نمک حرامون نے ملکر افراسیاب
کو بادشاہ کیا سلطنت لاچین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب ان سبھون کی خاطر کرتا ہے
علاوہ ازین ساحران زبردست ہین راز داران طلسم ہوش ربا مکاری مین بیمثل ویکتا اور
اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی شرف حاصل ہے راے ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو خاص
دریاے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہے اسی وجہ سے نامہ بھی اُسکے پاس بہ مشکل پہونچا اگر دخان سیہ رو
نہ بلاتا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا بہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے
راز مناسب نہین ہے ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے
جلد پنجم سے اس طلسم ہوشربا کا آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چکین اگر ابتدا سے تحریر کرتا
حالات سلطنت شہنشاہ لاچین وبغاوت افراسیاب کی وکیفیت مفصل طلسم ہوش ربا وحالات
لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاء اللہ اب بھی موقع وقت پاکر ان
حالات سے مفصلاً ومشروحاً آگاہ کرونگا کہ جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہو جاوے
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہی قلب اس جگر کا ٹھہرتا ہے
بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم ومغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرمائے وہ پردۂ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہاے لطیف وعیارہاے ظریف جا بجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام مین

اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش رُبا کی محرر ہر چہار جلد نے بھی تحریر فرمایا ہو کہ ٹوٹنا پل پر زادان کا عشق ایرج نوجوان از ملکہ پران شمشیرزن وغیرہ بہت سی داستانین اصل ہوش رُبا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین مین نے تحریر کین یہ داستانہاے رنگین فصاحت آئین تصنیف کرکے ہوش رُبا کو ہوش رُبا بنایا یا اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ سے نہ نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام بلکہ خاص و عام حقیقت سے حقیر کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل و عیال و وجہ معاش نے مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر دست انداز ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی اسقدر رکیک ہے کہ صاحبان تصنیف اتنے بڑے شہر لکھنؤ مین و صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چہرہ ہاے نثر اپنی ذات سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال مین موافق حدیث نثر ہاے طولانی حالات معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل و مناقب موافق حقیقت خود نظم و نثر مین درج کیے بالاے منبر مجالس ہاے جلیل مین اتفاق ہوتا ہے بلکہ جب سے نثر شروع کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہے مجبور ہون کہ اس فن خاص داستان سرائی مین رئیسان عظام طلب فرماتے ہین ترک مناسب نجانکر یہ مجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش رُبا کا کسی طرح منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیر ہی نے لکھا تو ورنہ دنیا ز طلسم ہوش رُبا بہ تصریح تحریر کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جواے مین آئیگا اسطرح تحریر فرمائیگا اتنا البتہ جوش مین تحریر کیا ملاحظہ سے ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاعران نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری تحریر کی کیا ضرورت ہے نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان سخن شد ز چنگم رہا	دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم	بشست آدم بار دیگر کہ حوت	بفرمان حی الذی لایموت

دریاے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش رُبا اُسکی یہ کیفیت ہو لیکن مقام شکر ہے کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفۂ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہے آبرو بڑھائینگے افراسیاب جادو نے زمہریر جادو کی تعظیم کی پہلو مین بٹھایا زمہریر جادو نے بعد قدمبوسی بچرب عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال

حیرت ہی لوح طلسم ہوش رُبا کی کیا کیفیت ہی اخبارہاے مختلف سے مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا کے شریک ہوے غلام کو حیرت ہی حضور کو اب تک غفلت ہی افراسیاب کو زہرہ پری جادو سے چھپانا منظور ہی ہنسکر جواب دیا ای زہرہ پری جادو لوح تک کسکی رسائی ہی سوائے میرے کوئی حال لوح کا نہین جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش رُبا کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش رُبا نہ دستیاب ہوگی حال مفصل تم سے کہونگا تم سب صاحب میرے قوت بازو و زینت پہلو ہو تم سے کیا پردہ ہی یہ چند لونڈیان غلام جو بگڑ گئے جس دن فراغ ہین آئینگا تنبیہ کرلونگا صرف کوکب رو شنضمیر سے فساد عظیم ہی اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام مین ایسا دباؤ پڑیگا وہ خود ہاتھ باندھکر خدمت مابدولت مین آئیگا اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت فوراً نشان چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا اب تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا کہ خود دل تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوا ای زہرہ پری صحبت یاران ہمدم غنیمت ہی آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہونا مناسب دیکھو آپس مین باتین کرین کل صبح کو تمکو رخصت کردینگے اپنے مقام قدیم پر جاکر رہنا تمھاری ذات سے آبرو ے دریاے نیل ہی وہ دریاے قہار تمھارا کفیل ہی اس طرح کی باتین کرکے افراسیاب نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مئی گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب نے باتون مین زہرہ پری جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور ہی جب دو پہر سے شب تجاوز کر چکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی ملاکر زہرہ پری جادو کو پلادی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنے کا قصد ہی مجبور و ناچار انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زہرہ پری جادو کو جام دیا کہنا لو برادر یہ جام محبت ہی زہرہ پری جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای شہنشاہ جسم سے شعلہاے آتش نکلتے ہین خود بخود استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین ٹہلو گل و غنچے کی سیر کرو زہرہ پری جادو گھبراکر اُٹھا اُٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زہرہ پری جادو کو گود مین اُٹھایا ایک کمرے مین لے گیا دروازہ بند کرلیا اب حیرت و صرصر و سرساطا بریق حیران ہین کہ یہ کیا سامان ہین لیکن افراسیاب جادو کہ گیا کہ کوئی قریب مابدولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آپسمین اشارے کرتی ہین یہ خنہشاہ نے کیا کیا زہرہ پری کو قتل کرینگے بیہوشی بلا کے بیہوش کیا حیرت نے منع کیا اس مقدمہ مین کلام نہ کرو مقدمۂ راز دنیا زہرہ پری جادو مغز مین سرفراز ہی قتل نہ کرینگے نہین معلوم کیا منظور ہی استاد ان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو پہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف نہوا کہ کیا کیا

بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زمہریر ہنستے ہوے کمرے سے نکلے افراسیاب نے خلعت فاخرہ سے زمہریر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا اے برادر سامری جمشید کے تمکو سپرد کیا بہ آبرو جاکر دریاے نیل مین رہو بدون طلب مابدولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ ہمکو منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زمہریر جادو اُٹھا افراسیاب سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور بندو خانیہ پر آیا دخان سیہ رو فیروزہ فیروزہ پوش نے بمحبت پوچھا اے برادر افراسیاب جادو نے کیون بلایا تھا زمہریر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہوا شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زروجواہر دیکر رخصت کیا مگر اے برادر جب سے مین سوکے اُٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہی ثابت ہوتا ہی کہ زور وقوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ ریشہ مین بھر دیا ہے جب چلتا ہون زمین تھراتی ہی جسم پر گرانی معلوم ہوتی ہی آئینہ قلب پر حیرانی ہی دخان سیہ رو نے گھبراکر کہا جب سے مین تمھارے پہلو مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت کا جوش ہے سحر وساحری فراموش ہی زمہریر جادو گھبراکے اُٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہی دل چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑون کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا بڑے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ سب حال اُنسے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے تو زمہریر جادو گھبراکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم سامری محل مین بیٹھا ہی پہلو مین اسکا وزیر اعظم موواج بن گرداب آدم خوار دوسری جانب موواج کا بیٹا لطمہ صد گوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران اہبت بڑے بڑے سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا کیا دربار افراسیاب سے کم ہی بڑے صاحب شوکت وحشم ہی بڑھکر مرد ہے نے عرض کی آپ کے برادر بجان برابر زمہریر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے موواج کو حکم دیا استقبال کرکے بھائی صاحب کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زمہریر کو لیکر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زمہریر پر نگاہ پڑی دیکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست بیعلم سے لبریز ہوا لیکن آنکھین اُبلی ہوئین ابر دپر بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرے سے ظاہر نیلم نے گھبراکر کہا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہے صاف چہرے سے ظاہر ہے کہ آمادۂ حرب و پیکار ہوا آنکھین سُرخ اُبلی ہوئین ابر دپر بل پڑے ہوے چال مین چھل بل زمہریر نے کہا اے برادر شب کو مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہی جی چاہتا ہے کسی سے لڑون اگر لاکھون ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریا دلی کا جوش و خروش ہی بیہوشی کا ہوش ہے بھائی دخان نے کہا تمھارے سایہ مین سحر بھول گیا یہ سُنکر نیلم جادو سے جلنے لگا گھبراکر جواب دیا اے بھائی

مجھے بھی سحر فراموش ہے یہ کہکے زمہریر جادو کے سایہ سے ہٹ گیا دور جاکر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر یاد آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا اے بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہے اب تو دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غرو بلند ہوا برائے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادو گرون کو کھیل ہو گیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہے اے نیلم کوئی تدبیر بتاؤ یہ افراسیاب نے میرے ساتھ کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہے تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے سار بان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچو گے اُسنے جاکر سیماب جادو کا پتہ لگایا گنبد نور مین پھانسا اس ظالم سے جان بچانا دشوار ہے اے بھائی تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریائے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جاکر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہے دریائے نیل مین سات ہمزادون کے سر جو چرخ مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا آئین سر جب برائے امتحان طلسم کشا بر سر دریائے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پر ہاتھ پڑیگا کھا جاؤ دوسرا دریا خون کا قریب دریائے نیل بہیگا اسقدر کشت و خون ہوگا کہ اتنے بڑے طلسم ہوش رُبا مین سناٹا پڑجائیگا اور تم سے کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہے راز و نیاز طلسم ہوش رُبا مجکو سب معلوم ہے یہ بھی لکھا تھا خاندان کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تلاش کریگا کیونکر جان بچائین گے کہان چھپین کے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہونگے طلسم کشا پر حال مذکورہ روشن ہوجائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤ گے پس بہتر یہی ہے کہ سیدھے طرف دریائے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بدحواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ مل سکونگا شادی غمی سب ترک ہوئی نیلم نے کہا کوئی مرجائے تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہے ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب نے برا کیا بدون آگاہی یہ حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ ہن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوش رُبا قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہے اُسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہے بایتان طلسم نے تصویر کھینچی سر موفرق نہین ہے یہی حسب و نسب لکھا ہے اب لکھا مون کی خرابی ہے چین کر چکے وقت مصیبت آیا لشکر غم و الم نے گھیرا سامری جمشید بچائینگے یارو آٹھ پہر لو جاپاٹ کرو پنڈتون سے کہو ساعتین نیک نکالین جاپ کیا کرین شوالے بنوا دین پنڈتون کو سرفراز کردین گھنٹے برہمنون کو ہماری اقلیم سے نکال دو یہ سنگ دل

آٹھ پہر پتھر ڈھلکایا کرتے ہین کہ کوئی بڑا مرے ہاتھی گھوڑا ملے ان حرامزادون کا ہمارے اقلیم مین رہنا بہتر نہین ہی اور مین بھی اب سامان لشکر کشی کرونگا ای برادر زمہریر مین خود تمھاری ملاقات کو آؤنگا تمھاری آمد و رفت معطل رہی ان باتون کو سُنکر زمہریر جادو کا رنگ رو متغیر ہی حیران حیران سُن رہا ہی سن ہوگیا آخر شنشاہ نیلم سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ مین بھی کسی دربند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ پکڑکے طلسم کشا کے حوالے کردین سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہون زمہریر جادو نے کہا نہین بھائی مین کہین نہین ٹھہرونگا قعر دریاے نیل مین جاکر چھپونگا تب سے رخصت ہوکے زمہریر جادو طرف دریاے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جاکر قعر دریاے نیل مین چھپے گا ذکر اسکا بروقت لشکر کشی دریاے نیل تحریر ہوگا لیکن افراسیاب خانہ خراب بعد جانے زمہریر جادو کے مٹھیکر موچھون پر تاو پھیرنے لگا تاج کو کج کیا کہا ای وزیران مملکت وای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہی کہ مین نے لوح طلسمی کو کیا کیا شب کو مابدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کرکے پر پرواز پیدا کیے اڑکر برسر دریاے قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا بٹھا ہوا ہی گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہی کبھی کسی جہاز کا وہان گذر نہین ہوتا سکندر بہ مدار سطواس مقام تک پہونچا تھا برج بنواکر اسپر میل نصب کیا اُسپر ایک پنجہ آراستہ کردیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش مین رہتا ہی مراد یہ ہی کہ جہاز والے دور سے دیکھ لین اس جانب نہ جائین اس مقام پر مین نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر ٹکرائے کون ایسا دریادل ہی کہ وہان پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے بلکہ جستجو مین اپنی آبرو تو بچائے اب ایکدن مین ان مسلمانون کو مٹا دونگا بلکہ حیرت سامان لشکر کشی کرو مقابلۂ مسلمانان مین جاکر اُترو مین کسی ساحر زبردست کو روا نہ کرتا ہون وہ آکر مقابلہ کرے گا سب کی مشکین باندھکر لے آئیگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو مین نے مٹا دیا دریاے قلزم مین پھینک دیا سارہان زادے کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تا بہ حد سکندری جائے خوب غوطے کھائے تبلاے محیط بلا ہو مقام لوح اپنی زبان سے تبلاتے ہین دریادلی دکھاتے ہین دیکھین بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر جستجوے لوح کرتی ہین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار برائے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی بیان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہین کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور و شور سے آتا ہی سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لگا ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے

سحر باتھ مین افسون و نیرنج بات بات مین حیرت آکر اُتری لشکر فدکش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ساحرون سے ذکر کر رہی ہی لوصاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک مین ملایا اب راز داران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر دریا کون حد سکندری تک جائین غوطے خور مقرر ہون غوطے لگائین ٹکڑے لوح کے مکالین فتاحی طلسم کرین برق یہ خبر دحشت اثر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ رد ے اسد متغیر ہوگیا بہار کو بھی انتشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہی وہ پیشتر بھی کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہین ہی آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب یقین کامل ہی کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس تقریر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرے طبل جنگی بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دوکلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ نقاب دار زرین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلے مین اور روانہ ہونا مغرور آتشبار جادو کا برائے مدد زہرہ شاہ باختری و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ افق لکھنوی

آنکھوا ی مرے مرشد مغان کھول — بیدار ہو دیدۂ دکان کھول — قسمت مری سوتی ہی جگا دے
چھینٹا مُنہ پر شراب کا دے — سجدے کو جھکے سر خم مل — ہو بانگ اذان ضد اے قلقل
شیشہ سے شراب ناب نکلے — اس مشرق سے آفتاب نکلے — چلو مین شراب تر بھرون مین
گلگون کف دست کو کرون مین — دے ساغر بادۂ دل آرا — مینا کی طرح کرون غرارا
منجن کو ہی مے کا درد کافی — رو مال شراب کی ہو صافی — دانتون کو ہی انتظار مسواک
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک — کلی کو شراب مشکبو دے — صہبائے سبوئے وضو دے
غائب ہوا صبح کا ستارا — ظاہر ہوا مہر عالم آرا — پرزے پرزے ہی گل کا دامان
صد چاک ہی صبح کا گریبان — آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر — چھینٹے دیتی ہی اُوس مُنہ پر
آواز جرس جگا رہی ہی — شانون کو صبا ہلا رہی ہی — مے نے رہ التفات کاٹی
سرخاب نے غم کی رات کاٹی — جو چاند کہ مہ رشب کا من تھا — وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
کم مثل شرر ہوا چمک کے — جگنو کی طرح چھپا چمک کے — جو شور تھا پاسبان کا شب کو

وہ بانگ اذان بنا ہی شب کو
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
وہ بنگلے سرو باغ کے پھول

تارے تھے جو دیدہ فلک کے
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
شبنم تھی جو محو درفشانی

ہی بہر وضو سے گل وہ پانی
باغون مین نسیم چل رہی ہی
پریون کی طرح ٹہل رہی ہی

گل لحن طیور سُن کے سن ہی
ہر مرغ کو بھیرون کی دھن ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی

انگلی کی طرح چٹک رہی ہی
پنہان ہوے اُوس چاٹ کر ہار
ذردون کا ہوا نصیب بیدار

ہر گھر مین کھلین درون کی آنکھین
اندھی ہوئین شبّر ذکی آنکھین
سوئے ہوے رات بھر کے اُٹھے

جو گی جل سین کر کے اُٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی
فرقت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی

اُس شعلے نے لپٹ کے سر اپنا جلا دیا
وصلت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی

نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار
پھر چشم ناز یار بجز شمع وا نہ تھی

تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ
مین وہ ہون ایک جسکی ترے دلمین جا نہ تھی

دل سے کر کے ہونے کا مٹتا خیال کیا
لقمان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی

اے شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا
دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی

خجلت سے ہو گیا ہی مس سرخ زرد رو
کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی

کیا جانے کیون ڈرا کیا اپنا دل سیاہ
زلف رسائے یار تھی کالی بلا نہ تھی

سایہ تو اپنا سمجھا ہی پر ہی یہ میری روح
اے جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی

پھرنے لگی نگاہ بھی یون ہین قضا کی شکل
آنکھ اپنی شکر ہی سوے ناز و ادا نہ تھی

ایسا ہی مجھپہ دوست ہنسے اشک گر پڑے
سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی

نرگس نے دیدے پھاڑ کے غم سے لڑائی آنکھ
نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی

باد بہار ہجر مین بھڑکا گئی سوا
ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی

ہر موے جسم شعلہ ہی آندھی سے عشق کے
سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی

اس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی
باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی

دل کی نہ لو بجھائی نہ سکھلائی چشم تر
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی

اے مہر وش کبھی نہ کیا بھولکر بھی رحم
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی

دونون طرح رکھا ہمین غفلت مین عشق نے — تم مین تھا رے حسن کی صورت وفا نہ تھی
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین — دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
صحت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہی پھر — یہ اہی طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
صحت ہی روز حشر تک اہی عشق اب ہمین — جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا — آتے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
اہی گل در آے سنگ مین کانٹا محال ہی — مجھ زار کی جگہ ترے دل مین سجا نہ تھی
مارا تھا تیر تاک کے پرلے اُڑی ہوا — اُس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
دنیاے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی — قابل نگاہ کرنے کے یہ مبیوا نہ تھی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہی — ہمکو فنا ہوئی مگر اُسکو فنا نہ تھی
صید آپ آیا دل کی کشش سے شکار کو — مژگان کی لیس تذنگہ کا نشا نہ تھی
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑکے — خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان ۔ مسافران علوم فنون سازی و نیرنگسازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین تحریر و تقریر کے بیٹھکر یون مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شعر مصنف

سخن پیراے این شیرین حکایت — چنین تحریر ساز و کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب مین مصروف عیش و نشاط نازنینان مہ جبین ہوا جام و سبو گردش مین آیا فتح جنگ مہرخ وغیرہ کی کوشش مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ مین دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کی تحریر ہی اور بندۂ خانہ اور مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہین ڈرتا قدرت کو تیری اقلیم مین آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اب تک براے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا خاک مین ملا دونگا نقش طلسم ہوش ربا مٹا دونگا جس ساحر کو بھیجا ہی غرور کرتا ہی قدرت اُسکو غارت کر دیتے ہین قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی اب اگر خود براے قدمبوسی نہ آئیگا ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھ کر کانپ گیا کہا صاحبو غضب ہی ساری خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ قدرت ناراض ہین ما بدولت کو بڑے اغراض ہین اگر تنہا جائین لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کرین گا زمین مار لشکر ما بدولت نہ سنبھال سکے آب و آذوقہ راہ مین ممکن نہو لیکن آخر کسی وقت جاؤنگا چشم زدن مین کل مسلمانون کو مٹاؤنگا یہ کہکر مشیرون کی جانب

متوجہ ہوا کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہو کہ برائے مدد خداوند تعالےٰ مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالائے قیطول پہونچاوے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت بیٹھے بیٹھے تقدیر کر دیتے ہین نہ کچھ سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین مگر یارو جو کوئی جاے خیال رکھے دربار قدرت مین جاکر غرور نہ کرے مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب مین آکر اُٹھا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر جائیگا ہرچند کہ نام مغرور ہو یہ بزرگون کی عقل کا قصور ہے کیون ایسا نام رکھا غلام کے دل مین کبر و نخوت کی جگہ نہین بلکہ سر فراز خاکساروں کے سرتاج اگر کوئی غلام کو ہزار گالیان بھی دے تو بھی نہین بولتا شہنشاہ نہ گھبرائین غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام لڑ بھڑ کر قدرت کو بالائے قیطول پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتون کا خیال رکھنا ایک تو عیارون سے بچنا شاگردان حمزہ و فرزندان خواجہ نامور ایک ایک بلاے روزگار ممکار غدار دوسرے صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو اُنسے بچانا جبتک تدبیر بند آنے اسم اعظم کی نہو مقابلہ مین حمزۂ عرب کے نچانا بلکہ جہان تک ہو سکے سب سے بیشتر اسم اعظم حمزۂ نامور بند کرنا تب طبل جنگی بجوانا عرض کی عیارون کی کیا حقیقت ہے اسم اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا اسی ہفتہ مین قدرت کو بالائے قیطول پہونچاکے حاضر ہونگا یہ کہکے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار ساحران غدار کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا بیان صاحبقران زمان بصد عظم و شان نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر مع لشکر کو ہیان طرف لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ عقیق باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوے مگر بنا بتعجیل کہ ایک شب سے زیادہ کسی مقام پر نہ رہون لشکر مین پہونچکر بارگاہ استادہ ہوئی ممتاز کوہی و بہرام گردن خاقان چین و مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت مین مصروف یکایک سامنے سے صداے گریہ و زاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سرو پا برہنہ پشت پر کمئی سو ملازم غلامان ترکی و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل سے اشارہ کیا ان سب کو ہمارے سامنے لاؤ کسی نے انکو صدر عظیم پہونچایا مقبل نے جاکر اس جوان سے کہا اے شخص چل تجکو صاحبقران بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسر سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ فریاد از دست فراقان غلام کو حضور نے نہین بچانا جنکو آپ نے بٹیا کیا یعنی خواجہ آشوب و خواجہ بہلول پردۂ قاف مین جو آپ کے ہم سفر رہے اسقدر آپ نے انکو جواہرات دیا کہ شہر دیا رمین تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین مین انکا گماشتہ ہون سہیل بازرگان نام اس وقت

پُرخطر سے گذرا سرہنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ لیا غلام لڑے سب زخمی ہوے ہم سب کو گرفتار کرکے قزاق لے گئے تھے آج بمشکل چھوٹا ہے سُنکر صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم واسطے خدمتگزاری کے مقرر کیے فرمایا انشاء اللہ بوقت سحر جاکر اس دزد مکار سے نہ سمجھا تو نام اپنا صاحبقران نہ نہ پایا یہ تو خاص مال اُسنے ہمارا لوٹا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبر ان ذات پر آراستہ کیے پشت اشقر دیو زاد پر سوار ہوے یکہ و تنہا طرف سرہنگ قزاق کے چلے سردارون نے عرض کی غلامان جانباز کو ہمراہ کیجیے سرہنگ قزاق بہت زبردست ہے فوج بھی بیحساب ہے بڑے بڑے شاہان جلیل کے اُسنے خزانے لوٹے راستہ اس طرف کا تباہ کردیا صاحبقران نے فرمایا مین کسی کو ساتھ نہ لونگا یکہ و تنہا جاکر اسکو سزا دونگا فراج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین سر جھکا کر خاموش ہوئے صاحبقران طرف صحرا کے چلے بیان سرہنگ قزاق سرکوہ پر بیٹھا ہے گرد تمام قزاق جنگل کی جانب سب کی نگاہ آیندہ و رفتہ کی فکر لوٹ کھسوٹ کا ذکر ایک نے دیکھا ایک جوان دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے کہ یکایک زیر ران سلاح بے نظیر خود الماس نگار سر پر زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا اے افسر یہ اک سونے کی چڑیا آئی ہے چلو شکار کرین سرہنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہے ایک نے کہا نگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین آنکھون کا ہے سرہنگ نے کہا ہین منظور ہے پہلے ہماری نگاہ پڑی ایک نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھک کے کمان دوش سے اُتار دونگا میرا تیر تدبیر تو وہ آرزو پر تا سری غرق ہوتا ہے ایک نے کہا مین اس جوان کا دل دکھاؤنگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے کہا یار یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہے جرأت مین بے عدیل ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن ہے ظاہر مین بڑا صف شکن ہے ایک قزاق بل کرتا ہوا اُٹھا نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہوکر پہاڑ سے اُترا صاحبقران حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین کہ وہ قزاق سرکش کمان ہے ابتک بیحیا آنکھون سے نہان ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی میان سپاہی صاحب جانے والے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہے بالاے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی جال کی تعریف کرتا ہے کوئی جواہر کو تاک رہا ہے صاحبقران نے فرمایا اے جوان کیا ہے کیون روکا اُسنے کہا بس گھوڑے پر سے اُترو ہتھیار کھولکر رکھدو سیدھے اپنی جان بچاکر چلے جاؤ صاحبقران نے مسکراکر فرمایا ہماری خطا کیا ہتھیار دینے کا کیا باعث اُسنے کہا اے جوان یہ بیشہ شیران ہے دیکھ پہاڑ پر مجمع قزاقان ہے کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا

جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر رحم آیا صاحبقران نے فرمایا بھی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے ہو ہم تو بے لڑے بھڑے نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہا مار کر ہنسا سرہنگ سے پکار کر کہا ای افسر یہ جوان طالب جنگ و جدل ہی کہتا ہی ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہی حکم ہو تو سمجھا دون نوک نیزہ پر اُٹھاتون سرہنگ نے کہا برنیدہ بہ بندیدہ جوان مثل شعلۂ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا اینان چاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا قزاقون نے پہاڑ سے طعن کی غصے مین اسنے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طپانچہ بقہر وغضب مارا سر اُس خودسر کا چنبر گردن سے اُڑگیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اب تو سرہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا کر گدن پر سوار ہوا پاڑ سے اُترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے نزادونگا اس عذاب الیم سے مارونگا کہ ہامیان دریا دورغان ہوا اُسکے حال زار پر روئین مجبور رحم نہ آئے گینڈا چمکا کر سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی تکا ورزن ہوا تین قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا پیچھون پر گینڈے کے جا بجا بشکل تمام اپنے کو روکا تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ رہے ہین سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہی دو تین وار رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ پلٹ پڑا اسی طرح لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہی ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہی پھر کامل کشتی ہوئی صاحبقران نے بان نے قہر وغضب مین نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر ہکہ مارا دونون گھٹنے سرہنگ کے آشنا بزمین ہوئے قصد ہوا لنگر قاہم کردن صاحبقران لنگر کب قایم ہونے دیتے ہین کمر بچر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چار دن شانے چت گرا کودکر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا ارے سرہنگ حالا در شناختن پروردگار چہ میکوئی ہنگ حیران کہا ای جوان نام نامی سے اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا ای سرہنگ قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان سرکوب زمرد شاہ باختری نام نامی صاحبقران سُنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی ای شہریار تازندہ ایم بندہ ایم دل مین سوچا ای سرہنگ اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دلہم تزویر مین اسکو پھنساؤ مکر سے قدمون پر گر پڑا دلمین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران بھی فرداً فرداً آپہونچے صاحبقران نے

فرمایا اے سرہنگ تو نے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا جلد حوالے کر عرض کی آنکھون سے خدمتگزاری کرونگا بالاے کوہ تشریف لیچلئے دعوت قبول کیجیے ممتاز کوہی نے ہرچند کہا اے شہریار یہ قوم کا قزاق ہی حضور سے دبا اتفاق ہی مال تاجرون کا مل گیا اب طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا اسی وقت دلوادیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے سرہنگ بکاری صاحبقران کو مع جملہ سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین ہلڑ ہوا صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کوہی کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام اہالیان شہر برائے زیارت جمال انور جمع ہوئے گلی کوچے معمور ہوگئے لیکن سرہنگ قزاق ایک گوہر بے بہا کاشانہ عفت مین رکھتا ہی خوشرو خوشخو دستین غنچہ دہن خورشید خدنام نامی بلکہ صنوبر قد یکایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہوکر قلعہ مین لاتے ہین سب لوگ برائے تماشا جاتے ہین صنوبر قد اکڑتی ہوئی اٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام بازار مین جماؤ ہی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری مین مصروف تمام قزاق پرے جمائے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان خود زرین بالاے سرزرہ داؤدی زیب جسم آتور کمان کیانی بالاے دوش ہزار شیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فروشوکت چہرے سے عیان فخر رستم دستام و نریمان جمال قدسی دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے صاحبقران سے تیر مژگان چلے تو دۂ دل پر لب معشوق ہونے نگاہون کی چھڑیان قلب پر پڑین سنبھل نہ سکی سلطان عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھاکے گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ اُٹھایا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بحر محبت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہی دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران مین لال چہرہ مائل بزردی ہوگھونگھن پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہی کنیزون نے ہرچند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو زیر کیا اب نہین معلوم ملک و مال کی کیا تدبیر ہو ہمکو اسی بات کا غم ہی اسوقت زیادہ کلام نہ کرد بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہی یہان کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا نہین چھوڑینگے یہ خبر مفصل جاکر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند

سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ فرد کش ہوا اتفاق سے بہرام گردن خاقان چین رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت وشان یہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کو ہی وہ مقبل و فادار و دیگر چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین سرہنگ کو فکر ہو کہ اس سرکش کو گرفتار کردن سزاے معقول دون فوراً محفل عیش ونشاط آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اسوقت اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کرکے سامنے آیا عرض کی اس جام کو نوش فرمائیے غلام کی آبرو بڑھائیے صاحبقران صاف باطن اُسکے مسلمان ہونے سے مطمئن مسکرا کر جام نوش فرمایا کیا اے بہادر بیٹھو تکلیف نہ کرو کہا نہین اے شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بہ عرش پہونچاؤن زیبندہ سزاوار ہی آپ ایسا بہادر نامی ونامدار صاحب جاہ ووقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر نہ یہ حقیر اپنے مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شراب کے سر جھکا لیا اب اسنے پلٹ کر وہی شراب صاحبقران کو پلائی چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران بگھر اکر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے مع ساتھ والون کے بیہوش ہوے سرہنگ نے نعرہ کیا آہنگر دن کو بلایا صاحبقران کو مسلسل ومطوق کیا قید خانہ مین بھیجدیا قصد ہوا کہ جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کردون لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین براے خبر آئی تھی کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھر اکے پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہی سیر گل ولالہ سے دل بیزار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دل سے باتین کر رہی تھی کہ اے صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید اعظم داماد نوشیروان صاحب جاہ وحشم جنکا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان کی انکے عقد مین آئین منتی ہون ایک عقد پردۂ قاف مین کیا بادشاہ پریزاوان نے ایک اپنی دختر ملکہ آسمان پری فخر زہرہ دشتری شرف اپنا جانکر عقد مین اُنکے وی مجھ ایسی ہزار ہا کنیزین محل مین پڑی ہونگی پس میری رسائی کیونکر ہوا ی دل خانہ خراب کیون پیچ وتاب ہی لیکن افسوس امن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر وجبر دشوار بیقراری کو کہان قرار آتش عشق شعلہ در گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی عرض کی حضور غم والم کو دل سے دور کرین سامان عیش وسرور کرین آپ کے باپ جاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ مکر سے مسلمان ہوے تھے بیہوشی بلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے مین بھیجدیا اب تیاری ہی کہ وہان فوج کو آنکی جا کر تباہ کرین مال اسباب لوٹ لین کر بندی ہو رہی ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر تیر دلدوز جگر پر سوز پر پڑا قلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہی عرض کی حضور میرے سامنے گرفتار کیا حضور کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہی اسی مین قید کیا سو جوانان صف شکن برائے نگاہبانی قرار پائے اپنے

کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمایئے کہ بندی لشکر مین ہو رہی ہو جاکر برسرلشکر حمزہ قیامتین برپا کرینگے لڑائی کا تماشا چلکر ملاحظہ فرمایئے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے نکل جائے ضبط کرکے مع چند کنیزون کے فقر پر چلی دل سے کہتی ہوا ی فلک کجرفتار وای گردون ناپائدار یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیر دل جلیل ورئیس یون گرفتار بیچارہ تقدیر ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہو ملکہ تو گھبراکر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گرد بن خاقان چین انتظام لشکر مین مصروف ہو ایک ہرکارے نے آکر خبر پہونچائی ای پہلوان دوران وای گرشاشب جہان صاحبقران قلعہ مین جاکر قید ہوگئے سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی ملاکر پکڑ لیا یہ سنکر بہرام غصے مین کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا سردارون نے پوچھا کیا قصد ہو کہا یارو قصد کیا ابھی جاکر جان دونگا قلعہ مین دریائے خون بہا دونگا ایسا نہو یہ چور زردہ مکار صاحبقران نامدار کو قتل کرڈالے کوہیون نے عرض کی غلام ساتھ ہین ہمارا آقا حمتاز کو ہی بھی جاکر قید ہوا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی چشم زدن مین لشکر تیار ہوا بہرام پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملحوظ خاطر ہو سوا پہرون باقی ہو جسوقت بہرام بلوہ کرکے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہائے زنگاری کے پہرہرے کھل گئے شیران دشت نبرد صفین جاکر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی میان سرہنگ تفاوت تدبیر کررہے تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہین ہو رات ہوئے تو شبخون ماردون یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سردارون کو آپ قلعہ مین لائے لیکن سردار جلیل بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر مین رہگیا آسنے جو خبر پائی کہ آقا کو ہمارے گرفتار کرلیا مرنے پر کمر باندھکر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہو صدا نوبت نقارے کی آرہی ہو نہیب شمشیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہو سرہنگ نے گھبراکر کہا حقیقت مین یہ خیال نہ رہا مین سمجھا سب سردارون کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام گرد لشکر مین رہگیا خلد خندق پرآب کرد دروازہ قلعہ کا بند ہو تو بین مار دیہ کہتا ہوا بالاے قلعہ آیا پل تختہ اٹھالیا دروازہ قلعہ کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ ہو دوربین ہاتھ مین لے کر دیکھا تشق گرد بلند آگے بہرام پشت پر کوہیان نیکنام جب فوج زدوپہونچی سرہنگ نے ہوائی داغی یہی نشان تھا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑ ہکر بھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اگلنے لگین لوہے کا پنی آسمان شعلہ بارنے آگ برسادی فوج اسلام جمی ہوئی آتی تھی کئی ہزار اڑ گئے فوج کے پاؤن اکھڑ گئے دور جاکر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کوئی گولہ قضا کا پڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا گولہ اندازون نے ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا دیکھا فوج اسلام دور جاکر ٹھہری سرہنگ نے

حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقون نے غل مچایا وہ مارا مسلمانون کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ معرکہ دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ پر ہاتھہ ڈالا اہالیان فوج سے فرمایا آپ لوگ تامل فرمائین جب مین قلعہ کا پھاٹک جا کر توڑون اسوقت تم سب صاحب آجانا اس پیرزمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہی اہالیان فوج تھمے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی ای قزاقان بیجا آکر سزا دیتا ہون یہ کہکر طرف قلعہ کے چلا قزاقون کے ہوش اُڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہی توپ کے مُنھ پر آتا ہی سرہنگ قزاق نے کہا گولے مارو کوئی توگولہ قضا کا پڑیگا تو بین فیر ہوئین گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنجک کی بجلی چمکی دھوئین کا آسمان بنکر چھایا ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا گرز ہاتھ مین کبھی پشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولون سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوہ اٹیرن پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائین پر دور جاکر دم لیا پھر وہان سے جھپٹا گھوڑے پر کوڑا کیا گولون سے بچکر ننگا نہ پلنگا نہ برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

نعرہ گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبتش لرزد زمین	غلام امیر عرب ذیوقار	یل صف شکن نامور نامدار

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو ملبند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو در قلعہ سے آواز نعرہ کی آتی ہی اب جو ہاتھ کو رو کا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد بر لب خندق ٹہل رہا ہی قصد ہی خندق فراون پھاٹک جا کر توڑدون اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا تا بہ قلعہ پہونچ گیا توپ بند ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے خدا دنجا رساتھ لیے سرہنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کیا یارو اب کیا کرون اور ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی کنیزین پشت پر جرأت بہرام گرد دیکھکر کہتی ہین کیون صاحبو عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین اسکا خدا سے نادیدہ اسکو بچاے دیکھو کس جرأت سے ٹہلکے قلعہ لیا تا بہ خندق پہونچگیا سب جانباز چلے آتے ہین تلوارین کھنچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین دم جرأت کے بھر رہے ہین صدا دیتے ہین باشید اے قزاقان پھاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل آؤ آقاے نامدار اب بھی خطا معاف کرینگے اس مکر و غدر کا بدلہ نہ لین گے صنوبر قد کہتی ہی کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوٹین گے قلعہ لوٹین گے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری ہین درج فرمائیے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا بہادر بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اُٹھائین گے

مجکو دیکھکر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہی حضور کی مسلسل تقریر ہی دیکھتے ہی عاشق ہونگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلین گے دختر نوشیروان ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گردیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش وغیرہ یہ سب شاہزادیان حسن وجمال مین بے نظیر چہرے، رشک ماہ منیر زد جات صاحبقران ہین صاحبان دولت بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے استقبال کو آئینگی باعزاز واکرام محل مین لیجائینگی اس طرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحبو تمھارے مُنھ مین گھی شکر خدا سے نادیدہ اپنا فضل شریک حال کرے تم سبھون کے مرتبہ بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کرکے سر جھکا لونگی تم سلیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پائے اب مین تم سب صاحبون سے صاف کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مین جمال باکمال دیکھکر مائل ہوئی اب تک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تم سے بیان کرتی ہون جس وقت سے جمال جہان آرائے صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دلکو بیقراری آنکھون کو شغل شکباری ہر چند سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا بخت چاہنے والے کی بڑی خرابی ہی جبتک وہ آرام مین تھے یہ خیال مین تھا ہم اُن تک کیونکر پہونچین گے جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر پائی کہ انکو قید کرلیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کرون مین بھی ہتکڑیان پیرون مین پہنکر قید خانے مین اُنکے پاس جا بیٹھون ثابت ہوا نہ کہ اسکو ہم سے محبت ہی لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے نہوسکا کہ ایسے وقت مین جا کر ساتھ دیتی لیکن شکر ہی اُنکا سردار لشکر مادر بلوہ کرکے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا دار توپون کے رد کر چکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہی لیکن ای لالہ غدار اتنے عرصہ مین کلیجہ خون ہوگیا نوبت بہ جنون پہونچی منتظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندائے عشق — بلبل ہزار نالہ بساز و نوائے عشق — نشو و نما چو سبزہ ام از خاک ہر دمد
یا بم اگر ترشح آب ہوائے عشق — بیہودہ کاوش تو بنبخم طبیب چیست — درمان درد را نہ کند چارہ دوائے عشق
خواہی بہ صبر خون دو خواہی بآب چشم — جز خون دیدہ ہیچ نباشد غذائے عشق — در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق — مجنون زان بدیدن لیلی نہ ہوش رفت — کاید صدائے درد ز بانگ درائے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم — بر سر ملازم است دریا خدائے عشق — یاران بزم و بادہ و ہنگام عافیت
مخفی و درد و محنت بے انتہائے عشق — لالہ غدار وزیرزادی نے عرض کی داری دل نے بڑے مقام پر رسائی کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والاقدر ہین آسمان خوبی کی کامل بدر ہین آپ ملکہ

حسن خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ حدیقہ ہمت و جرأت آپ برج حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر قران السعدین ہوگا ایک برج قصر مین اجتماع نیرین ہوگا حقیقت مین آپ کو مہایت پسند فرمائینگے دیکھتے ہی شمع جمال کو پروانہ بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حور مثال غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیمبر لئیق فنون سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق آپکے عقد مین نہ آئی ہوگی لالہ غدار وزیرزادی نے جو اس طرح حسن و جمال ملکہ کی تعریف کین سر مارکے سر جھکالیا کہا خدا وہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے اب کنیزین سب آگاہ ہوئین کہ ملکہ صاحبقران زمان پر عاشق ہوئی ہین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہو کسی نے کہا بوا بہت برا کیا کسی نے کہا بوا ہی ہی باپ کے قتل کی طالب ہین دین بزرگون کا چھوڑ دینگی خدا ے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا بوا مرد وافر پیدا رہے خلق و عاشقی کی اسکے شہرون مین پکار رہی جتنی شاہزادیان حسین و جمیل متین لئیق قرار پائین وہ سب انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باقری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا مین شہرہ تھا وہ انکے پوتے شاہزادہ خاور پیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑ کے نکل گئین انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغزن صاحب شوکت و شان شاہزادۂ ارجمند نوجوان پیدا ہوا جسکی نہیب شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اسکی جرأت و شوکت کے ذکر آتے ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز انکے فرزند ارجمند بدیع الزمان گردلشکر شکن کے قبضے مین آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی جسکے بطن انور سے نورالدہر والاقدر ایسا آفتاب طلعت ساطع و لامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لیاقت مین بے نظیر زور و قوت مین ہمہ دان ہمہ گیر کس کس کا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف انکے خاندان پر تمام ہوا جرأت و شوکت کا ملکون مین نام ہوا کنیزون مین تو یہ چرچے لیکن ملک صنوبر قد جھکی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ بہرام گرد بن خاقان چین قریب خندق قلعہ پہونچا اہالیان فوج لوبت نقارے بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اس وقت سرہنگ قزاق گھبرایا مشیرون وزیرون کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کرون یہ شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو ذرا یا چاہتا ہی اب قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہی شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا فوج کو تباہ کرکے قید حمزہ عرب کی لیکر خدمت خداوندی مین جاؤنگا بڑا بیغیرتی پاؤنگا اب جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہی عقاب تیز پر نام بدطینت بدانجام یہ سنکر اٹھا اے افسر ایک تدبیر ہی ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر کرونگا یہی ایک سردار نامدار لشکر حمزہ مین باقی ہی عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا اور سبھون کو مارتا کیا دشوار ہی

لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ کو قید خانہ سے بلا نیے زیر تیغ بٹھا دیجیے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤ گے اپنے آقا کو زندہ نیاؤ گے ہم ابھی قتل کر ڈالین گے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے اسوقت پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جاینگے شب کو مین عیاری کر دونگا بہرام گرد کو باندھکر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر نا ظرین رہے ملکہ صنوبر قدر فریفتہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہی بہرام گرد نے قصد کیا خندق کے پار جاؤن سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو مسلسل و مطوق بالائے قلعہ لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بٹھایا پکار کر آواز دی اے بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد نے سر اُٹھا کر دیکھا اپنے آقا نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا اے بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہین اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے تمھارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھ کر بھیجین گے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمھارے افسر کو رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤ گے صاحبقران نمان کو زندہ نپاؤ گے یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیرا اگرز ہاتھ سے ٹیک دیا پکار کہا اے سرہنگ برائے خدا ہم ابھی واپس جاتے ہین ہمارے آقا ہے نامدار مولائے قدر شناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ اے پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرین گے صاحبقران غصے مین کانپے زبخرین ہلانے لگے فرمایا اے بہرام والا مقام اے بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے نیان تک آیا اپنی مفت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے گا کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادون سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی اے شہریار کاشکے نابینا ہوتا اس مصیبت مین آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا دیا دعوت کے پردے مین عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہین دیکھا جاتا اے سرہنگ برائے خدا صاحبقران کو قید خانے مین بھیجدے سرہنگ نے آواز دی اے بہرام جب تم پڑاؤ پر پہونچ لوگے تب قید خانے مین صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو دبیچ خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے مین بھیجے گئے طائر روح قفس جسم خاکی مین تڑپارو تی ہوئی قصر سے اُتری بے اختیار ہو کر رونے لگی بقراری نے سر اُٹھایا در پاے اشک نے جوش مارا ہاتھون نے چاہا گریبان چاک کرین خاک بسر پر ملین نظم

دل بلبان شوق ہمکناری سے	خفقان ضبط بیقراری سے	ایک جان دو غم کا وہ انبوہ	ایسی نازک پشت اندوہ

تنگی دہر وحشت افزا تھی | طپش دل قیامت آرا تھی | خار خار غم آشکارا ہوا | مثل دل جامہ پارہ پارہ ہوا
کیا نظر زخم اندرون آیا | چشم سے روتے روتے خون آیا | نہ لیا پھر قرار نے آرام | کھو دیا اضطرار نے آرام
سینہ کو بی سے دل فگار ہوا | تیر حسرت جگر کے پار ہوا | دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا | سر پٹکتے پٹکتے پھوٹ گیا
آہ نے دے کیا اٹھائے دھوئیں | چاہ بابل کے بس لائے دھوئیں | سر اٹھایا خروش نہان نے | اک قیامت کی آہ و افغان نے
شور محشر خروش واویلا | نفخہ صور جوش واویلا | جی کو اشک زمین نے خاک کیا | خواہش مرگ نے ہلاک کیا
مال آخر فسون ہوا دل کو | رکتے رکتے جنون ہوا دل کو | چارہ سازوں سے تفتین کیا کیا | حرف تسکین سے دشتین کیا کیا

یون بیقرار ہوکے روتی کنیزین گھبرا گئین عرض کی کہ واری صبر و جبر کیجیے ایسا نہو دشمنون کا دم نکل جائے صنوبر قد نے کہا صاحبو کیا کیجے دل کو سمجھاؤن طفل اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت و شان کے دیکھا مکارون نے فریب دیکر گرفتار کر لیا بہرام نامدار نے اپنی جان مٹا ئی ٹربھر کر بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا مارے گئے اب بروقت پلٹنے کے اپنر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے بتلائی برائے خدا جاکر خبر تو لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا نہو اسکے دشمنون کو قتل کر ڈالے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن اتنا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہو رہی ہین یہ مکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انفارا اللہ مکر کرنے والے خود دھوکے مین تو اب خدائے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی انکو بچائیگا لیکن خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان دراز یان ہو رہی ہین ابھی خبر لے کر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن میرا منھ موتیون سے بھر دینگی مفصل خبر لانا سوسن نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی یہ کہکر وداع ہوئی پٹے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرہنگ کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کرکے خدمت مین خداوند کی لے چلین گے عقاب عیار کہہ رہا ہے اے افسر شب ہونے دیجیے مین جاکر بہرام کو عیاری سے پکڑ لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے عیاری کرنا کرامات ہے سوسن گوشے مین کھڑی سنا کی جب عیار طرار ماہتاباں مع فوج سرہنگان ثابت و سیارگان قنطورۂ ضیا رذات پر آراستہ کرکے برائے عیاری فلک نیلوفری پر مصروف تگ و دو ہوا سوسن نے دیکھا عقاب عجاب نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے سرہنگ قزاق سے کہا اے شہریار اب غلام برائے عیاری جاتا ہے یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا رقت کی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ نوگرفتار زندان مصیبت گرفتار مجسم حسرت ہوئی سراسر پریشان

آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ سمجھا رہی ہین کہ سوسن آکر پہونچی
غرض کی ملکہ عالم مکارون نے بڑا دام مکر بچھایا خدا ان سب کو بجائے عقاب عیار آپ کے باپ
کا بہرام کو پکڑنے گیا ہی یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار کرلین تب لشکر اسلام پر شبخون
مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند تعالی مین جائین معاوضہ مین انعام و جاگیر
پائین حضور صبح کو غضب ہو جاویگا یہ حال سُنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا لو صاحبجواب اُنکے
بچنے کی کون صورت ہی اب تبلا دین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار بھی گرفتار ہو جائیگا
فوج بے سردار کے کیا لڑسکیگی یہ مکار غدار ایسے رئیس نامدار کو بدولت و رسوائی پاس اُنکے صحرائے
نخوت کے بچائیگا لقا بھڑوا خدائی کرتا ہی اپنی پشت کی خبر نہین بات مین اثر نہین نگوڑے کی
پیٹیان نکل گئین کچھ نہ کرسکا مین نے تو خدائے نادیدہ کی دل سے اطاعت کی دل قبول کرتا ہی کہ
خدا اکیلا ہی یونے دو سو خدا کیسے نگوڑے ایسے تیسے نام بھی سب کے بڑے ہین خدائے نادیدہ کے لقب
رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات رفیع الدرجات ان نامون کے صدقے
ہو جاؤن رحیمی اپنی دکھا دے قید سے صاحبقران رہا ہون مکار دام مصیبت مین مبتلا ہون مگر
صاحبو للہ کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات بڑھتی ہی خون گھٹا جاتا ہی اُنکی مصیبت پر رونا آتا ہی
سب نے کہا حضور ہم سب طرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی
چاہتا ہی کہ نیچے کھینچکر قید خانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران کو چھڑالون یا سامنے
اس شہریار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ رائے نا صواب ہی دل کو بیچ و تاب ہو نگہبان
سپاہی دہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مستندون پر کیونکر غالب آسکینگی
نگوڑے رانڈ کے سانڈ مال بندگان خدا کھا کھا کے کتون کی طرح پھولے ہین چوٹے اُٹھائی گیر دغاباز
جلاز دیکھو ان سید صے سپاہی کے ساتھ کیا مکر کیا جب جرأت مین زیر ہوے شراب مین بیہوشی ملائی
یون گرفتار کیا اب عیار کو اُنکے سردار کے واسطے بھیجا ہی خدا ان سب کو غارت کرے لالہ غدار
وزیرزادی نے کہا حضور نہ گھبرائین لونڈی ابھی چلکر صاحبقران کو رہا کرتی ہی خضر راہبر نے رہبری کی
ایسی بات معقول تعلیم کی بقول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے دیکھے چلکر موذیون کا سر کچلین گے اس
مکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوائیے اسمین بیہوشی دینکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسوا کر قید خانے
کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے تمکو نذر بھیجی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جائینگے بندگان
لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے وہ نگوڑے مرچکے ٹوٹ پڑینگے جب زہر سار کر کے مبتلاے خواب

مرگ ہونگے سب کو قتل کرکے صاحبقران کو چھوڑا ئینگے ملکہ صنوبر قدا پنی رفیق سے لپٹ گئی کہا بوا تیرے صدقے ہوجاؤن کیا معقول بات تجویز کی ہی ہمین بھی یہ رائے پسند آئی لیکن ہمین بھی ساتھ لے چلنا لالہ غدار نے کہا بسم اللہ اسی وقت کھانا تیار کرایا بیہوشی وغیرہ ملاکے خوان کسوا یے کنیزون کے سر پر رکھے لالہ غدار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ منھ سے لپٹا زمرے مین کنیزون کے اپنے کو شریک کیا باغ سے نکلین طرف قید خانہ کے چلین بیان سوجوان ایک افسر کمیدان در قید خانے پر بیٹھے حفاظت کررہے ہین کوئی شراب پی رہا ہی کوئی گانجہ ملتا ہی دس پانچ نے ملکے ایک گھڑا ادھا کرکے رکھا اسپر چراغ روشن کیا سولہی چمک رہی ہی صدائین بلند ہین ایک کہتا ہی چھ میرا داؤن ہی کشش و پنج نہ کرو ناچار ہوے کسی داؤن ہارے آٹھ نو والا سات پانچ کررہا ہی کھیل مین مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین مال لے رہے ہین بعضون نے چوسر بچھائی تین کانے چار کانے کہتے ہین ایک کہتا ہی بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا داؤن اُٹھے بازی بے رنگ نہوجسکی بازی گھٹ ہی اُسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کررہا ہی کہتا ہی کہ ایک نرد کے لیے رنگ بدلڑاؤنگا لیکن سہ کی بازی جیتونگا سپاہیون کا بیڑا ان شغلون مین مصروف ہی کہ کمیدان صاحب نے دیکھا آگے ایک ڈولی مین نازنین گلنار پوش کہاریون کے سر پر خوان پکارا کون آتا ہی لالہ غدار نے مسکراکر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہوگئے کہا ہی لالہ غدار صاحب اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ غدار نے کہا کھانا نذر لات ومنات کا ہی قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوادو کمیدان نے کہا شب کو قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون کے لیے بڑی تاکید ہی لالہ غدار نے کہا میان افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو مالک سے اب کون کہنے جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کرلو کہدینگے قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا بہتر نہین ہی ہمارے سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمھاری خوشی کیا ہمین ملکہ کے حکم سے انکار ہی خوان اُتروائے کمیدان نے اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا کھڑے کھڑے کھانے لگے لالہ غدار ڈولی مین بیٹھی کہ رہی ہی دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پائے سبھون نے خوب ہتھے مارے کمیدان نے دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا موچھون پر تاؤ پھیرنے لگے ایک پیادہ بیٹھے بیٹھے برابا سونٹا ہاتھ مین تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو پہرے والو اس سونٹے کو پہچانتے ہو بہت سے کمیدالون کے سر پھاڑ چکا ہی کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے وہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزارجوانون سے اکیلے لڑتے ہین پیادے نے کہا ابے اُٹھ تو سر پھاڑ ڈالو لگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑاکر گرے پیادہ لینا لینا کہکے اُٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوے لالہ غدار نے کہا آئیے

صنوبر قد آگے بڑھی لالہ غدار نے کہا پہلے ان سب کو قتل کرو ملکہ نہین صبح کو آفت ہوگی نشان تبا ئینگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قید خانہ کے آئی نیچے سے قفل کا ٹا دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر بخیر بر سر جھکائے ہوئے ایک جانب ممتاز کو ہی وغیرہ بیہوش پڑے ہین پانون کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر اٹھایا دیکھا ایک نازنین سرو قد گلعذار بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزین ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا جھجھک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی اے رشک ماہ تابان اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی ہمتری مناسب ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ غدار نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر رحم آیا نا کہ کل سر ہنگ فراق قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھریگا دیکھیے نگہبانون کو قتل کیے منظور ہوا زندان صعوبت سے آپ کو رہا کرین لائیے مین ہتھکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے فرمایا اگر وقت رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہی یہ فرما کر کہ مارا قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا خار دار لٹو بغلون کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان ہان کر کے دوڑ پڑی دوپٹہ سے خون پاک کیا کہا اسکی کیا ضرورت تھی صاحبقران نے سر اپا کو دیکھکر بہت پسند فرمایا لیکن لالہ غدار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے ممتاز کو ہی وقبل کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا اے شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا احسان ہوا اگر مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤنگا تخت اس بیحیا کا الٹ دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار دربار مین ان مکارون کے جاؤ مین آپ تین کس جا کر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب عیار آپ کے سردار کو گرفتار کرنے گیا ہی سر ہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہی اس خیال سے کہ عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال و اسباب لوٹ لین صاحبقران نے فرمایا مین مثل چوٹٹون کے چھپکر نہ جاؤنگا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی لالہ غدار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہی کسی طرح آپکا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق عاشق خصال کا خیال واجب و لازم ہی پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر ہوگی اپنے اہالیان لشکر کو خبر کرینگے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان بہتے ہوئے بیرون زندان خانہ آئے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمھارے والد نامدار کی خدمت کر کے حاضر ہوتا ہون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کر کے جائین مین صنوبر کو یکہ و تنہا جانے نہ دونگی رو رو کر

یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

پھر آئی راہ سے نوئی طرح راہ شوق — کیا ناتوان بنکی اپنی نگاہ شوق — کچھ کہکے اُنکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
دلکا قلق جگر کی تڑپ ہی گواہ شوق — ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کردیا — پیہم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم — دلمین گڑا جو آکے نشان سپاہ شوق — ہر آہ اپنی خاکی بیدا دضبط ہی
فریاد کسکی سنے بادشاہ شوق — بیباختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا — مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پکارتا — کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق — کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
دیکھا ہو جس نگاہ نے رُخ زیبا ہ شوق — پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے — کیونکر نہ بیچراغ رہے جلوہ گاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے — دل مین پکارتا ہی یہی دادخواہ شوق — اُڑکر ہوائے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
ملتا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق — امید بھی نہین ہی مدد گار یار کی — اب وہ نگاہ یاس ہی جو تھی نگاہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا — دور و دراز کتنی ہی ہو جائے راہ شوق — امیر نے کہا ای ملکہ عالم یہ کیا خیال خام ہی

مردان عالم مین رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہوگا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین مثل چوٹون کے چھپکر گئے ملکہ کہتی ہی ای شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خواص نے عرض کی دیکھیے واری ستارہ سحری چمکا چاہتا ہی مرغ سحر نے آوازی گردبان سحر چاک ہوا چاہتا ہی بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بھی سمجھاتے زین ملکہ کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان کے جانے کے نام سے روح پھڑکتی ہی قضائے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگائی بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اُسنے پکارکر آواز دی کون آتا ہی عقاب نے کہا کوتوال صاحب مین ہون براے گرفتاری بہرام گیا تھا لایا اب سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل تو مکر کرکے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار پر قرار کرے گا مقابلہ مین مردان عالم کے نہ ٹھہر سکے گا آج کل کا خاتمہ ہی کوتوال بھی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا پوچھتا ہوا ای عقاب کیا کمال کیا بڑا لشکر سے سردار کا لانا تمھارا ہی کام تھا عقاب موچھون پر تاؤ پھرتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہی کوتوال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہی ہماری ذات سے قلعہ بچگیا سب کی جان بچی ورنہ حمزۂ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک اسلام آباد ہوا لشکر خداوند کو کیسا تباہ کیا بافر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کرلیا تین برس صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوٹا اب کوہ عقیق پر تشریف لائے ہین سلیمان عنبرین موے کو ہی مقابلہ مسلمانان مین آرہا ہی وہین قید لیکر ہمکو بھی چلنا ہوگا ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا قزاقی ترک

ہو جائیگی یہ آپسمین باتین کرتے ہوئے قریب قید خانہ کے پہونچے کوتوال گھوڑے پر سوار تھا دیکھا دروازے پر قید خانہ کے کچھ لوگ کھڑے ہین لاشے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین کوتوال نے پکارا دروازے پر قید خانہ کے کون ہوا رے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بھی آواز دی کہ میدان صاحب ہین بہرام کو عیاری کرکے چورالایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کہ میدان صاحب جواب نہین دیتے یہ جو صاحبقران نے سنا دامن ملکہ سے چھوڑا کر فرمایا لو غضب ہوا میرے سردار کو وہ بیحیا چورالایا ممتاز کو ہی لینا ایسا نہو میرے سردار کو قتل کر ڈالے ممتاز کو ہی جھوم کے آگے بڑھا للکارا ارے بے حیا خبردار کہان جاتا ہی مقبل نے چاہا بڑھون صاحبقران نے فرمایا ای مقبل تم ملکہ کی حفاظت کرو جیتے نہی ممتاز کو ہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے جھپٹے کہا لو یار وغضب ہوا قیدی چھوٹ گئے جھپٹ کے ممتاز کو ہی برنیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا مع گھوڑے کوتوال صاحب کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کوتوال صاحب کو دکر الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ ریزہ یہ نہ ثابت ہوا مرکب گیا کوتوال نے پیادون سے اشارہ کیا لینا خبردار قیدی نجانے پاوین کوتوالی چبوترے کے پیادے بھالا کب بڑھتے ہین دور ہی سے کہہ رہی ہین ارے ہتھیار پھینکدو دیکھو غضب ہو جائیگا کوتوال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری مین چور اچکا نہین رہنے پاتا عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سنی گھبراکر قصد ہوا کہ پشتارہ لیکر بھاگون صاحبقران اسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرین عقاب نے نیچہ مارا امیر نے نیچہ چھین لیا چاہا ہاتھ مارین عقاب پشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تھا تڑپ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے اٹھتے اٹھتے کمندین توڑین ایک پیادے کو مار کر تلوار لی مثل ببر شیر جھومتا ہوا چلا کوتوالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب نہین آتے عقاب بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہی سب سردار بیٹھے ہین عقاب کا انتظار ہی کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم تم لشکر تیار کرکے پہلے اہل اسلام پر شبخون مارین فراغت حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی ای شہنشاہ غضب ہوا کچھ دوست حمزہ کے قلعہ مین تھے نہین معلوم عورتین ہین یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہین حمزہ عرب رہا ہو گیا بہرام کو مجھ سے چھین لیا کوتوال نے گھیرا لیکن ان ایسون کے روکے سے وہ لوگ کب رک سکتے ہین دس پانچ کوتوالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کر رہے ہین یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش اڑ گئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر مین قرنا ہوئی ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہان صاحبقران پیادون سے لڑ رہے ہین چاہتے ہین کہ ملکہ کو نکال لیجاؤن باغ مین پہونچا دون لیکن ممکن نہین کہ سامنے سے

سرہنگ فراق فوج فراقان لے کر پہونچا چار جانب سے گھرا امیر نے یہان ایک مرکب لے کر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کینزون گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشون کو دیکھا آواز دی ارے یہ کون لوگ ہین جنھون نے مسلمانون کا ساتھ دیا بلوہ کر کے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع کیے گوشۂ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو ہو چکی ہی بیٹی کو اپنی پہچانا منھ پیٹ لیا آواز دی صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانون سے کیا کام تھا ہا کرنے سے تجکو کیا نفع ہوا ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ فراق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی کی اٹھائی ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہین صاحبقران نے للکارا او نامرد اسطرف کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمپر وار کر سرہنگ نے آگر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ فراق کا سر زخمی ہوا بیچ مین فراق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر مین صبح کو ہلڑ ہوا بہرام کو کوئی چرا لیگیا افسرون نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہی چلو چلکر اپنی جان دین فراقون سے مقابلہ ہی مکاری غداری انپر ختم ہی اسی واسطے نالائقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چرا لیگئے بیجا سمجھے ہونگے لشکر بے سردار کیا کرے گا یہان سب سردار ہین فرداً فرداً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار ہوا نوبت نقارے بجاتے طرف قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی ای غازیان دیندار ای مجاہدان تہور شعار نعرۂ صاحبقران کی آواز قلعہ سے آتی ہی معلوم ہوتا ہی تلوار چل رہی ہی اب تو افسرون نے بلوہ کیا فراق معروف کارزار تھے نگہبان سر قلعہ سے اتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس آئے دیکھا ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہی سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوے تیر اندازی کر رہی ہین سرہنگ نعرے کرتا ہوا رے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جھونٹے تھام کے کشان کشان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آگے بڑھے ملکہ کو مقبل نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران کا مرکب نعرہ پہونچا یا سلاح ذات پر آراستہ کرائے نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرائی فراق بھاگتے پھرتے ہین فوج کو ہیان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا ای مقبل عورتون کے ساتھ لڑائی مین فرق پڑتا ہی قدم آگے نہین بڑھتا ناموس کا خیال انکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو لڑھکے باغ مین پہونچا دے مقبل نے ملکہ سے کہا ملکہ نہ مانتی تھی لیکن بہرام لڑھکا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا لڑھکے باغ مین پہونچا دیا ملکہ مصروف دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچانا خیر و عافیت سے جال بالکمال کھانا بہرام ملکہ کو پہونچا کر آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا ای شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے

باغ مین پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقون کی جان برنہی ان شیران دست نبرد سے کیا لڑ سکتے ہین قریب ہو کہ فوج قزاقان شکست کھاے امیر کی قلعہ مین عملداری ہو جاے ہزار ہا قزاق بھاگ کر نکلے لیکن قضاے کار مغرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے ہوش ربا سے آتا ہی طرف کوہ عقیق گلنار سلیمانی کے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بند و کشش کی صدا کان مین آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ مین تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ رہا ہی ایک جادوگر کو اشارہ کیا دریافت تو کر یہ کون لوگ ہین جادوگر گوشۂ قلعہ مین آیا مفصل احوال دریافت کرے مغرور کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے مین افراسیاب جادو نے تاکید کی تھی کہ انسے اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعۂ قزاقان مین لڑ رہا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش ہو گیا کہا لو یارو گوہر مراد دستیاب ہو گیا مین ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون اس جوان کو لیکر خدمت خداوند مین چلونگا یہ کہکر تخت سے اُترا گوشہ مین آکے چپکے چپکے سحر کرنے لگا صاحبقران نا واقف غیر ساحرون سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے مغرور آتشبار کے بیہوش ہو کر گرے صاحبقران کا گرنا اب اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے گوشے سے نکلا کہا ای سرہنگ دہ گھرانا منمغرور آتشبار جادو ملاذم افراسیاب خوشنخواب تو بارہ ہزار ساحر لے نکلے صاحبقران پر ٹوٹ پڑے بیہوشی مین امیر کو گرفتار کر لیا گوے ترنج و نارنج لشکر مسلمانان پر چلنے لگے ہزار ہا بندگان خدا قتل ہوے ساحرون کو دیکھکر قزاقون نے بھی دباکے ڈالا لڑائی مین مصروف ہوے نامردون کو جنگ کے وقوف ہوے مغرور نے بڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل و ممتاز کو بھی لڑکھڑا لڑکھڑا کے پشت ہاے درکب سے گرے ساحرون نے بلوہ کرکے گرفتار کر لیا قلیل دن باقی رہا مغرور نے لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران کے گرفتار ہوے سرہنگ نے کئی سو من کی قید جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے سرہنگ قزاق آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے ساتھ چلو بخدمت خداوند چلتے ہین تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن مین کل لشکر حمزہ کا خاتمہ کرونگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچائینگے بشیر قدرت قلب پائینگے سرہنگ نے عرض کی مین حضور کا تابعدار ہون مجکو بھی تمہارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ مین قزاق صحرا نورد کون ایسی صعوبت تھی کہ مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہی خداوند نے خود یہ تقدیر کی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا مغرور آتشبار نے کہا عرابے وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور نے کہا ایک مہم مجکو درپیش ہی نہایت

پس و پیش ہو لیکن وہ رسم نکالی ہوئی قدرت کی ہو یعنی بیٹی میری حمزہ پر عاشق ہوئی رات کو آکر قید سے رہا کیا سُن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نور چکیدگان خاص قدرت صاحبان حسن و جمال فرزندان حمزہ کے ساتھ نکل گئین کیا غضب ہو کہ قدرت نے سکوت کیا وہ رسم جاری ہوگئی شاہون کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہوئین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ گلعذار جاکر اپنے باغ مین چھپی ہوا بھی جاکر اُسکو قتل کرتا ہون مین مرد سیاہی یہ بدنامی مجھ سے نہ اُٹھائی جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جاکر ٹکڑے اڑاؤنگا نام صنوبر قد معشوقۂ گلعذار سُنکر مغرور پھول گیا خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا اے پہلوان دوران اگر شاہ جہان وہ نازنین یہ حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے درغلانا ہوگا اب اس خطا کو معاف کرو اُس بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھرو مابدولت کو اپنی فرزندی مین لو میرے ساتھ گٹھ بندھن ہو جائے بھونری پھرے سرہنگ قزاق نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار ہے آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کرلاؤن مغرور نے کہا ایسا ہو تم غصے مین قتل کر ڈالو مین بھی ساتھ چلون گا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ مغرور مع چند رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف باغ کے چلے لیکن یہ سوختۂ آتش محبت و افروختہ شعلہ جوالۂ مودت یعنی ملکہ صنوبر قد فرمانے سے صاحبقران کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان و زار مثل سیماب بیقرار سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوئے اشک حسرت آنکھون مین باغ مین ٹہل رہی ہے حکایت جنت اثر گون و طلائع نگون مین مصروف ساتھ والیون سے کہتی ہے صاحبو جاکر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری وہ تو سیدھے سپاہی ہین کیون لالہ غدار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کہ آزمودہ کار ہین اپنے مزاج سے مجبور و ناچار ہین جو جس نے کہا قبول کر لیا ہائے میرا کہنا نہ مانا اگر قید سے رہا ہوتے ہی چلے آتے یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی عرصۂ قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون سے آنسو جاری سر پیٹتی ہوئی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون ہوا یا ہمن خیر تو ہے عرض کی واری غضب ہوا مغرور آتشبار جادو رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا برائے رد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک فرقان ہوا سحر سے صاحبقران زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوے کہ آپ کی شادی ساتھ اُس ساحر خرس طینت میمون خصلت کے کر دین آپ کے دیکھنے کو وہ بیحیا آیا ہے آپ کے والد نامدار خوشی خوشی ساتھ ہین آپ کو دکھائینگے پسند کرائینگے یہ سُنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اڑ گئے قریب تھا کہ آہ کے ساتھ دم نکل جائے آہ کرکے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ غدار وزیر زادی

پیٹنے لگی کہتی تھی صاحبو ہی ہی میری گلعذار کو کیا ہو گیا کس دام بلا مین فلک نے پھنسایا نام سے غم والم کے نہ آگاہ تھی کس عیش مین گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہین یہ کہکے منہ پر منہ رکھکے آواز دی حضور آنکھین کھولیے وہ بیحیا آیا چاہتے ہین کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبراکے آنکھ کھولی طرف فلک کے دیکھکر آواز دی شعر اے فلک با من عجب نقشے غریبی باختی پنہ با مرادم بودم و تو نا مرادم ساختی یہ اسطرح ملک کے روئی سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ غدار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہوگا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ آبرو ریزی بہت قریب ہی ملکہ نے گھبراکر کہا کیا کرون گلا کاٹ لون اپنی جان دون سوائے اسکے کیا چارہ ہی لالہ غدار نے عرض کی واری کیون جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہی ابھی آنے مین اُنکے چند ساعتین باقی ہین مادیان عربی پر سوار ہوجیے باغ سے نکل چلیے اتفاق خیزان کرتے پڑتے خضر بیابان حرمت پروردگار رہبری کرے تابہ کوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کیجیے تمام کیفیت کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کرین عیار بھیجین یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے یہ رائے لالہ غدار کی سبکو پسند آئی اُسی وقت مادیان صبادم تیار کی چالیس کنیزون نے ساتھ دیا نقابین چہرون پر ڈالین پشت کا دروازہ باغ کا کھولکر اُس پروردۂ مہد ناز و نعم نے بخوف آبرو ریزی راہ صحرا لی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ مین آگ لگا دو لالہ غدار نے بارود رکھواکر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ نے مادیان کو بڑھایا کوتل کیا طرف وادی ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ ہوئین اُن سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ جل رہا ہی دو چار کنیزین جو بھاگ کر نکلی تھین اُنکو گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی مغرور آتشبار جل گیا کہا اے سرہنگ تیری دختر محبت مین حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارۂ دشت محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کر راہ مین لے لینگے کیا مجال ہی جو نکلجائین قیدیان بلا کو ارابے پر سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران کو مع سرداران نامی و کوہیان جانباز کو عرابون پر سوار کیا بصد کروفر مغرور آتشبار تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے فراقون کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت مین ملکہ کو تلاش کرتا ہی ابھی تک دستیاب نہین ہوئین ملکہ ہجران کشیدہ آفت دیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ جس طرف صحراے فارستان پاتی ہی اُسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہی واضح رائے ناظرین رہے اس نازنین مہ جبین کی تلاش مین مغرور آتشبار روانہ کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر پاجاؤن اُٹھاکر اپنے

قبضہ مین کرون

دوکلمۂ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران وحال بادشاہ جمجاہ ولشکر لقا بیان کیے جاتے ہین

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہی — نظر مین قد یار شمشیر ہی
کمانون کی ابرو مین تاثیر ہی — پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہی
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہی

عجب عشق قامت کی تاثیر ہی — گلستان مین سرو چمن تیر ہی
مسلسل جنون مین یہ تقریر ہی — اگر طوق قمری گلوگیر ہی
اگر ہی میری ہر آہ زنجیر ہی

تصور بھی تعویذ تسخیر ہی — یہی وصل جانان کی تدبیر ہی
نئی ضبط قلبی کی تاثیر ہی — اُدھر رُخ پہ گیسو کی زنجیر ہی
ادھر صفحۂ دل پہ تصویر ہی

رقم ہو اگر وصف رخسار کا — عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
دکھادے قلم کاٹ تلوار کا — کٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہی

بیان سے زیادہ ہو اسکا بیان — کسی پر نہین حال ہرگز نہان
عیان ہی عیان ہی عیان ہی عیان — جسے سب کہین آفتاب جہان
وہی یار مہ رشید تصویر ہی

مسیحا زمانے مین مشہور ہو — لیا ہی جو دل میرا راضی ہون لو
برائے خدا ضد نہ اتنی کرو — مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو
دعا مین دوا کی یہ تاثیر ہی

جو ہستی مین آئے فنا ہوگئے — خفا جب سے اہل وفا ہوگئے
بلاؤن مین سب مبتلا ہوگئے — جنون مبتلائے بلا ہوگئے
عجب سیر گردون کی تاثیر ہی

نزاکت سے صدمہ ہی رفتار کا — نہین بوجھ اُٹھتا کبھی ہار کا
بیان کیا کرون اپنے دلدار کا — مین قیدی ہون اُس گلبدن یار کا

جسے عشق پیچان بھی زنجیر ہو

زمانے مین عاشق تو مشہور ہون | غضب ہو کہ ہمسے وہ مغرور ہون
کلیجے مین کیونکر نہ ناسور ہون | ملین غیر ہم پاس سے دور ہون

اجی اپنی اپنی یہ تقدیر ہو

یہ شہرے ہین عالم مین نظارے کے | کہ وارفتہ ہین سرو گلزارے کے
سخن ہین یہی ہر طلبگار کے | حمائل اگر ہاتھ ہون یار کے

پڑے غل کہ گردن مین زنجیر ہو

حسینون مین افضل ہو سب خلق سے | رہے دنگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے مین مشہور ہین شعبدے | ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہو

بلا مین شہنشاہ قیصر کی لو | تصدق مین لازم ہو جان آپکی
دعا برق کرتا ہو آمین کہو | خدایا شفا جلد اختر کو ہو

محب حسن اور شبیر ہو

یہان لشکر اسلام مین بادشاہ حجاہ شاہزادہ سعد بن قباد و حبب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ گھبرائے جواہر بن عمر وسے فرمایا افسوس کا مقام ہو صاحبقران برائے شکار گئے تھے اب تک واپس نہ آئے آپ نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا لیکن کہین پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہو اسی قت جواہر بن عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش امیر با توقیر طرف صحرا کے روانہ ہوا دو دن کامل کوہ و دشت و بیابان مین پھر تھک کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خبر گذار نائب خواجہ عمرو نا ہدار اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا ہو کوئی آیندہ و روندہ پیچان نہ لے جانتا ہو نام عیاران کے ساحران غدار دشمن نقاب پرست رہزن جہان پائینگے قتل کرینگے اس سوچ مین بیٹھا ہو کہ ای جواہر کدھر جاؤن کہان تلاش کرون شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف ہو نکلی بے سبب تشریف نہ لائے غیر محسن دل سے باتین کر رہا ہو دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہو دیکھا سامنے سے گرد اڑی ایک نقابدار بادلہ پوش با دیان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان مثل آہوے وحشی

جنگل مین دوڑے دوڑے پھرتے ہین قریب درہ کوہ جو سایہ دیکھا اُسی جانب وہ متوجہ ہوئے وہ نقابدار گھوڑے سے اُترا ساتھ والے بھی کود ے چونکہ مقام تنہائی پایا ہو اُس افسر نے نقاب چہرے سے اُلٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا سوے سر پر نشان سرگشتی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوئے چہرہ چمپن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہو بات کرنے مین غش آتا ہو یقین تھا لڑکھڑا کر گرے ایک مہ جبین نے بڑھکر بغلون مین ہاتھ دیکر کہا للہ اپنے کو سنبھالیے رنج و الم کو ٹالیے دیکھیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مہر سکوت جو دل مین رنج و ملال ہو زبان سے کیسے غبار خاطر ناشاد نکلے فاید تسکین حاصل ہو حقیقت مین انتہا کی مصیبت ہی آوارگی دشت آفت ایسی پروردہ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت ہمنون صورت آسمان کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ مین آتی تھین مصاحبان جیز خواہ آنکھین بچھاتی تھین یکایک یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھون سے اشکون کے بادل برس گئے سامنے چشمہ آب ہی سیراب ہوجیے انشاء اللہ نشان جادہ مقصد ملیگا ہوائے عنایت رب اکبر سے پھر غنچہ آرزو کھلے گا اس طرح جو ساتھ والیون نے سمجھایا اُس نازنین حور وش پری پیکر نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین تھراگئی کہا لا الہ الا اللہ کہکے دلکو سمجھاؤن ہنے اُس شہریار کو قید سے چھوڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت مین پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار نہ یارے نہ مددگارے نہ مونس نہ غمگسار مجبور و ناچار حضرت عشق نے اُس صحرائے مصیبت مین لاکر پہونچایا کیونکر یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

خلاصی پائے جلاے دل مضطر کیونکر	توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر	آنکھ جھپکے گی نہ شتاق قضا کی ظالم
دیکھ سکتا ہو تجھے بین نظارے تہ خنجر کیونکر	آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل	گھورتا ہی تجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
کھینچ شمشیر گر دل مین ارادہ کچھ ہی	دیکھو مرجاتے مین جانباز ستمگر کیونکر	گر یہی ضعف رہا فرصت برخورد کے لیے
جا تو ان جانینگے تیرے لب کوثر کیونکر	سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے	منھ دکھائے گا تجھے خسرو خاور کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین دہ مٹنے کا نہین	مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر	کیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہی دم سے دم خنجر کیونکر	دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیرے	چین پائے گی خاک سکندر کیونکر
ہر رگ تن مین ہمیرے اثر قاتلیس	مخلصی پائے گا قصاد کا نشتر کیونکر	دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر	ساتھ مدت سے ہین سرمایہ سودا میرے	پھیلا کھون دن امن لبریز سے چھر کیونکر

سنگ دلکو رے نالون پہ نہ رحم آئیگا	موم ہو جائے گا فریاد سے پتھر کیونکر	آتش گرمی مضمون سے پھٹکا جاتا ہی
نامہ لیجائے گا تا یار کبو تر کیونکر	صدقے اُس وقت باز دکے دل جانے نیسر	دیکھو کھڑا ہی علی نے در خیبر کیندا

ان اشعار کو پڑھکر اس طرح روئی کہ کنیز ین بھی بلک بلک کے رونے لگین گلعذاران سمن بر ماہ رخسار ان حور پیکر اپنے یہ مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجون مین برہمی سب کی سب فرش خاک پر بیٹھ گئین اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھین اشکون سے مُنھ دھوتی تھین افسر کے مُنھ سے بے اختیار نکل گیا کہ وہ ہمنشینو ہم تم اپنے اختیار مین ہین اُسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے قید کیا ہوگا قید آہن مین مبتلا دشمن آب و دانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتین ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گرانی بحر ظلم نا آشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حور وش نے لیا جواہر بن عمر و گھبرا گیا ہر چند کہ حال مصیبت مآل انکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سُنا سر دھنا تاب نہ آئی بیقرار ہوکر درۂ کوہ سے نکل آیا کہا کیون ملکہ عالم اے آوارگان دشت مصیبت و اے فراموش کنندگان منازل عبرت آپ لوگون کا کہان سے آنا ہوا آپ کی باتون سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجئے مین غلام کا آپ نے نام لیا مین اُنکے غلام کا غلام ہون عیار خوش انجام ہون میرے قبلہ و کعبہ خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نامدار ہین اُنکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن سے صحراے ہول خیز مین مارا مارا پھرتا ہون آپ کو دیکھکر گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر مین جا حیران پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ مختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان یورش کہان مگر اسوقت سب کچھ فراموش ہی آپ کے حال سننے کا جوش ہی للہ جلد اپنا نامنامی بتائیے حال گذشتہ مصیبت سُنائیے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان کا عیار ہی شکر اسلام کا معین و مددگار ہی بھیا کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مہتر والا گہر اے جواہر بن عمرو اے عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف ۵ حال دل بر در دبیان ہو نہین سکتا ؛ چو راز دنہان ہو عیان ہو نہین سکتا ؛ دیگر اشعار آبدار

افسوس بایں عیش جہانرا قیام نیست	جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست	نام و نشان مخواہ بہ عالم کہ ...
چندے نشان بخاک برابر کنام نیست	آخر بآں کہ دتر قی تنزل است	جز کاستن بطالع ما ...
فہرست روز و شب ہمہ بیدم خوش باش	ایفاے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست	ما مرغ پر شکستہ گلزار عالم ایم
پرواز ما بسوے چمین تیز گام نیست	قاضی اگر نگر بسوے قاتلم کند	خود را بجو کہ ...
افتادگی مشاہدۂ پختہ مقرری است	کے آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست	آزادگی بہ امن ...

درگوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست	مومن زجور گوید و ترسا زدخت زر	مارا دماغ بحث حلال و حرام نیست
از فکر زاد راہ چہ غافل نشستۂ	این منزل خراب محل قیام نیست	از شیشۂ فلک مطلب مے کہ این دنی
جاے باکسید ہد این ہم مدام نیست	مے خواست تا بخلوت ما ہش نہد قدم	دامن ادب کشید کہ باش اذن عام نیست
سودا بجاے نامہ ہما استخوان برد	کس را بپیش یار زجال قیام نیست	اسطرح کے اشعار مصیبت خیز ملکہ

نے چھیڑے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان عجز بیان سے کہے جواہر بن عمر و نے دست بستہ عرض کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہین اپنے قبلہ و کعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہوئے یاران ہمدم برادر باحشم ہوش رُبا مین جاکر ایسے بیٹھے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش مین امیر یا تو قیر کے نکلے ہین صد ہا زخم دل پر کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل و جگر کو بیقرار کر دیا خانۂ جسم غم و الم سے بھر دیا اب دل مین تاب باقی نہین ہی کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقاے نامدار کا سُنایئے مین درۂ کوہ مین بیٹھا سن رہا تھا کہ آپنے کئی بار آقاے نامدار و مولاے قدر شناس کا نام لیا مین نے کئی بار بیقرار ہو کر کلیجہ تھام لیا اللہ جانیے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال مین چھوڑا ملکہ کو شدت غم و الم سے کلام کرنے کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ عذار دجلہ ہمراہیان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی از ابتدا تا انتہا بیان کی آنا مغرور و آتشبار جادو کا خوف مین اپنی آبرو کے نکلنا کہتی جاتی ہین اور اس طرح ردتی ہین کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جواہر بن عمر و مثل تصویر بتصویر خاموش ملکہ شیفتۂ محبت مین مدہوش لیکن لالہ عذار نے کہا اے یک طرار اے فرزند خواجہ عمر و نامدار اے کلید قفل لشکر اسلام اے مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدون کو اپنے لشکر مین پہونچا دو فرزندان صاحبقران کو خبر کر دو کہ مغرور آتشبار و سرہنگ قزاق قید صاحبقران کو لیے ہوے آتے ہین ٹربھکر اُنکو چھوڑا ایسا نہو وہ بیحیا تا بدیار یہو یخ جائین سُنتے ہین لقا نام صاحبقران کا دشمن ہی نہین معلوم کیا غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحراے مصیبت مین آوارہ سرگردان مضطر پریشان آب و دانہ ناممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام مین پہونچ جائین دام مصیبت سے رہا ہون آرام پائین ملکہ یہ سنکر بے اختیار ہو کر رونی لگی صاحبو تمکو اپنے آرام کا خیال ہی مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہی دشمنون مین قید صیاد بے درد کے صید اے مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر مین مصروف ہو ہمین اس دشت مصیبت مین آرام ہی عاشق صادق کا یہی انجام ہی تلوے خاران صحرا کے ہمدرد ہون اس موجہ ریگ رواں مین ہم بھی گرد برد ہون گریبان چاک کرین خاک منہ پر ملین اُس غزال صحراے محبت کی تلاش مین مصروف ہون بیابان نوردی دشت پیمائی کے وقوف ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی مصیبت انگیز

حکایت ہی اشعار آبدار

ہمرنگ لالہ غرق سے خون گل کی شبنم کا — طوفان یاد ہی مجھے جھونکا نسیم کا — چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان اشک نے
اپنی ہی فوج ہوگئی لشکر غنیم کا — باران نو کے واسطے مجھسے خفا ہوا ہے — تمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا
یاد آئی کافرون کو دمی آہ سرد کی — کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ حجیم کا — ازبسکہ شبت نامہ ہی سوز تپ درون
قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا — واعظ کبھی ملا نہین کوئی ضم سے مین — کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
کہتا ہی بات بات پہ جون جان کھائے گے — گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا — مومن تجھی کو دہبے ہے مومن ہی ماہ نین

جو معتقد نہین تری تیغ سیم کا

گرچہ من لیلی اسا سم دل چو مجنون در ہواست — دیگر — سر بہ صحرا سے نرم لیکن حیا زنجیر پاست
بلبل خاگر دیم شد ہمنشین گل بہ باغ — در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
در نہان خونیم ظاہر گرچہ رنگ بنہ ام — رنگ من در سن نہان چون رنگ حرفی در حناست
دختر شاہیم لیکن رو بہ فقر آوردہ ایم — زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہوجیے مین آپکو لشکر اسلام مین پہونچاؤن پھر تدبیر رہائی صاحبقران مین مصروف ہون برے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے آقائے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کل اہالیان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کرسکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منہ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمھارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین ناموس صاحبقران مین جاؤنگی اُن شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کراکے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی بھن پیری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان اعراض کرینگی یہ روے سیاہ اس لائق ہی کہ اُن شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال زار سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑون سے سر ٹکراکے مرجاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی جواہر نے دیکھا رستم پیلتن و پیل کن کشندہ قویل ہندی دو دیل ہندی شاہزادۂ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان برائے شکار صحرا مین آئے تھے شکارگاہ سے پلٹے ہوے آتے تھے بین بھیلے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب مہتر سمک یلداقی عیار طرار نوز نگاہ خواجہ عمرو

نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا لو ای ملکہ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آپہونچے نقاب چہرے پر ڈالی تھرتھر کانپنے لگی کہا بھیا جواہر اُنسے میرا حال نہ کہنا کیسی ذلت و رسوائی جگ ہنسائی ہاے اپنے دل مین کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق مین صحرا الصحرا پھرتی ہی بدبخت نے ہمارے والد کو قید کروا دیا جواہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند سلیس لئیق آپ کو خاطر خواہ آنکھون سے لگائینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سمک یلداقی کو آواز دی سمک نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران و مضطر آتا ہی علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا تما کیفیت گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اترین ملکہ سے ملاقات کرین بارگاہ استاد کرائیے نام ملکہ سنکر رستم دوڑے سمک یلداقی سے کہا جلد بارگاہ استاد کرو اُسی وقت خیمے بارگاہین استادہ ہوے رستم یکہ و تنہا قریب درۂ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑ گئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائین لین علم شاہ نے کہا ایما درمیان بسم اللہ بارگاہ مین چلیے ابھی جاکر قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا ہون یا اپنی جان دونگا حضور نہ گھبرائین آپنے ہمارے بزرگون کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے قناتین حائل کرائے ملکہ کو لاکر خیمے مین داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ محبت خیمے مین بلا کر ہو بچا یا جب ملکہ خیمہ مین داخل ہو چکین علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سمک یلداقی سے کہا بڑھکر دیکھ تو سرنگ فراق و مغرور آتشبار رکا ہنجار کس طرف سے آتا ہی ایسا نہو لشکر لقا مین پہونچ جاے سمک جواہر نے عرض کی آقاے نامدار ملکہ کو لیکر لشکر مین چلیے غلام خبر لائینگے مقدمۂ ساحران ہی عیاری کر کے صاحبقران کو چھوڑائینگے رستم نے کہا مدد سواے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے مقدمہ سحر و ساحری تھا ڈر گئے اپنے ساتھ چلہ سرداروں کو پھنسا یا خود جاکر کیون نہ رہا کیا یہ فرما کر اقارہ کیا اعلی گرد فرنگی دمالا گرد فرنگی سپہ سالار کارگزار حاضر ہین کہا لشکر تیار کرو ان دونون خیر خواہان دولت نے عرض کی حضور برائے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہی حقیقت مین عیار ہیچ کہتے ہین یہ کام انتظام سے ہوگا ساحرون سے لڑائی باعث خرابی ہی رستم نے منھ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے دیکھ رہی ہی کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیارون پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ ہیچیا کدھر سے آتا ہی ملکہ صنوبر قد ساتھ والیون سے کہتی ہی تمنے شوکت و لیاقت فرزند صاحبقران کو دیکھا کہ کس عزت و اکرام سے مجکو لائے کس لطف سے لے اُنکی کنیزون سے میرا رتبہ کمتر ہی لیکن اپنے بزرگ کا پاس کیا مین شرم سے مری جاتی ہون کیونکر سامنے اُنکے بات کرون جی چاہتا ہی پاس بلا کر

کہون ای شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین ساحرون سے مقابلہ پے سمجھے کرنا مناسب نہین ہی ایک ماش کے دانے مین بہادر کو بیکار کرتے ہین ایسون سے لے سمجھے لڑنا عقل سے بعید ہی عیار جا کر عیاری کرین اُن دغابازون کو مکر سے مارین کہتے ہین عرض و معروض کا چارہ نہین لیکن ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے وقت کے رستم ہین اپنے باپ کا حال سُنکر کسقدر برہم ہین لیکن رستم پشت مرکب پر سوار پانچہزار جوان تیار قصد ہی کہ بڑھون لیکن اعلیٰ گرو سے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدہ ماجدہ کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلیٰ گرو نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہی کہ غلام ایسے وقت مین ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کرکے محافہ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہون گرمین اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا علم شاہ نے فرمایا ای پہلوان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہی اعلیٰ گرو نے کہا غلام ان باتون کو نہ مانے گا فوج اس قدر قلیل ساحرون سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علم شاہ نے کہا آپ سب صاحب اس مقام پر ٹھہرین مین یکہ و تنہا جاؤنگا یہ کہکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے جواہر بن عمرو نے کہا لیجیے شہریارہ بیجا آپہونچے سمک یلدا قی سے جواہر نے اشارہ کیا تم اپنے کو بہ تعجیل لشکر اسلام مین پہونچا دو بادشاہ جمجاہ سے خبر کردیہ سنتے ہی سمک یلدا قی طرف لشکر اسلام کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر مین مصروف ہوا رستم نے پٹری جمائی وہان مغرور آکتشار و سرہنگ قزاق مع قبیصاحبقرانی آتے ہین دور سے دیکھا کچھ خیمے استادہ ہین چند جوانان صف شکن مسلح مکمل پرے جمائے کھڑے ہین مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہین ایک قزاق گھوڑے کو چمکاتے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکار کر آواز دی ہمارا آقا سرہنگ قزاق و مغرور آکتشار جادو دریافت کرتا ہی تمھارے افسر کا کیا نام ہی اس صحرا مین ٹھہرنے سے کیا کام ہی رستم نے للکار کر آواز دی جا کر کہدے قابض ارواح کفاران ملکملوت ساحران فرزند رشید صاحبقران زمان علم شاہ نوجوان تیری جستجو مین موجود ہین بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکے حاضر ہو مکاری کو ترک کر ورنہ ہم خود آتے ہین ہمارا اس مکاری کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑین گے سوار یہ سنکر بھاگا ملکہ تو آمد ساحران دیکھکر خیمے مین مثل بید کانپ رہی ہی کہا لو صاحبجو وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لوٹیرے سب آپہونچے یہ شیر یکہ و تنہا لیکن ای لالہ غدار دیکھ وہ بیجا سب کے سب چلے آتے ہین بانکو ذرا انتشار نہین ہاے میرا کیا پاس ہی خیمے کا انتظام کر رہے ہین سردارون سے یہی ارشاد ہی مادر مہربان کو بچاؤ مجھ

سوختہ بخت کو جلد موت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بیحیا سحر سے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ مکاری غداری کیا جانیں دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی ارے بھلے خدا میرے پاس بلا لو میں بیغیرتی کرون
سمجھا دون کہ ان ساحرون سے مقابلہ نہ کرو کنیزیں کہتی ہیں واری شیر پھیر گیا اب بے شکار کیے
نہ پلٹے گا یہاں تو یہ کلام ہی لیکن سمک یلدا قی بھاگا ہوا مثل باد صرصر لشکر اسلام میں پہونچا ادھر
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہیں دونون
فرزند شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کار آزمودہ شاہزادہ ارشیون ہرزاد دوفرہاد خان
ایک طرفی پشت پر ایک جانب عادل شیر دل و فاضل شیر دل دہلوان اورنگ دہلوان
گورنگ منظر شاہ یمنی و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی ہمراہ دارائے ہند لندھور
بن سعدان چلے آتے ہیں کہ سامنے سے دیکھا سمک یلدا قی بدحواس آتا ہی لندھور نے پکار کر
آواز دی مہتر صاحب خیر تو ہی سمک یلدا قی نے بڑھکر عرض کی ای جانشین صاحبقران امیر
باتو قید ہوگئے ساحران غدار قزاقان ناہنجار مقید کرکے طرف لشکر لقا کے لاتے ہیں رستم خکار سے
آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے ہوا چاہتا ہی کیا عجب ہی لڑائی شروع ہوگئی ہوں جاکر بادشاہ سے خبر
کرون یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے
قبضون پر ہاتھ ڈالا کاٹھیان ٹرنے لگیں لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھکر روانہ ہوا
سمک یلدا قی طرف بارگاہ سلیمانی کے چلا قضائے کارہر کارہ ہاے لشکر لقا وسواس وخناس
دخوشاد دبرآمد لشکر اسلام میں موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تقدیر
بگھار رہا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی دنگل شوکت پر تمام دربار کافران پردغا سے معوعہد خیمطنت
پر خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین بیٹھا ہوا مسخرہ پن کررہا ہی کہتا ہی یا خداوند
کونی تقدیر نو کیجیے لشکر اسلام کو شکست دیجیے عرصے سے کوئی ساحر افراسیاب جادو نہیں بھیجا کہ ذرا لشکر
میں چہل پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہی ہمارے مرشد رہبر کامل نے افراسیاب جادو کا دمناک میں کردیا
ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار کو گنبد نور سے رہا کرلیا اب لوح بھی حاصل کرلینگے افراسیاب کو قتل
کرینگے ہوش رُبا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے جواب دیا
ملک جی آپ طلسم ہوش رُبا سے بخوبی نہیں واقف ہیں طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر مشیر وزیر
خوش تدبیر اُنیز طالب آنا دشوار عمرو ہزارکد و کاوش کریگا لوح علمی دستیاب نہوگی بختیارک کہتا
ہی میرے پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جاکر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس نہونگے

یہ ذکر تھا کہ چاروں ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی قطعہ

ای فخر جہانبانی وفا ساقط ازو	گوہر بدہن داری وراساقط ازو
روزان وشبان زحق تعالےٰ خواہم	مرکب وبدرت خدا وباساقط ازو

نجتیارک نے کہا بیش باد کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی ابھی خبر آئی ہی کوئی ساحر مغرور آتشبار سردار سرہنگ قزاق صاحبقران کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب سردار برائے رہائی صاحبقران جاتے ہین علم شاہ نے وہان گھیرا لڑائی ہورہی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سُنکر لقا پھول گیا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندگان من یدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام جیکے چکے تقدیر کرکے قدرت نے حمزہ کو قید کرا دیا قدرت چلکے ید قدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے آج میدان لاشون سے بھر دینگے یہ کہکے اُٹھا چونٹھ ہاتھی زنجیرہ بندہوئے تخت اُسپر کسا گیا لشکر مین قرنا ہوئی سلیمان عنبرین موے کوہی مسلح ہوکر گینڈے پرسوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی زمرد شاہ باختری مع بائیس لاکھ فوج کے چلا عیاران لشکر اسلام لشکر لقا مین ہر وقت موجود رہتے ہین خبرین دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ لندھورین سعدان تو آگے چل چکے ہین لنکہ روانہ ہونے سے لشکر مین جھلکہ پڑ گیا جسنے سُنا ڈیڑھ ہتھی بغل مین دبالی گھوڑے پرسوار ہوچلے سمک یلدائی بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا باوفاہ جمجاہ سے کیفیت عرض کررہا ہی کہ صاحبقران زمان قید ہوگئے ساحرون سے مقابلہ ہی رستم یکہ دتنہا ہین فراج سے اُنکے حضور نجوبی ماہرہین آتش خوئی کے رنگ ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار بیتحاشا چلوا رہی ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادۂ افراسیاب اُسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع کیا میرا کہنا نہین مانا سمک یلدائی عرض کررہا ہی بادشاہ یہ بیان کہ نقارہ ہاے زرمی کی صدا کان مین آئی گھبراکر سر اُٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی دست بستہ عرض کی ای شہریار زمرد شاہ باختری کو خبر معلوم ہوئی کہ صاحبقران زمان قید ہوئے مغرور آتشبار ساحر آتا ہی بائیس لاکھ فوج سے لقا سوار ہوا برابر روساحر مذکور جاتا ہی یہ سنکر بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیقیطاس پرسوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچہزار پانچ سو چنین سردار تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین غنہشاہ گیتی ستان کے لیکن خبر اپنے قبلہ وکعبہ کی سُنکر شاہزادہ قاسم نوجوان پشت مرکب شبرنگ پرسوار ہوئے گھوڑے کو کوڑا کیا سب سے پیشتر قاسم نکلگئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نوردیدۂ مومنان مسلمانان برہم زنندہ زمرد

بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان کل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار ہوکے چلے لیکن دارائے ہندلندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب مین جوانان ہندی جاتے ہین طرف رستم کے جاہین کہ دیکھا زمردشاہ باختری تخت پر سوار مع فوج کوہیان و لشکر سنجان و باختر بصد کروفر ہمراہ روادی کرتا ہوا جاتا ہی بنختیارک کی جو لندھور پر نگاہ پڑی کہا یا خداوندیہ ہندی برائے مدد علم شاہ جاتا ہی نہین اسکو گھیر لو جانے نہ پائے سلیمان عنبرین موے کو ہی لغزہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا لڑ بھڑ کر نکلجاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن حیران صاحبقران نہان قید ہین لیکن لشکر لقا نے چار جانب سے گھیر لیا لندھور بجبور لغزہ کرکے جا پڑا لغزہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا اگر قحم تا بہ ہندستان	دیگر	اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان		شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آئے شریک اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی وضع دار صف شکن تیغزن خانہ جنگیان لڑے ہوے چہرون پر زخم بارہ خوہ سے سرآگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرأت کے نہنگ آمادہ جنگ مثل کے انگرکھے جسم مین بسینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگرو والے بال بالاے دوش نشۂ جرات سے مدہوش اگر کسی کو ہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار گزرا کو ہی بڑے قد کے جوان فیل پیکر کہ مارا نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پر جا کر کہ مارا چھڑ نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر دشمن کے پہونچایا لپٹ کے قدو لی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیر دل کوہیان رد بہ خصال سے لڑ رہے ہین جانبازی سرفروشی کر رہے ہین جان دینے پر مرتے ہین جو قتل ہوکر گرا تڑپتے تڑپتے آوارہ ذی شکر پروردگار نمک خوار نمک سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جابجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا مین غوطہ مار رہے ہین کافرون کو للکار رہے ہین یقین ہی لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہوا افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان مین پھنسے ہر چند کدو کاوش کرتے ہین لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین نعرے کرکیتون کے سنکر جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے ہین ہزارہا سر کٹ کر گر گئے بین گرمی جنگ ہی طبل سکندری پر چوب پڑی گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گردا جداران جلیل لشکر ظفر اثر

کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر لے کر طرف مغرور آتشبار جادو کے جاتے ہین انکو بھی اسی مقام پر روک لو اسی کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہان سے بڑھنے نہ دو بادشاہ جمجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہی ہزارہا جوان قتل ہوے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیر و دار بلند اہالیان ہندوستان در و مند بادشاہ جمجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم	منم صف شکن صاحب غرو جاہ	ایل نامور سعد عالم پناہ

کل سردار سات سو تاجدار تلوارین کھینچکر لشکر لقابہ جا پڑے دونون لشکر مثل آب شور و غیرہ بن مثل نور و ظلمت آپس مین ملگئے برق شمشیر چمکی ڈھالین ٹکرائین گھٹا گھنگھور چھا گئی رستخیز بحر جرات مثل دلون کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات مردان عالم طوفانی شعر و دلشکر در آمیختہ قیامت رکیبتی رشد انگیختہ نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ	گئے موسن و گبر باہم لپٹ	سوارون کے اک سست پیچھے ہوے
پیادون سے کلے بہ کلے ہوئے	لگے پٹینے سر و مامہ و ڈھال	دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول
فلک کا ہوا پر غبار آئینہ	تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ	ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
سنان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سا مناتیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	بادشاہ جمجاہ مع سات سو

تاجداران عالی وقار مصروف کارزار جاہتے ہین صفون کو توڑ کر نکلنا مین لیکن کوہیون نے صفین باندھی ہین لوہے کی دیوار مین حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس مقام پر لڑائی مین مصروف ہین لیکن رستم پلتین آمادہ کھڑے ہین جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا پانچ ہزار جوانون سے لشکر مغرور آتشبار و تراقان فاہنجار پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ علم شاہ نوجوان

ارشداولاد امیر عرب	کہ ست علم شاہ چو رستم لقب	کہ بر بخت مزدق فگند شور

اعلی گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی ہان ہان کرتے رہے کہ ای شہریار لشکر ساحران ہی فوج بے پایان ہی یہ کب مانتے ہین فوج ساحر و غیر ساحر کو یکسان جانتے ہین پہلے حملے مین فرنگیون نے تیر مارے نیزے چلے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے مارے اندھیرا ہو گیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی ہر سو تیغ ہی دعائین مانگ رہی ہی خداوندا فرزند صاحبقران زمان کو بچا تا خدا نخواستہ اگر اسکے دشمنون پر کوئی

زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے ہنگامۂ ساحران دیکھکر کنیزین بھاگنے لگین ملکہ حیران حیران ایک ایک کو دیکھتی ہی مضطر و بدحواس کہتی ہی ہاے مین کدھر نکلجاؤن کیونکر میدان کارزار مین جاکر اپنی جان قدمون پر صاحبقران زمان کے نثار کرون رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤن لیکن رستم نے جب ہزار دو ہزار جادوگر مارے مرنے سے ساحرون کے تمام میدان تیرہ و تار کافرون کو انتشار تھا بھاگ نکلین مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحرون کو آواز دی او نامردو کہان جاتے ہو ادھر آؤ افراسیاب کو جاکر کیا منہ دکھاؤگے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے زن و عیال کو قتل کرے گا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل و رسوا ہوکر مارے جاؤگے کیونکر جان بچاؤگے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اُسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحرون کو گرما کے بڑھا بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر فراتون کو آواز دی او نامردو اب ان سب کو مارلو مین نے ہاتھ پانون بیکار کردیے اب بھی نہ قتل کرسکو تو بڑے غضب کی بات ہو دیکھو تو مسلمانون کا کیا حال ہی حیران و پریشان مضطر و دشدر گھوڑے بدلگامی کررہے ہین ہاتھ بیکار لیکن پانون ثابت قدمی مین استوار حقیقت مین یہ لوگ بڑے جانباز سرفروش ہین اس بیہوشی مین بھی جرات کے ہوش ہین ایک ایک نہنگ محیط دلاوری گوہر بے بہاے تلزم صفدری لیکن سحر مین دخل نہین رکھتے ہین موت کے مزے چکھتے ہین یہ سُنکر فوج فراقان نے بلوہ کیا جو سپاہی بیچارے بیکار تھے اُس بیکسی بے بسی مین انکو قتل کرنے لگے رستم بہ نگاہ یاس دیکھ رہے ہین کہ ساتھ والون پر قیامت برپا گھوڑا اُنکو لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی ران پشت مرکب پر نہین جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہی سحر سے شعلہ جادو کے آگ برسنے لگی تیغہ کھینچکر طرف علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ بسمہ حمزہ کو خود قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہین مسلمان سرخرو اُنکے چہرے زرد ہین جوانان صف شکن نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے آتا ہی گرتے پڑتے قریب اپنے آقاے نامدار کے آئے سینے پر کردیے سنان نیزہ سے سینے ملائے دم شمشیر پر گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہون روح روان صاحبقران کو بچا دین ادھر صاحبقران پہلو مین ممتاز کو ہی ایک جانب مقبل و بہرام سب مسلسل و مطوق ارابون سے یہ معرکۂ مصیبت خیز دیکھ رہے ہین بیخبر بن ہلاتے ہین لیکن صاحبقران مضطر پریشان حال نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہوکے دعاے خداوند امیرے رستم کو بچانا یکایک پشت سے گرد اڑتی دیکھا آگے آگے شاہزادۂ خاور سیاہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران پشت پر بارہ ہزار جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے پڑھکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری	دیگر ملک قاسم آن شاہ خاور پناہ	زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ ستم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	لیکن دور سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوہ	

فراقان ایک ساحر چاہتا ہی رستم کو قتل کردن رفقا جان دے رہے ہین قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو جوڑا شعلہ جادو کو تاکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان نے تاک کر تیر مارا سینہ پر بیحیا کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا شعلہ جادو اُلٹ گیا زمین پر گرا ناری کالا شہ جلنے لگا شجر بعض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ جادو بود قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے رہائی پائی قاسم نے تیر دن کی بوچھار کی بہت سے کافر تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھائے طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو مار ڈالا بس جوش مین بڑھا دن قلیل باقی ہی بڑھ کر سحر کیا مصاحب افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب ایک ہی سحر مین علم شاہ و قاسم بیہوش ہو کر گرے دوسرا گولہ مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا پندرہ دن مضطر بیقرار مثل چوب خشک خاموش بعضے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اُسی طرح علم شاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا مابدولت کو اسوقت فرصت کم ہی فراج بہم ہی چلو پڑاؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اس بیحیا کو خبر دے چکا ہی حضور ملکہ صنو بر قدبارگاہ مین داخل ہین علم شاہ فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا جلکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور آتشبار نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا سرہنگ فراق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین آپ تشریف خیمۂ ملکہ مین لیجائیے صاحبزادی کو سمجھا کر مابدولت کی بارگاہ مین لائیے میرے قہر و غضب سے ڈرائیے یہی فرمائیے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دوپہر مین علم شاہ و قاسم کو بیہوش کر کے ڈال دیا فوج والے بھی اُسکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین بس حکم سے اپنے زبردست کے گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہی یہی سمجھا دینا کہ ہوش رُبا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہی افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا در بند ہاے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش رُبا کی بادشاہزادی کہلاؤ گی سرہنگ فراق نے کہا مین ابھی خاکر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل کرین ہتھیار فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جاے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی بات مین آپ سے

انکار نہ کرینگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی پھول گیا نانا جان کہکر گلے سے لگا لیا سرہنگ
قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہرا کر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہاے علم شاہ قبضے
مین کر لیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے ہین ایک امراور واضح رائے عالی ہو لشکر اسلام و لشکر
لقا سے چار پہرون تلوار چلی اہل اسلام نے دریاے خون بہا دیے سلیمان عنبرین موے کوہی
ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام نجتیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر بھی سب سردار انتہا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم دوزریان ہونے لگین
بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے عیارون سے کہا جاکر علم شاہ کی خبر لاؤ ہمین لقا ملعون نے
وہانتک نجانے دیا سردار انتہا کے زخمدار ہین اب یہان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے مین اترا
ہے آپ لوگ رات ہی کو خبر لائین مین انتظار مین جاگ رہا ہون گلبادعراقی گلبادعراقی مہتر ابوالفتح اصفہانی
وعمران خطائی ویزک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار برائے خبر علم شاہ نامدار بانہاے عیاری
سے آراستہ ہوکر چلے دوسرا مقدمۂ راز دنیاز ناظرین پر واضح ہو کہ جسوقت سے لڑائی کا ذکر تحریر ہوا
جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گیا نائب خواجہ عمرو مہتر والا گھر عیار طرار قرار خنجر گزار
یہ کیونکر عرض کرون کہ جان بچا کر بھاگ گیا یقین کامل ہو کسی کار ضروری مین مصروف ہو بلکہ عیاری
کرنے کا وقوف ہو ناظرین پر واضح ہوگا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہین ہر چند کہ نیازمند نے
کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدۂ اشتیاق سے معمور کر دیا کتاب ناور کو عیار یلے لطیف سے بھر دیا پس
ملحوظ رہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہوا طرف خیمہ ملکہ کے چلا مغرور
آتشبار پھر گھبرا کر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھے مین لباس تبدیل کر آیا سرہنگ
نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولھا بنکر نکلا ہی سیہ رونے ڈاڑھی مین وسمہ لگایا مہندی بھی جلدی
جلدی ہاتھون مین مل لی تاج سر پر قباے اطلس اسمین گوٹہ پٹھہ لگا ہوا بڑے آن بان سے کنٹھے
یاقوت احمر کے موتیون کے مالے پہنکر نکلے ہین ایک رومال منھ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر چنگیر مین
پھولونکا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ مین سہرہ زرتار کا پھولون کی بدھیان عطری شیشیان
سرہنگ دیکھ کے شرما گیا مگر خوشی یہ ہو کہ انکا سسرا کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولہن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب مین میان مغرور
خدمتگار دور دور مصاحبون نے مبارکباد کہی مغرور نے ہین ہین کر کے سب کو سلام کیا کہا آپ سب
صاحبون کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ ہین پھبتیان کہہ رہے ہین کوئی کہتا ہی ناچ

کیا خوشنما ہی ایک کہتا ہی ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہی ایک کہتا ہی جلد امید بر آئی نانا نواسی
کو گود مین اُٹھا لائے بعضے کہتے ہین کیا اتفاق ہین دولھا کا باپ قرساق ہی کس طرح دولھا میان
جاتے ہین کنجڑے کبڑیون کو حجاب آتے ہین جب قریب خیمۂ ملکہ صنوبر قد یہ سب بیجا پہونچے سرہنگ
نے چاہا اندر جاے مغرور آتشبار نے کہا سنیے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جو وقت سے خیمے پر ملازمان
مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہا کی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچا کر جا بجا
چھپین یکہ و تنہا برج خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکہ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و شوریدہ بلبل بلبل
کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکار رہی ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر
گذرتی افسوس ہی اسوقت مین تمنے بھی ساتھ چھوڑا دیکھیے ہمارا جنازہ کون اٹھائیگا سے صاحبقران
کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پائیگا بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس خیمے کو پڑھ رہی ہی جسمہ

مجھسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد	جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل وفا میرے بعد	بیکسی ہی نے نہ دینا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد یہ مرے بیٹھ رہا میرے بعد	
وقت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون	رونق سلسلہ عشق ہوا مین مخزون
قصد ہی مین تو سوے ملک عدم راہی ہون	تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد	
دردمندان محبت کا عجب عالم ہی	سمجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
کیا کہون نزع مین کیون چشم مری پرنم ہی	اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد	
عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور بقا	ہی جو ہستی مین بہم ربط وہی بعد فنا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلاے جو اعجاز اپنا	کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد	
طبع مایوس تھی گلشن کی ہوا سے میری	گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری	مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی کو کہ قضا میرے بعد	
اے غم دور و رہو تم مرے دل مین ساکن	ہون جدا تجسے مین اللہ نہ دکھلاے وہ دن

ایک دن چین نہین ہم مرے دلکو تم بن | اتبو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن
بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویون سے ہو کچھ جی کا لگانا ہی خطا | چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جاے عبرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا | بسکہ باعث تھا مین اُس شوخ کی بدنامی کا
سجدۂ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفا ہی مین بسر کی پیارے | لی خبر تم نے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پر میرے نہ گو آج نظر کی پیارے | جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس | ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس | اُٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس
خاک چھانے گی بہت باد صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھکر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ و مغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے وہ کیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فراق پڑھتی ہی مغرور دو ڈھلتے ہوے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر جیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ موے سر سراسر پریشان بہ صورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھکے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا ای نور نظر جو کچھ تمنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی مین نے ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا مصاحب شہنشاہ ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علم شاہ و قاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دو ڈھا بنکر آیا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے درخیمہ پر ٹہل رہا ہی اول تو حمزہ مسلمان غیر کف غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اُسکی حیات مین باقی ہین صبح کو بذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بغرت و آبرو تمکو طلسم ہوش ربا مین لیجائیگا سحر سکھائے گا مصاحبان افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہوگی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب ایک شہر کا حاکم کر دیگا دہان مہرخ و بہار کو قتل کر شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جو سرہنگ نے بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا مین حیران ہون کہان تک

کیونکر آئی لونڈیان سمجھا کے یہان تک نکال لائین کہتی تھین کسی شہر مین چلیے وہان ایک کمرہ کرایہ کو لینگے اُسپر ہم آپ بیٹھین گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایک ایک آشنا ہم لوگ بھی کرلین گے ناچ گانا سیکھین گے جس محفل مین مجرا کرنے جائینگے لاکھون روپے صلہ بٹے مین پائینگے حضور مین کمبخت بدنصیب اُسکے مطلب کو نہ سمجھی یہان لاکر لپسر حمزہ کے حوالے کیا وہ نگوڑا مجھکو گھور گھور کے دیکھتا تھا بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ نہین معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجئے مین بجالاؤن لیکن آپ خفا نہون تو ایک بات کہون ذرا ایک نگاہ اپنے دولھا کو دیکھ لون صورت اچھی ہو اگر صورت بھی بری ہو تو روپیہ والا ہو سرہنگ نے کہا بیٹا بادشاہ ہی صورت مین بھی حسین سن دراز زیادہ ہی آؤ تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہی کہ تمھارے نام پر مرتا ہی جواہرات کے صندوقچے ابھی سے ساتھ لایا ہی تمھاری خدمت مین پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما خیمے مین روزن کیا کہا دیکھو بٹیا دولھا بنا کھڑا ہی جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی سرہنگ نے دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سرہنگ نے کہا کہو بٹیا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا سرہنگ خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کھلا لیکن یہ اسکو بہکا کے نکال لائین حرامزادیون نے یہ تجویز کیا تھا کہ کمرے پر بٹھائین گے شفتالین نا اگر بیٹھین مین نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھلایا پسینے پسینے ہوگئی حضور کیا کہون مین تو جانتا ہون آپ پر عاشق ہوگئی اب مین نے سب طرح سمجھا دیا تشریف لیجائیے ہم خوب جانتے ہین میان بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والون کو کون پوچھے گا حضور ہمسے وعدہ پختہ کر لیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی جھوٹ جائے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہین تب پہلے روپیہ بڑی مشکل سے دیتے ہین لڑائیان پڑتی ہین تب لوٹ کے لاتے ہین مغرور نے کہا ابا جان آپنے ایسی چیز مجکو دی بھلا مین آپ کو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک مال سب آپ پر نثار رہیگا اب حضور باہر ٹھہرین مین اندر جاتا ہون بلکہ آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین صبح کو حاضر ہونگا سرہنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب برائے حفاظت دروازے پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا پھولا ہوا ہار پھول ہات سے ہاتھ مین لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ مین اُس ماہ تابان کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہی کنکھیون سے دیکھ رہی تھی مغرور کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم مثل ہلال شب اول خم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مرگیا چاہا لپٹ جاؤن گلے مین ہاتھ ڈال دون بلکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوار دن کی حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند آتین ابا جان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کہہ سکتی سب طرح کا تمکو اختیار ہی مگر چھری تلے دم لو آدمی کی طرح بیٹھو مغرور مسند پر آکر بیٹھا باہر دور کر گیا ملازمون سے

گلا بیان خراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کہیے حضور کیا معاملہ ہی مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہی مابدولت کو دیکھکر بیقرار ہوگئی اب جاکے شراب پلانے کے مطلب حاصل کرونگا تم سب تنبیدیون سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا کوئی ہوشیار نہین کرسکتا مابدولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اڑینگے نازنین حسین مہ جبین غنچہ دہن پڑھی لکھی لیق شفیق ہی کیا جوروملی ہوا ابھی کسن اٹھرنے کے دن بیباک چست وچالاک جو بازکریگی مین اُٹھاؤنگا جان تک اپنی نثار کرونگا سب نے کہا حضور فکر یہ سامری وجمشید واجب لازم ہی معشوق پر بچہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کارنمایان مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب مین بادۂ مجت سے سرشار رہون وہ صورت دیکھی تیرقرگان تو دہ دل کو توڑکر نکلگئے تابش آتش رخسار نے کلیجے کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہی مصاحب اپنے مقام پر گئے وہ گلا بیان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہوگئی پٹے پگڑ لیے ایک طمانچہ مارا ڈھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا تڑاقے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب پی کر دھما چوکری مچائیگا ایسی باتین میرے ساتھ نہ کرنا مین تمھارے پاس نہ رہونگی تمھارے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین مین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک کرونگی مسخرے تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہی خیال کرکے دیکھ تیری نواسی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون گلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے چھپائین مغرور ان حرکات پر مرگیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون مجت مین بدنام ہون قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر تبسم نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہوگے خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا قریب نہ آنا یہان تو عاشق ومعشوق مین یہ باتین لیکن زمرد باختری جب لڑائی سے پلٹا بارگاہ مین آکر ترا بختیارک نے چپکے سے کہا یا خداوند ابھی مجکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپ نے یہان روک لیا قاسم وعلشاہ وہان جاکر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہی آپکے حکم کا مشتاق ہوا ہے ہی کو یہان سے کوچ کیجیے مغرور سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائیے اور مغرور کو ساتھ لیکر ان سب کو گرفتار کرائیے بڑا خوف تو حمزہ کا ہی اگر حمزہ قتل ہوگیا کوئی مغرور کے ہاتھ سے نہ بچے گا لقمانے اُسی وقت کوچ کردیا لشکرمین کمربندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر نہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آکر سدراہ ہونگے رات کو تلوار چلے گی مطلب دلی حاصل نہوگا تمام سیہ روانس شب تیرہ وتار مین طرف لشکر مغرور آشبار کے چلے عیاران اسلام برے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکتے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقمان لشکر جاتا ہی

آپسمین کہا لو یار وغضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دھوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشفار کو بھڑکائے گا
بختیارک آگ لگائیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کر ڈالین چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب لازم ہی
رات پہر بھر پچھلی باقی ہی عیار پیٹے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سردارون کی زخم دوزی کرائی
ایک ایک کی خبر لے رہے تھے ٹپیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین مشتاق تھے کہ دیکھین ہرکارے
کیا خبر لے کر آتے ہین کہ گلبا دعراقی وغیرہ گھبرائے ہوے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر
کو تیار کر کے طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر بائی قاسم دعلم شاہ کو مغرور نے سحر کر کے
پکڑ لیا صاحبقران پیشتر سے قید ہین ایسا نہو بختیارک جا کے دشمنان صاحبقران کو قتل کرا ڈالے
بادشاہ مُنکر گھبرا گئے فرمایا کیا مشکل ہی سب سردار زخمدار بہت سے اُنمین ایسے ہین کہ پشت مرکب پر
سوار ہونے کے لائق نہین ہین لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی بختیارک ترغیب
دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے فرمائیگا ہمنے تجکو طرۂ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران
کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ ہین سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد
کا حال سنیے مغرور باتون پر مرا جاتا ہی صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکرانا کبھی ابرو پر بل آنا
کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی تاج اُٹھا کر سر پر رکھا پتلے پتلے ہاتھ باندھ کے
عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک دھول اور لگائین لو ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جائے
کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان ڈاڑھی پکڑ کے ٹک جاؤن کل اسکو منڈوا ڈالنا ایسا نہو کوئی
بچھو اسمین بیٹھا ہو گھاس پھوس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ خبردار شراب تو دو کہا
حرامزادے تو قسم کھا تجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اسوقت صنوبر قد نے
اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین آکر مغرور نے دونون
ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر مار دیکھ مسخرے ہم صاف صاف کہ چکے
کہنا ہمارا نہین مانتا کلیجہ کٹ کے نکلجائیگا مغرور خوشی مین آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجہ
مین آگ لگ گئی شراب مین کیا تھا ملکہ نے کہا مین نے تو بلادر سے شراب نوشید تھی ذرا اُٹھکر ٹہل مغرور
گھبرا کر اُٹھا چاہا صحن بارگاہ مین جاؤن لڑکھڑا کے منہ کے بھل گرا ملکہ نے جھٹ کر نعرہ کیا او بیحیا تم عیار
نامور جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے مین آکر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے مین چھپا دیا
آپ بصورت صنوبر قد بیٹھ رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر مین رستم کی رستمی کیا چلیگی ضرور

گرفتار ہو جائینگے آخر یہ بچیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اُسکو مارونگا جھلایا ہوا تھا ضبط نہو سکا نیچہ مارا مغرور کے دو ٹکڑے ہوے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر لغزہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی شہنشاہ زرین پوش مہرتابان کی آمد بصد شد و مد شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہی فوج ثابت و سیارگان مین تہلکہ تارے بھاگے جاتے ہین بعض جھلملاتے ہین جلادِ فلک کو جوش و خروش نیر اعظم حیفہ مہر بردوش علم شاہ و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کو تل پھیر رہے تھے فوراً اُنپر سوار ہوے لشکر کفار پر جا پڑے جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قید خانے کے دوڑا جب قریب قید خانے کے آیا جہان صاحبقران قید ہین نگہبانون نے پوچھا میان ساحر صاحب خیر تو ہی جواہر نے کہا اندھے ہو تمھین کیا سوجھتا ہی دیکھو آگ برس رہی ہی فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا مین جاکر حمزہ کو قتل کرڈالون یہ کہکے قید خانے مین گھسا صاحبقران سر نگون بیٹھے تھے مغرور جو مراہوش درست ہوئے جواہر نے آتے ہی ہتھکڑی پر نیچہ مارا کہا حضور جلدی اُٹھیے مین نے مغرور کو مارا قاسم و علم شاہ لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہوگا صاحبقران نے اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یہ سب اُسی بچا کے سحر مین مبتلا تھے بیرون قید خانہ آئے ساحرون نے جو صاحبقران کو آتے دیکھا لینا لینا کہکر اُٹھے گوے ترنج تاریج چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کر تلوار لی ممتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکدیا پھر امیر نے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے مین آ پا کمان کیانی دوش سے اُتاری خطا کارون پر تیرون کی بوچھار کردی لیکن میان سرہنگ مغرور کو جیسے مین ہو چاکر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے سردارون نے پوچھا کیسے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا ایسا ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی بھائیو وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرما کے سر جھکا لیے آپسمین اشارے کرتے ہین کیا بیغرت ہی ہم تو جانتے تھے بہادر مزاق ہی لیکن حال کھلا پورا قرمساق ہی کیا خوشی خوشی ساتھ لے کر گیا اب کیا پھولے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت چھوڑ دینگے ہم سپاہی کے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین اُنھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو کھو دیا سرہنگ کہہ رہا ہی بھائیو اب اپنے داماد سے کہکے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا یکایک نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی گھبراکے باہر نکل آیا دیکھا وہ خیمہ جل رہا ہی علم شاہ و قاسم سرگرم جنگ دریاے جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحرون نے

جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرا نام سن مغرور آتشبار بود ہوش حواس اُڑ گئے غل مچاتے ہوئے اُٹھے ارے یار و ہمارے آقا کو کس نے مارا یہ کیسی آواز دردناک آتی ہی دیکھا تلوار برسنے لگی وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچکر اُٹھے ہین دریاے خون بہا رہے ہین نعرے پر نعرے بلند ہین سر ہنگ کو ہی پیٹتا ہوا دوڑا کہتا ہوا یار و میرے داماد کو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت برپا ہو گئی نبی ہوئی سلطنت بگڑ گئی اُسی عیسو بریدہ نے مارا جا کر سر کاٹ لونگا ایسا داماد صاحب اختیار کہان پاؤنگا قزاق نے کہا اے پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین داماد داماد کہتے آپ کو شرم نہین آتی اچھا ہوا حرافزادہ مارا گیا ساحر مکار غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑنگے آپ چوڑیان پہنکر کنارے بیٹھیے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے سر ہنگ قزاق رو رہا ہی کہ یار دھوکا گھر بگڑ جائے اُسکے دل سے پوچھو تم بے درد کیا جانو یہ قول میر یار علی جالفصاحب شعر جسپہ بیتی ہو وہ کیا جانے ہنسی ہو بیدرد کی بلا جانے ۔ قزاق ہنسے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھرے ہوے لڑ رہے ہین لیکن حیران کہ لیکایک یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کس نے مارلیا انکے سحر سے زمین ہل جاتی ہی کبھی قاسم گرے کبھی علم شاہ بدحواس ہوئے اہالیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو قتل کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی زمرد شاہ با فتری تخت پر سوار پشت پر فوج بیشمار مختارک خواصی مین دور سے جو اُسنے صداے ہا ہو سنی جادو گرون کے مرنے کی آواز ین آئین کہا لو خداوند تمھاری تقدیر الٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہی رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا مگر ابھی ساحر موجود ہین جا چلکر شریک ہو جیے ساحرون کو لڑوایئے کیا عجب ہی فتح نصیب ہو لقا نے دہین سے نعرہ کیا اے ساحرو نہ گھبراؤ قادر آہیو پنجے نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ مغرور کو غرور تھا اُسکو جہنم مین بھیجین گے تمھارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرا دینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان صاحبو حمزہ کو مارلو ساحرون نے جو لقا کو دیکھا یا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے ایک نے کہا یہ تو پرانا ریچھ ہی ایک نے کہا غول بیابان ذلت و رسوائی ہی ایک نے کہا بھائی یہ مثال ہمکو بہت بھائی ہی قد اسکا سا کھجور کا لٹھا ہی ایک نے کہا اُلو کا پٹھا ہی بھتیان لقا پر ہونے لگین لیکن لشکر لقا بیحد و بے انتہا بھگیلے سجان دباختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے آتے ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے بیکار اُس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز کو ہی سے کہا اے برادر اب بلوہ عظیم ہی خدا نہ سے اُنکے ہم سبھون کو بجائے علم شاہ و قاسم زخمی ہو چکے ہین ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرما کر پشت اشقر پر پٹری جمائی دریاے فوج مین

غوطہ مارا مگر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کو ہی گھر گیا بہرام پر لاکھون جا پڑے مقبل زخمدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اُٹھے نظم

تو آن برفیع مکانی کہ ساکنان فلک	برآستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال ما گفتن	کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی

تڑپکے صاحبقران نے دعا کی سحر اسے گرد اُڑتی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجدار جلیل یک جانب سردار زخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے آتے ہین بادشاہ نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے لندھور و مالک و جمہور جہان سوز و طرطوس بہادر شہنشاہ جبرزن و ستم سرزمین مغرب فرامرز عادمغربی ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشور کشا و صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن خورشید بن ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیرافگن فرزندان حمزہ صف شکن تلواریں کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے اتبو لقا نے دانت نکالدیے پکار اُٹھا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام بادشاہ جمجاہ لقا کو تاکے ہوئے آتے ہین صاحبقران ساحرون پر جا پڑے مجمع ساحران ہیچ مچ لڑے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین کہ اُدھر سے سرہنگ فراق پکارتا ہوا ارے بھائی جادوگر حمزہ کو پکڑ لو تمھارے آقا کا رقیب ہی میری بیٹی کو زبردستی قبضے مین کرلیا تم لڑبھڑ کر اُسکو چھین لو جو بڑا افسر ہو اور ساحر نامور ہو اُسی کے ساتھ شادی کرونگا یہ جو صاحبقران نے سُنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکا او نامرد ازنی وابدی کیا بیہودہ بکتا ہی تجکو شرم نہین آتی بیٹی کا نام سربازار لیتا ہی سرہنگ نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا کہ تیغۂ برق مثال ہاتھ مین سر برہنہ لیکن سیکرون افسر قتل کیے ساحرون مین کھلبلی پڑی بھاگتے پھرتے ہین بعض گھبراکر منہ کے بھل گرتے ہین چاہا بھاگ جاؤن اس شیر کا مقابلہ نہ کرون صاحبقران کب چھوڑتے ہین اشقر کو کوڑا کیا گھوڑا طارہ بھر کے سامنے آیا سرہنگ فراق نے جب ملک الموت کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا تلوار اُسکی تیغۂ عقرب سلیمانی پر گانٹھی وار اُس بیحیا کا روکیا پھر وہ غضب آوازدی او بیحیا شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ گھوڑا گینڈے سے ملا دیا تلوار کا وار کیا سرہنگ نے گھبراکر سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق تاب چمک کر گرا اسپر کے دو ٹکڑے تلوار سر پر گری یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زین کو تلوار نے بوسہ دیا سرہنگ فراق مع گینڈے چار ٹکڑے

ہوا کو ہیون مین بھگدڑ ہوئی ساحرون نے تلاش کرکے لاش مغرور کی اُٹھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کا فران قلم کیا بادشاہ لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچے لقا نے غل مچایا یارو اس بندۂ خاطی کو لینا قدرت کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی قدرت رحمدلی سے معمور ورنہ سنگ سیاہ کردیتے لیکن بادشاہ جمجاہ سرداران لقا کو زخمی کرتے ہوئے قریب لقا کے پہونچے لقا نے تیغہ مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر روکا بھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ مارا لقا کا سر زخمی ہوا پکارا یارو دوڑو فرق قدرت شگافتہ ہوا اگر خون قدرت کا زمین پر گریگا قیامت آجائیگی سب جل جاؤگے سنجانی باختری بیچ مین ٹوٹ پڑے کئی ہزار کفار مارے گئے مگر لقا کو بچا یا ہوا دار پر ڈال لیا فرار پر قرار کیا اہل اسلام مارتے ہوے چلے لشکر لقا بھاگا جاتا ہی سلیمان عنبر بن موے کو ہی سر پیٹ رہا ہی ارے یارو تھم کر لڑو مسلمان بے ادبی کر رہے ہین قدرت ایسی تقدیر مین خلاف کردیتے ہین کچھ بن نہین پڑتا یہ جوش جرائت مین اکثر پلٹ پڑتا ہی تھم کے لڑا مگر لاکھون بھاگے جاتے ہین سلیمان عنبر بن موے کو ہی بدحواس کہ سامنے سے ٹرتے بھڑتے رستم پیلتن پہونچے دیکھا سلیمان کو ہیون کو لیے ہوے لڑ رہا ہی رستم نعرہ کرکے جا پڑا سلیمان نے ہاتھ مارا تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار رستم کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھاکے شیر بپھرا تیغہ کپتان فرنگی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا سات سو من کا تیغہ دست زبردست سے رستم نے ہاتھ لگایا سلیمان نے سپر فولادی سامنے کی لیکن سپر فولادی کٹی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دوابرو پہونچا سلیمان نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا رستم نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون سر اس خودسر کا کاٹ لون بیچ مین ناصر کو ہی عنصر کو ہی تلوارین پڑیں جا پڑے سلیمان کو ہٹایا قاسم نے آکر ناصر کو ہی کو زخمی کیا عنصر کو کندھے پر لے اُٹھایا کو ہی ٹوٹ پڑے عنصر چھوٹ کر زمین پر گرا کو ہیان نے گود مین لیا اب لشکر لقا کو شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی سر پر پانون رکھ کے بھاگے اہل اسلام پیچھا کیے ہوئے جاتے ہین نجتیارک نے دیکھا اب باغ بنا قریب ہی لیکن آج مسلمانون کو بڑا غصہ ہی ایک زندہ نہ بچے گا حکم دیا طبل بازگشت بجوا دیا لشکر علیحدہ ہوے صاحبقران نے اپنے زخمیون کو اُٹھوایا بفتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے لقا بارگاہ مین آکر بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوش مین آیا رہوا گھبرا کر کہا قلم دوات لاؤ برائے افراسیاب خانہ خراب نامہ لکھو قہر و غضب قدرت تحریر ہوا و بندۂ گمنگار اپنے حالا لایقون کو بھیجتا ہی مغرور نام کندۂ جہنم قدرت نے اُسکو ہاتھ سے مسلمانون کے قتل کراڈالا جلد کسی ساحر معقول کو بھیج ورنہ طلسم کو تیرے درہم و برہم کردونگا عمرو کے ہاتھ سے سب کو قتل کراؤنگا خود

نہین برائے قدمبوسی آتا آج کل قدرت کو بڑا غصہ ہی خوب ثابت ہوا کہ تو بے ادب ہی بہت کچھ واہیات لکھوایا نامہ ملفوف کیا طرف ہوشربا کے روانہ کیا بیان صاحبقران زمان نے بعد کئی دن کے ملکہ صنوبر قدیسے عقد کیا مصروف عیش و نشاط ہوئے ان دونون لشکرون کے حال وقت پر تحریر ہونگے

دوکلمۂ داستان حیرت بیان لشکر فرخ و لشکر ملکہ حیرت و آمد ملکہ حسین سحر ساز دختر ملکہ صنعت سحر ساز و حالات جنگ ملکہ حسین مہ جبین لائق ملاحظہ ناظرین ساقی نامہ

ساقی دریا دلی عیان کر — کشتی مے ناب کی روان کر — بجلی کی چمک شراب کھلائے — صافی صفت سحاب کھلائے
ہوا آب و شراب مین کچھ فرق — قلقل کی صدا ہی خندہ برق — بادل کی گرج سنا مین میخوار — واعظ یہ ہی پھبتیون کی بوچھار
ہو جوش پہ بحر ساغر مل — کشتی شراب کا بندھے پل — کیفیت سحر ایاغ دکھلائے — نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو — مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو — خم سے مئے سبز رنگ نکلے — صہبا کے سبو سے فگ نکلے
طوطی مرغ کباب بنجائے — طاؤس بط شراب بنجائے — برسات کا آگیا ہی موسم — عالم مین بہار کا ہی عالم
ہی ابر بہار بر سر جوش — بادل سے فلک ہی یا دل پوش — گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین — زلفون کا سان دکھا رہی ہین
خنجر بے دوش ابر ہی برق — بجلی پے گوش بر ہی برق — جنبش کا لیے ہی نیشتر باد — ببر رگ ابر تر ہی فصاد
کالے بادل گرج رہے ہین — نقارۂ ابر بج رہے ہین — ہر سمت پیک رہا ہی کوندھا — پیمانہ ابر تر ہی اوندھا
بادل جو جھڑی لگا رہے ہین — اشجار کھڑی لگا رہے ہین — تلوار کا باڑھ پر ہی پانی — باغون مین کرکر ہی پانی
گردون پل قلزم زمین ہی — ساحل کا کہین نشان نہین ہی — تاریخ دکد وکنول بنے ہین — پھل تیغ دودم کے پھل رہے ہین
دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین — گردون چہ اب چڑھ گئے ہین — قطرے سے یم روان دن ہی — دریا کا حباب پر گمان ہی
بس در بہ ہی آب کی روانی — فوارے اچھ رہے ہین پانی — موجین گرداب بن رہی ہین — کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
خشکی کہین نام کو نہین ہی — پانی کے لیے فلک زمین ہی — ہین بیل و کبک ماہی آب — مرغ آبی بنے ہین سرخاب
مینڈھے پانی مین چل رہے ہین — مینڈھی کی طرح جھل رہے ہین — بارش کا ہوا ہی طول قصہ — خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
رکھتی نہین خاک پر سپاہ اون — ملتی نہین ڈوب کی کہین چھاؤن — کھلتا نہین چاندنی کہان ہی — غائب ہی کہ عرش پر مکان ہی
سورج کا پتہ نہین جہان مین — گرہی تو شراب کی دکان مین — گم دہر مین مہر کی کرن ہی — گر ہی بھی تو ساز پیرہن ہی
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی — کیا جام شراب رخ روان ہی — رزمت تو نہین بنا سپر کی — رونق تو نہین بنا ہی سر کی
لوگون کو یہ دھوپ پر یقین ہی — مندرکے سوا کہین نہین ہی — چمکا کرتی ہی روز و شب ق — باقی نہین صبح و شام مین فرق
ہو مطلع مہر مطلع ابر — عاشق کو کیا جنون نے بے صبر — ہر چیز ہری نگاہ مین ہی — گمراہون کا خضر راہ مین ہی
سبزے سے رخ صنم زمین ہی — ہر سو فرش زمردین ہی — شاخ مرجان سمن کی ہی شاخ — شاخ نرگس ہرن کی ہی شاخ

ہم صورت خضر باغبان ہین ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین دکھلائے بہار رنگ نونے
رخ پر خط یار بنکے نکلا دریا مین سوار بنکے نکلا سبزے کو ہوا جو دی نمونے
کوئل کو کی پپیہے بولے بلبل کو شجر بنے ہنڈولے زخم دل عاشقان ہرے ہین دل پھپولونکے مثل پان ہرے ہین
گل مارے خوشی کے پھولتے ہین غنچے شاخون پہ جھولتے ہین سرہیل انگور کی رسن ہی تختہ ہر تختہ چمن ہی
عشاق کو ہجر کی نہین تاب شبنون کی طرح ہی چشم پر آب رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہین گردون تک پنکے جا رہے ہین
کی بارش ابر نے خرابی لاکھ ابر ہین ایک چشم تر ہین پردے آنکھونکے پھٹ گئے ہین
اشکون سے ہوئے ہین باغ دریا آنکھون ہین سات سات دریا ہین سیکڑون بجلیان جھگ ہین
بجلی کی کڑک سراہ مین ہی برسات انکی نگاہ مین ہی گرتی نہین برق جھپاری
بس اے افق حقیر بس کر نیسان قلم کھلے برس کر ممکن نہین ننگ ابر جم جائے
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد برسات کا دونگڑا ہوا گرد مضمون کے بہائے خوب دریا کوزے مین سما سے غوب دریا
بجلی نادم ہوئی لجائی اشعار نے وہ تڑپ دکھائی

چہرہ حسینان گلبدن و گلعذاران غنچہ دہن انجمن سامعان مین یون نغمہ سرا ہین شعر
سخن سنج و غواص دریاے ہوش چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛ جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اسکے دریاے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اس گوہر بے بہا کو نگل گئی ہونگی اب اسکی ماہیت سے کون آگاہ ہوسکتا ہی حال کا ہی سے کو واقفیت نہین کون ایسا نہنگ دریاے جرأت ہوگا کہ اپنی جان دے تا بہ دریاے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کس کام کی کیا طاقت ہی کہ جو لوح کو تلاش کرے حیرت جادو کو حکم ہوا مقابلۂ مسلمانان ہین لشکر خاکسار تاراج و مابدولت بھی کسی سرو ازبردست کو برائے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوائین گے ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محل نشین سے فرصت پاکر آئے ہین بارگاہ مین سامان عیش و نشاط ہوگا مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہو رہی ہین کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار بیٹھکر بمقدمۂ لوح یہ جملہ بیان کیا باغبان قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہی لوح کو کوئی توڑ سکتا ہی لیکن ہان یہ خوب ثابت ہوا کہ کسی ایسے مقام محفوظ پر لوح کو اُسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی و بنائید فیوض ناتمنا ہی لوح طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت مین خواجہ عمرو نے جو کارنمایان کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب ایسا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی نہ کہے گا خواجہ عمر نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار

قزاق لیکر بر سر طلسم ہوش ربا چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تسے راہ مین چھوٹے یکہ وتنہا تا بہ شہر نا پرسان پہونچے اکیلے ہی صحرائے حیرت مین قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس ملک بلکہ اس سے کچھ زیادہ تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین فوج بیشمار سرداران نامدار اراکین طلسم ہوش ربا تمھارے شریک ہوئے اسقدر عظم و شان حاصل ہوا کہ یکایک اکسیر اسباب بھی نہین مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز رب کارساز یہ بھی سامان مہیا کردیگا دامن مراد گلہائے آرزو سے بھر دیگا بیان تو یہ ذکر ہی اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامور نے تسکین دی لیکن حیرت جادو آکر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے نام پر طبل جنگی بجواؤ تصویرین تیار کرتا ہون ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ کرونگا حیرت جادو نے کہا مرشدزادے آپ باعث برکت صحبت ہین سامری جمشید کے نواسے دشمنون کے خون کے پیاسے صرف آپکی دعا کافی ہی شہنشاہ فرما چکے ہین کہ مقابلہ مہرخ وغیرہ مین اُترو ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر بردست کو روانہ کرینگے وہ ایکدن مین سب کو گرفتار کرلے گا لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہی بحکم سامری جمشید سب کچھ ہو سکتا ہی ابھی اشارہ کردون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون دیکھا تنے کسی طرح امید حصول لوح کی نہ تھی سامری جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا اب شہنشاہ نے دریا مین بہکوا دیا اب میان طلسم کشا سر پٹکا کرین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی ہاتھون پر رکھکر پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہی اے خاتون محل شہنشاہ اے زینت پہلوے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیزون نے کئی مرتبہ مسلمانون سے لڑنے کا ارادہ کیا جیسے جیسے سحر تیار ہوئے آپ دیکھ چکی ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے مین نے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اب اس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک مین ملا دیا مین تیاری سحر مین مصروف ہون مرگھٹ پر مدت مشقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہی تین کوس تک حصار کر دیا ہی بدون حکم ہمارے کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتین ابھی باقی ہین اندر اسی ہفتے کے حاضر ہو کر طبل جنگی بجوا دونگی جو ڈھنگ مین نے تجویز کیا ہی اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار غدار دامن بھی کنیز کا نہ چھو سکے گا جو کچھ سامان ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہی کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی نہ بجوائیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمھین اختیار ہی پس حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و عشرت مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیون کو خاکسار دونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا مرشدزادے

ساعت فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش رُبا مین سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز
اب دل وجان سے مصروف ہوئی سحر سامری مرگھٹ پر بیٹھکر تیار کرلیا قصر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی
حالات صنعت سے ہم بخوبی آگاہ ہین مقبول بارگاہ سامری وجمشید راز دار شہنشاہ ہوش رُبا
اسم بامسمیٰ سحر مین بیمثل دیکھا نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر مین بصورت ساحر موجود تھا نقارے
جو خوشی کے بجے ایک ساحر سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت
کا آیا ہے اسی ہفتے کے اندر آکر مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہے کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکین گے یہ خبر
وحشت اثر سُنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ
عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا ابے تجھے ان باتون کی کیا فکر ہے تجھے کس نے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر اسمحفل
عیش وراحت مین غم کا ذکر کیا جب حرامزادی آئیگی دیکھا جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہے لنکا مین جو سب سے
چھوٹا وہ بھی باون گز کا نہ کہ ملکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے ماہر ہین وہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو خوب
پہچانتی ہین کئی مرتبہ قبضے مین کیا بچ گئین ابکی حرامزادی کو مار ہی ڈالونگا خبردار تو ایسی ویسی خبر لیکر
نہ آنا یہ فرماکر حکم دیا اسکی گردن مین ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق نے کہا استاد ہم
خود ہی جاتے ہین آپ کیون غصہ فرماتے ہین ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر چلے جاؤ
استاد نفے مین ہین برق نے خود ملکہ بہار سے کہا استاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو کچھ ہمین
سکتی باتین بناتے ہین عمرو نے یہ سُن لیا کہا کیون بے ہم بڈھے ہوگئے یہ کہکر کوڑا اٹھاکے اُٹھے برق تڑپکے بھاگا
مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ اُستاد جانے دیجیے آپ کا شاگرد ہی بیہودہ بکتا ہے برق تو ٹہلتا ہوا بیرون
لشکر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آتا ہے چالاک نے برق کو دیکھا پوچھا
کیون مہتر صاحب اسوقت کس فکر مین کھڑے ہو برق نے کہا اے مہتر والا گہر اُستاد کی عقل مین فتور
آگیا ہر وقت غصے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کرچکی صبح وشام مین آیا چاہتی ہے اُسکی فکر واجب لازم
ہے استاد نجانے پائین ہم تم ملکر حرامزادی کو ماڑین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ وکعبہ کی باتون
کا خیال نکرنا اُنکا نام ہوگیا بیٹھے باتین بنایا کرتے ہین نوک کر عیاری ہو تو کیفیت کھلے آنے دو صنعت
حرامزادی کو ہم تم صلاح کرکے ماڑینگے قبلہ وکعبہ سے کیا ہوتا ہے اسد غازی اُنکے فرزند ہین
یہان بات خوب بنی ہوئی ہے ہم خوب مٹھول چکے ہین اونچی دوکان پھیکا پکوان دونون نے پسین
صلاح کی جالنسوز آئے اُنھون نے کہا بھائی ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر
صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے شیر کے دھڑکے کی آواز آئی دیکھا صاحب بغدۂ گران مہتران تشریف لاتے

ہین قران نے چالاک برق و چانسوز و ضرغام کو دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین
قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہی برق نے کہا خلیفہ صاحب
ہماری شراکت کروگے اُستاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کارنمایان کیا مرشد زادے چالاک کو
ساتھ لین گے صنعت کے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بھوریے استاد کو تو ایسا
سمجھا ہی عمر بھر ایڑیان رگڑکے مرجاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نہ کرسکوگے دیکھا باغ زیور
محمل نشین مین کیا کام کیا عیاری یہ بھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے منھ پھلا لیا کہا جی ہان ہوگا
قران نے کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہی قران
ہنستے ہوئے طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہی دن قلیل باقی ہی سائبان
زربفتی بیرون بارگاہ آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب رشاد فیض بنیاد ملکہ عالم
سائبان زربفتی بھیجا تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی وقار ساحران نامدار ملکہ مہرخ دہبار و ملکہ
سرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ آکر بیٹھین دنگل شوکت فرخ سوار عرصہ کیمہ تازی ہے
بین کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ گوہر جادو
ایک جانب محمل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو چھ ساحران نامدار و نگلہاے زرین پرمتکن منتظم لشکر
اسلام صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت سامنے تخت فیلشاہی کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو
پہونچی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہی یہ بھی باہر نکل آئی تخت یاقوتی آراستہ ہوا
بصد شوکت و صولت تخت پر آکے بیٹھی کل ذرراُمرا نے چہار جانب سے آگے گھیر لیا دو سرداروں
کا بندھا حکم دیا تاج شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبرو ے تخت حیرت اکر تا مین مارنے
لگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اُسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب زیور
نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار بہ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے
ہین پانچون عیار بچیان بانہاے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق
فراج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر ناز طرز معشوقی مین سرفراز صرصر نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی
غزل معقول گا اُس بت طناز شیرین گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ موسیقی ہلوی کی شروع کی غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم	ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
منھ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم	مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا	انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
اس کو مین جانے دینگے دل آج ہو کچھ شوق	آج اور زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم	صاحب نے اُس غلام کو آزاد کر دیا

لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم	بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل	کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم
مُنھ دیکھنے سے پہلے نہ کہدوں وہ صاف کیا	میوجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم	بے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لین
	مومن نہون جو ربط رکھین مدعی سے ہم	

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیبا لنسا مخفی کی سناؤ صاحبان عصمت عفت شاہزادیان اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہین بگانیوالی تعلیم یافتہ صحبت حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی صفت حسن و جمال مین شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے تانے لگی بہ الحان اس غزل کو گانے لگی غزل زیبا لنسا مخفی

توئی و ملک خوبی صاحبقراج	بہ پا بوس تو خوبان جملہ محتاج	بدست کس نیاید چین زلفت	رسیدہ پایہ حسنت بمعراج
مہ زلف تو با زلف پریشان	متاع کفر و دین را کرد تاراج	اگر خالی خراج حسن گیری	بمنت یوسف مصری دہد باج
اگر پابند عشقت دل نبود	زراقلیم بدن میکردم اخراج	بخون بے گناہان سعی کم کن	بکن روشن چراغ حکم محتاج
ز طوفان سرشک دیدہ مخفی	شد آخر دامن من بحر موّاج		

آن اشعار کو پڑھکر دامن حیرت کا تھام کے مچلنے لگی

اس طور سے بتایا کہ اہالیان محفل وجد مین تھے حقیقت مین حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے والے فریفتہ گانیوالی کا زلفین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کرکے پریشانی ثابت کرنا سر جھکا کے ٹھنڈی سانسین بھرنا محفل مین صدائے آہ یا واہ بلند ہوئی صرصر رفتار سے کہتی ہی حقیقت مین اس وقت یہ گانیوالی کمال کر رہی ہی لیکن اُس نگوڑے ساربان زادے کا گانا ایسا ایسا سُنا ہی کہ کسی کا اب گانا پسند نہین آتا نیچا کے کلیجہ نکال لیتا ہی وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہی بڑی مصیبت سے بچکر سب آئے ہین یقین ہی عمرو سے فرمایش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین فائدہ نگوڑا نی بجائے چلو بُوا صبا رفتار دہان کا بھی جلسہ دیکھ آئین صبا رفتار نے کہا ہر رنگ مین نگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین ایسی نگوڑے باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہی ابھی راہ مین مجکو مہتر قران ملگیا تھا ہاے وا کرنے لگا بوا مین نے چاہا نیچا کھینچکر جا پڑون وہ نگوڑا خود ہی سر جھکائے دیتا تھا لیکن حقیقت مین بڑا جری بہادر عیار ہی اُسکے قدم سے نام عیاری روشن ہی بڑے بڑے ساحرون کو اُسنے مارا کس قیامت کا لبغدہ چلتا ہی صرصر نے کہا سب کچھ ہی لیکن عمرو کا شاگرد ہی باغ زیور محل ثمین مین میان قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہوگئے صبا رفتار نے کہا آپس مین کہی بدی ہوگی تمیمہ نقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اُسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری نام ہی وہ برق فرنگی کا کام ہی نام عمرو کا روشن کرتا ہی مغل مشہور ہی بڑے سیاہ نام افسر کا میان عمرو کو بنا کے بٹھا دیا شارہ سنگ اندازان بھڑک کر بولی مہتر ضرغام شیر دل عیار علم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و بے نظیر طرار زور خنجر گذار

لئیق بڑے بڑے کام کرتا ہی شاہین خیگل کشا ہنس پڑی کہا صاحبو جانسوز بن قران عجب عیار نامدار ہی اپنے اپنے عاشقون کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے مُنہ پھیر لیا کہا یہ سب عمر و کے بنائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ خواجہ عمر و کا خدمتگار رہی ایسا کون نامی دنامدار رہی یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہی کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے یہ کہا کہ عمرو سب کا اُستاد ہی یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت نے مُسکرا کر کہا عمر و کا نام دہ سے جالاک کے روشن ہی بڑا عیار پُرفن ہی اسی طرح کے ذکر محفل مین درپیش ہین کہ یکایک آسمان سے لگا ابر سفید پیدا ہوا رعد کی کرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر پہونچا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہی ابر شق ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ملکہ حیرت کی نگاہ پری عیار بھی جا بجا بصورت مبدل حاضر ہین دیکھا کئی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن مین یکتا ایک ایک گلخدار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی مثل ستارۂ سحری زیورین پھولون کے لدی ہوئی جہ ماہ تابان پیشانی نور آگین جبین مہ جبین بوٹا سا قد بدھیان گلے کا ہار سرو گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال دون وہ ایک آزادکردۂ باغ حسن و خوبی پھولون کی رنگت روبروے عارض انور اڑی جاتی ہی جسم مین بھینی بھینی خوشبوے مشک و عنبر شراتی ہی زلف رسا تا کمر کا کلین چہرے پر آراستہ چیر ناگنون کا دھوکا جب ہوا سے عارض انور ہلین نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف معنبر سے سارا میدان بسا ہوا عطر آگین مشک بیز مسلسل معنبر معطر بہ قول شاعر غزل در صفت زلف عنبرین

مین دیکھکر یہ طول نہ کیون ہون فدائے زلف	جز ابتدا نظر مین نہین انتہائے زلف
حسرت ہی رہگئی دل عاشق مین ہائے ہائے	شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجرائے زلف
یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد	رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر برائے زلف
عاشق کے دل کو فکر دوتی سے نہین فراغ	شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہی قفائے زلف
عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب	ثابت نہین کسی کو ہی کیا مدعائے زلف
سنجشا جو بیقراری خاطر نے اختشار	ہم کہتے کہتے بھول گئے ماجرائے زلف
میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہی	جس طرح ہی دراز ترا ماجرائے زلف
دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول	رکھتا ہون اور کیا جو تمھین دون بہائے زلف
پائی تمھارے سر یہ جگہ واہ رے نصیب	کیا ان دنون ہی اوج پہ بخت رسائے زلف

اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مرگیا	اتنا بھی اُسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہائے زلف
سچ ہی ہجوم شوق بھی ہی قہر اے نسیم	کیا کیا بلائین سہتے ہین ہر شب برائے زلف

زلفون کے پیچ و تاب ابرو ئے خمدار رشک ہلال شب عید ہین نزدیک طبع روشندان یہ مثالین بعید ہین خنجر کہون کلیجے پر زخم کھاؤن یا نیمچۂ اصفہانی موے ابرو جوہر ہین دندان درج دہان ہین رشک گوہر ہین لبون سے معجز نمائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب طاہر نزاکت مین بنیظیر وہ حوریکر پریوش تخت سے اُتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگا کر فرمایا آی ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سُنا کہ آج کل حضور کو بڑے بڑے ملال ہین بی بہار وغیرہ کے بڑے جاہ و جلال ہین سر پٹینے کی جگہ ہی عضو رد نیا کا خون سفید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی بی بہار آپ کی دشمن ہوئین سنتی ہون رنگ مزاج بدل گیا لوح پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار صاحب طلسم کشا کو لے پہونچین ذرا مجھے تو بیان کیجیے کیا معرکے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کہا بی بی تم یہ حال سُنکر کیا کروگی سب انتظام ہوچکے دشمنون کی جان کو خوب ہوچکے اب اُن سب پر بلا نازل ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان بیاحران طلسم ہوش رُبا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جاکر دھٹ پر ٹھہری ہین قصر سحر بنائے حصار تیار کیے اب اُنکا نامہ آیا قسمدے کر لکھا ہی کہ اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے مین اندر اسی ہفتے کے آتی ہون باغیون کو فراہم کیا ہی دونگی مثل بادخزان اُنپر آکے گرونگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ لڑ چکی ہین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ہاتھ کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون نگوڑے عیارون نے ناک مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوئے کوئی اُنکے سحر کو نہ روک سکا کوکبۂ اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک نہ آسکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے غرض کی اب والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے سحر اختیار کیے ہین بہت پھول گئی ہین باغ بناتی ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ جلکر دیکھیے کیسے کیسے گلہاے رنگا رنگ نخلہاے سایہ دار حوضہاے لطیف عندلیبان ظریف تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر گل مہتاب رشک ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی مشراب شبنم کے دو صبا کی مستانہ چال ہر نخل سرسبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ سحر ان بنایا کسی کو

رنگ شعبدہ دکھایا حیرت نے کہا بی تم میری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تمکو جھوٹا کرون بہارنے ایسے ایسے سحر کیے ہزارون کے قلب اُلٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشدزادے ہمارے مصور جادو مثل تصویر خاموش تھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب نہ آتا تڑپ کے مرجاتے حسین نے مسکراکر جواب دیا ہان حضور سرکار کی بہن ہین وہ بڑی پُرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھلجائیگی جو ہونٹھ ہلانے دون وختر صنعت نہ فرمایئے گا تنکے چنوا دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی بی اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھیون مناسب دیکھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوا دونگی حسین یہ کہکر اُٹھی اگر حضور شب کو طبل جنگی نہ بجوائین گی تو بدون عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکونگی ملکہ حیرت خاموش ہورہی جب حسین جاچکی وزیرزادیون سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدّن ہی اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت شکایت کرین کہ میری صاحبزادی کو نردکا وہ اپنے سحر مین پھولی جاتی ہین بوا بہار سے مقابلہ کرنے کو کہتی ہین وزیرزادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمایئے آپ کی صاحبزادی بی بہار سے مقابلہ کو کہتی ہین ہمنے لاکھ منع کیا نہین مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کا لاناگ ہی کسکو اُسنے نہین ڈسا کہان کہان زہر نہین اُگلا تنکے چنوا دینا اُسکا کام ہی رنگ باغ سحر مین اُسکا نام ہی پس صاحبزادی کو لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کرین بی بہار سے نہ لڑین اپنی مانگی تحریر دیکھکر آپ تامل کرینگی اس قدر نہ غل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھا گلشن اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن بخوبی صنعت کو زبانی بھی سمجھانا کہ صاحبزادی کو روکین گلشن نامہ لیکر چلی برق کھڑی دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا تڑپتا ہوا چلا جب گلشن جنگل مین پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا لگاکے صرصر کی شکل بنکر تیار رہا وہ آگے بڑھکر سایۂ نخل مین ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا بوا صرصر کہان کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آٹھ پہر ہمکو مرنے جینے سے کام ہی عیارون کی فکر مین نکلی ہون تم کہان چلین برق نے گلشن کو باتون مین لگایا جب گلشن نے منھ پھیرا حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے جاب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہوکر گری گلشن کو درہ کوہ مین ڈال دیا رنگ روغن عیاری کا لگاکر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اُسکے لے لیا صنعت کی طرف سے پشت پر جواب لکھا نورنظر پارۂ جگر طولعمرہ بعد دعاے ترقی حسن و جمال ای ماہ فلک جاہ و جلال ای بدر کامل چرخ افسونگری ای نیر برج ساحری تمہارا حال ہمپر خوب روشن ہی

لیکن بی بی مین قسم کھا چکی ہون مصروف عیش و نشاط رہو طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہادر سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہادر پر غالب آؤ گی لیکن خبردار خبردار لڑنے کا ارادہ نکرنا خوب بڑا مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اُس کاغذ کو لیکر جھولی مین رکھا طرف بارگاہ حیرت کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت مین داخل ہوا ہر چند کہ ڈر رہا ہی کہ کہین صرصر نہ آجائے لیکن دل سے کہتا ہی کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے کہا کہو گلشن جلدی پلٹ آئین برق نے کہا حضور مین بارگاہ تک نہین گئی جنگل مین شکار کھیل رہی تھین نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئین اُسکی پشت پر لکھ دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت بہت خوش ہوئی کہا بوا گلشن یہ نامہ جاکر بی حسین کو دو زبانی بھی خوب سمجھانا کہ بی بی طبل جنگی بجواؤ گی تو امان جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین بخوبی سمجھا دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت گلشن اکڑتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز ملکہ حیرت کی ایک ایک سے پھکڑ لڑتی ہوئی جاتی ہی کسی کا مُنھ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو ہنسایا کسی کو رولایا دیکھنے والے پھڑکے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہی کیا نازنین قطعہ ادا ہی بلائے روزگار ہی ظالم سینے پر کیا اُبھار ہی برق ایک کو گالیان دیتا ہوا بمجنت نگاہون مین کھائے جاتے ہین نگوڑے نظر لگاتے ہین درگور گھورنے والون کی آنکھین پٹم ہوجائین نگوڑے بڑوے ٹٹولتے پھرین اندھے ہونے کنوین مین گرین حسین سے کنیزون نے عرض کی بی گلشن آتی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کو نامہ لکھا تھا جواب آگیا حسین نے کہا آنے دو مین امی جان سے نہین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور بزرگونکی بات کا ماننا ضرور ہی گلشن سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق بلا تکلف آکر کرسی پر بیٹھا کہا ای ملکہ عالم آپ نے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا نہو کسی کی صورت بنکے عیار چلے آئین دشمنون کو آزار پہونچائین حسین ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان نگوڑا عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا برق نے کہا اچھا حضور نامہ پڑھیے حال کھلجائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھلائی کہا امی جان کو سودا ہوا ہی مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھپر دباؤ ڈالا میری مان کا نامہ منگا دیا اب تو مجھے ضد ہوگئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرون گی برق نے کہا آپ کیون غصہ کرتی ہین آپ کو اختیار ہی جس سے چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہی گانا سُنیے حسین نے کہا بوا گلشن تمھین گانا سننے کا بڑا شوق ہی ہماری عشق بائی کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص علم موسیقی مین طاق شہرہ آفاق ہی کنیزون دوڑین ایک نازنین سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہی حسین نے کہا بی گلشن کو گانا سُناؤ اُسنے اُسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی لیکن بی گلشن بھوپی بیٹھی

ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گاتی گلشن نے کہا حضور بےسُری ہے حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آمین یا مین شائین کاٹ کے پائے گانا رونا کسے نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے یہ بڑی سُریلی ہین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور سنین گنگنا کے برق تانین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی لہرے اُڑانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریان گائین کبھی بتاتے بتاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل نے الفور یہ دیدار صنم نے کھو دی	وصل کی رات شکایات مین ہنسنے کھو دی
گھل کے مر جانے کا پھل پایا یہ اے الفت چشم	کہ لحد نشتر مژگان صنم نے کھو دی
گرد عصیان سے نہین پاک دل دنیادار	اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی
وصل خوش کر نہ سکا جھا یا ہے ایسا غم ہجر	تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی
ایک کاسے پہ کیا سارے جہان کو مہمان	تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی
سوجھتا کچھ نہین رونے کے سوا اب مجکو	روشنی آنکھ کی اس ورجہ درم نے کھو دی
صدق و کذب ایک سفا کی ہین بجا کا ذب ہے	سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی
سیم اور زر کی محبت ہے بتون کی الفت	گوہر دین کی ضیا جبکہ درم نے کھو دی
اے شباب ایک تو پیری مین بھی راحت پائی	تھی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نے کھو دی
کس نے کی جان قبول اس سے جو کہتا ہے کوئی	ہنس کے کہتا ہے وہ بیباک کہ ہمنے کھو دی

ایسی برق نے جو تانین لگائین حسین نے موتیون کا مالا اُتار کر دیا کہا اے گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون سرسبز ہو سکتا ہے گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار مین ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہے لاکھون روپیہ اپنے صرف کرتی ہین کامل آکر ہم لوگون کو سکھاتے ہین ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ مین اُڑا لیتے ہین حضور عمرو عیار جو مشہور ہے اُسنے دربار مین ملکۂ عالم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہے کسی کو باقی نہین چھوڑتا مین نے بھی آنکھون سے دیکھا دھی دھنگ اُڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہے شراب کا پلانا برق نے کہا نہین حضور بڑے کمال کی بات ہے عیاری کی گھات ہے پیشوا زہنکرنا چنا ہے منھ سے گانا ہاتھ سے بتانا سر سے لاکر شراب پلانا قطرہ نہ گرے پینے والا راضی ہو جاے مین بھی اسوقت امتحان کرون حسین بہت خوش ہے کہا بوا گلشن اگر دس جام گر پڑین ایک کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہے برق نے کہا نہین حضور گرے کیونکر شرط بد کے مین بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا مین حیرت سے کہکر تمھین مانگ لونگی گلشن

کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم آٹھ پہر حاضر ہیں خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشوا زاپنی منگوا کر دی برق نے زیب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ مانگ کر پہنا کہا حضور رنگین مینخانے کی مجھے دیجئے جب ہم ساقی ہوں تو کوئی باقی نہ رہیگا حسین نے خوشی ہیں آکر کنجی مینخانے کی حوالے کردی برق نے بتعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کر کے بارگاہ ہیں لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے جو نہ پیتا ہو اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل دنگ ہوگئے ہر فرد کو کلان تعریفیں کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو یا مال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام بلوریں لبریز کیا اُٹھا کر سر پر رکھا ٹھوکریں لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازاں یہ ساقی نامہ ورد زبان ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا	مجرا بتہ التعب کا دکھلا	ہوشش محل خم مے ناب	آنکھیں جھپیں جائے فرش لنجواب
پیشوا زہو صافی مے تر	محرم کی کٹوریاں ہوں ساغر	غمزہ ہو شراب ناب کا جوش	گھونگھٹ بنے دست زنیموش
گھنگھرو قطرے شراب کے ہوں	دوڑے چشم کباب کے ہوں	طبلہ دست سبو بجائے	بانگ قلقل ترانے گائے
سارنگی ہو شیشہ مے زر	ہو سیخ کباب صورت گز	ساغر کریں جل ترنگ سے ساز	قیفیں ہوں مجیرے کی ہم آواز
جو مست ہو تالیاں بجائے	رقص انپا چھلک کے دکھائے	ساغر کریں وجد سے سر کرا	تانیں توڑیں شکست ہو کر

یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے گائے اہالیان محفل کے منھ میں پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش ہیں قصد کرتا کہ ایک جام پیوں ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لے لوں بلکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ و بہار کر دیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا تن تن کے تانیں لگانا اشعار صفت شراب ہیں گانا اس مطلع کو کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما

حسین پر بیتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائے جام پیوں انعام ہیں اُسکو گنٹھا یاقوت احمر کا دوں برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتا ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکے سسکیاں بھرتا ہے اور ٹھمری شروع کی (جوبن بیتو جائے) لوگوں پر چھریاں پھر رہی ہیں اہالیان دربار حسینوں کے خواستگار حاضر ہیں چاہتے ہیں گلشن کو لے بھاگیں اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کہ ہیں خنجر لگا ہوا دل ہیں ہے کہ سارے جلسے کو بیہوش کروں حسین سحر ساز کو قتل کر کے بھاگوں صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری کاریگری بھولیگی آج استاد تعریف کرینگے اہل بسلام دم محبت کا ہماری بھریگے یہاں کوئی عیار صاحب نہ پہونچ سکے اے برق یہ عیاری ہمارا کام ہے اسکا تک انجام ہے

دل سے باتین کرتا ہوا بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی سر پر جام شراب زلفون مین پیچ ابرو سے خمدار ہلتے ہوے سامنے حسین کے پہونچا مسکرا کے کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حسین نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے برق فرنگی کے لیا برق آنکھین ملائے ہوئے اشعار پڑھ رہا ہی حسین نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا ہونٹھون سے لگاؤن ارادہ ہی کہ پیے کہ ایک شعلہ بھڑکا سنہرہ پنجہ برائے دستگیری حسین ظاہر ہوا جام پر گرا یعنے تھپڑا را جام ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا شعلے نے آواز دی او حسین کیا کرتی ہی شراب نہ پینا انجام بُرا ہوگا جام تو گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی حسین نے آواز دی ارے تو کون ہی برق نے دیکھا کہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ خنجر کمر سے کھینچا جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گزار	منم یکہ لیکن گران بر ہزار

حسین نے اپنے کو تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا حسین نے ایک دو ہتڑ مارا برق گرا ہان ہان کہکے چیخنے لگا ملکہ دیکھو مجکو نہ ستانا ملکہ حیرت کی لونڈی ہی حسین نے ایک دانہ ماش کا مارا رنگ روغن عیاری اُڑ گیا اب سب نے دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے زمین پر پڑا ہوا ہی حسین سر پیٹنے لگی او نگوڑے موئے مونڈی کاٹے غضب کیا میرے دربار مین گھس آیا ابھی قتل کرو حرامزادے کو برق نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمایئے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا لیکن انصاف کیجیے کیسی عمدہ عیاری کی مین صرف آپکا امتحان کرتا تھا کہ حضور ذخر ملکہ صنعت ہا صاحب لیاقت و شوکت ہین ضرور مجھکو پہچانین گی ملکہ کی نوکری کرونگا ملکہ مہرخ و بہار نے میری بڑی ناقدری کی بارگاہ سے نکالدیا بھوکون مرتا ہون آپ مجکو نوکر رکھیے مین ابھی جاکر مہرخ و بہار کا سر کاٹ لاؤنگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مین نے آپ کی مان پر بھی بڑی بڑی عیاریان کین جب اول مین رہ آئی ہین سالار جادو بیش رو لشکر کا صندوقچہ سحر لیکر مین ہی بھاگا پھر بڑھیا بنکر سالار کو مارا آپ مجکو نوکر رکھکے اپنی مان کے پاس بھیجدیجیے آپ کی مان کے پاس رہونگا پانون دبایا کرونگا آپ کو اُنکو دونون کو راضی کردونگا کتیرین لگین پٹنے داری اس نگوڑے جعلساز کو قتل کیجیے دیکھیے نگوڑے نے کیا رنگ جما لیا ذرا خوف نہ آیا حسین یہ حال حیرت مآل دیکھکر سن ہو گئی حیران حیران برق کو دیکھ رہی ہی برق باتین بنائے جاتا ہی کہتا ہی حضور کچھ فرمایئے سحر مجھپر سے اُٹھا لیجیے میرے پانون ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑونگی جلا جلاکے مارونگی مین نہ کسی سے لڑی نہ بھڑی تو نے مجھپر عیاری کی برق نے کہا حضور ہم لوگون کا یہی دستور ہی

میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اس نگوڑے سے زبان لڑاتی ہین دیکھیے کیسا پٹر پٹر باتین بناتا ہوا اپنے حقوق جتاتا ہی کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا کام کیا مین ابھی اسکو قتل کراتی ہون میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہو جائین آپکے لشکر کی جانب مُنھ کرکے نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو دیکھا بی شعلہ رخسار بہت گرم ہین جب تو برق پلٹا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث نہ جانیے گا ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خداستار کو سلامت رکھے اگر میرا ایک موے جسم کم ہوا تمام دربار کو خون سے لال کرونگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کردینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین اکیلا آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کینر بنکر آیا ہی کوئی دار وغہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُلٹتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اڑیگی سب جلکر رہ جائینگے مالک تو ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور بلاسے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک ساحر فولاد بہوشی خوار آیا تھا بارہ تیلے روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لے گیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے نقب لگا کر اُسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زوال آوے بے لڑے بھڑے تو یہ حال ہی حسین نے کہا بیٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کرسکتے ہین دم بھر مین سب کو دیوانہ بناکے مار ونگی مہرخ و بہار کو سر میدان للکار ونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق بہت چیخا دیکھو ملکہ بُرا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پکارتا ہی خلیفہ مہتر قران آگ دیدے نقب اڑاؤ بھائی چالاک دوڑو یہ حرامزادی مجھکو قتل کرتی ہی دربار مین حسین کے لڑکے بغیر گھبراکر بارگاہ سے نکل گئین ایک کہتی ہی بُوا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی مٹی کھسکی آفت برپا ہوا چاہتی ہی بوا نکل چلو جان بچاکے ٹل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے پھندے سے خدا بچاے یا تو نگوڑا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار رہا ہی بصورت مبدل آئے ہونگے حسین نے جو یہ ہنگامہ سُنا کنیزون کو گھرکا ایک ایک کو جھڑکی دیا کہا حرامزادیو کچھ دیوانی ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کردون کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی میری غفلت سے

چلا آیا کل صبح کو دیکھنا میدان مرتبۂ قصابان بنا دونگی مع طلسم کشا مہرخ وبہار وغیرہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین سحر ساز نہ بایا مین اُسکے ڈراتے سے ڈرونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد نے برق کو کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھکر فرمائیے قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا تیغہ باڑھ دار باز و پر قوت پر اب اسکے قتل مین کیا دیر ہے حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا ہر جانب گھبرا کر دیکھنے لگا موت شباب کی آنکھون کے سامنے آئی

پکار اُٹھا اے کریم قتل سے بچائے بلائے ناگہانی سے نجات دے نظم

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار	نہو تجھ سے مایوس امیدوار		کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو
کہ آیا ہے قران مین لاتقنطوا	عصیان کے حجاب سے مغفرت		دامن گل آرزو سے بھر دے

قطعہ

شہا باز کرم بر من درویش نگر	برحال من خستہ و دلریش نگر
ہرچند نیم لائق بخشایش تو	برمن منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے کہ دربار گاہ پر ہلڑ ہوا کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور ملکہ صبار قمار کمند انداز آتی ہین شاید ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجہ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گو دین ہمکو بالا ہے مادر مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہے صبار قمار کو بلا لو سب نے دیکھا صبار قمار آئی بانہاے عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پا تک بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر ہوئی کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کر رہی ہین لیکن فرمایا ہے کہ بی بی تم نہ اسکو قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کردینگے شہنشاہ کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہے جہان اسکے خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی کم سن کو راہ پر لاؤ ایسی باتین مناسب نہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبار قمار لیجاؤ مگر حضور سے عرض کرنا اب میرے نام پر ضرور طبل جنگی بجوائیے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا نہ مانونگی بہار سے لڑنے کی بڑی ہوس ہے صبار قمار نے بڑھکر برق مشکین باندھین کہا حضور سحر اپنا اُتار لیجئے حسین نے سحر اُتارا صبار قمار نے اشارہ برق کا اُٹھایا سلام کرکے چلی صاف لیکر نکل گئی کنارے لشکر کے آکر صبار قمار نے عیان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام منم مہتر چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا

کہا مرشد زادے بڑا کام کیا مگر یہ حرافزادی بڑی ہوشیار ہی اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی چالاک نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے بچھا اسکا نہین چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی کہ خبر پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے اٹھی حیرت کو جھک کر سلام کیا لاکر تخت پر بیٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا حیرت نے کہا کیسا برق حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین کیا جانون مین نے جوش محبت مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لائی مین نے اسکو تمھارے پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی مادر مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص نہ تھی برق فرنگی گلشن بنکر آیا نیا گل کھلایا نگوڑا نا چاگا شراب بیہوشی ملا کر مجھے دی آپ کی عنایت سے مین انتظام کرچکی تھی شراب شعلہ بنکر اڑگئی مین نے گرفتار کیا بہت دھکا تا تھا ڈراتا تھا مین نے جلاد کو بلایا کہ صبا رفتار آئی ابھی تو پٹارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہی عیاری نہین کرامات ہی دوسرا اسکا بھائی صبا رفتار بنکر یے گیا ہوگا سالہا سال ہوے یہی رنگ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین اب تو حسین کے ہوش اڑگئے حیرت نے کہا گلشن کو تلاش کرو وہان گلشن کو گھسیارون نے بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے مجھے درۂ کوہ مین ڈالدیا ایک گندار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے شرماکر سر جھکا لیا حسین کو اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطے سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب کیسر نہ تابکی مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بیدرد فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہی حضور دخل نہ دین میدان جنگ مین تماشا دیکھین دیکھیے کیا کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہی جبتک مادر مہربان آئین ان سب کا خاتمہ ہوا نکو تکلیف نہو ان ایسے نالائقون کے واسطے اسقدر مشقت کی ہی حیرت نے کہا اچھا یہ پر مکان بنوایا حیرت نے کہا اہ نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کردیا ہی جہان کمند و دام و جال نہ پہونچے یہ نگوڑے وہان پہونچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی تم اتنا احسان کرو تا اپنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کہتے اسوقت بڑے انتشار مین ہی بڑے بھڑے اس نگوڑے مونڈی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے تدبیر نہ کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو تسخیر کرلیا اگر حضور ملاحظہ فرماتین تمام دنیا کے گانیوالون کا لطف نگاہ سے گرجاتا حیرت نے کہا بی بی ہمین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے ہمین اڑدہے اپنے کو گراتے ہین برسون سے یہ مصیبت اٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہو وے

شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو جگا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہی اُسپر عیاریان کین سا ریان زادے نے کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا اُنکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین مرشد زادے کو تو چھتا بنایا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہی کہ جن چنکے اُنکو قتل کرنا چاہیے اور برق و چالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کروگی وہ اگر ہماری دامنگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اُٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ جواب نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بیڈھب بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چکی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار بنکر چالاک آیا چھوڑا لے گیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مارونگی اہل اسلام سے لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تجھے سنا حسین دختر صنعت تشریف لائی ہین پہونچتے ہی اُنکے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے عیارون مین بڑا میل ہی عیاری کرنا اُنکا کھیل ہی برق پکڑنے گئے چالاک چھڑا لیگئے ذرا تم دربار مین حسین کے جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ سامری جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑو عیارون کا پیچھا نہ کرو ع۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ صرصر نے کہا مین ابھی جاکر سمجھاتی ہون صرصر تو یہان سے چلی حسین غصے مین بیٹھی کانپ رہی ہی کہتی ہی ابھی ایک سحر بنا کے بھیجونگی چالاک و برق کو گرفتار کرا کے قتل کرونگی لیکن برق و چالاک لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ صحبت مین فرح کے بیٹھے ہین کہ چرندو پرند پہونچے خواجہ کو پرخبر اخبار دیا کہ حضور برق و چالاک نے اس طرح عیاری کی برق نے گلشن بنکر بڑی بہار دکھائی خوب کل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشوازی زیور بھی کچھ لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے شکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کو ٹرا لیکر اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا حضور کہان بڑی خوشی کی بات ہی آپ کے فرزند نے کس فرے سے آپ کے شاگرد کو بچا لیا عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کرکے کام کو خراب کرتے ہین اب اسکو بھڑکا دیا ہم رات کو جاتے گرفتار کرلاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنے گی یہ سب صاحب بیان کرتے ہین کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہی کل کمال صنعت کی حاکم ہی اقلیم افسونگری کی ناظم ہی پس اب اُسپر عیاری کیونکر ہوسکے گی خواجہ یہ کہ رہے تھے کہ برق و چالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے دربار مین حسین کے جاکر عیاری کی ایک پشواز پائی ہی وہ حاضر ہی عمرو نے

اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا تمکو سلامت رکھے عصاے ضعیفی ہو جانتے ہو کہ بوڑھا اُستاد انتہا کا فیاض ہی چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا تحق دروازے پر موجود رہتے ہین لاؤ بیٹا کالو برق نے خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی نذر زنبیل کی اب برق کا ہاتھ تھاما کہا وہ زیور تو لاے برق نے کہا اُستاد اور کچھ نہین ملا عمرو نے کہا ابے بھوریے بڑا تو مکار ہی مجھکو پہلے ہی خبر ہو پہنچی یہ ٹہری گلی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی مین دربار مین اُسکے موجود تھا دیکھ رہا تھا سب چیزین گن چکا ہون طوق جڑاؤ ہی کڑے ہیرے کے ہین اور بہت سی چیزین جنکی فرد میرے پاس لکھی رکھی ہی آپ بتلائیے کہ کیا کیا چیز ہی اے فرزند سب چیزین نکالو مین کہانے تو نگا اُسکی سب کی جمع قائم کرکے روپیہ نقد تمھاری زوجہ کے پاس بھیجدون لڑکے بالون کی شادی مین کام آئیگا بھلا برق ایسے فقرون کو کب مانتا ہی اسنے کہا اُستاد جو مین نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑے کہا بچہ مارے کوڑون کے کھال گرا دون گا اور تمھاری مشکین باندھکر حسین کے پاس پہنچا دونگا کہونگا کہ اسکو قتل کیجیے برق نے کہا آپ کو اختیار ہی غلام مجبور دنا چار ہی جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ چیخے پیٹے مگر برق نے زیور نہ نکالا تب خواجہ نے اسکی گردن مین ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جاتے ہین یہ کہکر برق تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو غصے مین طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار رنکے لشکر حسین مین داخل ہوئے برق نے دیکھا اُستاد غصے مین آتے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت مین آکر ٹھہرا خواجہ دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی ایک نے کہا بی سوسن آتی ہین سب کا منھ چڑھاتی بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان کی شکل بناکھڑا تھا تنتا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منھ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن کی زبان درازی تو مشہور ہی بکتی ہوئی بڑھی کہا کیون نگوڑے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو بولا بی سوسن تم نے منھ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہی عمرو نے کہا ہمارے فرانچ کی بھی یہی کیفیت ہی بی سوسن تم سمجھین نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ والے آئے ہین چلیے انکا تماشا دیکھیے کیا لاگین کر رہے ہین سیف نکل گئے تم آتنی نہ نکل سکو گی سوسن بولی کیون رے جگت بازی کرتا ہے عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین اور اشارے سے تم پر جان جاتی ہی ایک بات کہین گے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہی اب تو بی سوسن ساتھ ہوئین عمرو نے جیب سے نکالکر اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اُٹھاکے چلین عمرو آگے بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا بی سوسن کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہی خنجل مین مجھے کیون لایا ہی عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو

سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہین کہتی جاتی ہین ارے دیکھ کوئی آنہ جاے ادھر سے راستہ ہی میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر ہی وہ کہین نہ آجاے ارے تجھکو مار ڈالے گا بڑا خونی جنونی ہی ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہی عمرو نے کہا یہ ہتھیار تو دیکھو سوسن نے ایک دو ہتڑ مارا کہا نگوڑے ہتیار کیسا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھو جنگل سے کوئی آتا ہی جیسے ہی سوسن پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے مارے جھٹ مارا سوسن کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا کپڑے اُسکے اُتار لیے اُسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے گس رانی کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ مین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہی صرصر شمشیر زن تنتی ہوئی آئین حسین کو جھک کر سلام کیا حسین غصے مین بیٹھی ہی صرصر نے سلام کرکے سر اُٹھایا دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہی کھل مل کے باتین کر رہا ہی چاہتی ہی کہ حضور عمرو کھڑا ہی عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی آپہونچی پہچان گئی ہی فوراً تباہ دیگی بس عمرو نے کہا ای ملکہ عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہی صرصر گھبراکر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا نگوڑے سوے عمرو عیار کو کنیزین دوڑین صرصر نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن نوندیان چہار طرف سے ٹوٹ پڑین صرصر نے کسی کو حباب بیہوشی مارکے بیہوش کردیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزین تڑپنے لگین دو چار بیہوش ہوگئین عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑ بھڑکے نکل جانا چاہتا ہی حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا ماش کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہونچ چکی تھی لڑکھڑاکے گری کنیزون نے پکڑ لیا اب صرصر بچی ای ملکہ دوہائی ہی ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہی مین ملکہ حیرت کی عیار بچی ہون عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہی مین پرانی کنیز ہون یہ حضور جانتی ہین کہ ہمیشہ سے بدتمیز ہون سوسن نام البتہ زبان دراز ہون لیکن آپ کی کنیزون مین سرفراز ہون یہ نگوڑا مجھپر تہمت لیتا ہی کڑھائی منگواکر چڑھائیے مین گولہ اُٹھاؤنگی نہین واری مجھے آزاد کردیجیے مجھے مردوا بناتا ہی اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزین کہتی ہین کیون موے نگوڑے مونڈی کاٹے تیرا ناس گرد برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر پہونچا اب تو صرصر بنکر آیا ہی اپنی ہوا باندھتا ہی صرصر غل مچاتی ہی ای بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیان مجھے مارتی ہین عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی ہی دل بیقرار ہوگیا ہان کرکے پچارنے لگے اشارے مین کہا کیون جان جہان آج تمھاری ناک کٹوا ڈالون مگر مشہور رہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہی لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی مین شرما جاؤنگا صرصر اپنی جان سے بتنگ کہ دروازے سے ایک جادوگر آیا اُسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہان صرصر نہین عمرو ہی یہ کہکے چھری

لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا جادوگر بنا کھڑا ہی گھبرا گئی عمر نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ اُستاد اب اُس اسباب کا ذکر نہ کیجیے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہین عمر و نے آنکھین نیلی پیلی کرکے کہا بے تیری شامتین آئی ہین تمھارے باپ سے لونگا کہو تو تمکو خود جوتیان کھلواؤن حسین سے کہدے یہ بھی حوصلہ باقی نہ رہجاے صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا بی حسین واسطہ سامری جمشید کا گرم پانی منگا اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہی برق نے قہقہہ مارکے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہی حضور دو ہائی ہی سرکار کی میرے لڑکے کے اُسنے کپڑے اُتار لیے تھے حسین نے کہا میان ساحرتم کہان رہتے ہو کہا یہ سامنے اُجاڑ گانون بڑا آباد ہی مین وہان کا ٹھاکر ہون میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اُسنے یہی صورت بنکے کپڑے اُسکے اُتار لیے ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہی جبھی تو بصورت صرصر بنتا ہی ہمارے گانون کا گوڑیت ہی اُسنے بھی ڈھونڈھ پہچانا کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے ہوے نکلی اس ساربان زادے نے اُسکی ہنسلی اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہین یہ بڑا بادی چور ہی ہمین دیجیے ہم لیجائین جاکے اسکو چونیچہ باندھینگے پیٹھ پر اسکے سولہ بکھی بنائینگے پانی چھڑک کر مارینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گولے دار پگڑی باندھے ہوے بہت معقول چکپن چنی ہوئی مشروع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور مین ملکہ حیرت کا مردہا ہون میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے مین نوکری سے معطل رہا اب مین نے مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میان چالاک بن عمرو ہین عمرو نے بھی پہچانا کہا میان مرد ہے خدا تمکو سلامت رکھے مین بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت کرنے والی مجھکو عمرو بتاتا ہی بھلا مین عمرو ہون مرد ہے نے کہا نہین صاحب تم بیچاری کونے کی بیٹھنے والی تم مکرو فریب کو کیا جانو ہی ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہین اس ساربان زادے کو ہمین دیجیے ہم عصا اُسنے لیلئے اب حسین گھبرائی کہ مین کیا کرون صرصر تو کہتی ہی کہ عمرو سوسن بنا ہی زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہی اور وہ دونون گواہیان دیتے ہین کہ یہ صرصر نہین عمرو ہی آخر مین صرصر نے کہا ای ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد عورت کی شناخت ہوجائیگی یہ تینون نگوڑے عیار مکار حیلہ ساز جمع ہین مجھکو ذلیل کراتے ہین یہان تو یہ جھگڑا ہی چوبدار زمیندار بی سوسن صرصر کو گھیرے ہوے ہین چانون چانون ہو رہی ہی حسین خاموش حیرت کا جوش کہ مین کیا کرون کس مصیبت مین پھنسی ہون ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہوجاے حیرت جادو دامنگیر ہونگی لیکن ایک

کثیر ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جاکر کہا حضور صرصر بڑی مصیبت مین پھنسی ہی نہین معلوم صرصر ہی یا عمرو ہی حسین نے اُسکو سحر سے پکڑا ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز سوسن نامے یہ تینون گواہیان دے رہے ہین کہ یہ حقیقت مین صرصر نہین عمرو ہی صرصر کہتی ہی یہ تینون عمرو دچالاک و برق ہین حضور صورتون مین بڑے فرق ہین آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے سب کو بچا لینے لیکن جوسب کا افسر ہو اُسکو پکڑ لیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہی عیار کے جھگڑے کو مین کمبخت کیا سمجھونگی مگر بڑا غضب ہوا صرصر کو مین نے بھیجا تھا دیکھیے حسین کی جان کیونکر بچتی ہی عیارون نے گھیر لیا سامری و جمشید اُسکی جان بچائین یہ کہکے اُٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی بیان بارگاہ حسین مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان و کار و بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور و ناچار انتہا کی مجبوری ہی کہتی ہی حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا منھ دھولائے حضور پر حال کھل جائے حسین مصاحبون سے کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون سوسن کی چرب زبانی زمیندار صاحب کی نئی کہانی چوبدار کا نیا قصہ اپنے بمضمون کا حصہ مین کسکو معقول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور یہ ہنگامہ سُنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین اب فیصلہ ہوجائیگا وہ ان مکارون کو خوب پہچانتی ہین یہ سُنکر برق تڑپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے کہا ہی ملکہ عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہیادر کھون حسین چند قدم پیچھے ہٹی سر جھکایا کہا ہوا سوسن بیان کرو میرے کان مین کہدو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج سر حسین سے لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اُٹھاکر ایک ساحر کو مارا اُسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین مُنھ کے بھل زمین پر گری تینون عیار نعرے کرتے ہوئے نکل گئے حیرت آکے پہونچی دیکھا گیر دوار کی صدا بلند حیرت گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہی وزیرزادیون سے کہا سامری جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی عیار مارپیٹ کر نکلگئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی بات ہی بیان حسین غصے مین اُٹھی ہی صرصر اُسی طرح پڑی تڑپ رہی ہی کہ حیرت آکر پہونچی صرصر چیخی ملکہ عالم دوہائی ہی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالایق میری ناک کاٹے لیتا تھا مین بیان آنکر بڑی بلا مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا حضور دیکھیے سارا منھ اودھ میرا تاج لے گیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکراکے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی اُٹھی کہا حضور آج تو مجھپر بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سُنکر نگوڑے تینون بھاگ گئے حیرت کو ستانا

آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھُس آتے ہین ہمارا کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اُس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور اب آپ جائیے مجھے نالایقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو بی بی تمنے پھر وہی باتین نکالین واسطہ سامری کا اپنی مان کو آجانے دو اُنکے سامنے چاہنا لڑنا یا جیسا حکم دین وہ کرنا میرے بڑی رسوائی ہو جگ ہنسائی ہو حسین نے نیچہ کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہین حیرت غصے مین بلبلی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزین گرد خاموش غصے سے چہرہ سُرخ کسی سے کلام نہین کرتی یہان عیاران اسلام آکر دربار فرخ مین پہونچے ملکہ فرخ کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذرا حسین کا تاج خواجہ اُتار لائے اسد نے پوچھا نا جان تاج ہم دیکھین عمرو نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہو ہر کارے جھوٹے ہین کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہی تدبیر مین عیاری کے گئے تھے نہ بن پڑی برق وچالاک بگاڑ آئے وہ ہوشیار ہوگئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور آپ ہوشیار رہین حسین آپ کی دشمن ہوگئی ہی عمرو نے کہا مین اُسکے باپ کا دشمن ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا خیال مین گذرا گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ مین ٹھہرنا بہتر نہین ہی عمرو دل سے یہ باتین کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہان حسین جو رنجیدہ بیٹھی آبشار جادو اُسکے لشکر کا سپہ سالار جوش وخروش مین سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہی حضور کا تاج عمرو لیگیا اگر حکم ہو دریا دلی دکھاؤن سارباں زادے کی آبرو مٹاؤن کشتی حیات کو ڈبو دون وام گرداب قہر غضب مین پھنساؤن حسین نے کچھ جواب نہ دیا مگر آبشار جادو نے دونون پاؤن زمین مین مارے مثل قطرۂ آب جذب ہوگیا اپنی موج مین زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہوکر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آیا جاتے ہی عمرو کو مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو پھولی بیٹھی ہی خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرما رہے ہین برق کہان گیا دیکھیے گنوار بنکر گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیان اُتار لایا ہی ڈھونڈھکے اُسکو لاؤ گرد اکثر ساحر کھڑے ہین ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہی اُستاد جانے دیجیے وہ بھوریا بڑا فیلیا ہی آئیگا ہم انگوٹھیان دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہین آپ لوگ میرے شاگرد کے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے ہوش رُبا مین آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہی بنک گھر مین بھیجدیتا ہی نوٹ بنوا رہا ہی ولایت چلا جائیگا وہان بیٹھکر مزے اُڑائیگا یہ باتین تھین کہ یکایک زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا باغیان وسارباں بانکے ملکہ حسین کے سر سے تونے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولہ لشکر پر مارا اندھیرا ہوگیا شکیل جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر مین آبشار جادو نے پنجہ دیا اُڑا لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگر آیا تھا

خواجہ عمرو کو اُٹھا کر لے گیا شکیل نے دیکھا کہ ساحر جل گئے یہ خبر لشکر مین مشتہر ہوئی خواجہ عمرو کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو ایسا نہو نا حاجان قتل ہو جائین مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ مہرُخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ ہوا خرد کلان دنی اعلیٰ از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ ابھی عیاری کر کے آئے تھے و ختر صنعت کو بڑی ذلت دی ایسا نہو قتل کر ڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین یا جان دینگے یا خواجہ کو چھوڑائینگے چالاک و برق آئے آکر سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب جانے کا ارادہ نہ کرین ہم پہلے جاکر خبر لے آئین فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف لشکر حیرت کے چلے لیکن آبشار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اگر سیدھا لشکر حسین مین جاؤنگا سرداران اسلام پیچھا کرینگے صحرا کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس چڑھکر پلٹونگا لشکر مین ملکے پہونچ جاؤنگا یہان حسین سحر ساز بیٹھی ہو کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آبشار جادو جا پہونچے عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کر سکا طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یا تو مکدر بیٹھی تھی یا ہنس پڑین کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا اب ساربان زادے کو قتل کر کے دل ٹھنڈا کرونگی کنیزین کہہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ توقف نہ فرمائیے نہین تو سرداران اسلام بڑا فساد برپا کرینگے سُنا ہو عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہان قید ہوا عمرو نے عیاری کر کے اُسکو رہا کیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہو اُنکے عقل کے قصور ہین یہان کیا آسکتے ہین ہین تو عیارون سے ڈری جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئے گا سحر و ساحری نہین مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو مجکو بی بہار سے ہی لوگ کہتے ہین کہ بہار کا کوئی مثل و نظیر نہین ہو دیکھنا دیوانہ بنا دونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین یہان کے سب سردار ڈرتے ہین مجھے کیا خوف کسی کا کیا ڈر ہین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی مان کی محبت مین چلی آئی جو دل مین آئیگا وہ کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو مادر مہربان آکر فرمائین میری بیٹی نے لڑائی فتح کی ذرا صاحبو بڑھکر دیکھو چاجان وہان سے تو لے نکلے بیان ابھی تک نہین آئے کنیزون نے کہا حضور ساحرون سے لڑائی ہوئی ہوگی لڑ بھڑ کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن آبشار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس پر آکے ایک مقام پر ٹھہرا عمرو بیہوش و مدہوش تھا ٹھہر کر مشکین باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کر کہا میان ساحر صاحب تسلیم عرض ہے مجھے آپ کہان لیے جاتے ہین آبشار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا لیجا کر تجھکو دار پر کھینچین گے

اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم اُسکے دربار مین یہ ہنگامہ ڈال دیا دل نازک پر صدمہ پہونچا عمرو نے کہا کہ حضور مین اس لائق ہون غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آبشار نے کہا تو ساربان زادہ عمرو عیار ہی جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور عمرو عیار کیسا مین تو بھچک ہون گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہین رہگئی یہ کہکے خواجہ گنگنائے تعریف مین اُس جا و دگر کے دو تین شعر نظم کرکے گائے اب تو آبشار گھبرایا عمرو کو اُسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا نہین تھا سوچنے لگا کہ ای آبشار بڑی خیر ہوئی دربار مین ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے گئے تھے عمرو کو پکڑتے دھُن مین گویے کو پکڑ لائے ہین کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی مین کہتا ہے لیکن یہ دھوکا نہ دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپکے میری بات کا یقین نہین آتا کل رات کو دربار مین ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تقابی مشتری کے ساتھ مین بھی گیا تھا بہت انعام و اکرام ملا بانٹنے مین جھگڑا پڑا گئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر ہوچکی کہ سب ڈھاڑی لڑے مرتے ہین ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا کر حساب بنوایا ہماری قوم کے ایسے حرامزادے ڈوم ڈھاری اُسپر بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پر مہر کردین تو حضور میرے پاس وہ کاغذ فُہری موجود ہی اُسمین دوانی چوانی سب کے حصے انعام و اکرام ملنا سب عام گھانس لکھا ہوا ہی اُسکو ملاحظہ کریجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیرین ملی ہین اُسکے فرمان موجود ہین اُسکو حضور ملاحظہ کرین ہم کوئی شہدے پچے نہین ہین حضور گاؤن مین چلے چلیے بنیے بقال سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے مین پہونچیگے سارنگی طبلے مجیرے کی آواز کان مین آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیون کا محلہ ہی اور جو حضور مجھپر کچھ زوال آئیگا سو بھائیون کا بھائی ہون کوس کوس کے سب کھا جائینگے ننھے ننھے بچے میرے ترمین گے ای حضور شبو ڈومنی میری جورو ہی سب رئیسون امیرون مین جاتی ہی کیسی عمدہ گاتی ہی حضور میرا نام تان توڑ خان شبو ڈومنی کا میان دس قدم چلیے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہی دو چیزین سُن لیجیے آپ کی لونڈی نے دو چھوکریان تیار کی ہین وہ بھی حضور خوب ناچتی ہین گھنٹہ بھر وہان بیٹھیے گا نہیں یہ مین یقین ہی حضور خالی نہ سُنین گے ایک کلوری کھاکے چلے آیئے گا آبشار گھبرا گیا کہا اچھا میان تان توڑ خان اپنے گھر پر مجھے بیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین مین اپنی جورو کو آپ کے سامنے نہین کرونگا پردے مین بیٹھکر گائیگی آپ مجھکو بڑے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے جورو کا نام لیا ہی آپ بیچین ہورہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا گانا بھی

سینئے فرے بھی اُڑائے آبشار نے سحر عمرو پر سے اُتارا سحر اُترتے ہی خواجہ اُچکنے لگے کودنے لگے کہا میان آبشار اب تمھاری موت آئی کہا میان تمان توڑ خان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے کہا حضور مین نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیون کے محلے مین جائیے گا مثل مشہور ہی ڈومنی کا یار سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوالینگی لیکن فرے بڑے ملین گے اب ٹپر پڑ باتین کرتے ہوئے آبشار کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین مین اپنا لوٹا پتیلی رہن رکھکر ے آؤن اب تو میرے آپکے یار نہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آبشار نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو رکھا دینگے آبشار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دیکھا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب اسکا بچنا دشوار ہی ڈومنیان سر ہلائینگی بھیجا کھائینگی ننگے ہوکے وہان سے آؤگے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پُرانی دھوتی بندھوا دونگا ننگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود اُنکا دوپٹہ پائجامہ بکوالو گے ہماری ڈومنیون کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت اُنپر نہ ظاہر کرنا میان آبشار خوش موچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے رُکا کہا لو میان آبشار ڈومنیون کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھ لو گھبرا کے آبشار نے منھ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے فرمایا ابے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرۂ عمرو

عمرو م کہ کلہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بختک بدا تر ببرم	تو بمجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبود و ساغر ببرم

جھٹکا مارا آبشار منھ کے بھل زمین پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا سب کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھکے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود چند سا حران لشکر حیرت ادھر آنکلے تھے یہ صدا سُنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگے جادوگرون نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاش قریب رہا ہی گھبرائے کہ یار وا اسکو کسنے مارڈالا ہی لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہان جنگل مین نرہے لاشہ اُٹھاکر روتے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین جمہ

بیچ کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے	آفت جان ہین یہ دل یا نو کنے ملنے والے
مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے	سانپ کا زہر وہ گیسو ہین ابھی گلنے والے
آہوے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے	

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے
آزردہ لیکے چلے دہر مین ناشاد رہے
مرنے والے جئین کو جہ ترا آباد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے

اوزمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام و سحر اتنا تو ہوا
در پہ حاضر رہون مدنظر اتنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا

پھر کھڑے ہوگئے مُنھ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہی
اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہی
گرمیان قہر کی ہین نور کی جالا کی ہی
حسن نے روشنی خورشید کی بیدا کی ہی

شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
غازہ مل لیکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھاؤ
سُنو اک خوشخبری مُنھ تو ذرا آگے لاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تمنے بناؤ

خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی نہین خوشبوے سر زلف دراز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
پاؤن تک تیرے جو پہونچے نہین ہمپایۂ ناز

کف افسوس وہی ہاتھ مین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھے ہمسے انداز
لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون شبہ و روز دراز
جان برسون سے لڑاتے ہین مسافر جانباز
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز

چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہی تو کبھی گالون کی
آنکھ کے تل کی محبت ہی کبھی خالون کی
ہنشین تجکو خبر کیا ہی مرے حالون کی
یہی سوزش ہی گرمی ہی اگر نالون کی

صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھونکے صحرا کی فضا ہی ہر صبح
اتحاد گل و بلبل کا مزا ہی ہر صبح
بار و رنخل ہین سب فکر خدا ہی ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح

رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام
اسکے آغاز کا اب تک نہ کھلا کچھ انجام

بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام | اُنسے کہدو جو زمین پر نہیں رکھتے دو گام

گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دور ہوا اس در سے دل پھر آتا | درد الفت نہیں افسوس کسی کو بھاتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا | نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا

مر گئے کیا غم و غصّے کے نگلنے والے

راتدن ہجر کے صدمے ہین بہت دل پہ سہے | یارب رحم ہو احوال مرا کون کہے
دونون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دو رات بہے | اشک باقی جو نہ آنکھون مین ہے تو نہ رہے

جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت و ثنا ہے آتش | قلب آتش نفسون کا نہ جلا ہے آتش
عرض کرتا ہے ذکی سُن لے ذرا ہے آتش | بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا ہے آتش

ڈھل چلے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

مغنی فغانے کہ آمد بجان | درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چونے | باحوال جسم یا باحوال کے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہو گلعذاران سرو قد سمن پیکران خوشرو و بصد شگفتہ و خندہ گرد اس ماہ آسمان خوبی کے جمع ہین یہی ہلڑ ہو کہ آبشار نے جا کر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیون ہوا کسی نے کہا حضور کہین لڑائی پڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بدمزاج ہین سب عیارون کو پکڑ کر لائینگے آپ کے ساتھ جس جسنے بے ادبی کی ہو سب کو سزائے کامل دینگے چالاک برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبون ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیر خواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر خود اُٹھی دروازے پر آکے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر ہو پہنچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہو بہ تو خوب چھیلے ہوئے ہین مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہی حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ ہیان سرکشی نہ کرو عیارون سے جان بچنا دشوار ہی وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہین گرد کنیزین حسین جلیسین مگر متردد و متوحش وزیرزادی نے سلام کیا کہا کیون حضور خیر تو ہی ملکہ عالم فرماتی ہین کہ عیارون کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے حسین نے

غصہ مین کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب میان آبشار جادو عمرو کو گرفتار کرچکے بلکہ قتل کیا ہوگا اور عیارون کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی جو بات کہتی ہین وہی کرتی ہین اب مسلمانون کی جان بچنا دشوار ہی خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا بیکار ہی یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہین حسین نے گھبراکر پوچھا صاحبو یہ کسکی لاش ہی سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آبشار جادو جنگل مین مرے ہوے پڑے تھے ہم لاش اُٹھا لائے یہ سنتے ہی حسین نے مُنھ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاؤ میرے چچا کو کس نے مارا جادوگرون نے کہا حضور ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ نگوڑا کپڑے بھی اُتار لیتا ہی ننگ خاندان قزاقون کا استاد بانی بنائے ظلم و بیداد یہ سُنکر حسین غصے مین کانپنے لگی کہا جاکر سب مسلمانون کو مارو ننگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگر نیاں ساحران زبردست حربہاے سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل ہوئی نفیر سحر کیون بجی کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے آبشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے جاکر عمرو کو پکڑا نہین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر جھلائی ہی لشکر تیار کیا برسر مسلمانان جاتی ہی لشکر تیار ہوگیا حیرت جادو گھبراکے ڈوڑی باہر آکے دیکھا حسین سحر ساز طاؤس پر سوار ہوچکی لشکر تیار ہوگیا علمہاے رنگارنگ کے پھریرے کھلے حسین کا قصد ہی کہ طاؤس اڑاؤن لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے ڈوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کردیا جس قدر ہم سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہی ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا اتبک اُسکی کمر مین درد ہی آبشار کی جان و آبرو پر نبی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام اراکین طلسم ہوش ربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہاے کس کا کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ اقوا سیاب سے مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہی اور بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور رہی تامل کرو شام کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف ملے گا ہنگامے مین کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبہ کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون غلامین کھائین ہمیشہ لڑبھڑ کر اپنی جانین بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہی انکے معاملات مین آفتاب عقل کو زوال سب صاحبان جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا بتاکے

کامل کردیا خانۂ دل ہرایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑتی ہو ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہو کس کسکو جواب دوگی ایک ایک پر کارۂ آتش یک ایک سرکش اس طرح جو حیرت جادو نے سمجھا یا حسین رونے لگی کہا حضور میرے دلکو بڑا قلق ہو میرا قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ نہ لونگی ملازم کہلین گے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیجدیا یہ تو ناممکن ہو کہ مقابلہ و مجادلہ نہ کرون لیکن شب کو طبل جنگی بجاؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے سمجھا کے لشکر کی کمر کھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اکڑتی ہوئی کانپ رہی ہو حیرت جادو واپس ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہو شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بی صنعت سحر ساز دفتر شکایت کے کھولینگی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون لڑنے دیا صاحبزادی چار انچہ یاد کرکے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہین جانتی ہین ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال مین یہ آتا ہو کہ شہنشاہ کو اطلاع کردون شاید وہ کچھ لکھ بھیجین چھوکری مان جائے شہنشاہ نے جسدن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا کہ ہم سمجھکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے مین نے سُنا ہو زال جادو بادشاہ قلعۂ تخت الشعاع کو طلب فرمایا تھا راز و نیاز حجرۂ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرۂ اول کا مالک مشعل جادو مصاحب سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے مین ایسی شرطین سخت ہین کہ شہنشاہ نے قبول نہین فرمایا راز دار زال جادو ہی خود شہنشاہ وہان تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشعل جادو کو لائینگے مشعل جادو آتے ہی سب کو جلا دیگا اسکو کوئی قتل نہین کرسکتا محبت سامری مین اُسنے اپنے کو دفن کرا دیا خداوندون سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی امان ملکۂ تاریک شکل کش خود فرماتی ہین کہ مین چلکر مسلمانون کو قتل کرون چیر پھاڑ کر سب کو کھا جاؤن مگر اُنکا تشریف لانا قاعدہ طلسم کے خلاف ہو اسوجہ سے اُنکو نہین لاتے حیرت جادو تو ان باتون مین مصروف ہی مشیرون نے عرض کی آپ ملکۂ صنعت کو لکھ بھیجین کہ صاحبزادی پر عیارون نے بلوہ کیا وہ مسلمانون سے کل ضرور لڑینگی آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا مین نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا ہوئے برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ مین نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ مین جاکر نامہ دے وہ آکے روکین گی یہ رائے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید کردی کہ خبردار راہ مین نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے ہین مین بیچ مین کہین نہ ٹھہرونگا نامہ

لیکر طیران ادھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز تخت پر آکے بیٹھی یکایک لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی مجلس ماہ بصد غرہ و جاہ دشت نجد فلک پر مصروف جستجوے معشوق ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہوم خانہ آراستہ ہو ہم برائے قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اُسی وقت نقارۂ زرمی پر چوب پڑی چرند و پرند ہر کارے لشکر اسلام کے فوج حسین بلین موجود تھے خبر بن لیکر بھاگے بیان ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر اسد نامور بصد سطوت و صولت و شکل یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہ سپہر عیاری آبشار کو مار کر تشریف لائے ہین ملکہ مہرخ نے خبر شکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوے بیٹھے ہین چہک رہے ہین ایک جانب مہتر برق و چالاک و ضرغام و مہتر قران و جانسوز بصد شوکت و شان حاضر دربار ہین ذکر لشکر حسین ہو رہا ہی ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو اُس چھوکری کا دعوی یہی نہین ہی صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہی صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہی خوب خوب سحر کریگی یہ ذکر ہو رہے تھے کہ جڑیان ہر کارون کی آکر پہونچین ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے نظم

اے شہر داد گرائے خسرو انصاف پرست	اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق	پرتو افگن ہوا گر روشنی طبع تری
برق آئینہ ہوا اور سنگ سیہ ہوا برق	مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہی	آفتاب ایک ترے تحفہ کا گر ہی ورق
ابر ہی گرچہ مثال نمد ندیدہ	گر تری برق غضب جھاڑ دے اُس پر حقیق	تو شتاب سے بھی جل اُٹھے زیادہ وہ شتاب
آگ لگجائے مین جو یرُ سکے نہ وے مطلق	ہووے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی	اور دشمن کو رہے تیرے صدا رنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کہنا نہ مانا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا قصد ہی ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہی ملکہ بہار جادو نے سُنکر اگر عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائین حضور کے اقبال سے اگر نگے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا ملکہ بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزون کو حکم دیا ہمارے خیمہ مین اسباب سحر جمع کرو اُسی وقت ملکہ نسرین عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش مسمن عذار سبکدوش اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چنستان مین آکر گلچینی کرنے لگین گلدستہ ہاے گل بصد تجمل درست کیے رشتۂ جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست بیٹھین اپنے خیمہ مین آئین دیکھا کنیزان رنگین مزاج سرو قد غنچہ دہن حاضر ہین بیچ مین چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض مین آب صاف و شفاف مطلو بہار نے غسل کیا ایک ساری آبدان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کا نور کے سانچے مین ڈھالا ہی ابرج نور مین ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد گشتہ بین

آگئین اب ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوے کبھی مینھ برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہاے طولانی درد ولت پر آراستہ ہین نخل جھومے بہت سے چمن ہاے طولانی تیار کیے جب زلف لیلاے شب مکر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار مین پھول پھیلا دیے درختون مین پھول کی بدھیان لٹکا دین یہ سامان کر کے ملکہ بہار جا دو پلٹین بستر ناز پر آکر آرام فرمایا کنیزین خدمتگزاری مین مصروف ہوئین لیکن حسین سحر ساز طبل جنگی بجوا کر اُٹھی کنیزون نے آکر خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسکے بھی باغ حسن مین بہار ہے آپ ایسی گل پیرہن سے آمادہ کارزار ہی یہ سُنکر حسین سحر ساز ہوم خانے مین آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے لیکن عیارون سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیئے دہ اژدہے قلابہ آتشین منھ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر مین نکلے کہ چلکر حسین کو مارین جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہین جو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد کرتا ہی اژدہے منھ پھیلا کر دوڑتے ہین پہر بھر کامل گرد خیمۂ حسین کے چرخ مارا راستہ جانے کا نہ ملا نا چار پلٹے ناگاہ باغ فلک سے گل خورشید پھولا گلہاے سیارگان مرجھاے شاخ کہکشان پھولی پھلی نسیم سحر مستانہ وار چلی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک بلندی پر تخت اپنا بچھوایا براے تماشاے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادۂ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے آکر پہونچا مرکب بادرفتار سے کود پڑا ساحرون کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ کے طور پر حکم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پر سوار پہلو مین صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوشان بصد عظم و شان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر یہ نامور ٹھہرا قلب سپاہ مین تخت مہ جبین جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذیہوش پشت پر کنیزین زرین پوش جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولون مین لدی ہوئی عروس شب اودل بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہرو حسین خوشخود دوایرے بجاتی ہوئی رنگ کی پچکاریان چل رہین اشعار بہار یہ گاتی ہوئین شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین × شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین ٭ اِدھر سے آمد حسین سحر ساز بصد سوز و گداز شعلے بھڑکتے ہوئے ملکہ ابر کڑکتے ہوئے حسین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت سے ساتھ لائی ہی

حسن مین بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جمائین آراستگی میدان کارزار ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کمکر ہٹے حسین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت جادو سے جا جا ہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی بی جاؤ تمھین پونے دو سو خداوندون کے سپرد کیا لقا تھا اگھان ہی لیکن بہت سمجھ بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسین نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی ابھی مشکین باندھکر لاتی ہون بدھیان پھولون کی بی بہار نے ہاتھون مین لئے ہین یہی ہتکڑیان ہین بیجائیگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اُڑا کر میدان کارزار مین آئی عجائب غرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب آیئے ذرا ہم سے چار آنکھین کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی دیکھین کسکا غنچۂ آرزو کھلتا ہی بہار گلعذار نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی ای سرو حدیقۂ کامرانی وای رنگ دبوے گلزار جنانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالہ امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدہا ملازم آپ کے موجود ہین وہ جاکر اس مغرور کو جواب دینگے آپ تامل فرمائیے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہی چوچکا نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار مین نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا ہمیشہ باغ حسن مین بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اسد غازی کو سلام کرکے میدان کارزار مین پہنچے حسین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا للکار کر گلدستہ اُٹھایا ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اُتاری پہلے گلدستہ حسین کا چلا بہار نے بدھی طرہ پھینکا سب نے دیکھا ابر تیرہ وتار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہوائے سرد کے چلے ابر سے بارش پھولون کی ہونے لگی سحر بہار و سحر حسین سے ہزارون طائران زمزمہ سرا پیدا ہوئے پر سے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرا ہوئے اُسوقت میدان کارزار مین عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسین نے دشک وی ٹھنڈی ہوا چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہون سے حسین و بہار چھپ گئین ابر تیرہ وتار نابود ہوا ایک باغ بیدرکا بنکر تیار ہوا اُسمین چمن ہاے طولانی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون سرو شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان و فرحان غنچون کی چٹک پھولون کی مہک باغ پر جوش بہار عروس چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزارہا عندلیبان خوشنوا بصد ناز و ادا ان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین اشعار رنگین

ہی آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق	پر تو ہی کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوشِ نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن — گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
ہر سرو قد غنچہ دہن ہر سیب چمن شان چمن — ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر — اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق
لب پر تبسم ہو کہ ہو جوش بہار موج گل — دندان پان خوردہ ہین یا نور سحر رنگ شفق
ہر جمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہو کہ وان — روشن دل و رنگین ادا نور سحر رنگ شفق
جام بلوریں مین ہو یون عکس شراب لالہ گون — ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے — کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق
دیکھے چمن مین برگ گل آلودۂ شبنم جو گل — خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق
ہو شوق کو بالیدگی ہو ربط کو جنبیدگی — کس رنگ ہون ملکر جدا نور سحر رنگ شفق
ساقی نے عشرت سے بھرا ساغر کہ ہو اس رنگ پر — آب و ہوائے جانفزا نور سحر رنگ شفق

عرصۂ دراز تک صدائین عندلیبان خوشنوا نے دین و رود و یوارست اس باغ نگارین مین بہار کا بند و بست اُس حدیقۂ نگارین مین صدہا نازنینان گلبدن خرامان خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار حسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسون طرازی کو دیکھکر ملکہ حیرت و مہنج وجد مین ہین ہر ایک حیران کہ بہار حسین یہ باغ بہشت آئین بناکر کہان مخفی ہو مین سب کی نگاہ اُسی جانب ہی ہر خورد و کلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہی یکایک گوشۂ باغ سے دف و دایرے کی آواز بلند ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین جو دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان مہ جبین زوٹہ سارنگی کا بلند بائین کی گمگ آسمان کو پہونچ رہی ہو سب ساز آپسین سازکیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش و خروش سازندون کے آگے رقص کرتی ہوئی دریائین پھولون کے غوطہ زن نازنین پُرفن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر اس غزل کی تانین مارتی ہوئی چلی آتی ہی غزل

جان ستم رسیدۂ من داد خواہ دل — دل آنچہ کردہ است بجان من گواہ دل — بستانم از کسانین دو عدد خونبہاے جان
دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل — یارب بدر وبے اثری نالہ جرس — گردید بہر قافلۂ اشک آہ و دل
دل گشت ناتوان و ندارم ز نظر — جز نوک خنجر غمزہ اش تکیہ گاہ دل — در برگ ہر گلے چمن رنگ حسن دست
صاحبدلان چو سر کنند از نگاہ دل — اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود — با صاحب حرم نہ رسی جز براہ دل
یکشب اگر بہ بزم خود م جاوہی چو شمع — روشن شود بجان تو روز سیاہ دل — دلدار حرف ناشنو و خلق سوی دست

گوئیم درجہان بہ کہ حال تباہ دل	سودا بگو کجا برود من زدست دل	باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہو کہ نرگس شہلانے آنکھین کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان خوشنوا مدہوش شمشاد پا بگل ایک سوشور عنادل سنبل کو پیچ و تاب سوسن کو کلام کرنے مین حجاب اُسی جوش و خروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی اے حسین سحر ساز بوے گل بنکر کب تک اس باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہو کیا خوب بتاتی ہو آؤ یہ اشعار آبدار سُن لو یہ صحبت یادگار رہی چار دن کو باغ مین بہار ہو تر و تازگی گل و لالہ دیکھ لو آگے باغ کی سیر کروگا نا سنو ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق ہین کسکی مجال ہی جو تم سے آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ جھپکاتی ہو آگے سوسن کی زبان دراز یان دیکھو وداع عروس چمن ہی آتش گل شعلہ زن ہی لالے کے دل پر داغ گل چین و باغبان باغ باغ ملکہ بہار نے غنچۂ دہن سے گل کلام اس حسن و خوبی سے پیشکش کیے جوانان چمن اکرٹنے لگے حیرت جادو نے کہا یارو بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ نا دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہی دیکھین کیا رنگ لاتی ہی سب اُسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشۂ باغ سے روشنی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین سحر ساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض دجھائے ہوئے سناٹے مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین آج نیا گل کھلا آپ باغ کی مالک ہین کیے مثل بوے گل بسین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلجائین بہار نے کہا تمکو کیا خوف و خطر ہی باغ مین آنے کا یہی ثمر ہی تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو شرمندہ نہو ناامنسی مین نہ رونا یہ سُنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیچے کھینچا چار سو کنیزون نے خنجر کمر سے نکالے حسین نے جھوم کر قصد کیا نیچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا رنگ سحر بہار جم گیا حسین گلا کاٹنا چاہتی ہی یہ کہکر ایک دستک دی اے طیران جلد حسین سحر ساز کو حیران رنگ سحر بہار مٹا دیکھا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری اوحسین ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولہ نکالکر باغ پر مارا باغ جلنے لگا غنچون نے زبان بند کی آتش گل بھڑکی عندلیبان خوشنوا ایسی بھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین کبسوے سنبل کو پریشانی نرگس بیدماغی ہر ایک چشمے سے خون اُبلا حباب چشم گریان بنگئے آہ آشفتہ سے بلبلون کے کلیجے چھن گئے یا تو وہ باغ پُر بہار تھا جھونکا ہوائے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہوگیا غبار

بلند ہوا سب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہو گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہوا سے گرم چل رہی ہو شاخ نخل آزر وجل رہی ہو وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض اُنکے مرجھائے مثل برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہو بہار نے آواز دی اوچھو کری حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جو روا فراسیاب جادو کی ہو ہزار رنگ اسکے قبضے مین ہین گلا کاٹنے پر آمادہ تھی اُسنے طائر سامری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لاکھ سا حر لیکر آئی ہو سب ساحر گوے ترنج ظریح ہاتھ مین سنبھالکر دور پڑے حیرت نے اب بھی پکارکر کہا کہ اے حسین بس پلٹ آؤ نہ مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہو اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہو جب آمادۂ کارزار ہوتی ہو زمین سحر مین بس بوتی ہو خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا ڈالے شہنشاہ کو بڑے بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اُس مقام خزان کو چھوڑا لشکر کو اُسکے آتے ہوئے دیکھا مثل باد خزان باغبون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ سرخ موے کا کلکشا کنیزان بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران گرامی بہار کے نام پر جان دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ حسین کو مار ڈالین گے اُسنے بھی لشکر کو حکم دیا مصور جادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ مہرخ نے للکارا او مصور تو بڑا سچیا ہو ہمیشہ جو تیان کھاتا ہو پھر لڑنے آتا ہو ایک جانب سے خورشید زرین سحر چمکا حدت آفتاب کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین نکالین جب مقراض سے تصویرون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر گر پڑے بہار نے پلٹ کر دیکھا مصور نے ٹہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہو حقیقت مین اُسکے سحر سے ساحرون کا قلب تھراتا ہو بہار نے چاہا طرف مصور کے پلٹون کر دیکھا حسین بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہو باغبان قدرت مصور پر جا پڑا بہار حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ بیچ مین آجاتی ہو حسین کو بچاتی ہو نتین کر رہی ہو ارے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہو حضور بے بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تھا صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی اُسنے بیدردی سے قتل کیے اُدھر سے ٹرنی بڑھی ملکہ زیور محل نشین آتی ہو صورت نگار نے اُسپر گولہ مارا زیور ہنسی پکارکر کہا بی صورت نگار تجنے بھی سحر سیکھا یہ کہکے اُٹھا کے گولہ مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپ کر گری سرخی ہوا کنیزان صورت نگار پر زیور جا پڑی بی صورت نگار کی پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا دشت بجد کا رنگ دکھا دیا جسپر جا پڑی

اُس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو پھونک یا کسی پر تیور ڈالے نگاہ سے برق چمکائی کسی پر بجلی اُتار کر پھینک ماری ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلا دھار پانی برسا سیکڑون غرق دریائے لعنت ہوے کبھی ہاتھ سے کڑا اُتار کر پھینکدیا صدہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا نفس در قفس پیچیدہ زنجیرون پہنے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا ٹکرا کے مرتے تھے خانۂ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا دانۂ زنجیر زہرہ مار تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محل نشین نے تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو قتل کیا کیا لطف سے سحر کر رہی ہے پلٹ کر وزیرزادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہوے دیکھو آثار سحر زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر لڑونگی کس کس کو روکون کس کس کو ٹوکون مین چاہتی ہون اس چھوکری کو بچالون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے پلٹی تھی کہ سامنے سے باغبان کا نعرہ ہوا حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جو رو کی مدد کو بڑھا پکارتا ہوا ہے ہے بی بی یہ کیا غضب ہوا سر تمھارا کس نے زخمی کیا اُسکو زندہ نہ چھوڑون گا صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو مجنون بنا دیا میان تم اُسکے سامنے نجا نا ہیلی زلف کھلی ہے اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود جلالت آئین نگاہ مین سحر کی بھری ہوئی ہے مصور نے کہا بی تمھارا بد لا ضرور لونگا زیور کی نگاہ پڑی للکارا او مصور شہنشاہ داؤد کو دعا دے تجکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا نانے والے جو آتے تھے پاؤ بھرا ناج دیتے تھے آمین تیری بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہی جاگیر وغیرہ دیدی تجکو بازار رس کیا آج ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہی تصویر کھینچ دیکھ تو کیا نقشہ ہی مصور نے تصویر زیور جھولی سے نکالی زیور کی جانب پھینکی زیور نے کڑی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہو کر زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خمار کے سامنے مصور کے آیا للکار کر آواز دی کیون بے لونڈے ہمارے مالک سے لڑتا ہی آ مجھسے تو مقابلہ کر مصور نے موقلم پھینک ماراز یور نے اُسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے پہونچا کئی سحر مصور نے کیے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی دریاے خون مین نہا گیا لیکن ٹنڈ کا مصور پر جا پڑا اب مصور نے تیغۂ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے تیغہ چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہی زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر چمن سحر مین قید کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چرخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحراے ہولناک کا راستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ پیٹنے لگے دوڑے ہوے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو و باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اُسنے باغبان کو زخمی کیا کہ ایک جانب غل ہوا دیکھا صاحبان

مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمایئے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ منکا ڈھلا ہوا ایک زنگی دوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہی صورت نگار زرخمدار کھڑی پیٹ رہی ہی حیرت گھبرائی پکار کر کہا مرشدزادے ہم سب کو ذلیل کراتے ہین یہ کہکے غول سے نکلی للکارا اور زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہی اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحراے ریگستان کو طے کر چکا ہی نخلستان مین جا کر غائب ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولہ اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی اے غلام سامری مرشدزادے کو بچا لے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تیلہ پیدا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی تیلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغہ کھینچکر تیلے پر جا پڑا جی داری کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تیلے نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے مین سے ہاتھ نکالکر سر کو بتایا کر سر پر ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے جلکر خاک ہوا مصور کو اُس بہیوشی مین تیلے نے اُٹھا لیا کاندھے پر ڈالکر لے بھاگا آسمان پر جا کر غائب ہو گیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر مین ہین لو محل نشین کے مبتلا تھے مین نے صدمۂ عظیم اُٹھایا کسی سوکوس سے غلام سامری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس اُفراسیاب جادو کے پہنچائیگا وہ آب دیدہ سحر کے چھینٹے دینگے تب انکی آبرو بچیگی زیور محل نشین نے پکار کر کہا اے حیرت شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہین نہیں خدا وند کہلاتے ہین ذرا سے شعبدے مین چت ہو گئے کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے انکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہی حیرت جادو طرف زیور محل نشین کے چلی فوجین ملی ہوئی ہین سحر ہو رہے ہین آگ برس رہی ہی صدہا آتش سحر مین جلے ہزارون پانی سے ٹھنڈے ہوئے

نقیب نیرنگ دنیا مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

سمجھ نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ آسمان لاکھون طرح کا غمی ہی	سنبھل کے لازم ہی چلنا یون رکھنا کہ آسمین ٹھوکر قدم قدم ہی
رہا نہ کوئی نہ یان رہیگا سبھون کو چلنا وہان پڑیگا	کوئی ہی آگے کوئی ہی پیچھے ہی ایک دان رہرو عدم ہی
یہ چند روزہ ہی دار فانی حباب آسا ہی زندگانی	کبھی ہی رنج اور کبھی ہی راحت نا چلن اسکا دمبدم ہی
یہان نہ داراہ ہی سکندر نہ ہی فریدون یہان جم ہی	مسافر اُٹھکے ہوا ٹھومقام فردوس ہی ارم ہی
بہاس اُرایش و تنعم یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہان ناز اور نعم ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھون کے نیچے پھر گئی لذت حیات دو روزہ آنکھون سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہی تڑپتی پھرتی ہی ہر ایک سردار سے مقابلہ کیا ناگاہ سر اُٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی شیرانہ رستمانہ فوج ساحران مین گھسا رہا ہی

صندلان صندلی پوش صرف جان نثاری ملکہ گوہر جادو عاشق صندلان صندلی پوش رکاب اسد نامدار پر ہاتھ رکھے ہوے سحر ساحرون کا دفع کر رہی ہی ایک جانب شاہزادہ شکیل فرزند دلبند ملکہ مہر رخ سحر کر رہا ہی جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا بھڑکا اُس ساحر نے چاہا طلسم کشا کو بڑھکر گرفتار کرون شکیل نے بڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا یہ جانباز سرفروش قریب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین ملکہ حیرت جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہی اہی حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہی اُسپر یہ جرأت و شوکت دریاے فوج ساحران مین غوطے مار رہا ہی کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر اُٹھایا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پر گرز گران سنگ آسمان رنگ شست پہلو کا وار کیا جسپر گرز پڑ گیا پارا اٹھا ہو کر رہ گیا جی مین سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کردون اسد نامدار کو بڑھکر ماردن یہ سوچ کر اسطرف سحر کرتی ہوئی چلی اسکا سحر قیامت ہی کون روک سکتا ہی چہرہ پر عقاب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب پھول سے عارض گرمی آتش سحر سے کمھلائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر سارا دوپٹہ افشانی معلوم ہوتا ہی اول اول گوہر جادو نے بڑھکر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا بی گوہر جادو تم کیون اپنی آبرو کے پیچھے پڑی ہو کبھی کسی ساحر سے لڑی ہو یہ تقریر مسلسل حیرت کی سُنکر گوہر نے بڑھکر سحر کیا حیرت نے ابرو ہلائے خنجر چمک کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہر چند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو پر مطلب کو حیرت کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر مین آئی ہی یہ شیر دلیر ہین اس روباہ صفت سے کیا منھ پھیر لیگے غضب ہوا نعرہ کرکے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگا کسی سحر کیا حیرت کب باتی ہی کڑی نگاہ ڈالی چھریان چل گئین برق گری سر شکیل کا زخمی کیا دور سے یہ ساحرون کو دیکھا کہ حیرت اسد نامدار پر جاتی ہی اسد نامدار خود نعرہ کرکے چلا ہی سُرخ موے کا کلکشا وغیرہ بھی چلین للا خان حیرت نے بلوہ کیا اُس مقام پر گولون کے دنانے ترچ سحر کے ناٹے کمین آگ برسی کہین دریا لہرایا کہین تیرون کی بوچھار کہین برق شمشیر چمکی کہین کمانون کی کڑک شعلہ ہاے آتش کی بھڑک گھوڑے کو تل بھاگتے پھرتے ہین سوار مرکبون سے گرتے ہین پیدل پرے جائے ہوے ڈرنے پر آمادہ کمر جمع ہمت ارادے درست ایک کو ایک کی شرم دریاے آتش مین کود پڑنے پر سرگرم لاکھون کا کھیت ہوا حیرت یہی چاہتی ہی کہ ان سبکو ہٹا کر اسد غازی پر گردن پنجہ کرین دے کر نکلون اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی سحر سے زمین کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو مہلت پائی بہار کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ مین براے مدد اسد نامدار جاؤن دور سے دیکھ رہی تھی

کہ سب سردار اُسی مقام پر مصروف جنگ وجدل ہین حیرت جادو کی زلفین عنبرین پر مل ہین کہ آواز آئی ای بہار کہان جاتی ہی منم ملکہ حسین سحر ساز تو نے سر میدان مجکو ذلیل کیا مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جادو رہو کیون شاتین آئی ہین حیرت جادو نے تجکو بچا لیا اس مجمع مین چل سب کے سحر کے امتحان ہین حیرت جادو طلسم کشا کا قصد کر رہی ہی دیکھ ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہین بادشاہ طلسم ہوش رُبا کی جورو سے سرگرم کارزار ہین اہالیان طلسم ہوش رُبا مکار و غدار ہین زمانے مین ہر روز انقلاب ہی زلف لیلائے شب کو پیچ و تاب ہی بہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر لیجا بہشیاری	کہ خواب پاسبان ہی گرگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھین جون صدف کب بر نیسان پر نظر رکھین	عطا اُسکی نہ باندھین گانٹھ جو دریا کہ ہین جاری
نہین روشندلون کو دست روزی زمانہ مین	کہ مہ کو نان گاہے پاؤ گہہ آدھی گہے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لبان پیری کے عالم مین	پڑی ہی آتش یاقوت سے پنبہ مین چنگاری
نہ رکھا داغ دل نے تن بدن میرے کچھ مجھ مین	بغل کے چور کی جیون شمع کب تک ہو خبرداری
مدار زخمی تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے	نہین مرہم پذیرا ی یار جسدم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہون سودا کر لیتے ہین	جان جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کہا ناصح نہ بنو کچھ سحر کرو کمال دکھاؤ لڑائی سے منھ نہ چھپاؤ فوجین آپسمین مل گئین کنیزان بہار نے بڑھکر پیکاریان مارین کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئین حسین سحر ساز نے گولہ نکالکر فوج بہار پر مارا اُن پانچ کنیزون کے سر پھٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا لے کر آئی ہی یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر بڑھین لیکن دیکھا جس رنگ مین مین نے اسکو پھنسایا تھا اُس پہلو پر اب نہین آتی کئی گلدستے بہار نے مارے حسین سحر ساز نے پھول نہ برسنے دیے طائران زمزمہ سرا کی زبان بند کر دی صدہا طائرون کو کباب کر کے گرا دیا صدہا تخل جلائے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہی آتش خوئی شعلہ مزاجی دکھاتی ہوا دھر دور سے حیرت جادو نے دیکھا ہوائے سرد جیسی دم مسیح نفس آئی ارے کہکے پلٹی دیکھا بہار و ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑ گیا یا تو تدبیر گرفتاری اسد نامدار مین لڑ رہی تھی مغزہ کرنے لگی ای حسین خبردار میرے پاس جلی آ اُس سرد گلزار ظلم و بدعت سے مقابلہ نہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی تیر کھینچکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونون مین تیر چلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہین کھاتی جب

حسین نے ہاتھ مارا ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے بہار کو گھیرا بہار مثل بوے گل اُس باغ آتش بہار سے نکلتی ہو شاخ تمناے حسین جلتی ہو جب دس پانچ وار اُسنے کیے سپر بھی کئی مرتبہ بہار کی کٹی ابکی جھپٹ کر جو نیچہ حسین نے مارا بہار نے بجاے سپر گلدستہ اُٹھا دیا گلدستہ کٹا بوے خوش آئی حسین جھومی بس بہار ماہ رخسار نے نیچہ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کو اُٹھا دیا لیکن مبہوت ہو چکی ہو نیچہ ٹپرا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سر تن سے قلم ہو کر حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نعرہ کیا منہم بہار گلعذار طائرون نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اُٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام حسین سحر ساز بد کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا یہان تو یہ ہنگامہ برپا ہی یعنے لاشہ حسین تڑپ رہا ہی سنگ باری برف باری ہو رہی ہوا ہا لیان فوج حسین جا بجا ہین گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہی

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہونے ہین

اِس گلستانِ جہان مین کیا گل عبرت نہین — سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین
علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین — وہ فلاطون ہو تو اپنی قابلِ صحبت نہین
خواہ پھرتا ہو فلک اور خواہ پھرتی ہو زمین — پر ہمارے واسطے یان منزلِ راحت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل — ہوتا وا بے شور و دا ویلا و وا حسرت نہین
مُنھ مین گر پانی چوا دے یار اپنے ہاتھ سے — مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
ہی نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان — جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین
کھا کے زخمِ تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر — کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار — ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہو دشتِ عدم — روز گر کیجیے چہل قدمی مگر فرصت نہین
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان — ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین
ایک دل اور اس پہ اتنے بار غم اللہ رے — اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین
ذوق اس صورتکدے مین ہین ہزارون صورتین — کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہین

ذکر کر چکا ہون حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت سحر ساز مرگھٹ پر قصر سحر بنانے مین مصروف ہو پلٹکر بارگاہ مین آئی ظلمات سے کہا دودن کی مشقت اور

باقی ہو دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانون سے لڑتے ہین عیارون کی کیا مجال جو ہم تک آسکین خاک مین ملا دون گی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دنگی کہ آسمان پر برق چمکی طیران جادو نے آکر نامہ ہاتھ مین صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اُڑ گئے گھبراکے پوچھا طیران خیر تو ہے مین ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہون ایک لمحہ کی مجکو فرصت نہین طیران جادو نے کہا نامہ تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہو جائے گی صنعت نے گھبراکر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز و عیاری عیاران اسلام دآمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب حیرت نے لفظاً لفظاً لکھا تھا صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھراگئی کہا لو صاحبو جو چھو کری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک صندن ہے کسی کا کہنا نہ مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے مین اُٹھی سحر کرکے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ کیسو کشا نے پکار کر کہا حضور لشکر کو لائین صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سردار چلے صنعت نے لاکھ جلدی کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت سحر ساز نے دیکھا کان مین آواز آئی کشتی در انام من حسین سحر ساز بود دلیٹ کر ظلمات سے کہا لو صاحبو غضب ہوا ہاے مین لپٹ گئی یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کڑکی اسوقت پہونچی جس طرح تحریر کر چکا ہون لاشہ حسین تڑپ رہا ہے کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسا دیے گرد لاشہ حسین ہزارون کنیزون کے لاشے پڑے ہین صنعت نے وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ حیرت خوب رفاقت کا ہمکو فرمایا اس گلعذار کا غنچۂ آرزو نہ کھلا ہاے آپ نے بھی نہ روکا ملکہ تو مثل آئینہ حیران مثل زلف پریشان اتنا جواب دیا کہ اے صنعت مین ناچار تھی میرا کہنا صاحبزادی نے نہ مانا مین نے بہت کوشش کی قضا نے اسکا دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور ٹہین معاوضۂ خون حسین مین آگ لگا دونگی یہ کہکر ملکہ صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گری جھول سے روئی کا گالا نکالا خوب روئی دکھائی چند قطرے پانی کے اُسپر ڈالے اُٹھاکر پھینکا لکہ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا کئی ہزار ساحر صنعت سے جلے اُسی حال پر ملال مین جھومتی ہوئی سامنے ملکہ بہار کے آئی کہا او بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مارا تجکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے کیا لڑائی مین پان پھول بٹتے ہین جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھلجائے گی بہار سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت وغیرہ نے وہ ابر برسا لیکن صنعت بہار جادو پر جا پڑی بہار نے نتیجہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے سر آگے بڑھا دیا بہار اس اسرار سے آگاہ نہ تھی نتیجہ بہار نے تاج صنعت کا ٹا سر پر اوچھا ساز خم آیا

سر سے فوارہ خون کا نکلا قطرہ ہائے خون صنعت بہار پر پڑے بہار لہرا کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار جادو ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر بچھایا تھا اُس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اُس قفس آہنی مین بند کیا لاشہ حسین کا اُٹھایا ظلمات وگیسو کشا وغیرہ بھی پہونچ چکی تھین قفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر اژدر پر ڈالا پکار کر آواز دی کہ بی مہرخ دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہون سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجکو صنعت سحر ساز نہ کہنا ہر چند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رُکی مثل شعلۂ جوالہ بلند ہوئی لڑتی بھڑتی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ مین آکر ملکہ مہرخ پہونچین خواجہ عمرو بھی آئے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ صنعت سحر ساز سے بگڑی اُلجھی حسین کو بہار نے مارا لیکن بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیارون کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا مین جاکر خبر لاتا ہون عمرو بیقرار ہوکے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کرکے پہاڑ پر کے نگاہ اُٹھائی دیکھا رگھٹ پر صنعت نے ایک قصر عالی بنایا ہے تین لاکھ فوج فروکش ہے ایک سمت ایک مکان بہ طور زندان خانہ آراستہ کیا ہے اُس مین لوہے کی سلاخین لگائی ہین عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بہ صورت عندلیب اُسی مکان مین چھوڑ دیا بہار اُس مکان مین جاکر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے بہار سر ٹکراتی ہے لیکن وہ نہین ٹوٹتین اور گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو گھبرائے کہ اس نشان سے کچھ مراد ہے پہاڑ سے اُترے قصد ہوا داخل لشکر ہون دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی اُتار کے لکیر کے اُس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا تھا عمرو نے کہا بھا گھسیارے گٹھا یہان رکھدو ایک کام ہمارا کردو انگوٹھی ہماری پڑی ہے اُٹھا کے لاؤ ہمین دے دو ایک روپیہ ہمسے لو پھر جاکے اپنی گھاس بیچنا بال بچون مین چین کرنا اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا میان بڑے بھوے ہین جلدی سے گٹھا اُتار کر سر سے رکھدیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری ہمین لاکر دو ہمارے پانون مین درد ہے اسوجہ سے وہان تک نہین جاسکتے روپیہ نکال کر دکھا دیا گھسیارے کے مُنھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہوکے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کرکے لیگئے خواجہ عمرو وہان سے بھاگے سامنے صنعت کے جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہے کیون ادھر آیا گھسیارے نے کہا ایک میان نے روپیہ دینے کو کہا تھا مین جو یہان آیا گر پڑا صنعت ڈری

کہ کوئی عیار نہو میان گھیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گئیان اب کبھی نہ ادھر آؤنگا سوائے گھاس کھودنے کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا صنعت نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا عمر واسکو دم دیکر پھسا گیا صنعت نے کہا صاحبو سُنا تمنے ساربان زادہ آیا تھا گھیارے کو پھسوا کر چلا گیا مین سمجھی تھی عیار دھوکے مین چلے آئینگے یان دھرے جائینگے لیکن ساربان زادہ ارسطو فطرت نقمان حکمت ہی لاشہ حسین کا جلوایا ظلمات جادو سے کہا تم خدمت مین ملکہ حیرت کی جاؤ کہنا حضور طبل جنگی بجوائین مین وقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فرداً فرداً سرداردن کو گرفتار کرونگی ظلمات جادو بموجب حکم ملکہ صنعت سحر ساز طاؤس پر سوار ہوکر چلی یہان خواجہ عمر دبارگاہ ملکہ مہرخ مین آئے سب واسطے بہار کے مکدر ہورہے ہین خواجہ عمر و جو آئے سب خفگفتہ ہوگئے کہ کوئی صورت رہائی بہار نکلی ہوگی عمر و بے اختیار رو دیا کہا ہی سرداران نامی بہار کی اب رہائی دشوار ہی صنعت سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہی اندر لشکر صنعت کے کوئی نہین جا سکتا خدا نے مجھکو بچایا ایک گھیارے کو گرفتار کرا کے چلا آیا تمام کیفیت عمر و نے سامنے سرداردن کے عیاردن کے بیان کردی اور عمر و نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی قصد جانے کا نہ کرے جو جائیگا حصار سحر مین پھنسے گا تمام سرداروں کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ نے کہا پروردگار بدعت صنعت سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا حسین کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا سحر مین وہ ہمیشہ سے کامل ہی اسمے افسونگری کی عامل ہی یان تو یہ چرچے ہورہے ہین لیکن برق چمک کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے خبر لاؤن کوئی تدبیر صنعت سحر ساز پہونچنے کی نکالون یہ سوچتا ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ

حیرت جادو کے روانہ ہوا لیکن دل سے کہتا ہی انجام بخیر ہو

دو کلمۂ داستان حیرت بیان افراسیاب کہ باغ سیب مین داخل ہی بیان ہوتے ہین

یہ عجز و امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اُسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہو کیونکر ہی مژدہ قتل دشمن کا
کہ ہر گھر مین لیے شمشیر وہ رہتا نکل آیا

ستم ای گرمی ضبط فغان و آہ چھاتی پر
کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا

کیا زیر بخیر مجکو چارہ گرنے کن فون مین جب
عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پروا نکل آیا

نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھین
سُنا مغرور ہی مضطر نکل آیا نکل آیا

ہمارے خونبہا کا غیر سے دعویٰ ہی قاتل کو
یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا

کوئی تیرا اُسکا دل مین گیا ہی کیا کہ آنکھون سے
ابھی رونے مین اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا

دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پی گئے آنسو
کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا

خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
یہی ارمان اک مدت سے جی مین تھا نکل آیا

بہت نازان ہی تو اے قیس وحشت پر دکھا دونگا
کتابون مین کہین قصہ جو موسن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہو لوح کا انتظام کرکے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا تو تلہ فولادی مرشدزادے کو گودمین لیے آتا ہی افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کرو مین تو تلے نے لاکر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا اے غلام سامری خیر تو ہی مرشدزادے کس بلا مین تھے جب تم پہونچے تلہ نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زریور محمل نشین مرشدزادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکۂ عالم نے مجکو پکارا مین وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مارا مرشدزادے کو لیکر نکل آیا وہان میدان مین لڑائی ہو رہی ہی یہ کہکے تلہ رخصت ہوگیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ مین بہت ذلیل ہوا زریور نے مجکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشدزادے نہ گھبرائیے آپ اگر سنبھل کر سحر کرین تو کوئی دنیا مین آپکا مثل ہی آپ کے بزرگون نے سب کچھ تعلیم کیا ہی ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ مابدولت گھبراتے ہین بڑی خیر یہ ہوئی ہی کہ جورو ہماری ہمکو سنبھال لیتی ہی بڑی محبت رکھتی ہی صبح کو دودھ پلاتی ہی سردی مین مچھلی کے سرکا شوربا پلاتی ہی مجھ مین بڑی طاقت آجاتی ہی افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشدزادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب مفصل بتائیے مقابلہ کس سے پڑا ہی مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے مقابلہ پڑا ہی نام بہار سُنکر رنگ اُڑ گیا افراسیاب متغیر ہوگیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اُسکا دشوار ہی فوراً صرصر کو بھیجا کہا اے صرصر جلد جاکر خبر حسین سحرساز کی لاؤ بہار سے مقابلہ مین کیا گذری صرصر نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی مفصل خبر لیکر آؤنگی صرصر نے بانداے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا کہ چلون کہ ایک جادوگر نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پڑھتے ہی مُنہ بنایا مصاحبون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین قتل ہوگئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کرکے لیگئی بڑی بدعت سے قید کیا اب آمادۂ حرب پیکار ہی سب سامان تیار ہی صرصر سے کہا تامل کرو خبر مابدولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چندعرصے مقابلہ ہو کسی ساحر زبردست کو بُلاکے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایک دن مین خاتمہ کردیگا حسین نے جاتے ہی بگڑی اُلجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہی حقیقت مین وہ بلاے روزگار ہی لیکن حیرت کو سمجھا دیا جاے کہ

مقدمہ مین صنعت کے تم دخل نہ دو دیکھو اُسنے کیا گذرتی ہی مشیران سلطنت مین ایک سا حرار چنگ جادو بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ مجکو حکم ہو مین جاکر ملکہ عالم سے کل کیفیت بہ تصریح عرض کرونگا افراسیاب نے ارچنگ کو قریب بلایا کہا ای ارچنگ اگر ہوسکے تو اپنے تئین پاس مخمور کے پہونچاؤ اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی صنعت آمادہ حرب و پیکار ہی سحر و ساحری مین بلاسے روزگار ہی اُسکے مقدمہ مین شہنشاہ نہ دخل دیسکین گے کہ دختر بلند اختر اُنکی قتل ہوئی کیا کیسے سمجھاؤن پس تم اس زمانے مین نکل آؤ مین مختاری خطا معاف کرو ونگا ارچنگ نے کہا مین ضرور تا بہ مخمور پہونچونگا میرے انکے مدت سے رسم و راہ ہی مجکو عم نامدار کہا کرتی تھین مادر مہربان انکی ملکہ اسرار جادو کہ خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئین جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر مہمان بلاتی تھین ہر مقدمہ مین سرفراز فرماتی تھین مخمور میرا بہت لحاظ کرتی ہی مین بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت مین حضور کے لے آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی مین گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بُری طرح پیش آؤنگا افراسیاب نے کہا ای ارچنگ کیا کہون جو کچھ فراق مخمور مین میرا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی راتون کی نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی مین ملاقات ہو جاے میری جانب سے عرض کرنا

ای محبوب جانی ای یار جادو دانی نظم

آنانکہ بدست تو دل زار فرو شند — صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فرو شند — اگر چہ ترا نیست بجانت کہ دگر بار
عشاق ز جنس دل اگر عار فرو شند — ما صورت و اندیشہ دل چہ بگویم — چون مرغ اسیرے کہ بیازار فرو شند
نوبت نہ گرہ بند چہ کند شیخ کہ رندان — تا کنده زتن خرقہ بیازار فرو شند — گر لذت دردکف پارا کنم اظہار
ہر خار بنرخ گل و گلزار فرو شند — اندیشہ زکالاے وکالین بیان کن — اینہا ہمہ یکدست خریدار فرو شند
تا پوس زاقرا مشو دل کہ خریدار — چیزان چہ شود جنس بہ انکار فرو شند — از خوبی سود اچو زدوم حرف بفرمود
یا للہ کہ صاحب چہ قدر بار فرو شند

ارچنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرائین مخمور میرے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی مین خواہ بخوشی خواہ بناراضی حضور تک اُسکو لے آؤنگا افراسیاب نے کہا اگر مجھ تک آجائے مین سب نشیب و فراز اُسکو سمجھا دون کہ اب ان سب باغیون کا بچنا دشوار ہی صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہی کہ دفعہ جسکا ناممکن ارچنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہی حضور یہین تشریف رکھین مین مخمور کو لایا یہ کہکے ارچنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اُسوقت ملکہ مخمور سرخ چشم اپنی بارگاہ مین تشریف لائی ہی انیسین جلیسین جمع ہین گرفتاری بہار کا ذکر

ہو رہا ہو ملکہ مخمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف و خطر ہو صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کو اسلے ضرر ہو بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کر کے لیگئی مین نے قصد کیا لیکن اُس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت مین بہار کو گرفتار کیا لشکر مین بہار کا کوئی ہمسر نہین ہو جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے برحال دیگران کون اُس سے ہمسری کریگا اس زمانے مین اُسنے سحر کو بہت زور دیا کئی مہینے سے مرگھٹ پر سحر جگا رہی ہی ہم لوگون کو ایک لمحہ لڑائی سے فرصت نہین حصول کمال کی مہلت نہین اہی گل اندام دل گھبراتا ہی جی مین ہی جا کر ایک نظر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھ آئین اُس جری بہادر کو یہان کی کیفیت سُنائین گل اندام نے کہا حضور راہ کوہ عقیق بند ہی اُسی صحرا کی جانب صنعت نے قصر سحر بنا یا ہی آٹھ پہر نگہداشت مین مصروف ہی کنیز ایک کا رضروری کو گئی تھی اپنی آنکھون سے دیکھا پانچ کوس کے گرد مین اُسنے حصار سحر کیا ہی راہ گیر تک راستہ نہین چلسکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے کئی قریہ اُسنے غصہ مین پھونک دیئے یہ سُنکر ملکہ نے آہ کی کہا اہی گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارۂ جمال محبوب بفصیب ہی منزل دور و دراز تصور سے بہت قریب ہی بقول شاعر فرد منزلون ہی یہان سے خانۂ یار ۔ شوق کہتا ہی دو قدم بھی نہین ۔ دیگر

سینہ پہ نقشۂ رخ روشن بنائین گے	دل کو چراغ وادی ایمن بنائین گے	مرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائین گے
ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائین گے	رکھین گے دل مین یاد وہان و میان یار	سینے کو راز غیب کا مخزن بنائین گے
فالان قبون کے جور سے ہون کر بدرگ	ناقوس ہڈیون کے برہمن بجائین گے	ڈورا ملا جو اُس بت قاتل کی تیغ کا
زُنّار سے گلے کا برہمن بنائین گے	وہ مے پرست ہون کہ پس مرگ بادہ خوار	شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائین گے
سیکھین گے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون	گر آپ مار زلف کو رہزن بنائین گے	واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل کے
نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائین گے	دکھلا کے دانت اپنے جلائینگے خوب سا	اسطرح مومیون کا وہ منجن بنائین گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مستی لگائے زمین	گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائین گے	بعد فنا تصور دندان یار سے
مدفن کو اپنے زیر کی معدن بنائینگے	داؤد سان کھائینگے مدفن مین مجھے	آہن کو موم موم کو آہن بنائینگے
چھائین گے خاک اڑا دی وحشت کی خلق	کانٹون سے اپنے پانون مین ورن بنائینگے	گل اندام نے اشک حسرت مخمور

کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس نہو جیسے کیسی ہی مشکلین پڑین سب آسان ہوئین اسپر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول لہو کریگا کوہ عقیق پر چلکر شاہزادۂ نورالدہر کو خوشخبری سُنائیے گا کہ اہی شہریار بیباک ہوا سد غازی کو لوح ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اوّل تو یقین یہ ہی کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے اُنکے

ساتھ شاہزادۂ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ ایک ساحر دروازے پر حاضر ہی کہتا ہی ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگا مخمور نے کہا بلا لو ارجنگ نے آکر سلام کیا ملکہ مخمور سمجھی کوئی سائل ہی کچھ طلب کریگا ارجنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور بخلق پیش آئین اُسنے کہا مین کچھ تخلیہ مین عرض کرونگا کچھ خیر خواہی منظور ہی خبر فرحت و سرور ہی ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارجنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجکو پہچانا مخمور نے کہا مین نہین آگاہ ہوئی کہا اے نور نظر ارجنگ جادو میرا نام ہی مشیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوش ربا مخمور نے گھبراکر کہا اے ارجنگ تم نے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ مین چلے آئے اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاے تو تمھارے واسطے خرابی ہی لیکن جلد کہو کسواسطے آئے ہو کیا مطلب ہی بابر و میری بارگاہ سے چلے جائیے ارجنگ نے کہا اے مخمور تمھاری مادر مہربان مجکو بھائی کہتی تھین ملکہ بشر جادو تمھاری خالہ اماں کہ جو لشکر اسلام مین موجود ہین وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھین تم ابھی صاحبزادی ہو جو دل مین آیا کہ بیٹھین نہ یکھا تھے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے اُسکے دریاے قلزم مین پھکوا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پر وہ سحر بنایا کہ جسکا سامری جمشید بھی نہین دفع کرسکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے مین سب کو قتل کرونگی مجھے تو تمھارے نام سے ایک حجت ہی مین گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ مخمور کی خطا معاف کیجیے شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر مدنظر ہی جاؤ مخمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہین گے اسی طرح ملک مال عطا کرینگے مصاحب طاہر سدم با اختصاص بھیجین گے پس چلیے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت تاج و تخت عطا ہوگا یہ سُنکر غصہ سے چہرہ مخمور کا سرخ ہو گیا کہا اے ارجنگ تو نے بہت بُرا کیا کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اُس بیحیا سے مجھے کیا کام بس آپ تشریف لیجائیے ورنہ ابھی مشکین باندھکے سامنے میہ جبین کے لیچلونگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہی وہ کیا قتل کریگی فتح و شکست پروردگار کے اختیار ہی بندہ مجبور دنا چار ہی یہ باتین کسی احمق سے جاکر کرو کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا دریاے قلزم مین پھکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا طلسم ہوشربا مین آگ لگجاتی انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہین کہ سامری جمشید پر لعنت کر خدمت مین عمرو کی تجکو لے چلین بارگاہ آسمان جاہ مین جگہ ملے تمھاری کتاب مین صاف لکھا ہی اسد تا مدار طلسم کتاب ہی قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر دانندۂ راز و رموز غیبی خداوند

لا رہی ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہی نیرۂ صاحبقران نامور ہی آمد سواران صاحبقران سے زمین تھرائیگی ساحران ہوش رُبا کو پناہ نہ ملیگی چل مین تیری خطا معاف کرا دون دربار اسد مین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ارچنگ کلام شوکت نظام ملکہ مخمور سے تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا گھبرا کے اُٹھا کہا بہت اچھا مین جاتا ہون آپ غصہ نہ کیجیے مین اُفراسیاب سے کہکر چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہین ہی ملکہ مخمور نے کہا نکلجا وتم اپنے نامردون کی شراکت کی ہمکو ضرورت نہین ہی ارچنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا نکل کے بھاگا ملکہ مخمور اُٹھکر دربار مین آئین خیال مین آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کرون لیکن ارچنگ ملعون لشکر سے نکلکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا سوچا کرمین تو افراسیاب سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ مخمور کو ضرور لاؤنگا اب جو خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہین ٹھہرون رات کو تدبیر کرون یہ ملعون جانور بیکار ایک نخل پر بیٹھ رہا بیان ملکہ مخمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارچنگ سایۂ شاخ نخل مین چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان درد دولت مخمور سحر سے اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ ملکہ مخمور کے آیا دیکھا شمع ہائے نومی کافوری روشن ہین بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہی ملکہ مخمور آرام فرما رہی ہین چار کنیزین چپی پر اس بیچارے یہان بھی سحر کیا کنیزون کو بیہوش کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر کرنے لگا خوب سحر ملکہ پر کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی پنجہ کمر مین دیا بلند پروازی کرکے اُڑا قبہ بارگاہ مخمور کو توڑ کر نکلا طرف صحرا کے چلا در دولت ملکہ مہ جبین پر ملکہ سُرخ موے کا کلکشا برائے نگہبانی حاضر تھین دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی کوئی حاضر ہی شاہزادۂ شکیل جادو نورنگاہ ملکہ مہرخ گھوڑے پر سوار حفاظت بارگاہ اسد نامدار مین مصروف تھا آواز دی کیون حضور کیا ہی سُرخ مو نے آواز دی شکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر ہوا ملکہ سرخ مو نے فرمایا ہی نور نظر مین یہان سے اُٹھ نہین سکتی بارگاہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا میرے دلکو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھکر دیکھو تو خیر تو ہی شکیل چلا سامنے دو کان حلوائی کی تھی شکیل نے دیکھا ایک شہدا غرقی باندھے پڑا ہی آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہی کہتا ہی جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہی جسدن ہمارا رنگ آجائے گا سلطنتین جیت لین گے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کرین ہم تو رنگباز ہین جوا ریون مین ممتاز ہین ہمارا موقع آئے تو جان بدون شکیل یہ سُنکر ہنس پڑا کہا میان شہدے صاحب کیا ہوا شہدے نے کہا حضور کچھ نہین شہدے ہین شکستہ حال تو نہین ہین جوے کے واسطے شہدے ہوے آپ کون

ہین کہان جاتے ہین شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا بتائین شہدے نے کہا ہمین نہ بتاؤگے تو بہت خراب ہوگے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر مارون اسکی کمر توٹ جائے شہدا جھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا ابے اک کل مارون نزلہ جھاڑ دون یہ شاہزادہ رخ کا بیٹا ایسے کلمات محل کا ہیکو کبھی گوش زد ہوئے تھے قبضے پر ہاتھ ڈالا شہدے نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑکے اینٹھ دون اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانتا نہین اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھون سے پہچانا خواجہ عمرو ہین شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمائیگا آپ کے فقرے قیامت کے ہین خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ مین موجود ہین آپ اسطرح دوکان مین حلوائی کی پڑے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے شکیل بعید ازتمام عالم میرا دشمن افراسیاب رہزن اگر اسطرح بسر نہ کرتا اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور برائے خبر ملکہ مخمور جاتا ہون ملکہ رخ موے کا کلکشا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہان بھڑکا فرمایا کہ جاکے خبر لو یہ شکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ ہولیا بارگاہ مخمور پر آکے دیکھا پہلے تو باعث خرابی یہی ہے کہ سب کنیزین دروازے پر بیہوش پڑی ہین عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے بڑھکر باران سحر برسایا کنیزین بیدار ہوئین اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہے قبۂ بارگاہ شکست چند دانے ماش کے پڑے ہوے ہین عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیار بچی کا کام نہین ہے کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر مین ٹھہرو مین بڑھکر خبر لیتا ہون شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہے کہ مین حضور کو یکہ و تنہا جانے دون مین بھی ساتھ چلونگا عمرو نے کہا اچھا الگ الگ اُڑین شکیل پرپرواز پیدا کرکے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی مین صورت بدلی طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ مخمور کو پنجے مین دبائے ہوے طرف صحرا کے چلا لشکر اسلام مین تین پہر کامل پھرا کیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا ایسا نہو سردار تیز پہنچا کر بن مین یکہ و تنہا وہان لاکھون ساحر ہین سب زبردست بے مثل و بنظیر مین ایک ساحر حقیر اُنسے مقابلہ نہ کرسکونگا ملجاے تو فوج ساتھ لے لون اس خیال مین چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہے صبح بخوبی ہوچلی نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا مین استادہ ہے نہرا رہا جادو گر اُترے ہوے ہین قضاے کار ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو اسطے فکار کے صحرا مین آیا تھا لشکر اپنے بھائی کا ارچنگ نے پہچانا یہ میرا بہت بھائی آسمان سے اُتر آیا خرچنگ کو خبر پہونچی آپ کے بھائی صاحب آتے ہین بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہے ارچنگ نے کہا اے برادر مین لشکر اسلام کشا مین گیا تھا مخمور کو گرفتار کرکے لایا ہون یہ معشوقہ شہنشاہ ہے شہنشاہ کو جو بیقرار پایا برائے خیر خواہی آیا اُسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہے سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون تمھارا

لشکر دیکھکر مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو ارابے پر ڈال لو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام و اکرام ملے گا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمھارے اُداسی معلوم ہوتی ہے
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش و حواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہے اگر آجائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہے بھائی کو بھائی نے تسکین دی مخمور کو لاکر بارگاہ مین بٹھایا
آپ دنگل پر خرچنگ ایک جانب ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا سامنے ارچنگ
و خرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی پکار کر
آواز دی کیون مخمو رمابدولت نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کرلایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا
ہون میری رائے پر کام کرو مین چلکر قدمون پر گرادونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر و غضب مین
پھونک دیگا مخمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کرکے اشارہ کیا اونا مرد مکر سے گرفتار کرکے لایا اسپر
ناز کرتا ہے زبان سے سوزن نکلجائے تو مزہ دکھا دون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ
نکالین گے معلوم ہوا قضا و امنگیر ہے وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس
مین سر کو جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہے اے برادر ارچنگ
جلدی کیا ہے پیر دو پہر مین چلین گے قیدی ہمارے قبضے مین ہے پھر کیا خوف ہے ارچنگ کہتا ہے بھائی میرا
دل کانپ رہا ہے اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہے ہم کیا کسی
سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارچنگ
نے کہا اے برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے عیار یکی کو بھیجا ہوگا جلد بلاؤ دیکھا
کے کہو کہ اے ملکہ صرصر ارچنگ جادو بیان موجود ہین ملکہ مخمور کو گرفتار کرکے لائے ہین لوگون
نے آوازدی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال بیمثال صرصر دیکھکر عاشق ہوگیا بانکی
وضع طرار فرار سایہ سے اپنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین بیچہ کمر مین شلنگین لگاتی ہوئی
چلی آتی ہے سردار حیران جمال بیمثال صرصر شمشیر زن دیکھنے لگے صرصر شمشیر زن نے کہا تم
دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹکٹکی لیتے پھرو کیسے گنجت نگاہین ڈالتے ہین
میرا دل دھڑکتا ہے دیکھو پنڈا پھیکا ہوگیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو سنکر ہر ایک نے
کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مردہم تمھاری بھتی کھائین تمھارے پھول
اُٹھائین کوئی بلائین لیتا ہے کوئی ترقی حسن و جمال کی دعائین دیتا ہے صرصر آوازے سب پھینکتی
ہوئی پردہ اُٹھاکے بارگاہ مین آئی دیکھا ملکہ مخمور بزنجر قید سحر مین مسلسل و مطوق زبان مین سوزن

ارچنگ و خرچنگ شراب پی رہے ہین ارچنگ نے کہا ہے صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صرصر نے پوچھا تم جا دشہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا ارچنگ نے کہا اس آہوے وحشی کا رام ہونا دشوار ہے اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہے ذکر سے شہنشاہ کے لعن وطعن کرتی ہے مسلمانون کے نام پر مرتی ہے لیکن ہین گرفتار کرلایا اب شہنشاہ کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ بخشین ملکہ صرصر نے کہا میان ارچنگ یہ انکے نخرے غمزے ہین جب عاشق کو دیکھینگی پھول جائینگی ہمارے تمھارے سامنے انکار ہے جس وقت شہنشاہ فرمائینگے تمھارا نائب طلسم ہوش رُبا کیا اپنے ہوش مین نہ رہینگی قدمون پر گر پڑینگی یہ کہکے ارچنگ جادو سے چٹکی لی کہا کیون جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام مین گھس پڑے بڑے بڑے وہان جلاد موجود ہین اگر تم کو قتل کرڈالتے مین کدھر کی ہوتی جسوقت سے مین نے سنا میان ارچنگ گئے ہین گھبرا کر لشکر اسلامان مین گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہون ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی ہمارے شہنشاہ کے صاحب کو تو نہین دیکھا میان جب آئی تب قلب نے تسکین پائی شکر ہے سامری جمشید کا کہ نگہ خیرہ عافیت سے دیکھا ان باتون کو سُنکر ارچنگ مرگیا سمجھا کہ صرصر مجھپر عاشق ہے کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کرسکتا تھا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھے آنکھ ملائے کسی سردار ون نے گھیرا سب سے لڑبھڑ کے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہان تک کشان کشان لایا اب بیان صحبت مین بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہے شام کو چلینگے گرمی کی فصل ہے لون چل رہی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایک ہی خیمہ مین آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے ہین جس کٹیا مین تخلیہ ہو جائے گا تنہائی مین ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارچنگ آپ مین نہ رہا جلدی اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین جاکر جیسے اسنا دکرا تا ہون سب طرح کا سامان مہیا ہوگا جب ارچنگ گیا وہان جاکر جیسے اسنا دکرانے لگا گدگدے پہنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا جب ارچنگ محفل سے جاچکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیون صاحب یہ تمھارے چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا میرا چھوٹا بھائی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب تم انکی عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو انکی صورت پر تو صاف ظاہر ہے کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوے ہونگے انکے بطن سے یہ ہین تمھاری چاند سی صورت انکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہوگیا خرچنگ نے کہا ملکہ اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہے کہ ہمارا بھائی ہے صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین دربار مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہے کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی

تمکو مصاحبون مین درج فرمائینگے تمھارا بڑا مرتبہ بڑھائینگے صاحب تم نے سُنا ہوگا ایک وزیر کم ہوگیا یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھ سے فرمایا تھا اے صرصر تم بڑی جوہنشناس ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین مہینون سے تلاش کرتی تھی کوئی نگاہ مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال آگیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھ سے بھی خوش ہونگے عرض کرونگی جیسا کہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلکہ ایک کام کر تمخمور کو بھی تمھین لے چلو میان رہنگ سے کچھ فقرہ کردو لیکن ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر ہن بیٹھو ہماری بات بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہوگا کیا کہون جسوقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہو کوئی اس دل خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت فاحج کو بھیل گیا تم شاہزادے مین بیچاری تین روپیہ کی عیار بچی بھلا مجھے کاہے کو قبول فرمائیے گا خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے فرد وزارت سُنکر جھومنے لگا صرصر نے جونگا مین ڈالین ٹھنڈی سانسین بھرین محبت آمیز باتین کہین خرچنگ گڑگڑانے لگا کہا ملک صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام کی جان کو آگ لگے پہلے یہ تبلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کردیا کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہو کچھ زبان سے نکل نہین سکتا دل ہی مزے اُٹھاتا ہو مگر تمھارے بھائی صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلائے ہین فرمائے ہین کہ مین خیمہ استاد کراتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو مین نے ہرچند کہا اپنا مُنھ تو بنواؤ تمخمور کو جوگرفتار کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین اور صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بیغرت کرو میری تو تمپر جان جاتی ہو خرچنگ نے کہا مین تابعدار ہون اُس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہو تمکو ہاتھ لگا سکتا ہو کہا صاحب وہ بڑے زبردست ہین مجھ سے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانوگی تو مین سحر کرونگا دیوانہ بنا دونگا صاحب مین جادو سحر سے ڈرتی ہون کوئی موہنی پڑھین تو مین کیا کرون خرچنگ نے کہا نالائق کا سر توڑ ڈالون وہ کیا موہنی پڑھے گا آئے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کرسکتا ہو کہتا صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہو ایسا نہو تمھارے لیے کچھ خرابی ہو مین کدھر کی نہ رہونگی مجھے تو سب طرح مشکل ہو مگر کیا کرون دل پر جو گذرسی ضبط نہو سکا تم سے کہدیا مین تم سے سب طرح راضی ہون یہان سے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کرے گا مجھکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آدمین اُنکو بسہولیت سمجھا دو کہ مجھکو عہدۂ وزارت ملا میرے مقدمہ مین دخل نہ دو صرصر کو ہاتھ نہ لگاؤ اجی صاف صاف کہدو کہ ہماری بی بی ہو مین کیون چھپاؤن مین کیا کسی کی لونڈی باندی ہون افراسیاب بھی کچھ ٹرائین یا ترائین مین اُنسے بھی نہین ڈرتی نوکری پیشہ ہون جی چاہا کی جی چاہا نہ کی یہ بیچارے کس شمار قطار مین ہین مین سربازار کہدونگی میان خرچنگ سے

راضی ہون میرے مزاج مین کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو مین بخوبی سمجھا دونگا یہ کہکے مصاحبون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم نے سُنا میان ارچنگ جو مجھسے لڑائین تم لوگ چار طرف سے ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت مین شاہ کی چلینگے ہمین عہدۂ وزارت ملے گا تم سبکو عہدہ ہائے جلیل دونگا سبھون نے کہا حضور اُنکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ مین آنے دیا ابھی گئے گردن مین ہاتھ دیکر باہر نکال دین خرچنگ نے کہا آنے تو دو نا راضی عورت پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتین تھین کہ میان ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے نشے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہان آنا مجھے تم سے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب دیا خرچنگ نے کہا بھائی یہان آؤ اک بات تو سنو صرصر کو وہان کہان بلاتے ہو ہوا کا وہان کیا کام ہی ارچنگ نے کہا بھائی صاحب تمھین کیا دخل ہی مین تنہائی مین اُنسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سُن لو ارچنگ خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھین نہین معلوم مین تنہائی مین صرصر سے کچھ باتین کرونگا خرچنگ نے کہا تمھین نہین معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو شاہنشاہ نے موقوف کیا تم جاکر گھر مین ٹھہرو شب کو آکر تم سے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے سب حال تمپر ظاہر ہو جائے گا اسوقت اسی مین بہتر ہی کہ چپکے یہان سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ نے کہا تم مخمور کے لیجانے والے کون ہو مین رات بھر لشکر مسلمانان مین رہا اپنی جان مٹائی تم یہ کیسی باتین کرتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جومین شہنشاہ سے کہدون طلسم ہوش رُبا سے نکالدیے جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا نشہ زیادہ ہو گیا خرچنگ نے کہا بے کچھ تیری شامت آئی ہی وزیر شہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی ابھی گردن مین ہاتھ دلواؤنگا ارچنگ نے کہا مین مصاحب شاہنشاہ ہون مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالونگا بیٹھے بیٹھے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر میری معشوقہ مجھسے وعدہ کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون مخمور کی قید مین بیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین جاتے ایسی جوتیان پڑتین کہ سر مین ایک بال نہ رہتا ما بدولت گئے بڑے بڑے جان نثار اسلام کو گرفتار کرلائے صرف گھڑی بھر کو یہان ٹھہر گیا فوج کے پھر دسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرچنگ تیغہ پکڑکے اُٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہین کچھ نہین بولتین خرچنگ تیغہ کھینچکر جو اُٹھا ارچنگ نے گولہ نکالا کہا کھینچکر مارون کہ سر پھٹ جائے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہی خرچنگ نے دیکھا کہ یہ سامحز بردست ہی گولہ اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سردارون کو آواز دی کہ لینا اس نالائق کو جتنک ارچنگ سحر پڑھے چالیس پچاس ساحر چہار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منھ پر

ہاتھ رکھ دیا کہ سحر نہ کرنے پائے خرچنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اُسکو پکڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکلجائے جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارچنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر بیجیا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نام من ارچنگ جادو بود خرچنگ نے کہا لاشہ اس بیجیا کا پھینکدو صرصر اُٹھکر ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گھوڑے کا اُڑ گیا مگر تمھاری جرأت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون چکھ لوا یسا نہو خون اس خود سر کا سر پر سوار ہو۔ مگر میان مین تمھارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خونی جنونی ہو مین سمجھی تھی باتون مین سمجھا دونگے تم نے مار ہی ڈالا خرچنگ نے کہا اے جان جان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا بیجیا تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت منجھلا عہدہ وزارت ملے گا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردونگا باغبان وغیرہ مجھ سے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کرسکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے بیقرار کیا آپ آرام سے بیٹھو قید ملکہ مخمور لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین تو اب عمر بھر بوجھا لیکر سر بستہ آرزو رکھا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزہ صحرا دلچسپ
تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم

ساقیا دے کوئی پیمانہ صہبا دلچسپ
بڑھلے آہ و فغان اور وہانے آگے
نظر آیا نہ مگر عرش معلی دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہوئی کاوش ایجاد سے آہ

ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
بن تری چشم فسون خیر سے نسبت کیا دل
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تمنا ے رہائی ہی خطا
ہی دلاویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلہ نور

کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دوست ملا
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ

کرو یا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
ساقیا اُٹھ کئے دورے مے مینا دلچسپ
لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر

اسطرح سے ہی کہان عقد ثریا دلچسپ
اس جفا کیش کی تصدق کر تسلی بخشے
ظلم بھی ہو تو کوئی ای ستم آرا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس
تھا اُٹھا داغ ورون سے کوئی سغلا دلچسپ
ہوس سیم و زر کا ہی جہان کے دماغ

کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جان جاتی ہی تری عاشق شیدائی کی
کسقدر ہو تری زنجیر مطلا دلچسپ

جاے آرام دل سینے مین آئینہ نے رکھا اُسکو
اسکا بقا پارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ
جا بجا بین ہے گلرنگ کے چھینٹے زاہد

خوب ہی آج تو ہو رنگ مصلا دلچسپ
نقش دل مانی و بہزاد نے اُسکو سمجھا
کسقدر رہا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
ڈالتے آنکھ نہ پایا کوئی ایسا دلچسپ
سر گذشت اپنی سُنا روز ہی طرحِ نسیم

کر نہین اس سے زیادہ کوئی اچھا دلچسپ

یہ اشعار آبدار معشوقۂ گلعذار نے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرچنگ مثل گدھے کے پھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اُٹھا ہاتھ مارا کہا مگھوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی

الگ رہ اپنے ہوش سے باہر نہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آؤ لو قدرت لات و منات کی ہم اپنر مرتے ہین نگوڑا غول مجہول پر اتا چنڈول اپنی صورت تو بنواؤ ہوش مین آؤ لو ہم پر بھی دست اندازی کرتے ہین ابھی جاکر شاہنشاہ کو خبر کرو دنگی مشکین باندھی جائینگی ٹنڈیان کسی جائینگی تمھاری جرہ بٹیا پکڑی جائینگی میری بابو پوش کو بھی خبر نہ ہو گی ہم نے بھائی کو کیون مارڈالا تم سے تو ڈرنا چاہیے یہ بات مجھکو نہ بھائی تیری محبت مین بڑی رسوائی ہی لیکن کیا کرون دل خانہ خراب نہین مانتا حلیہ آراستہ کر گھڑی دو گھڑی بیٹھین باتین کرین اور باتین بھی ہو جائینگی کیا اسی بات کا بھوکا ہی ہنسنا بولنا بڑی بات ہی ارے نگوڑے بےشک محبت نہین سمجھتی شیطان کو ٹھے چڑھکر پکارتا ہی مجھے تیری آنکھون سے ہول آتا ہی تو چھ تھے دن چھوڑ دیگا مین بدنام ہو جاؤنگی خرچنگ ہاتھ باندھنے لگا کہا نکہ عمر بھر مین بنا ہونگا کبھی گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہین ابھی تو تم سیدھے رہوگے جب عہدۂ وزارت ملے گا تب آپ سے باہر ہو جاؤگے ہمسے آنکھ نہ ملاؤگے مین صاف کہون وزارت کے لائق ہو ساحرون مین فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز کرینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرچنگ ان باتون کو سنکر دراتا ہی مقام صدر پر آکر بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئین ساقی بچے سے کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہی حیران ہی خداوندا کس بلا مین پھنسی گرفتار کرکے وہ بیجا لایا اب اس گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتین کرتی ہی اسکی تو عفت و عصمت مشہور رہی شاید ہمارے استاد نامدار تو نہین آپہونچے اے مخمور یہ تو ناممکن ہی کہ کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمر و چلے ہونگے اسد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہوگی ہمارے شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیارون کو حکم ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈھتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے آج اسکی باتون نے بہت بےچین کیا عورت کو اس قدر خیلا پن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی یہ نگوڑا سچیا کیا ہی عمرو اسپر مرتا ہی کانے مین کامل عیاری مین بیمثل کیونکر اس بچیا کی جانب متوجہ ہوئی اے مخمور زمین شق ہو مین سما جاؤن ان جھگڑون کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادۂ نورالدہر کو پہونچی کیسے بیقرار ہونگے یقین ہی دشمن اپنے کو ہلاک کرین دیکھے اب یہان سے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ افراسیاب کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگون سے جلا ہوا ہی ایسے خیالات مین آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیرزن باتین کرتے کرتے طرف ملکہ مخمور کے متوجہ ہوئی کہا بی بی تمھین کیا منظور ہی شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہی ہمارے میان خرچنگ وزیر اعظم چلکر تمھاری خطا معاف کرا دینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو انکے سبب سے

شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکیں گے باغیون کی محبت مین تجکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آ سامری جمشید کو سجدہ کرو یہ سُنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لگنت ضبط کرکے جواب دیا او صرصر کچھ تیری شامت آئی ہی کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہی ہمارے طریقے سے تو بخوبی آگاہ ہی ہمسے کلام نہ کر اگر تیرا اختیار ہی جلاد کو بلا اور نہین جہان جی چاہے وہان چل ہم سوال و جواب کر لینگے سامری و جمشید پر لعنت کر چکے اب اُنکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی ہی اذا سیاب ضرور قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچانا تم سے کوئی فریاد نہ کریگا بس صرصر نیچہ لیکر اُٹھی کہا ہی مخمور ہمسے زبان لڑاتی ہوا بھی ہم تجکو قتل کرینگے خرچنگ نے منع بھی کیا ملکہ بیٹھو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر چمک کر سامنے ملکہ مخمور کے آئی بایین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ عمرو پہچانا خل گل کے شگفتہ ہوگئی عمرو نے اشارہ کیا لڑبھڑ کر نکلجاؤگی اس بیحیا کو قتل کر سکوگی زبان سے سوزن نکالون ملکہ مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہی بس اُسی وقت صرصر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور کی نکال لیا

اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو	کہ ان اُستاد عیاران عالم
بباغ دین زکرش آبیاری	جہان سرہنگ درخنجر گذاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار	خرچنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلے ہی ملکہ مخمور

تڑپکر اُٹھی خرچنگ نے آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران غدار ملکہ مخمور نامدار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے تیر ہونے لگے خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے چوگھڑے چنگیر دان عطر دان پاندان خاصدان محفل کے سب اُٹھا لیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صدائے گیر و بند بلند ہوئی مخمور بلوۂ عام مین لڑ رہی ہی جبکو دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد رو خون مُنہ سے اُگلنے لگا جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر کرتی ہی انگوٹھیان اُتار کر پھینک مارین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت حیات کو اُسکے جلایا خرچنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا لاکھون مین یکہ و تنہا یہ لڑ رہی ہی بارہ ہزار ساحرون کی کیا حقیقت جانتی ہی دم بھر مین بارہ ہزار کو رول لیا افسران فوج کو تاک تاک کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اُکھڑے خرچنگ ترغیب دے رہا ہی ارے یارو اسکو گرفتار کرو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین مخمور نے ستھراؤ کر دیا دریا خون کا بہا دیا خواجہ عمرو کبھی گلیم اُتار کر لشکر ساحران پر جا پڑتے ہین جادو کر کی صورت بنائی جس کسی ساحر کو

تا کا کہ زیور پہنے ہوے لڑ رہی ہی خواجہ نے اُسکو للکارا اُسنے گرز اُٹھایا جلی سحر کرنے خواجہ نے ترنج کھینچ مارا وہ سمجھی ترنج سحر ہی اسم سحر پڑھکر ہاتھ مارا ترنج ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹیں اُسکے مُنھ پر پڑین بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس اُتار لیا تنگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھلی اسطرح کئی ساحرون کو مارا قتل کرنے کے علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اُتارلی مردون کی مکرین ٹٹولتے پھرتے ہین ہرچند مخمور چاہتی ہی خرچنگ کو پڑھکر مارون نامرد کو للکارون لیکن وہ دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ مخمور نہین آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو نہین پکڑ سکتے بعضے گستاخ جواب دیتے ہین حضور آپ سے زیادہ ہم نہین ہین ذرا آگے تو بڑھیے مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہین آپ کے حالات کے ناظر ہین دور سے سحر کرتے ہین قریب جانا مناسب نہین ایسی شیرزن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر مین ہزارون کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب کو مارکر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا باندھی اب آندھی سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سُنکر خرچنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یار دہنے تمکو کس دن کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھونٹے پڑکے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ مسخرے پن کی باتین نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمین شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کرین ساحر ہنستے ہین صفون مین غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میان خرچنگ کو گدھا بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق مین یہ بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب رہا

	کیا اب جان بچانا مشکل ہوا بقول شاعر رباعی

ہرچند جونا امید تر ہوتا ہون	بیفائدہ دور دیکھین جی کھوتا ہون	قسمت مین جو لکھا ہی وہ ہوتا ہی	قسمت کے لکھے کو اٹل جانتا ہون

اب میان خرچنگ سرپیٹین تقدیر کے لکھے کو روئین قضاے کا رمخمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تا بہ خرچنگ کیونکر پہونچے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز آتی ہی مخمور نے زمین ہلا دی ہی دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منہ شاہزادہ شکیل بعدیل ملکہ عالم نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے دن سے گولہ مارا دس پانچ کے سر پھٹے ساحر دہائی دینے لگے یوصا جو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ وہ قیامت کے ساحر ہین جو افراسیاب سے مُنھ نہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو

نے آکر ہنگامے کو روکا مخمور نے خرچنگ کو تاکا رنگ جنگ مغلوبہ سے خوب ماہر ہی جانتی ہی بدون قتل افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار سحر کرتی ہوئی طرف خرچنگ جا دوے کے چلی شکیل نے مجمع کو روکا مخمور نے آگ برسائی شکیل نے دریائے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل تلوار کھینچکر لڑا مخمور نے سینک کی کمان بنا کر تیر مارے سیکڑوں کے سینے مشبک ہوے خطا کا رسمجھ مثل تیر کے بھاگے بلے پر جا کے ٹھہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطا کاری پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل بال کر رہا ہی گچھا پیکان کا مارا بجاے قطرہ ہاے آب تیر دل دوز برسنے لگے مخمور لڑ بھڑ کر سامنے خرچنگ کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی نیمچہ سحر ہاتھ مین گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال مین انتخاب یہ بیچا گھبرا گیا مخمور نے للکارا اور نامرد کہان جاتا ہی صرصر تیری مشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر و بیقرار رہو خرچنگ نے گولۂ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھٹکر اُسی کی فوج پر گرا کئی سو ناری واصل جہنم ہوے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوے آواز دی حضور کیا کہنا گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو مارے خرچنگ جھلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن وتشنیع سے شرمایا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تیغہ کا لگایا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اُٹھایا وار اُسکا روکا خبردار کہکے نیچہ چلائی اُس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا قریب جاکر خبردار کہکے چمک کے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہو چکا موت پاؤن تھامے ہی کب ہل سکتا ہی دام اجل سے کہان نکل سکتا ہی نیمچہ سر پر گرا سر سے کلے جبڑے کو کاٹتا صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپتے نیمچہ گذرا شرمگاہ کے پھانک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوے مخمور نے نعرہ کیا وہ مارا شعلہ بھڑکا سا جز برد ست تھا مارنے کی اُسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کہتی مار نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور و شکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی جاتی ہی دونون قتل کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ صنعت سحر سازنے مرگھٹ پر جو قبضہ پایا ہی جہان یہ معرکہ پڑا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا افسوس بالاے قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی تھی کہ صداے ہاے ہوکان مین آئی گھبراکر سر اُٹھایا کہا ارے یارو کہان پر لڑائی ہو رہی ہی طلسم ہوش رُبا مین غدر پڑ گیا مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یکمشت اپنے مقام پر سے اُٹھی طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا بلند ہو کر نگاہ ڈالی دیکھا ایک لشکر بھاگا جاتا ہی دو سا حران زبردست سحر کرتے ہوے لشکر کو بھگاتے ہوے جاتے ہین تمام صحرا خون سے لالہ زار بنا ہوا ہی دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین بارگاہین سرنگون ہر سمت جوش

دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہو کہ یہ کسنے سب کو قتل کیا اب جو نگاہ ڈالی شکیل و مخمور کو پہچانا آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرہ کیا اور شکیل کیا بے اوپی کرتا ہو ملازم فا ہنشاہی پر یہ ظلم و بدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ جوالہ کے آتی ہو گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو کب مانتی ہو ایک پھکی ماری گولہ پھٹکر زمین پر گرا گرتے گرتے ایک دو ہتڑ مارا غبار بلند ہوا شکیل جادو چرخ کھاکر گرا صنعت نے ایک دشنہ دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت نے خاک جھولی سے نکالی شکیل پر ڈالدی شکیل نے غلطک ماری اک باز کی صورت بنگیا صنعت نے پکڑکے قفس مین بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ مین طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا ساحر سیہ فام قفس لیے ہوے جاتا ہو مخمور کو تاب نہ آئی للکارا او بیحیا کہان جاتا ہو قفس مین شکیل کا تڑپنا دیکھکر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی مین پھڑکا چاہا ساحر پر جا پڑے شکیل کو رہا کرے لیکن صنعت سحر ساز بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پلٹی کہا بی مخمور ادھر کہان جاتی ہو تم نے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے بڑے ساحر مارے اب مین کل سامان کر چکی میرے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچے گا تمھارے واسطے مرگھٹ پر سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب دو دانہ ترک ہو مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار کر چکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کسی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ سامنے مخمور کے آئی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا وہی غبار زرد اُٹھا مخمور اُسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو بشکل قمری بناکے دوسرے قفس مین بند کیا دونون قفس اُس ساحر نے اُٹھا لیے عمرو گلیم اوڑھے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہو تعاقب مین صنعت کے چلا صنعت خرامان خرامان طرف مرگھٹ کے جاتی ہو درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہو اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر ساز نے رونق دی ہو دونون قفس لیکر حصار مین داخل ہوگئی وہ جو قید خانہ براے سرداران اسد تیار کیا ہو باز و قمری کو اُسی مین چھوڑ دیا آپ قصر مین جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہو اُسپر بھی کئی راہ گیرون کو دم دیکر بھیجا جو لکیر کے پاس پہونچا لکیر کا فقیر ہوا عمرو ناچار گریان و نالان پلٹا لشکر اسلام مین آیا دربار مین سب سردار موجود ہین جانسوز نے خبر دی ہو کہ مخمور کو کوئی ساحر چرا لے گیا ہو شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو براے جستجو تشریف لے گئے ہین ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہین کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین سب سردار دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ خواجہ کو لیکر دربار مین آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہو اسد نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہو ملکہ مخمور رنجور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی کہ اول ارجنگ جادو مخمور کو لے گیا تھا مین بصورت ملکہ صرصر گیا اوشنک

کو ہاتھ سے خرچنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب مین پہونچا اس زور و شور سے ملکہ مخمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل و مخمور کو آتے ہی گرفتار کر لیا مین اُنکی حجتجو مین گیا گئی راہ گیر بھیجے لیکن اندر نہ جا سکے حصار کامل ہی کوئی جا نہین سکتا باغبان قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہو گیا ہی خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر غالب آنا دشوار ہی برائے ملکہ مخمور شکیل بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوے عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تا صنعت پہونچنے کی اب کوئی تدبیر نہین یہان کہین ملیگی تو پنجہ قابض ہو گا اندر حصار سحر کے کوئی نہ جا سکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپسین اشارے ہوے قلعہ و کعبہ کو کہنے دو جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود ملا لیگی یہ بھی مجال ہی کہ اندر حصار کے ہم نہ جا سکین چلو چلکے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین دیکھین وہان کیا رنگ ہی برق و چالاک آپسین صلاح کر کے چلے باغبان قدرت بھی پریشان پریشان اُٹھا کنارے لشکر کے ٹھہرا فکر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہو گا انکو تو اس حال مین چھوڑ دیے لیکن برق و چالاک بصورت ساحران دربار مین حیرت کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہر کاردن نے خبر حرف بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑ کر دونون کو لیگئی بارگاہ مہرخ مین سب کو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی کمبختون کا غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ سُرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھکر چلی آئین خطا معاف کرا دونگی اب صنعت کے دام تزویر سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو اپنے کو عیاردن سے بچائیگا ہمارا بیان عمرو پر غالب آجائیگا اُسنے عیارون کا انتظام کر لیا اب اُسکا کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادہ ملکہ صنعت آکر پہونچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہو گا آپ طبل جنگی بجوائیے گا مین وقت پر آجاونگی مسلمانون کو مزا سرکشی کا چکھاونگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھ دیا کہ جو تم نے کہا اسی طرح کاربند ہونگی سب تمھاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی خبر شاہنشاہ کو بھی ہوتی ظلمات جادو جواب لیکر چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل بنکر یہ دونون عیار دوڑے پکارا ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار پکارتی ہوئی آتی ہین سمجھی شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہو گا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف چالاک آیا ایک طرف برق تڑپ کے پہونچا خیال ہو کہ دو چار باتین کرین حلقہ ہاے کمند مارے گرفتار

کرین ادھر سے صرصر شمشیر زن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری فشکل اور صبا رفتار کی صورت پر
دو عیاران اسلام وزیرزادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتین کر رہے ہین گرفتار کرنے کی فکر
ہو صرصر نے دور سے آواز دی اے ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونون عیاران لشکر اسد
تمھاری فکر گرفتاری مین آئے ہین برق و چالاک دونون بھاگے چالاک توجست کرکے
ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوا برق نے چاہا مین تڑپ کے نکل جاؤن ظلمات نے سحر کیا برق
زمین پر گرا اماش کا دانہ مارا رنگ وغن عیاری کا اُڑ گیا صرصر نے کہا اے ظلمات اس بچھو بے کو
لیتی جاؤ پہلو مین ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر کہا اُستانی جس قدر بدعتین چاہو کر لو
انجام بہت بُرا ہوا اُستاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر مار ڈالین گے ہمین لوگ کام آوینگے اُستاد
جو رو دون پہ بڑی بدعت کرتے ہین مکان مین قفل دیکے چلے جاتے ہین آگ تک چراغ جلانے کو
میسر نہین ہوتی ہم ہی کام آوینگے دڑی کے پان میسر نہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اے ظلمات
خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات نے آکر کہا مین پنجہ دیا ظلمات لیکر اڑی چالاک بھاگا مین جاکر
کسی سردار سے خبر کرون کہ برق گرفتار ہو گیا اگر تا بہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار
ہوگی ہمارا جگ ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا داؤن اُٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی دو پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھکر مارتا تھا اب بازی مات ہوئی بھٹ ٹون
یو بارہ پھینلی داؤن سخت ہی رنگ متغیر ہوا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب لشکر آیا تھا
باغبان قدرت ایک تخل کے سایہ مین کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہی پکار کے
پوچھا کیون صرصر والا بخیر تو ہی چالاک نے کہا اے باغبان قدرت بڑا غضب ہوا مین اور
برق ظلمات جادو وزیرزادی ملکہ صنعت سحرساز کو گرفتار کرنے چلا لیکن استانی صاحبہ
آگئین اُنھون نے فتور برپا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہو گیا وہ سامنے ظلمات لیے ہوے
جاتی ہی بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہی للکارا او ظلمات برق کو
چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے بیچ اندھیرا آگیا باغبان
نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پڑا معلوم ہوا کسی نے شعلہ آتش رکھدیا اُف کہکے برق
کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا ظلمات کڑک کے غصہ مین
باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کر دیا برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور
ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب ہو سحر و ساحری مین

انتخاب ہی ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا کہ گرفتار کرے یا قتل کر ڈالے کہ شبگیر جادو کو تو ال شہر نا پرسان چار ہزار جادو گرون سے برائے شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بڑھتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہی بھاگ جاؤن جان بچانے نکلجاؤن باغبان تیغہ کھینچکر سر پر پہونچا ہی شبگیر نے پہچانا دیکھا دزیرزادی صنعت کی قتل ہوا چاہتی ہر دہین سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہی سنم شبگیر جادو شہنشاہ کے ساتھ نمکحرامی کی مسلمانون کا شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کو تو ال کو دیکھا کہا او بیحیا جلساز چٹے جواریون کا افسر ہی ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو اشارہ کیا گولے مرچ مارتے ہوے چار ہزار ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین پکڑکے چیڑ ڈالا کسی پر ادھیڑ سپر کی لگا دی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان پر سحر کرتے ہین باغبان انکے سحر کو کب مانتا ہی دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل غیر خشم آلود اُن روباہ خصالون سے لڑ رہا ہی کئی سو ساحر مار کر ڈال دیے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کو تو ال صاحب آپ آیئے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو گھبرایا دیکھا کئی سو ساحر قتل ہوے باغبان فکار کھیل رہا ہی شبگیر چاہتا ہی نکل جاؤن باغبان نے کہا او بیحیا تو کہان جائیگا شکار کو ہمارے بچا دیا اُسکو اور تجھکو دونون کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا اُسنے گھوڑا بھگایا باغبان نے ہاتھ چمکایا برق گری چارون پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا جب باغبان قریب آگیا قہر درویش بجان درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خودسر کا قالہ جسم سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من شبگیر جادو بود ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات نے بھی فرار پر قرار کیا چالاک و برق درہ کوہ سے دیکھ رہے ہین باغبان اُن سب کو زدلتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی ظلمات کو مارلون یا گرفتار کرون صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ مین ہزارون ساحر آجاتے ہین پھر ظلمات بچتی ہی جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر سازنے گیسو کشا سے کہا مین نے ظلمات کو خدمت مین ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ دو باتین کہکر چلی آؤ کیا سبب ہوا جو اب تک نہین آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے نام سے دل کانپتا ہی ہر وقت نگوڑے عیار وہان موجود رہتے ہین ذرا اوراق سامری ملاحظہ فرمایئے ہماری ساتھ والی پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیارون نے نہ گھیر لیا ہو وہان تو دن بھر مین سیکڑون مار جاتے

ہین صنعت نے اوراق ساحری کو اُٹھاکر دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی ہو رہی ہو زخمی ہو چکی ہو یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان شکیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم ملکہ صنعت سحر سازاہی باغبان شعبدہ باز عرصۂ دراز تک مزے اُڑا چکے لڑکون کا گھر وندا بنا چکے بادشاہ امیر وزیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے قدرشناس کی محبت سے مُنھ موڑا باغبان نے کہا وصنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ کہتی ہی افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہی اسی وجہ سے اسکے ملک مین غدر ہی ہر مرد سپاہی کی دل شکنی کرتا ہی بدزبان ناقدرشناس وہ کیا شرفا کو پہچانتا ہی کیا قدر مردان عالم جانتا ہی باجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

دل جنس فروشندۂ بازار ہنر ہی	دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی	ناقدرشناسی سے خلائق کی جہان مین
جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی	آیا نہ ہنر وہ کہ پھر جس سے گئے بخت	اِس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہی
عاشق جو ہنر پر ہی ہنر اُسکا ہی عاشق	دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی	کہیے کو نہ پوجون مین ہنرمند جو ہوتے
اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی	اظہار ہنر دان نہ کرون ہو نہ جہان قدر	دل اہل ہنر کا ہی سو غمخوار ہنر ہی
روکا ہی تغافل نے ترے مجھکو تہ دام	صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہی	دیکھی نہ ہنر کی بھی بہت قدر جہان مین
اے وای بران دل جو طلبگار ہنر ہی	رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو موہا	سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہی

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ وجلال ہین اب اُسی ناقدر کا سامنا ہی تمکین باندھ کر بجاؤنگی قدمون پر اُسکے ناک رگڑواؤنگی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اُٹھائین غافل ہو کر بیٹھ جاؤنگی تین مہینے تک عیش وراحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب ساحری وجمشید بھی میرا مقابلہ نہین کرسکتے صفحین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا نخل شعلے اُٹھکر جل گئے طائر کباب ہوے ذرے زمین کے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپ کے نکلی باغبان پر سحر کیا دریا نے باغبان کو گھیرا نہنگ بحر جرأت اُسمین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو سُکھا دیا پانی کو خاک مین ملا دیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہی ہوش وحواس پراگندہ دل سے کہتی ہی آج ملکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلا کے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہی جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان بلائے دونون

شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل واکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون
مصروف سحر و ساحری آمادۂ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعتہً نکل ہوا
جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہو کر بچی خاک اُڑاتی ہوئی زمین
سے نکلی تین مہینے سے برابر آٹھ پہر اُسی فکر مین رہی کہ سحر ہاے نو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے
ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام اراکین طلسم ہوش رُبا سر شریک عمرو ہو گئے ہین ایک ایک تعلیم کردۂ
افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہو وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان نے دھوئین
اُڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر صنعت نے غصے
مین آکر نیچہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہو ایک طائر آکر دم شمشیر صنعت پر گلا رکھدیتا ہو
گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہو جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت نے یا سامری کہکے آواز دی
زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پرون کا سایہ صنعت کے سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ فوج ہوے
ایک مقام پر باغبان نے للکارا تیغہ مارا اک زاغ سیاہ نخل سے اُترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ
کرے باغبان نے مُنہ سے اُف کیا شعلۂ آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر سنبھالے پڑا
قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرایا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر
خون کی چہرے پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سر اس ملعونہ کا
اڑا دون اُسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کر کھولدی
خاک اُڑی باغبان بیہوش ہو کے گرا صنعت نے یہ تعجیل سحر کیا باغبان غلطک لگکے ایک عقاب
کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس مین بند کیا دوپٹہ پھاڑ کر سر کو باندھا
لڑکھڑاتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کرون اُسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا
صرصر شمشیر زن آتی ہو پکارتی ہوئی ای ملکہ صنعت چلو تمکو ملکہ حیرت بلاتی ہین بڑا ثمنے
صدمۂ عظیم اُٹھایا ملکہ کو خبر ہو گئی اگر تامل کروگی وہ خود چلی آئینگی صنعت اسوقت مبہوت
ہو رہی ہو اتنا جواب دیا کہ ای صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہو صرصر یہ سن آگ ہو گئی کہا دیکھے ملکہ
حیرت خود آتی ہین صنعت اُدھر پلٹی صرصر نے کمند ماری لغزہ کیا سم مہتر برق فرنگی اڑے
کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے جاب مارا صنعت دھم سے گری برق بیچہ پڑ کے
جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے ظاہر ہو کہ
مجبور و ناچار ہون ای برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار باغبان

دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی سزا دیتا ہون مگر انقلاب ہی ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی تقضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایک نخل کے نیچے گر پڑی تھی تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بمشکل شاخ نخل پر ہاتھ رکھکر اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی نیچہ لیے ہوے چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون ظلمات بیقرار ہو گئی وہین سے نعرہ کیا ادبھورے کیا کرتا ہی خبردار دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا دیکھا کہ گولہ اُسکے ہاتھ مین ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام کیا اسوقت تونے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون جلد مجھکو لیچل برابر کے ساتھ سے مقابلہ پڑا باغبان نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی کہ کبھی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوش رُبا مین جواب دینے والا ہو اگر مین تین مہینے مین ایسے سحر ہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا قفس باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت اُڑایا طرف مرگھٹ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار ہوا برق بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو مین قریب قصر جاتا ہون انشاء اللہ قصور نہ کرونگا چالاک نے کہا اے برادر قبلہ و کعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی بیہوش ہو کر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جا کر ایک گنوار کو لایا ایک تانبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لکیر پہونچا لڑکھڑا کے گرا ملازمان صنعت مشکین باندھکر لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہوے روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان برے رہائی برق گیا ہی پریشان ہو رہی ہی کہ چرندو پرند نے بڑھکر عرض کی برق و چالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا جلد بلاؤ دربار مین سب سردار بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہار کا دربار مین نہونا سناٹا پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ رو متغیر ہر سرو قد متردد و متحیر سرخ مو پریشان برق لامع تڑپ رہی ہی ملکہ مہرخ کے شانہ پر ہوا ئیان خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین اسد کو انتشار ہر خرد و کلان بیقرار اُسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا اے مہتر والا گہر کیا معرکہ گذرا باغبان قدرت کہان ہین چالاک و برق رونے لگے کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کرین فلک برسرگردش ہی بیکار کد و کاوش

ہی آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا دنگ ہو جاتا مہلت نپاتا آخر نا چار ہو کر صنعت سحر ساز نے اُس صاحب شوکت و لیاقت کو خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کیا عقاب بنایا پھر قفس آہنی مین بند کر کے لیگئی چالاک نے کہا بھائی برق نے اُسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا بہر نوع باغبان قدرت گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نہ سکی نا چار ہو کے پلٹ آئے خواجہ عمرو نے کہا میان برق صنعت سحر ساز کا چالاکہ کا لشکر ہو وہان جا کر عیاری نہ کی تمھارے دوست میان چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے آج نہین گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کرین وقت پر تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تا بہ ملکہ صنعت جائینگے آپ کے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ بہار و باغبان قدرت و شاہزادۂ شکیل و ملکہ مخمور قید ہون ہم جا کر نہ پہونچین ایسے سرداران شہتن کی رہائی کی فکر نہ کرین ملکہ مہ جبین لباس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائین انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم کی قبضے حصار سحر دم بھر مین برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا سرداران نامی و پہلوانان گرامی قبضون پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر بے نظیر چومنے لگے ایک ایک کا جوش جرأت مین چہرہ سرخ ہو گیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اُٹھا صندلان نے آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑون پر کاٹھیان دھر جائین چلکر لشکر صنعت سے لڑین معرکے پڑین خون کے دریا بہا دین لشکر ساحران تہ و بالا کر دین جلیہ سحر صلاحی شکست ہو کوتوالی تیغہ جوہردار کا بندوبست ہوا اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب مین بسم اللہ کہکر بڑھے ساحران بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوئے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھریان پھرین بے اختیار روتی ہوئی تخت سے اُٹھین و امن اسد نامدار کا تھام لیا عرض کی ای شہریار وہان سحر و ساحری کا مقدمہ ہی سُنا آپ نے کہ باغبان قدرت ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد نہ کرین اگر یہی ارادہ ہی کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہی بسکدوش کیجیے یا اپنے ہمراہ لیجیے آپ کے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہی کہ جنازے کو میرے حضور کاندھا دین گور مین اپنے دست حق پرست سے سلائین بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشۂ قبر مین راحت پائے بقول شاعر مظلم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش	روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین اُنکی ہی طلب لا حاصل — نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش
تو مصیبت ہون تری اُلفتِ دیرین سے روز — تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش
پڑ گئے دید گلستان کے ابھی سے لالے — رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش
اسقدر ہمکو غرض دوست ملے غربت مین — کہ نہین صحبتِ یارانِ وطن کی خواہش
آرزوے سخن چند ہی تجھسے قاتل — اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش
کم نہین گو ہر غلطان سے ہمارے آنسو — اے دل زار نہ کر دُرِّ عدن کی خواہش
داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس — باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش
صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج — نہ پھر آنے کی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش
ناتوانی سے ہون مثلِ کمر یار نہان — میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش
سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہی اپنا — نو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش
بیخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم — روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش
پاکہ ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش — خاکساروں کو نہین زیب بدن کی خواہش
خوب لپٹا ہی لحد سے پس مردن لاشہ — جس طرح ہوتی ہی دولھا کو دُلھن کی خواہش
دار فانی سے ہی افسردہ مزاجی حاصل — سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش
غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہتی ہی قوت روح — کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش
ہو چکے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا — شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش
یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی خواہش — پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
خانہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے نسیم — کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسوقت دریا مین شور گیر پہ وزاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلا کہا کہ اے شہریار آپ کی جرأت پر کوئی طعن و تشنیع کر سکتا ہی آپ نوجوان نگاہ فراش راہ دین اسلام صف شکن تیغ زن جرار نامی و نامدار سرکوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقہ سخاوت عندلیب خوشنوائے بوستان امارت شاخ تمنائے ریاض شوکت و جلالت مین کسکی مجال ہی کہ آپ کے سامنے نام جرأت لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہی کہ ہم مین سے کوئی حضور کا ساتھ دے یعنے جب لوح طلسمی سرکار دولت مدار کو ملے غنچۂ آرزو کھلے

لاکھون مین آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی صف شکنی ہو جائیگا اُن مقامات کے خیال مین قلب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ ایسا قصد نکرین وادی ہلاکت مین قدم نہ دھرین اگر اُن نامردون کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلین یا خدانخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائین **افراسیاب** کو عید ہو فوراً دشمنون کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل تپلی کے پردہ ہاے چشم مین چھپائینگے خیر خواہان دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحرون نے بڑھکر یہ بھی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالین گے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کرونگے بخوبی جانتے ہین کہ بالکل بیکار ہین اس طرح سے جو سب سردارون نے یک زبان ہوکر سمجھایا تلوارین کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگون نے اس غربت مین میرا ساتھ دیا مین حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہین کرسکتا لیکن باغبان و بہار کا نہایت ممنون ہی سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ **افراسیاب** کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کہ اسد نامدار کو سمجھا یا مگر **صرصر** نے بخبر ملکہ جادو کو پہونچائی کہ باغبان **قدرت** کو ملکہ **صنعت** سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے بڑی خوشی کی کہ **افراسیاب** کا نامہ پہونچا مرقوم تھا کہ اے ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی مابدولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ **مخمور** و ملکہ بہار و **شکیل** و باغبان گرفتار ہوے اب تم مقدمہ مین ملکہ **صنعت** کے دخل نہ دینا جبکو چاہے قتل کرے **یکبخشے** اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اُسپر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہی عرضی اُسکی ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا **ارچنگ** و **خرچنگ** جادو واصل جہنم ہوے دونون بیچارے باطن تھے **خرچنگ** نے **ارچنگ** کو مارا **خرچنگ** کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر آکر مخمور کو قوت بازو سے مابدولت نے گرفتار کرلیا اب شامت باغبان **قدرت** کی بھی آئی کوتوال شہر ناپرسانکو مارا لہذا طبل جنگی بجواؤ کیا عجب ہی کہ مابدولت بھی اگر مہلت پائین برائے سیر و تماشا تشریف لائین دوسرا امر اور واضح ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعۂ تحت الشعاع مین جشن ہوتا ہی **زال جادو** نیخواہ مابدولت وہان کا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی شرکت ضرور ہی ایسے جلسے مین شریک نہونا باعث فتور ہی نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر **حیرت** سر پیٹنے لگی کما صدا جو جب نام اہالیان حجرۂ ہفت بلا کا آتا ہی میرا قلب تھراتا ہی بخوبی مجھکو یاد ہی کہ ایک مرتبہ برائے ملاقات

ملکہ تاریک شکل کش جنکا ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیا ہی برسر گنبد سیاہ لے گئے تھے مین نے جو دہائی امان کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آج تک وہ صورت نحس اُنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین تھین کہ دوسرا پتلہ ملکہ صنعت کا نامہ لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپ کی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات کو بھیجا جو اپنر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی بیان تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیار نہ آسکین برائے میدان کارزار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے صاف کرونگی تاکہ کوئی عیار ملکر میرے لشکر مین نہ چلا آئے چند ساعت مقابلہ مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بت ہین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا مگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی حضور دربارگاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اُسی وقت پتلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جاکر چھپا عامل باعمل دافع افسون ساحران پُر وغل خواننده آسمان پرتاثیر اعنی ماہ عالمگیر موکلان ثابت دسیارگان کو ہمراہ لیکر برائے تسخیر ممالک گیتی تسبیح الکم ہاتھ مین لیکر وظیفہ مین مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی چرند و پرند ہر کارے لشکر اسلام کے خبر لیکر چلے یہان بارگاہ آسمان جاہ مین وہی ذکر درپیش ہی سرداران مقید کا پس و پیش ہی یہی انتشار ہی کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا ثنا ربادشاہی بجا لائے نظم

خسرو اجلوہ تراوہ طرب افزاے جہان	حکم دے تو جو تمہارے واسطے قربانی کے
عقد ذرا بھی کرے ایسا چھری کو بران	کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان
تو جو ہو ماہی اسلام تو تنجانے مین	بلکہ ہو زیر زمین گاؤ زمین بھی لرزان
مہر تابان کبھی ظاہر ہی کبھی ہی پنہان	قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
اور گہر بھی ہو نہ خوش آپکے دیکھے دور	شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو

دوست شاد دشمن پامال حیرت جادو نے نام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہی خبر مشہور ہی کہ بوقت سحر بصد کروفر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر برائے مقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برائے نوازش نقارۂ رزم حکم دیکر ملکہ مہرخ اٹھین فتحلیہ مین تشریف لائین صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا

اے شیر بیشۂ جرأت واہ جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہین کہ تم جان نثار سردار نامدار ہو جہان اسد عالیوقار کا پسینہ کریگا خون کا دریا بہاؤ گے لیکن بقول شیخ سعدی شعر نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن نہ کہ جا ہا سپر باید انداختن یہ تمھارے آقائے نامدار شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین سحر و ساحری وہ شی ہی کہ ایک ماش کے دانے مین اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے مارا جائے جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے اگر دل مین جرات ہی تو کیا تمنے کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر کامل تیار کرلیا ہم سبھون سے کل مقابلہ ہی لشکر مین سب ساحر مین لڑینگے بھڑینگے جان تک ہو سکیگا دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کے نکلجائینگے کوئی اپنے کو جانور بنائیگا کوئی پرپرواز پیدا کرکے اڑ جائیگا لیکن تمھارے آقائے نامدار سحر و ساحری مین ایک لفظ نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہی تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے آتش ہو جا پڑین اگر خدانخواستہ صنعت سحر ساز اُنپر دست انداز ہوئی ابھی مرتبہ اگر گرفتار ہوے یاد رکھنا افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیان کاٹتا ہی کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے لہذا مناسب ہی کہ اپنے آقائے نامدار کو ترغیب شکار دیکر کسی صحراے پرفضا مین بھیجدو دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین نہ آنے دو اگر خدانے فضل کیا ہمکو فتح حاصل ہوئی عیاران لشکر جاکر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہ ہی کہ اپنے آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچنا ہم سبھون کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کمنا کپتان جانباز کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون سے افراسیاب سے لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہوکر روبامثل مرغ نیمبسمل تڑپا عرض کی اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہی جب اس راز سے واقف ہوگا مجھکو نظرون سے گرا دیگا لیکن چونکہ مقدمۂ جان ہی کوشش مجھپر واجب و لازم ہی انشاء اللہ قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اُٹھکر دربار مین آئین دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آئے سحر کی تیاری مین مصروف ہوے صندلان صندلی پوش خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی اے شہریار ابھی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے قریب ایک صحرا پُربہار ہی وہان بیحساب شکار ہی چلکر شکار کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ اے نورنظر ابھی لڑائی معطل ہی تم واسطے دو چار دن کے شکار کھیل آؤ مین برائے رہائی باغبان و

بہار جاتا ہون سب سردار مشورۂ فکر و حج مین مصروف ہین در بار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاء اللہ بعد رہائی باغبان و بہار بشوکت مالا کلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرأت و شوکت کا تھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تھاری کچھ ضرورت نہین ہی اس طرح پر جو خواجہ عمر دنے اسد نامدار کو سمجھایا خیال مین آیا بزرگ، مین جو فرماتے ہین وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اُسی وقت صندلان صندلی پوش کو حکم دیا سیر رات رہے سے سامان شکار تیار رہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم و الم سے فراغ ہوے اُسی وقت تیاریان ہونے لگین پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندلی پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کرکے طرف صحراے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ ہوشنجانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی براے رخصت حاضر ہوئی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ دیکھیے آیندہ اپنے آقاے نامدار سے زندگی مین ملین گے یا اب عدم مین ملاقات ہوگی جوش دریاے اشک چشم چشم سے ظاہر ہوتا ہی لیکن آنسوؤن کو پی جاتی ہین ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائین لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکالے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہین آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہی آپکا رنگ رو کیون متغیر ہی آپ مفصل فرمائیے مین شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کرکے عرض کی اے شہریار برائے شکار آپکا جانا واجب و لازم ہی کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہی کچھ خدمتگزاری نہو سکی اسکا خیال ہی یہ بھی ملال ہی انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہی جاب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات و چون برمی آید مفرح ذات اگر یہ دم نہ آیا رشتۂ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہین خیال حیات دو روزہ پیش و پس پیش رہتے ہین اگر کنیز کا عقب مین حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہون فوراً تشریف لائیے گا اپنے سامنے جنازہ اُٹھوائیے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دینا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکنے کہا اے مادر مہربان انشاء اللہ تعالیٰ پروردگار آپ کو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپ کے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوش رُبا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ و کعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نظر کردۂ بزرگان دین آپ کی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار مین سامنے مادر مہربان کے لے جائینگے بزرگ محلات زلزالہ قاف ملکہ مہرگہر تاجدار کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمائیے گا ایک ایک شاہزادی آپ سے ملے گی جدہ ہماری ماہ اندر سبھی سے آپکی تعریفین کرینگی فرمائینگی سنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار ہمارے لیاقت کو ترقی دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہوگئے ہین سب آپکی ترقی عمر و بین دعائین کرتے ہونگے غازیون کی دعا بیکار نہوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوشربا ملاحظہ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار کے باغ باغ ہوگئین رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجائیے یہ کہکے رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے مرکب باد رفتار کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی خواجہ عمرو دیگر سرداران نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہی لشکر خیل خیل ذیل ذیل طرف میدان کارزار کے روانہ ہورہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین لباس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے پوچھا نانی امان طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے محل مین لالان خون قبا کے تشریف لیگئے تھے تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے رو کر جواب دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمھارے وارث کو استاد کا سمجھا یا برائے شکار روانہ کردیا صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی مکار و غدار کی آمد ہی خیال ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین اُنکے دشمنون کو گرفتار کرلے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلے گا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار قتل ہو جائینگے جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہوگا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر صفوف فوج کا جمنا لشکر ظفر اثر کا پڑاؤ پر تھمنا دشوار ہوگا اسواسطے اُنکو ٹال دیا کسی طرح بچائے تھے بروقت رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا اُنکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون کا نام لیا کہ وہ سب تمھارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سُنکر ملکہ مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی امان آپ نے بہت مناسب کیا کیا کہون خبر فراق سُنکر قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہی فقیر بلکہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون ہزارون جفائین سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اُٹھانے کی طاقت نہین رہی ایسے کلمات مصیبت آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار رو مین یہ اشعار زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

فروغ بخت خواہم فی مہر ہمگنان را	خواہم گشم بیک سو از مردمان عنان را	تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است
فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را	کو وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر	صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول	سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را	تا چند با محنت بر دل تو دلن مرا ام

یک جو رعایتے کن بیدردنا توان را	در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست	در فصل نوبہاران دوزنگ و خزان را
آور بروں زگوشت این پیہ غفلت	در درس نکتہ سنجان رکام کش زبان را	در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان
نبود کنار دریا درہائے بیکران را	مخفی بہ وام محنت گشتم اسیر آخر	چون مرغ نازپرورم کردہ آشیان را

آسوقت بارگاہ مین شور گریۂ وزاری بلند ہوا ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئین دیکھا ملکہ مہ جبین رو رہی ہی لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر تو ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل مین جاکر آرام فرمائین شہر یار برائے شکار تشریف لے گئے ہم برائے مقابلۂ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہین اگر زندہ پلٹے پھر آپ سے ملین گے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہین حضور بخوبی آگاہ ہین یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبراکر کہا آپ سب صاحبون کی رائے مین ہمکو کیا دخل ہی ہمتو بالکل بیکار مجبور ہونا چاہتی ہین آپ سب صاحبون کے واسطے دعا کیا کرتے ہین خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خونقبا کو محل مین پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئین ملکہ مہرخ نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محل نشین ولا نہوت جادو و اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کین و لرزان و زلزلہ و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوایا وزیر زادیان شاہزادیان گرد آکر ٹھہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی بتقاضاے آمد ملکہ صنعت سحر ساز مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمر بھی خیمۂ مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوے دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز تخت پر سوار پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال اُسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین اک ژوپ آتش فشان اُسپر کاٹھ کسا ہوا اُسمین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران خدا لیکن سب سوار کوئی پیدل ہمراہ نہین ہی اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ نہ چلے آئین باب دھوکا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا سب چاق و چوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب و ضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین بیچ مین میدان چھوڑ کر لشکر اپنا ایک جانب ٹھہرایا تخت سے اُتر کر گرد ان بارہ ہزار سرداران کے حصار سحر درست کیا اس خیال سے کہ میدان کارزار مین جاؤن سرداروں سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی عیار مکار آکر شریک لشکر ہو جائے تا بہ مرحلۂ

پہونچے ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے کہ عیاروں کا قریب آنا نہایت دشوار ہو ظلمات گیسو کشا کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار ہم میدان کارزار مین جاکر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیند و روند راہ گیر وغیرہ کو اپنے لشکر کے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو دلکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین اُسنے اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکۂ عالم داے خاتون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سُنی کہ میان باغبان قدرت کو بھی مین نے گرفتار کیا جانور بناکر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیاروں کے لیے بھی بخوبی انتظام ہوگیا ہم امیدوار ہین اب ملک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برائے عیاری تشریف نہ لائے بڑے حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے تھے خواجہ عمرو کا قول ہو کہ ہم ہوا بنکر آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے ہین لیکن ہمپر عیاری نہ ہوئی دیکھا حضور نے کنیز نے کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت سحر ساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت حقیقت مین تونے ایسا انتظام کیا کہ کسی سے نہوسکے گا عرض کی کئی مرتبہ سامان کیے بڑے بڑے دھوکے کھائے صاف ثابت ہوا عیاروں کا انتظام واجب و لازم ہو سردار سب دیکھے بھالے ہین جب قصد کیا گرفتار کرلیا آج جانبازی کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خدا و بدلقا کے سپرد کیا صنعت نے طاؤس بڑھا میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکل کر مقابلہ کرے لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسد نامور نہین ہی سمجھ گئی کہین اسکو چھپایا اے صنعت چشم زدن مین پیدا کرلونگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہو جیسے ہی صنعت نے نہیب دی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین درعنا اپنے طاؤس سے کود سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے کلام کرنے کا یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ حافظ و نگہبان ہو اُسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ مہرخ وغیرہ سے بغلگیر ہوکر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت نے سُرخ مو کو جو آتے دیکھا آواز دی اے سُرخ موے کاکل کشا تونے مجھکو پہچانا نہیں ملکہ صنعت سحر ساز قوت بازوے شہنشاہ طلسم ہوش رُبا اے ملکہ سُرخ مو کیون اپنے کو دام مصیبت مین پھنساتی ہو اب میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہو عیارون کو بھیجو اگر عیاری کرین جتنے بھروسے پر سلطنت ہزار پائی اُنکو ان کے گھروندے بنے مشیر و زیر قرار پائے ایک ہفتہ گذرا بھار کو گرفتار کرکے مین لے گئی خواجہ سلامت

ایک لمحہ بھر اپنے سردار کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو بہادر کو رہا نہ کیا سرخ مو نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہو اگر قضا ہی ہماری آچکی ہو تو بیت سرنی ہیچم زشمشیر جیب ؎ ہرچہ آید برسرمن بالنصیب مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہے کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے دکھلانے کو گولہ پھینکا سرخ مو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری ردوبدل ہوے صنعت غصے مین جا پڑی وہ سحر کامل سکا یعنے یا ساحری کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا سرخ مو زمین پر گری بیہوش ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑھکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخ مو کو صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر قفس مین بند کیا مثل طائر تو گرفتار قفس سحر مین یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادۂ خورشید زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیا کیا تڑپا کے چمک کے صنعت پر گرا لیکن صنعت پر تاثیر نہوئی سحر آخر مین صنعت نے یہ اندھیر کیا شاہزادۂ خورشید زرین سحر بھی اڑکھڑا کر گرا صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا استاد ان بخنور نے اس داستان حیرت بیان کو بصد شد و مد یون تحریر فرمایا ہے کہ آج دو پہر تک صنعت نے گیارہ سردار نامی و گرامی سحر کر کے گرفتار کیئے اسی طرح طائر بنائے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال نیر اعظم بصد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا ای ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر مابدولت کا تم نے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کر کے معرفت ملکہ حیرت خاتون شاہنشاہ عالیجاہ تابیر اصلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا بجاہ و جلال خداوندی ابکی مرتبہ آکر اگر کل کا یہی حال نہ کیا تو مجھکو ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے لشکر مین آکر ملی تخت اڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر و نخوت زبان پر بصد کرو فر طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق و چالاک وغیرہ چھپتے ہوے فرنگ کے قصد ہوا اسکے لشکر مین ملجائین پڑاو پر اپنے کو پہونچائین وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز پشت دیوار سے ہو فیار دور سے دیکھا کہ ایک مسافر آتا ہے آواز دی او آنے والے سایہ مین ہمارے لشکر کے نہ آنا یہ کہکے گولہ اٹھایا کہا او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولہ پڑتا ہے تجھ ایسے دس ہزار مار ڈالونگی کوئی دامنگیر نہوگا منہ ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخر بیچارہ برق فرنگی بجا گاڑہ کوہ مین چالاک جانسوز ضرغام موجود تھے اُنسے حال کہا چالاک نے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ ملعونہ تو اپنے قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا ای مہتر والا گہر اول مین استاد نے اس قدر عیاریان سپرکین کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو اپنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہے ہزار کی قربت

بھی نہین چاہتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درہ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گزرا چالنسور و ضرغام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی مسافر صنعت نے سحر کرکے قتل کیے جو سامنے آگیا اُسکو گولہ مارا دور تک عیارون نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخلہ کیا زندان مصیبت مین سرواران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر مین آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر مین جانا بہت مشکل ہی چالاک نے کہا کل انشاء اللہ اندر حصار کے جاکر صنعت کو مار ڈالین گے یہ کہکر چالاک و برق و چالنسور و ضرغام شیرول آپس مین صلاح کرکے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہین ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمر و مہترقران انشاء اللہ جلد ششم مین تحریر کرونگا حصہ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ بہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بہ مضمون ختم حصہ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قمر شکر خلاق کون مکان — نگارندۂ جزو نہ آسمان — فروزندۂ شمع مہر مبین
منور کن بزم قصر زمین — بتائید و لطف جہان آفرین — ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
ہون آگاہ اس بات سے ناظرین — یہ ہی حصہ دیگر پنجمین — بروز سعید و بہ اوقات سعد
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد — ہوا مہر مضمون نو کا طلوع — چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
فلک در پئے ظلم بیکار ہی — کہ صنعت سے درپیش پیکار ہی — ہین سرد اور مہرخ اسی ذکر مین
نکلتے ہین عیار بھی فکر مین — کیے خوب صنعت نے سامان سحر — بنے قصر افسون و ایوان سحر
کمیت قلم کی ہین طراریان — عمرو کی ہون تحریر عیاریان — در بدعت ظلم وا ہوئے
کہ کھل جائینگے حجرہ ہاے بلا — کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہی — کہ تاریک کا سحر اندھیر ہی — قمر تو سن کالک کی باگ روک
عدو سرکشی پر ہی لے اسکو ٹوک — ہراک سے ہی یہ التماس اے قمر — چھپائین مرے عیب کو سر بسر
نہ شاعر ہون مین ورنہ شاعر ہون — حقیر و ذلیل و گنہگار ہون — مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی — بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر — خطایم بہ پوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصہ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالیٰ تمام ہوا

واضح رائے ناظرین دالامقام دشتاقان خوش انجام ہو کہ یہ حصۂ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر ظفر اثر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بمقابلہ لقائے بے بقا فروکش ہو لقانے نامہ برائے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہو ابھی کوئی ساحر افراسیاب نے نہین بھیجا لقمہ روح دروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ انجمماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش و شاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج بشمار سمت ہوش رُبا روانہ ہوے ہین پہونچنا اُنکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوش رُبا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہو یعنے ملکہ صنعت سحر سازنے مرگھٹ پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہو چند سرداران مہرخ قید کر چکی ہو ہفتے کی مہلت دی ہو چالاک و جانسوز و ضرغام و برق فکر عیاری مین چل چکے ہین کہ جاکر کسی تدبیر سے اندر حصار سحر کے پہونچین سرداران نامی کو رہا کرین افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہو صنعت کو نامہ لکھکر بھیجا ہو کہ قتل و غارت مسلمانان مین تمکو اختیار ہو ما بدولت بھی وقت پر آنیگے صنعت سحر سازنے سرداران نامی و گرامی کو ملکہ مہرخ کے قید کیا ہو اول عیاری مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مردہ بنکے اندر حصار سحر کے پہونچنا آخر مین بچانے جانا اور گرفتاری عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمر و بن امیہ نامدار کی وہ لعاب بکے برات لیکر بشکل فرزند تاجدار جادو نا ظلم طلسم ہوش رُبا جانا اندر حصار سحر صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا مہتر قران کا بشکل سرفروش جادو پہونچنا تا بہ قصر ملکہ صنعت حیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے خجرہ بلاے اول کا کھلنا اور آمد مشعل جادو و عیاری خواجہ عمر و سحر کو کب اور لڑنا مشعل جادو کا اور مجروح قبض ہونا جملہ سردارون کی و عیاری خواجہ عمر و و ذکر قتل مشعل جادو و بربادی کنیزان سامری بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات چہار دست و ذکر آمد نیرنگ گیرنگ برادران و حیرت و سوسن زبان و رازدایۂ ملکہ حیرت و عیاری خواجہ عمر و و آمد ملکہ تاریک صورت کش و دیگر حالات حجرہ ہاے بلا و جنگ ایرج کہ سمت طلسم ہوش رُبا چلے ہین و نیز حالات جنگ صاحبقران مہان و مہاجران افراسیاب لشکر زرد شاہ باختری و دیگر حالات جلد ششم ہوش رُبا بشرط حیات انشاء اللہ تعالیٰ لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہاے بلا و دیگر داستانہاے دلچسپ رنگین اس جلد ششم کی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر کے شایع ہونے مین بہت جلدی کر رہا ہو البتہ بعض امورات جو اختیار راقم سے باہر ہین اُن مین مجبور و ناچار ہو لیکن بہت جلد

انشاء اللہ تعالیٰ بہ جلد ہفتم تحریر کرکے ملاحظۂ مشتاقان والا مقام میں پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اس زمانے میں بعد سال بھر کے قلعہ تحت الشعاع میں جہاں کا حاکم زال جادو ہوا ایک جلسہ ہوتا ہے تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش ربا کے قلعۂ مذکور پر جاکر جمع ہوتے ہیں زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہے کہ اس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائیں بمقدمۂ مشعل جادو حاکم حجرۂ بلائے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شروط گھولنے حجرہ بلاکے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لائیگا ضرور مشعل جادو پہلو نشین سامری جو دو برس سے محبت سامری جمشید میں ایک حجرہ بناکر زمین میں اپنے کو دفن کرا چکا ہے تشریف لائیگا پس اسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش ربا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال رہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم میں لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام والاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش ربا

طبع گشتہ چو نسخۂ بیمثل	دافع رنج و فکر و حزن و ملال	نظم این رشک نظم فردوسی	نثر این بہ ز بوستان خیال
متفکر شدم چو در دل خود	ای قلم من برای مصرع سال	این ندا آمد از لب احباب	گلشن پنجم از ان علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علی خان صاحب بہیرہ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا اوکا شف رمز طلسم دلکشا	مرحبا منشی لقب احمد حسین نامور	داستان گوئے امیر حمزہ صاحبقران	
خوش بیان و خوش کلام و خوش خصال خوشنسیر	واہ کیا تصنیف کی ہے یہ کتاب لاجواب	جمع ہیں حسین مضامین خیالی سربسر	
جب بیان ہوتا ہے یہ فسانۂ فرحت فزا	ہوش میں بیہوش آتے ہیں یہ طرفہ ماجرا	طبع جب ہونے لگی یہ داستان باستان	
فکر سال عیسوی دل میں ہوئی المختصر	ای محمد لکھدیا یہ مصرعۂ تاریخ طبع	پاک ہے جو ز قرآن سے یہ گلستان قمر	۱۲۹۱

قطعہ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوش ربا	شدہ مطبوع طبع اہل مذاق	منشی فکر با بہ سال نوشت	شاہد فکر و شہرۂ آفاق ۱۲۹۱

قطعہ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علی خان صاحب متخلص بہ حشر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے ہیں گم ہوش بشر کے اسے سنکر	بیجا نہیں نام اسکا اگر ہوش ربا ہے
ہاتھوں میں بصد شوق لیے نقد دل و جان	ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہے
غش ہوتے ہیں حساد بھی اس طرز بیان پر	یہ طرز بیان سحر ہے اعجاز ہے کیا ہے
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے پکارا	کیا ہوش ربا شہرۂ آفاق لکھا ہے

۱۲۹۱

قطعہ تاریخ رنجتۂ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیرین سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب میر علی جعفر صاحب متخلص بہ کثیر

احمد حسین منشی ذی اقتدار ہین — لکھا طلسم ہوش رُبا عاشقانہ ہی
یکتا ہین نظم و نثر کے فن مین وہ خوش بیان — عالم مین اُنکی مدح و ثنا غائبانہ ہی
سعدی و انوری و ظہوری کا ہی یہ قول — اس رنگ خاص مین تو قلم اب یگانہ ہی
حاسد کی مدح سے طبع رواں ہو تیز — انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہی
دفتر نہین جواہر مضمون کا ہی یہ گنج — قارون کی کب بساط مین ایسا خزانہ ہی
شیرانہ ہی اسد کی لڑائی کسی جگہ — بالکل کمین یہ سحر کا سب کارخانہ ہی
آمد ہی اس طرح کہین افراسیاب کی — جادو کا تخت و دوش صبا پر روانہ ہی
نازان ہی اپنی چادر نیلی پہ چرخ پیر — باران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہی
آمد کہین ہی کوکب رخشندہ ضمیر کی — برّان سحر سازی کے فن مین یگانہ ہی
عیاریان عمرو کی دکھاتی ہین فطرتین — ساحر بھی تیر مکر کا انکے نشانہ ہی
یون فکر طبع سال مین دل نے کہا کثیر — اب تو جہان مین ہوش رُبا یہ فسانہ ہی ۱۳۰۲

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہی اسکو جناب قمر نے خوب رقم — طلسم ہوش رُبا ہی طلسم ہوش رُبا
یہ کلک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی — جدید خوب چھپا ہی طلسم ہوش رُبا ۱۳۰۲

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ روشن

رقم نمود بہ خوش داستان جناب قمر — بہ نثر اہل کمال است و خوش بیان شاعر
زروے بام فلک اہ روشن ندا آمد — طلسم ہوش رُبا طبع شد بہ دنیا در ۱۳۰۲

تقریظ ریختہ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ فہم شعر

تا شاد دیکھیے مدت سے جس یوسف کا شہرہ تھا — وہ مضمون بنکے آج آیا ہی بازار معانی مین

تفسیر خوانان مصحف تہذیب اخلاق و سبحہ گردان تسبیح رفق و وفاق کدھر ہین اِدھر آئین چشم انصاف بین بین جواہر شناسی کی عینک لگائین دیکھین آج تجلی گاہ معانی و شبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و مشعلہ تاریکی سوز سے بالعینہ طور پر نور کلیم اللہ ہی۔ وادی ایمن بلند پروازی و سینای انشا پردازی کس آتش افروز جمال نازک خیالی کی تجلی بخش طلیع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہی۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہی کہ

بطار و نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو ید بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہی۔ خط گل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آنکھ بھی پائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر صفحۂ قرطاس پر آتے آتے کاف و نون بنجاتے ہین خامۂ معجز بیان عصاے حضرت موسی کا اعجاز دکھاتا ہی بسطور عبارت کو اژدرہاے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہی یہ آواز قرأت زبان قاری سے نکلکر بانگ لن ترانی کو مات کرتی ہی۔ صداے درجانب سامع پرندے ارنی کا ہر روپ بھرتی ہی پیشانی قرطاس پر الف اللہ ہی یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مدورین یا حضرت موسی کی چشم حیران سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہی جسکی خوبی کا ڈنکا اساتذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے نہین دیتا حروف ہین یا آئینہ جلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقابل جملے آلی فصاحت کے عدن۔ فقرے غزالان مطالب کے ختن۔ مصرع گلہاے متانت کے گلزار۔ اشعار مشک ذہانت کے نافہ بسطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہی بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل مع بتپرستان ہی۔ آفرین نشی آسمان شیرین بیانی۔ سرو فتر جریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب تمنی احمد حسین قمر مجنون نے اس قصۂ عجیب و غریب بجرنا پیدا کنار کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند کرکے سحر سازان مضامین آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخہ جواہر نگاہ ہی یا صحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہی یا رحل نظر کا فران۔ ہر حرف نقش و نگار گلستان پر حرف رکھکر نقش فروغ جگانیوالا۔ ہر نقطہ حال روے حسینان کو بے نقط سنا کر اپنی خوبی کو نقطۂ انتخاب بنانے والا جملے جملہ محاسن نثاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے کل خوبیون پر نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین تراشے فلک عاری۔ نظم معلے پر نظم پروین ہزار جان سے واری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنیوالے اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے۔ بندون کی ردیف مین زبان عطارد بند۔ رباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند۔ قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ کرنے مین برق۔ ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعواے انا الشرق ہی۔ اب ہم اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک خیال و ناشر ناصری مثال کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شربا لگائے برف مین ساقی صراحی مولا

اس حقیر بیچدان کی نثر خوانی و داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہو تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والامقام بہ عنایت رب الانام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیازمند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس انشا پردازی کے ساتھ اس حصۂ دوم کو لکھا اب یہ خوشچین نثاران ناظرین باتمکین سے امیدوار ہو کہ میری خطائین دامن لطف سے چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق و شوق التماس ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک عجیب داستان ہر دل عزیز اور ضخیم ہی جسکے معائنہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص کے مطالعہ سے محروم و مغموم تھا۔ کارخانہ نے اس مرنبرگ کا انصرام اپنے ذمہ لیا اور اس پوری داستان کے ترجمہ و طبع کا انتظام کرلیا اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کو چک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم توزج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین منجملہ انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپکر تیار ہوا اور برابر فروخت ہو رہا ہو اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہو اور باقی ہر سہ دفتر صندلی نامہ و توزج نامہ و لعل نامہ کے بھی ترجمہ ہونے کا اہتمام ہو رہا ہی۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ ماہرہمہ دان منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ استاذ داستانگویان منشی احمد حسین قمر مرحوم نے از جانب مطبع فرمایا تھا۔ داتان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین اور نوبت طبع پہنچی آئی چنانچہ طلسم ہوش رُبا کی جلد پنجم کا یہ حصۂ دوم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب الارشا و مالکان مطبع و باہتمام کیسی داس سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا چھاپکر تباہ مارچ ۱۹۳۱ء طبع ہو کر پسند عام ہوا

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا